www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

ضیاء القرآن

جلد چہارم

پیر محمد کرم شاہ ایم اے (الازہر) سجادہ نشین بھیرہ

ضیاء القرآن پبلیکیشنز
گنج بخش روڈ ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق ضیاء القرآن پبلی کیشنز محفوظ ہیں

مطبع	ــــــ	تخلیق مرکز پرنٹرز لاہور
کتابت	ــــــ	اقبال اکبر۔ عبدالرحمٰن ناصر۔ خوش محمد ناصر
طبع	ــــــ	بشکریہ تاج کمپنی لمیٹڈ۔ کراچی
ڈوگرافی	ــــــ	حاجی رحیم بخش (الف آر پروسیسنگ)
تعداد	ــــــ	تین ہزار
تاریخِ طباعت	ــــــ	رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ
ناشر	ــــــ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔ لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	سورۃ الاحزاب	۵
۲	سورۃ سبا	۱۰۷
۳	سورۃ فاطر	۱۳۷
۴	سورۃ یٰسٓ	۱۶۵
۵	سورۃ الصّٰفّٰت	۱۹۵
۶	سورۃ صٓ	۲۲۳
۷	سورۃ زمر	۲۵۵
۸	سورۃ مومن	۲۸۷
۹	سورۃ حٰمٓ السجدہ	۳۲۷
۱۰	سورۃ شوریٰ	۳۵۹
۱۱	سورۃ زخرف	۳۹۷
۱۲	سورۃ الدّخان	۴۳۱
۱۳	سورۃ الجاثیہ	۴۴۷
۱۴	سورۃ الاحقاف	۴۶۷
۱۵	سورۃ محمّد	۴۹۹
۱۶	سورۃ فتح	۵۲۳
۱۷	سورۃ حجرات	۵۷۵
۱۸	سورۃ قٓ	۶۰۵
۱۹	سورۃ الذّٰریٰت	۶۲۳
۲۰	سورۃ الطّور	۶۴۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فہرست نقشہ جات

نمبر شمار		صفحہ
۱	عہدِ نبوت میں عرب قبائل کے علاقے	۱۸
۲	نقشہ جنگِ خندق	۲۲
۳	صحرائے الاحقاف	۴۹۰
۴	نقشہ متعلقہ سورۃ الاحقاف	۴۹۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف

سورۃ الاحزاب

نام : اس سورۂ پاک کا نام الاحزاب ہے۔ جو اس سورت کی آیت ۲۰ میں مذکور ہے۔ نیز اس میں غزوۂ احزاب کا تفصیلی تذکرہ ہے، جو نتائج کے اعتبار سے ایک فیصلہ کن جنگ تھی۔ اس لیے اس سورت کو اسی نام سے معنون کیا گیا۔ اس میں نو رکوع، تہتر آیتیں اور ایک ہزار دو صد اسی کلمات اور پانچ ہزار سات صد نوے حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : یہ سورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس میں جن واقعات کا تذکرہ ہے یعنی غزوۂ احزاب، بنی قریظہ اور نکاح حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا، وہ اس بات کی شہادت دے رہے ہیں کہ اس کا نزول ۵ھ میں ہوا۔

مضامین : اس سورۂ مبارکہ میں تاریخ اسلام کے اہم واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ عرب کے جاہلانہ رسم و رواج میں دُور رس اور انقلابی نوعیت کی اصلاحات کی گئی ہیں۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خانگی زندگی کے کئی گوشوں کو آشکارا کیا گیا ہے۔ ازواجِ مطہرات اور خاندانِ رسالت کو خصوصی ہدایات اور ارشادات فرمائے گئے ہیں۔ مسلم معاشرہ میں مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کو روکا گیا ہے۔ پردہ کے نظام کو بروئے کار لانے کے لیے ابتدائی ہدایات دی گئی ہیں۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا گیا ہے۔ اِن تمام اُمور نے اس سورت کو بڑی اہمیت بخش دی ہے۔ ہر چیز کا تفصیلی بیان تو اپنے اپنے مقام پر آئے گا۔ اس تعارف میں صرف اجمالی اشارات کیے گئے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ قارئین کرام سورت کا مطالعہ کرنے سے پہلے ان امور کو اپنے ذہن میں محفوظ کر لیں اور جب ان کے تفصیلی ذکر کے مقام سے ان کا گزر ہو تو وہ بے خبری میں ہی نہ گزر جائیں بلکہ وہاں توقف کریں، غور و تدبر کریں اور قرآن کریم کی روشنی سے اکتسابِ نور کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔

اس سورت کے آغاز میں عہدِ جاہلیت کی رسوم و عادات پر ضرب کاری لگائی گئی ہے لیکن اس سے پہلے یہ فرمایا کہ بندۂ مومن پر لازم ہے کہ اپنے خداوند ذوالجلال کے ہر حکم کی بے چُون و چرا تعمیل کرے اور اگر ایسا کرتے ہوئے اُسے لوگوں کی ملامت کا ہدف بننا پڑے یا لوگوں کی برہمی اور مخالفت کا سامنا کرنا پڑے تو ذرا نہ گھبرائے بلکہ اپنے ربِ کریم پر توکل کرے اور اپنے سارے کام اس کے سپرد کر دے اس سے بہتر کارساز اور کون ہو سکتا ہے۔ ساتھ ہی یہ نکتہ بھی بیان کر دیا کہ دل ایک ہی ہوتا ہے یا اس دل میں دُنیا اور اہلِ دُنیا کی محبت خیمہ زن ہوگی یا خدا کی بندگی کا جذبہ اپنا پرچم لہرائے گا۔ ان دو میں سے ایک کا انتخاب ناگزیر ہے۔ اگر انسان کے پہلو میں دو دل ہوتے تو ممکن تھا کہ ایک دل میں خدا اور دُوسرے میں دُنیا کو وہ جگہ دے دیتا۔ اور یک وقت دو ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کشتیوں میں سوار رہ سکتا لیکن دل صرف ایک ہے اب یہ تمہاری مرضی چاہے اسے بیت اللہ بنا دو چاہے اسے دنیا کی آلائشوں کے سپرد کر دو۔

اس اثر آفرین اور دلنشین تمہید کے بعد عہدِ جاہلیت کی دو رسموں کا قلع قمع کر دیا۔ اس وقت یہ رواج تھا کہ اگر کسی کی زبان سے اپنی بیوی کے بارے میں یہ لفظ نکل جاتے کہ تُو میرے لیے میری ماں کی طرح ہے تو وہ ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جاتی یہ بالکل لغو بات تھی صرف زبان ہلا دینے سے ایک عورت اس کی ماں کیسے بن سکتی ہے۔ اس لیے اس رسم کو باطل قرار دیا لیکن بیوی کو ماں کہنا بھی بڑے درجے کی حماقت ہے اس لیے ایسا کہنے سے بھی روک دیا اور اس قسم کی غیر ذمہ دارانہ گفتگو کرنے والے پر کفارہ ادا کرنا لازم قرار دے دیا۔ تفصیل اپنے مقام پر آئے گی۔

دوسرا رواج ان میں یہ تھا کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے بیٹے کو اپنا متبنّٰے بنا لیتا تو وہ ہر لحاظ سے اس کا حقیقی بیٹا شمار ہوتا حقیقی بیٹے کے تمام حقوق اور سب مراعات اسے حاصل ہو جاتیں۔ وہ وراثت میں حصہ دار بن جاتا۔ اس کی بیوی متبنّٰے بنانے والے پر حرام ہو جاتی۔ گھر کی مستورات کے ساتھ اس کا اختلاط حقیقی بیٹے کی طرح بے تکلفانہ اور بے حجابانہ ہوتا۔ یہ قبیح رسم طرح طرح کی قبیح اور اخلاقی قباحتوں کا سبب بن کر رہ گئی تھی۔ متوفی کے حقیقی وارث جدی جائیداد سے محروم ہو جاتے اور ایک اجنبی لے پالک سب کچھ ہڑپ کر جاتا۔ ایک اجنبی نوجوان بے حجابانہ وقت بے وقت جب آنے جانے لگتا تو اس طرح کئی اخلاقی قباحتیں جنم لینے لگتیں۔ اس لیے ضروری تھا کہ اس قبیح رسم کی بیخ کنی کر دی جاتی لیکن صدہا سال سے یہ رسم چلی آ رہی تھی۔ اس کی جڑیں وہاں کی سوسائٹی میں بڑی گہری ہو چکی تھیں لہٰذا ناگزیر تھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود عملی طور پر اس رسم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتے۔ چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنّٰی تھے انکی زوجہ حضرت زینب سے بعد طلاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نکاح فرما کر اس قبیح رسم کا خاتمہ کر دیا۔ اگرچہ بدفطرت لوگوں نے طوفانِ بدتمیزی برپا کیا، لیکن حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آفتاب سے تابندہ تر زندگی اور سیرت کے سامنے وہ فتنہ اپنی موت آپ مر گیا۔

غزوۂ اُحد میں گھاٹی کے تیراندازوں کی فروگزاشت کے باعث مسلمانوں کو سخت جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ کفارِ مکہ کے دلوں میں اپنی بالادستی کا خیال جم گیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں۔ صحرائی بدو قبائل نے بھی جب مسلمانوں کے جانی نقصانات کا پتہ چلا تو انہوں نے بھی شرارتیں شروع کر دیں۔ مدینہ طیبہ میں یہودیوں کے جو قبائل بنی نضیر اور بنی قُریظہ آباد تھے باوجود دوستی کے معاہدوں کے وہ بھی مسلمانوں کو آنکھیں دکھانے لگ گئے۔ مسلمانوں کے ایک دستے نے لاعلمی سے بنی عامر کے دو آدمی مار ڈالے۔ ان کی دیت میں حسبِ معاہدہ بنی نضیر کو بھی اپنا حصہ ادا کرنا تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے محلہ میں تشریف لے گئے اور انہیں اپنا حصہ ادا کرنے کے لیے کہا، وہ بظاہر بڑے احترام سے پیش آئے اور ایک مکان کی دیوار کے نزدیک حضور کو بٹھایا۔ چھت پر چکی کا ایک بھاری پاٹ رکھا تھا۔ انہوں نے سازش کی کہ چپکے سے کوئی آدمی اوپر چڑھ جائے اور اس کو نیچے پھینک دے۔ ان کا ارادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرنے کا تھا۔ جبرئیل امین نے حسبِ حکمِ الٰہی فوراً مطلع کر دیا۔ حضور وہاں سے اُٹھ کر چلے آئے۔ بنی نضیر کو اس غدر کے باعث حکم دیا کہ وہ دس دن کے اندر مدینہ سے نکل جائیں۔ عبداللہ بن اُبی کی انگیخت پر پہلے تو وہ اکڑ گئے اور مدینہ چھوڑنے سے صاف انکار کر دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے محلہ کا محاصرہ کر لیا۔ کوئی منافق ان کی امداد کے لیے نہ آیا۔ آخر انہوں نے جان بخشی کی التجا کی جو قبول کر لی گئی اور ایک ایک اونٹ پر جتنا گھریلو سامان وہ لے جا سکتے تھے، انہیں لے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ یہ لوگ خیبر اور وادی القریٰ میں جا کر آباد ہو گئے۔ انہوں نے مشرکین عرب کو مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لیے اکسایا اور عرب کے بدو قبائل کے پاس بھی ان کے وفد گئے۔ انہیں بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ دس بارہ ہزار کے لشکر نے ایک چھوٹی سی بستی پر حملہ بول دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو نامراد و خاسر کیا اور اپنے رسول مکرم کو فتح مبین عطا فرمائی۔ تفصیل حالات آیات کے ضمن میں مذکور ہیں۔ اس سے ایک تو یہ فائدہ ہوا کہ کفار کے خبارہ سے ہمیشہ کے لیے ہوا نکل گئی پہلے وہ حملہ آور تھے اور مسلمان صرف دفاعی جنگ لڑ رہے تھے۔ اب مسلمان آگے بڑھ کر حملہ کرنے کی پوزیشن میں ہو گئے اور کفار صرف دفاع اور وہ بھی "بے دلی" سے کرنے پر قانع ہو گئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس رجز اعلان فرما دیا: "لن تغزوکم قریش بعدعامکم ھذا لکنکم تغزونھم" یعنی آج کے بعد قریش تم پر لشکر کشی نہ کر سکیں گے، اب تم ہی ان پر لشکر کشی کرو گے۔

دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ منافق بے نقاب ہو گئے۔ اس نازک مرحلہ میں انہوں نے جس بزدلی اور بے دلی کا ثبوت دیا، اس سے ان کو بے نقاب کر دیا۔ اب مسلمان ان کو خوب پہچان گئے اور ان کی اذیت رسانیوں سے محتاط ہو گئے۔ تیسرا فائدہ یہ ہوا کہ بنی قریظہ یہودی قبیلہ جس کے مسلمانوں کے ساتھ عہد و پیمان تھے اس نے جنگ کے دوران میں عہد شکنی کی اور دشمن کے ساتھ مل گیا، لیکن حضور کی حکمت عملی سے مشرکین اور یہود کی اجتماعی کوششیں ناکام ثابت ہوئیں۔ آخر کار یہ قبیلہ بھی کیفر کردار کو پہنچا۔ تفصیلات اپنے اپنے مقام پر آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے دشمنانِ حق کے دلوں پر اسلام کی دھاک بٹھا دی۔ عرب کے سارے قبائل سہم گئے۔ ان کے دل میں مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے جو فاسد خیالات وقتاً فوقتاً پیدا ہوتے رہتے تھے، وہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئے۔ مدینہ طیبہ کی فضا یہود کی اذیت رسانیوں سے محفوظ ہو گئی۔

عام طور پر سیاسی رہنماؤں کی خانگی زندگی اور پبلک زندگی الگ الگ ہوا کرتی ہے۔ ان میں بین تضاد پایا جاتا ہے۔ وہ دوسروں کو سادگی اور کفایت شعاری کی تلقین کرتے ہیں اور ان کے اپنے گھروں میں تکلفات اور سامانِ عشرت کی بھرمار ہوتی ہے۔ وہ لوگوں کو اعلیٰ کردار اور پاکیزہ سیرت کی تلقین کرتے ہیں، لیکن اُن کے اہلِ خانہ کا دامن غفلت، سہل انگاری اور طرح طرح کی آلودگیوں سے لوث ہوتا ہے لیکن رہبر انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں دنیا کی آسائشیں اور آرائشیں عزیز ہیں تو پھر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول کے گھر کی زینت نہیں بن سکتی ہو۔ سارے خاندانِ نبوت کے لیے اخلاق، عبادات، تزکیہ باطن اور پاک نفسی کا ایک مخصوص منشور پیش کیا جا رہا ہے، انہیں ان کے مقامِ رفیع کا احساس دلا کر اس کی عظیم ذمہ داریوں کو نبھانے کا تاکیدی حکم دیا جا رہا ہے۔

پردے کا جو حکیمانہ نظام قرآن کریم سارے مسلم معاشرہ میں نافذ کرنا چاہتا ہے اس کے ابتدائی احکامات بھی یہاں ذکر کر دیئے گئے ہیں لیکن کردار کی بلندی، اخلاق کی پاکیزگی، عباداتِ الٰہی میں ذوق و شوق صرف خانوادۂ نبوت تک ہی محدود نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے ہر مرد و زن کو جن خوبیوں سے متصف ہونا چاہیے آیت ۳۵ میں بڑی تفصیل سے ان کو بیان کر دیا گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان تمام امور کے علاوہ اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جن خصوصی انعامات عظیم احسانات اور غیر متناہی کمالات سے سرفراز فرمایا ہے ان کو بڑے دلفریب انداز میں اس سورت میں بیان کر دیا گیا تاکہ جن و انس بلکہ ساری کائنات کو پتہ چل جائے کہ وہ ہستی جو قرآن کریم جیسی عظیم البرکت کتاب لے کر تشریف لائی ہے، جو اسلام جیسے دینِ فطرت کی داعی بن کر آئی ہے جس نے نوعِ انسانی کو قیامت تک کے لیے شریعت بیضاء کی صورت میں ایک جامع ضابطۂ حیات مرحمت فرمایا ہے اس کی شان اپنے بھیجنے والے کی بارگاہ میں کیا ہے تاکہ کوئی کند ذہن کسی تاویل سے اللہ تعالےٰ کے محبوبِ مکرم کی رفعتِ شان کا انکار نہ کر سکے۔ فرمایا: وہ اللہ تعالےٰ کا فرستادہ اور خاتم النبیین ہے۔ اس سراجِ منیر کے افقِ وجود پر طلوع ہونے کے بعد چراغوں ستاروں اور چاند کی روشنی کی ضرورت نہیں رہی۔ اب کوئی نیا نبی نہیں بھیجا جائے گا۔ نیز فرمایا کہ وہ سب صداقتوں کی سچائی کا گواہ ہے۔ اس کا وجود، اس کی صفات، اس کے اقوال، اس کے اعمال، اس کے سارے احوال اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ یہ سراجِ منیر بن کر تشریف لایا ہے۔ پھر فرمایا: میں اور میرے فرشتے سب اس کی ثنا گستری کر رہے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی میرے محبوب رسول پر، قائدِ انسانیت پر، اس آفتابِ عالمتاب پر درود و سلام بھیجا کرو۔

ان کے علاوہ کئی دلآویز حقائق ہیں جو اپنے اپنے مقام پر پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے استفادہ کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الاحزاب مدنی ہے — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس کی آیتیں ۷۳، اس کے رکوع ۹

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اے نبی (مکرم! حسب سابق) ڈرتے رہیے اللہ تعالیٰ سے ۲ اور نہ کہنا مانیے کفار اور منافقین کا ۳ بے شک اللہ تعالیٰ

۱ اس مبارک سورت کا آغاز یٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ کے پُرجلال کلمات سے کیا گیا ہے براہِ راست اس خصوصی خطاب کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں چند ایسی اصلاحات کا حکم دیا جا رہا ہے جو قدامت پرست اہلِ عرب کے رسم و رواج کے سراسر خلاف تھیں۔ معاشرہ میں جب کوئی غلط رواج پکڑ جاتا ہے اور پشت ہا پشت سے لوگوں کا اس پر تعامل ہوتا ہے تو اسے ایک تقدس اور احترام حاصل ہو جاتا ہے وہ لوگوں کی عقیدت کا مرکز بن جاتا ہے اور وہ اس بارے میں اتنے جذباتی ہو جاتے ہیں کہ اس میں کسی اصلاح اور ترمیم کو برداشت نہیں کرتے۔ اور کسی بڑی سے بڑی ہستی کو بھی اس میں ردّ و بدل کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ قوموں کی اصلاح کا بیڑا اٹھانے والوں کے لیے سب سے صبر آزما لمحے وہی ہوتے ہیں جب وہ اپنی قوم کے غلط اور مضرت رساں رسم و رواج کے خلاف علمِ جہاد بلند کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سورت میں عرب کے قدامت پسند معاشرہ اور ان کے غلط رواجوں کی اصلاح کرنا مقصود ہے اور قوم کے شدید ردِّ عمل کا اندیشہ ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خصوصی طور پر خطاب فرما کر چند ہدایات سے سرفراز کر رہے ہیں۔ تاکہ حضورؐ کے خلاف کذب و افتراء کے جو طوفان اُٹھنے والے ہیں، ان میں آپ ثابت قدمی اور استقامت کا مظاہرہ کریں۔

دوسرے انبیاء کو ہمیشہ ان کے نام سے مخاطب کیا جاتا ہے یا آدم، یا نوح یا ابراہیم۔ اے آدم، اے نوح، اے ابراہیم۔ لیکن اپنے حبیب کو جب بھی خطاب فرمایا تو نام سے نہیں بلکہ اسمِ وصفی سے۔ اس سے مقصود حضورؐ کی عظمتِ شان اور جلالتِ قدر کا اظہار ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مفسرین نے لکھا ہے: نَادَاهُ جَلَّ وَعَلَا بِوَصْفِهِ دُوْنَ اِسْمِهِ تَعْظِيْمًا لَّهُ وَ تَفْخِيْمًا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تعظیم و تکریم اور اظہارِ شان کے لیے وصفِ نبوت سے یاد فرمایا اور نام لے کر ندا نہیں دی۔

صاحب لسان العرب لفظ "نبی" کی تحقیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ اس کے ماخذ اشتقاق کے متعلق اہل لغت کے تین قول ہیں۔ (۱) یہ نَبَأٌ سے مشتق ہے (۲) یا نَبْوَةٌ سے (۳) یا نَبَاوَةٌ سے مشتق ہے۔ پہلے قول کے مطابق نَبِیٌّ بروزنِ فَعِیلٌ بمعنی مُفْعِلٌ مُخْبِرٌ ہوگا یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا ہو۔

علامہ جوہری اور فراء دونوں کی رائے یہی ہے کہ یہ نَبَأٌ سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا۔

الجوهری: والنَّبِيُّ المُخْبِرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِاَنَّهٗ اَنْبَأَ عَنْهُ وَهُوَ فَعِيْلٌ بِمَعْنٰى مُفْعِلٌ۔

قَالَ الْفَرَّاءُ: النَّبِيُّ هُوَ مَنْ اَنْبَأَ عَنِ اللّٰهِ فَتُرِكَ هَمْزُهٗ

اور اگر اس کا ماخذ اشتقاق النَّبْوَةُ یا النَّبَاوَةُ ہو تو اس کا معنی ہے بلند اور اونچی چیز کیونکہ نبی دوسروں سے ہر

لحاظ سے ارفع و اعلیٰ ہوتا ہے اس لیے اُسے نبی کہتے ہیں۔ وَاِنْ اُخِذَ مِنَ النَّبْوَةِ وَالنَّبَاوَةِ وَهِيَ الْاِرْتِفَاعُ عَنِ الْاَرْضِ اَوْهِيَ الشَّيْءُ الْمُرْتَفِعُ اَیْ اِنَّهٗ اَشْرَفُ عَلٰی سَائِرِ الْخَلْقِ۔ (لسان العرب)

لیکن علامہ اصفہانی نے مزید تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبأ ہر خبر کو نہیں کہا جاتا بلکہ صرف اس خبر کو نبأ کہتے ہیں جس میں یہ تین اوصاف ہوں (۱) فائدہ مند ہو (۲) اہم اور عظیم ہو (۳) اور ایسی ہو کہ اس کے سننے سے علم یا کم از کم غلبۂ ظن حاصل ہو۔ اَلنَّبَأُ ذُوفَائِدَةٍ عَظِيْمَةٍ يَحْصُلُ بِهٖ عِلْمٌ اَوْغَلَبَةُ ظَنٍّ وَلَا يُقَالُ لِلْخَبَرِ فِي الْاَصْلِ نَبَأٌ حَتّٰى يَتَضَمَّنَ هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ الثَّلَاثَةَ۔

اس لفظ پر تفصیلی بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اَلنُّبُوَّةُ سِفَارَةٌ بَيْنَ اللّٰهِ وَبَيْنَ ذَوِي الْعُقُوْلِ مِنْ عِبَادِهٖ لِاِزَاحَةِ عِلَلِهِمْ فِي اَمْرِ مَعَادِهِمْ وَمَعَاشِهِمْ وَالنَّبِيُّ لِكَوْنِهٖ مُنَبِّئًا عَمَّا تَسْكُنُ اِلَيْهِ الْعُقُوْلُ الذَّكِيَّةُ وَهُوَ يَصِحُّ اَنْ يَكُوْنَ فَعِيْلًا بِمَعْنٰى فَاعِلٍ وَاَنْ يَكُوْنَ بِمَعْنَى الْمَفْعُوْلِ: (المفردات) یعنی نبوت اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان پیغام رسانی کو کہتے ہیں جس سے ان کی دُنیا اور عقبےٰ کی بیماریاں دُور ہوتی ہیں اور نبی کیونکہ ایسی باتوں سے آگاہ کرتا ہے جس سے عقلِ سلیم کو تسکین ہوتی ہے۔ اس لیے یہ فاعل اور مفعول دونوں معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

شاید انہی تحقیقات کے پیشِ نظر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قدس سرہٗ نے اَلنَّبِیُّ کا ترجمہ غیب کی خبریں دینے والا کیا ہے۔ مولانا بدر عالم نے بھی نبی کا یہی معنی ذکر کیا ہے۔ ترجمان السنہ۔ جلد سوم صـ ۱۴۴

۲ تقویٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شعار تھا۔ حضور کے دامنِ تقدس پر کسی ناپسندیدہ فعل کی گرد تک بھی نہیں پڑی تھی، جس پر پرہیز کا حکم دیا جا رہا ہو۔ اس لیے اس ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ اے حبیب! جس طرح آج تک آپ نے تقویٰ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اسی طرح اب بھی ہمیشہ کی طرح بڑی استقامت کے ساتھ راہ تقویٰ پر گامزن رہیے۔ اَلْمَقْصُوْدُ الدَّوَامُ وَالثَّبَاتُ عَلَيْهِمَا (روح المعانی)

۳ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کفار و منافقین کے ساتھ بھی بڑے لطف و کرم سے پیش آیا کرتے اور ان کی دلداری کا خیال رکھتے۔ اس سے انہیں یہ غلط فہمی ہو گئی کہ اب اگر وہ کوئی صلاح و مشورہ دیں گے تو حضور قبول کر لیں گے۔ چنانچہ جنگ اُحد کے بعد ابوسفیان، عکرمہ اور ابوالاعور مدینہ میں آئے اور عبداللہ بن اُبی کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ پہلے انہوں نے امان طلب کی اس کے بعد خدمتِ اقدس میں حاضری دی اور کچھ معروضات پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ ان لوگوں کی معیت میں عبداللہ بن ابی۔ طُعْمَہ بن اُبَیرق بھی چلے آئے۔

اثنائے گفتگو ابوسفیان وغیرہ نے کہا کہ آپ لات، منات، عزیٰ ہمارے معبودوں کے خلاف کہنا ترک کر دیجیے اور اعلان کر دیجیے کہ یہ بُت بھی شفاعت کریں گے اور جو لوگ ان کی پُوجا کرتے ہیں یہ اُن کو بچا لیں گے۔ تو ہم آپ سے اور آپ کے رب سے اس کے بعد کوئی تعرض نہیں کریں گے۔ ان کا یہ بیہودہ اور لغو مشورہ سن کر حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سخت کوفت ہوئی۔ حضرت عمر بھی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ عرض کرنے لگے، یارسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے کہ میں ان (گستاخوں) کے سر قلم کر دوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

www.KitaboSunnat.com

كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۱﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ

خوب جاننے والا، بڑا دانا ہے۔ اور پیروی کرتے رہیے جو وحی کیا جاتا ہے آپ کیطرف اپنے رب کیجانب سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۲﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿۳﴾

جو کچھ تم کرتے رہتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے ۴ اور (اے محبوب!) بھروسہ رکھیے اللہ پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپکا) کارساز ۵

مَّا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ ۚ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ

نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کے لیے دو دل اس کے شکم میں ۶ اور نہیں بنایا اس نے تمہاری بیویوں

الَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۚ

کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں ۷ اور نہیں بنایا اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے فرزند

نے فرمایا کہ میں انہیں پہلے امان دے چکا ہوں۔ پھر اُن کو حضور نے مدینہ طیبہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ کفار اور منافق اس قابل نہیں کہ ان کی بات مانی جائے۔ آپ صرف ان احکام کی پیروی فرمایئے جو علیم وحکیم خدا نے آپ پر نازل فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جو تمہاری انفرادی، اجتماعی، سیاسی اور معاشی ضرورتوں سے باخبر ہے اور اس کا ہر حکم حکمتوں سے پُر ہے۔ ایسے علیم وحکیم خدا کی فرمانبرداری سے ہی تم دونوں جہانوں میں سُرخرو ہو سکتے ہو۔

۴ آپ صرف ان احکام کی پابندی کریں جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی آپ پر نازل فرمائے ہیں اور وہ تمہارے عمل کو جانتا ہے۔

۵ باقی رہیں کفار کی دھمکیاں اور منافقین کی ریشہ دوانیاں اور شرارتیں تو آپ ان کی قطعاً پروا نہ کریں، اپنے رب پر بھروسہ کریں۔ اپنے سارے کام اسی کے سپرد کر دیں، اس کارساز کی تائید و نصرت کے بعد آپ کو کسی بداندیش کی ایذا رسانی کا ہرگز کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے۔

۶ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو دو ہاتھ، دو پاؤں، دو کان اور دو آنکھیں دی ہیں لیکن دل صرف ایک ہی دیا ہے۔ یہاں متضاد خیالات اور عقائد کی گنجائش نہیں۔ ایک دل میں ایک ہی عقیدہ سما سکتا ہے یا انسان خدا کا بندہ بن جائے یا اسے چھوڑ کر غیر کی بندگی اختیار کرلے۔ یہ ناممکن ہے کہ آپ کفر اور اسلام دونوں کے علمبردار بنے رہیں، حق اور باطل دونوں سے رشتۂ عقیدت جوڑے رکھیں۔ زندگی کے اس پُرشور سمندر کو دو کشتیوں میں سوار ہو کر جو عبور کرنا چاہتا ہے وہ غرق ہو جاتا ہے یا صدیق و فاروق کی صف میں شامل ہو جاؤ یا ابولہب اور ابوجہل کی سنگت اختیار کرلو۔ عبداللہ بن اُبی جیسے منافق لوگوں کی یہاں قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔

۷ یہ بتا دینے کے بعد کہ یہاں دو رنگی کی گنجائش نہیں۔ اسلام کو من وعن اس کے سارے تقاضوں کے ساتھ قبول کرنا ہوگا یا

کتاب و سنت کے روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝۴

یہ صرف تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ تو سچی بات کہتا ہے اور وہ ہدایت دیتا ہے سیدھی راہ پر چلنے کی ۸

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ

بُلایا کرو انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے۔ یہ زیادہ قرینِ انصاف ہے اللہ کے نزدیک۔ اگر تمہیں علم نہ ہو ان کے باپوں کا تو پھر

فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ

وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں ۹ اور نہیں ہے تم پر کوئی گرفت جو تم

اسے چھوڑ دینا ہوگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ تم دورِ جاہلیت کے غلط رسم و رواج کو بھی اپنائے رکھو اور مسلمانی کا دم بھی بھرتے رہو۔ اس وضاحت کے بعد اب دورِ جاہلیت کے قبیح رسم و رواج میں اصلاح کا آغاز ہوتا ہے۔

ان کے ہاں ایک رواج یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یوں کہتا: اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ کہ تو مجھ پر اس طرح ہے جس طرح میری ماں کی پشت۔ ان الفاظ کو طلاق شمار کیا جاتا۔ اور وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی۔ اسلام نے اس کی اصلاح کی اور فرمایا کہ یوں ہی زبان سے کہہ دینے سے حقیقت نہیں بدل جایا کرتی کسی کو ماں کہہ دیا تو وہ ماں بن گئی؟ اس لیے ان الفاظ سے بیوی کو طلاق نہیں ہوتی۔ لیکن اسلام کے شائستہ معاشرہ میں اس قسم کا اندازِ گفتگو از حد ناپسندیدہ ہے، اس لیے ایسا کہنے والے پر اسلام نے کفارہ ادا کرنا ضروری قرار دیا۔ ظہار کے مسائل کی تفصیل سورۃ المجادلہ میں بیان کی جائے گی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

۸ اسی طرح ان کے ہاں یہ رواج بھی تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنا متبنّٰے بنا لیتا تو اسے حقیقی بیٹے کی طرح اس متبنّٰے بنانے والے کی طرف منسوب بھی کیا جاتا اور اس متبنّٰے کو وہ تمام حقوق حاصل ہو جاتے جو حقیقی صلبی بیٹے کے ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ بات حقیقت کے سراسر خلاف تھی، دوسرا اس سے طرح طرح کی پیچیدگیاں اور الجھنیں پیدا ہو جاتیں۔ کئی مستحق لوگوں کی حق تلفی ہوتی اور خاندان کے افراد میں تلخیاں پیدا ہو جاتیں، اس لیے اسلام نے اس رواج کو بھی منسوخ کر دیا اور بتا دیا کہ کسی کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ دینے سے وہ حقیقت میں تمہارا بیٹا نہیں بن جاتا۔

۹ اس آیت میں اللہ تعالیٰ حکم دیتے ہیں کہ جب انہیں بلاؤ تو ان کو ان کے حقیقی باپوں کی نسبت سے بلاؤ۔ انہیں ان لوگوں کا بیٹا کہہ کر مت پکارو جنہوں نے انہیں متبنّٰے بنایا ہے اور اگر تمہیں ان کے حقیقی باپوں کا علم نہیں ہے، تو پھر وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔ انہیں بھائی یا دوست کہہ کر پکارو۔ عربی زبان میں وہ لڑکا جسے اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے اسے الدعیّ کہتے ہیں۔ اس کی جمع الادعیاء ہے جو یہاں مذکور ہے۔ اس کا مصدر الدعوۃ ہے۔

اس آیت سے اپنے نسب کی حفاظت کا حکم بھی دیا گیا ہے اور اس بات سے سختی سے روک دیا کہ کوئی شخص دانستہ اپنے آپ کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

أَخْطَأْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵

نادانستہ کر بیٹھو ۔ البتہ وہ کام جو تمہارے دل قصداً کرتے ہیں (ان پر ضرور گرفت ہوگی) اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔

کسی غیر کا بیٹا کہے۔ علامہ قرطبی نے اس موقع پر بہت سی احادیث نقل کی ہیں جن میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے ۔

ف گفتگو میں جو بات ارادہ اور نیت کے بغیر زبان سے نکل جائے ۔ اس پر مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ البتہ جو خلافِ شرع باتیں تم جان بوجھ کر قصداً کروگے اس کی سزا تمہیں ضرور دی جائے گی اگر غلطی کرنے کے بعد تمہیں ندامت ہو اور تم سچے دل سے توبہ کرلو، تو تمہاری توبہ قبول ہوگی ۔ بیشک اس کی بخشش بڑی عام ہے اور اس کا دامنِ رحمت بڑا وسیع ہے ۔

تمام علماء تفسیر کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ کے حق میں نازل ہوئی ۔ یہ شام کے باشندے تھے ۔ تجارت کے چند سواروں کا ادھر سے گزر ہوا، یہ ابھی بچے ہی تھے انہوں نے انہیں پکڑ لیا۔ اپنے ساتھ لائے اور انہیں فروخت کردیا۔ حکیم بن حزام بن خویلد نے جو اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے انہیں خرید لیا اور خرید کر اپنی پھوپھی صاحبہ کو خدمت پیش کیا۔ حضرت اُمّ المؤمنین نے زید کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ حضور نے انہیں آزاد کردیا اور اپنا متبنّٰی بنالیا۔

زید کے والد حارثہ اپنے لڑکے کے فراق میں دیوانہ ہوگئے اور اس کی تلاش میں مُلک مُلک کی خاک چھان ماری ۔ اپنے بیٹے کے فراق میں جو قصیدہ انہوں نے لکھا اُسے پڑھ کر آج بھی دل پسیج جاتا ہے ۔ چند شعر آپ بھی ملاحظہ فرمائیے اور ایک ہندو کی بلاغت اور اس کے درد و سوز سے آگاہی حاصل کیجیے ۔

بَكَيْتُ عَلٰى زَيْدٍ وَلَمْ أَدْرِ مَا فَعَلْ ۔۔۔ أَحَيٌّ فَيُرْجٰى أَمْ أَتَى دُوْنَهُ الْأَجَلْ

میں زید کے فراق میں روتا رہتا ہوں، مجھے اس کے حال کا کوئی علم نہیں ۔ کیا وہ زندہ ہے تاکہ اس کے لوٹ آنے کی اُمید کی جائے یا موت کی آغوش میں سو چکا ہے ۔

تُذَكِّرُنِيْهِ الشَّمْسُ عِنْدَ طُلُوْعِهَا ۔۔۔ وَتَعْرِضُ ذِكْرَاهُ إِذَا غَرْبُهَا أَفَلْ

سورج جب طلوع ہوتا ہے تو وہ اسکی یاد تازہ کردیتا ہے اور جب وہ غروب ہونے لگتا ہے تو پھر بھی اسکی یاد مجھے ستانے لگتی ہے ۔

وَإِنْ هَبَّتِ الْأَرْيَاحُ هَيَّجْنَ ذِكْرَهُ ۔۔۔ فَيَا طُوْلَ مَا حُزْنِيْ عَلَيْهِ وَمَا وَجَلْ

جب ہوائیں چلتی ہیں تو اس کی آتشِ شوق کو بھڑکا دیتی ہیں، اس کی جدائی میں میرا غم اور اس کے متعلق میرے اندیشوں کا سلسلہ کتنا طویل ہے ۔

سَأُعْمِلُ نَصَّ الْعِيْسِ فِي الْأَرْضِ جَاهِدًا ۔۔۔ وَلَا أَسْأَمُ التَّطْوَافَ أَوْ تَسْأَمُ الْإِبِلْ

میں اپنی اعلیٰ نسل کی سانڈنی کو زمین میں چلاتا رہوں گا اور نہ میں اسکی تلاش میں طواف کرنے سے تھکوں گا اور نہ ہی میری اونٹنی ۔

www.KitaboSunnat.com

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ اَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ ؕ وَ

نبی (کریم) مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ اُنکے قریب ہیں [11] اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں [12] اور

حَیَاتِی اوتَأَتی عَلَیَّ منیّتی فَکُلّ امرءٍ فانٍ وَاِنْ غَرَّہُ الْاَمَلُ

مجھے اپنی زندگی کی قسم! میں اس کی تلاش جاری رکھوں گا حتیٰ کہ میری موت آجائے۔ ہر شخص فانی ہے۔ اگرچہ اُمید اسے دھوکہ میں رکھے۔

حارث اپنے بھائی کے ہمراہ بچے کو تلاش کرتا ہوا مکہ آیا اور یہاں اپنے نورِ نظر کو دیکھ کر ان کی خوشی کی کوئی حد نہ رہی۔ حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہ ہمارا بچہ ہے، آپ اس کا فدیہ لے لیجیے اور اسے ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیجیے۔ حضور علیہا الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اگر یہ بچہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو کوئی فدیہ لیے بغیر اسے تمہارے ساتھ جانے کی اجازت دی جائے گی۔ تم اسے اختیار دے دو چاہے یہاں رہے یا اپنے وطن لوٹ جائے۔ انہوں نے زید کو اختیار دے دیا۔ خوش بخت زید نے اپنے وطن واپس جانے پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کو پسند کر لیا۔ حضور نے بھی ازراہِ بندہ پروری زید کو اپنا متبنّٰے بنا لیا۔ اس روز کے بعد زید کو زید بن حارثہ کے بجائے زید بن محمد (صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم) کہا جانے لگا۔

قرآن کریم کی جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو سب سے پہلے زید کو اپنے باپ کی طرف منسوب کیا جانے لگا اور انہیں پھر سے زید بن حارثہ کہہ کر پکارا جانے لگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی نے زید کے بخت خفتہ کو بیدار کر دیا۔ یہی وہ زید ہیں جنہیں اس لشکر کا سپہ سالار بنایا گیا جو قیصرِ روم کی پیشقدمی کو روکنے کے لیے سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا۔ ان کی قیادت میں اس روز بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ تھے حتیٰ کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یہی وہ زید ہے جس نے غزوہ موتہ میں دو لاکھ دشمن کی سپاہ کے مقابلہ میں لشکرِ اسلام کی قیادت کی اور اسلام کے پرچم کو بلند رکھنے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔ مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کے صدقے میں تاجِ شہادت نصیب ہوا۔ اسی آقا کی نظرِ کرم نے ان کے نام کو دائمی ذکر کو جاوداں بنا دیا۔ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلےٰ من احبہ واطاعہ وسلم وبارک اللّٰھم اجعلنا منھم۔ امین

[11] اللہ تعالیٰ اس تعلق کی کیفیت اور نوعیت بیان فرماتے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے غلاموں کے ساتھ ہے۔ بتایا تمہاری خیر خواہی، اصلاحِ احوال، فلاحِ دارین اور تم پر لطف وکرم فرمانے میں میرا محبوب تم پر تمہارے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان اور شفیق ہے۔ جتنا میرے نبی کو تمہاری عزت، خوشحالی، اخلاقی برتری کا خیال ہے تمہیں خود بھی اپنا اس قدر خیال نہیں۔ اس حقیقت کی وضاحت ایک دوسری آیت میں بھی کر دی گئی ہے: عزیزٌ علیہ ما عنتّم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم یعنی جو چیز تمہارے لیے تکلیف دہ ہے وہ انہیں بھی بڑی گراں گزرتی ہے، وہ تمہارے متعلق حریص ہیں اور اہلِ ایمان کے لیے بڑے مہربان اور رحیم ہیں۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ اسے بھی پڑھیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: اِنّما مَثَلِیْ وَمَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ استوقد نَاراً فجعلتِ الدَّوَابُّ وَالفَرَاشُ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.FaizeSunnat.com

اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ

قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں، کتاب اللہ کی رُو سے عام

يَحْجُزُنَ عَنْهُ وَاَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ وَاَنْتُمْ تَقْتَحِمُونَ فِيهِ (قرطبی) یعنی میری اور میری اُمت کی حالت اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی ہو اور مختلف جانور اور پروانے اس میں گرنے کے لیے دوڑتے چلے آرہے ہوں۔ میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ رہا ہوں اور تم اس میں گرنے پر اصرار کر رہے ہو۔

صحیح بخاری کی یہ حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله تعالیٰ علیه وسلم قال مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰى بِهٖ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضَيَاعًا فَلْيَاْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاهُ۔

یعنی کوئی ایسا مومن نہیں جس کا دُنیا و آخرت میں میں والی نہیں۔ اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو النبی اولیٰ بالمومنین الآیہ اور جو مومن فوت ہو اور اپنے پیچھے مال چھوڑ جائے تو اس کے قریبی رشتہ دار اس کے وارث ہوں گے اور جو مومن قرضہ وغیرہ چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آئے، میں اس کا والی ہوں۔

حضور کی شانِ کریمی پر انسان قربان جائے کتنی شفقت اور محبت کا اظہار فرمایا جا رہا ہے۔

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہمارے ساتھ ایسا تعلق ہے، حضور کی خیر خواہی اور لطف و کرم کا یہ عالم ہے تو پھر حیف ہے ہم پر اگر ہم حضور کی شریعت کو چھوڑ کر اپنے نفسوں کی خواہشات کی پیروی میں لگ جائیں، اپنے دوستوں کو خوش کرنے کے لیے اعلیٰ حکام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہم اپنے نبی پاک کی اطاعت سے سرتابی کریں۔ نیز اسلامی حکومتوں اور قانون سازاداروں کو بھی اس امر کا پورا پورا احساس ہونا چاہیے کہ وہ کس رؤف و رحیم کا دامن چھوڑ رہے ہیں اور کس کی اطاعت کو اپنا شعار بنا رہے ہیں۔ وكونه عليه السلام اولىٰ بالمؤمنين من انفسهم اى آرأف بهم واعطف عليهم اذ هو يدعوهم الى النجاة وانفسهم تدعوهم الى الهلاك۔ یعنی حضور کے اولیٰ بالمومنین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حضور ان پر ان کے نفسوں سے بھی زیادہ مہربان اور شفقت کرنے والے ہیں کیونکہ حضور انہیں نجات کی طرف بلاتے ہیں اور انکے نفس انہیں ہلاکت کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت سہل فرماتے ہیں: مَنْ لَمْ يَرَ نَفْسَهٗ فِیْ مِلْكِ الرَّسُوْلِ وَلَمْ يَرَ وِلَايَتَهٗ عَلَيْهِ فِیْ جَمِيْعِ اَحْوَالِهٖ لَمْ يَذُقْ حَلَاوَةَ سُنَّتِهٖ: یعنی جو شخص اپنے آپ کو حضور کا غلام نہ سمجھے اور اپنے تمام حالات میں اپنے آپ پر حضور کی حکمرانی تسلیم نہ کرے، اس نے سُنّت کی شیرینی کا مزہ ہی نہیں چکھا۔

حضور رسالتمآب علیہ التحیات والتسلیمات کی ازواج مطہرات کی عزت افزائی فرمائی جا رہی ہے کہ یہ مسلمانوں کی مائیں ہیں اس تعلق کے باعث ہر مومن کا فرض ہے کہ ان کا اسی طرح احترام کرے جس طرح اپنی ماں کا احترام کرتا ہے۔ اگر ان جسمانی ماؤں

کاتب و ملت کو وقف نور لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

Free KitaboSunnat.com

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ

مومنوں اور مہاجرین سے ۱۳؎ مگر یہ کہ تم کرنا چاہو اپنے دوستوں سے کوئی بھلائی (تو اسکی اجازت ہے) یہ

ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ

(حکم) کتاب (الٰہی) میں لکھا ہوا ہے ۱۴؎ اور (اے حبیب!) یاد کرو جب ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا اور

مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا

آپ سے بھی اور نوح، ابراھیم، موسیٰ اور عیسےٰ ابن مریم سے بھی ۱۵؎ اور ہم نے ان

کا احترام نہ کرنے والا رحمت الٰہی سے محروم ہو جاتا ہے تو جو بدنصیب اپنی روحانی ماؤں کے متعلق گستاخیاں کرنے سے باز نہیں آتے انہیں اپنے حشر کا ابھی سے اندازہ کر لینا چاہیے۔

۱۳؎ ہجرت کے بعد وارث کا مہاجر ہونا ضروری تھا اگر کوئی شخص دار حرب میں رہ جاتا، تو وہ ورثہ سے محروم کر دیا جاتا۔ نیز ہجرت کے بعد مہاجرین اور انصار میں جو بھائی چارہ قائم کیا گیا تھا وہ بھی کچھ عرصہ کے لیے وراثت کا سبب بنا رہا۔ لیکن بعد میں ان عبوری احکام کو منسوخ کر دیا گیا اور ورثہ کی تقسیم قریبی رشتہ داروں کے درمیان محصور کر دی گئی۔

۱۴؎ وراثت کے متعلق تو صراحۃً یہ بتا دیا گیا کہ یہ وارثوں کا حق ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے کسی محسن یا دوست کی خدمت کرنا چاہتا ہے، تو اُسے بھی موقع دیا گیا کہ مال کے تیسرے حصّہ تک اس کے لیے وصیّت کر سکتا ہے جس کی تفصیل سورۂ نساء میں گزر چکی ہے۔ کتاب سے مُراد قرآنِ کریم بھی ہو سکتا ہے اور لوحِ محفوظ بھی جس میں تکوینی اور تشریعی امور تفصیل سے درج کر دیئے گئے ہیں

۱۵؎ انبیاء کرام علیہم السّلام سے یہ پختہ وعدہ لیا گیا کہ تبلیغِ دین کی جو ذمہ داری انہیں سونپی گئی ہے۔ اس میں وہ سرِ مُو غفلت نہیں کریں گے۔

پہلے اجمالاً جملہ انبیاء کا ذکر فرمایا۔ بعد میں چند اولوالعزم رسولوں کے نام کی تصریح کر دی جو صاحبِ کتاب اور صاحبِ شریعت تھے۔ ان میں سب سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا ذکر فرمایا تاکہ حضور کی عظمت و شوکت کا اظہار ہو جائے۔ نیز اس امر کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ اگرچہ حضور کی بعثت تمام انبیاء کے بعد ہوئی، لیکن تخلیق میں اوّلیت کا شرف حضور فخر الاوّلین والآخرین کو ہی حاصل ہے۔

چنانچہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے جب اس آیت کا مطلب پُوچھا گیا تو حضور نے فرمایا:

"کنت اولھم فی الخلق وآخرھم فی البعث"

یعنی پیدائش میں مَیں سب سے پہلے تھا اور بعثت میں سب نبیوں کے بعد۔

www.KitaboSunnat.com

مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ

سب سے پختہ عہد لیا تھا۔ یہ کہ (آپ کا رب) پوچھے سچوں سے انکے سچ کے متعلق اور اس نے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

تیار کر رکھا ہے کافروں کے لیے دردناک عذاب۔ اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کے احسان کو ۱۶ جو اس نے

۱۶ ان آیات میں اس تائید اور عنایت کی طرف اشارہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے غزوۂ خندق میں مسلمانوں کو سرفراز فرمایا تھا۔ ان آیات کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے ان نازک حالات کا جائزہ لینا ازحد اہم ہے جن سے مسلمانوں کو واسطہ پڑا تھا، اس لیے اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا پس منظر پیش خدمت ہے۔

مدینہ طیبہ میں یہود کے دو مشہور قبیلے آباد تھے بنی نضیر اور بنی قریظہ۔ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ منورہ میں پہنچتے ہی ان سے دوستی کا معاہدہ کر رکھا تھا لیکن ان کے دلوں میں اسلام سے عداوت کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے۔ وہ ہر ایسے موقع کی تلاش میں رہتے جب کہ وہ اپنی اس باطنی خباثت کا مظاہرہ کر سکیں۔ غزوۂ احد میں جب گھاٹی پر متعین تیر اندازوں کی عجلت اور غلطی کے باعث اسلامی لشکر کو سخت جانی نقصان ہوا، تو یہود کے حوصلے بڑھ گئے۔ دوستی کے معاہدہ کے باوجود بنی نضیر نے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شہید کرنے کی ناپاک سازش کی جس میں وہ بری طرح ناکام ہوئے۔ اس عہد شکنی اور غداری کے باعث حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں مدینہ طیبہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن ابی نے انہیں جا کر شہ دی کہ وہ اپنے گھروں میں ڈٹے رہیں۔ اگر لڑائی کی نوبت آئی تو وہ اپنی جمعیت کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرے گا اور اس نے یقین دلایا کہ دوسرے کئی بدو قبائل بھی ان کی امداد کے لیے مدینہ پر دھاوا بول دینگے، اس لیے بنی نضیر نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا اور صاف صاف کہلا بھیجا کہ ہم اپنے گھروں کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ آپ سے جو کچھ ہو سکتا ہے کر گزریئے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مہلت کی مدت ختم ہوتے ہی ان کا محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ بن اُبی دبک کر اپنے گھر میں بیٹھا رہا۔ کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ ان کے دوش بدوش کھڑا ہو کر مسلمانوں کا مقابلہ کرے۔ جب بنی نضیر نے حالات کو اپنی توقع کے خلاف پایا تو انہوں نے مدینہ طیبہ چھوڑنے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ چنانچہ تین آدمیوں کو ایک اونٹ پر جتنا سامان وہ لاد سکتے تھے لاد کر لے جانے کی حضورؐ نے اجازت دے دی۔ بنی نضیر جلاوطنی کے بعد کچھ خیبر میں آکر آباد ہو گئے اور بعض وادی القریٰ میں فروکش ہو گئے۔ لیکن انہوں نے یہاں آکر بھی اسلام کے خلاف سازش کرنی شروع کر دی۔ ان کا ایک وفد جس میں سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق۔ سلام بن مشکم اور حیی بن اخطب، قبیلہ بن نضیر سے اور بنی وائل سے ابوعمارہ شریک تھے، مکہ پہنچا اور قریش کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف جنگ پر اُبھارنا شروع کیا اور انہیں یقین دلایا کہ وہ اس جنگ میں ان کے ساتھ ہوں گے۔ یہاں تک کہ اسلام اور بانیٔ اسلام کو ختم کر کے دم لیں گے۔ قریش نے ان سے پوچھا کہ اے علماءِ یہود! تم صاحبِ کتاب ہو اور علم و فضل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں تمہارا مقام بہت اُونچا ہے۔ تُم جانتے ہو کہ محمد (فداہٗ ابی و امی) سے ہم برسرِ پیکار ہیں۔ ہمیں ذرا یہ تو بتاؤ کہ ہم راہِ راست پر ہیں یا وہ۔ یہودی وفد نے کہا: تمہارا دین ان کے دین سے بہتر ہے اور اُن سے کہیں زیادہ تم راہِ حق پر گامزن ہو۔ بیوقوف اتنی سی بات پر خوشی کے مارے آپے سے باہر ہو گئے۔ چنانچہ وہ بھی اس معاہدہ میں شریک ہو گئے اور مسلمانوں کو نیست و نابود کر دینے کا عزم کر لیا۔

اس وفد کی مُلاقات جب ابوسفیان سے ہوئی تو اُس نے ان کا بڑا پُرتپاک خیر مقدم کیا اور انہیں کہا کہ ہمارے نزدیک سب سے پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو محمد (فداہ روحی) کی عداوت پر ہمارے ساتھ معاہدہ کرتے ہیں۔ یہودی اور کیا چاہتے تھے اُنہوں نے ابوسفیان کی اس آمادگی کو دیکھ کر کہا کہ آپ قریش میں سے پچاس سردار چُن لیں اور آپ بھی اُن میں ہوں پھر ہم سب جا کر کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر اور اپنے سینے کعبہ کی دیواروں کے ساتھ ملا کر وعدہ کریں کہ ہم پیغمبرِ اسلام کی عداوت میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں گے، اور جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ رہا وہ اسلام کے خلاف جنگ جاری رکھے گا۔ چنانچہ قریش کے پچاس سرداروں اور یہودیوں کے اس وفد نے کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر اسلام اور مُسلمانوں کو ختم کرنے کا معاہدہ کیا۔ (مظہری)

یہاں سے وہ بنی غطفان کے پاس پہنچے، انہیں اسلام کے خلاف خوب بھڑکایا۔ قریش کے ساتھ جو طے پایا تھا اُسے بھی خوب نمک مرچ لگا کر بیان کیا اور ساتھ ہی یہ لالچ بھی دیا کہ اگر تم اس جنگ میں ہمارا ساتھ دو گے تو ہم خیبر کے باغات کی کھجوروں کا سارا پھل اس سال تمہاری نذر کریں گے۔ چنانچہ بنی غطفان کا سردار عُیینہ بن حصین اپنے قبیلے سمیت اس سازش میں شریک ہو گیا۔ عُیینہ نے اپنے دوست قبائل بنی اسد، بنی مُرّہ۔ اشجع کو بھی اس جنگ میں شرکت کی دعوت دی جو اُنہوں نے قبول کر لی۔

قریش کے لشکر کا کمانڈر ابوسفیان تھا۔ غطفان اور اسکے حلیف قبیلوں کا پرچم عُیینہ کے ہاتھ میں تھا۔ اس طرح یہ دس بارہ ہزار کا لشکرِ جرار مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لیے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دینے کے لیے روانہ ہوا۔ سرزمینِ عرب میں اتنا عظیم لشکر آج تک کسی نے نہیں دیکھا تھا۔

اللہ تعالےٰ کا محبوب بھی اپنے دُشمنوں کے عزائم سے بے خبر نہیں تھا۔ مختلف قبائل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جو غلام تھے اُنہوں نے ساری تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔ حضور نے صحابہ کرام کو مشورہ کے لیے طلب فرمایا۔ حالات بڑے نازک تھے۔ ایک چھوٹی سی بستی پر اتنے لشکرِ جرار کی یلغار کیسے روکی جائے؟ جب کہ اس بستی میں بھی مار ہائے آستین کی کمی نہ تھی۔ حضرت سلمان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! ہمارے مُلک فارس میں جب دُشمن یُوں حملہ کرنے کی نیّت سے دھاوا بول دیتا، تو ہم اپنے شہر کے اردگرد خندق کھود کر اس کی پیشقدمی کو روک دیتے تھے۔ ارشاد ہو، تو مدینہ طیبہ کے اردگرد خندق کھود دی جائے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس تجویز کو بہت پسند فرمایا اور شہر کی اس جانب جدھر سے چڑھائی کا خدشہ تھا، خندق کھودنے کے لیے نشانات لگا دیئے گئے۔ ہر دس آدمی کو چالیس گز خندق کھودنے کا فریضہ سونپا گیا۔ خندق کھودنے کے کام میں سب مُسلمان شریک تھے، کوئی بھی مستثنےٰ نہ تھا۔ فخرِ دو جہاں، سرورِ کون و مکان اپنے دستِ مبارک میں کُدال لیے اپنے غلاموں کے دوش بدوش خندق کھودنے میں مصروف تھے اور مٹی اٹھا اٹھا کر باہر پھینک رہے تھے۔ صحابہ کرام کہتے ہیں کہ شکمِ مُبارک کے بال مٹی سے اَٹ گئے تھے اور جلدِ مُبارک دکھائی نہیں دیتی تھی۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جاڑے کا موسم تھا۔ غضب کی سردی تھی۔ صحابہ کرام بھوک سے نڈھال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں، تھکاوٹ سے چُور ہیں، لیکن اپنے محبوب قائد کے ارشاد کی تعمیل میں سرگرمِ عمل ہیں۔ شمعِ توحید کے ان پروانوں کو اللہ تعالےٰ کے پیارے حبیب نے جانبازی اور فدائیت کا یوں مظاہرہ کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا:

اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَ الْمُھَاجِرَہ

یعنی زندگی تو آخرت کی زندگی ہی ہے۔ میرے پروردگار انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔

اپنے حق میں یہ دُعائیں کر صحابہ کرام پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی، کیف و سرور سے بے خود ہو کر یہ گانے لگے:

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

یعنی ہم منزلِ عشق و محبت کے وہ مسافر ہیں جنہوں نے اپنے ہادی و مُرشد کے دستِ مُبارک پر اس بات پر بیعت کی ہے کہ ہم جب تک زندہ رہیں گے کلمۂ حق کو بلند کرنے کیلئے مصروفِ جہاد رہیں گے۔

نبی مکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی اپنے شیریں اور دلنواز لہجہ سے اپنے ایک غلام حضرت عبداللہ بن رواحہ کے یہ شعر بھی پڑھتے: ؎ اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلّینا

فانزلن سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

یعنی اے میرے مولا کریم! اگر تیری مہربانی نہ ہوتی تو ہم راہِ ہدایت پر گامزن نہ ہوتے، نہ ہم زکوٰۃ دیتے اور نہ ہمیں نماز کی توفیق ملتی۔ اے اللہ! ہم پر اطمینان و سکون نازل فرما اور اگر ہمارا مقابلہ دُشمنوں سے ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

عمرو بن عوف کہتے ہیں کہ میں، سلمان، حذیفہ، نعمان بن مقرن المزنی اور چھ انصاری اپنے حصّہ کی چالیس گز خندق کھود رہے تھے، تو اتفاق سے ایک چٹان آگئی۔ ہم نے سارا زور لگایا، بڑے جتن کیے لیکن وہ نہ ٹوٹی۔ میں نے حضرت سلمان سے کہا کہ آپ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کریں تاکہ جو ارشاد ہو اس پر عمل کیا جائے۔ حضرت سلمان خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور چٹان کے متعلق گزارش کی کہ ہمارے بازو شل ہو گئے ہیں۔ ہماری کدالیں کُند ہو گئی ہیں لیکن وہ ٹوٹنے کا نام نہیں لیتی۔ یہ سُن کر حضور خود اُٹھے اور اس جگہ کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر حضرت سلمان کے ہاتھ سے گینتی پکڑی اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر ضرب لگائی۔ اس سے اتنی روشنی پیدا ہوئی جیسے کسی نے گھُپ اندھیرے میں اچانک چراغ جلا دیا ہو۔ اور اس کا تیسرا حصّہ ٹوٹ کر الگ جا گرا۔ حضور نے فرمایا اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الشام۔ مجھے مُلک شام کی کُنجیاں دے دی گئیں۔ دُوسری مرتبہ پھر حضور نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ضرب لگائی، پھر اسی طرح روشنی نمودار ہوئی اور تیسرا حصّہ ٹوٹ گیا۔ حضور نے فرمایا: اللہ اکبر اعطیتُ مفاتیح فارس۔ مجھے مُلک ایران کی کُنجیاں بخش دی گئیں۔ تیسری مرتبہ چوٹ لگائی، باقیماندہ چٹان بھی ریزہ ریزہ ہو گئی اور حضور نے فرمایا اللہ اکبر اعطیت مفاتیح الیمن۔ مجھے یمن کی کُنجیاں مرحمت کر دی گئیں۔ اسی طرح نبی مکرّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ضربوں سے نہ صرف اس چٹان کو پارہ پارہ کر دیا، بلکہ دُنیا کی دو بڑی عالمی طاقتوں روم اور ایران کے سنگین قلعوں کو بھی ہلا کر رکھ دیا اور ان ممالک کی فتح کی نوید بھی اپنے غلاموں کو سُنا دی ظاہری حالات کی نزاکت کسی سے مخفی نہیں۔ سارا عرب اُمڈ کر آ رہا ہے۔ مدینہ کا ماحول بھی سازگار نہیں۔ یہاں بھی یہودیوں اور منافقوں کی ایک بھاری جمعیت موجود ہے۔ فوج کے لیے نہ ساز و سامان ہے اور نہ خوراک کا معقول انتظام ہے۔ ان حالات میں جب بظاہر دُشمن کے سر پر دست

www.KitaboSunnat.com

حملہ کے پیشِ نظر اپنی سلامتی بھی مشکوک ہو اتنی عظیم مملکتوں کی فتح کی بشارت صرف اللہ تعالےٰ کا پیارا رسول ہی دے سکتا ہے جس کی نگاہ نبوّت کے سامنے مستقبل کے واقعات بھی صاف دکھائی دے رہے ہیں۔

یہاں ایک اور بات غور طلب ہے۔ حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم نے بشارت دیتے ہوئے ہر بار یہ فرمایا: اُعْطِیْتُ کہ مجھے ان ملکوں کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اور سب جانتے ہیں کہ یہ ملک حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فتح ہوئے اور حضور کی یہ بشارت پوری ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت فاروقِ اعظم حضور نبی کریم کے خلیفہ برحق تھے اسی لیے جو ممالک آپ کی خلافت کے زمانہ میں فتح ہونے والے تھے انہیں حضور نے اپنی ذات کی طرف منسوب فرمایا۔ اگر آپ خلیفۂ برحق نہ ہوتے بلکہ غاصب اور ظالم ہوتے جیسے بعض نادان لوگ کہا کرتے ہیں تو اس بشارت کا قطعاً کوئی محل نہ ہوتا۔ کبھی کوئی شخص اپنے دشمن اور مخالف کی فتوحات کو اپنی طرف منسوب نہیں کیا کرتا۔ ہمیشہ انہوں کی فتوحات اور انہیں کے کارناموں کو اپنی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جن ملکوں کی فتح کا وعدہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے کیا تھا اس وعدہ کا خلافتِ فاروقی میں پورا ہونا آپ کے خلیفہ برحق ہونے کی اتنی روشن دلیل ہے کہ کسی حق پسند اور منصف مزاج کو کسی دوسری دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

یہ روایت صرف اہلِ سنّت کی کتابوں میں ہی نہیں تاکہ کوئی یہ کہہ کر اپنے دل کو بہلا لے کہ یہ سنّیوں کی گھڑی ہوئی روایت ہے بلکہ شیعہ حضرات کی صحیح ترین حدیث کی کتابوں میں موجود ہے جس سے خلفائے راشدین کی خلافت کی حقانیت ثابت ہوتی ہے ناظرین کے فائدہ کے لیے شیعہ کتب کی روایت بھی درج ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالےٰ اپنے محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی برکت سے کسی کی ہدایت کا سبب بنا دے۔

فروع کافی جلد دوم کتاب الروضہ صہ ۲۵ مطبوعہ تہران میں درج ہے: عَنْ اَبِیْ عبد اللّٰہ قال لمّا حَضَرَ رسُول اللّٰہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم اَلْخندق مَرُّوا بِکُدْیَۃٍ فتناول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم المِعْوَل من یَدِ امیرالمؤمنین اَوْ من یَدِ سَلْمان فَضَرَبَ بھا ضَرْبَۃً فتفرقت ثلاث فرق فقال رسُول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم فُتِحَ علی فی ضَرْبَتی ھذہ کنوزُ کسریٰ وقیصر۔ یعنی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلّم نے خندق کھودنے کا حکم دیا، تو ایک چٹان آگئی۔ حضور نے حضرت امیرالمومنین یا حضرت سلمان کے ہاتھ سے کدال پکڑی اور اس چٹان پر ضرب لگائی۔ اس کے تین ٹکڑے ہو گئے۔ حضور نے فرمایا۔ میری اس ضرب سے میرے لیے کسریٰ اور قیصر کے خزانے فتح ہو گئے ہیں۔

حملہ حیدری میں اس واقعہ کو اس طرح نظم کیا گیا ہے:

بپاسخ چنیں گفت خیرالبشر — کہ چوں جستِ برق نخست از حجر

حضور نے جواب فرمایا کہ جب پہلی ضرب سے پتھر سے آگ نکلی (بجلی کوندی)

نمودند ایوانِ کسریٰ بمن — ددم قصرِ روم سوم از یمن

مجھے کسریٰ کے محلات دکھائے گئے اور دوسری ضرب پر روم کا محل، تیسری ضرب کے وقت یمن۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سبب را چنیں گفت روح الامین کہ بعد از من اعوان و انصارِ دین

جبرئیل علیہ السلام نے اس کا سبب یہ بیان کیا کہ میرے بعد دین اسلام کے مددگار اور جان نثار

بریں مملکت ہا مسلط شوند بآئینِ من اہل آں بگروند

ان ملکوں پر قابض ہوں گے اور وہاں میری شریعت کا قانون نافذ کریں گے۔

بریں مژدہ و شکر و لطفِ خدا بہر بار تکبیر کردم ادا

اس بشارت اور اللہ تعالیٰ کے لطف پر میں نے ہر بار تکبیر کہی۔

شنیدند آں مژدہ چوں مومناں کشیدند تکبیر شادی کناں

مومنوں نے جب یہ مژدہ سنا تو سب نے خوش ہو کر نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

اسی طرح دیگر کتابوں میں بھی یہ واقعہ مذکور ہے۔

شب و روز کی محنتِ شاقہ سے کفار کے لشکر کے آنے سے پہلے خندق تیار کر لی گئی۔ مدینہ طیبہ کے تین اطراف ایسے تھے، جہاں سے عمومی حملہ کی توقع نہ تھی۔ جنوب کی طرف گھنے باغات تھے۔ مشرق اور مغرب کی طرف پتھریلا علاقہ اور سخت چٹانیں تھیں۔ جہاں جگہ جگہ گہری اور چوڑی دراڑیں تھیں۔ صرف شمال کی سمت ہی کھلی اور غیر محفوظ تھی اور حملہ کا اسی جانب سے خطرہ تھا؛ چنانچہ کوہ سلع کو پشت کی طرف رکھ کر شہر کی شمالی جانب پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہری خندق کھود کر مکمل کر لی گئی۔ دشمن کے وہاں پہنچنے سے پہلے حضور تین ہزار جان نثاروں کو لے کر موزوں مقامات پر خیمہ زن ہو گئے۔ کفار کا لشکر جو ایک طوفان کی صورت میں آگے بڑھا چلا آ رہا تھا، اسے یہ خیال تھا کہ وہ مدینہ کی بستی کو پہلے ہلّہ میں ہی نیست و نابود کر کے رکھ دے گا۔ انہوں نے جب اپنے سامنے اتنی چوڑی اور گہری خندق دیکھی تو حیرت زدہ ہو کر رہ گئے، ان کی جنگی منصوبہ بندی میں ایسی تدبیر کا سان گمان بھی نہ تھا۔ مجبوراً خندق کی دوسری طرف ہی انہوں نے اپنے خیمے نصب کر لیے اور مسلمانوں کو اپنے محاصرہ میں لے لیا اور حملہ کے لیے مناسب وقت کا انتظار کرنے لگے۔

ایک روز ابوجہل کا بیٹا عکرمہ، عمرو بن عبدِ وُدّ عرب کا مشہور شہ سوار اور جنگجو اپنے کئی ساتھیوں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار ہو کر خندق کا چکر کاٹنے لگے۔ ایک جگہ خندق نسبتاً تنگ تھی۔ اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ گھوڑا بجلی کی سرعت کے ساتھ کود کر خندق کے دوسرے کنارے پر جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر اس نے بلند آواز سے للکارا: ھل من مبارز۔ ہے کوئی میرے ساتھ مقابلہ کرنے والا۔ کافر کی یہ للکار سن کر اللہ اور اس کے رسول کا شیر علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اپنی تلوار ہوا میں لہراتے ہوئے سامنے جا کھڑے ہوئے اور فرمایا: "اے عبدِ وُدّ کے بیٹے! میں نے سنا ہے کہ تو نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ اگر کوئی قریشی تجھ سے دو چیزوں کا مطالبہ کرے گا تو تو ان دو میں سے ایک ضرور دے گا۔" اس نے بڑی نخوت سے کہا ہاں، میں نے ایسا عہد کیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تجھ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ پاک پر ایمان لے آ اور اسلام قبول کر لے۔ ادعوک الی اللہ والی رسولہ والی الاسلام۔ اس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ شیرِ خدا نے فرمایا: پھر میری دوسری درخواست یہ ہے کہ آ اور میرے ساتھ مقابلہ کر۔ وہ کہنے لگا: میرے آپ کے والد ابوطالب کے ساتھ بڑے دوستانہ مراسم تھے۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ آپ میری تلوار سے قتل ہوں۔ اسلام کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شیر نے کفر کی لومڑی کو فرمایا! لیکن میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ میری ذوالفقار تیرا سر قلم کرے۔ یہ سُن کر وہ غصّے سے دیوانہ ہو گیا۔ اُس نے اپنے گھوڑے کی پُشت سے چھلانگ لگا دی۔ اس کی کونچوں کو کاٹ دیا اور حیدرِ کرار سے پنجہ آزمائی کے لیے آگے بڑھا سارا کفر سارے اسلام کے مقابل تھا۔ دونوں نے اپنی شجاعت کے جوہر دکھائے۔ پے در پے حملے کرنے کے لیے ایک دُوسرے پر جھپٹتے تھے اتنی گرد و غبار اڑی کہ دونوں اس میں چھپ گئے۔ دونوں لشکر اپنے اپنے بہادروں کی تلواروں کی جھنکار اور ان کے آپس میں ٹکرانے کی آواز سُن رہے تھے۔ دکھائی کچھ نہیں دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا محبُوب اپنی چشمِ اشکبار سے سیّدنا علی کی کامیابی کے لیے مصروفِ دُعا ہو گیا۔ علی کی تلوار صاعقہ بن کر چمکی۔ اس کے فولادی خَود کو اور اس کی زرہ کو چیرتی ہوئی دُشمن خدا کو دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین پر آ رکی چند لمحوں کے لیے سناٹا چھا گیا۔ یہ لمحے مُسلمانوں کے لیے قیامت کے لمحے تھے۔ جب غبار چھٹا تو دُنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کا شیر مُصطفٰے کریم کی آغوشِ ناز میں پروان چڑھنے والا بھائی اور حسنین کریمین کا پدرِ بزرگوار اس کافر کی چھاتی پر چڑھا بیٹھا ہے اور تلوار سے اس کا سر تن سے جُدا کر رہا ہے مُسلمانوں کی خوشی کا کیا عالم ہو گا! حضور کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کی مسرّت و شادمانی کی کیا کیفیت ہو گی، اسکا حال اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ یہی وہ ضربِ حیدری ہے جس نے کُفر کے چھکے چھُڑا دیئے اور ان کے سارے منصوبوں پر پانی پھیر دیا۔

اس واقعہ کے بعد ایک مہینہ کے قریب کفار محاصرہ کیے رہے لیکن پھر کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے شیروں کے کچھار کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھ سکے۔

اگرچہ یہ سب ہنگامہ یہود کے ایک قبیلہ بنی نضیر کی ریشہ دوانیوں سے رُونما ہوا تھا، لیکن دُوسرا یہودی قبیلہ بنی قریظہ اس میں بالکل ملوّث نہیں تھا۔ اس کے سردار کا نام کعب بن اسد قُرظی تھا۔ یہ لوگ مُسلمانوں کے ساتھ کیے ہُوئے دوستی کے معاہدہ کی پُوری طرح پابندی کر رہے تھے۔ ایک دن موقع پا کر بنی نضیر کا رئیس حیّ بن اخطب بنی قریظہ کے سردار کعب کو ملنے کے لیے گیا تاکہ اُس کو بھی اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔ جب کعب کو اُس کے آنے کی خبر ہوئی تو اُس کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے اندازہ کر لیا کہ ضرور کوئی خباثت کرے گا۔ اُس نے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور اس کو ملنے سے انکار کر دیا۔ حیّ نے کہا: اے کعب! دروازہ کھول۔ کعب نے کہا تُم بد بخت آدمی ہو، مجھے بھی تم کسی بَلا میں مُبتلا کر دو گے، اس لیے میں تمہارے لیے دروازہ نہیں کھولوں گا۔ حیّ نے اُسے طعنہ دیتے ہُوئے کہا تم اس لیے دروازہ نہیں کھول رہے کہ تمہیں روٹی نہ کھلانی پڑے۔ بُخل کا یہ الزام کعب کے لیے ناقابلِ برداشت تھا۔ اُس نے بادلِ نخواستہ دروازہ کھول دیا۔ جب دونوں تنہائی میں بیٹھے تو حیّ نے کہا: یا کعب! جئتُک بعزّ الدھر بجَھر طامّ۔ جئتُک بقریش علی قادتھا وسادتھا۔ اے کعب! میں تمہارے پاس زمانہ بھر کی عزّت لے کر آیا ہُوں۔ ایک ٹھاٹھیں مارتا ہُوا سمندر لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے پاس قریش کے جنگجو اُن کے سرداروں سمیت لے کر آیا ہوں۔ بنی غطفان اور کئی دُوسرے قبائل کے نوجوان بھی اس لشکرِ جرّار میں شامل ہیں۔ ہم نے یہ پُختہ وعدہ کیا ہے کہ جب تک ہم حضور کا خاتمہ نہ کر دیں گے اور اسلام کو جڑوں سے اکھیڑ کر نہ پھینک دیں گے اس وقت تک یہاں سے نہ ٹلیں گے! اسلام اور مُسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا ایسا زرّیں موقع پھر نہیں ملے گا۔ اس موقع کو غنیمت جانو اور ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ ہم باہر سے حملہ کریں گے اور تم پُشت کی طرف سے ہلّہ بول دینا۔ کعب نے پہلے تو صاف صاف انکار کر دیا اور کہا: جِئتَنی بِذُلِّ الدَّھرِ و بجھام قد اُھرِقَ مادہٗ۔ اے حیّ تم میرے پاس زمانہ بھر کی عزّت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں لائے بلکہ جہان بھر کی ذلت اور رسوائی لے کر آئے ہو۔ اور جو لشکر تمہارے ساتھ ہے یہ ایسا بادل ہے جو صرف گرجنا اور کڑکنا جانتا ہے۔ اس میں بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں۔ پیغمبر اسلام سے ہمارا دوستی کا معاہدہ ہے اور آج تک ان کی طرف سے اس کی معمولی خلاف ورزی بھی نہیں ہوئی۔ میں اس معاہدہ کو توڑنا نہیں چاہتا۔ لیکن حیی اس کو عہد شکنی پر برانگیختہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ کامیاب ہو گیا اور کعب نے آخر کار مسلمانوں سے دوستی کے معاہدہ کو بالائے طاق رکھ دیا اور حیی اور لشکر کفار کے ساتھ اپنی قسمت وابستہ کر دی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ بات سنی تو اس کی تصدیق کے لیے قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ اور خزرج کے رئیس حضرت سعد بن عبادہ کو چند خاص آدمیوں کے ساتھ بنو قریظہ کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ اگر یہ اطلاع غلط ہو تو بھرے مجمع میں آکر بتا دینا۔ لیکن اگر درست ہو تو کنایۃً بتانا۔ ایسا نہ ہو کہ اس حادثہ سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جائیں۔ یہ حضرات جب بنی قریظہ کی گڑھی میں پہنچے تو وہاں کا سماں ہی بالکل نرالا تھا۔ جنگ کی تیاریاں زور شور سے ہو رہی تھیں۔ تلواریں، بھالے، تیر کمانیں اسلحہ خانے سے نکال کر تقسیم کی جا رہی تھیں۔ انہوں نے کعب سے گفتگو کرنا چاہی اور اسے سمجھانا چاہا، لیکن وہاں تو نیتوں میں فتور پیدا ہو چکا تھا، وہ کوئی معقول بات سننے کے لیے تیار نہ تھے۔ تُو تُو، مَیں مَیں تک نوبت پہنچی۔ بنی قریظہ نے صاف صاف کہہ دیا کہ ہمارے درمیان اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درمیان قطعاً کوئی معاہدہ نہیں ہے۔ حضرت سعد بن معاذ نے اپنے ساتھیوں کو ان کے ساتھ اُلجھنے سے روکا اور فرمایا اب یہ معاملہ گالی گلوچ سے طے نہیں ہوگا، اب معاملہ بہت آگے بڑھ گیا ہے۔ واپس آکر اُنہوں نے اس عہد شکنی کی اطلاع حضور کی خدمت میں اشارتاً کر دی۔ رفتہ رفتہ یہ بات عام ہو گئی مسلمانوں کی پریشانی کی حد ہو گئی پہلے تو صرف بیرونی حملہ آور سے مقابلہ تھا اب گھر بھی محفوظ نہ رہا۔ بنی قریظہ کے نوجوان کسی وقت بھی عقب سے حملہ کر کے حالات کو سنگین بنا سکتے تھے منافقین جو اب تک مصلحت بینی کے پیشِ نظر بادلِ نخواستہ اسلامی لشکر میں شامل تھے انہوں نے برملا کھسکنا شروع کر دیا۔ وہ طرح طرح کی بہانہ سازیاں کرنے لگے لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب کے سچے خادم ان حالات میں بھی ثابت قدمی کا مظاہرہ کر رہے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار کی جمعیت اور طاقت کو منتشر کرنے کے لیے بنی غطفان کے سرداروں عُیینہ اور الحارث بن عوف سے بات چیت شروع کی۔ اگر تم محاصرہ اُٹھا کر چلے جاؤ تو مدینہ کی کھجوروں کا تیسرا حصہ تمہیں دے دیا جائے گا انہوں نے آمادگی کا اظہار کیا۔ ابھی یہ بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو مشورہ کے لیے طلب فرمایا۔ وہ حاضر ہوئے تو انہیں ساری گفتگو سے خبردار کر دیا گیا۔ اُنہوں نے عرض کی: اے ہمارے آقا! اگر یہ معاہدہ حضور کو پسند ہے اور خوشی کا باعث ہے تو ہمیں منظور ہے۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تو بھی ہمیں مجالِ انکار نہیں۔ اگر حضور محض ہماری سلامتی کے پیشِ نظر یہ معاہدہ کر رہے ہیں، تو پھر ہم یہ معاہدہ کرنے کے لیے تیار نہیں۔ جب ہم کافر اور مشرک تھے اس وقت بھی ہم ان قبائل کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ بطورِ مہمان یا خرید کر تو یہ مدینہ کی کھجوریں کھا سکتے تھے ویسے زبردستی کسی کو کھجور کا ایک دانہ لینے کی بھی جرأت نہیں تھی۔ اب تو ہمیں اللہ تعالیٰ نے عزتِ اسلام سے مشرف کیا ہے۔ ہماری غیرتِ ایمانی اور حمیتِ اسلامی کب گوارا کر سکتی ہے کہ وہ یونہی ہماری کھجوروں میں حصہ دار بن جائیں۔ رحمتِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے محض تمہاری سلامتی کے پیشِ نظر ان سے یہ بات چیت شروع کی ہے۔ اس تاریک ماحول میں، ان صبر آزما مشکلات میں غیرت و جرأت کا یہ مظاہرہ دیکھ کر حضور کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اُنہوں نے عرض کی: واللہ لا نعطیھم الا السیف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حتی یحکم اللہ بیننا وبینھم : ہمارے پاس انہیں دینے کے لیے صرف تلوار ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان اور ان کے درمیان فیصلہ فرمائے۔

اہلِ ایمان کے صبر و خلوص کا جب امتحان ہو چکا تو نصرتِ خداوندی رُونما ہونے لگی۔ بنی غطفان کا ایک نوجوان نعیم بن مسعود بن عامر بن غطفان بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا، اور عرض کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو نورِ ایمان سے منور کر دیا ہے۔ میرے مُسلمان ہونے کی کسی کو خبر نہیں اگر میں کسی خدمت کے قابل ہُوں تو ارشاد فرمایئے دل و جان سے حاضر ہوں۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم تنہا تو اس آڑے وقت میں اسلام کی کوئی نمایاں خدمت نہیں کر سکتے۔ البتہ اگر کسی طرح تم دُشمن کی صفوں میں انتشار پیدا کر دو تو یہ ہماری بڑی امداد ہو گی۔ الحرب خدعۃ، یہ جنگ ہے اور جنگ میں ایسی تدبیر جائز ہے۔ نعیم کے بنی قریظہ کے ساتھ گہرے مراسم تھے وہ اپنے قبیلہ سے کھسک کر ان کے ہاں گیا اور انہیں جا کر کہا میری جو دلی محبت اور دیرینہ تعلقات تمہارے ساتھ ہیں ان کا تمہیں بخوبی علم ہے۔ اُنہوں نے کہا بیشک ہمیں تم پر کسی قسم کا شبہ نہیں۔ پھر اس نے بڑے رازدارانہ انداز میں کہا۔ قریش اور غطفان کے قبائل مدینہ پر حملہ کے لیے آئے ہیں اور تم نے مُسلمانوں سے دوستانہ معاہدہ توڑ کر ان کی امداد کا اعلان کر دیا۔ لیکن تمہاری اور ان کی حالت یکساں نہیں۔ تمہاری یہاں رہائش ہے، تمہارے بال بچے۔ مال و منال، زمین و مکان سب یہیں ہیں تم کسی حالت میں اُنہیں چھوڑ کر یہاں سے نہیں جا سکتے۔ لیکن ان کے اہل و عیال اور مال و متاع یہاں سے بہت دُور اپنے اپنے علاقہ میں محفوظ ہیں انہیں موقع ملا تو وہ مسلمانوں پر حملہ کریں گے اور کامیابی کی صُورت میں ان کی ہر چیز پر قبضہ کر لیں گے بصُورتِ دیگر وہ یہاں سے چلے جائیں گے اور تمہیں تنہا چھوڑ دیں گے۔ خود سوچ لو کیا ایسی صُورت میں تم تنہا اس شخص کا مقابلہ کر سکتے ہو۔ میرا مخلصانہ مشورہ یہ ہے کہ تم جنگ چھڑنے سے پہلے انہیں کہو کہ وہ چند مقتدر لوگ تمہارے پاس بطور یرغمال بھیج دیں تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ وہ کسی حال میں تمہیں مسلمانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر اپنے وطن نہیں لوٹیں گے۔ یہود قریظہ اس کی بات سے بڑے متاثر ہوئے کہنے لگے۔ قد اشرت بنصح : تم نے ہمیں صحیح مشورہ دیا ہے۔

وہاں سے نکل کر وہ قریش کے پاس آیا اور ابوسفیان اور چند چیدہ قریشیوں سے جا کر ملا اور کہا میرے تمہارے ساتھ عرصہ دراز سے دوستانہ مراسم ہیں، اسے تم خوب جانتے ہو۔ اور پیغمبرِ اسلام سے مجھے جو عداوت ہے وہ بھی تمہیں معلوم ہے۔ مجھے ایک خبر ملی ہے دوستی اور محبت کا تقاضا یہ ہے کہ میں تمہارے گوش گزار کر دوں لیکن خدارا کسی کو نہ بتانا اور یہ راز فاش نہ کرنا۔ اُنہوں نے اسے یقین دلایا کہ یہ راز افشا نہیں ہونے دیا جائے گا۔ نعیم نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ بنی قریظہ کا دوستانہ معاہدہ مسلمانوں کے ساتھ تھا جو اُنہوں نے توڑ دیا اور تمہارے ساتھ مل گئے۔ اب وہ اس عہد شکنی پر دُکھی پچھتا رہے ہیں۔ اُنہوں نے اظہارِ ندامت کرتے ہُوئے معاہدہ کی تجدید کے لیے گفت و شنید شروع کر دی ہے اُنہوں نے حضور کو کہا ہے کہ ہم اپنی وفاداری کے اظہار کے لیے قریش اور غطفان کے چند مقتدر آدمی کسی طرح بُلا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ آپ اُن کو قتل کر دیجیے۔ پھر ہم آپ کے ساتھ مل کر کفار پر حملہ کر دیں گے اور انہیں مار بھگائیں گے پیغمبرِ اسلام نے ان کی یہ تجویز منظور کر لی ہے۔ اگر یہودی تم سے بطور رہن چند آدمی طلب کریں تو خبردار ایک آدمی بھی نہ بھیجنا۔ بعینہٖ یہ بات اُس نے غطفان کے سرداروں کو جا کر بتائی۔

اتفاق کی بات ہے کہ ہفتہ کی رات کو ابوسفیان نے عکرمہ بن ابی جہل اور ورقہ بن غطفان کو چند دُوسرے سرداروں کے ساتھ یہود

کتاب و سنت کی روشنی میں اردو زبان کی سب سے پہلی مکمل آن لائن اسلامی ویب سائٹ

کے پاس روانہ کیا۔ اور انہیں کہلا بھیجا کہ ہم یہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتے۔ حالتِ سفر میں ہمارے جانور ہلاک ہو رہے ہیں خود بھی ہم طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ محاصرہ کو اب مزید طول دینا ہمارے لیے ممکن نہیں، اس لیے اب مزید تاخیر کیے بغیر ہمیں کوئی فیصلہ کن قدم اٹھانا چاہیے۔ کل ہم سامنے سے مسلمانوں پر حملہ کریں گے اور تم پیچھے سے ہلہ بول دو تاکہ اس قصہ سے جان چھوٹے اور ہم فارغ ہو کر اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔ یہود نے جواب دیا کہ کل یوم سبت (ہفتہ) ہے اور ہم اس روز کوئی کام نہیں کرتے۔ دوسرا ہم مسلمانوں سے دشمنی کا خطرہ مول لینے سے پہلے یہ یقین کرنا چاہتے ہیں کہ تم کسی وقت ہمیں بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے نہیں جاؤ گے اور ہمیں تب یقین آئے گا جب چند معزز آدمی تم ہمارے پاس بطور رہن بھیج دو۔ اگر تمہیں یہ شرط منظور نہیں تو پھر ہم محمدؐ (فداہ ابی و امی) کے مقابلہ کی تاب نہیں رکھتے۔ تم تو کل گھروں کو چلے جاؤ گے۔ ہم یہاں سے بھاگ کر کہاں سر چھپائیں گے۔ جب وفد نے بنی قریظہ کی گفتگو ابوسفیان وغیرہ کو جا کر بتائی، تو وہ کہنے لگے کہ بخدا نعیم نے جو اطلاع ہمیں دی تھی وہ درست ہے۔ ابوسفیان نے ان کی یہ شرط ماننے سے صاف صاف انکار کر دیا۔ اس طرح بنی قریظہ کو یقین ہو گیا کہ نعیم نے جو مشورہ دیا تھا وہ صحیح تھا۔ انہوں نے حملہ آور لشکر کو کہلا بھیجا کہ جب تک تم اپنے آدمی بطور یرغمال ہمارے پاس نہیں بھیجو گے ہم تمہارا ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ وہ ایک دوسرے سے بدگمان ہو گئے اور اسلام کے خلاف ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو گیا۔

جاڑے کا موسم تھا۔ بلا کی سردی پڑ رہی تھی۔ سامانِ رسد بھی آہستہ آہستہ ختم ہو رہا تھا۔ یہود کے ساتھ تعلقات بھی ٹوٹ چکے تھے۔ حوصلے پست اور ہمت ٹوٹ چکی تھی۔ ایک رات کو سخت آندھی آئی۔ ان کے خیموں کی طنابیں ٹوٹ گئیں۔ ہانڈیاں الٹ گئیں۔ گھوڑے رسّے تڑا کر بھاگ نکلے۔ سارے لشکر میں سراسیمگی پھیل گئی۔ وہ سمجھے کہ یہ تند و تیز آندھی انہیں تباہ کر کے رکھ دے گی۔ ابوسفیان جو اس ساری شرارت کا سرغنہ تھا، اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور کہا یارو! میں تو جا رہا ہوں تم بھی کوچ کرو۔ تم دیکھ نہیں رہے کہ جھکڑ کیا قیامت ڈھا رہا ہے۔ ابوسفیان پر ایسی بدحواسی طاری تھی کہ اونٹ پر سوار ہونے سے پہلے اس کا عقال (رسّی) کھولنا یاد نہ رہا۔ جب اس نے اسے ایڑ لگا کر اٹھانا چاہا تب اسے پتہ چلا کہ اس کا پاؤں رسّہ سے بندھا ہوا ہے۔ اسی حالت میں اس نے عقال کو تلوار سے کاٹا اور سر پر پاؤں رکھ کر وہاں سے بھاگ نکلا۔ قریش اور غطفان نے جب اپنے کمانڈر انچیف کو یوں بزدلی کا مظاہرہ کرتے اور فرار ہوتے ہوئے دیکھا، تو انہوں نے بھی بھاگ جانے میں عافیت سمجھی۔

حضرت حذیفہؓ نے ابوسفیان اور اس کے لشکر کے فرار کا آنکھوں دیکھا حال بارگاہِ رسالت میں عرض کیا، تو رحمتِ مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام خوشی سے ہنس پڑے۔ یہاں تک کہ حضور کے دندانِ مبارک کی سپیدی ظاہر ہو گئی۔ مسلمان جب صبح بیدار ہوئے اور لشکرِ کفار کے پڑاؤ کی طرف دیکھا تو وہاں ٹوٹی ہوئی طنابوں، الٹی ہوئی ہانڈیوں، بجھی ہوئی آگ اور بکھرے ہوئے سامان کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئی۔ کفر کی کالی گھٹا نابود ہو چکی تھی۔ یثرب نگر کا مطلع صاف ہو چکا تھا۔ جہاں سورج کی سنہری کرنیں مسرت، کامیابی اور اطمینان کی نوید سنا رہی تھیں۔

یہ ان حالات کا اجمالی خاکہ ہے جن میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ اس کی روشنی میں اگر آپ ان آیات کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو ان کا مفہوم سمجھنے میں بڑی آسانی ہو گی۔

علامہ ابنِ کثیرؒ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اگر حضور کو رحمت للعالمین بنا کر نہ بھیجا ہوتا تو یہ آندھی لشکرِ کفار کے ہر سپاہی کو ہلاک

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكُمْ إِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَّجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ

تم پر کیا۔ جب (حملہ آور ہو کر) آ گئے تھے تم پر (کفار کے) لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکے تھے ۵

وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝٩ إِذْ جَآءُوكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ

اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے تھے خوب دیکھ رہا تھا۔ ۱۰ جب انہوں نے ہلہ بول دیا تھا تم پر اوپر کی طرف سے بھی اور

کر دیتی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شانِ رحمۃ للعالمینی کے طفیل کفار کو بھی عذابِ الٰہی سے پناہ ملی۔ اللھم احینا علیٰ دینہ وامتنا علیٰ ملتہ واحشرنا فی زمرتہ تحت لواء حمدہٖ وارزقنا شفاعتہ فی الدنیا والآخرہ۔ اللھم صل وسلم وبارک علیٰ حبیبک المکرم ورسولک المعظم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

۵ اے فرزندانِ اسلام! کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کو فراموش کر سکتے ہو جو اس نے اس وقت تم پر فرمایا جب عرب کے سارے قبائل ایک لشکرِ جرار کی صورت میں تم پر حملہ آور ہوئے تھے، ان کے مقابلہ میں تمہاری تعداد بھی بہت کم تھی۔ تمہاری مالی حالت بھی بڑی کمزور تھی، تمہاری صفوں میں جو منافق گھسے ہوئے تھے وہ بھی قدم قدم پر تمہیں اذیت پہنچا رہے تھے۔ بنو قریظہ نے کفار کے ساتھ ساز باز کر لی تھی اللہ تعالیٰ نے ان نازک اور ناگفتہ بہ حالات میں تمہاری امداد کے لیے جھکڑ اور تیز آندھی بھیج دی جنہوں نے کفار کے کیمپ میں کھلبلی مچا دی، پھر فرشتوں کا ایسا لشکر بھیج دیا جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے، لیکن ان کے نعرہ ہائے تکبیر سے کفار کے دل دہل گئے۔ ان کے اوسان خطا ہو گئے اور وہ ذلت آمیز پسپائی پر مجبور ہو گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت تم پر برس نہ کھاتی تو کفار کا یہ ریلا تمہیں خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتا اور آج تمہارا نام و نشان بھی نہ ملتا۔

یہ احسان صرف ان مسلمانوں پر ہی نہیں جو اس روز حبیب خدا کے ہمرکاب تھے اور غزوۂ احزاب میں شریک تھے بلکہ قیامت تک آنے والے ہر مسلمان پر ہے، اس لیے سب فرزندانِ اسلام پر فرض ہے کہ وہ اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھیں اور شکرِ الٰہی میں کوتاہی نہ کریں اور اگر کبھی ان حالات سے انہیں دوچار ہونا پڑے تو مایوس اور دل شکستہ نہ ہو جائیں بلکہ اپنے ربِ کریم پر کامل بھروسہ کر کے کفر کے مقابلے میں ڈٹے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضور کے جاں نثار صحابہ کی برکت سے ان کی بھی ضرور مدد فرمائیگا

۸ جس جاں نثاری کا تم نے ثبوت دیا۔ بھوک اور سردی کی شدت میں پیٹ پر پتھر باندھ کر جس طرح تم نے خندق کھود کر تیار کی، ایک ماہ تک جس طرح تم کفر کی سرکش لہروں کے سامنے سینہ سپر رہے، اللہ تعالیٰ نے ان تمام حالات کو دیکھتا رہا۔ جب تم نے اپنی بندگی کا حق ادا کر دیا تو اس کی شانِ بندہ نوازی نے تمہیں فتح مبین عطا فرمائی۔

ایک مخلص کارکن کے لیے یہ بات کتنی ہمت افزا ہے کہ اس کا کریم رب اس کی ہر کوشش کو دیکھ رہا ہے۔ دنیا اگر اس سے باخبر نہ ہو اور اس کی قدر نہ کرے، جب ربِ کریم دیکھ رہا ہے اور وہ قدر افزائی فرما رہا ہے، تو پھر مزید کسی چیز کی خواہش باقی نہیں رہتی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ

سے یعنی طرف سے تھی اور جب مارے دہشت کے آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے ۱۹ اور تم

تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا

۲۰ طرح طرح کے گمان کرنے لگے تھے ۲۱ اس موقع پر خوب آزما لیا گیا ایمان والوں کو اور وہ خوب سختی سے جھنجھوڑے

شَدِيْدًا ۝۱۱ وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

۲۲ اور جب اعلانیہ کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہ

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۱۲ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ

۲۳ ۲۴ اور یاد کرو جب کہتی پھرتی تھی ان میں سے ایک جماعت

ف۱۹ یعنی صورت حال اتنی بھیانک تھی کہ دہشت کے مارے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں خوف و دہشت سے کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ حناجر جمع ہے۔ اس کا واحد حنجرہ، حلق کی نچلی طرف کو حنجرہ کہتے ہیں۔ جب انسان حد درجہ خوفزدہ ہوتا ہے تو اسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ دل اچھل کر باہر نکل رہا ہے۔ واشارۃ الی ما یداخلہم من الخوف حتی اظلمت ابصارہم (مفردات) یعنی خوف کی وجہ سے آنکھوں کا پتھرا جانا۔

ف۲۰ ان کلمات سے پتہ چلتا ہے کہ سب لوگوں کی سوچ اور اندیشے یکساں نہ تھے۔ منافق تو یہ خیال کر رہے تھے کہ اب اسلام کا درخت جڑوں سے اکھڑ جائے گا۔ یہ آندھی اس چراغ کو بجھا دے گی۔ بزدل لوگ میدانِ جنگ سے بھاگنے کی تدبیریں کرنے لگے تھے طرح طرح کے حیلے بہانے کر کے واپس لوٹنے کی اجازت طلب کرنے لگے تھے۔ بعض نے تو اجازت مانگنے کو بے جا تکلف خیال کیا۔ جونہی موقع ملا مورچہ خالی چھوڑ کر چپکے سے کھسک گئے۔ لیکن مردانِ پاکباز کا ایک ایسا گروہ بھی تھا جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے وعدوں پر یقین تھا۔ حالات بیشک حوصلہ شکن تھے۔ فضا خطرات کے مہیب بادلوں سے اٹی ہوئی تھی، لیکن ان وفا کیشوں کے عزم و ثبات میں ذرا فرق نہ آیا۔ ان اندھیروں میں اُن کے نورِ یقین کی تابندگی دید کے قابل تھی۔

ف۲۱ آزمائش بڑی سخت تھی ایک بھونچال تھا۔ ہر چیز تھر تھر کانپ رہی تھی۔ امتحان کی اس بھٹی سے مسلمان کندن بن کر نکل رہے تھے جن لوگوں نے نفاق کا لباس پہنا ہوا تھا، وہ ننگے ہو کر سامنے آ رہے تھے۔

ف۲۲ منافق دل میں تو خوش تھے کہ اچھا ہوا مسلمانوں کی بربادی کی گھڑی آ گئی جس کا وہ بڑی بیتابی سے انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے پہلے سرگوشیاں کیں اور پھر لوگوں کے سامنے برملا یہ کہنا شروع کر دیا کہ وہ فتح اور کامیابی کا وعدہ کہاں گیا! اگلے روز تو یہ خوشخبریاں سنائی جا رہی تھیں کہ تم قیصر و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ

کہ اے یثرب والو! تمہارے لیے اب یہاں ٹھیرنا ممکن نہیں (جان عزیز ہے) تو لوٹ چلو (اپنے گھروں کو) ۲۳ اور اجازت مانگتے تھا ان میں سے ایک

النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ

گروہ نبی کریم سے یہ کہہ کر کہ (حضور) ہمارے گھر بالکل غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے ۲۴ (اس بہانہ سازی سے) ان کا ارادہ محض

اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا

(میدانِ جنگ سے) فرار تھا ۲۵ اور اگر گھس آتے (کفار کے لشکر) ان پر مدینہ کے اطراف سے پھر ان سے درخواست کی جاتی

الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا

فتنہ انگیزی میں شرکت کی تو فوراً اسے قبول کر لیتے ۲۶ اور توقف نہ کرتے اسمیں مگر بہت کم ۲۷ حالانکہ یہی لوگ پہلے

کسریٰ کے ممالک فتح کرو گے اور آج مدینہ میں اپنی جان کے لالے پڑے ہیں۔ لوگوں کو فریب دینے کے لیے وہ صرف باتیں ہی تھیں اور محض دھوکہ دیکر سادہ لوح لوگوں کو اپنے جتھہ میں شامل کرنا تھا۔ اس قسم کی ہرزہ سرائی میں بشیر بن عتب ایک منافق پیش پیش تھا۔

۲۳ منافقین کی سرگرمیاں مسلمانوں میں خوف و ہراس پھیلانے تک ہی محدود نہ تھیں، بلکہ وہ تو انہیں یہ مشورے بھی دینے لگے تھے کہ جان کی ضرورت ہے تو میدان چھوڑ کر چپکے سے گھر واپس چلے جاؤ۔ وہ اپنے دوستوں کو ناصح مشفق بن کر سمجھاتے کہ تم اچھے بھلے سیانے لوگ ہو اپنی بے سروسامانی کو دیکھو، اپنی تعداد کی قلت کو دیکھو اور اُدھر دشمن کے سازوسامان اور اس کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی فوجوں کو دیکھو کہ جب حرکت میں آتی ہیں تو زمین کانپنے لگتی ہے۔ حملہ ہونے کی دیر ہے وہ مسلمانوں کو پیس کر رکھ دیں گی۔ یارو ایسی کشتی کے سوار کیوں بنتے ہو جو ڈوب رہی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ جیسے بن پڑے یہاں سے نکل جاؤ، ورنہ پھر یہ نہ کہنا کسی نے ہمیں بروقت مشورہ نہ دیا تھا۔

۲۴ دشمنوں کے اس پراپیگنڈے کا اثر بھی ظاہر ہونے لگا تھا، وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق کا روگ تھا یا جو کمزور اور بزدل تھے وہ گھر کو ٹنے کے لیے طرح طرح کے حیلے بہانے کرنے لگے۔ کوئی آکر کہتا یا رسول اللہ! ہمارے گھر بالکل غیر محفوظ ہیں ہو سکتا ہے دشمن کسی وقت حملہ کر دے اور ہمارے بال بچوں کو تہ تیغ کر دے اور ہمارا گھر بار لوٹ لیا جائے مہربانی فرما کر ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم واپس جا کر اپنے گھروں کی حفاظت کریں۔ ۲۵ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے محبوب! یہ سب ان کی حیلہ سازیاں ہیں۔ ان کے گھر محفوظ ہیں۔ انہیں کسی قسم کا خطرہ نہیں، صرف میدانِ جہاد سے بھاگنے کے لیے بہانے بنا رہے ہیں۔

۲۶ اگر خدانخواستہ دشمن کا لشکر شہر میں داخل ہو جائے اور وہ انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دے تو یہ لوگ اس اسلام دشمنی کے باعث جو اُن کے دلوں میں پوشیدہ ہے اسی وقت ہتھیار سجا کر دشمن کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے، پھر نہ انہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عٰهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ

اللہ تعالٰی سے وعدہ کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہیں پھیریں گے ۳۸ اور اللہ تعالٰی سے جو وعدہ کیا جاتا ہے

مَسْـُٔوْلًا ۝۱۵ قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ

اس کے متعلق ضرور باز پرس کی جاتی ہے ۳۹ فرما دیجئے (اے بھگوڑو!) تمہیں نفع نہیں دے گا بھاگنا اگر تم بھاگنا چاہتے ہو موت سے یا

الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝۱۶ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ

قتل سے اور (اگر بھاگ کر تم نے جان بچا بھی لی) تو تم لطف اندوز نہ ہو سکو گے مگر تھوڑی مدت ۴۰ فرمائیے کون بچا سکتا ہے تمہیں

اپنے بال بچے کا خیال ستائے گا اور نہ اپنے گھروں کی حفاظت کا فرض یاد رہے گا۔ تمام چیزوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اسلام کو مٹانے کی کوشش میں کفار کے لشکر میں شریک ہو جائیں گے۔

ان آیات میں کفار و منافقین کی ذہنیت کا کتنا حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا جا رہا ہے اور ان کے اندازِ فکر اور طریقِ کار کی کیسی صحیح تصویر کھینچی جا رہی ہے۔

۲۷ کفار کی دعوت پر لبیک کہنے میں وہ صرف اتنی مہلت مانگیں گے کہ گھروں میں رکھے ہوئے ہتھیار لے آئیں اور پوری طرح مسلح ہو کر اسلام کو مٹانے کے لیے ان کے لشکر میں شریک ہو جائیں۔

۲۸ آج تو ان کا یہ عالم ہے کہ بھاگ جانے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں لیکن پہلے تو بڑے لمبے چوڑے دعوے کیا کرتے تھے اور خدا کی قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم اسلام کے لیے جان دے دیں گے، خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔ سر کٹا دیں گے مگر پیچھے ہٹنے کا نام نہ لیں گے۔ کہاں گئے ان کے وعدے اور کہاں گئے ان کے دعوے منافقوں کا ہمیشہ یہی شعار ہوتا ہے کہ جب باتیں بنانے کا وقت ہوتا ہے تو زمین و آسمان کے قلابے ملا کر رکھ دیتے ہیں اور اپنے اخلاص اور بہادری کے بارے میں ایسی ڈینگیں مارتے ہیں کہ سننے والا حیران ہو جاتا ہے لیکن جب عمل کا وقت آتا ہے تو ان کی قلعی کھل جاتی ہے اور ان کا غلیظ باطن آشکارا ہو جاتا ہے۔

۲۹ وہ یہ گمان نہ کریں کہ جو وعدے انہوں نے خداوندِ عالم سے کیے تھے انہیں بھلا دیا جائے گا۔ اور ان سے کسی قسم کی باز پرس نہیں ہوگی ان کا یہ خیال غلط ہے اللہ تعالٰی ان سے ہر بات کے متعلق باز پرس کرے گا۔

۳۰ اللہ تعالٰی فرماتے ہیں: اے محبوب! انہیں کہیے کہ اگر تم موت اور قتل سے بچنے کے لیے میدانِ جنگ سے بھاگ جانا چاہتے ہو تو تمہارے جیسا نادان اور کون ہوگا۔ یاد رکھو! موت سے کسی کو مفر نہیں۔ یہاں میدانِ جنگ میں قتل ہونے سے اگر آج تم بچ بھی گئے تو کیا پھر ہمیشہ کے لیے زندہ رہو گے؟ آج نہیں تو کل بہر حال تم نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ اس لیے چند روزہ زندگی کے لیے اپنے نام پر بزدلی اور نامردی کی شہرت نہ لگنے دو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَ

اللہ تعالٰے سے اگر وہ تمہیں عذاب دینے کا ارادہ کرلے یا اگر وہ تم پر رحمت فرمانا چاہے ۳۱ اور

لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ

نہیں پائیں گے وہ لوگ اپنے لیے اللہ تعالٰے کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار ۳۲ اللہ تعالٰے

يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ

خوب جانتا ہے جہاد سے روکنے والوں کو تم میں سے اور انہیں جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں (اسلامی کیمپ چھوڑ کر)

اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا

ہماری طرف آجاؤ ۳۳ اور خود بھی جنگ میں شرکت نہیں کرتے مگر برائے نام ۳۴ پرلے درجے کے کنجوس ہیں تمہارے معاملہ میں ۳۵ پھر

۳۱ سن لو اگر اللہ تعالٰی تمہیں کسی عذاب کے شکنجہ میں کسنا چاہے تو کوئی ایسا نہیں جو تمہیں زبردستی چھڑا لے۔ اور اگر وہ تمہیں اپنی کسی نوازش سے سرفراز کرنا چاہے تو کسی کی مجال نہیں کہ وہ رکاوٹ بن کر کھڑا ہو جائے۔ اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً سے پہلے یہ عبارت مقدر ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ بِسُوْٓءٍ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً لیکن اختصار کے لیے اسے مقدر کر دیا کیونکہ ہر ذی فہم یہ سمجھ سکتا ہے۔ عرب کہتے ہیں مُتَقَلِّداً سَیْفاً وَّرُمْحاً۔

۳۲ اگر اللہ تعالٰے نے اپنی امداد کا ہاتھ کھینچ لیا اور اپنی تائید سے محروم کر دیا تو پھر کون تمہاری امداد کرے گا، اس لیے جھوٹی اُمیدوں میں گرفتار ہو کر اپنے آپ کو خواہ مخواہ عذاب کا مستحق نہ بنا دو۔

۳۳ تعویق کہتے ہیں کسی کو کسی کام سے پھیر دینا۔ معوق پھیرنے والا، موڑنے والا منافقین کو بتایا جا رہا ہے کہ تم لوگوں کے دلوں میں خوف و ہراس پیدا کرتے ہو اور انہیں اسلام کے درخشاں مستقبل سے بدظن کرتے ہو اور جہاد میں شرکت سے روکتے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہاری ان حرکتوں کا اللہ تعالٰے کو علم نہیں۔ یقیناً وہ تمہاری جملہ سازشوں سے باخبر ہے اور تمہیں وہ سزا بل کر رہے گی جسکے تم مستحق ہو۔

۳۴ تم محض دکھلاوے کے لیے دن بھر میں ایک آدھ چکر میدانِ کارزار میں لگا جاتے ہو۔ اللہ تعالٰے اس حقیقت سے بے خبر نہیں، وہ تمہاری چالوں کو خوب جانتا ہے۔

۳۵ حالتِ جنگ اور امن میں منافقین کا جو رویہ ہے اس کا مزید انکشاف کیا جا رہا ہے۔ اَشِحَّةً جمع ہے شَحِیْحٌ کی۔ اس کے دو معنی ہیں بخیل اور حریص یہاں پہلا معنی مراد ہے اور اگلی آیت میں اس کا دوسرا معنی مراد ہے۔

صاحبِ لسان العرب لفظ شُحّ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ شُحّ صرف بخل کو نہیں کہتے بلکہ شدید بخل کو کہتے ہیں اَلشُّحُّ اَشَدُّ

کتب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ

جب خوف (دہشت) چھا جائے تو آپ انہیں ملاحظہ فرمائیں گے کہ وہ آپ کی طرف یوں دیکھنے لگتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چکرا رہی

يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ

ہوتی ہیں اس شخص کی مانند جس پر موت کی غشی طاری ہو ۳۶ پھر جب خوف دُور ہو جائے تو تمہیں سخت اذیت پہنچاتے ہیں اپنی تیز زبانوں سے

حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ

بڑے حریص ہیں مالِ غنیمت کے حصول میں ۳۷ (درحقیقت) یہ لوگ ایمان ہی نہیں لے آئے ۳۸ پس اللہ نے ضائع کر دیئے ہیں ان کے اعمال ۳۹

البخل اور بعض علماء لغت نے شُحّ اور بُخل کا فرق بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مال خرچ کرنے میں کنجوسی کو تو بُخل کہتے ہیں لیکن مال خرچ کرنے اور کسی کے ساتھ بھلائی کرنے میں کنجوسی کو شُحّ کہتے ہیں۔ اَلْبُخْلُ بِالْمَالِ وَالشُّحُّ بِالْمَالِ وَالْمَعْرُوْف یعنی غریب اور محتاج مسلمانوں کی امداد کے لیے یا جہاد کی تیاری کے لیے انہیں مال دینے کی دعوت دی جاتی ہے تو ایک کوڑی خرچ کرنا بھی ان کے لیے مشکل ہو جاتا ہے پرلے درجہ کی کنجوسی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

۳۶ اور جب خوف طاری ہوتا ہے تو پھر ان کی حالت دیدنی ہوتی ہے۔ آنکھیں گھومنے لگتی ہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ موت کے فرشتے نے اپنا ہاتھ ان کی شہ رگ پر رکھ دیا ہے اور وہ دَم توڑ رہا ہے۔ مرنے والے کی جو حالت ہوتی ہے وہی ان بزدلوں کا حال ہوتا ہے۔ کنجوسوں کی بزدلی کی کتنی صحیح تصویر کھینچی گئی ہے۔

اپنے ہاں کے دولتمندوں کو دیکھیے کہ انہیں اپنے پڑوس میں بسنے والے مسکینوں اور اپنے خاندان کے خستہ حال یتیموں اور بیواؤں پر کبھی ترس نہیں آتا۔ ان کے لیے ایک کوڑی خرچ کرنا بھی انہیں مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن جب اشتراکیت کے علمبردار اُن کی فیکٹریوں پر دھاوا بول دیتے ہیں اور ان کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں اس وقت ان کا حال بعینہٖ وہی ہوتا ہے جو اس آیت میں مذکور ہے۔ کاش اُمت کے اغنیاء اپنے غریب اور محتاج بھائیوں کی امداد فیاضی سے کریں اور یتیم بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کا فریضہ ادا کریں، تو قطعاً انہیں ان روح فرسا حالات سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

۳۷ جب جانباز مجاہدین کی کوششوں سے دُشمن پسپا ہو جاتا ہے تو اُن کے ہوش ٹھکانے لگتے ہیں۔ اس وقت ان کی خبیس فطرت دُوسرے روپ میں ظاہر ہوتی ہے۔ مالِ غنیمت میں سے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کے لیے جھپٹنے لگتے ہیں۔ ان کی بھوکی للچائی ہوئی نظریں ہر چیز کو ہڑپ کرنے کے لیے بے چین ہو جاتی ہیں۔ یہ لوگ جانباز مجاہدوں پر طعن و تشنیع کے تیر برسانے لگتے ہیں۔ یوں پتہ چلتا ہے کہ اس فتح و کامیابی کا سہرا صرف ان باتونی لوگوں کے سر ہے۔ وہ مجاہدین جو فولادی چٹان بن کر دُشمن کے سامنے سینہ تان کر کھڑے رہے اور دُشمن کے ہر حملہ کو پسپا کرتے رہے ان کا اس فتح میں کوئی حصہ ہی نہیں کبھی کہتے ہیں کہ تمہارا جنگی منصوبہ ناقص تھا، تم نے اپنا فرض

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾ يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ

اور ایسا کرنا اللہ تعالےٰ کے لیے بالکل آسان ہے ۔ (دشمن بھاگ گیا لیکن یہ بزدل) یہی خیال کر رہے ہیں کہ ابھی جتھے

يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِى

نہیں گئے ۴۸ اور اگر جتھے (دوبارہ پلٹ کر) آجائیں تو یہ پسند کریں گے کہ کاش! وہ صحرا میں

الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا

بدوؤں کے ہاں ہوتے (آنے جانے والوں سے) تمہاری خبریں پوچھتے ۴۹ اور اگر یہ (بزدل) تم میں موجود بھی ہوتے تو یہ (دشمن سے) جنگ

ادا کرنے میں غفلت برتی ہے تم نے گولا بارود استعمال کرنے میں بڑے اسراف سے کام لیا ہے تم نے دشمن کو قتل کرنے میں انسانی جذبات کا احترام نہیں کیا وغیرہ وغیرہ۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس طرح ان بہادروں کے کردار کو داغدار اور مشکوک ثابت کر دیں اور اپنی بزدلی کے باوجود سارا کریڈٹ خود لے لیں۔

سَلَقَ کا لغوی معنی تو یہ ہے کسی چیز سے چمٹ جانا لیکن اس کا استعمال عیب جوئی اور طعن و تشنیع کرنے میں ہوتا ہے اَلْسِنَہ کا واحد لِسَان ہے زبان۔ حِدَادٌ انتہائی تیز دھار۔ اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی اس عیب جوئی اور الزام تراشی میں عفو و درگزر کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ تیز دھار والی تلوار کی طرح ان کی زبانیں بڑی بے رحمی سے ان پر پیہم برستی رہتی ہیں۔

آپ نے اگر کبھی نکمے لوگوں کو مخلص کارکنوں پر الزامات لگاتے دیکھا ہو تو بالکل یہی منظر آپ کو دکھائی دیا ہوگا اَشِحَّۃً عَلَی الْخَیْرِ مالِ غنیمت میں سے زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کے لیے آپ ان کو حریص پائیں گے۔ یہاں یہ لفظ (اَشِحَّۃً) دوسرے معنی (حریص) میں مستعمل ہوا ہے۔ دونوں جگہ اَشِحَّۃً منصوب ہے۔ یا تو یہ حال ہے یا مخصوص بالذم۔ کیونکہ دونوں جگہ اس کا معنی علیحدہ علیحدہ ہے اس لیے تکرار کا اعتراض بے جا ہے۔

۳۸ بتا دیا کہ اس قسم کی کمینہ حرکتیں صرف انہی لوگوں سے صادر ہوتی ہیں جن کے سینے میں نورِ ایمان نہیں ہوتا۔ جب ایمان کا چراغ جگمگانے لگتا ہے تو انسان اس قسم کی رذیل حرکتیں نہیں کر سکتا۔

۳۹ لوگوں کو دکھانے کے لیے اگر وہ کچھ نیک عمل کرتے ہیں تو وہ باطل قرار دے دیئے جاتے ہیں۔

۴۰ ان کی بزدلی کا ایک اور منظر پیش کیا جا رہا ہے کہ شجاعت و بہادری کی ڈینگیں مارنے والوں کا حال یہ ہے کہ جب سے دشمن کا لشکر جرار مدینہ طیبہ کے باہر خیمہ زن ہوا رستم و سہراب کے یہ فرزند دبک کر اپنے تہ خانوں میں جا بیٹھے۔ اب دشمن سر پہ پاؤں رکھ کر بھاگ بھی گیا ہے لیکن یہ ابھی تک اپنے بلوں میں گھسے بیٹھے ہیں اور باہر نکلنے کا نام نہیں لیتے۔ انہیں بار بار بتایا جا رہا ہے کہ مطلع صاف ہو چکا ہے اب کوئی خطرہ نہیں نکل آؤ اپنے ان بلوں سے لیکن انہیں یقین نہیں آتا۔

۴۱ خدانخواستہ اگر چند قبائل اکٹھے ہو کر پھر حملہ کر دیں تو یہ اپنا سر پیٹ لیں اور واویلا کرتے ہوئے کہیں کاش ان مضبوط اور خوبصورت

www.KitaboSunnat.com

ع ۲ ۱۲ ۱۸

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ

کرتے مگر برائے نام ۔ بیشک تمہاری رہنمائی کے لیے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے ۴۲ یہ نمونہ اس کے لیے ہے

مکانات اور ان مرمریں آرام دہ محلات کے بجائے وہ کسی صحرا میں بدوؤں کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہوتے۔ جہاں دشمن کے حملہ کا ہر وقت دھڑکا لگا رہتا۔ آیت میں بَادُوْنَ "بدو" سے ہے۔ اس کا معنی جنگل میں نکل جانا اور وہاں آباد ہو جانا ہے۔ یقال بدا یبدو بدواً بداوۃ اذا خرج الی البادیۃ = الاعراب: سُکّان البادیۃ خاصّۃً والواحد منھم الاعرابی نسبۃ الی الاعراب۔ (المنجد) یعنی جنگل میں رہنے والوں کو اعراب کہتے ہیں، اس کا واحد اعرابی ہے۔

۴۲ نظریات جب تک صرف نظریات ہوں نہ اُن کے حسن و قبح کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے، نہ اُن میں پرکشش اور جاذبیت پائی جا سکتی ہے کہ وہ کسی کو عمل پر ابھار سکیں۔ دلائل کے آپ انبار لگا دیجیے، فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیجیے لوگ تحسین و آفرین ضرور کریں گے، لیکن ان نظریات کو اپنانے اور اس اپنانے کی جو ذمہ داریاں ہیں اور ان ذمہ داریوں کو نبھانے کی راہ میں جو خطرات ہیں اُن کو وہ اُٹھانے کے لیے آمادہ نہیں ہوں گے۔ اسلام فلسفیانہ نظریات کا مجموعہ نہیں کہ آپ اپنے ڈرائنگ روم میں آرام دہ صوفوں پر بیٹھ کر انہیں موضوعِ بحث بنائیں۔ اپنے ذہنِ رسا سے طرح طرح کی ترمیمیں پیش کریں۔ مجلسِ مذاکرہ منعقد کر کے مقالے پڑھیں اور پھر یہ سمجھ لیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا، بلکہ یہ تو ایک نظامِ حیات ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر راہنمائی کرتا ہے اور ہر مرحلہ پر پیغام دیتا ہے اس پر عمل کرنا اور اس کی تعلیمات پر کاربند ہونا اس وقت تک آسان نہیں جب تک ایک عملی نمونہ ہمارے پاس نہ ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے صرف قرآن نازل کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس کی تبلیغ کرنے کے لیے اپنے محبوب کو منتخب فرمایا تاکہ وہ ارشاداتِ خداوندی پر خود عمل کر کے دکھائے اور ان پر عمل کرنے سے زندگی میں جو زیبائی اور نکھار پیدا ہوتا ہے اس کا عملی نمونہ پیش کرے تاکہ جو حق کے متلاشی ہیں وہ قرآنی تعلیمات کی عملی تصویر دیکھ کر اس کو اپنے سینہ سے لگا لیں۔

یہ آیت اپنے الفاظ کے اعتبار سے عام ہے۔ اسے زندگی کے کسی ایک شعبہ کے ساتھ وابستہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جس موقع پر اس کا نزول ہوا، اُس نے اس کی اہمیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ یہ آیت غزوۂ خندق کے ایّام میں نازل ہوئی جب کہ دعوتِ حق پیش کرنے والوں کے راستہ میں پیش آنے والی ساری مشکلات اور آلام و مصائب پوری شدت سے رُونما ہو گئے۔ دشمن سارے عرب کو ساتھ لے کر آ دھمکا ہے۔ یہ حملہ اتنا اچانک ہے کہ اس کو پسپا کرنے کے لیے جس تیاری کی ضرورت ہے اس کے لیے خاطر خواہ وقت نہیں۔ تعداد کم ہے۔ سامانِ رسد کی اتنی قلت ہے کہ کئی وقت فاقہ کرنا پڑتا ہے۔ مدینہ کے یہودیوں نے عین وقت پر دوستی کا معاہدہ توڑ دیا ہے۔ ان کی غداری کے باعث حالات مزید پیچیدہ ہو گئے ہیں۔ دشمن سیلاب کی طرح بڑھا چلا آ رہا ہے۔ اس کے پہنچنے سے قبل مدینہ طیبہ کی مغربی سمت کو خندق کھود کر محفوظ بنا دینا از حد ضروری ہے۔

اِن حالات میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے صحابہ کے دوش بدوش موجود ہیں۔ خندق کھودنے کا موقع آتا ہے، تو ایک عام سپاہی کی طرح خندق کھودنے لگتے ہیں۔ مٹی اُٹھا اُٹھا کر باہر پھینک رہے ہیں۔ دوسرے مجاہدین کی طرح فاقہ کشی کی تکلیف بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا رَا

جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے ۴۳ (منافقین کا حال آپ پڑھ چکے)

برداشت فرماتے ہیں۔ اگر صحابہ نے پیٹ پر ایک پتھر باندھ رکھا ہے تو شکم رسالت پر دو پتھر بندھے دکھائی دیتے ہیں۔ مہینہ بھر شدید سردی میں میدانِ جنگ میں صحابہ کے ساتھ دن رات قیام فرما ہیں۔ دشمن کے لشکرِ جرار کو دیکھ کر بھی پریشان نہیں ہوتے۔ بنو قریظہ کی عہد شکنی کا علم ہوتا ہے تب بھی جبینِ سعادت پر بل نہیں پڑتے۔ منافقین طرح طرح کی حیلہ سازیوں سے میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنے لگتے ہیں تب بھی پریشانی نہیں ہوتی۔ ان تمام ناگفتہ بہ حالات میں عزم و استقامت کا پہاڑ بنے کھڑے ہیں۔ قدم قدم پر صحابہ کی دلجوئی فرماتے ہیں۔ منافقین سے صرفِ نظر کرتے ہیں۔ دشمن کو مرعوب کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جاتا۔

پھر جنگی اور سیاسی خطوط پر ایسی تدبیریں کی جاتی ہیں کہ دشمن آپس میں ٹکرا جاتا ہے اور حملہ آور خود بخود محاصرہ اٹھا کر ایک دوسرے پر گالیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے، ایک دوسرے پر غداری اور عہد شکنی کے الزامات لگاتے ہوئے بھاگ جاتا ہے۔ غرضیکہ یہ ایک ماہ کا عرصہ ایسا ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے سارے پہلو اپنی پوری دلفریبیوں کے ساتھ اُجاگر ہو جاتے ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل فرمائی گئی کہ ان مہیب خطرات میں تم نے میرے پیارے رسول کا طریقۂ کار دیکھ لیا۔ یہ کتنا استوار، سچا اور اخلاص و للّٰہیت کے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ یہی تمہاری زندگی کے ہر موڑ پر تمہارے لیے ایک خوبصورت نمونہ ہے۔ اس کے نقشِ قدم کو خضرِ راہ بنا لو۔ اس کے دامنِ شفقت کو مضبوطی سے تھام لو یقیناً منزل تک پہنچ جاؤ گے۔

اُسوۃ کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ الاِسْوَۃ والاُسْوَۃ القُدْوَۃ یعنی پیشوا۔ راہنما۔ امام۔ اس کا دوسرا معنی یوں رقم فرمایا ہے: الاُسْوَۃ والاِسْوَۃ لُغتان وھو ما یتأسّی بہ الحزین ای یتعزّی بہ یعنی جس سے کوئی غمزدہ اور شکستہ دل تسلی حاصل کر سکے۔ یعنی غمگسار۔

حضور کی ذاتِ اقدس میں تمہارے لیے شانِ غم گساری ہے علامہ جوہری نے صحاح میں بھی یہی معنی کیا ہے۔ الاِسْوَۃ والاُسْوَۃ بالکسر والضم لغتان ھی ما یتأسّی بہ الحزین یتعزّی بہ: علامہ قرطبی لکھتے ہیں: الاُسْوَۃ القُدْوَۃ والاُسْوَۃ ما یتأسّی بہ ای یتعزّی فیقتدی بہ فی جمیع احوالہ ویتعزّی بہ فی جمیع افعالہ ویتعزّی بہ فی جمیع احوالہ وقد شُجَّ وجھہ وکُسِرَت رُباعیتہ وقتل عمّہ وجاع بطنہ ولم یلف الا صابرا محتسبا وشاکرا راضیا۔

ترجمہ: اُسوہ کا ایک معنی راہنما ہے اور اس کو بھی اسوہ کہتے ہیں جو غمزدہ دل کی تسلی کا باعث ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رُخِ انور زخمی کیا گیا، دندان مبارک توڑے گئے، حضور کے چچا کو شہید کیا گیا۔ بھوک برداشت کی لیکن ان تمام حالات میں صابر و شاکر رہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلب گار اور اس کی قضا پر راضی۔

۴۳ ہر آدمی کے لیے حضور بہترین نمونہ نہیں بلکہ ان نیک بختوں کے لیے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کی اور روزِ محشر دوبارہ زندہ ہونے کی اُمید رکھتے ہیں وہی اس بہترین نمونہ سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ انہی کے دلوں کو جمالِ مصطفوی اپنی طرف کھینچ سکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ

اور جب ایمان والوں نے (کفار کے) لشکروں کو دیکھا تو فرطِ جوش سے پکار اُٹھے یہ ہے وہ لشکر جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اسکے رسول نے فرمایا

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ

تھا اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے۔ اور دشمن کے لشکرِ جرار نے ان کے ایمان اور جذبہ تسلیم میں اور اضافہ کر دیا ۴۴ اہلِ

الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

ایمان میں ایسے جوانمرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا جو وعدہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا ۴۵ ان جوانمردوں سے کچھ

قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ ۙ لِيَجْزِيَ

تو اپنی نذر پوری کر چکے ۴۶ اور بعض (اس ساعتِ سعید کا) انتظار کر رہے ہیں ۴۷ (جنگ کے مہیب خطرات کے باوجود) انکے رویہ میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی

۴۴ ان خوفناک حالات میں منافقین کی بزدلی اور بدباطنی کا ذکر ہوا۔ اب اہلِ ایمان کے ایمان افروز حالات اور جذبات کا بیان شروع ہو رہا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب کے قدموں میں اپنی جان اور اپنا دل نثار کر دیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ کفار کا لشکرِ جرار دیکھ کر اور اپنے آپکو مہیب خطرات میں گھرا دیکھ کر مسلمانوں کے یقین اور ایمان میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ نورِ ایمان میں اور جلا پیدا ہو گئی قضائے الٰہی کے سامنے تسلیم و رضا کا جو درس انہیں دیا گیا تھا وہ پھر تازہ ہو گیا اور کہنے لگے یہ تو بعینہٖ وہی چیز ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا۔ جس طرح اس جملہ کا وعدہ پورا ہوا اسی طرح غلبۂ اسلام کا وعدہ بھی یقیناً پورا ہو گا جس وعدہ کا یہاں ذکر ہے، گزشتہ صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جب خندق کھودتے ہوئے چٹان نمودار ہوئی تو حضور نے تین ضربیں لگا کر اسے پارہ پارہ کر دیا نیز شام، ایران اور یمن کی فتح کی خوش خبری بھی دے دی۔

۴۵ رِجَالٌ پر تنوین تعظیم کی ہے، اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو قوت و مردانگی میں بے نظیر تھے۔ یقال فلان رجل فی رجال ای کامل الرجولیۃ بینھم (المنجد) یعنی اہل ایمان میں ایسے جواں مرد اور پاکباز عشاق بھی ہیں جنہوں نے اپنے ربِ کریم سے جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کر دکھایا۔ خندق کھودتے ہوئے مل کر وجد آفریں لہجہ میں وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

نحن الذین بایعوا محمدا علی الجھاد ما بقینا ابدا

وہ صرف لاف زنی نہ تھی بلکہ جب وقت آیا تو انہوں نے سر کٹا کر، جان دے کر اپنے دعویٰ محبت کی لاج رکھ لی اور قیامت تک آنیوالے عاشقانِ باصفا کے لیے ایک زندہ مثال قائم کر دی کسی قیمت پر انہوں نے اپنے ایمان پر حرف نہیں آنے دیا۔

۴۶ نَحْبٌ کہتے ہیں نذر اور عہد کو۔ لبید کا شعر ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو کی سب سے بڑی مفت آن لائن لائبریری

www.KitaboSunnat.com

اَلَا تَسْئَلَانِ الْمَرْءَ مَاذَا يُحَاوِلُ اَنَحْبٌ فَيُقْضٰى اَمْ ضَلَالٌ وَبَاطِلُ

کیا تم اس سے نہیں پوچھتے کہ وہ کیا ارادہ کر رہا ہے کیا اس نے کوئی وعدہ کیا ہے جسے پورا کیا جائے گا یا یہ صرف گمراہی اور جھوٹی لاف زنی ہے۔

یعنی بعض تو وہ بیدار بخت ہیں کہ انہوں نے سرفروشی اور جانبازی کی جو نذر مانی تھی اسے پورا کر دیا اور جان دے کر شہداء کی صف میں شامل ہو گئے۔ اسلام کے ان جانباز مجاہدین کا شمار نہیں کیا جا سکتا جس کو دیکھو محبتِ رسول اور عشقِ خدا کے بادۂ گلفام سے مخمور ہے اور جریدۂ عالم پر عشق و وفا کے ایسے تابندہ نقوش ثبت کر کے جا رہا ہے جن کی چمک قیامت تک ہر لمحہ فزوں تر ہوتی رہے گی۔

حضرت مصعب بن عمیر اپنے مالدار باپ کے بڑے لاڈلے بیٹے تھے، بڑے خوش پوش تھے۔ ان کا زرق برق قیمتی لباس آنکھوں کو خیرہ کر دیتا تھا، ناز و نعم میں پلے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم نے انہیں اسلام کے لیے چن لیا سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر درِ مصطفےٰ کی غلامی اختیار کی انصارِ مدینہ نے جب عقبہ کے میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت کی تو حضور نے ہجرت سے پہلے حضرت مصعب کو انکے ہمراہ یثرب روانہ کیا تاکہ وہاں جا کر اسلام کی تبلیغ کریں۔ انکی تبلیغی سرگرمیوں سے اوس و خزرج کے کئی سردار مشرف باسلام ہوئے اور گھر گھر میں توحید کا نور جگمگانے لگا۔ کوہ اُحد کی ترائی میں جب کفر حق سے پنجہ آزما ہوا تو یہ بھی دیگر غلامانِ حبیبِ کبریا کی طرح شوقِ شہادت سے جھومتے ہوئے دادِ شجاعت دینے لگے۔ کیف و مستی کا یہ عالم تھا کہ اپنے تن بدن کا ہوش نہ تھا۔ اپنی ذات کا فکر نہ تھا۔ صرف ایک ہی دھن تھی کہ اسلام کا پرچم سرنگوں نہ ہونے پائے، اللہ تعالیٰ کے حبیبِ کریم کو کوئی گزند نہ پہنچے۔ زخموں سے چور ہو کر گرے اور جامِ شہادت نوش فرمایا۔ جنگ ختم ہوئی تو محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سر بالیں تشریف لائے۔ اسلام کے اس بہادر سپاہی کی نعش کے قریب کھڑے ہو گئے، اس کے لیے دعا فرمائی اور پھر یہ آیت تلاوت کی: من المؤمنین رجال (الآیہ) پھر فرمایا: اشھد ان ھؤلاء شھداء عند اللہ تعالیٰ یوم القیامۃ فاتوھم فزوروھم والذی نفسی بیدہ لا یسلم علیھم احد الی یوم القیامۃ الا ردوا علیہ (قرطبی عن بیہقی) یعنی حضور نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ لوگ قیامت تک شہید ہیں۔ پس ان کے پاس آؤ۔ ان کے مزارات کی زیارت کرو۔ اس ذات پاک کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے قیامت تک جو بھی انہیں سلام کرے گا، وہ جواب دیں گے۔

حضرت انس بن نضر کو بدر میں شریک نہ ہونے کا از حد ملال تھا۔ ہمیشہ کہتے کہ افسوس کہ میں کفر و اسلام کے پہلے معرکہ میں شرکت سے محروم رہا۔ اب اگر خدا نے موقع دیا تو دنیا دیکھے گی کہ شمع جمالِ مصطفےٰ علیہ الطیب التحیۃ والثنا کے پروانے جاں سپاری کا کیا منظر پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ جنگِ اُحد میں شامل ہوئے۔ لشکرِ اسلام میں جب کھلبلی مچی اور یہ افواہ پھیل گئی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ تو بعض مسلمان دل شکستہ ہو کر بیٹھ رہے۔ یہ پاس سے گزرے، پوچھا یوں بیٹھے کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا حضور شہید ہو گئے۔ آپ نے انہیں للکارا کہ رسولِ پاک کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے۔ آؤ اس بات پر ہم بھی جان دے دیں جس پر حضور نے جان دیدی ہے۔ پھر تلوار بے نیام کی اور دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ کفار پر پے در پے وار کرتے جا رہے تھے اور زبان سے یہ کہتے جا رہے تھے: یا سعد ھا ورب الجنۃ ورب النضر انی لأجد ریحھا دون احد۔ اے سعد نضر کے رب کی قسم! مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے اور مجھے یہ خوشبو کوہ اُحد کے پیچھے سے آ رہی ہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ جب ان کے زخم گنے گئے تو اسی سے زیادہ تھے اور کوئی عضو بھی سلامت

کتب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ

(اذن جہاد میں ایک حکمت یہ بھی ہے) کہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اپنا وعدہ سچا کرنے والوں کو ان کے سچ کے باعث ۴۸ اور عذاب دے منافقوں کو اگر اسکی

اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

مرضی ہو یا ان کی توبہ قبول فرمائے ۴۹ بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اور (ناکام) لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے

نہ بچا تھا کہ ان کی پہچان ہو سکے۔ ان کی ہمشیرہ نے ان کی انگلیوں کے پورے دیکھ کر انہیں پہچانا۔

تپید یک دم و کرد ند زیب فتراکش
خوشا نصیب غزالے کہ زخم اُو کار لیست

۴۷ اور جو لوگ میدانِ جہاد سے سلامت واپس آئے انہیں اپنے صحیح وسلامت واپس آنے پر خوشی نہیں ہے، بلکہ وہ شہادت سے محرومی کے باعث بڑے غمزدہ اور دل گرفتہ ہیں اور وہ اس سہانی گھڑی کا بڑی بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں جب وہ خونِ شہادت سے سرخرو ہو کر بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہوں گے۔

انہی جانثاروں کی بے ثبوت اور بے دریغ قربانیوں کے باعث اسلام کو یہ عزت و شوکت نصیب ہوئی۔ انہوں نے اپنے خونِ ناب سے آبیاری کر کے شجرِ اسلام کو سدا بہار بنایا، انہی کی کوششوں کی برکت سے آج ہمیں ایمان کی نعمت نصیب ہے، لیکن اُمت میں ایک ایسا بدقسمت فرقہ بھی پیدا ہو گیا ہے جو خود تو اسلام کے لیے کچھ کر نہیں سکتے، اُلٹا اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اسلام کے لیے باعثِ ننگ و عار ہیں، ہر قدم خلافِ شریعت اُٹھاتے ہیں سُنّتِ نبوی علےٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام کے تارک ہیں شکل، عمل، سیرت اور کردار سے اسلام کا منہ چڑا رہے ہیں، لیکن ان وفا شعار غلامانِ مصطفےٰ علیہ الطیب التحیۃ والثنا اور دین کے جوانمرد سپاہیوں پر زبان طعن دراز کرنا کمالِ ایمان خیال کرتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ ان اولوالعزم ہستیوں کو جتنا بُرا کہیں گے اتنا ہی ان کے گناہ جھڑیں گے اور ان کے رُتبے بلند ہوں گے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ زبانِ قدرت تو ان کی تعریف میں رطب اللسان ہے، قرآن کے صفحات تو ان کی پاک باطنی کی شہادت دے رہے ہیں، فرشتے ان کی شجاعت، بسالت، سخاوت اور عدالت کی قسمیں کھا رہے ہیں، حُوریانِ فردوس ان کی راہ میں اپنی آنکھیں بچھانے کے لیے بے تاب ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے والا بے عمل انسان ان پر کیچڑ اچھالنے سے باز نہیں آتا۔

۴۸ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اپنی شانِ کریمی کے مطابق انہیں جزا دے گا۔

۴۹ باقی رہے منافقین تو ان کے متعلق جیسی اس کی مرضی ہو گی ایسا کرے گا، چاہے تو ان کی بداعمالیوں کے باعث انہیں قعرِ ضلالت میں گرا ہوا چھوڑ دے۔ اسی حالت میں انہیں موت آجائے اور ہمیشہ کے لیے دوزخ میں پھینک دیئے جائیں۔ اور چاہے تو اپنی رحمت اور مہربانی سے انہیں خوابِ غفلت سے بیدار کر دے اور راہِ حق پر چلنے کی توفیق مرحمت فرما دے۔ وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ اس کی شان پوزش پذیری اور اس کی صفتِ رحمت سے یہ چنداں بعید بھی نہیں کہ وہ ایسا کرم فرما دے اور ڈوبتے ہوؤں کا بازو پکڑ کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ

کفار کو (آئندہ) اپنے غصہ میں (پیچ و تاب کھا رہے) تھے (اس لشکر کشی سے) انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور بچا لیا اللہ نے مومنوں کو جنگ سے ۵۰

وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ

اور اللہ تعالیٰ بڑا طاقتور (ہر چیز پر) غالب ہے۔ اہل کتاب سے جن لوگوں نے کفار کی امداد کی تھی اللہ تعالیٰ نے

الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا

انہیں ان کے قلعوں سے اتار لیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ایک گروہ کو تم

تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَ

قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قیدی بنا رہے ہو ۵۱ اور اس نے وارث بنا دیا تمہیں ان کی زمینوں، ان کے مکانوں اور

انہیں کنارے پر لگا دے۔

۵۰ مسلمانوں پر اپنے خصوصی لطف و کرم کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ تم نے دیکھا کہ کفر کس طمطراق سے مدینہ پر حملہ آور ہوا تھا اور ہم نے کس طرح ان کو خائب و خاسر، مخذول و مردود کر کے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا اور جنگ کی نوبت ہی نہیں آنے دی۔ اللہ تعالیٰ کی قوت و غلبہ کا تم نے نظارہ کیا ہے۔ وہ اپنے بندوں کی اسی طرح چارہ سازی فرماتا ہے اور ان کے دشمنوں کو اسی طرح ذلیل و رسوا کرتا ہے۔

۵۱ آپ بنو قریظہ کی غداری اور عہد شکنی کا تذکرہ تفصیلاً پڑھ چکے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے عالم غیب سے اسباب پیدا کر کے انکے منصوبوں کو خاک میں نہ ملا دیا ہوتا تو مسلمانوں پر جو گزرتی اس کا تصور کرنا مشکل نہیں لیکن جب تقدیر الٰہی نے تدبیر کے شاطروں کو مات دیدی۔ قریش و غطفان اور بنی اسد وغیرہ قبائل اپنے جنگجو بہادروں سمیت پسپا ہو گئے تو اب بنو قریظہ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ حضور ایک ماہ تک کھلے میدان میں کفار کے سامنے سینہ سپر رہنے کے بعد اپنے غلاموں سمیت گھروں میں پہنچے ہی تھے اور سر مبارک دھونے کی تیاری ہی فرما رہے تھے کہ جبرئیل نمودار ہوئے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے تو ابھی تک ہتھیار اتارے ہی نہیں اور آپ نے اتار بھی دیئے۔ میں ملائکہ کے ایک گروہ کے ساتھ کفار کے تعاقب میں تھا اور انہیں روحاء تک بھگا کر واپس آیا ہوں اور حکم خداوندی یہ ہے کہ جب تک بنی قریظہ کا خاتمہ نہ کر لیا جائے اس وقت تک ہتھیار اتارنے کی اجازت نہیں۔ فرمان الٰہی ملتے ہی حضور نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ اذان دے اور بلند آواز سے یہ اعلان کر دے من کان سامعا مطیعا فلا یصلین العصر الا ببنی قریظہ یعنی ہر اطاعت گزار مسلمان عصر کی نماز بنی قریظہ میں ادا کرے۔ مدینہ طیبہ میں منادی کرنے کے لیے ایک اور آدمی دوڑایا جو یہ اعلان کر رہا تھا: یا خیل اللہ ارکبی اے اللہ تعالیٰ کے شہسوارو! اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ۔ یہ اعلان سنتے ہی مسلمان ہتھیار سجائے اپنے گھروں سے

نکلنے لگے حضور گھوڑے پر سوار تھے جس کا نام "لحیف" تھا۔ تو صحابہ کے ایک دستے نے گھوڑوں پر سوار ہو کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اردگرد حلقہ بنا لیا جن کے پاس سواری کا انتظام نہ تھا وہ پیادہ چل پڑے۔ اس روز لشکر اسلام کا پرچم سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو عطا فرمایا گیا۔ یہ لشکر جلد ہی بنو قریظہ کی گڑھی کے قریب پہنچ گیا۔ حضرت علی نے قلعہ کی دیوار کے نزدیک پرچم گاڑ دیا۔ یہودیوں نے جب مسلمانوں کو آتے ہوئے دیکھا تو دروازے بند کر دیئے اور مرد و زن چھت پر چڑھ گئے اور مسلمانوں پر گالیوں کی بوچھاڑ کرنے لگے حضرت اُسید بن حضیر نے ان کی اس حرکت پر غضبناک ہو کر فرمایا: یَا اَعْدَاءَ اللّٰہِ لَا نَبْرَحُ عَنْ حُصُوْنِکُمْ حَتّٰی تَمُوْتُوا جُوْعًا۔ کہ اے اللہ کے دشمنو! ہم تمہارے قلعوں کا ایسا محاصرہ کریں گے کہ تم بھوکے مر جاؤ گے۔ انہوں نے اپنی دیرینہ دوستی کا واسطہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے اور تمہارے درمیان سب تعلقات منقطع ہو گئے ہیں۔ حضور نے رات وہاں بسر کی صبح ہوتے ہی ان کے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور مختلف مقامات پر پہرے بٹھا دیئے۔ یہود بھی پتھر اور تیر برساتے رہے مسلمان بھی ان کا مؤثر جواب دیتے رہے۔ جب ان کی شرارت شدت اختیار کرنے لگی تو حضور کے ارشاد سے مسلمانوں نے انہیں باقاعدہ اپنی زد میں لے لیا۔ انہوں نے پتھر برسانے بند کر دیئے اور گفتگو کرنے کی اجازت طلب کی جو انہیں بخشی گئی۔

یہود نے ابن سلیم کو اپنا نمائندہ بنا کر بارگاہِ رسالت میں بھیجا۔ اس نے آ کر کہا کہ جن شرائط پر آپ نے بنو نضیر کو یہاں سے نکلنے کی اجازت دی تھی، انہی شرائط پر ہمیں بھی یہاں سے نکل جانے کی اجازت دے دیجیے۔ ہم اپنی عورتوں، بچوں اور بارِ شتر کے ساتھ مدینہ چھوڑ جاتے ہیں باقی ہر چیز آپ سنبھال لیجیے۔ حضور نے انکار کر دیا۔ پھر اُس نے کہا ہم سارا مال و متاع یہاں چھوڑ جاتے ہیں، صرف ہماری جان بخشی کی جائے۔ یہ تجویز بھی مسترد کر دی گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم اپنے متعلق میرا فیصلہ اگر ماننے کے لیے تیار ہو، تو تمہارے ساتھ مفاہمت کی بات چیت کی جا سکتی ہے۔ وہ مشورہ کرنے کے لیے قلعہ میں واپس گیا اور سارا ماجرا انہیں کہہ سنایا۔ ان کے سردار کعب بن اسد نے کہا: اے میری قوم! تین تجویزیں ہیں ان میں سے کوئی ایک پسند کر لو۔ انہوں نے پوچھا بتائیے۔ اُس نے کہا سب سے بہتر تو یہ ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ اب اس امر میں ذرا شبہ نہیں رہا کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) وہی رسول مکرم ہے جس کی بشارت اور ذکر ہماری کتابوں میں موجود ہے۔ آج تک محض حسد کے باعث ہم ان کی مخالفت کرتے رہے۔ اب وقت ہے ایمان لے آؤ تم۔ تمہارا بال بچہ اور مال و متاع سب بچ جائیگا اور نعمتِ ہدایت سے بھی مالا مال ہو جاؤ گے۔ میں تو مسلمانوں سے کیے ہوئے معاہدہ کو توڑنے کے لیے تیار نہ تھا۔ اس بدبخت (حُیی بن اخطب) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کی نحوست نے ہمیں اس مصیبت میں مبتلا کیا۔ قوم نے کہا کہ ہم ایمان تو کسی قیمت پر لانے کے لیے تیار نہیں۔ اُس نے کہا دوسری تجویز یہ ہے کہ اپنی عورتوں اور بچوں کو اپنی تلواروں سے کاٹ ڈالو اور پھر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑو۔ نتیجہ دیکھا جائے گا۔ قوم نے کہا ان معصوم بچوں اور عورتوں کو بلاگناہ ذبح کر دینا کہاں کی انسانیت ہے ہم ایسا نہیں کریں گے۔ اس نے کہا تیسری تجویز یہ ہے کہ آج سبت کی رات ہے۔ مسلمانوں کو علم ہے کہ یہودی آج حملہ نہیں کریں گے، وہ بالکل مطمئن اور بے خوف و خطر بیٹھے ہوں گے۔ آؤ ان کی اس بے خبری سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اچانک ان پر ہلہ بول دیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہم انہیں شکست دے دیں۔ انہوں نے اس سے کہا کہ تو ہمیں سبت کی بے حرمتی کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ پہلے جن لوگوں نے اس کی بے حرمتی کی تھی انہیں اس کی عبرتناک سزا ملی۔ ان کے سردار کعب نے کہا: مَا بَاتَ مِنْکُمْ مُنْذُ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ لَیْلَةً وَاحِدَةً جَازِمًا: تم سب ہمیشہ سے گومگو کا شکار رہتے

www.KitaboSunnat.com

ہو کسی چیز کے متعلق فیصلہ کن بات کرنے کی تم میں صلاحیت نہیں۔ پچیس دن تک محاصرہ جاری رہا۔ آخر کار جب وہ عاجز آ گئے اور ان میں تابِ مقاومت نہ رہی تو حضور کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے فیصلہ کو قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ ان کے جوانوں کو الگ کر کے انہیں رسیوں میں جکڑ دیا گیا اور بچوں اور عورتوں کو الگ ایک محفوظ مقام پر پہنچا دیا گیا۔ مسلمان جب ان کے قلعہ میں داخل ہوئے تو انہوں نے اسلحہ کے وہ انبار دیکھے جو یہودیوں نے مسلمانوں پر عقب سے حملہ کرنے کے لیے تیار کر رکھے تھے۔ ان میں پندرہ سو تلواریں، دو ہزار نیزے، پانچ سو ڈھالیں اور دیگر اسلحہ تھا، اس کے علاوہ شراب کے مٹکوں کے مٹکے بھرے ہوئے رکھے تھے۔ شراب تو ساری کی ساری انڈیل دی گئی۔ دوسرے ساز و سامان پر قبضہ کر لیا گیا۔ ان میں کثیر التعداد مویشی اور اونٹ وغیرہ تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام الگ ایک جگہ تشریف فرما تھے کہ بنی اوس قبیلہ کا ایک وفد حاضر خدمت ہوا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ! یہودی قبیلہ بنو نضیر کے دوستانہ تعلقات بنی خزرج کے ساتھ تھے ان کی سفارش پر حضور نے بنی نضیر کی جاں بخشی فرما دی اور ہر آدمی کو ایک بار شتر لے جانے کی بھی اجازت دے دی۔ بنی قُریظہ کے ساتھ ہمارے قدیم سے دوستانہ تعلقات ہیں۔ اب وہ اپنی غلطی پر ازحد پشیمان بھی ہیں، اس لیے حضور نے جس طرح بنو خزرج کی عزت افزائی فرمائی تھی اسی طرح ہماری وجہ سے ہمارے اس دوست قبیلہ کو بھی بخش دیں۔ وہ بار بار اپنی یہ درخواست پیش کرتے رہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خاموش رہے۔ جب ان کا اصرار حد سے بڑھ گیا تو ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تمہارے قبیلہ اوس سے کوئی شخص ان کے متعلق فیصلہ کر دے۔ انہوں نے عرض کی ہاں ہے۔ حضور نے فرمایا میں سعد بن معاذ کو حکم مقرر کرتا ہوں۔ انہوں نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا کہ منظور ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہودیوں نے خود حضرت سعد کا نام تجویز کیا تھا۔ حضرت سعد خندق میں زخمی ہو گئے تھے۔ حضور نے انہیں مسجد کے قریب رفیدہ کے خیمہ میں ٹھہرایا ہوا تھا۔ تاکہ اپنی نگرانی میں ان کی مرہم پٹی کرائی جائے اور ان کی عیادت میں آسانی ہو۔ بنی اوس اپنی حسبِ پسند حضرت سعد کو حکم مقرر کرا کے ان کو لینے کے لیے خیمہ میں گئے اور ایک گدھے پر سوار کر کے انہیں بارگاہِ رسالت میں لے آئے۔ راستہ میں آپ کو ہموار کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ آپ حکم مقرر ہوئے ہیں۔ بنی قُریظہ سے ہمارے قدیمی دوستانہ تعلقات ہیں، ان کے ساتھ نرم برتاؤ کرنا۔ تم نے دیکھا نہیں بنی خزرج نے بنی نضیر کے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا جب انہوں نے انعام و تفہیم اور منت و سماجت کی حد کر دی تو سعد نے صرف اتنا جواب دیا:

قَدْ آنَ لِسَعْدٍ ان لا یأخذہ فی اللہ لومۃ لائم۔ اب سعد کا ایسا وقت آ گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اُسے متاثر نہیں کر سکتی۔ جب سعد کی سواری حضور کی قیام گاہ کے قریب پہنچی تو حضور نے حاضرین کو فرمایا: قُوموا الیٰ سیدکم۔ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ سعد کو اُتارا گیا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اُحکم فیھم یا سعدُ۔ اے سعد! ان کے بارے میں فیصلہ کرو۔ انہوں نے عرض کی: اللہ و رسولہ احقُّ بالحکم: کہ اللہ اور اس کا رسول ہی فیصلہ فرمانے کا حق دار ہے۔ ارشاد ہوا: امرک اللہ ان تحکم فیھم: اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم ان کے بارے میں فیصلہ کرو۔ سعد نے پھر اپنی قوم سے پوچھا کہ بنی قریظہ کے بارے میں جو حکم کر دوں تمہیں منظور ہے۔ انہوں نے کہا بیشک منظور ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا فیصلہ تو یہ ہے کہ ان کے بالغوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا جائے اور ان کے مال اور جائیدادیں مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دی جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لقد حکمت فیھم بحکم اللہ من فوق سبعۃ ارقعۃ۔ اے سعد!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ع ۳ ۷ ۱۹

اَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴿۲۷﴾

ان کے مال و متاع کا اور وہ ملک بھی تمہیں دے دیئے جہاں تمہارے قدم ابھی نہیں پہنچے ۵۲ اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا

اے نبی مکرم! آپ فرما دیجیے اپنی بیبیوں کو ۵۳ کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اسکی آرائش (و آسائش) کی خواہاں ہو

تم نے وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر فیصلہ فرمایا ہے چنانچہ ان کو ان کی غداری، عہد شکنی اور دشمن سے ساز باز کرنے کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ ظاھر: عاون: مدد کرنا۔ صیاصیھم جمع ہے اس کا واحد صیصۃ ہے اس کا معنی قلعہ اور گڑھی ہے۔

۵۲ تمہیں ان کی زمینوں اور مکانوں اور مال و متاع کا وارث بنا دیا اور ایسی زمین کی فتح بھی تمہارے مقدر میں لکھ دی جہاں تک ابھی تم نہیں پہنچے۔

۵۳ فخر کائنات، باعث ایجاد عالم، سلطان دنیا و دین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خانگی زندگی صرف آرام و آسائش کے اسباب سے ہی خالی نہ تھی بلکہ ضروریات زندگی بھی اکثر فراہم نہ ہوتی تھیں مسلسل کئی کئی دنوں تک چولہے میں آگ نہیں جلائی جاتی تھی اور کھجور وغیرہ پر بسر اوقات کیجاتی اکثر جو کی روٹی یا گندم کے ان چھنے آٹے کی روٹی دسترخوان کی زینت ہوتی۔ لباس کا معاملہ بھی خوراک سے مختلف نہ تھا۔ موٹا جھوٹا جیسا میسر آیا خود بھی پہن لیا اور امہات المومنین کو بھی دے دیا۔ مسلمانوں کے مالی حالات جب تک ناسازگار رہے۔ امہات المومنین بڑے صبر و شکر سے یہ سب کچھ برداشت کرتی رہیں۔ کوئی مطالبہ نہیں کوئی فرمائش نہیں۔ کسی چیز کے نہ ملنے کا شکوہ نہیں۔ شکایت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب کی رفیقہ حیات بننے کی سعادت پر زندگی کی ساری مسرتیں اور راحتیں انہوں نے قربان کر دی تھیں۔ اگرچہ وہ سب کی سب امیر والدین کی بیٹیاں تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت ابوبکر صدیق کی نور نظر تھیں جو مکہ کے خوشحال اور کامیاب تاجر تھے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت فاروق اعظم کی لخت جگر تھیں جو اپنے قبیلہ کے سردار تھے۔ اسی طرح دیگر ازواج مطہرات کا بھی حال تھا۔ ماں باپ نے انہیں بڑے ناز و نعم سے پالا تھا۔ اس وقت وہاں کے معاشرہ میں جن آسودگیوں کا تصور کیا جا سکتا تھا وہ سب انہیں میسر تھیں اور ان کی پہلی ازدواجی زندگی بھی امیرانہ بلکہ شاہانہ ماحول میں بسر ہوئی تھی یکایک اس فرحت انگیز اور آرام بخش زندگی کو ترک کر کے امہات المومنین نے درویشانہ زندگی کو جس خوشی سے اپنایا اور جس خوبصورتی سے اسے نبھایا وہ انہی کا حصہ تھا۔ وہ اس فقر و درویشی کی زندگی پر ناز کرتیں اور ان ساری گلفشانیوں کو اپنے لیے دارین کی سعادتوں کا باعث سمجھتیں۔

لیکن جب فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور مال غنیمت کثرت سے تقسیم ہونے لگا۔ عام مسلمانوں کی معاشی حالت تیزی سے بدلنے لگی۔ خصوصاً مدینہ کے یہودی قبائل بنی نضیر، قینقاع اور قریظہ کا مال و متاع، ان کی زرعی زمینیں، باغات اور رہائشی مکانات مسلمانوں میں بطور غنیمت تقسیم کیے گئے، تو مسلمانوں کی سابقہ محرومیاں اور تنگ دستیاں قصہ ماضی بن گئیں۔ مسلمان خواتین کی بود و باش اور لباس و خوراک میں بھی خوش آئند تبدیلیاں پیدا ہو گئیں۔ اس وقت امہات المومنین نے اقلیم فقر و غنا کے تاجدار کے سامنے دامن طلب پھیلایا۔ علامہ ابو حیان لکھتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں: فقعدن حوله قلن یا رسول الله بنات کسریٰ وقیصر فی الحلی والحلل والاماء والخول ونحن علی ما تراه من الفاقة والضیق ۔ یعنی ایک روز ازواج مطہرات حضور کے اردگرد بیٹھ گئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! قیصر اور کسریٰ کی بیٹیاں زیور اور طرح طرح کے لباسوں میں ملبوس ہیں۔ ان کے پاس گولیوں اور خادموں کی کمی نہیں اور فقر و فاقہ کی وجہ سے ہمارا یہ حال ہے۔ اس لیے ازراہِ کرم ہمیں بھی اب پہننے کے لیے اچھے لباس اور کھانے کے لیے لذیذ کھانا ضرور ملنا چاہیے۔ بنظرِ انصاف اگر دیکھا جائے تو اس میں قطعاً کوئی ناروا بات نہ تھی، کوئی بے ادبی کا پہلو نہ تھا۔ جب عام مسلمان خواتین اچھا کھانے لگی تھیں اور اچھا پہننے لگی تھیں تو ازواج مطہرات کا یہ مطالبہ کسی طرح بھی ناجائز نہ تھا لیکن رحمتِ عالم و عالمیان صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے خاطر عاطر پر یہ بھی ناگوار گزرا۔ حضور کی ذات عام حکمرانوں کی طرح نہ تھی جس کی کارگزاری کے اثرات اس کی اپنی ذات تک محدود ہوں۔ آپ تو ساری اولادِ آدم کے لیے قیامت تک راہنما تھے۔ اگر حضور اس قسم کے مطالبات کو تسلیم کر لیتے اور آپ کے اہلِ بیت کی خورد و نوش، لباس وغیرہ میں آرائش اور تکلف کا دائرہ تک بھی پایا جاتا تو آنے والے فرمانرواؤں کیلئے دروازہ کھل جاتا اور وہ تکلفات تصنع اور آرائش کو سنتِ نبوی سمجھ کر اپناتے اور ایک ایسی ابتری اور بدنظمی رونما ہوتی جسکا تدارک ممکن نہ رہتا۔ حضور اپنے منصبِ بلند کو اپنے مقامِ نبوت کی ذمہ داریوں کو ملاحظہ فرما رہے تھے اور قلبِ نازک پر یہ مطالبہ بھی گراں گزر رہا تھا چنانچہ ایک روز صدیقِ اکبر کاشانۂ نبوت میں حاضر ہوئے، ان کے بعد فاروقِ اعظم بھی آ گئے۔ دیکھا کہ ازواجِ مطہرات اردگرد حلقہ بنائے بیٹھی ہیں اور حضور بالکل خاموش درمیان میں تشریف فرما ہیں اور حضور کے چہرۂ اقدس پر ناگواری کے آثار ہیں۔ حضرت عمرؓ نے سوچا اب ایسی بات کرنی چاہیے جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنس پڑیں اور اس افسردگی کا خاتمہ ہو۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! اگر میری بیوی بنت خارجہ مجھ سے خرچ مانگنے کی جرأت کرے تو حضور دیکھیں گے کہ میں اس کے سر کا قیمہ بنا کر رکھ دوں گا۔ یہ سن کر حضور ہنس دیئے اور پھر سکوت توڑتے ہوئے فرمایا: اے عمر انہیں دیکھو یہ میرے اردگرد اس لیے حلقہ بنائے بیٹھی ہیں کہ مجھ سے خرچ کا مطالبہ کریں۔ حضرت صدیق نے اپنی بیٹی حضرت عائشہ کو پکڑا اور ان کی گردن پر تھپڑ رسید کیے اسی طرح حضرت عمر نے اپنی صاحبزادی حضرت حفصہ کو گردن سے پکڑ کر تھپڑ رسید کیے۔ اور کہا کہ کیا آپ کے بعد تم حضور سے ایسی چیز کا سوال کرو گی جو حضور کے پاس نہ ہو۔ دونوں نے کہا آئندہ ہم ہرگز ایسا نہ کریں گی۔

اسکے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتیس یا تیس دن عزلت نشینی اختیار فرمالی۔ ایک ماہ بعد یہ آیات نازل ہوئیں۔ حضور بالاخانہ سے اترے اور سب سے پہلے حضرت صدیقہ کے پاس تشریف فرما ہوئے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! میں آج تجھ سے ایک بات پوچھنے آیا ہوں تم اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا۔ جواب دینے سے پہلے اپنے والدین سے ضرور مشورہ کر لینا۔ انہوں نے عرض کی: ارشاد فرمایئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دو آیتیں پڑھ کر سنائیں حضرت صدیقہ نے آیتیں سننے کے بعد گزارش کی: أفی هذا أستأمر أبوی فانی ارید الله ورسوله والدار الآخرة ۔ کیا میں اس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی۔ میں نے اللہ تعالےٰ، اس کے رسول اور دارِ آخرت کو پسند کر لیا ہے۔ اس کے بعد حضور نے دیگر ازواج سے بھی یہی بات کہی۔ سب نے یہی جواب دیا۔ انسان قربان جائے حضور کی ازواجِ طاہرات اور مسلمانوں کی ماؤں پر جنہوں نے زندگی کی ساری لذتوں کو ٹھکرا دیا۔ فقر و فاقہ، غربت و درویشی کو قبول کیا اور مصطفےٰ علیہ الطیب التحیۃ والثنا کی کنیز بننے کی سعادت کو نہ چھوڑا۔

باتیں کر لینا بہت آسان ہے لیکن کر کے دکھانا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٢٨﴾ وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ

تو آؤ تمہیں مال و متاع دے دوں اور پھر تمہیں رخصت کر دوں بڑی خوبصورتی کے ساتھ ۵۴ اور اگر تم چاہتی ہو

اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ أَجْرًا

اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دارِ آخرت کو تو بیشک اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے انکے لیے جو تم میں سے نیکوکار ہیں

عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ

اجرِ عظیم ۵۵ اے نبی کریم کی بیبیو! جس کسی نے تم میں سے کھلی ہوئی بیہودگی کی تو اس کے لیے

يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾

عذاب کو دو چند کر دیا جائے گا اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے ۵۶

۵۴ یعنی اگر تم دنیا اور متاعِ دنیا کو پسند کرو گی تو پھر کاشانۂ نبوت کی زینت نہیں بن سکتیں۔ تمہیں علیحدہ کر دوں گا لیکن علیحدگی بڑی خوبصورتی سے اور آبرومندانہ طریقے سے ہوگی۔ یہاں سے یہ سبق بھی دیا گیا کہ اگر تعلقات منقطع کرنے کا موقع آجائے، تو اس وقت بھی تمہارے ہاتھوں سے شائستگی کا دامن چھوٹنے نہ پائے۔

۵۵ تمام ازواجِ مطہرات نے بصد مسرت اپنے مطالبات ترک کر دیئے اور اللہ تعالیٰ، اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور دارِ آخرت کو پسند فرمایا اور وہ اس بشارت کی مستحق ہو گئیں جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔

صد حیف! ان کم فہموں اور بد بختوں پر جو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ پڑھ کر بھی ازواجِ مطہرات کی شان میں گستاخی اور ہرزہ سرائی سے باز نہیں آتے۔

۵۶ تم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں ہو۔ ساری اُمت کی بچیوں اور خواتین کے لیے تمہاری زندگی ایک نمونہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہارا بڑا اُونچا مقام ہے، لیکن اِس رفعتِ شان اور عظمتِ مقام کے تقاضے پُورا کرنا بھی تم پر لازم ہے خبردار! تمہارے اُجلے دامن پر کوئی داغ لگنے نہ پائے۔ اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو یاد رکھو تمہیں اس کی سزا بھی دُگنی دی جائے گی، اور اللہ تعالیٰ پر ایسا کرنا کوئی مشکل نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ

اور جو تم میں سے فرمانبردار بنی رہی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نیک عمل کرتی رہی تو ہم اس کو

اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ

اس کا اجر بھی دوچند دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت والی روزی تیار کر رکھی ہے ۵۸ اے نبی کی ازواج مطہرات، تم

كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ

نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی مانند۔ اگر تم پرہیزگاری اختیار کرو ۵۸ پس ایسی نرمی سے بات نہ کرو کہ طمع کرنے لگے وہ دل کا

الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ

جس کے دل میں روگ ہے ۵۹ اور گفتگو کرو تو باوقار انداز سے کرو ۶۰ اور ٹھہری رہو اپنے

۵۸ اسی طرح تم میں سے جس نے اطاعت و فرمانبرداری کا شیوہ اختیار کیا اُسے اجر بھی دُگنا ملے گا اور اُسے ہم باعزت رزق عطا فرمائیں گے۔

۵۸ یہاں پھر اس حقیقت کو دُوسرے عنوان سے بیان کر دیا کہ تمہارا حال دُوسری عورتوں کا سا نہیں ہے۔ ان سے اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی وہ خود ذمہ دار ہیں اور مطعون ہوگی تو اُن کی اپنی ذات مطعون ہوگی، لیکن اگر تم نے کوئی ایسی حرکت کی تو دامنِ نبوت داغدار ہو جائے گا۔ رشد و ہدایت کا وہ چشمہ گدلا ہو جائے گا جس سے دُنیا بھر کے پیاسوں نے پیاس بجھانی ہے۔ وہ آفتاب گہنا جائے گا جس کے مقدر میں ہمیشہ کے لیے سارے عالم کو منور کرنا ہے، تم ذرا ان بھیانک نتائج کا تصور کرو جو تمہاری معمولی سی لغزش پر مرتب ہو سکتے ہیں۔ تم ذرا ان مشکلات کا اندازہ لگاؤ جو تمہاری کج روی سے دعوتِ اسلامی کی راہ میں پیدا ہو سکتی ہیں، اس لیے جادۂ زیست پر ہر قدم پھونک پھونک کر رکھو، ہر کام سوچ سمجھ کے کرو۔ تقویٰ و پارسائی کا وہ بلند معیار قائم کرو کہ نکتہ چینوں کی آنکھیں پتھرا جائیں، لیکن انہیں کوئی داغ نظر نہ آئے، وہ اپنی زبان درازی کے باوجود اپنے آپ کو گونگا محسوس کریں۔

۵۹ اگر کسی مجبوری کے باعث تمہیں کسی نامحرم سے بات کرنی پڑے تو اس کے ساتھ ایسے باوقار انداز سے بات کرو کہ اس کے بیمار دل میں کوئی فاسد خیال پیدا ہی نہ ہو۔ گفتگو کا لہجہ کئی غلط فہمیوں اور رجحانات کا سبب بن سکتا ہے۔ اس دروازے کو ہی بند کر دیا۔

۶۰ اس کے ساتھ ساتھ گفتگو میں کوئی ایسی تلخی اور ناشائستگی بھی نہ ہو جسے شریعت ناپسند کرے اور لوگوں کی دل شکنی اور دلآزاری ہو۔

فالقول المعروف الذی لا تنکرہ الشریعۃ ولا النفوس ۔ (قرطبی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ وَأَقِمْنَ

گھروں میں اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو جیسے سابق دورِ جاہلیت میں رواج تھا [۶۱] اور نماز قائم

[۶۱] آیت میں جو اہم الفاظ ہیں پہلے ان کا مفہوم ذہن نشین کر لیجیے۔ اس کے بعد اس آیت کا مقصد اور مفہوم سمجھنے کی کوشش فرمایئے۔ وَقَرْنَ : یہ لفظ یا تو قرار سے ماخوذ ہے یا وقار سے، دونوں سے مقصد یہ ہے کہ امہات المؤمنین کو اپنے گھروں میں سکون و وقار سے ٹھہرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور بلا ضرورت گھروں سے نکلنے کی ممانعت فرمائی جا رہی ہے اور زمانہ جاہلیت میں عورتیں جس طرح بن ٹھن کر بازاروں میں بے حجاب پھرا کرتی تھیں اور اپنے حسن و جمال کی نمائش کیا کرتی تھیں اس سے سختی سے روکا جا رہا ہے۔ اگرچہ یہاں خطاب صرف ازواج الرسول سے ہے لیکن اُمت کی ساری خواتین کے لیے یہی حکم ہے۔ تبرُّج : علامہ ابن منظور اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہر اُونچی چیز جو دُور سے نمایاں ہو، اس کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ وکلّ ظاھر مرتفع وقد بَرَجَ۔ (لسان العرب) بُرج کو بھی بُرج اسی لیے کہا جاتا ہے کہ وہ دُور سے دکھائی دیتے ہیں۔ اسی سے تبرج ماخوذ ہے۔ اس کا معنی ہے عورت کا اپنے حسن و جمال اور آرائش کو غیر مردوں کے سامنے ظاہر کرنا۔ التبرج اظہار المرأۃ زینتھا ومحاسنھا للرّجال۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں عورتیں ناز و ادا سے مٹکتی اور لچکتی ہوئی سرِ بازار ٹہلا کرتی تھیں۔ اس سے باز رہنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

اسلام کے نزدیک عفت و عصمت کی جو قدر و منزلت ہے۔ اس کے پیشِ نظر یہ احکام صادر فرمائے جا رہے ہیں۔ ان راستوں کو ہی بند کیا جا رہا ہے۔ ان اسباب کا ہی قلع قمع کیا جا رہا ہے جن کے ذریعہ اس متاعِ گرانمایہ کے لُٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کوئی زیرک قیمتی جواہرات رکھ کر اپنے گھر کے دروازے چوروں کے لیے نہیں کھولتا، جو لوگ اس زعمِ باطل میں مُبتلا ہیں کہ ان کے گھروں کی خواتین، ان کی بچیاں، بہنیں پختہ کردار کی مالک ہیں، وہ اگرچہ قیمتی اور بھڑکیلے ملبوسات پہن کر بے پردہ گھومتی رہیں تو اُن کی عزت و آبرو پر کوئی آنچ نہیں آ سکتی۔ انہیں ہم نرم سے نرم الفاظ میں "بھولا" کہہ سکتے ہیں۔ اور ان کا یہ بھولا پن انہیں ایک روز ایسے گڑھے میں پھینک دے گا جس سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ فطرتِ انسانی کے حیوانی تقاضوں کی شدت سے ان کی دانستہ چشم پوشی انہیں ایسے بھیانک نتائج سے دوچار کر دے گی کہ ان کا قلبی سکون برباد اور ذہنی توازن بگڑ کر رہ جائے گا۔ اس وقت وہ پچھتائیں گے جب چڑیاں کھیت چُگ گئی ہوں گی۔ اس وقت وہ زار زار روئیں گے، لیکن ان کے اپنے درد کا درماں نہیں ملے گا۔

اسلام نے مسلمانوں کو جو ثقافت اور تہذیب عطا کی ہے، وہ تو ان آیات میں مذکور ہے۔ اب اگر ہمارے قائدین اپنی ملت کی بچیوں کو کوئی دوسری ثقافت سکھانا چاہیں اور مغربی تمدن و معاشرت کے آداب کی تعلیم دینا چاہیں تو اُن کی مرضی۔ اسلام نے، قرآن نے اور حاملِ قرآن نے تو مسلمان عورتوں کے لیے اس حیا سوز اور غیرت باختہ طرزِ معاشرت سے سختی سے روکا ہے۔ بزار نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ عورتیں بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی:

یا رسول اللہ! مرد ساری فضیلتیں لے گئے۔ جہاد میں شرکت کا شرف بھی صرف انہیں نصیب ہوتا ہے۔ کیا کوئی عمل ایسا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جو ہم کریں اور ہمیں مجاہدین کا درجہ حاصل ہو۔"

فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ مَنْ قعدت منکن فی بیتھا فانھا تُدرك عمل المجاھدین فی سبیل اللہ ۔ ارشاد فرمایا تم میں سے جو عورت اپنے گھر میں بیٹھے گی اُسے مجاہدین فی سبیل اللہ کا درجہ ملے گا ۔ (رُوح المعانی)

امام ترمذی اور بزّار نے حضرت ابن مسعود سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال اِنّ المرءۃ عَوْرَۃٌ فاذا خرجت من بیتھا استشرفھا الشیطان واقرب ما تکون من رحمت ربھا وھی فی قعر بیتھا یعنی حضور نے فرمایا: عورت کا مستور اور باپردہ رہنا ہی بہتر ہے جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اُسے جھانکنے لگتا ہے۔ جب تک وہ اپنے گھر کی چار دیواری میں رہتی ہے۔ وہ رحمت الٰہی سے قریب تر ہوتی ہے۔

پاکستان جسے مملکت اسلامیہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ وہاں مردوں اور عورتوں کا بے دریغ اختلاط، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں مخلوط تعلیم، عورتوں کا ان دفتروں میں ملازمت کرنا جہاں مرد ہوتے ہیں، ایسے اجتماعات اور مذاکروں میں شرکت کرنا، عام بازاروں اور شاہراہوں پر ننگے سر چست لباس پہنے نیم عریاں ہو کر گھومنا پھرنا ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ اور ہمارا طرزِ عمل اسلام کی تہذیب و ثقافت پر ناروا زیادتی بلکہ اُسے مسخ کرنے کے مترادف ہے۔

شیعہ، حضرت اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ایک اعتراض کرتے ہیں، اس کے متعلق بھی یہاں کچھ وضاحت کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو گھروں میں ٹھہرے رہنے کی تاکید کی لیکن حضرت عائشہ نے اس کی خلاف ورزی کی۔ مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ گئیں۔ وہاں سے بصرہ کا رُخ کیا۔ صرف اسی پر اکتفا نہیں بلکہ خلیفہ برحق حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف جنگ لڑی۔ یہ حکم الٰہی کی صریح خلاف ورزی ہے اور سخت گناہ ہے۔

اس کے متعلق مختصراً عرض ہے کہ حضرت اُم المؤمنین حج کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئیں اور حج کے لیے گھر سے نکلنے کی قطعاً ممانعت نہیں۔ اس آیت کے نزول کے بعد بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں اُمہات المؤمنین نے حج اور عمرہ کے لیے سفر کیے بلکہ اکثر غزوات میں بھی کسی نہ کسی زوجۂ محترمات کو شرفِ ہمرکابی سے مشرف فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اس آیت سے مطلقاً گھروں سے نکلنے کی ممانعت نہیں بلکہ بلا ضرورت بن سنور کر باہر نکلنا ممنوع ہے۔ نیز اس سفرِ حج میں حضرت اُم سلمہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما بھی ساتھ تھیں۔ اور یہ بھی نہیں کہ کسی محرم کی معیت کے بغیر آپ تشریف لے گئی ہوں بلکہ آپ کے ساتھ آپ کے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت اسماء کے فرزند اور آپ کی بہن حضرت اُم کلثوم زوجہ طلحہ کے بیٹے بھی ساتھ تھے۔

مناسک حج سے جب فارغ ہوئیں اور واپسی کی تیاری کر رہی تھیں تو اطلاع ملی کہ باغیوں نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے مدینہ طیبہ میں فتنہ و فساد کے شعلے بھڑکنے لگے ہیں اور یہ باغی حضرت سیدنا علی کے لشکر میں داخل ہو گئے ہیں۔ یہ المناک خبریں سُن کر آپ کے غم و اندوہ کی حد نہ رہی۔ مسلمانوں میں رونما ہونے والے اس خونی انقلاب نے آپ کو حد درجہ متاثر کر دیا۔ آنے والے خطرات کا تصور کر کے مضطرب و پریشان ہو رہی تھیں۔ آپ ابھی اسی حالت میں تھیں کہ باغیوں سے خوفزدہ ہو کر حضرت طلحہ، زبیر، نعمان بن بشیر، کعب بن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہم کئی دوسرے صحابہ کے ساتھ مدینہ سے مکہ آ گئے اور آ کر بتایا کہ حضرت عثمان کو شہید کر دینے کے بعد باغیوں نے بڑی دیدہ دلیری سے مدینہ پر قبضہ کر لیا ہے اور علیہ شہید کر گالیاں بکنے لگے۔ جس سے یہ لوگ بہت رنجیدہ خاطر ہوئے اور ان ظالموں کو ان کی قبیح اور مذموم حرکتوں پر سرزنش کی۔ وہ طاقت کے نشہ میں اس قدر مخمور تھے کہ انہوں نے ان حضرات کا صفایا کرنے کا بھی منصوبہ بنانا شروع کر دیا۔ انہیں اس امر کا بھی خطرہ تھا کہ اگر وہ باغی انہیں قتل کرنا چاہیں گے تو ان کو کوئی روک نہیں سکے گا، اس لیے وہ مکہ چلے آئے۔ حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ جب تک حالات پُرسکون نہ ہو جائیں اور حضرت علی ان ظالموں کو اپنے ہاں سے دُور نہ بھگا دیں اس وقت تک ہمیں واپس نہیں جانا چاہیے۔ فی الحال کسی محفوظ مقام پر ٹھہر کر حالات کے رُو بہ اصلاح ہونے کا انتظار کرنا چاہیے۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے عارضی قیام کے لیے بصرہ کو منتخب کیا۔ کیونکہ یہاں مسلمانوں کے لشکر موجود تھے۔ ان حضرات نے حضرت اُم المومنین کو بھی بصرہ جانے پر مجبور کیا تاکہ انکی معیت سے حالات کو معمول پر لانے میں مدد ملے کیونکہ ہر دل میں ان کی عظمت اور ان کا احترام موجود ہے۔ آپ بھی صرف اس خیال سے ان کے ساتھ بصرہ جانے پر آمادہ ہوئیں کہ ان کی وجہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی جلیل القدر صحابہ باغیوں کی دست درازی سے محفوظ ہو جائینگے۔

ان باغیوں کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے بڑے غلط رنگ میں یہ خبر امیر المومنین کی خدمت میں پیش کی اور آپ کو چڑھائی کرنے پر برانگیختہ کیا۔ وحملوہ علی ان یخرج الیھم ویعاقبھم۔ حضرت امام حسن، امام حسین، عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ ہنوز یہ اقدام مصلحت کے خلاف ہے اور ہمیں انتظار کرنا چاہیے تاکہ صحیح حالات معلوم ہو جائیں۔ لیکن تقدیر الٰہی میں کچھ اور تھا۔ حضرت علی نے اپنے فرزندوں اور مخلص بھتیجوں کے اس مشورہ کو قبول نہ فرمایا اور بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب بصرہ کے قریب پہنچے تو امیر المومنین نے قعقاع کو اُم المومنین کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے حاضر ہو کر عرض کی: یا اُمّاہا اخبرینی ما اقدمک ھذہ البلدہ۔ اے مادر محترم! آپ کا اس شہر میں آنے کا مقصد کیا ہے، یعنی کیا آپ اس پر قبضہ کرنے کی نیت سے آئی ہیں۔ فقالت ای بُنیَّ الاصلاح بین الناس۔ میرے فرزند! میرے یہاں آنے کا مقصد تو اس آتش فساد کو بجھانا اور لوگوں کے درمیان صلح کرانا ہے۔ آپ نے وہیں حضرت طلحہ اور زبیر کو بھی بلا لیا۔ قعقاع نے ان حضرات سے پوچھا صلح کی پھر کیا صورت ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ اقامۃ الحد علی قتلۃ عثمان وتطییب قلوب اولیائہ۔ قاتلانِ عثمان سے قصاص اور آپ کے وارثوں کے دلوں کو خوش کرنا۔ قعقاع نے کہا یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک باہمی انتشار ختم نہیں ہوتا ہم سب متحد ہو جائیں، فتنہ و فساد کی آگ بجھ جائے حالات معمول پر آ جائیں تو پھر ان باغیوں سے انتقام لیا جا سکے گا۔ اس لیے پہلے آپ لوگ صلح کے لیے اپنی آمادگی کا اظہار کریں۔ قالا اصبتَ واحسنتَ۔ طلحہ و زبیر نے کہا اے قعقاع تم نے بجا کہا ہے اور نہایت عمدہ بات کی ہے۔ ہم صلح کے لیے کلیتہً آمادہ ہیں۔ قعقاع نے واپس جا کر حضرت امیر المومنین کی خدمت میں سارا ماجرا بیان کیا اور ان حضرات کے صلح کرنے کی خواہش سے حضرت امیر المومنین بڑے خوش ہوئے۔ فسُرّبہ واستبشر۔ صلح ہونے میں کسی کو کوئی شبہ نہ رہا۔ اپنے اپنے گھروں کو واپس جانے کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔

تین راتیں گزر گئیں۔ اگلے روز صلح کا اعلان ہونے والا تھا اور صبح سویرے حضرت امیر المومنین اور حضرات زبیر و طلحہ کی ملاقات کا پروگرام بن چکا تھا۔ جب قاتلانِ عثمان کو ان حالات کا علم ہوا تو ان کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی۔ انہیں یقین تھا کہ ان کی سلامتی مسلمانوں کے

کلام و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو زبان کی سب سے بڑی مفت تفسیر

www.KitaboSunnat.com

باہمی انتشار میں ہے۔ اگر صلح ہو گئی تو ان کی خیر نہیں۔ چنانچہ ساری رات مشورہ کرنے میں گزر گئی۔ آخر یہ طے پایا کہ کچھ باغی حضرت ام المومنین کے لشکر میں گھس جائیں اور کچھ یہیں رہیں۔ صبح کے دھندلکے میں ام المومنین کے لشکر پر تیر برسانا شروع کر دو۔ وہ یہ خیال کریں گے کہ امیر المومنین نے صلح کو توڑ دیا ہے اور امیر المومنین سمجھیں گے کہ صلح شکنی کی ابتدا دوسری جانب سے ہوئی ہے۔ جب تیروں کی بوچھاڑ شروع ہو جائے گی اور لشکر آپس میں گتھم گتھا ہو جائیں گے تو اس وقت یہ تحقیق کرنے کی کسے فرصت ہو گی کہ ابتدا کس نے کی ہے اس طرح صلح کا یہ منصوبہ دھرا رہ جائے گا اور ہم رسوا ہونے سے بچ جائیں گے۔

اسی سازش کے مطابق عمل کیا گیا چنانچہ دونوں لشکروں میں اتنی خونریز جنگ چھڑ گئی جس کا کسی کو سان گمان بھی نہ تھا حضرت ام المومنین اونٹ پر سوار تھیں۔ آپ کے لشکر کے جوان ایک ایک کر کے ناموسِ رسالت پر سر کٹا رہے تھے اور پسپا ہونے کا نام نہ لیتے تھے سینکڑوں بہادر اپنی ہی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ڈھیر ہو رہے تھے۔ اسلام کے لیے یہ حادثہ بڑا جانکاہ تھا۔ دشمنانِ اسلام کی چال کتنی گہری اور خطرناک تھی۔ یہ گھاؤ ابھی تک مندمل نہیں ہوئے۔

یہ ہے جنگِ جمل کے اسباب و عوامل کی صحیح اور سچی تصویر جو علامہ طبری اور دیگر ثقہ مؤرخین نے مختلف طرق سے حضرت امام حسن عبداللہ بن جعفر اور ابنِ عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اس کے علاوہ جس کسی نے لکھا ہے وہ ان رافضیوں کی اختراع اور بہتان تراشی ہے جو ان قاتلانِ عثمان کے پیروکار تھے کسی حق کے متلاشی کو ان لغویات کی طرف التفات نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں ان باغیوں کے اثر و نفوذ کا کیا عالم تھا اس کے لیے صرف نہج البلاغۃ کی یہ عبارت پڑھ لیجیے: قال لِلْاَمیر بعض اصحابہ لو عاقبتَ قوما ممن اجلبوا علی عثمان فقال یا اخوتاہ انی لستُ اجھل ما تعلمون ولکن کیف لی بھم والمجلبونَ علی شوکتھم یملکوننا ولا نملکھم وھا ھم ھؤلاء قد صارت معھم عبدانکم والتفت الیھم اعرابکم وھم خلالکم یسومونکم ما شاءوا۔

ترجمہ: حضرت امیر سے آپ کے بعض نیاز مندوں نے کہا اگر آپ ان لوگوں کو سزا دیں جنہوں نے حضرت عثمان پر چڑھائی کی تھی تو سارا فتنہ ختم ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اے بھائیو! میں اس چیز سے بے خبر نہیں ہوں جسے تم جانتے ہو لیکن ہم ابھی انہیں سزا نہیں دے سکتے کیونکہ حملہ آور طاقتور ہیں، وہ ہم پر غالب ہیں۔ ہمیں ان پر غلبہ نہیں ہے اور اب تو تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ مل کر شور مچا رہے ہیں اور تمہارے بدو ان کے ساتھ مل گئے ہیں اور وہ تمہارے ہاں موجود ہیں جس طرح چاہتے ہیں سلوک کرتے ہیں۔

ان حالات کو پڑھنے کے بعد ایک منصف مزاج حضرت صدیقہ پر کوئی الزام لگانے کی جرأت نہیں کر سکتا اور بدباطن کو کوئی بات نہیں رکھ سکتا۔ اُم المومنین اپنے محرم بھانجوں کی معیت میں حج کی نیت سے روانہ ہوئیں اور ازواج طاہرات سے حضرت ام سلمہ اور حضرت صفیہ بھی ہمراہ تھیں۔ حج سے فراغت کے بعد حضرت عثمان کی شہادت کا حادثہ فاجعہ پیش آیا۔ آپ کا بصرہ کی طرف سفر بھی جس غرض سے تھا وہ بھی آپ نے پڑھ لی۔ آپ قطعاً بغاوت یا امیر المومنین کے خلاف جنگ کرنے کی نیت سے ادھر تشریف نہیں لے گئی تھیں۔ بدسرشت لوگوں کی دسیسہ کاری سے بلا توقع جنگ چھڑ گئی۔ اس میں کسی کا قصور نہ تھا نہ امیر المومنین کا اور نہ اُم المومنین کا۔

اس کے بعد حضرت صدیقہ کے تقویٰ اور خوفِ الٰہی کا یہ عالم تھا کہ جب بھی یہ آیت پڑھتیں، تو اس قدر روتیں کہ دوپٹہ آنسوؤں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے محروم جانا۔

حضرت امیر المومنین کو بھی اس اچانک لڑائی پر از حد افسوس تھا۔ اس معرکہ میں اپنے لشکر کی فتح پر آپ کو قطعاً کوئی خوشی نہ تھی۔ جنگ ختم ہوئی آپ میدانِ جنگ میں تشریف لے گئے۔ قدم قدم پر بہادر اور غیور جوانوں کی لاشوں کے ڈھیر دیکھے تو فرطِ غم سے آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔ یالیتنی مِتُّ قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً۔ کاش! اس سے پہلے میری زندگی کا چراغ بجھ گیا ہوتا اور میں بھلا دیا گیا ہوتا۔

دشمنانِ اہلِ بیت کی طرف سے حضرت صدیقہ پر یہ الزام بھی بڑی شد و مد سے لگایا جاتا ہے کہ پہلے آپ لوگوں کو حضرت عثمان کے قتل پر ابھارا کرتی تھیں اور آپ کو ایک یہودی "نعثل" کے نام سے پکارا کرتی تھیں اقتلوا نعثلا فقد نجر۔ نعثل کو قتل کرو وہ فاسق ہو گیا ہے اور جب ان کے اکسانے پر لوگوں نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا اور حضرت علی مرتضیٰ کو اپنا خلیفہ منتخب کر لیا تو آپ قصاص کا مطالبہ کرنے لگیں۔ یہاں تک کہ امیر المومنین سے جنگ شروع کر دی۔ اس اعتراض کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس روایت کی تحقیق کی جائے۔

حضرت علامہ محمود البغدادی الآلوسی اپنی شہرۂ آفاق تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ کذبٌ لا اصل لہ وھو مفتریات ابن قتیبہ وابن اعثم الکوفی والسماطی وکانوا مشھورین بالکذب والافتراء۔ یعنی یہ روایت سراپا کذب و افترا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ ابن قتیبہ، ابن اعثم الکوفی اور سماطی کی گھڑی ہوئی روایتوں میں سے ہے اور یہ لوگ جھوٹ اور افترا پردازی میں مشہور تھے ایک جھوٹی روایت کو سند بنا کر حضرت ام المومنین پر اعتراض کرنا حد درجے کی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اسی طرح یہ الزام بھی اصلاً بے بنیاد ہے کہ حضرت صدیقہ کے دل میں امیر المومنین سے بغض و عناد تھا اسی وجہ سے آپ نے ان سے جنگ کی۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو حضرت صدیقہ کبھی حضرت امیر المومنین کے مناقب اور اوصافِ جمیلہ بیان نہ کرتیں۔ حالانکہ آخر دم تک حضرت سیدنا علی کے اوصافِ جمیلہ بیان کرتی رہیں۔

دیلمی نے یہ حدیث حضرت ام المومنین سے ہی روایت کی ہے۔ انھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حبُّ علی عبادۃ کہ حضرت علی سے محبت عبادت ہے۔ اس واقعہ کے بعد بھی آپ حلفیہ بیان فرمایا کرتیں۔ واللہ لم یکن بینی وبین علی الا ما یکون بین المرءۃ واحماءھا۔ یعنی خدا کی قسم میرے اور علی مرتضیٰ کے درمیان قطعاً کوئی ناراضگی یا دشمنی نہ تھی بجز اس کے کہ جو عورت اور سسرال والوں کے درمیان ہوا کرتی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اس جنگ کے اختتام کے بعد حضرت ام المومنین کو بڑی عزت و تکریم اور ادب و احترام کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ کیا۔ اس بات کا پورا انتظام کیا کہ راستے میں انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ بصرہ کی معزز و محترم خواتین کو آپ کے ہمراہ روانہ کیا۔ آپ کے بھائی محمد بن ابی بکر کو بھی ساتھ بھیجا اور سب کو تاکید فرمائی کہ ام المومنین کو راستہ میں کسی طرح کی بھی تکلیف نہ پہنچے۔ اس برتاؤ سے پتہ چلتا ہے کہ امیر المومنین کے دل میں حضرت صدیقہ کا کتنا احترام تھا۔

جنگِ جمل کا واقعہ بلاشبہ تاریخِ اسلام کے ان المناک واقعات میں سے ایک ہے جس پر قلبِ سلیم آج بھی گریاں اور سوگوار ہے۔ لیکن ان انتہائی ناخوشگوار حالات میں بھی ان حضرات کے باہمی عزت و احترام کا یہ حال تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ

کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ۶۲ اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا

اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

ہے کہ تم سے دُور کردے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو ! اور تم کو پوری طرح پاک

تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ

صاف کردے ۶۳ اور یاد رکھو اللہ کی آیتوں اور حکمت کی باتوں کو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں۔

۶۲ پردہ کے احکام ذکر کرنے کے بعد عبادات و اعمالِ صالحہ کا حکم دیا تاکہ کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت کے باعث اگر وہ نماز و زکوٰۃ کا تارک ہوگا، تو اس سے کسی قسم کی باز پرس نہیں ہوگی۔ نیز پردہ کے احکام کو پہلے ذکر کرکے انکی اہمیت سے خبردار کردیا۔

۶۳ رکوع کے آغاز سے رُوئے سخن محبوبِ ربّ العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کی طرف ہے پہلے فرمایا اگر تم دنیا اور دُنیا کی آسائشوں اور زیبائشوں کی طلبگار ہو تو تم کاشانۂ نبوت کی زینت بننے کے قابل نہیں پھر آؤ متاعِ دُنیا کی جتنی تمہیں ہوس ہے وہ لے لو اور یہاں سے رخصت ہو جاؤ۔ اس کاشانۂ اقدس میں دُنیا کے چاہنے والوں کی قطعاً گنجائش نہیں اور اگر تم اپنے دلوں سے دُنیا کی چاہت نکال کر پھینک دو اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے رسول کی محبت اور لگن تمہارا مقصدِ حیات بن جائے، تو پھر یہ عزت و کرامت تمہیں مبارک ہو۔ تمہیں ایسے انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔ جس کا تم تصور بھی نہیں کرسکتیں۔ تمہیں اپنے مقام کی بلندی اور اس کی نزاکتوں کا ہر لحظہ پاس رکھنا چاہیے۔ اگر تم نے ذرا غفلت سے کام لیا تو تمہیں دوگنی سزا دی جائے گی۔ اور اگر تم نے اپنی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے انجام دیا تو تمہیں اجر بھی دوگنا ملے گا۔ اس کے بعد انہیں بات کرنے کا طریقہ سکھایا۔ گھروں میں باوقار طریق سے رہنے اور اظہارِ زینت سے باز رہنے کی ہدایات دیں۔ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ کے کلمات سے دل میں کہیں عُجب اور غرور نہ پیدا ہو جائے اور عبادات کی ادائیگی میں سستی نہ کرنے لگیں، اس لیے نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور آخر میں یہ ارشاد فرمایا کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کو اپنا شعار بنالو۔

یہ ہدایات، یہ پند و موعظت، یہ تاکیدات، یہ خصوصی احکام آخر کیوں؟ بتادیا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہارا دامن ہر داغ سے منزہ ہو۔ تمہاری سیرت ابتا تابندگی اور روشنی میں مہر و ماہ سے فزوں تر ہو۔ کیونکہ آدھی اولادِ آدم کی ہدایت پذیری کا تعلق تمہاری ذات سے ہے۔ اگر تمہارا کردار ذرا بھی مشکوک ہوا تو ہدایت کا یہ سرچشمہ گدلا ہو جائے گا۔ حق کے رُخِ زیبا پر شکوک کی گرد جما جائے گی اور ہدایت پذیری کا عمل سُست ہو جائے گا۔ تمہارا کردار جتنا روشن، تمہاری سیرت جتنی تاباں اور تمہارے اعمال جتنے پاکیزہ ہوں گے، اسلام کی اشاعت میں اتنی ہی ترقی ہوگی۔ اور اس معیار پر تم تب ہی پوری اُتر سکتی ہو جب تم ان احکام، ہدایات اور ارشادات پر پابندی سے عمل پیرا رہو۔

اس کے بعد ازواجِ مطہرات کو یہ بات سمجھائی کہ تمہارے حجرے ظاہری سج دھج سے بیشک خالی ہیں۔ یہ اتنے سادہ ہیں کہ انمیں بسا اوقات

www.KitaboSunnat.com

شعار شعور اسلام نہیں ہوتی، لیکن تمہارے انہی سادہ سادہ حجروں کو اللہ تعالیٰ نے نزولِ وحی کے لیے چُن لیا ہے اور یہ وہ اعزاز ہے جس سے دنیا کی محلات محروم ہیں، اس لیے اس نعمت کی قدر کرو اور جو وحی نازل ہوتی ہے اور حضور کی عملی زندگی کے جو حسین مناظر تمہیں دیکھنے نصیب ہوتے ہیں ان کو لوحِ دل پر نقش کر لو اور اللہ تعالیٰ کی بندیوں کو سیرتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آگاہ کرتی رہو۔

یہ ہے اس آیت کا سیاق و سباق۔ اسے دیکھنے کے بعد یہ تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے کہ آیت کے اس جملہ (انما یرید اللہ) میں بھی وہی مخاطب ہیں جن سے پہلے اور بعد میں خطاب ہو رہا ہے اور وہ ازواجِ مطہرات ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور اہلِ بیت سے بھی ازواجِ مطہرات مراد ہیں۔

فرقہ وارانہ تعصب سے بلند اور خالی الذہن ہو کر اگر ان آیات کا مطالعہ کیا جائے تو ان آیات کا یہی مفہوم ہے جو بلا تکلف سمجھ آتا ہے خدا جھلا کرے فرقہ وارانہ تعصبات کا کہ وہ حق فہمی کی راہ میں پہاڑ بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

شیعہ حضرات کو اس بات پر اصرار ہے کہ اہلِ بیت میں ازواجِ مطہرات داخل نہیں اس سے مراد فقط حضرات خمسہ ہیں یعنی امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، امیر المومنین علی مرتضیٰ، حضرت سیدہ طاہرہ اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اپنے اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے جو دلائل انہوں نے پیش کیے ہیں وہ پیشِ خدمت ہیں۔ انہیں پڑھیے سنجیدگی سے ان میں غور کیجیے اور از روئے انصاف فیصلہ کیجیے کہ راہِ حق سے کون بہک گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

(۱) آیت کے اس جملہ میں ضمیریں مذکر ذکر کی گئی ہیں۔ (عنکم اور یطھرکم) اگر ان کا مرجع ازواجِ مطہرات ہوتیں تو مؤنث کی ضمیریں ذکر کی جاتیں۔ عنکم کی بجائے عنکن اور یطھرکم کی بجائے یطھرکن ہوتا۔

(۲) آیت کے اس حصہ میں "بیت" واحد مذکور ہے۔ یہ چیز ازواج کی نفی کرتی ہے کیونکہ جہاں ان کے گھروں کا ذکر ہے اس بیت کی جمع بیوت مذکور ہے۔ جیسے وَقَرْنَ فِی بُیُوتِکُنَّ اور واذکرن مایتلی فی بیوتکن

(۳) اس سلسلہ میں جو بڑی وزنی بات انہوں نے کہی ہے وہ یہ ہے کہ "انما" حصر کے لیے آتا ہے یعنی جو چیز اس کے بعد مذکور ہے اس کے لیے یہ فعل ثابت ہے اور جو مذکور نہیں اس سے یہ فعل منفی ہے۔ نیز ارادہ کی دو قسمیں ہیں ارادۂ محضہ یعنی وہ ارادہ جس کو مراد کا پایا جانا یا نہ پایا جانا مستلزم نہیں، دوسرا وہ ارادہ جس کے ساتھ مراد کا پایا جانا ضروری ہے یعنی ایسا ارادہ جس پر تطہیر اور اذہاب رجس ضرور مترتب ہوگا۔ اس مقام پر ارادہ محضہ نہیں ہے کیونکہ ایسا ارادہ تو ہر مومن کے لیے ہے کہ وہ ہر ناپاکی سے منزہ ہو، ظاہری اور باطنی نجاستوں سے اس کا دامنِ حیات پاک ہو۔ اہلِ بیت کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں، حالانکہ یہ مقام مدح اہلِ بیت کا ہے۔ یہاں تو کسی ایسی چیز کا ذکر ہونا چاہیے جو ان کے ساتھ مختص ہو اور وہ ارادہ کا دوسرا معنی ہے جس سے ان حضرات کی عصمت ثابت ہوتی ہے۔ لیکن ازواج کی عصمت کا کوئی بھی قائل نہیں، یہاں وہی لوگ مراد ہوں گے جن کی عصمت ثابت ہے اور وہ یہ حضرات خمسہ ہی ہیں۔ اس لیے ثابت ہوا کہ یہاں اہلِ بیت سے مراد ازواج نہیں ہیں۔ اُمید ہے یہ پیچ در پیچ دلیل آپ نے سمجھ لی ہوگی۔

(۴) کتبِ اہلسنت میں بھی ایسی احادیث بکثرت موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ بیت سے مراد ازواج نہیں بلکہ حضرات خمسہ ہیں۔ شیخ الطائفہ طوسی نے التبیان میں اور شیخ طبرسی نے مجمع البیان میں اور اسی فرقہ کے دوسرے مفسرین نے اپنی تفاسیر میں یہی دلائل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

Free KitaboSunnat.com

پیش کیے ہیں۔

آیئے! ان دلائل کا بنظر انصاف جائزہ لیں۔

ان کی پہلی دلیل یہ ہے کہ اگر ازواج مراد ہوتیں تو ضمیریں مؤنث کی ذکر کی جاتیں۔ اس لیے گزارش ہے کہ آیت کے اس حصہ میں اہلبیت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ مذکر ہے اگرچہ معنی مؤنث ہے اور عربی زبان میں بسا اوقات معنی کا لحاظ نہیں رکھا جاتا، صرف لفظ کے مطابق ضمیر ذکر کر دی جاتی ہے۔ قرآن کریم میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ سورۂ ہود کی آیت ۷۱، ۷۲، ۷۳ ملاحظہ فرمائیے جہاں فرشتے حضرت ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہیں۔ حضرت اسحاق کی ولادت کا مژدہ سنا رہے ہیں۔ پاس ہی حضرت سارا کھڑی ہیں۔ آپ وفورِ مسرت سے ہنس پڑتی ہیں۔ ساتھ ہی اظہار تعجب کرتے ہوئے فرماتی ہیں، یاویلتیٰ ءالد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا ان ھذا لشیٔ عجیب "یعنی میں بوڑھی اور میرا شوہر بھی بوڑھا، کیا میرے ہاں بچہ ہوگا؟ یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے۔ فرشتے حضرت سارا کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں: " اتعجبین من امر اللہ رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت " اے حضرت خلیل کی رفیقۂ حیات! کیا تم اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب کر رہی ہو۔ اے اہل بیت تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں " تعجبین " مؤنث کا صیغہ ہے لیکن بعد میں اہلبیت کے لفظ کے پیش نظر " علیکم " میں مذکر کی ضمیر استعمال ہوئی ہے۔ آپ دور کیوں جاتے ہیں اسی صفحہ کی پہلی آیت میں من یقنت منکن پر غور کیجیے " یقنت " مذکر کا صیغہ ہے لیکن بلا اختلاف اس سے مراد ازواج ہیں۔ چاہیے تو یہ تھا کہ " من تقنت " ہوتا لیکن منْ کے لفظ کو ملحوظ رکھتے ہوئے " یقنت " فرمایا گیا۔ اس لیے ان کا یہ استدلال کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

دوسری دلیل کے بارے میں عرض ہے کہ ازواج مطہرات کے حجروں کی دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت تو یہ ہے کہ امہات المومنین کی قیام گاہیں ہیں۔ دوسری حیثیت یہ ہے کہ ان حجروں میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اقامت گزیں ہیں۔ جب ان حجروں کا ذکر ازواج کی قیام گاہوں کی حیثیت سے ہو تو انہیں جمع ذکر کیا جاتا ہے اور جب حضور کی نسبت سے ہو تو واحد " وَقَرْنَ فی بیوتکن " میں ہر زوجۂ محترمہ کو حکم ہے کہ وہ اپنے اپنے حجرہ میں ٹھہرے۔ اسی طرح " مَا یُتْلٰی فِی بُیُوتِکُنَّ " میں بھی ہر بی بی کا حجرہ مراد ہے کیونکہ وحی کا نزول مختلف حجرات میں ہوتا تھا۔ لیکن اہل البیت میں " بیت " سے مراد حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیام گاہ ہے اس لیے اس کو واحد ذکر کیا گیا۔

تیسرا استدلال بھی بڑا انوکھا ہے۔ آپ کی دلیل کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ یہ مقام مدح اہل بیت کا ہے۔ حالانکہ یہ مقام مقام مدح نہیں بلکہ مقام موعظت و ارشاد ہے جو باتیں اور جو خوبیاں اہل بیت کو اپنانی چاہئیں اور جس ضابطۂ حیات کی انہیں پابندی کرنا چاہیے اس کا تفصیلی ذکر ہو رہا ہے، اس لیے اس دلیل کی بنیاد ہی درست نہیں۔ نیز عصمت انبیاء کا عقیدہ تو متفقہ عقیدہ ہے لیکن دوسرے حضرات کی عصمت آپ کا اپنا مفروضہ ہے اس پر دلیل کی عمارت کیسے تعمیر کی جا سکتی ہے۔ نیز اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو یہاں سے عدم عصمت ثابت ہوتی ہے ورنہ تحصیل حاصل لازم آئے گی یعنی جو ہستیاں پہلے ہی معصوم اور ہر طرح کے رجس سے منزہ اور مبرا ہیں ان کے متعلق یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ ان کو پاک اور طاہر کرنا چاہتا ہے اس کا کوئی مطلب نہیں۔ اس کے علاوہ اگر اہلبیت کی عصمت کا ذکر ہی بطور مدح کرنا مقصود ہوتا تو آیت یوں ہونی چاہیے تھی: انما اراد اللہ واذھب عنکم الرجس اھل البیت و طھرکم تطھیرا لیکن سب

لئے ہیں کہ آیت اس طرح نہیں ہے۔

ان صاحبان نے جو تیسری دلیل یہ پیش کی ہے کہ اہلسنت کی کتب میں بھی بکثرت ایسی احادیث ہیں جو اکابر صحابہ ابوسعید خدری، انس بن مالک، واثلہ بن اسقع، اُم المومنین عائشہ، اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل بیت سے مراد حضرات خمسہ ہی ہیں اور ازواج اہل بیت میں داخل نہیں۔ اس کے متعلق گزارش ہے کہ وہ احادیث جن میں یہ مذکور ہے کہ یہ آیت فقط ان حضرات قدسی صفات کے حق میں نازل ہوئی ان کے راوی مجروح اور ساقط الاعتبار ہیں۔ جن کی تفصیل ذیل میں پیش کی جارہی ہے اور جن کے راوی ثقہ اور قابلِ اعتماد ہیں۔ ان میں کوئی تخصیص مذکور نہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ امہات المومنین اور یہ حضرات سب اہلِ بیت ہیں۔ یہی حق ہے اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔

پہلی حدیث: حضرت انس سے مروی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز صبح کے لیے تشریف لاتے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مکان کے پاس سے گزرتے اور فرماتے الصلوٰۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ چھ ماہ تک حضور کا یہ معمول رہا۔

گزارش ہے کہ حضرت انس سے روایت کرنے والے کا نام علی بن یزید ہے۔ اس کے بارے میں علماء جرح و تعدیل کی رائے ملاحظہ فرمائیے: لیس بالقوی۔ منکر الحدیث عن الثقات وقال ابن عدی احادیثہ لاتشبہ احادیث الثقات (تہذیب التہذیب) یعنی یہ قوی نہیں ہے۔ ثقات سے منکر حدیثیں روایت کرتا ہے۔ ابنِ عدی فرماتے ہیں کہ اس کی مرویات ثقات کی احادیث سے کوئی مشابہت نہیں رکھتیں۔

اسی مضمون کی ایک حدیث اور مروی ہے جس کے راویوں میں ابوداؤد ہے۔ علامہ ابن کثیر نے اس کے بارے میں لکھا ہے ابوداؤد الاعمی ھو نفیع بن حارث کذابٌ۔ اندھے ابوداؤد کا نام نفیع بن حارث ہے وہ کذاب ہے بہت بڑا جھوٹا ہے۔

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں: متروک الحدیث ضعیف یضع الحدیث لیس بشئ کان یغلو فی الرفض۔ یعنی محدثین نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا ہے یہ ضعیف ہے اپنی طرف سے حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ یہ کوئی چیز نہیں ہے رفض میں بڑا غالی تھا۔ (تہذیب التہذیب)

تیسری حدیث واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ان سے یہ منقول ہے وہ کہتے ہیں میں حضرت سیدہ کے ہاں گیا۔ حضرت علی مرتضیٰ کے بارے میں پوچھا۔ سیدہ نے بتایا کہ بارگاہِ رسالت میں گئے ہیں۔ میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔ اسی اثناء میں حضور تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت علی اور دونوں شہزادے بھی تھے۔ حضور نے دونوں کو اپنے ہاتھ سے پکڑا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ گھر تشریف لائے۔ پس شہزادوں کو اپنی رانوں پر بٹھایا اور سیدنا علی اور حضرت سیدہ کو اپنے قریب کیا۔ پھر ان پر اپنی چادر ڈالی پھر یہ آیت پڑھی: انما یرید اللہ الآیہ پھر فرمایا: اللّٰھُمَّ ھولاء اھل بیتی و اھل بیتی احق۔ یا اللہ! یہ لوگ میرے اہل بیت ہیں اور میرے اہلبیت زیادہ حقدار ہیں۔ واثلہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں بھی آپ کی اہلبیت میں سے ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: "وانت من اھلی۔" تو بھی میری اہل سے ہے۔ واثلہ کہا کرتے: "انہا من ارجیٰ ما ارتجی" یعنی حضور کا یہ "انت من اھلی۔" میرے لیے سب سے بڑی اُمید ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اس سند میں محمد بن معصب ایک راوی ہے۔ اس کے متعلق بھی علماء جرح کی رائے سُنیے: قال یحیٰی۔ لم یکن من اصحاب الحدیث وکان مغفلاً کان کثیر الخلط۔ یعنی یحیٰی کہتے ہیں کہ اس شخص کا شمار علماء حدیث میں نہیں ہے۔ یہ بالکل احمق آدمی تھا اور روایات میں بکثرت اُلٹ پھیر کر دیا کرتا تھا۔ نیز اس میں تو واثلہ کو بھی حضور نے اپنی اہل میں شمار کیا، تو تخصیص کہاں رہی۔

حضرت ام سلمہ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں حضرت اُمِ سلمہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت انما یرید اللہ الآیہ میرے گھر میں نازل ہوئی اور یہ حضراتِ خمسہ کے لیے خاص ہے۔ اس کے راویوں میں ایک عبداللہ بن عبدالقدوس ہے جس کے متعلق علامہ ابن حجر نے لکھا ہے: قال ابن معین لیس بشیٔ رافضی خبیث۔ یہ کچھ نہیں ہے رافضی ہے اور خبیث النفس ہے۔

حضرت ام سلمہ کی ایک روایت میں یہ ہے کہ جب ان حضرات پر آپ نے اپنی چادر ڈالی تو میں نے عرض کی: وَاَنَا یا رسول اللہ حضور کریم نے فرمایا: "وَ اَنْتِ" یعنی تو بھی میرے اہلبیت میں سے ہے۔ اس سے ازواج مطہرات کا اہلبیت میں شامل ہونا صراحت سے ثابت ہوا۔

ایک اور روایت جو اُمِ سلمہ سے مروی ہے اس میں بھی یہ الفاظ ہیں کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی تو اس کے راوی عطیہ ہیں۔ اس کے متعلق بھی علماء کی رائے سُنیے: قال احمد ھو ضعیف الحدیث۔ امام احمد کہتے ہیں کہ یہ ضعیف الحدیث ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ عطیہ، کلبی کے پاس جایا کرتا تھا اور اس کی کنیت اُس نے ابوسعید مقرر کر رکھی تھی۔ جب لوگ اس سے پُوچھتے کہ تم نے یہ حدیث کس سے سُنی ہے تو وہ کہتا کہ میں نے ابوسعید سے سُنی ہے۔ کلبی کا نام نہ لیتا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ ابوسعید سے مراد ابوسعید خدری مشہور صحابی ہیں حالانکہ اس نے وہ حدیث کلبی سے سُنی ہوتی اور کلبی کے متعلق علامہ ابن حجر نے لکھا ہے: کان بالکوفۃ کذابان احدھما الکلبی کوفہ میں دو کذاب تھے ان میں ایک یہ کلبی تھا تمام علماء جرح و تعدیل نے اس کو مردود قرار دیا ہے۔

یہاں بھی عن عطیہ عن ابی سعید عن اُمِ سلمہ مذکور ہے۔ اس سند میں عطیہ کا آجانا ہی اس روایت کو پایۂ اعتبار سے ساقط کر دیتا ہے۔

حضرت اُمِ سلمہ سے اسی مفہوم کی ایک اور حدیث منقول ہے جس کے راویوں میں عبدالحمید بن بہرام ہے جو شہر بن حوشب سے روایت کرتا ہے۔ اس کے متعلق حاتم سے پُوچھا گیا: "ھل یحتج بحدیثہ قال حاتم لا۔ ولا بحدیث شھر ولکن یکتب حدیثہ رآہ کثیر من العلماء انہ لیس بحجۃ" تو انہوں نے کہا کہ اس کی حدیث اور شہر بن حوشب کی حدیث دونوں حجت نہیں ہیں البتہ اس کی حدیث لکھنے کی اجازت ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ قابلِ سند نہیں ہے۔

حضرت ابوسعید خدری سے ایک اور حدیث مروی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت ان پانچوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کے راویوں میں ایک عطیہ ہے جس کا ذکر گزر چکا ہے، دوسرا مندل ہے جس کے متعلق ابن حجر لکھتے ہیں: قال احمد ضعیف الحدیث قال یحیٰی لیس بشیٔ البخاری ادخلہ فی الضعفاء۔ (تہذیب التہذیب) امام احمد نے کہا کہ مندل ضعیف الحدیث ہے یحیٰی کہتے ہیں کہ وہ کچھ بھی نہیں۔ امام بخاری نے بھی اس کا شمار ضعفاء میں کیا ہے۔

اس تفصیل سے یہ چیز واضح کرنا مقصود ہے کہ اس قسم کی احادیث جن میں یہ تصریح موجود ہے کہ یہ آیت صرف حضراتِ خمسہ کے بارے میں نازل ہوئی یا ازواج مطہرات اس میں داخل نہیں۔ وہ تمام روایات قابل حجت نہیں تاکہ ان ضعیف احادیث کے پیشِ نظر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی اس نص کا انکار کر دیا جائے اور سیاق و سباق سے جو معنی سمجھا جاتا ہے، اس کی نفی کر دی جائے۔ احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو قرآن کریم کے مفہوم کی ناسخ نہیں ہو سکتیں۔ نہ ان کی وجہ سے قرآن کریم کی نصوص میں تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے، چہ جائیکہ جب وہ ایسے راویوں سے مروی ہوں جو پایۂ اعتبار سے ساقط ہیں۔

اب آیئے ذرا یہ دیکھیں کہ قرآن کریم کی اصطلاح میں اہل کے لفظ کا اطلاق بیوی پر ہوتا ہے یا نہیں۔

ایک آیت تو آپ پہلے پڑھ چکے ہیں جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ حضرت سارا کا ذکر ہے۔ گھر میں کوئی بچہ ہے نہ بچی۔ حضرت حضرت سارا زوجہ خلیل ہیں۔ ان کے بارے میں ارشاد ہے: رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اھل البیت انہ حمید مجید۔ (ہود) کوئی آدمی بھی یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ یہاں اہلبیت کے لفظ سے حضرت سارا کو نکال سکے۔ اسی طرح حضرت کلیم علیہ السلام مدین سے اپنی اہلیہ محترمہ اور اپنے بچوں کے ہمراہ مصر واپس جا رہے ہیں۔ ان کا گزر وادیٔ سینا سے ہوتا ہے۔ رات کی تاریکی ہے، جاڑے کا موسم ہے، ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ دور سے ایک آگ جلتی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس منظر کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے فلما قضیٰ موسی الاجل وسار باھلہ آنس من جانب الطور نارا۔ قال لاھلہ امکثوا انی آنست نارا۔ "یعنی جب موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام کے ساتھ مقرر کی ہوئی مدت پوری کر لی اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ روانہ ہوئے تو کوہ طور کی ایک سمت میں انہوں نے آگ دیکھی اور اپنے اہل کو کہا کہ تم ذرا یہاں ٹھہرو، میں نے آگ دیکھی ہے۔ یہاں بھی اہل سے بیوی اور بچے سب مراد ہیں۔

سورۂ طٰہٰ میں ہے وقال لاھلہ امکثوا انی آنست نارا۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس سفر میں آپ کی زوجہ آپ کے ہمراہ نہ تھیں۔ قرآن کریم کی ان متعدد آیات کے بعد بھی اگر کوئی شخص اہلبیت سے ازواج مطہرات کو خارج کرنے پر مصر ہو تو اس کی ہٹ دھرمی کی داد دینی چاہیے۔

حدیث شریف میں ہے: ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعطی الاھل جظین والعزب حظا۔ الاھل الذی لہ زوجۃ وعیال۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اھل کو مالِ غنیمت میں دو حصے دیئے اور اکیلے آدمی کو ایک حصہ دیا۔ اھل کا معنی بتایا گیا ہے کہ جس کی بیوی بھی ہو اور بچے بھی ہوں۔

آخر میں اہلِ لغت کی توضیح بھی ملاحظہ فرمالیں۔ علامہ جوہری لکھتے ہیں: اھل الرجل، اھل الدار..... وقد اھل فلان یأھل ویأھِل اُھُولاً ای تزوج وکذلک تأھّل قال ابو زید آھلک اللہ فی الجنۃ ای ادخلکما وزوجک فیھا (صحاح)

ہم اپنے محاورہ میں بھی بیوی کو اہل خانہ یا گھر والی کہتے ہیں۔ یہ حضرات فرمائیں کہ حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کی زوجہ محترمہ آپ کی اہلبیت سے تھیں یا نہیں؟ حضرت شہر بانو حضرت سید الشہداء کے اہل خانہ میں سے تھیں یا نہیں؟

آپ کی اپنی بیوی صاحبہ آپ کے اہلِ خانہ میں سے ہے، ذرا آپ اپنی بیگم صاحبہ کو یہ کہہ کر تو دیکھیں کہ وہ آپ کی اہلِ خانہ یا گھر والی نہیں ہے، تو آپ کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کی بیگم صاحبہ تو آپ کی اہلِ خانہ ہوں۔ ائمہ کبار کی ازواج طاہرات تو ان کے اہل میں شمار ہوں۔ کیا آپ کو صرف حضورِ پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيفًا خَبِيرًا ﴿٣٤﴾ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ ع ۷

بیشک اللہ تعالیٰ بڑا لطف فرمانے والا، ہر بات سے باخبر ہے۔ بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں،

وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ

مومن مرد اور مومن عورتیں فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد

وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ

اور سچ بولنے والی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں

وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ

خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت

سے جنہیں قرآن کریم نے امہات المومنین فرمایا ہے بیر ہے کہ آپ انہیں اہلبیت میں شمار نہ کرنے پر بضد ہیں۔ لاحول ولاقوۃ۔

ہم اہلسنت کے نزدیک حضور سرور کائنات کی ازواج مطہرات بھی اہلبیت ہیں، سیدنا علی مرتضیٰ، سیدہ طاہرہ، حسنین کریمین بھی اہلبیت میں سے ہیں، جس طرح متعدد صحیح احادیث میں مذکور ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خصوصی طور پر ان کو اپنی عباء کے سایہ میں لینے اور ان کو مولاد اھل بیتی فرمانے میں حکمت یہ ہے کہ عرب میں بھی بلکہ ہر جگہ مسلّمہ دستور یہ ہے کہ نسب باپ کی طرف سے چلتی ہے نہ کہ ماں کی طرف سے مثلاً اگر باپ گوندل ہو اور ماں راجپوت ہو تو اس کے بطن سے جو اولاد ہوگی، وہ گوندل کہلائے گی نہ کہ راجپوت۔ اس بین الاقوامی طور پر مسلّمہ قاعدہ کے مطابق حضرت سیدنا علی کے فرزندان ارجمند حضرت ابوطالب کی اولاد اور نسل سے شمار ہونے چاہئیں تھے نہ کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور نسل سے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جس طرح دیگر بیشمار خصوصیات سے نوازا ہے یہ خصوصیت بھی بخشی ہے کہ حضرت سیدنا علی کی اولاد حضرت سیدہ طاہرہ کے بطن سے اولادِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا شمار ہوئی نہ کہ ذریت ابوطالب۔ اسی نسبت کی برکت سے سادات کرام میں سے جو حضرات شریعت اسلامیہ کی پابندی کرتے اور راہوار عزیمت پر سوار ہو کر ریاضت اور مجاہدہ کے میدان میں قدم رکھتے ہیں وہ دیگر حضرات سے کئی سبقت لے جاتے ہیں۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔ یہاں پر علامہ آلوسی نے بڑی ایمان افروز بحث کی ہے جسے خوف طوالت سے نقل نہیں کر سکا۔ اہلِ ذوق سے استدعا ہے کہ روح المعانی کے اس مقام کا مطالعہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خانوادۂ نبوت کی سچی محبت اور غلامی نصیب فرمائے۔ قیامت کے دن انہی کی سنگت میں لواء الحمد کے نیچے ہمارا حشر ہو آمین ثم آمین۔ بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واھل بیتہ الطاھرین واولیاء ملتہ الکاملین آمین یاارحم الراحمین۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ

اور یاد کرنے والیاں اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں تیار کر رکھا

اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا

اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ۶۴ نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی

۶۴ یہ اُمّت جسے خیر الامم کے لقب سے نوازا گیا ہے اس کے افکار اور اس کا کردار، نظریات اور اعمال کیسے ہونے چاہئیں۔ اس آیت میں انہیں تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ بتا دیا کہ یہاں مرد اور عورت میں کوئی امتیاز نہیں۔ اللہ تعالیٰ اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ واجمل التحیۃ کے ہر مرد اور ہر عورت کو ان صفاتِ عالیہ سے متصف اور اخلاقی اور عملی لحاظ سے اس مقامِ رفیع پر فائز دیکھنا چاہتا ہے۔ یہاں حکم کی صورت میں ان صفات کو ذکر نہیں کیا کہ یُوں کرو اور ایسے بنو، بلکہ حکایۃً بتایا گیا کہ اسلام کو قبول کرنے والے مرد اور عورتیں ایسی ہُوا کرتی ہیں (۱) مسلمین اور مسلمات = یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول اکرم کے سامنے سر جھکا دینے والے، اپنے ہر کام کو اپنے ربِّ کریم کے سپُرد کر دینے والے سراپا اطاعت و انقیاد، پیکرانِ تسلیم و رضا۔ (۲) مومنین اور مومنات = یعنی اس دینِ قیّم کے ہر حکم کی صداقت اور سچائی کو دل سے ماننے والے، ان کے عمل اور اعتقاد میں تضاد کی بُو تک نہیں۔ جس ضابطۂ حیات کے مطابق وہ زندگی بسر کر رہے ہیں، دل کی گہرائی سے وہ اس کی عظمت اور افادیت کے قائل ہیں، ان کے ہاں کسی ذہنی کشمکش کا نام و نشان تک نہیں۔ اس اُمّت کے مرد ہوں یا عورتیں۔ ان کا عقیدہ بھی ایک ہے اور ان کا عمل بھی یکساں (۳) قانتین اور قانتات = وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ جی میں آیا تو دست بستہ حاضر ہو گئے اور جی نہ چاہا تو مدتوں غیر حاضر رہے۔ قنوت ایسی اطاعت کو کہتے ہیں جس میں نافرمانی کی آمیزش نہ ہو۔ القنوت: القیام بالطاعۃ التی لیس معہا معصیۃ (لسان العرب) (۴) صادقین اور صادقات = وہ قول میں بھی سچے ہیں اور عمل میں بھی کھرے ہیں۔ نہ ان کی زبان پر ایسی بات آتی ہے جس میں کذب بیانی سے کام لیا گیا ہو اور نہ ان کے عمل میں کھوٹ پن کی ملاوٹ پائی جاتی ہے (۵) صابرین اور صابرات = جس راہ کو اُنہوں نے حق یقین کر لیا ہے اور جو منزل اُنہوں نے اپنے لیے مقرر کی ہے اس کی طرف ثابت قدمی سے بڑھے چلے جا رہے ہیں۔ راہ میں پیش آنے والی مشکلات نہ انہیں ہراساں کر سکتی ہیں اور نہ منزل سے رُخ موڑنے پر مجبور کر سکتی ہیں۔ نہ وہ نیک اعمال میں سُستی کرتے ہیں اور نہ اپنا دامن گناہوں سے آلودہ ہونے دیتے ہیں۔ وہ بڑی سختی سے اپنے طے کیے ہُوئے لائحہ عمل پر کاربند ہیں اور بڑے ذوق شوق سے اپنی منزل کی طرف رواں ہیں (۶) خاشعین اور خاشعات = اس کے باوجود غرور و نخوت کی انہیں ہوا تک نہیں لگی۔ عجز و انکسار ان کا شیوہ ہے۔ جلوت و خلوت میں یہی ان کا شعار (۷) متصدقین اور متصدقات = اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے رہتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرنے اور صدقات دینے میں کبھی بُخل سے کام نہیں لیتے۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہُوئے مال سے اس کی راہ میں خرچ کرنا اپنے لیے باعث سعادت تصور کرتے ہیں۔

تعلیم و صحت کی دو بڑھتی ہوئی کمی جانے والی اردو لائبریری کتاب ہے تو ملت مرتی

www.KitaboSunnat.com

مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ

مومن عورت کو کہ جب فیصلہ فرما دے اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا تو پھر انہیں کوئی اختیار ہو اپنے اس

مِنْ اَمْرِهِمْ ۭ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا

معاملہ میں ۶۵ اور جو نافرمانی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا

(۸) صائمین اور صائمات = فرضی روزے بھی رکھتے ہیں اور نفلی روزے رکھنے کا شوق بھی دامنگیر رہتا ہے (۹) الحافظین اور الحافظات = اپنے دامنِ عصمت کو آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ جذبات کتنے شدید ہوں، ماحول کتنا رُومان انگیز ہو یہ اپنے رب کی حکم عدولی کی جراءت نہیں کرتے مزید برآں یہ بھی ہے کہ ان تمام ذرائع سے کلیتہً اجتناب کرتے ہیں جو اس فعلِ بد کے ارتکاب کا ذریعہ یا محرک بنتے ہیں (۱۰) ذاکرین اور ذاکرات = آخر میں سب سے اہم اور جامع صفت کا ذکر فرما دیا کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں محو رہتے ہیں، اللہ تعالےٰ کی یاد کا شوق کبھی مدہم نہیں پڑتا۔ سوتے، جاگتے، اُٹھتے، بیٹھتے لین دین کرتے ہوئے، ہل چلاتے ہوئے، دفتر میں اپنے فرائض انجام دیتے ہوئے غرضیکہ زندگی کی ہر ضرورت کو پورا کرتے ہوئے وہ اپنے رب کی یاد میں کوشاں رہتے ہیں۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی مجھے پہنچا ہے۔ حضور نے فرمایا:

ذاکر اللہ فی الغافلین کالمقاتل خلف الفارّین وذاکر اللہ فی الغافلین کغصن شجر اخضر فی شجر یابس وذاکر اللہ فی الغافلین مثل مصباح فی بیت مظلم وذاکر اللہ فی الغافلین یریہ اللہ مقعدہ من الجنۃ وھو حیّ۔ رواہ رزین (مظہری) ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غافل لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا ایسا ہے جس طرح میدانِ جنگ سے بھاگنے والوں میں مجاہد ہوا کرتا ہے جس طرح خشک درخت میں سبز شاخ، جس طرح اندھیرے گھر میں روشن چراغ اور غافلوں میں اللہ تعالےٰ اپنے ذکر کرنے والے کو اس زندگی میں ہی جنت میں اس کا محل دکھا دیتا ہے۔

آپ نے ان صفات کا تفصیل سے مطالعہ کر لیا جو ایک مومن مرد اور عورت میں پائی جاتی ہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیے کہ جس اُمت کے مرد و زن کا یہ کردار ہو اور جس معاشرہ میں ان اخلاقی قدروں کی بالادستی ہو وہ اُمت کتنی عظیم ہوگی اور وہ معاشرہ کتنا پاکیزہ ہوگا۔

۶۵ حضرات قتادہ، مجاہد، ابنِ عباس اور دیگر ائمہ تفسیر کا یہ قول ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پھوپھی اُمیمہ کی صاحبزادی اور اپنے جدِ امجد حضرت عبدالمطلب کی نواسی، خاندان بنی ہاشم کی معزز خاتون حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو اپنے آزاد کردہ غلام کے لیے شادی کا پیغام بھیجا اور اُنہوں نے اور اُن کے بھائی عبداللہ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل یہ آیت طیبہ لے کر حاضر ہوئے کسی مومن مرد اور عورت کے لیے اس بات کی اجازت نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا رسولِ مکرم اُسے کوئی حکم دے تو وہ انکار کر دے۔ جب یہ ارشادِ خداوندی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

مُبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

ہوگیا ۶۶ اور یاد کیجیے جب آپ نے فرمایا اس شخص کو جس پر اللہ نے بھی احسان فرمایا اور آپ نے بھی

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ

احسان فرمایا اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور آپ مخفی رکھے ہوئے تھے اپنے جی میں وہ بات

مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ۭ فَلَمَّا قَضٰى

جسے اللہ ظاہر فرمانے والا تھا اور آپ کو اندیشہ تھا لوگوں (کے طعن و تشنیع) کا حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے

زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ

ڈریں ۶۷ پھر جب پوری کرلی زید نے اسے طلاق دینے کی خواہش تو ہم نے اسکا آپ سے نکاح کر دیا تاکہ (اس عمل سنت کے بعد) ایمان والوں

حضرت زینب اور ان کے بھائی عبداللہ نے سنا تو فوراً زید سے نکاح کرنے پر اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ان کا نکاح حضرت زید سے پڑھا دس دینار مہر ادا کیا کچھ پارچات، گھریلو ضرورت کا سامان اور خورد و نوش کی چیزیں ان کے ہاں بھیج دیں۔

اگرچہ یہ آیت اس خاص موقع پر نازل ہوئی لیکن اپنے الفاظ کے اعتبار سے یہ عام ہے کسی مسلمان فرد، قوم، حکومت یا حکومت اسلامیہ کے مقرر کیے ہوئے کسی کمیشن اور قانون ساز ادارہ کو اس امر کا اختیار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کو نظر انداز کر کے اپنے لیے کوئی نئی راہ عمل تجویز کرے۔ مسلمان ہوتے ہوئے اطاعت رسول کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ ایک طرف ہم سچے مسلمان ہونے کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور دوسری طرف ادنیٰ سے فائدہ کے لیے ہم احکام اسلام کو بڑی آسانی سے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ ہماری اس دوغلی روش کے باعث اسلام رسوا ہو رہا ہے اور ہم اس چشمۂ فیض سے فیضیاب نہیں ہو رہے بلکہ دوسروں کی محرومی کا باعث بن رہے ہیں۔

۶۶ یہاں صاف فرما دیا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اس کے رسول مکرم کے حکم سے سرتابی کی وہ کان کھول کر سن لے کہ وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔ رشد و ہدایت کے اجالے سے نکل کر گمراہی کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس محرومی سے بچائے۔ آمین

۶۷ جو رسمیں کسی معاشرہ میں جڑ پکڑ جاتی ہیں لوگ ان کے اتنے گرویدہ ہو جاتے ہیں کہ ان سے دست کش ہونا پسند نہیں کرتے۔ خواہ وہ رسمیں لغو اور بیہودہ کیوں نہ ہوں۔ عوام الناس تو محض قدامت پسندی اور کورانہ تقلید کے باعث ان رسوم کو ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے اور اہل دانش و فہم اس خوف سے ایسا کرنے کی جرأت نہیں کرتے کہ اس طرح ان کا معاشرتی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔

قوم ذہنی انتشار میں مبتلا ہو جائے گی۔ اور لاقانونیت پھیل جائے گی۔ اس لیے عوام اپنے نقطۂ نظر سے اور خواص اپنے اندیشوں کے باعث مروجہ رسوم کو نہیں چھیڑتے اور اگر کوئی شخص ان میں ردّ و بدل اور اصلاح کی کوشش کرتا ہے تو اس کے خلاف مخالفت کا طوفان اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ عرب میں دیگر لغو رسموں کے علاوہ یہ بیہودہ رسم بھی تھی کہ جب کوئی شخص کسی کو اپنا متبنّٰی بنا لیتا تو اسے وہی حقوق حاصل ہو جاتے جو حقیقی فرزند کو حاصل ہوتے ہیں۔ وہ متبنّٰی بنانے والے کے مرنے کے بعد اس کا وارث ہوتا۔ اس کی زوجہ کی بھی وہی حیثیت ہوتی جو سگے بیٹے کی بہو کی ہو۔ وہ اجنبی لڑکا اس قبیلہ کا فرد شمار ہونے لگتا۔ اس طرح اس رسم کے باعث طرح طرح کی خرابیاں مترتب ہو رہی تھیں۔ نسب میں غلط ہو رہا تھا۔ بیٹا وہ کسی کا ہوتا لیکن متبنّٰی بننے سے اپنے خاندان سے کٹ جاتا اور دوسرے خاندان کا فرد شمار ہوتا۔ اگر کسی کی حقیقی اولاد نہ ہو تو اس کے دُوسرے قریبی رشتہ دار اس کے مال متروکہ کے حقدار بنتے ہیں لیکن متبنّٰی ہونے کی صُورت میں یہ اجنبی بچہ ان کے سارے حقوق کو غصب کر لیتا اور خُونی اور نسبی قرابت رکھنے والے قریبی رشتہ دار بھائی بھتیجے محروم کر دیئے جاتے جو صریح ظلم تھا۔ پھر ایسے متبنّٰی کی بہو کے ساتھ اگر بعینہٖ وہی سلوک کیا جائے تو حُرمتِ مصاہرت کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ متبنّٰی بنانے والے پر اس کے متبنّٰی کی بیوی حرام، اس کی بیوی کی ماں حرام، اگر کوئی اس کی بیٹی ہو تو وہ حرام۔ یہ عورتیں جن سے نکاح حلال ہے ان سے اس رسم کے باعث نکاح حرام ہو جاتا تھا۔ اس جاہلانہ رسم سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں اور معاشرہ گوناگوں مشکلات میں مبتلا تھا۔ لیکن سماج کے اس رواج کی اصلاح کرنے کی ہمت کسی میں نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحم فرماتے ہوئے جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا تو حضور نے ان تمام رسوم و رواج کو ختم کر دیا۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سوسائٹی کے دباؤ کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایسا جرأت مندانہ اقدام نہ فرماتے تو اور کون اصلاح کرتا۔ اگر یہ موقع بھی ہاتھ سے نکل جاتا تو قیامت تک ان خرابیوں کا سلسلہ جاری رہتا۔

سورہ پاک کے آغاز میں حکم دیا کہ متبنّٰی تمہارا حقیقی بیٹا نہیں۔ یوں ہی صرف زبان ہلا دینے سے کسی کا بیٹا اپنا بیٹا نہیں بن سکتا۔ اس لیے نہ ان کو اپنا بیٹا سمجھو نہ زبان سے اس کی فرزندی کی نسبت اپنی طرف کرو۔ ان ارشاد پر عمل کی ابتداء بھی ذاتِ رسالتمآب سے ہوئی۔ حضرت زید جنہیں زید بن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ کر پکارا جاتا تھا، اب پھر اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب ہو کر زید بن حارثہ کہے جانے لگے۔

لیکن ابھی تک اس رسم و رواج کے کئی غلط اثرات باقی تھے جن کے متعلق قوم کے جذبات انتہائی حساس واقع ہوئے تھے، ان کے خلاف سوچنا بھی ان کے اختیار میں نہ تھا۔ اپنے متبنّٰی کی زوجہ ان کے نزدیک بعینہٖ اس حیثیت کی مالک تھی جو اپنے حقیقی بیٹے کی بہو کی حیثیت تھی۔ عرب کا قانون بھی اپنے بیٹے کی بیوی مطلقہ ہو یا بیوہ سے نکاح کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ قرآن نے بھی اس کی حُرمت کو برقرار رکھا۔ متبنّٰی کی بیوی کی حیثیت بھی وہی تھی، اس کے حرام ہونے میں انہیں قطعاً کوئی شبہ نہ تھا۔ اسلام نے اس قبیح رسم اور اس پر مترتب ہونے والے نتائج کو منسوخ کر دیا۔ جب حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق انہیں اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔ اس طرح اس رسم بد پر کاری ضرب لگا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کا خاتمہ کر دیا۔

واقعہ کی صحیح صورت تو یہ ہے جو آپ کے سامنے بلاکم و کاست پیش کر دی گئی۔ لیکن یورپ کے متعصب اور تنگ نظر پادریوں نے جنہوں نے دُنیا کو دھوکا دینے کے لیے مؤرخ، محقق اور مستشرق کا لباس اوڑھ رکھا ہے تاریخ اسلام کے اس سادہ سے واقعے کو کیوں اچھالا اور اُسے ایسا رنگ دیا کہ اچھے اچھے سمجھ دار ان کے دامِ فریب میں پھنس گئے اور دولتِ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ آیئے! قرآن کریم کے کلماتِ طیبات کو سمجھنے کی کوشش کریں اور جہاں جہاں اُنہوں نے ٹھوکر کھائی یا دانستہ اپنی بدباطنی کا مظاہرہ کیا ہے اس کی نشاندھی کریں تاکہ حقیقت اپنی رعنائیوں کے ساتھ آشکارا ہو جائے۔

بعض غلط اور بالکل باطل روایات کا سہارا لے کر یہ کہا جاتا ہے کہ جب حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے ہو گیا۔ تو ایک روز اچانک حضور ان کے گھر تشریف لے گئے۔ وہ گھر پر موجود نہ تھے۔ حضرت زینب بے دھیانی کے عالم میں بیٹھی تھیں۔ اچانک جب ان پر نظر پڑی تو حضور ان پر فریفتہ ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے واپس ہوئے: سُبحان اللہ مقلب القلوب۔ پاک ہے دلوں کو بدلنے والا۔ یہ آواز حضرت زینب نے سُن لی۔ زید آئے ساری بات کہہ سنائی۔ حضرت زید نے یوں ہی مناسب سمجھا کہ وہ اپنی زوجہ کو طلاق دے دیں تاکہ حضور ان سے نکاح کر سکیں۔ اُنہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ حضور نے زبان سے تو یہ فرمایا کہ زید اپنی زوجہ کو طلاق نہ دے اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ لیکن حضور کی دلی خواہش یہی تھی کہ زید طلاق دیدے تو حضور ان سے نکاح کریں۔ محض ظاہر داری کے طور پر نبی کریم نے انہیں طلاق دینے سے منع فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر عتاب فرمایا اور کہا کہ تم زبان سے کچھ کہہ رہے ہو اور دل میں کچھ چھپاتے ہو۔ میں تمہارے دل کے پوشیدہ رازوں کو ظاہر کر دوں گا۔ چنانچہ ان بدباطنوں نے اس آیت کے ان جملوں "امسك عليك زوجك واتق الله وتخفي في نفسك ما الله مبديه" کا یہی معنی لیا ہے اور اپنی خبث باطنی کے باعث بارگاہِ رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں گستاخی کی جرأت کی۔ دل ہرگز برداشت نہیں کرتا کہ ان کی اس یاوہ گوئی کو لکھنے کی جرأت کرے لیکن جب تک اسے لکھا نہ جاتا اس کا رد ممکن نہ تھا۔ میں آپ کو ایک عقیدتمند کی حیثیت سے نہیں ایک حقیقت پسند کی حیثیت سے ان کی اس ہرزہ سرائی میں غور کرنے کی دعوت دیتا ہوں، صداقت خود بخود نکھر کر سامنے آجائے گی۔

اگر حضرت زینب ایک اجنبی خاتون ہوتیں، کسی غیر قبیلہ کی فرد ہوتیں جنہیں حضور نے کبھی نہ دیکھا ہوتا، تو پھر ان کی اس بے سروپا حکایت کو ماننے کی وجہ بھی ہوتی کہ اچانک دیکھا اور دل میں ان کی خوبصورتی کو دیکھ کر جذبۂ اُلفت پیدا ہوا۔ حالانکہ واقعہ ایسا نہیں۔ آپ حضور کی پھوپھی زاد ہیں، حضرت عبدالمطلب کی نواسی ہیں، حضور کے سامنے ولادت ہوئی، حضور کے گھر کے صحن میں ان کا بچپن گزرا۔ حضور کی آنکھوں کے سامنے وہ جوان ہوئیں۔ صبح و شام اپنی پھوپھی کے ہاں آمد و رفت رہتی۔ کونسی ایسی بات تھی جس کا حضور کو علم نہ تھا۔ ان کی زندگی کا کونسا ایسا پہلو تھا جو حضور پر مخفی تھا اور اس روز اچانک آشکارا ہوا اور محبّت کا طوفان اُمڈ آیا۔ نعوذ باللہ اور سُنیئے۔ حضرت زینب ان سعادتمند خواتین میں سے تھیں جو اسلام کے ابتدائی دَور میں ایمان سے مشرف ہوئیں۔ پھر حضور کی ہجرت کے بعد مکّہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں آگئیں۔

مزید غور فرمایئے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے انہیں حضرت زید کے لیے شادی کا پیغام بھیجا تو اُنہوں نے اور

www.KitaboSunnat.com

ان کے بھائی نے یہ خیال کیا کہ حضور اپنی ذاتِ اقدس کے لیے رشتہ طلب فرما رہے ہیں، اس خیال کے پیشِ نظر انہوں نے بطیبِ خاطر بصد مسرت اس پیغام کو قبول کیا۔ لیکن جب پتہ چلا کہ یہ پیغام زید کے لیے تھا، تو پھر وہ صورتِ حالات پیدا ہوئی جس کا ذکر ابھی گزر چکا ہے۔

جب حقیقتِ حال یہ ہے تو کوئی غیرت مند اور حقیقت پسند شخص اس داستان سراپا ہذیان کو قبول نہیں کر سکتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب حضرت زینب کنواری تھیں اور حضور کے حرم کی زینت بننے کو اپنے لیے اور اپنے کنبہ کے لیے باعثِ صد عزت محسوس کرتی تھیں، اس وقت تو حضور کے دل میں کوئی کشش پیدا نہ ہوئی اور جب ایک سال سے زائد عرصہ آپ کے آزاد کردہ غلام کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کر چکیں تو اچانک یہ صورت پیدا ہو گئی جو ان عقل کے اندھوں کو نظر آنے لگی۔

آپ پوچھ سکتے ہیں کہ پھر قرآن کریم کے ان جملوں کا مطلب کیا ہے۔ ۱۔ امسك عليك زوجك واتق الله کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ حضور کو یہ فرمانے کی کیا وجہ تھی؟۔ ۲۔ تخفی فی نفسك وہ کیا بات تھی جسے حضور اپنے دل میں چھپانا چاہتے تھے۔ ۳۔ تخشی الناس کا معنی کیا ہے۔ حضور لوگوں سے کیوں خوف فرما رہے تھے؟

آیئے یہ بھی سن لیجیے تاکہ آپ کے دل کی ہر خلش دور ہو جائے۔ بفضلہ تعالیٰ۔

حضرت زینب نے ارشادِ نبوی کے مطابق حضرت زید سے نکاح تو کر لیا تھا لیکن مزاج اور طبیعت کا تفاوت قائم رہا۔ آپ کو اپنے عالی خاندان اور شریف النسب ہونے پر جو فخر تھا اس سے ان کی خانگی زندگی تلخیوں سے دوچار ہوتی رہتی تھی۔ وہ اپنے خاوند کے ساتھ وہ سلوک روا نہ رکھتیں جو روا رکھنا چاہیے تھا۔ تلخ کلامی اور تو تو میں میں کی نوبت اکثر آتی رہتی تھی۔ حضرت زید بھی غیرت مند جوان تھے۔ وہ آئے دن کی یہ بے عزتی اور تذلیل برداشت کرتے کرتے تھک گئے تھے، ان کا پیمانۂ صبر لبریز ہو چکا تھا۔ خانگی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے ان کی ساری کوششیں ناکام ہو چکی تھیں۔ سال بھر کی ترش کلامی کے باعث زید دل برداشتہ ہو گئے۔ باہمی مودت و الفت کی جگہ شدید نفرت نے لے لی اور طلاق کے بغیر اس الجھن کا انہیں کوئی حل نظر نہیں آتا تھا۔ کیونکہ یہ نکاح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود کیا تھا، اس لیے ان کی یہ مجال نہ تھی کہ چپکے سے طلاق دے کر انہیں فارغ کر دیتے۔ حضور کی خدمت میں عرض کرنا ضروری تھا؛ چنانچہ حاضر ہوئے اور اپنی ساری بپتا کہہ سنائی۔ حضور کو بھی زید کے اس ارادے سے بڑی تشویش ہوئی اور یہ بالکل قدرتی عمل تھا۔ کل اتنا مجبور کر کے نکاح کیا اور آج زید نے طلاق دے دی، لوگ کیا کہیں گے۔ چنانچہ حضور نے انہیں یہی سمجھایا کہ تم طلاق دینے سے باز آؤ اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ کل میں نے بڑے شوق سے تمہارا نکاح کیا ہے آج اگر تم طلاق دیدو تو حضرت زینب اور ان کے عزیزوں کی دل شکنی ہو گی لیکن حضرت زید کے لیے یہ ممکن نہ رہا تھا، اصلاحِ احوال کے لیے انہوں نے سارے جتن کیے تھے اور ہر امکانی کوشش کی تھی، لیکن حضرت زینب کے مزاج کو بدلنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

اس جملہ سے یہ معنی اخذ کرنا کہ حضور محض ظاہر داری کی وجہ سے یہ فرما رہے تھے انسانیت، شرافت اور حقیقتِ حال کے ساتھ بہت بڑی بے انصافی ہے بلکہ اس جملہ کا یہ مفہوم ہے جو میں نے عرض کیا۔ وتخفی فی نفسك پر ان عیاروں نے بڑی لے دے کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جس چیز کو حضور چھپا رہے تھے، وہ حضرت زینب سے محبت تھی، لیکن ان کی اس ہرزہ سرائی کو آیت کا اگلا حصہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے۔ ارشاد ہے: ما اللہ مبدیہ۔ یعنی آپ وہ چیز دل میں چھپا رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا ہے۔ مدعم سے حضور چھپا رہے تھے وہ وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو ظاہر فرمایا ہے تو جس کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا وہی وہ چیز ہے جس کو حضور چھپا رہے تھے۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز کا تصور کرنا باطل، کذب اور افترا ہے، خود بتایئے کسی جگہ اللہ تعالیٰ نے اس عشق و محبت کو ظاہر کیا صراحۃً نہ سہی کنایۃً، لفظاً نہ سہی اشارۃً۔ اگر ایسی کسی بات کا نشان نہیں تو پھر تخفی فی نفسک کا یہ معنی بیان کرنا جو ان لوگوں نے کیا ہے کتنی بڑی گستاخی ہے۔

وہ بات جسے حضور چھپا رہے تھے اور جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا، وہ کیا تھی۔ اس کے متعلق وضاحت سیدنا امام زین العابدین علی بن حسین علیہ وعلیٰ ابیہ وجدہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے اس بیان سے ہوتی ہے۔ اوحی اللہ تعالیٰ ما اوحی الیہ ان زینب سیطلقھا زید وتتزوجھا بعدہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الی ھذا ذھب اھل التحقیق من المفسرین کالزھری وبکر بن علاء والقشیری والقاضی ابوبکر بن العربی وغیرھم (روح المعانی۔ قرطبی) یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر یہ وحی فرمائی تھی کہ زید حضرت زینب کو طلاق دے دیں گے اور آپ ان سے نکاح فرمائیں گے۔ مفسرین میں سے اہل تحقیق کا یہی قول ہے۔ کیونکہ یہی وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زوجنا کھا سے تعبیر فرمایا ہے اور اسکی حکمت بھی خود ہی بیان فرما دی کہ پہلے جو رسم چلی آرہی ہے کہ اپنے متبنّٰی کی زوجہ سے نکاح حرام ہے، اس کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ لوگ اس رسم قبیح کے باعث جن پریشانیوں میں مبتلا ہو رہے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

ایک بار پھر وتخشی الناس کے کلمات پر بھی غور کیجیے اللہ تعالیٰ نے حضور کو بتا دیا کہ اس رسم بد کو ختم کرنے کے لیے اس کا فیصلہ یہ ہے کہ زید طلاق دے گا اور آپ ان سے نکاح کریں گے۔ حضور جانتے تھے کہ کفار و منافقین اس پر بہتان طرازی کا طوفان کھڑا کر دیں گے۔ حقیقت کو مسخ کر کے لوگوں کے سامنے پیش کریں گے اور پراپیگنڈہ کا جو مؤثر موقع انہیں ملا ہے اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ ان کی زبان درازیوں کے باعث ہو سکتا تھا کہ بعض کمزور ایمان والے پھسل جائیں۔ یہ اندیشہ تھا جو حضور دل ہی دل میں محسوس فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں کہ ایسے اندیشوں کو اس کا محبوب رسول پر کاہ کی بھی وقعت دے۔ جھوٹ کے طوفان باندھنے والے باندھا کریں۔ دین اسلام کا پرچم سرنگوں نہیں ہوگا۔ حضور کی عزت و عظمت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اگر کوئی بدبخت ان کی پروپیگنڈہ سرائی سے متاثر ہو کر اسلام سے اپنا رشتہ توڑتا ہے تو آپ کو میرے محبوب! کیا پروا ایک بار نہیں سو بار انہیں روٹھنے دو۔ اسلام کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

فلما قضیٰ زیدٌ منھا وطراً کا مطلب یہ ہے کہ جب زید طلاق دے دے اور وہ عدت گزار لیں اور زید کا ان کے ساتھ رابطہ کلی طور پر منقطع ہو جائے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ زید حضرت زینب کو طلاق دینے کے لیے بڑے بے چین ہیں، وہ ہی اس خواہش کو پورا کر لیں۔ قضاء الوطر کنایۃ عن الطلاق۔

آخر میں ایک چیز کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ تم خواہ مخواہ یورپ کے مستشرقین اور مؤرخین پر برس رہے ہو یہ باتیں انہوں نے اپنے پاس سے تو نہیں گھڑیں تفسیر کی کتابوں میں ایسی روایتیں موجود ہیں اس میں ان کا کیا قصور؟ جواباً گزارش

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ

پر کوئی حرج نہ ہو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں جب وہ انہیں طلاق دینے کا ارادہ پورا کرلیں اور اللہ کا حکم تو

مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ

ہر حال میں ہو کر رہتا ہے ۶۸ نہیں ہے نبی پر کوئی مضائقہ ایسے کام کرنے میں جنہیں حلال کر دیا ہے اللہ نے اس کے لیے ۶۹

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا

اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے ان (انبیا) کے بارے میں جو پہلے گزر چکے ہیں۔ اور اللہ کا حکم ایسا فیصلہ ہوتا ہے جو طے پا چکا

ہے کہ علماء کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ ہر روایت قابلِ قبول نہیں۔ صرف وہ روایت ہی مقبول ہے جو نقد و بحث کی کسوٹی پر پوری اترے ہمارے علماء محققین نے اس روایت کو مسترد کر دیا ہے۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: ذکر ابن ابی حاتم وابن جریر ھھنا آثاراً عن بعض السلف اجبنا ان نضرب عنھا صفحا لعدم صحتھا فلا نوردھا کہ بعض علماء نے یہاں کئی روایتیں نقل کی ہیں لیکن وہ صحیح نہیں اس لیے ہم ان کا ذکر نہیں کرتے۔ علامہ ابن حیان الاندلسی نے لکھا ہے کہ لبعض المفسرین کلام فی الآیۃ یقتضی النقص من منصب النبوۃ ضربنا عنہ صفحاً۔ یعنی بعض مفسرین نے یہاں ایسی باتیں کی ہیں جو شانِ رسالت کے منافی ہیں، اس لیے ہم نے اُن کو نظر انداز کر دیا ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: امّا ما روی ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ھوی زینب امراۃ زید وربما اطلق بعض الملحدان لفظ عشق فھذا انما یصدر عن جاھل لعصمۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم علی مثل ھذا ومستخف بحرمتہ (قرطبی) کہ یہاں جو افسانہ گھڑا گیا ہے یہ ان لوگوں کی طرف سے ہے جنہیں نبی کریم کی عصمت کا علم نہیں ہے یا انہوں نے دانستہ شانِ نبوت کو گھٹانے کی کوشش کی۔ علامہ آلوسی کی بھی یہی رائے ہے۔

۶۸ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ اس پر عمل ضروری تھا؛ چنانچہ اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تعمیل کر کے اس جاہلانہ رسم کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے رکھ دیا۔

۶۹ یہود اور منافقین یہ اعتراض کیا کرتے کہ پیغمبر اسلام دوسروں کو تو صرف چار بیویاں کرنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن اپنے لیے یہ پابندی نہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اس کے ردّ میں یہ آیات نازل ہوئیں اور معترضین کو کہا گیا کہ اگر پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کثرتِ ازواج کی وجہ سے تم اعتراض کرتے ہو تو حضرت داؤد جن کی ننانوے بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام جن کے تین سو حرم تھے ان پر تو تم اعتراض نہیں کرتے۔ انہیں نبی مانتے ہو۔ زبور اور دیگر صحیفے تمہاری مقدس بائیبل میں درج ہیں تمہیں چاہیے کہ ان پر بھی اعتراض کرو اور ان کی نبوت کا بھی انکار کرو۔ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی گئی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَقْدُوْرًا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ

ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں وہ نہیں ڈرا کرتے کسی

اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ

سے اللہ تعالیٰ کے سوا ۷۰ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا نہیں ہیں محمد (فداہٗ روحی) کسی کے باپ تمہارے

رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

مردوں میں سے ۷۱ بلکہ وہ اللہ کے رسول ۷۲ اور خاتم النبیین ہیں ۷۳ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو

حلال کی ہیں کسی کو حرف گیری کا حق نہیں پہنچتا۔ حضور سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو خصوصی رخصت عطا فرمائی تھی۔

۷۰ جن اولوالعزم ہستیوں کو اللہ تعالیٰ منصب رسالت پر فائز کرتا ہے اور اپنے پیغامات پہنچانے کی ذمہ داری سونپتا ہے وہ حضرات صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور کسی سے ان کے دل میں خوف و ہراس پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اور اگر وہ اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں لوگوں سے خوفزدہ ہونے لگیں تو وہ رسالت و نبوت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اگر وہ کسی کی خاطر احکام الٰہی کی تبلیغ میں کوتاہی کریں، تو ان کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کون بچا سکتا ہے۔

۷۱ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا جب حریم نبوت میں رونق افروز ہوئیں تو بہتان تراشی کے جس طوفان کا اندیشہ تھا وہ امنڈ کر آ گیا اور بدباطن یہودیوں اور منافقین نے کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو اپنے بیٹے کی بہو کو اپنی زوجہ بنا لیا۔ کبھی ایسا اندھیر بھی ہوا تھا جیسے انہوں نے کر دکھایا۔ چلو ہمارے رسم و رواج کو تو رہنے دو، وہ خود بھی آج تک یہی بتاتے رہے کہ بیٹے کی بیوی سے باپ نکاح نہیں کر سکتا۔ اب پھر خود اپنے بیٹے زید کی مطلقہ اہلیہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

ان کی اس ہرزہ سرائی کو قرآن حکیم نے اس ایک جملہ سے ختم کر کے رکھ دیا کہ تم میں سے حضور کسی مرد کے باپ نہیں۔ جب باپ نہیں ہیں تو زید بیٹا کیسے بن گیا۔ وہ تو اپنے باپ حارثہ کا بیٹا ہے۔ تمہارا یہ اعتراض محض تمہارے خبث باطن کی پیداوار ہے حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

۷۲ باپ ہونے کی نفی کی اور اللہ تعالیٰ کا رسول ہونے کا اعلان فرما دیا۔ بیشک باپ اپنی اولاد پر بڑا مہربان اور شفیق ہوتا ہے لیکن رسول کو جو قلبی تعلق اپنی اُمت کے ہر ہر فرد سے ہوتا ہے اور جو لطف و کرم وہ فرماتا ہے اس کے مقابلہ میں باپ کی ساری شفقتیں ہیچ ہیں۔ باپ کی مہربانیاں اولاد کی جسمانی اور مادی دنیا تک محدود ہوتی ہیں۔ رسول کی نگاہ کرم سے اُمتی کا جسم اور روح، ظاہر اور باطن، دل اور عقل سب فیض یاب ہوتے ہیں۔ باپ کی شفقتیں، روز حشر کسی کام نہیں آئیں گی بلکہ سارے دنیاوی رشتے اس دن ٹوٹ جائیں گے۔ یوم یفر المرء من اخیہ و امہ و ابیہ و صاحبتہ و بنیہ لیکن رسول کے لطف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عنایت سے دُنیا اور آخرت دونوں میں اس کا اُمتی شاد کام ہوتا ہے۔

۷۳ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت شفقت کو بیان فرمایا جارہا ہے کہ اگر حضور کے بعد بھی نبوت کا سلسلہ جاری رہتا تو حضور اتنی تندہی سے اُمت کے سامنے دینِ اسلام کے سارے گوشے آشکارا کرنے کی شاید زحمت نہ فرماتے لیکن اب جبکہ نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور حضور ہی اس سلسلۂ ذہبیہ کی آخری کڑی ہیں تو آپ کی محبت اور اُلفت کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی چیز بھی ادھوری نہ رہنے دی جائے۔ ساری بُری رسموں کا قلع قمع کر دیا جائے کیونکہ اگر باطل کا کوئی پہلو اصلاح سے محروم رہا تو پھر اس کی اصلاح ممکن نہیں ہوگی اور اگر دورِ جاہلیت کی قبیح رسموں کو مٹایا نہ گیا تو پھر ایسی ہستی پیدا ہی نہیں ہوگی جو ان کو مٹا سکے۔ اتنی محبوبیت، اتنی جامعیت اور اتنا تقدس کہاں پایا جائے گا۔ تاکہ دُنیا اس کے اشارۂ ابرو پر اپنا سب کچھ نثار کرنے کے لیے تیار ہو جائے۔

ختمِ نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بُنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر اُمت کا اجماع رہا ہے۔

اگرچہ بدقسمتی سے اُمتِ اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق رہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اس کو مُرتد قرار دے دیا گیا اور اس کے خلاف عَلم جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی عظمت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ مسیلمہ نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت صدیقِ اکبر نے نتائج کی پروا کیے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کی اور تب چین کا سانس لیا جب اس جھوٹے نبی کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ بیشک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان بھی شہید ہوئے۔ جن میں سینکڑوں حفاظ قرآن اور جلیل المرتبت صحابہ تھے لیکن حضرت صدیق نے اتنی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا۔ آپ نورِ صدیقیت سے دیکھ رہے تھے کہ اگر ذرا تساہل برتا تو یہ اُمت سینکڑوں گروہوں میں نہیں سینکڑوں اُمتوں میں بٹ جائیگی۔ ہر اُمت کا اپنا نبی ہوگا اور وہ اسی کی شریعت اور سُنت کو اپنائے گی۔ اس طرح اس رحمت للعالمین کے زیرِ سایہ اسلام کے پلیٹ فارم پر انسانیت کے اتحاد کی ساری اُمیدیں ختم ہو جائیں گی اور اِنِّیْ رسول اللہ الیکم جمیعاً کا سہانا منظر کبھی بھی نظر نہیں آئے گا۔ ناظرین کو یہ بات بھی مدِنظر رکھنی چاہیے کہ مسیلمہ حضور کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ اپنے دعوئے نبوت کے ساتھ ساتھ وہ حضور کی رسالت کو بھی تسلیم کرتا تھا۔ چنانچہ حضور خاتم الانبیاء والمرسل کی ظاہری زندگی کے آخری ایام میں اُس نے جو عریضہ ارسالِ خدمت کیا تھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

مِنْ مسیلمۃ رسول اللہ الیٰ مُحَمَّد رسول اللہ۔ کہ یہ خط مسیلمہ کی طرف سے جو اللہ تعالیٰ کا رسول ہے محمد رسول اللہ کی طرف لکھا جا رہا ہے۔

علامہ طبری نے اس امر کی بھی تصریح کی ہے کہ اس کے ہاں جو اذان مروج تھی اس میں اشھد ان مُحَمَّدا رسولُ اللہ بھی کہا جاتا تھا۔ بایں ہمہ حضرت صدیق نے اس کو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اور اس کو واصل بجہنم

www.KitaboSunnat.com

کرام کا سانس لیا۔

اسلام کی تیرہ صد سالہ تاریخ میں جب بھی کسی سرپھرے طالع آزما یا فتنہ پرداز نے اپنے آپ کو نبی کہنے کی جرأت کی اس کو نابود کر دیا گیا۔

انگریز کی غلامی کے دور میں ملّت اسلامیہ کو جس طرح دُوسرے کئی مصائب سے دوچار ہونا پڑا، اسی طرح ایک جھوٹی نبوّت نام کر کے اُمّت میں انتشار پیدا کیا گیا۔ وہ مُدّعی نبوّت بظاہر عیسائیت کا ردّ کرتا تھا اور پادریوں سے مناظرے کرتا تھا۔ اس کے باوجود انگریز کا بڑے درجے کا وفادار تھا، ملکۂ انگلستان کی شان میں اس نے ایسے تعریفی پمفلٹ لکھے کہ کوئی باغیرت مسلمان ان کو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ انگریز کی اسلام دُشمنی اظہر من الشمس ہے جنہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا تختہ اُلٹا، سلطنت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا۔ ایسی ظالم اور اسلام دُشمن حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلانا اسلام سے غدّاری نہیں تو اور کیا ہے۔ انگریز نے اس کی نبوت کو اپنی سنگینوں کے سایہ میں پروان چڑھنے کا موقع دیا اور اس کو قبول کرنے والوں کے لیے بے جا نوازشات کے دروازے کھول دیئے۔ ہر مرزائی کے لیے کسی استحقاق کے بغیر اچھی سے اچھی ملازمتیں مختص کر دی گئیں۔ سیاسی میدان میں بھی اُن کو آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ بیشک وہ شخص عیسائیت کے خلاف لکھتا اور بولتا تھا لیکن انگریز نے اس کے ذریعہ اُمّتِ مسلمہ میں ایک نئی اُمّت پیدا کر کے اُن کے متفقہ علیہ بُنیادی عقیدہ میں تشکیک پیدا کر کے جو مقصدِ عظیم حاصل کیا وہ بہت بڑا کارنامہ تھا اور اپنے دُور رس نتائج کے اعتبار سے بڑا اہم تھا۔ اگر ایسا شخص عیسائیت کے خلاف کچھ بولتا ہے تو بولا کرے۔ اس سے انگریزی سیاست کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ عیسائیوں کی مخالفت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے وہ انگریزی استعمار کی خدمت پُوری دل جمعی سے انجام دے سکتا تھا، اگر وہ عیسائیوں کے خلاف کچھ نہ کرتا تو اس کی بات کوئی آدمی سُننے کے لیے تیار نہیں تھا۔

مرزا غلام احمد کی نبوت کا پیغام لے کر جب مرزائی مبلّغ اسلامی ممالک میں گئے، وہاں ان کا جو حشر ہوا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ کئی ممالک میں تو انہیں مرتد قرار دے کر توپ سے اُڑا دیا گیا۔ عالم اسلام کے تمام علماء کے بالاتفاق اس مُدّعی نبوّت کو مُرتد اور خارج از اسلام قرار دیا۔

یہ عرض کرنے کا مقصد صرف اس حقیقت کو واضح کرنا ہے کہ ختمِ نبوّت کا عقیدہ ان بُنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر گروہوں اختلافات کے باوجود تیرہ صدیوں تک اُمّت کا کُلّی اتفاق اور قطعی اجماع رہا ہے جس طرح ایک مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ کی توحید، قیامت، حضور کی رسالت کسی دلیل کی محتاج نہیں اسی طرح ختمِ نبوّت کا مسئلہ بھی کبھی زیرِ بحث نہیں آیا اور اس کے ثبوت کے لیے کسی مسلمان کو کسی دلیل یا بحث و تمحیص کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی لیکن مرزا قادیانی نے وہ کام کر دکھایا جس کی جرأت آج تک شیطان کو بھی نہیں ہوئی تھی، اس لیے ضروری ہے کہ اس مسئلہ پر شرح و بسط سے لکھا جائے تاکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمتی کسی غلط فہمی کے باعث اپنے آقائے کریم سے کٹ کر نہ رہ جائے۔ رہے وہ لوگ جو شکم کو ایمان پر ترجیح دیتے ہیں اور مال و دولت کے حصول کی خاطر اپنا دین بدلنے میں بھی کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے بلکہ اسے کمال ہوشمندی سمجھتے ہیں ایسے لوگوں کا علاج کسی کے پاس نہیں۔ ہمیں ان کے لیے ملول نہیں ہونا چاہیے۔ نہ ایسے ابن الوقتوں کی خدا کو ضرورت ہے اور نہ اُس

قرآن و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو کی سب سے بہترین اور آسان تفسیر

کے رسول کو۔

ہمارا دعویٰ بلکہ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان یہ ہے:

"حضور سرورِ عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں حضور کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بدبخت اس کے اس دعوے کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مُرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مُرتد کے لیے مقرر فرمائی ہے۔"

اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے ہم ایسے دلائل پیش کریں گے جو قطعی اور یقینی ہیں اور جن میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ سب سے پہلے ہم قرآن کریم سے استدلال کرتے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

مَا کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئ علیما۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے کہ محمد (فداہ ابی وامی) اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔ جب مولا کریم جو بکل شئ علیم ہے نے یہ فرمایا کہ محمد مصطفےٰ انبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور کے بعد جس نے کسی کو نبی مانا، اس نے اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کی تکذیب کی اور جو شخص اللہ تعالےٰ کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے، وہ مُسلمان نہیں رہ سکتا۔

خاتم النبیین کا جو معنی یہاں کیا گیا ہے اہلِ لُغت نے اس کا یہی معنی لکھا ہے۔ اس وقت میرے پاس علم لُغت کی دُوسری کتب کے علاوہ الصحاح للجوہری اور لسان العرب لابن منظور موجود ہیں جن کا شمار لُغتِ عرب کی امہات الکتب میں ہوتا ہے۔ آؤ انکے مطالعہ سے اس لفظ کی تحقیق کریں۔ ایک چیز پیشِ نظر رہے کہ صحاح کے مؤلف علامہ حماد بن اسماعیل الجوہری کا سن ولادت ۳۳۲ھ اور سالِ وفات ۳۹۳ھ یا ۳۹۸ھ ہے اور لسان العرب کے مؤلف علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری کا سن ولادت ۶۳۰ھ اور سالِ وفات ۷۱۱ھ ہے۔ یہ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فتنہ انکار ختم نبوت سے صدہا سال پہلے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے مذہبی تعصب یا ذاتی عقیدہ کے باعث یہ لکھا ہے تاکہ ان کا قول حجت نہ رہے بلکہ ان کی نگارشات اور ان کی تحقیقات اہل لغت کے اقوال کے عین مطابق ہیں۔ پہلے صحاح کی عبارت ملاحظہ فرمائیے

ختم اللہ لہ بخیر خدا اس کا خاتمہ بالخیر کرے وختمت القرآن: بلغت آخرہ۔ یعنی میں نے قرآن آخر تک پڑھ لیا۔ اختمت الشئ: نقیض افتتحتہ: افتتاح کی نقیض اختتام ہے۔ والخاتم والخاتِم بکسر التاء وفتحہا والخِتام والخاتام کلہ بمعنی وخاتمۃ الشئ آخرہ۔ یعنی خاتَم خاتِم۔ خِتام۔ خاتام سب کا ایک ہی معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو خاتمۃ الشئ کہتے ہیں۔ ومحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام نبیوں سے آخر میں تشریف لے آئے۔

علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں: خِتام الوادی: اقصاہ وختام القوم وخاتِمہم وخاتَمہم۔

اجمعین ومحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ وادی کے آخری کونہ کو خِتام الوادی کہتے ہیں۔ قوم کے آخری فرد کو خِتام خاتم اور خاتِم کہا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم الانبیا فرمایا گیا ہے۔ لسان العرب میں التہذیب کے حوالہ سے لکھا ہے: والخاتِم والخاتَم من اسماء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وفی التنزیل العزیز ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ای آخرھم ومن اسمائہ العاقب ایضاً ومعناہ آخر الانبیاء۔ یعنی خاتِم اور خاتَم نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء گرامی میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ یعنی سب نبیوں سے پیچھے آنے والا۔ اور حضور کے اسماء میں سے العاقب بھی ہے اس کا معنی آخر الانبیاء ہے۔

اہل لغت کی ان تصریحات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خاتِم کی تاء پر زیر ہو یا زبر اس کا معنی "آخری" ہے۔ اس معنی کی تائید کے لیے اہلِ لغت نے ایک دوسری آیت سے بھی استدلال کیا ہے وخِتامہ مسک ای آخرہ مسک یعنی اہلِ جنت کو جو مشروب پلایا جائے گا اس کے آخر میں انہیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔

ختمِ نبوت کے منکرین اس موقع پر یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ خاتِم کا جو معنی آپ نے بیان کیا ہے (آخری) وہ یہاں مراد نہیں بلکہ اس کا دوسرا معنی مراد ہے اور یہ معنی بھی ان لغت کی کتابوں میں موجود ہے جن کا حوالہ آپ نے دیا ہے۔ جب ایک لفظ کے دو معنی ہوں تو وہاں ایک معنی مراد لینے پر بضد ہونا اور دوسرے معنی کو ترک کر دینا تحقیق حق کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں۔ وہ کہتے ہیں ہم بھی اس آیت کو مانتے ہیں اور اس کے معنی اپنی طرف سے نہیں گھڑتے تاکہ ہم پر تحریفِ قرآن کا الزام لگایا جائے بلکہ لغت عرب کے مطابق ہی اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں۔ کسی کو ہم پر اعتراض کا حق نہیں پہنچتا۔

صحاح اور لسان العرب دونوں میں خاتم کا معنی مہر یا مہر لگانے والا مذکور ہے۔ آیت کا یہی معنی ابلغ اور شانِ رسالت کے شایان ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انبیا پر مہر لگانے والے ہیں جس پر حضور نے مہر لگا دی وہ نبوت کے شرف سے مشرف ہوگا اور جس پر مہر نہ لگائی، وہ نبوت کے منصب پر فائز نہیں ہو سکتا۔

اس کے متعلق گزارش ہے کہ بیشک لغت کی کتابوں میں خاتم کا معنی مُہر یا مُہر لگانے والا مرقوم ہے لیکن اُنہوں نے تصریح کر دی ہے کہ مذکورہ آیت میں خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہے۔ یہاں فقط یہی معنی مراد ہے اور یہ لوگ اگر مصر ہوں کہ یہاں خاتم کا دوسرا معنی مراد ہے تو اس سے بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اُنہوں نے مطالعہ کرتے ہوئے غور و تدبر سے کام نہیں لیا۔ انہوں نے مُہر سے مراد ڈاکخانہ کی مہر یا کسی افسر کی مہر سمجھی ہے کہ لفافہ یا کارڈ پر مُہر ٹھپہ لگایا اور اُسے آگے بھیج دیا یا کسی کی درخواست پر اپنی مہر ثبت کی اور اسے مُناسب کارروائی کے لیے متعلقہ دفتر روانہ کر دیا۔ حالانکہ مُہر کا جو مفہوم اہل لُغت نے لیا ہے وہ قطعاً اس کے خلاف ہے۔ کاش انہیں بے جا تعصب اس امر کی اجازت دیتا کہ وہ ائمہ لُغت کی عبارتوں میں غور کرتے۔

آیئے! ہم آپ کی خدمت میں یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کسی صحیح فیصلہ پر پہنچ سکیں۔ لسان العرب میں ہے: ختمہ یختمہ ختماً وخِتاماً: طبعہ فھو مختوم ومختّم شدد للمبالغۃ۔ یعنی ختم کا معنی مُہر لگانا ہے اور جس پر مُہر لگا دی جائے اس کو مختوم اور مبالغہ کے طور پر مختّم کہتے ہیں۔

اس کے بعد لکھتے ہیں: ومعنی خَتَم وطبع فی اللغۃ واحد وھو التغطیۃ علی الشیٔ والاستیثاق عن ان لا یدخلہ شیٔ کما قال جلّ وعلا۔ امر علی قلوب اقفالھا۔ اس عبارت کا ترجمہ ذرا غور سے سُنیے یعنی خَتم اور طبع کا لُغت میں ایک ہی معنی ہے اور وہ یہ کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دینا اور مضبوطی سے بند کر دینا کہ اس میں باہر سے کسی چیز کے داخلہ کا امکان ہی نہ ہو۔

پہلے زمانہ میں خلفاء، امراء، سلاطین وغیرہ اپنے خطوط کو لکھنے کے بعد کسی کاغذ کے لفافہ اور کپڑے کی تھیلی میں رکھ کر سر بمہر کر دیتے کہ جو کچھ لکھا جا چکا اب اس کو سر بمہر کر دیا گیا ہے تاکہ اس مُہر کی موجودگی میں اس میں کوئی ردّ و بدل نہ کر دے۔ اگر کوئی ردّ و بدل کرے گا، تو وہ پہلے مُہر توڑے گا اور جب مُہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا۔ اس پر احکامِ سُلطانی میں تغیّر و تبدل کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کے سنگین الزامات میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ اس صُورت میں خاتم النبیین کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری تھا حضور کی تشریف آوری کے بعد یہ سلسلہ بند ہو گیا اور اس پر مُہر لگا دی گئی تاکہ کوئی کذّاب، دجّال اس میں داخل نہ ہو سکے۔ اگر کوئی شخص زبردستی اس زُمرہ میں گھُسنا چاہے گا تو پہلے مُہر توڑے گا اور جب مُہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا اور اسے جہنّم کی بھڑکتی ہُوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

قرآن کریم کے الفاظ کا مفہوم سمجھنے میں عربی زبان کی لغات سے بھی بڑی مدد ملتی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں بھی قولِ فیصل اور حرفِ آخر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بیان کردہ تشریح ہوتی ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ تعالےٰ کی تعلیم سے ارشاد فرماتے ہیں۔

آیئے اب احادیث نبویّہ کا بغور مطالعہ کریں اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خاتم النبیّین کے کلمات کا کیا مفہوم بیان فرمایا ہے۔

خاتم النبیّین کے معنی کی وضاحت کے لیے بے شمار صحیح احادیث کتبِ حدیث میں موجود ہیں۔ سب کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں فقط چند احادیث یہاں تحریر کی جاتی ہیں جن کے دلوں میں ہدایت کی سچی طلب ہوگی۔ مولا کریم اپنے حبیب رؤف رحیم علیہ صلوٰۃ والتسلیم کے طفیل ہدایت کی راہیں ان کے لیے کھول دے گا اور اس کی توفیق ان کی دست گیری کرے گی۔

۱۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ و یعجبون لہ ویقولون ھل لا وضعت ھذہ اللبنۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیّین۔

بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہُوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تاکہ وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیّین ہوں۔

اگر آپ اس ایک حدیث میں غور کریں گے تو بلاغت نبوی کے اعجاز کا آپ کو اعتراف کرنا پڑے گا۔ جب ایک عمارت مکمل ہو

www.KitaboSunnat.com

ہے اور اس میں کوئی خالی جگہ نہیں رہتی تو کوئی ماہر سے ماہر انجینئر بھی اس میں ایک اینٹ کا اضافہ نہیں کر سکتا۔ ہاں اس کی ایک ہی صورت ہے کہ پہلی اینٹوں میں سے کوئی اینٹ توڑ کر وہاں سے نکال لی جائے اور پھر اس خالی کرائی ہوئی جگہ پر کوئی نئی اینٹ لگا دی جائے۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قصرِ نبوت مکمل ہو گیا۔ اب اس میں کسی اور نبی کی گنجائش نہیں۔ بجز اسکے کہ سابقہ انبیاء میں سے کسی نبی کو وہاں سے نکالا جائے اور مرزا غلام احمد کے لیے جگہ بنائی جائے۔ کیا کوئی عقلِ سلیم اس کو گوارا کرے گی۔ قصرِ نبوت کی اس توڑ پھوڑ کو کیا اللہ تعالیٰ کی غیرت برداشت کرے گی؟ ہرگز نہیں۔ یہ ایک حدیث ہی اتنی جامع اور اتنی معنی خیز اور اتنی بصیرت افروز ہے کہ ختمِ نبوت کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس حدیث کو امام بخاری کے علاوہ امام مسلم نے کتاب الفضائل باب خاتم النبیین میں اور امام ترمذی نے کتاب المناقب اور ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں مختلف اسناد سے نقل کیا ہے۔

۲۔ انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بستّ اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا و طھورا وارسلت الی الخلق کافّۃ وختم بی النبیّون۔

(مسلم۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی۔ (۱) مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا یعنی الفاظ مختصر اور معانی کا بحر بے پیدا کنار (۲) رُعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی (۳) میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔ (۴) میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔ (۵) مجھے تمام مخلوق کے لیے رسول بنایا گیا اور (۶) میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

۳۔ حضرت انس ابن مالک سے مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت ولا رسول بعدی ولا نبی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس تصریح کے بعد جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں کسی کا نبوت کا دعویٰ کرنا اور کسی کا اس باطل دعوے کو تسلیم کرنا سراسر کفر اور الحاد ہے۔

۴۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لم یبعث نبیا الا حذّر امتہ الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وھو خارج فیکم لا محالۃ۔

(ابن ماجہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی اُمت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔ وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔

اس حدیث سے جس طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا آخر الانبیاء ہونا ثابت ہو رہا ہے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا آخر الامم ہونا بھی ثابت ہو رہا ہے۔

۵۔ امام ترمذی نے کتاب المناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لوکان بعدی نبیّ لکان عُمر بن الخطاب۔

اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو عُمر بن الخطاب نبی ہوتے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے فضائلِ صحابہ کے عنوان کے نیچے یہ ارشادِ نبوی نقل کیا:

۶۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلیؓ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک پر روانہ ہوتے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ طیبہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ آپ کچھ پریشان ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

آخر میں ایک اور حدیث سماعت فرمایئے اور اسی کے ذکر پر احادیث کی نقل کا سلسلہ ختم ہوتا ہے۔

۷۔ عن ثوبان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ..... وانہ سیکون فی امتی کذّابون ثلاثون۔ کلّھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (ابوداؤد۔ کتاب الفتن)

حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ..... میری اُمت میں تیس کذّاب ہونگے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

علامہ ابنِ کثیر متوفی ۷۷۴ھ متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: فقد اخبر اللہ تعالیٰ فی کتابہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فی السنۃ المتواترۃ عنہ انہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادّعی ھذا المقام بعدہٗ فھو کذّاب افاک دجّال۔ عنادٌ مُضِلٌّ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سُنّت متواترہ میں بتایا ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ ساری دُنیا جان لے کہ جو شخص بھی حضور کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرے گا وہ کذّاب ہے، جھوٹا ہے دجّال ہے، گمراہ ہے اور دُوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ علّامہ سیّد محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ رُوح المعانی میں لکھتے ہیں:

وکونہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصرحت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدّعی خلافہٗ ویُقتل ان اصرّ۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن و سُنّت نے کی ہے جس پر اُمّت کا اجماع ہے پس جو شخص نبوّت کا دعویٰ کرے گا، وہ کافر ہو جائے گا اور اگر اُس نے توبہ نہ کی اور اس دعویٰ پر مُصر رہا تو اُس کو قتل کیا جائے گا۔

علّامہ ابن حیان اُندلسی متوفی ۷۴۵ھ اپنی تفسیر بحر محیط میں رقمطراز ہیں:

ومن ذھب الیٰ ان النبوّۃ مکتسبۃٌ لا تنقطع اوالی ان الولی افضل من النبی فھو زندیق یجب قتلہٗ وقد ادّعی ناس النبوۃ فقتلھم المسلمون علی ذلک وکان فی عصرنا شخص من الفقراء ادّعی النبوۃ بمدینۃ مالقۃ فقتلہ السلطان بن الاحمر ملک الاندلس بغرناطۃ وصُلب حتی تناثر لحمہ۔ یعنی جس شخص کا یہ نظریہ ہو کہ نبوّت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور اسے اب بھی حاصل کیا جا سکتا ہے یا جس کا یہ عقیدہ ہو کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے وہ زندیق ہے اور واجب القتل

خلاف ورزی کی روک تھام کیلئے جاری کردہ ایڈوانس ٹیکس کا حصہ ہے یا نہیں

www.KitaboSunnat.com

آج تک جن لوگوں نے نبوت کا دعوی کیا مسلمانوں نے ان کو قتل کر دیا۔ ہمارے زمانے میں بھی فقراء میں سے ایک شخص نے شہر بھوپال میں نبوت کا دعوی کیا تو اندلس کے بادشاہ نے غرناطہ میں اس کا سر قلم کر دیا اور اس کی لاش کو سولی چڑھا دیا، وہ اسی حالت میں لٹکا رہا یہاں تک کہ اس کا گوشت گل کر گر پڑا۔

ان مذکورہ بالا اقتباسات سے امت کا ختم نبوت کے عقیدہ پر اجماع ثابت ہو گیا اور ہر زمانے کے علماء نے مدعی نبوت کو گردن زدنی قرار دیا۔ آخر میں ہم ختم نبوت پر عقلی دلیل پیش کرتے ہیں۔

ختم نبوت کے عقلی دلائل (قدرت کے کام حکمت سے خالی نہیں ہوتے)

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت جملہ اقوام عالم کے لیے اور قیامت تک کے لیے ہے، جب حضور پر نازل شدہ کتاب بغیر کسی ادنیٰ تحریف کے جوں کی توں ہمارے پاس موجود ہے، جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ اپنی ساری تفصیلات کے ساتھ اس کتاب کی تشریح و توضیح کر رہی ہے، جب کہ شریعت اسلامیہ روز اول کی طرح آج بھی انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری راہنمائی کر رہی ہے، جب قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ آج بھی اعلان کر رہی ہے: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً۔ تو پھر کسی اور نبی کی بعثت کا کیا فائدہ ہے اور اس سے کس مقصد کی تکمیل مطلوب ہے۔ آفتاب محمدی طلوع ہو چکا، عالم کا گوشہ گوشہ اس کی کرنوں سے روشن ہو رہا ہے۔ تو پھر دن کے اجالے میں کسی چراغ کو روشن کرنا قطعاً قرین دانشمندی نہیں ہے۔

مزید غور فرمایئے۔ نبی کی آمد کوئی معمولی واقعہ نہیں ہوتا کہ نبی آیا، جس نے چاہا مان لیا اور جس نے چاہا انکار کر دیا اور بات ختم ہو گئی بلکہ نبی کی بعثت کے بعد کفر اور اسلام کی کسوٹی نبی کی ذات بن کر رہ جاتی ہے۔ کوئی کتنا نیک، پاکباز، پارسا اور عالم باعمل ہو اگر وہ کسی سچے نبی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرے گا تو اس کا نام مسلمانوں کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا۔ اور کفار و منکرین کے زمرہ میں اس کا نام درج کر دیا جائے گا اور یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔

اب ذرا عملی دنیا میں مرزا صاحب کی آمد کا جائزہ لیجیے:

مسلمانوں کی تعداد کم سے کم اعداد و شمار کے مطابق پچاس کروڑ سے زائد ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن کریم کو خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔ تمام انبیاء جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے۔ ان کی نبوت اور صداقت کا اقرار کرتے ہیں۔ قیامت کی آمد کے قائل ہیں۔ عملی طور پر غافل و کاہل سہی لیکن احکام خداوندی اور ارشادات نبوی کے برحق ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ ضروریات دین میں سے ہر چیز پر ان کا ایمان ہے اور اس امت میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں ایسے بندگان خدا بھی ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں جو شریعت پر پوری طرح کاربند، عبادات کے سختی سے پابند رہے ہیں انکے اخلاص و للہیت پر فرشتے رشک کرتے ہیں اور ان کے کارہائے نمایاں پر خود ان کے خالق کو ناز ہے۔

اسی پاک امت میں آکر مرزا صاحب نے نبوت کا دعوی کر دیا۔ ان کی آمد سے پہلے تو یہ سارے کے سارے مسلمان تھے۔ چلو بعض

کتب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں عملی کوتاہیاں ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن کم از کم نعمتِ ایمان سے تو وہ بہرہ ور تھے۔ اب حقیقتِ حال یہ ہے کہ پچاس سالہ کوششوں کے باوجود چند لاکھ کی نفری نے مرزا جی کو نبی مانا اور باقی پچاس کروڑ نے ان کو دجّال اور کذّاب قرار دیا۔ نبی کو ماننا اسلام ہے اور انکار کفر ہے مرزا صاحب نے اپنا سبز قدم جب دُنیائے اسلام میں رکھا تو یہ بہار آئی کہ سارے کے سارے مُرتد قرار پائے اور اسلام سے محروم ہو کر کُفر میں مُبتلا ہو گئے۔ صرف گنتی کے چند آدمی مسلمان باقی رہے۔ ان میں بھی غالب اکثریت بلیک مارکیٹ کرنے والوں، رشوت لینے والوں، اقربا، نوازی اور مرزائیت پروری کی قربان گاہ پر لاکھوں حقداروں کے حقوق بھینٹ چڑھانے والوں کی ہے۔ ان میں اکثر بے نماز، ڈاڑھی مُنڈے اور آوارہ مزاج لوگ ہیں۔ ہر قسم کی رذیل حرکتیں کرنے والوں کا ایک لشکرِ جرار ٹھاٹھیں مارتا ہوا آپ کو نظر آئے گا آپ خود فیصلہ کریں کہ دُنیائے اسلام کے لیے عملی طور پر مرزا صاحب کی آمد برکت کا باعث بنی یا نحوست کا۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کو پسند نہیں کرتی کہ مرزا صاحب کو سچا نبی بنا کر بھیجا جائے تاکہ اسلام کے سارے ہرے بھرے پیڑ اپنے خنک سایوں، میٹھے پھلوں، رنگین اور مہکتے ہوئے پھولوں سمیت اُکھاڑ کر پھینک دیے جائیں اور چند خاردار جھاڑیوں کے جھُرمٹ پر "گلشنِ اسلام" کا بورڈ آویزاں کر دیا جائے۔ متقیوں، پرہیزگاروں، عالموں اور عاشقوں کی اُمت پر کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے اور چند زاغ صفت طالع آزما افراد کو مُسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا جائے۔

مرزا صاحب کے اُمتی بڑی ڈینگیں مارتے ہیں کہ ہم دُنیا کے گوشے گوشے میں اسلام پہنچا رہے ہیں ہماری کوششوں سے یورپ میں اتنی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اتنے لوگوں کو ہم نے کلمہ پڑھایا۔

گزارش ہے تم تو مرزا صاحب کو اس لیے نبی کہتے ہو کہ اُنہوں نے چند کافروں کو کلمہ پڑھایا۔ ہم اولیاء کرام کے زمرہ سے آپ کو ایسے ایسے مبلغ دکھاتے ہیں جنہوں نے ہزاروں لاکھوں کفار کو کُفر کی ظلمتوں سے نکال کر ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کر دیا۔ خواجۂ خواجگان سلطان الہند معین الحق والدین اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لاکھوں مُشرکوں کے زُنّار توڑے اور ان کی پیشانیوں کو بارگاہِ رب العزت میں شرفِ سجود بخشا۔ داتا گنج بخش ہجویری نے اس کُفرستان میں راوی کے کنارے پر توحید کا جو پرچم گاڑا تھا، وہ آج بھی لہرا رہا ہے اور لاکھوں خفتہ بختوں کو خوابِ غفلت سے جگا رہا ہے۔ مشائخِ چشت اور دیگر اولیاء کرام نے اسلام کی جو تبلیغ کی اور جو فرشتہ صفت مرید بنائے ان کے مقابلہ میں ساری اُمتِ مرزائیہ کی تبلیغی کوششوں کی نسبت سمندر اور قطرہ کی بھی نہیں۔ ان کارہائے نمایاں کے باوجود ان حضرات نے نہ نبوّت کا دعویٰ کیا، نہ مہدیت کا، نہ مسیحیت کا، نہ ظلّی کا، نہ بروزی کا، بلکہ اپنے آپ کو غلامانِ مصطفےٰ ہی کہا اور اسی کو اپنے لیے باعثِ صد افتخار اور موجبِ سعادتِ دارین سمجھا۔

مرزا قادیانی کو اپنی نبوت تک پہنچنے کے لیے بڑا دُور کا چکّر کاٹنا پڑا۔ آخر کار آپ کی کمندِ فکر یہاں آ کر رُکی کہ یہ تو احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ بن مریم آئیں گے میں کیوں نہ اپنے آپ کو مسیحِ موعود کہنا شروع کر دوں تاکہ مجھے لوگ مسیح مان لیں لیکن اس میں مشکل یہ پیش آئی کہ حضرت مسیح تو زندہ ہیں ان کی زندگی میں میں مسیح کیسے بن سکتا ہوں۔ خیال آیا کہ پہلے مسیح کو مُردہ ثابت کر دو جب وہ مُردہ قرار پا گئے تو پھر میرے لیے میدان صاف ہو جائے گا۔ چنانچہ اُنہوں نے اپنا سارا زور وفاتِ مسیح علیہ السّلام ثابت کرنے پر لگا دیا۔

بیشک رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السّلام آسمان سے

نزول فرمائیں گے۔ جن احادیث میں نزولِ مسیح کے متعلق تشریح کی گئی ہے وہ اس کثرت سے مروی ہیں کہ معنوی طور پر وہ درجۂ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ آیئے آپ بھی ان احادیث کی جھلک ملاحظہ کیجیے۔ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ نبی برحق نے کوئی مبہم پیش گوئی نہیں کی کسی ایسے مسیح کی آمد کی اطلاع نہیں دی جس کی پہچان نہ ہو سکے اور جس شاطر کا جی چاہے وہ آنے والا مسیح بن بیٹھے، بلکہ نبی کریم نے اپنی اُمت کو اس کا نام بتایا، اس کی والدہ کا نام بتایا، اس کے لقب سے خبردار کیا، اس وقت اور مقام کی نشاندہی کی جس وقت اور جس مقام پر وہ نزول فرمائے گا۔ جو کارہائے نمایاں وہ انجام دے گا، اس کی تفصیل بیان فرمادی اور اس کے مدفن کا بھی تعین فرما دیا اور اس کا حلیہ بھی بیان کر دیا۔ اب اگر وہ احادیث صحیح ہیں جن میں حضرت عیسےٰ کی آمد کی خبر دی گئی ہے تو ان تفصیلات کو بھی من و عن صحیح اور سچ تسلیم کرنا پڑے گا جو ان کے متعلق بتائی گئی ہیں اور اگر کوئی شخص ان تفصیلات کو ماننے سے انکار کر دے گا تو پھر اسے ان تمام احادیث کو بھی ساقط الاعتبار قرار دینا پڑے گا جن میں ان کی آمد کی پیش گوئی کی گئی ہے۔ تحقیق اور انصاف کا یہ کیسا معیار ہے کہ ایک روایت کی مفید مطلب آدھی بات تو مان لی اور اسی روایت کی دیگر تفصیلات کو نظرانداز کر دیا۔

ان کثیر التعداد احادیث میں سے چند احادیث جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے نزول کا ذکر ہے۔

پہلی حدیث جسے امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالےٰ نے اپنی کُتب حدیث میں روایت کیا ہے:

۱۔ عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذی نفسی بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها۔ (بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم۔ مسلم باب بیان نزول عیسیٰ۔ ترمذی ابواب الفتن باب فی نزول عیسیٰ۔ مسند احمد مرویات ابی هریرة)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے فرمایا اُس خدا کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے ضرور اُتریں گے تمہارے درمیان ابنِ مریم عادل حاکم کی حیثیت سے۔ پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جنگ کا خاتمہ کر دیں گے اور مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ اسے کوئی لینے والا نہ ہوگا اور (دینداری کا یہ عالم ہوگا) کہ اپنے پروردگار کی جناب میں ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔

۲۔ امام بخاری نے کتاب المظالم باب کسر الصلیب میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

لا تقوم الساعة حتى ينزل عيسىٰ بن مريم۔

اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی جب تک عیسیٰ بن مریم کا نزول نہ ہو۔

۳۔ مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت ابی ہریرہ سے منقول ہے:

بينما هم يعدون للقتال يسوّون الصفوف اذا اقيمت الصلوٰة فينزل عيسىٰ بن مريم فامهم فاذا راه عدو الله يذوب كما يذوب الملح فی الماء فلو تركه لانذاب حتى

حضور علیہ السلام نے خروج دجال کے ذکر کے بعد فرمایا۔ اس اثنا میں کہ مسلمان اس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے صفیں درست کر رہے ہوں گے اور نماز کے لیے اقامت کہی جا چکی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے اور مسلمانوں کی امامت

www.KitaboSunnat.com

یھلك ولکن یقتله الله بیدہ فیریھم دمه فی حربته۔

کرائیں گے اور دشمنِ خدا (دجال) ان کو دیکھے گا تو پگھلنے لگے گا جیسے نمک پانی میں پگھلتا ہے اگر آپ اس کو اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیں تو وہ از خود پگھل کر مر جائے، مگر اللہ تعالیٰ اس کو ان کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور آپ اپنے نیزے میں اس کا خون لگا ہوا لوگوں کو دکھائیں گے۔

۴۔ عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ و سلم قال لیس بینی وبینه نبی (یعنی عیسیٰ) وانه نازل فاذا رایتموہ فاعرفوہ رجلا مربوعا الی الحمرۃ والبیاض بین ممصرتین کان راسه یقطر وان لم یصبه بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ و یھلك اللہ فی زمانه الملل کلھا الا الاسلام و یھلك المسیح الدجال فیمکث فی الارض اربعین سنۃ ثم یتوفی فیصلی علیه المسلمون۔

(ابوداؤد، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، مسند احمد مرویات ابی ھریرۃ)

حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اور ان (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اترنے والے ہیں پس جب تم ان کو دیکھو تو پہچان لینا۔ ان کا قد درمیانہ، ان کی رنگت سرخ و سپید، دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوں گے۔ ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے۔ وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے صلیب کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ خنزیر کو مار ڈالیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے زمانہ میں اسلام کے بغیر تمام ملتوں کو ختم کر دے گا اور وہ مسیح دجال کو قتل کر دیں گے اور وہ زمین میں چالیس سال قیام فرمائیں گے۔ پھر وہ وفات پا جائیں گے اور مسلمان اُن کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔

۵۔ عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ..... فینزل عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیه وسلم فیقول امیرھم تعال تصل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ۔

(مسلم، بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام بن مریم۔ مسند احمد، مرویات جابر بن عبد اللہ)

حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: "عیسیٰ بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم اُتریں گے مسلمانوں کا امیر ان سے عرض کرے گا کہ حضور تشریف لائیے اور امامت فرمائیے۔ تو آپ فرمائیں گے نہیں تم میں سے بعض دوسروں کے امیر ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اُمت کی تکریم کے طور پر ہے۔"

۶۔ عن النواس بن سمعان (فی قصۃ الدجال) فبینما ھو کذلك اذ بعث اللہ مسیح بن مریم فینزل عند المنارۃ البیضاء شرقی دمشق بین مھرودتین واضعا کفیه علی اجنحۃ ملکین اذا طاطا راسه قطر

حضرت نواس بن سمعان نے دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ اس اثنا میں اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصہ میں سفید مینار کے پاس زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے پروں پر اپنے ہاتھ رکھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٤٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ﴿٤١﴾ وَّ

جو جاننے والا ہے ﴿۴۰﴾ اے ایمان والو! یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو بہت سے ﴿۴۱﴾ اور

وإذا رفعه تحدر منه جمان كاللؤلؤ فلا يحل لكافر يجد ريح نفسه الا مات ونفسه ينتهي الى حيث ينتهي طرفه فيطلبه حتى يدركه بباب لُدٍّ فيقتله

(مسلم، ذكر الدجال - ابو داؤد، كتاب الملاحم ترمذي، ابواب الفتن)

آخر میں ایک اور حدیث سماعت فرمایئے:

عن ثوبان مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم عصابتان من امتي احرزهما الله تعالى من النار عصابة تغزو الهند وعصابة تكون مع عيسى بن مريم عليه السلام - (نسائي: كتاب الجهاد مسند احمد: مرويات ثوبان)

آپ نے ان احادیث کا مطالعہ فرمالیا۔ ان میں مسیح موعود کا حلیہ، نام، والدہ کا نام، مقام اور وقتِ نزول، آپ کے کارنامے نشانیاں سب کے سب مذکور ہیں۔ خدا کی شان ملاحظہ ہو کہ یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کا نام بھی عیسیٰ نہیں، حالانکہ ہزاروں مسلمان اس نام کے موجود ہیں۔ اس کی والدہ کا نام بھی مریم نہیں، حالانکہ ہزاروں مسلمان عورتیں اس نام کی اب بھی ہیں اور خود قادیان میں اس نام کی کئی لڑکیاں ہوں گی۔ صلیب کو توڑنا، خنزیر کو قتل کر کے عیسائیت کو نیست و نابود کرنا تو کجا، میاں جی ساری عمر عیسائی حکومت کے جھولی چک بنے رہے اور اس کی خیرات پر پلتے رہے اور اس کی اسلام کش سرگرمیوں پر تعریف و توصیف کے قصیدے لکھتے رہے ساری دنیا کو دارالاسلام بنا کر جزیہ ختم کرنا تو بڑی دور کی بات، خدائے مصطفےٰ نے یہ بھی پسند نہ فرمایا کہ قادیان کا خطہ پاکستان کا حصہ بنے۔ اب بھی جو لوگ انہیں مسیح موعود مانتے ہیں، ان کی نادانی قابلِ صد افسوس ہے۔

﴿۴۱﴾ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے محبوب کو اپنا رسول بنایا اور پھر اس کی ذاتِ پاک پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے ـــــ دنیا کے حالات ہزاروں پلٹے کھائیں۔ معاشی اور سیاسی میدانوں میں کتنے ہی انقلاب کیوں نہ برپا ہوں، ہر قوم کے لیے ہر زمانہ میں فلاحِ دارین کا راستہ دکھانے کے لیے اب کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں، یوں نہیں ہے کہ سلسلہ نبوت بند کرنے کا فیصلہ کسی ایسی ہستی نے کیا ہو جو آنے والے حالات سے بے خبر ہے، مختلف قوموں اور ملکوں کی ضرورتوں سے ناواقف ہے بلکہ یہ فیصلہ اس ذاتِ والاصفات کا ہے جو کائنات کی ہر چیز سے واقف ہے اور ان تمام امور سے بھی باخبر ہے جن پر عالمِ انسانیت

وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي إِلَى حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلَهُ

(مسلم، ذكر الدجال - ابو داؤد، كتاب الملاحم ترمذي، ابواب الفتن)

آخر میں ایک اور حدیث سماعت فرمایئے:

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِصَابَتَانِ مِنْ أُمَّتِي أَحْرَزَهُمَا اللهُ تَعَالَى مِنَ النَّارِ عِصَابَةٌ تَغْزُو الْهِنْدَ وَعِصَابَةٌ تَكُونُ مَعَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ - (نسائي: كتاب الجهاد مسند احمد: مرويات ثوبان)

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ثوبان سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا میری اُمت کے دو لشکر ایسے ہیں جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔ ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا، دوسرا وہ جو عیسیٰ بن مریم کے ساتھ ہوگا۔

آپ نے ان احادیث کا مطالعہ فرمالیا۔ ان میں مسیح موعود کا حلیہ، نام، والدہ کا نام، مقام اور وقتِ نزول، آپ کے کارنامے نشانیاں سب کے سب مذکور ہیں۔ خدا کی شان ملاحظہ ہو کہ یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کا نام بھی عیسیٰ نہیں، حالانکہ ہزاروں مسلمان اس نام کے موجود ہیں۔ اس کی والدہ کا نام بھی مریم نہیں، حالانکہ ہزاروں مسلمان عورتیں اس نام کی اب بھی ہیں اور خود قادیان میں اس نام کی کئی لڑکیاں ہوں گی۔ صلیب کو توڑنا، خنزیر کو قتل کر کے عیسائیت کو نیست و نابود کرنا تو کجا، میاں جی ساری عمر عیسائی حکومت کے جھولی چک بنے رہے اور اس کی خیرات پر پلتے رہے اور اس کی اسلام کش سرگرمیوں پر تعریف و توصیف کے قصیدے لکھتے رہے ساری دنیا کو دارالاسلام بنا کر جزیہ ختم کرنا تو بڑی دور کی بات، خدائے مصطفےٰ نے یہ بھی پسند نہ فرمایا کہ قادیان کا خطہ پاکستان کا حصہ بنے۔ اب بھی جو لوگ انہیں مسیح موعود مانتے ہیں، ان کی نادانی قابلِ صد افسوس ہے۔

﴿۴۱﴾ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے محبوب کو اپنا رسول بنایا اور پھر اس کی ذاتِ پاک پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا وہ ہر چیز کو اچھی طرح جانتا ہے ـــــ دنیا کے حالات ہزاروں پلٹے کھائیں۔ معاشی اور سیاسی میدانوں میں کتنے ہی انقلاب کیوں نہ برپا ہوں، ہر قوم کے لیے ہر زمانہ میں فلاحِ دارین کا راستہ دکھانے کے لیے اب کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں، یوں نہیں ہے کہ سلسلہ نبوت بند کرنے کا فیصلہ کسی ایسی ہستی نے کیا ہو جو آنے والے حالات سے بے خبر ہے، مختلف قوموں اور ملکوں کی ضرورتوں سے ناواقف ہے بلکہ یہ فیصلہ اس ذاتِ والاصفات کا ہے جو کائنات کی ہر چیز سے واقف ہے اور ان تمام امور سے بھی باخبر ہے جن پر عالمِ انسانیت

www.KitaboSunnat.com

سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ

اس کی پاکی بیان کیا کرو صبح و شام اللہ وہ ہے جو رحمت نازل کرتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے بھی[۷۶] تم پر نزول رحمت کی

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

دعا کرتے ہیں، تاکہ وہ نکال کر لے جائے تمہیں (طرح طرح کے) اندھیروں سے نور کی طرف[۷۷] اور وہ مومنوں پر ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا

انہیں یہ دعا دی جائے گی جس روز وہ اپنے رب کریم سے ملیں گے ہمیشہ سلامت رہو[۷۸] اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کیلئے عزت والا

کی فلاح و بقا کا انحصار ہے اس لیے اس کے فیصلے اٹل ہیں، وہ منسوخ نہیں ہو سکتے۔ ان میں کسی ترمیم کی قطعاً گنجائش نہیں۔

۷۵ جس رب کریم نے تمہیں اپنے محبوب کی اُمّت بننے کا شرف بخشا ہے اُس کی اس نعمتِ عظمیٰ پر شکر ادا کرنے کے لیے کثرت سے اس کا ذکر کرو۔ تمہارے دن کا آغاز بھی اور اس کی انتہا بھی اس کی پاکی بیان کرنے میں ہو۔

۷۶ اپنے بندے پر اللہ تعالیٰ کے صلوٰۃ بھیجنے کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے اپنے مقبول بندے کی تعریف فرماتا ہے۔ (۲) اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ اور فرشتوں کے صلوٰۃ بھیجنے کا یہ مفہوم ہے کہ وہ اس کے لیے مغفرت اور بخشش کی التجائیں کرتے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری سے مروی ہے: والصلوٰۃ من اللہ تعالیٰ ثناءہ علی العبد عند الملائکۃ حکاہ البخاری۔ وقال غیرہ الصلوٰۃ من اللہ عزوجل الرحمۃ واما الصلوٰۃ من الملائکۃ فمعنی الدعاء للناس والاستغفار کقولہ تعالیٰ الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربہم ویومنون بہ ویستغفرون للذین آمنوا۔

۷۷ اعتقاد کی کسی خرابی، عمل کی کسی کوتاہی یا غفلت اور سستی کے باعث وہ جس قسم کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں یہاں سے نکال کر ہدایت کی روشنی اور اُجالے میں لے آتا ہے۔ یا حالتِ قبض کی وجہ سے ان کے سلوک میں اور کیفیات میں جو جمود اور کمی واقع ہوتی ہے اس سے نکال کر بسط کی کیفیت سے دوچار کر دیتا ہے۔ اس کی رحمت کا بادل اپنے بندوں پر ہمیشہ برستا ہی رہتا ہے۔

۷۸ اس جملہ کا ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب اہلِ ایمان بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں گے اور شرفِ دیدار نصیب ہوگا تو ایک دوسرے کو السلام علیکم کے دلنواز کلمات سے امن و سلامتی کی نوید دیں گے۔ دوسرا مطلب یہ بتایا گیا ہے کہ جب نورِ خداوندی بے نقاب ہوگا، چشمِ شوق اور دلِ حسرت مند لذتِ دید سے لطف اندوز ہوں گے، تو محبوب حقیقی کی طرف سے دعا دی جائے گی۔ "سلام" یعنی سلامت رہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى

اے نبی (مکرم!) ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر ۔ اور خوشخبری سنانے والا ۔ اور بروقت ڈرانے والا۔ اور دعوت دینے

حسن مے گفت کہ سنا مے نہ پذیرد کرم　　عشق مے گفت تب و تاب دوا مے دارم

کرم کہتا ہے حسن کو عشق عزیز نہیں یا محبوب کو اپنے عاشقِ دلفگار کی پروا نہیں۔ یہاں جمالِ مطلق اور حسنِ کامل دعائیں دے رہا ہے اے عشق کی بے چینیو! اور بے تابیو! تم سلامت رہو! اے چشمِ شوق تو سدا بینا رہے! اے دلِ دردمند تیرے ارمانوں کی خیر۔ تیری حسرتوں کی خیر!

عشق کو یہ پذیرائی حاصل تو ہوتی ہے لیکن امتحانوں کے کئی مرحلے ذوق و یقین سے طے کرنے کے بعد بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ حسن بے نقاب کی برملا دعائیں، تو اسی وقت سامع نواز ہوتی ہیں لیکن جب کوئی نیاز مند درد و سوز سے بے چین ہو کر سوئے منزل چل پڑتا ہے تو اسی وقت سے حسن کی نوازشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اُسے بڑا خیال رہتا ہے کہ عاشقِ زار دل شکستہ نہ ہو جائے۔ بظاہر تغافل ہے حقیقت میں اس تغافل میں بھی توجہ کی کشش صاف معلوم ہوتی ہے جو مایوس نہیں ہونے دیتی۔ ہر لمحہ قدم قدم پر راہ نوردِ عشق کی نگہداری کی جاتی ہے کہ کوئی راہ زن اس کی متاعِ شوق کو لوٹ نہ لے۔ یہ نوازشیں ہوتی ہیں تب ہی کوئی مسکین بے نوا ہجر کی طویل راتوں کو کاٹتا ہوا جدائی کے عریض صحراؤں کو طے کرتا ہوا سرِ نیاز قدمِ یار پر رکھنے کے قابل ہوتا ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین میں اسی طرف اشارہ ہے۔

سچ تو یہ ہے عشق بھی حسن کا فیض ہے۔ عشق کی بے تابیاں بھی حسن کی عطا ہیں۔ عاشق کے صبر و استقامت میں بھی اسی کی دستگیری اور اس کی کرم فرمائی شامل ہوتی ہے۔ حریمِ ناز کے دروازے عشق نہیں کھولتا اور نہ کھول سکتا ہے بلکہ حسن کی دلنوازیاں آگے بڑھ کر اپنے آبلہ پا مہمانوں کا استقبال کرتی ہیں اور خود ہی از راہِ بندہ پروری اپنے رُخ سے نقاب اُلٹ دیتی ہیں۔ تب ہی وہ گھڑی آتی ہے جب کوئی خسروؤں زمزمہ سنج ہوتا ہے۔

نخفت خسروِ مسکیں ازیں ہوس شبہا　　کہ بوسہ بر کفِ پائت نہد بخواب رود

۷۹ اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بڑے محبت بھرے انداز سے خطاب فرماتا ہے اور اس کے بعد ان جلیل القدر خطابات کا ذکر کرتا ہے جن سے اس نے اپنے محبوب کو سرفراز فرمایا۔ ان کے ذکر سے اگر ایک طرف اپنے پیارے رسول کی عزت افزائی مقصود ہے تو دوسری طرف مسلمانوں کو بھی حوصلہ دیا جا رہا ہے کہ تم ان طوفانوں سے نہ گھبراؤ۔ ان تند و تیز لہروں سے پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں۔ یہ منہ کھولے ہوئے گرداب تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اس ملت کا سفینہ ہم نے کسی ایسے ملاح کے سپرد نہیں کیا جو کم ہمت، دوں حوصلہ، نااہل اور ناتجربہ کار ہو۔ بلکہ اس کشتی کا ناخدا وہ نبی برحق ہے جس کو ہم نے ان صفاتِ جلیلہ سے متصف کیا ہے۔ تم صبر و استقامت سے اس کا دامن اطاعت مضبوطی سے پکڑے رہو۔ یقیناً تمہیں ساحلِ مراد تک رسائی نصیب ہو گی۔ ساتھ ہی دشمنانِ اسلام کی ان ناپاک آرزوؤں کو بھی خاک میں ملا دیا جو اپنی سازشوں اور حیلہ سازیوں سے حق کی اس شمع فروزاں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

کو بجھانا چاہتے تھے۔

ارشاد فرمایا اے میرے نبی! ہم نے تجھے شاہد بنایا ہے۔ شاہد کا معنی گواہ ہے اور گواہ کے لیے ضروری ہے کہ جس واقعہ کی وہ گواہی دے رہا ہے وہ وہاں موجود بھی ہو اور اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھے بھی۔ چنانچہ علامہ راغب اصفہانی نے مفردات میں لکھا ہے:

الشهادة والشهود الحضور مع المشاهدة إما بالبصر او البصيرة یعنی شہادت وہ ہوتی ہے کہ انسان وہاں موجود بھی ہو اور وہ اسے دیکھے بھی خواہ آنکھوں کی بینائی سے یا بصیرت کے نور سے۔ یہاں ایک چیز غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا کہ ہم نے تجھے شاہد بنایا لیکن جس چیز پر شاہد بنایا، اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی ایک چیز ذکر کر دی جاتی تو شہادتِ نبوت وہاں محصور ہو کر رہ جاتی۔ یہاں اس شہادت کو کسی ایک امر پر محصور کرنا مقصود نہیں بلکہ اس کی وسعت کا اظہار مطلوب ہے یعنی حضور گواہ ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی تمام صفات کمالیہ پر، کیونکہ جب ایسی باکمال ہستی اور ہمہ صفت موصوف ہستی یہ گواہی دے رہی ہو کہ لا إله الا الله، تو کسی کو اس دعوت کے حق ہونے میں شک نہیں رہتا۔ دولت، حکومت، شخصی وجاہت، علم اور فضل و کمال یہ ایسے حجابات ہیں جن میں لوگ کھو جاتے ہیں اور اپنے خالق کریم کی ہستی سے غافل ہو جاتے ہیں حضور کی اس شہادت سے وہ سارے حجاب تار تار ہو گئے اور اس جلیل المرتبت نبی کی شہادتِ توحید کے بعد کوئی سلیم الطبع آدمی اس کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔ نیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلام، اس کے عقائد، اس کے نظام عبادات و اخلاق اور اس کے سارے قوانین کی حقانیت کے بھی گواہ ہیں۔ اسی کے اتباع میں فلاح دارین کا راز مضمر ہے۔ اسی آئین کے نفاذ سے اس گلشنِ ہستی میں بہار جاوداں آسکتی ہے اور جب قیامت کے روز سابقہ امتیں اپنے انبیاء کی دعوت کا انکار کر دیں گی کہ نہ ان کے پاس کوئی نبی آیا اور نہ کسی نے ان کو دعوتِ توحید دی اور نہ کسی نے انہیں گناہوں سے روکا۔ اس وقت بھرے مجمع میں اللہ تعالیٰ کا یہ رسول انبیاء کی صداقت کی گواہی دے گا کہ الٰہ العالمین! تیرے نبیوں نے تیرے احکام پہنچائے اور تیری طرف بلانے میں انہوں نے کسی کوتاہی کا ثبوت نہیں دیا۔ یہ لوگ جو آج تیرے انبیاء کی دعوت کا سرے سے انکار کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں پر پتھر برسائے ان کو طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ انہیں جھٹلایا اور بعض نے تو تیرے نبیوں کو تختۂ دار پر کھینچ دیا۔ اس کے علاوہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کے اعمال پر گواہی دیں گے کہ فلاں نے کیا کیا اور فلاں سے کیا غلطی سرزد ہوئی۔ چنانچہ علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "شاهداً على امتك" یعنی حضور اپنی اُمت پر گواہی دیں گے اپنی اس تفسیر کی تائید میں انہوں نے یہ روایت پیش کی ہے: اخرج ابن المبارك عن سعيد بن المسيب قال ليس من يوم الا ويُعرضُ على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وآله وسلم امته غدوة وعشية فيعرفهم بسيماهم ولذلك يشهد عليهم (مظہری) یعنی حضرت عبداللہ بن مبارک نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ ہر روز صبح شام حضور کی اُمت حضور پر پیش کی جاتی ہے اور حضور ہر فرد کو اس کے چہرے سے پہچانتے ہیں اسی لیے حضور ان پر گواہی دیں گے۔

علامہ ابن کثیر اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

فقوله تعالىٰ: شاهداً على الله بالوحدانية وانه لا إله غيره وعلى الناس باعمالهم يوم القيامة۔

www.KitaboSunnat.com

یعنی حضور اللہ تعالیٰ کی توحید کے گواہ ہیں کہ اس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور قیامت کے روز لوگوں کے اعمال پر گواہی دیں گے۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شاهدا علی من بعثت الیهم تراقب احوالهم و تشاهد اعمالهم و..... وتؤدی یوم القیامة اداء مقبولا فی حالهم وما علیهم (روح المعانی) یعنی حضور گواہی دیں گے اپنی اُمت پر کیونکہ حضور ان کے احوال کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور روز قیامت ان کے حق میں یا ان کے خلاف گواہی دیں گے۔

آگے چل کر علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ صوفیاء کرام نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان الله تعالیٰ قد اطلعه صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم علی اعمال العباد فنظر ایها لذلك اطلق علیه شاهدا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کو بندوں کے اعمال پر آگاہ فرما دیا ہے اور حضور نے انہیں دیکھا ہے اس لیے حضور کو شاہد کہا گیا۔

اس قول کی تائید میں علامہ آلوسی نے مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ کا یہ شعر نقل کیا ہے:

در نظر او دشش مقامات العباد زاں سبب نامش خدا شاہد نہاد

کہ بندوں کے مقامات حضور کی نگاہ میں تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کا اسم پاک شاہد رکھا ہے۔

یہ لکھنے کے بعد علامہ موصوف فرماتے ہیں فتامل ولا تغفل کہ اس بیان کردہ حقیقت میں غور و فکر کرو اور غفلت سے کام نہ لو۔ مولانا شبیر احمد عثمانی نے اس مقام پر جو حاشیہ لکھا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لکھتے ہیں: "اور محشر میں بھی اُمت کی نسبت گواہی دیں گے کہ خدا کے پیغام کو کس نے کسقدر قبول کیا۔" الغرض وہ تمام آبدی صداقتیں جنہیں انسان سمجھنے سے قاصر ہے عالم غیب کی وہ حقیقتیں جو عقل و خرد کی رسائی سے ماوراء ہیں ان سب کی تجلی کے آپ گواہ ہیں۔

۲ آنحضرت کا دوسرا لقب مبشر ہے یعنی خوشخبری دینے والے۔ جو اس دین پر ایمان لائے گا، اس کے ارشادات پر عمل کرے گا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہوگا۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں: مبشرا لاهل الایمان والطاعة بالجنة ولاهل المعصیة بالرؤیة کہ اہل ایمان اور اہل طاعت کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور اہل معصیت کو دیدار محبوب کی۔

تیسرا لقب نذیرا ہے۔ نذیر کا معنی ہے کسی شخص کو نافرمانی کے نتائج سے بروقت آگاہ کر دینا۔ یہ بھی حضور کی شان ہے۔

وداعیا الی الله باذنه: یہ حضور کا چوتھا لقب ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے ہیں اور یہ کام کیونکہ بہت ہی کٹھن اور دشوار ہے۔ کوئی آدمی اپنے عقیدہ کو چھوڑنے کے لیے بآسانی تیار نہیں ہوتا۔ خصوصاً مشرک مشرک جو کورانہ تقلید اور آباء پرستی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے جنہوں نے غرور و فکر کے سارے دیئے گل کر دیئے تھے ان کو کفر و شرک کی تاریکیوں سے نکال کر نور حق کی طرف لے آنا از حد دشوار تھا۔ یہی حالت یہود اور دوسرے اہل کتاب کی تھی اس لیے ساتھ ہی "باذنه" کا کلمہ بڑھا دیا۔ یعنی اے محبوب! ہم نے اس دشوار کام کو آپ کے لیے آسان بنا دیا ہے۔ باذنه: ای بتسهیله وتیسیره تعالیٰ (روح المعانی) اور اس کی صورت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان گوناگوں خوبیوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ

والا اللہ کی طرف اسکے اذن سے اور آفتاب روشن کرنے والا ﴿۴۶﴾ اور آپ مژدہ سنا دیں مسلمانوں کو کہ ان کے لیے اللہ کی

اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ

جناب سے بڑا ہی فضل ہے ﴿۴۷﴾ اور نہ کہنا مانو کافروں اور منافقوں کا اور پروا نہ کرو ان کی

اور لغزشوں سے ممتاز فرمایا تھا کہ دل خود بخود اس طلعتِ زیبا کی طرف کھنچے چلے جاتے تھے۔ وہ لوگ جن میں حق پذیری کا ادنیٰ سا جذبہ موجود تھا وہ اس شمع جمال پر پروانہ وار نثار ہوتے تھے اور دنیا نے دیکھا کہ عرب کے اجڈ اور سخت مزاج لوگ کس طرح اپنے پرکھوں، اپنے آباد گھروں، قیمتی مال و متاع اور وطنِ عزیز کو چھوڑ کر دیارِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی طرف کشاں کشاں جا رہے ہیں۔ ابھی چند روز پہلے خالد بن ولید نے میدانِ اُحد میں مسلمانوں کی فتح کو شکست میں تبدیل کر دیا لیکن وہی فاتح خالد مکہ کرمہ کی راہ سے اور اپنے گلے میں غلامی کا قلادہ ڈال کر سرکارِ مدینہ کی حاضری کے لیے کوہ و دمن، دشت و صحرا کو عبور کرتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ یہی داعیاً الی اللہ باذنہٖ کی شان کا ایک ظہور ہے۔

۴۶ فرمایا: اے محبوب! میں نے تجھے سراجاً منیراً بنا کر بھیجا ہے۔ ان دو لفظوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر جن انعامات و الطاف کی بارش فرمائی ہے اس کی بیکرانیوں کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ آفتاب اور آفتاب بھی عالمتاب، روشن اور تابندہ روشن کہ دوسروں کو بھی نور و ضیا، کا طبع و مصدر بنا دینے والا۔ اہل دل نے یہاں بہت کچھ لکھا ہے میں فقط حضرت عارف باللہ مولانا شاہ محمد پانی پتی کا ایک جملہ لکھنے پر اکتفا کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں: انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کان یدعو الی اللہ تعالیٰ وبقلبہ وقالبہ کان مثل السراج یتلوّن الموصوفون بالوانہ ویتنوّرون بانوارہ یعنی حضور زبان فیض ترجمان سے تو داعی تھے اور اپنے قلب مبارک اور قالب مشکبو کی وجہ سے سراجِ منیر تھے۔ اہل ایمان اس آفتاب کے رنگوں میں رنگے جاتے ہیں اور اس کے انوار سے درخشاں و تاباں ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انوار سے درخشاں راہِ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

۴۷ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے جو لطف و کرم اپنے حبیبِ کریم اور محبوبِ دلنواز صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر فرمایا، اس کا ذکر ہوا۔ اب اس ابرِ رحمت کا بیان ہو رہا ہے جو اُمتِ مسلمہ پر برسایا جانے والا ہے۔ ارشاد ہے اے میرے نبی! اپنے غلاموں کو بھی یہ بشارت دے دو کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ان پر بھی ہوگا اور وہ فضل و کرم قلیل اور محدود نہیں ہوگا بلکہ فضلاً کبیراً ہوگا۔ آپ خود ہی اور فرمائیے کہ وہ ربِ العزت جس کے سامنے ساری دنیا متاعِ قلیل ہے یعنی تھوڑا سا سامان، تو جس فضل کو وہ کبیر فرما رہا ہے اس کی وسعتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ یہ سب صدقہ ہے محبوبِ کریم رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جن کی غلامی کے باعث ہمیں یہ شرف حاصل ہے کاش! ہم اس غلامی کی قدر کو پہچانتے اور اس جمالِ جہاں افروز پر اپنی جان، اپنا دل اور ہوش و خرد قربان کرتے جو صحابۂ کرام کا طرۂ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اذیت رسانی کی اور بھروسہ کرو اللہ پر ۸۴ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپ کا) کارساز اے ایمان والو!

اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ

جب تم نکاح کرو مومن عورتوں سے پھر تم انہیں طلاق دے دو اس سے پہلے کہ تم انہیں

تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ

ہاتھ لگاؤ پس تمہارے لیے ان پر عدت گزارنا ضروری نہیں جسے تم شمار کرو لہٰذا انہیں کچھ مال

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ

دے دو اور انہیں رخصت کر دو خوبصورتی سے ۸۵ اے نبی (مکرم!) ہم نے حلال کر دی ہیں آپ کے لیے آپ کی بیویاں

الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

جن کے مہر آپ نے ادا کر دیئے ہیں اور آپ کی کنیزیں جو اللہ نے بطور غنیمت آپ کو عطا کی ہیں ۸۶

تھا۔ تب ہمیں اس فضلِ کبیر کا صحیح احساس ہوتا۔

۸۴ اے محبوب! جب ہم نے آپ کو ان عظمتوں سے نوازا ہے تو آپ کو کفار و منافقین کا کہنا ماننے کی کیا ضرورت ہے آپ ان کی اذیت رسانیوں سے خائف کیوں ہوں۔ آپ انہیں یکسر کی وقعت بھی نہ دیں اور بے صاف صاف اعلان کر دیں کہ جو تکلیف اور اذیت وہ پہنچانا چاہتے ہیں اس میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ آپ کا پروردگار آپ کے ساتھ ہے۔ دنیا کی کوئی طاغوتی طاقت آپ کا بال بیکا نہیں کر سکتی اور آپ کے دین کی ترقی میں روڑے نہیں اٹکا سکتی۔

۸۵ یہاں شرعی حکم بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر تم اپنی کسی ایسی منکوحہ کو طلاق دو جس سے تم نے خلوت صحیحہ نہیں کی تو اس مطلقہ کا عدت گزارنا لازمی نہیں۔ لیکن جب ان کو اپنی قید نکاح سے آزاد کرو تو بے مروتی کا ثبوت نہ دو۔ طلاق دے کر تم نے ان کا دل آزرا ہے۔ ان کی کچھ مالی اعانت کر دو تاکہ ان کی دلجوئی ہو جائے۔ اگر ایسی عورت کا مہر مقرر تھا تو نصف مہر ادا کرنا ضروری ہے۔ مہر مقرر نہ ہونے کی صورت میں ایک جوڑا کپڑوں کا دینا لازمی ہے۔

۸۵ اسلام نے مردوں کو شرط عدل کے ساتھ چار شادیاں کرنے کی اجازت دی ہے۔ جس کی تفصیل سورۂ نساء میں بیان ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خاص حکمتوں کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چار سے زیادہ ازواج کی اجازت مرحمت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی

الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ

بیٹیاں جنہوں نے ہجرت کی آپ کے ساتھ اور عورت مومنہ اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے۔

اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ

اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے۔ یہ (اجازت) صرف آپ کے لیے ہے دوسرے مومنوں کے لیے نہیں۔ ۵۶

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ

ہمیں خوب علم ہے جو ہم نے مقرر کیا ہے مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں

فرمائی۔ دشمنانِ اسلام نے اس بات کو بھی ہدفِ تنقید بنایا خصوصاً عیسائی پادریوں نے لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ اجازت بڑی حکمت لئے ہوئے نظر آتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ سب سے پہلے جس خاتون کو حضور نے شرفِ زوجیت بخشا ان کا اسم گرامی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ اس وقت حضور کا سنِ شباب تھا۔ عمر مبارک پچیس سال تھی۔ حضرت خدیجہ دو بار بیوہ ہونے کے بعد اپنے چالیسویں سال میں تھیں لیکن ان کے ساتھ زوجیت کے تعلقات اتنے خوشگوار رہے کہ ان کے وصال تک حضور نے کسی دوسری کا کبھی خیال بھی نہیں فرمایا اور ان کے وصال کے بعد بھی اکثر ان کا ذکر خیر فرمایا کرتے یہاں تک کہ حضرت عائشہ بھی رشک کرنے لگیں۔ حضرت خدیجہ کے وصال کے بعد ایک سن رسیدہ خاتون حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح فرمایا۔ حضرت عائشہ سے عقد اگرچہ ہجرت سے پہلے ہو چکا تھا۔ لیکن رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت فاروق اعظم کی صاحبزادی تھیں جن کی شادی خنیس بن حذافہ سے ہوئی تھی وہ اُحد میں شدید زخمی ہوئے اور زخموں کی تاب نہ لا کر مدینہ طیبہ میں وفات پائی۔ حضرت عمر اپنی اس صاحبزادی کے مستقبل کے متعلق بڑے پریشان تھے۔ حضور کا انہیں شرفِ زوجیت بخشنا نہ صرف ان کی دلجوئی کا باعث ہوا بلکہ اس سے حضرت فاروق اعظم کی بہت بڑی پریشانی دور ہوئی۔ حضور کی تقریباً جتنی شادیاں ہوئیں ان سے دین کی تبلیغ اور اس کی اشاعت میں بڑا فائدہ ہوا۔ ان سے مقصود یا تو اپنے غلاموں کی دلجوئی تھی اور یا دشمن قبائل کے ساتھ محبت اور مودت کے تعلقات قائم کرنے تھے۔ ان شادیوں میں سے کسی شادی کو حضرت کرش کی علامت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۵۶ اس کا تعلق یا تو اِنْ وَّهَبَتْ کے ساتھ یعنی کوئی مومن عورت اپنے آپ کو بغیر مہر کے پیش خدمت کرے اور حضور اسے قبول فرمائیں تو اس کا سمجھ لینا ضروری نہیں یہ حکم صرف حضور کے ساتھ مخصوص ہے۔ عام مسلمانوں کے لیے بغیر مہر کے نکاح جائز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ تُرْجِيْ

تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ (کچھ اختیار ہے) آپ

مَنْ تَشَاۗءُ مِنْهُنَّ وَتُــــْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ

کو دیں جس کو چاہیں اپنی ازواج سے اور اپنے پاس رکھیں جس کو آپ چاہیں۔ اور اگر آپ (دوبارہ) طلب کریں جس

مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ

آپ نے علیحدہ کر دیا تھا تب بھی آپ پر کوئی مضائقہ نہیں۔ اس (رخصت) سے بڑی توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی

وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

اور وہ آزردہ خاطر نہ ہوں گی اور سب کی سب خوش رہیں گی جو کچھ آپ انہیں عطا فرمائیں گے اور (اے لوگو) اللہ تعالیٰ

مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝ لَا يَحِلُّ لَكَ

جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے۔ حلال نہیں آپ کے لیے

النِّسَاۗءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ

دوسری عورتیں اس کے بعد اور نہ اس کی اجازت ہے کہ آپ تبدیل کریں ان ازواج سے دوسری بیویاں

نہیں البتہ اس رخصت کے باوجود حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہر ایک کا سوا دکیا اور یا اس لفظ کا تعلق چار سے زیادہ شادیاں کرنے کی رخصت سے ہے یعنی یہ اجازت صرف حضور کو ہے اور کسی کو نہیں۔

۲ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی تمام بیویوں کے ساتھ مساوی سلوک کریں لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس حکم سے بھی مستثنیٰ قرار دیا کہ آپ پر کوئی پابندی نہیں لیکن اس کے باوجود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ ہر بیوی کے ساتھ مساویانہ اور عادلانہ سلوک فرماتے۔ اس رخصت کی دو وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ حضور کی طبع مبارک اتنی عادل اور انصاف پسند تھی کہ حکم نہ ہوتے کی صورت میں بھی بے انصافی ممکن نہ تھی۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ ازواج مطہرات میں باہمی تزاحم پیدا نہ ہو۔ تھوڑی تھوڑی بات کو بڑھا کر گھر کے سکون کو مکدر نہ کریں۔ اب جب حضور پر پابندی نہ رہی تو جس کو بھی حضور شرف بخشیں اور جتنا وقت شرف بخشیں اسی کو وہ فضیلت سمجھے گی اور کسی قسم کا مطالبہ کر کے یا شکوہ کر کے خاطر عاطر کو مشوش نہ کر سکے گی۔ اسی چیز کی طرف اللہ تعالیٰ نے آیت کے ان کلمات میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ

اگر آپ کو پسند آئے ان کا حسن۔ مگر کنیزوں کے ۸۸ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ﴿٥٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ

پر نگران ہے۔ اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو نبی کریم کے گھروں میں ۸۹ بجز اس

النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِينَ إِنٰىهُ وَلٰكِنْ

(عورت) کے کہ تم کو کھانے کے لیے آنے کی اجازت دی جائے (اور) نہ (کھانا) پکنے کا انتظار کیا کرو

إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ

لیکن جب تمہیں بلایا جائے، تو اندر چلے آؤ پس جب کھانا کھا چکو، تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور نہ وہاں جا کر دل بہلانے

لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ ۖ وَاللَّهُ

کیلئے باتیں شروع کر دیا کرو۔ تمہاری یہ حرکتیں (دیکھنے) نبی کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہیں پس وہ تم سے حیا کرتے ہیں اور جو بات (بیان کرنے) میں

تشریح فرمائی: ذٰلِكَ أَدْنٰى أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ۔

۸۸ جب اللہ تعالیٰ نے امہات المؤمنین کو اجازت دیدی کہ چاہے تو وہ اس فقر و فاقہ کے ساتھ اس کے رسول کی خدمت میں رہیں یا الگ ہو جائیں۔ ان سب نے دنیا اور آسائش دنیا کو ٹھکرا کر کاشانۂ نبوت میں عسرت اور تنگی کی زندگی کو خوشی سے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا یہ ایثار بہت پسند آیا اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اب کسی اور کو شرف زوجیت نہ بخشا جائے۔ چنانچہ اس کے بعد حضور نے کسی دوسری آزاد عورت کے ساتھ نکاح نہیں فرمایا البتہ کنیزوں کے متعلق رخصت بدستور باقی رکھی گئی۔

۸۹ یہاں مسلمانوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے گھروں میں داخل ہونے یا نہ ہونے کے متعلق ہدایات دی جا رہی ہیں۔ فرمایا جب تک حضور اجازت نہ دیں تمہارا داخل ہونا تکلف میں شمار ہوگا اور جب اجازت ملے تو داخل ہو سکتے ہو اور وہ بھی اتنے وقت کے لیے کہ کھانا کھاؤ اور اس کے بعد فوراً اٹھ کر چلے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ وہاں بیٹھے کرنے لگو اور حضور کو اس طرح تمہارے دیر تک بیٹھے سے تکلیف پہنچے۔ حضور تو اپنے شرم کی وجہ سے تمہیں اٹھ کر چلے جانے کا حکم نہیں فرمائیں گے اور خاموش رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی باتوں پر قرار کرنے سے حیا نہیں کرتا جن کا جاننا تمہارے لیے ضروری ہے۔ آیت میں غیر ناظرین انہ کا فقرہ توجہ طلب ہے۔ انی کی تحقیق کرتے ہوئے صاحب قاموس لکھتے ہیں: انی الشی یانی اینا وانا ادرکہ او انا فھو انی کغنی سمع وادرک الشیء بلغ غایتہ او

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ

اللہ تعالیٰ کسی کا شرم نہیں کرتا حق بیان کرنے میں۔ اور جب تم مانگو ان سے کوئی چیز تو مانگو

وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ

پس پردہ ہو کر ۹۰ یہ طریقہ پاکیزہ تر ہے تمہارے دلوں کے لیے نیز انکے دلوں کے لیے ۹۱ اور تمہیں یہ

اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ

زیب نہیں دیتا کہ تم اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول کو ۹۲ اور نہیں اس کی بھی اجازت نہیں کہ تم نکاح کرو انکی ازواج سے انکے بعد کبھی ۹۳

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ

بے شک ایسا کرنا اللہ کے نزدیک گناہ عظیم ہے۔ چاہے تم کسی بات کو ظاہر کرو یا اسے چھپاؤ

فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآئِهِنَّ

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے۔ کوئی حرج نہیں ان پر اگر ان کے ان آئیں انکے باپ

نضجہٗ یعنی کھانے کے پک کر تیار ہو جانے کو کہتے ہیں۔ بعض لوگوں کا دستور تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی حجرہ شریفہ سے دھواں اٹھتا دیکھتے تو باہر آکر اس انتظار میں بیٹھ رہتے کہ ابھی کھانا تیار ہوگا اور ہمیں بھی کھانے کی دعوت دی جائیگی۔ یہ بلائے مہمان بننے کی ممانعت کیجارہی ہے

۹۰ یہاں دوسرا ادب سکھایا جارہا ہے کہ تمہیں حضور کے اہل خانہ سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے کھڑے ہو کر مانگو اندر گھس آنے کی قطعاً اجازت نہیں۔ ۹۱ یہ طریقہ کار تمہارے لیے اور ان ذوات القدسیہ کے لیے قلب کی پاکیزگی کا باعث ہے۔

یہاں اس تساہل کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے کہ کبھی کبھی استاد کی بیٹھک یا گھر اپنے شاگردوں سے پردہ کرنا ضروری نہیں سمجھتیں اس آیت سے تعلیم فرمادی کہ جب مسلمانوں کو اندراج طاہرات کے ہاں گھس آنے کی اجازت نہیں تو اور کوئی ہے جو اس رخصت کا مستحق ہو شیطان کسی کے بھی دل میں فاسد خیال پیدا کر سکتا ہے۔ پردے کا حکم جو تمہیں دیا گیا ہے اس میں ہرگز تساہل نہ کرو بلکہ سختی سے اس پر عمل کرو۔

۹۲ ارشاد فرمایا کہ تمہیں کسی ایسے کام کے کرنے کی اجازت نہیں جس سے میرے رسول کو تکلیف پہنچے تمہارا فرض ہے کہ ہر ایسے کام سے اجتناب کرو جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گرانیٔ طبع کا سبب بن سکتا ہو۔

۹۳ یہاں ایک اور حکم بیان فرمایا کہ حضور کے وصال کے بعد حضور کی ازواج مطہرات سے کسی کو نکاح کرنے کی اجازت نہیں۔ وہ تمہاری مائیں ہیں اور تم پر قطعاً حرام ہیں۔ تم اس چیز کو معمولی بات مت خیال کرو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت ہی بڑا جرم ہے کبیرہ گناہ ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ

ان کے بیٹے ان کے بھائی ان کے بھتیجے اور ان کے

اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ

بھانجے اسی طرح مسلمان عورتوں اور لونڈیوں کی آمد و رفت پر بھی کوئی پابندی نہیں۔ (اے عورتو!) ڈرا کرو اللہ

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗىِٕكَتَهٗ

(کی نافرمانی) سے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا شاہد فرما رہا ہے ۹۴ بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے

يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا

درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر ۹۵ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (جملہ آداب و محبت سے) سلام عرض کیا

۹۴ اس آیت میں ان مردوں کا ذکر کیا گیا جو محرم ہیں اور جن سے پردہ کی ضرورت نہیں۔

۹۵ اسلام کو مٹانے کے لیے کفر کے سارے حربے ناکام ہو چکے تھے۔ مکہ کے بے بس مسلمانوں پر انھوں نے مظالم کے پہاڑ توڑے لیکن ان کے جذبۂ ایمان کو کم نہ کر سکے۔ انھوں نے اپنے وطن گھر بار، اہل و عیال کو خوشی سے چھوڑ گوارا کیا لیکن دامن مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کو مضبوطی سے پکڑے رہے۔ کفار نے بڑے کروفر اور تکبر و طمطراق کے ساتھ مدینہ طیبہ پر یلغار پر یلغار یورش کی لیکن انہیں ہر بار ان مٹھی بھر اہل ایمان سے شکست کھا کر واپس آنا پڑا۔ اب انھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس و اطہر پر طرح طرح کے بیجا الزامات تراشنے شروع کر دیئے تاکہ لوگ رشد و ہدایت کی اس کرن کی ضو سے نفرت کرنے لگیں اور دین اسلام کی ترقی رک جائے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کی ان آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا۔ بتا دیا کہ یہ میرا حبیب اور میرا پیارا رسول وہ ہے جس کی وصف و ثنا میں اپنی زبان قدرت سے کرتا ہوں اور میرے سارے آن گنت فرشتے اپنی کورانی اور پاکیزہ زبانوں سے اس کی جناب میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے ہیں تم چند لوگ اگر اس کی شان عالی میں ہرزہ سرائی کرتے بھی ہو تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ جس طرح تمہارے پہلے منصوبے خاک میں مل گئے اور تمہاری کوششیں ناکام ہو گئیں اسی طرح اس ناپاک مہم میں بھی تم خائب و خاسر رہو گے۔

اس آیت کریمہ کی جلالت شان کو زیادہ سے زیادہ سمجھنے کے لیے پہلے اس کے کلمات طیبات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ آیت کریمہ میں فعل صلوٰۃ (۱) کے تین فاعل ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ (۲) فرشتے (۳) اہل اسلام۔

جب اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی بھری محفل میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و ثنا کرتا ہے۔ فھو ثنا عز وجل علیہ عند الملائکۃ و تعظیمہ۔ رواہ البخاری عن ابن عباس۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ آلوسی اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وتعظیمہ تعالیٰ ایاہ فی الدنیا باعلاء ذکرہ واظہار دینہ وابقاء العمل بشریعتہ وفی الآخرۃ بتشفیعہ فی امتہ واجزال اجرہ ومثوبتہ وابداء فضلہ للاولین والآخرین بالمقام المحمود وتقدیمہ علی کافۃ المقربین بالسجود (ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا یہ مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے ذکر کو بلند کرکے اس کے دین کو غلبہ دے کر اور اس کی شریعت پر عمل برقرار رکھ کے اس دنیا میں حضور کی عزت وشان بڑھاتا ہے اور روز محشر کے لیے حضور کی شفاعت قبول فرما کر اور حضور کو بہترین اجر وثواب عطا کرکے اور مقام محمود پر فائز کرنے کے بعد اولین اور آخرین کے لیے حضور کی بزرگی کو نمایاں کرکے اور تمام مقربین پر حضور کو سبقت بخش کر حضور کی شان کو آشکارا فرماتا ہے۔

اور جب اس کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو صلوٰۃ کا معنی دعا ہے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے پیارے رسول کے درجات کی بلندی اور مقامات کی رفعت کے لیے دست بدعا ہیں۔ اس بحث میں ان اللہ وملئکتہ الخ میں اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ جملہ اسمیہ ہے لیکن اس کی خبر جملہ فعلیہ ہے۔ تو یہاں دونوں جملے جمع کر دیئے گئے ہیں۔ اس میں راز یہ ہے کہ جملہ اسمیہ کو استمرار دوام پر دلالت کرتا ہے اور فعلیہ تجدد وحدوث کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہر گھڑی اپنے نبی کریم پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور آپ کی شان بیان فرماتا ہے۔ اسی طرح اس کے فرشتے بھی اس کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ عراقی نے کیا خوب لکھا ہے: ؎ ثنائے رُخ و زلف و رخسار تو اے ماہ ملائک ورد صبح و شام کردند

جب اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندے پر ہمیشہ اپنی برکتیں نازل فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے اس کی ثنا گستری میں زمزمہ سنج رہتے ہیں اور اس کی رفعت شان کے لیے دعائیں مانگتے رہتے ہیں تو اے اہل ایمان تم بھی میرے محبوب کی رفعت شان کے لیے دعا مانگا کرو۔ علامہ ابن منظور صلوٰۃ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب مومن بارگاہ الٰہی میں عرض کرتا ہے: اللھم صل علی سیدنا محمد فمعناہ عظمہ فی الدنیا باعلاء ذکرہ واظہار دعوتہ وابقاء شریعتہ فی الآخرۃ بتشفیعہ فی امتہ وتضعیف اجرہ ومثوبتہ (یعنی اے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے ذکر کو بلند فرما اس کے دین کو غلبہ دے اور اس کی شریعت کو باقی رکھ کر اس دنیا میں ان کی شان بلند فرما اور روز محشر ان کی شفاعت قبول فرما۔ اجر اور ثواب کو کئی گنا کر دے۔

اگرچہ صلوٰۃ بھیجنے کا ہمیں حکم دیا جا رہا ہے لیکن ہم نہ شان رسالت کرنا حق ادا کر سکتے ہیں اور نہ اس کا حق ادا کر سکتے ہیں اس لیے اعتراف عجز کرتے ہوئے ہم عرض کرتے ہیں: اللھم صل الخ۔ یعنی مولا کریم تو ہی اپنے محبوب کی شان کو اور قدر ومنزلت کو صحیح طور پر جانتا ہے اس لیے تو ہی ہماری طرف سے اپنے محبوب پر درود بھیج جو اس کی شان کے شایاں ہے۔ وقیل المعنی لما امرنا اللہ تعالیٰ سبحانہ بالصلوٰۃ علیہ ولم نبلغ قدر الواجب من ذلک اسئلک اللھم ان تصلی علی محمد لانک اعلم بما یلیق بہ (لسان العرب)

اس آیت میں ہمیں بارگاہ رسالت میں صلوٰۃ وسلام عرض کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور احادیث کثیرہ صحیحہ میں بھی درود شریف کی شان بیان فرمائی گئی ہے۔ چند احادیث تبرکاً ذکر کر دیتا ہوں تاکہ آپ کے دل میں بھی اپنے رسول مکرم، ہادی اعظم، مرشد اکمل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا شوق پیدا ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لحاجۃ فلم احد احداً یتبعہ فخرج عمر وانا معہ بطاحرۃ من خلف فوجد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساجداً فی سبریۃ فتنحی عنہ من خلفہ حتی رفع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأسہ فقال احسنت یا عمر حین وجدتنی ساجداً تحیّنت صوات جبریل آتانی فقال من صلی علیک من أمتک واحدۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ عشر صلوات ورفعہ عشر درجات۔

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے۔ حضور کے ساتھ کوئی اور آدمی نہیں تھا۔ حضرت عمر نے پانی سے بھرا ہوا لوٹا لیا اور پیچھے چل دیئے۔ جب آپ وہاں آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک وادی میں سربسجود پایا اور پیچھے سے ایک طرف ہٹ کر پیچھے بیٹھ گئے۔ یہاں تک کہ حضور نے سجدہ سے سر مبارک اٹھایا اور فرمایا اے عمر! تم نے بہت اچھا کیا کہ جب مجھے سربسجود دیکھا تو ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گیا۔ جبرئیل میرے پاس آئے اور انہوں نے آکر یہ بتایا کہ جو اُمتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

(۲) عن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاء ذات یوم والسرور یُرَیٰ فی وجہہ وقالوا یا رسول اللہ: انا نری السرور فی وجہک وقال انہ اتانی الملک فقال یا محمد اما یُرضیک ان ربک عزّ وجل یقول لک لا یصلی علیک احد من امتک الا صلیت علیہ عشراً ولا یسلم علیک احد من امتک الا سلمت علیہ عشراً قلت بلیٰ۔ (ترجمہ) ایک دن حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے تو چہرہ انور پر خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آج تو چہرہ مبارک خوشی سے تاباں ہے۔ فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا ہے اور اس نے آکر کہا کہ اے سراپا حسن و خوبی! کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہیں کہ آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ آپ کی جو اُمتی آپ پر ایک بار درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا اور آپ کی جو اُمتی آپ پر ایک بار سلام پڑھے گا اللہ تعالیٰ دس بار اس پر سلام بھیجے گا۔ میں نے جواب دیا ہے کہ میں اپنے مولا کریم کی اس فرمائش پر از حد خوش ہوں۔

(۳) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من ذُکرت عندہ فلیصل علیّ ومن صلی علیّ مرۃ واحدۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ عشراً۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اس پر لازم ہے کہ وہ مجھ پر درود پڑھے اور جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود پڑھے گا۔

(۴) عن عبد اللہ بن علی بن الحسین عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال البخیل من ذکرت عندہ ثم لم یصل علیّ۔ حضرت عبد اللہ حضرت زین العابدین کے فرزند نے اپنے والد بزرگوار سے انہوں نے اپنے والد گرامی سیدنا امام حسین سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے پھر وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

(۵) عن طفیل بن ابی بن کعب عن ابیہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا ذہب ثلث اللیل قام وقال یا ایہا الناس اذکروا اللہ۔ اذکروا اللہ۔ جاءت الراجفۃ، تتبعہا الرادفۃ۔ جاء الموت بما فیہ۔ جاء الموت بما فیہ۔ قال ابی بن کعب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یارسول اللہ انی اکثر الصلوٰۃ علیک فکم اجعل لک من صلاتی قال ماشئت قلت الربع قال ماشئت وان زدت فھو خیر لک قلت فالنصف قال ماشئت وان زدت فھو خیر لک قلت فالثلثین قال ماشئت وان زدت فھو خیر لک قلت اجعل لک صلاتی کلھا قال اذا تکفی ھمک ویغفر لک ذنبک۔

ابی بن کعب کے فرزند طفیل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جب رات کے دو حصے گزر جاتے تو حضور اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے اے لوگو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔ جھنجھوڑ دینے والی آگئی۔ اس کے پیچھے اور آنے والی ہے۔ موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آچکی۔ موت اپنی تلخیوں کے ساتھ آچکی۔ میرے باپ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں حضور پر کثرت سے درود پڑھتا ہوں ارشاد فرمایئے کہ میں کس قدر پڑھا کروں۔ فرمایا: جتنا دل چاہے۔ میں نے عرض کیا وقت کا چوتھائی حصہ فرمایا جتنا تیرا جی چاہے اور اگر اس سے زیادہ پڑھے تو تیرے لیے بہتر ہے۔ عرض کیا نصف وقت۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے اور اگر زیادہ کرے تو بہتر ہے۔ میں نے عرض کی دو تہائی۔ فرمایا: جتنا تیرا جی چاہے۔ اگر زیادہ کرے تو افضل ہے۔ میں نے عرض کی میں اپنا سارا وقت حضور پر درود شریف پڑھتا رہوں گا۔ فرمایا:

"تب یہ درود تیرے رنج والم کو دور کرنے کے لیے کافی ہے اور تیرے سارے گناہ بخش دیے جائیں گے۔"

عن الطفیل بن ابی عن ابیہ قال قال رجل یارسول اللہ۔ اوایت ان جعلت صلاتی کلھا علیک قال اذا یکفیک اللہ ما اھمک من دنیاک وآخرتک۔ طفیل کہتے ہیں میرے والد نے عرض کی: یارسول اللہ میں اگر اپنا تمام وقت حضور پر درود پڑھنے میں صرف کردوں۔ حضور نے فرمایا: تب اللہ تعالیٰ تیری دنیا و آخرت کی تشویش آسان کردے گا۔

آیت قرآنیہ اور ان احادیث مبارکہ سے درود شریف کی برکتیں اور فضیلتیں معلوم ہوگئیں۔ ایسا کم فہم اور نادان کون ہوگا جو محبتوں کے اس خزانے سے اپنی جھولی بھرنے کی کوشش نہ کرے لیکن بعض اوقات اور بعض مقامات ایسے ہیں جہاں درود شریف پڑھنے کی زیادہ فضیلت ہے اور وہاں پڑھنے کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ ان میں سے بھی چند اہم مقامات اور اوقات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہر محفل اور مجلس میں درود شریف پڑھنے کی ہدایت

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما جلس قوم مجلسا ولم یذکروا اللہ فیہ ولم یصلوا علی نبیھم الا کان علیھم ترۃ یوم القیامۃ وان شاء عذبھم وان شاء غفر لھم۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ اس کے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے وبال ہوگی چاہے تو ان کو عذاب دے اور چاہے تو ان کو بخش دے۔

ہر محفل کے اختتام کے وقت

حضرت ابوسعید سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا جب لوگ بیٹھتے ہیں اور پھر کھڑے ہوتے ہیں اور حضور پر درود نہیں پڑھتے تو قیامت کے دن وہ مجلس ان کے لیے باعث حسرت ہوگی اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی جائیں تو ثواب سے محرومی کے باعث انہیں ندامت ہوگی۔

اذان کے بعد: حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جب مؤذن کو اذان دیتے ہوئے سنو تو وہی جملے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دہرائے جو وہ کہہ رہا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو مجھ پر درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علیّ فانہ من صلی علیّ صلی اللہ علیہ بھا عشرا۔ الخ

مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت حضرت عبداللہ بن حسن اپنی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہا اپنی راوی صاحبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل المسجد صلی علی محمد وسلم ثم قال اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک واذا خرج صلی علی محمد وسلم ثم قال اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلک۔

دعا کرتے وقت: حضرت فاروق اعظم سے مروی ہے کہ دعا میں جب تک درود پاک نہ پڑھا جائے وہ قبول نہیں ہوتی اور زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

نماز کے بعد دعا سے پہلے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھ رہا تھا حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت صدیق اور حضرت فاروق اعظم تشریف فرما تھے جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی پھر میں نے درود پاک پڑھا پھر اپنے لیے دعا مانگنے لگا تو حضور نے فرمایا اب مانگ! تجھے دیا جائے گا۔

عن عبد اللہ قال کنت اصلی والنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابوبکر وعمر معہ فلما جلست بدأت بالثناء علی اللہ تعالیٰ ثم بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم دعوت لنفسی فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سل تعطہ۔

امام ترمذی اپنی سنن میں نقل کرتے ہیں:

بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعد اذ دخل رجل فصلی فقال اللھم اغفرلی وارحمنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجلت ایھا المصلی اذا صلیت فقعدت فاحمد اللہ بما ھو اھلہ وصل علیّ ثم ادعہ قال ثم صلی رجل آخر بعد ذلک فحمد اللہ وصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایھا المصلی ادع تجب (ترمذی، ابوداؤد)

ترجمہ: ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور دعا مانگی یا اللہ مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما حضور نے ارشاد فرمایا اے نمازی تو نے بڑی جلد بازی سے کام لیا ہے جب نماز پڑھ چکو تو بیٹھو اللہ کی حمد و ثنا کرو اور مجھ پر درود پڑھو پھر دعا مانگو۔ پھر دوسرا آدمی آیا اس نے نماز پڑھی اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر حضور پر درود پڑھا حضور نے فرمایا اے نمازی اب دعا مانگ قبول ہوگی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہم اہل سنت نماز کے بعد جو ذکر اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ یہ سنت ہے اور تبدیلیت دعا کا باعث ہے۔ نیز اس سے باآواز بلند ذکر اور درود شریف پڑھنا ثابت ہوا۔ ۱۲

جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لیا جائے تو درود شریف پڑھے۔ جب نام گرامی لکھے تو ساتھ درود پاک لکھے۔ حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ خلف نے بیان کیا کہ ان کا ایک دوست حدیث کا طالب علم تھا وہ فوت ہو گیا میں نے اسے خواب میں دیکھا کہ سبز پوشاک پہنے خوش و خرم گھوم رہا ہے۔ میں نے کہا کہ تم تو وہی میرے ہم مکتب نہیں ہو؟ اس نے کہا ہاں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي

کرو۔ بیشک جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ

ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے رسوا کن عذاب ﴿٥٧﴾ اور جو لوگ دکھ

يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا

دیتے ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی بدسبب اکام کیا ہو تو انہوں نے اٹھایا

بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ﴿٥٨﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ

اپنے سر پر بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا بوجھ ﴿٥٨﴾ اے نبی مکرم! آپ فرما دیجئے اپنی ازواج مطہرات کو اپنی صاحبزادیوں کو

میں رہی ہوں۔ میں نے پوچھا یہ کیا حال بنا رکھا ہے؟ اس نے کہا میری یہ عادت تھی کہ جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی لکھتا وہاں درود شریف بھی لکھتا۔ فکاف ربی عذا الذی تری علی۔ یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے میرے رب نے مجھے اس عمل کا بدلہ دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن حکم کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت امام شافعی کو دیکھا۔ پوچھا فرمایئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ آپ نے فرمایا: رحمنی وغفرلی وزفنی الی الجنۃ کما تزف العروس وتثر علی کما یثر علی العروس۔ میرے رب نے مجھ پر رحم فرمایا۔ مجھے بخش دیا۔ مجھے دلہن کی طرح آراستہ کر کے جنت میں بھیجا گیا اور مجھ پر جنت کے پھول نچھاور کیے گئے جس طرح دلہن پر دولہا نچھاور کیے جاتے ہیں۔ میں نے اس حضرت امام شافعی کی دبر پوچھی تو بتایا گیا کہ اپنی کتاب الرسالہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر میں نے جو درود لکھا ہے اس کا یہ اجر ہے۔ عبداللہ بن حکم کہتے ہیں میں نے امام سے پوچھا۔ وہ خاص درود شریف کیا ہے؟ آپ نے بتایا کہ میں نے وہاں یہ درود شریف لکھا ہے: وصلی اللہ علی محمد عدد ما ذکرہ الذاکرون وعدد ما غفل عن ذکرہ الغافلون۔

میں جیلد پر اٹھا اور کتاب الرسالہ کو کھولا تو وہاں بعینہٖ اسی طرح درود شریف لکھا ہوا تھا۔

۹۶ سابقہ آیت میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جو بیش بہا رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے اس کا ذکر فرمایا۔ اس آیت میں ان لوگوں کی بدبختی اور بدنصیبی کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم کو اپنی بداعمالیوں یا نازیبا اقوال سے اذیت پہنچاتے ہیں۔

۹۷ ساتھ ہی ان لوگوں کو سرزنش کر دی جو اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی قصور کے ستایا کرتے ہیں۔ کبھی ان پر جھوٹی تہمتیں لگاتے ہیں، کبھی راہ چلتے ان کی بے عزتی کر دیتے ہیں، کبھی انہیں زدوکوب کرتے ہیں۔ وہ سن لیں کہ وہ بہتان تراشی اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ

اور مجملہ اہل ایمان کی عورتوں کر کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) ڈال لیا کریں اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو ۹۸ اس طرح

لاد رہے ہیں، جب عام مسلمانوں کی دلآزاری کا یہ حکم ہے تو حرم بدنصیب ازواج مطہرات، آل پاک اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جناب میں گستاخیاں کرتا ہے اور ان کے دلوں کو دکھاتا ہے اس کا انجام کیا ہوگا۔ یہاں ایک حدیث پاک سماعت فرمائیے:

عن عبد الله بن مغفل رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الله الله فی اصحابی الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی الله ومن اذی الله یوشك ان یاخذه۔

ترجمہ: اللہ کے رسول نے فرمایا میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو میرے بعد انہیں طعن و تشنیع کا ہدف نہ بنا لینا۔ پس جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے تو وہ مجھ سے بغض کے باعث ایسا کرتا ہے جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جو ایسا کرتا ہے اسے پکڑ لیا جاتا ہے۔ (مظہری)

۹۸ تمام جاہلی تہذیبوں میں خواہ شرقی ہوں یا غربی، قدیم ہوں یا جدید عورت کو ایک کھلونا ہی سمجھا جاتا رہا اور سمجھا جاتا ہے۔ ہر مکان میں اس کا تعاقب کرنے میں ذرا شرم محسوس نہیں کرتیں جب تک عورت اپنے حقوق سے بے خبر اور محروم تھی اسوقت تک کہ اسے محل رقص و سرود کی زینت بننے پر مجبور کیا جاتا رہا۔ اور جب اسے اپنے حقوق سے آگاہی ہوئی تو پرانے شکاریوں نے اس کو پھانسنے کے لیے نیا جال بچھا دیا۔ انہوں نے پرانا فلسفہ اور پرانی دلیل اس کو بار کرانے میں صرف کر دیا کہ اب تو آزاد ہے تجھے یہ حق پہنچتا ہے کہ تو بن سنور کر سامان سنگھار کر کے گھر سے نکلے اس کے بعد تیرا جی چاہے تو بازاروں اور شاہراہوں پر محو خرام ہو جا چاہے کسی قہوہ خانے کی آرائش میں اضافہ کرے چاہے کسی شبینہ کلب میں یا بزم عیش و طرب میں اپنے حسن کی نمائش کرے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ تیری اس آزادی میں رکاوٹ ڈالے۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کا خالق ہے اسی طرح عورتیں بھی اس کی مخلوق ہیں، وہ دونوں سے پیار کرتا ہے اور اسے دونوں کی نیکوکاری مطلوب ہے۔ وہ جس طرح مردوں کو آبرومندانہ اور باوقار زندگی گزارنے کا حکم دیتا ہے۔ اسی طرح وہ عورت کو بھی عفت و عصمت اور شرم و حیا کا پیکر بن کر رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں یہود و مشرکین کی کافی تعداد تھی جن کے اوباش نوجوان شرم و حیا کی قدروں سے ناواقف اور فسق و فجور کے دلدادہ تھے۔ ان کی دوسری کمینہ حرکات کے علاوہ ایک رذیل عادت یہ بھی تھی کہ جب عورتیں اپنے گھروں سے کسی ضروری کام کے لیے نکلتیں تو وہ ان کا دور تک تعاقب کرتے خصوصاً شام کے دھندلکے میں جب مستورات قضائے حاجت کے لیے باہر جاتیں تو راستوں پر، نشیبی جگہوں پر، درختوں کی اوٹ میں کھڑے ہو جاتے اور جب کوئی عورت ادھر آنکلتی تو اس کو پھانسنے کی کوشش کرتے یہ ان کے ہاں عام دستور تھا۔ اسکو زیادہ معیوب بھی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ان کے بڑے بڑے بھی ایسی حرکتوں کو جوانی کی فرمستیاں کہہ کر ٹال مٹول کر دیتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یثرب کی سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف کیا اور مسلمان خواتین کو بھی حوائج ضروری کے لیے گھر سے نکلنا پڑتا، تو وہ اوباش بھی رذیل حرکتیں کرتے۔ اگر انہیں پکڑا جاتا، تو وہ کہتے ہم پہچان نہیں سکے کہ یہ مسلم خاتون ہے ورنہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم ایسا کرتے۔ چنانچہ مسلمانوں نے اپنی اس تکلیف کا تذکرہ بارگاہِ رسالت میں کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اے نبی مکرم! آپ اپنی ازواج مطہرات، اپنی دختران پاک نہاد اور ساری مسلمان عورتوں کو حکم دے دیں کہ جب وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو ایک بڑی چادر سے اپنے آپ کو اچھی طرح لپیٹ لیا کریں۔ یعنی اس کا ایک پلو اپنے چہرے پر ڈال لیا کریں تاکہ دیکھنے والوں کو پتہ چل جائے کہ یہ مسلمان خاتون ہے۔ اس طرح کسی بدباطن کو تمہیں ستانے کی جرأت نہ ہوگی۔

جلابیب جمع ہے اس کا واحد جلباب ہے اور جلباب اس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو سارے جسم کو ڈھانپ لے۔ اغلاثوب الذی یستر جمیع البدن۔ علامہ زمخشریؒ یدنین کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں، یرخینها علیهن ویغطین بها وجوههن و اعطافهن۔ یعنی اپنی چادروں کو اپنے اوپر ڈال لیں اپنے چہروں اور کندھوں کو چادر سے چھپا لیں۔ علامہ زمخشریؒ کی اس قول سے معلوم ہو گیا کہ لغوی طور پر بھی یدنین علیہن کا یہ مفہوم ہے کہ چادر کو اپنے اوپر اس طرح ڈالا جائے کہ سارا جسم ڈھک جائے کندھے اور چہرہ بھی پردہ میں رہے۔ علامہ ابو حیان لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں اندلس میں مسلمان خواتین اس طرح پردہ کرتی ہیں کہ سارا چہرہ چھپا ہوا ہوتا ہے۔ صرف ایک آنکھ کھلی ہوتی ہے۔ وکذا عادة بلاد الاندلس لا یظهر من المرأة الا عینها الواحدة (بحر)

پردہ کے احکام بالتفصیل آپ سورہ نور میں پڑھ چکے ہیں۔ یہاں بھی واضح طور پر آیات الزینین اور دختران رسالتمآب کو خصوصاً اور تمام مسلمان عورتوں کو عموماً حکم دے دیا گیا کہ وہ باہر نکلیں تو بڑے وقار اور آبرومندانہ طریقہ سے نکلیں۔ ایک بڑی چادر سے اپنے سارے جسم اور اکثر چہرہ کو ڈھانکا ہوا ہو۔ آج ہمارے معاشرے کا جو حال ہے اور فرنگیوں عورتوں نے جس طرح شرم و حیا کی چادر کو اتار کر پھینک دیا ہے۔ ننگے سر، نیم عریاں لباس میں جس طرح وہ بن سنور کر بازاروں میں پھرتی اور عام محفلوں میں شرکت کرتی ہیں انہیں دیکھ کر کون یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ دختران اسلام ہیں۔ ایک دفعہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں بنو تمیم قبیلہ کی چند عورتیں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے باریک لباس پہنا ہوا تھا۔ انہیں دیکھ کر ام المومنین نے فرمایا، ان کنتن مومنات فلیس هذا بلباس المومنات وان کنتن غیر مومنات فتمتعن (قرطبی) یعنی اگر تم مومن عورتیں ہو تو شرم و حیا کو یہ لباس مومن عورتوں کا نہیں ہوتا اور اگر تم مومن نہیں ہو تو پھر جو چاہو کرو۔ آقا دو جہاں نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بھی نہ بھولیے، نساء کاسیات عاریات مائلات ممیلات رؤسهن مثل اسنمة البخت لا یدخلن الجنة ولا یجدن ریحها (یعنی کئی عورتیں جو نام کا لباس پہنے ہوئے ہوں گی لیکن وہ ننگی ہوتی ہیں، ناز و ادا سے جھکتی ہیں اور جھکاتی ہیں، ان کے سر اس طرح ہیں جس طرح بخت نسل کے اونٹوں کی کوہان یہ عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی اور نہ انہیں اس کی ہوا لگے گی۔

اب آپ دیکھیے کہ ہماری فیشن پرست لڑکیاں جو لباس پہنتی ہیں کیا وہ اس لباس کے باوجود ننگی نہیں ہوتیں۔ وہ کس طرح مٹک مٹک کر چلتی ہیں اور سروں پر جو انہوں نے مصنوعی جوڑے (wig) رکھے ہوتے ہیں، کیا وہ اونٹ کی کوہان کی طرح نظر نہیں آتے۔ وہ اپنا اعمال دیکھ لیں۔ حضور نے اپنے نور نبوت سے چودہ سو سال پہلے ہی آج کی مغربی تہذیب کی دلدادہ عورت کی کس طرح نشاندہی فرما دی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شرم و حیا عطا فرمائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

وہ آسانی پہچان لی جائیں گی پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا ۹۹ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہر دم رحم فرمانے والا ہے ۱۰۰

یہاں حضور کی صاحبزادیوں کا عیب ذکر آیا تو قرآن نے بنت ایک صاحبزادی نہیں کہا بلکہ جمع کا لفظ بنات استعمال کیا جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضور کی ایک صاحبزادی نہ تھی بلکہ متعدد صاحبزادیاں تھیں اور شیعہ کی معتبر کتابوں میں بھی اس بات کی تصریح ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں یہاں فقط دو حوالے پیش کرتا ہوں۔ اصول کافی جو اس فرقہ کی معتبر ترین کتاب ہے اس میں لکھتے ہیں:

وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه عليه السلام القاسم ورقية وزينب وام كلثوم وولد له بعد المبعث الطيب والطاهر وفاطمة عليها السلام۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خدیجہؓ سے شادی کی جب کہ حضور کی عمر شریف پچیس سال کے قریب تھی اور حضرت خدیجہؓ کے بطن سے حضور کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ بعثت سے پہلے قاسم، رقیہ، زینب، ام کلثوم اور بعثت کے بعد طیب، طاہر اور فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں۔ (اصول کافی ج ۱، ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران)

ان کی دوسری کتاب حیٰوۃ القلوب میں علامہ مجلسی رقمطراز ہیں:

"در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب۔ (حیٰوۃ القلوب ص ۸۲۳)

ترجمہ: قرب الاسناد میں معتبر سند سے حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے بطن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ اولاد پیدا ہوئی: طاہر، قاسم، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ اور زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ان روشن تصریحات کے باوجود جو لوگ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین صاحبزادیوں کا انکار کرتے ہیں بغاندانِ نبوت سے ان کی بے بہرہی اور بے نوائی محتاجِ بیان نہیں۔

۹۹ یعنی اگر وہ اس طرح چادر اوڑھ کر چہرہ ڈھانک کر باہر نکلیں گی تو انہیں دور سے پہچان لیا جائے گا کہ یہ عفت مآب اور عصمت شعار مسلمہ ہے کسی کو جرأت نہیں ہوگی کہ اس کی طرف بری نظر اٹھا کر دیکھ سکے۔ نیز اگر وہ ستر و حیا کا دامن مضبوطی سے پکڑے اور یوں سنور کر باہر نکلے لیکن اپنی چال سے کسی کو جرأت نظارہ نہ دے تو کسی کی مجال نہیں ہوتی کہ وہ اس کی طرف بدنگاہ اٹھا سکے دیکھ اس جملہ سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کر دیا کہ اگر تم اسطرح چادر اوڑھ کر نکلو گی تو تمہارے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کرے گا اور تم ہر قسم کی اذیت سے بچ جاؤ گی۔ اسلام نے پردہ اور ستر و حیا کے جو اصول تمہیں بتائے ہیں ان پر عمل کرنے سے تمہارا ہی بھلا ہوگا۔

۱۰۰ یعنی اسلام قبول کرنے سے پہلے جو غلطیاں تم سے سرزد ہوئیں یا اب نادانستہ کوئی لغزش ہو گئی تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ تم توبہ کرو گے وہ توبہ قبول فرمائے گا تم اظہار ندامت کرتے ہوئے حاضر ہو گے تو تمہاری خطائیں بخش دی جائیں گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ

اگر (اپنی حرکتوں سے) باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور شہر میں جھوٹی افواہیں

فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا

اڑانے والے (تو) ہم آپ کو مسلط کر دیں گے ان پر پھر وہ نہ ٹھہر سکیں گے آپ کے پاس مدینہ (جلد) میں مگر

قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾

چند روز (اور) ملعون (بھی) اس حال میں کہ ان پر لعنت برس رہی ہوگی جہاں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور جان سے مار ڈالے جائیں گے (مار ڈالنے)

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ

اللہ کی سنت ان (بدقماشوں) کے متعلق بھی یہی تھی جو پہلے گزر چکے۔ اور آپ سنت الٰہی میں ہرگز کوئی تغیر و تبدل

تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾ يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

نہ پائیں گے (سمجھے) لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں۔ فرمایئے اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ

۱۰۱۔ اگر منافقین مسلمان خواتین کو تنگ کرنے سے باز نہ آئے اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹی افواہیں اڑانے والوں نے اپنی نہ بدلیں نہ کیں اور وہ یہ سمجھیں کہ انہیں من مانی کرنے کے لیے آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔ بلکہ ہم آپ کو ان پر غلبہ اور تسلط عطا فرمائیں گے اور وہ آپ کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

المرجفون: ارجاف سے ہے۔ اس کا معنی ہے جھوٹی اور غلط افواہیں پھیلانا۔ اور جاف اشاعة الكذب والباطل لنغرينك اى لنسلطنك عليهم فنحاصل باضلل وقرطبى، یعنی ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے اور آپ ان کے قتل کا حکم دے کر انہیں نیست و نابود کر دیں گے۔ قلیلاً ترکیب میں کیا ہے۔ اس کے متعلق دو قول ہیں: پہلا یہ کہ یجاورونک میں ھُنَّ ضمیر کا حال ہے اس صورت میں معنی ہوگا کہ وہ نہایت قلیل تعداد میں کچھ عرصہ یہاں رہیں گے۔ پھر انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ ای لا یجاورونك الا فی حال قلة۔ دوسرا قول یہ ہے کہ قلیلاً وقتاً محذوف کی صفت ہے۔ ان یکون المعنی الا وقتاً قلیلاً۔ یعنی وہ بہت قلیل عرصہ مدینہ طیبہ میں رہیں گے۔ اس کے بعد انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا۔

۱۰۲۔ منافقوں اور بدباطن لوگوں کے لیے اے حبیب! تیرے پڑوس میں کوئی جگہ نہیں۔ یہ چند روز یہاں رہیں گے۔ اس کے بعد انہیں یہاں سے نکال دیا جائے گا۔ جہاں جائیں گے ان پر لعنت اور پھٹکار ہوگی۔ جہاں بھی وہ پائے جائیں گے اپنی بداعمالیوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ ۚ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللّٰهَ

کے پاس ہے تجھ کو اور (اے مسلمانو!) تم کیا جانو شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو بیشک اللہ تعالیٰ

لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ

نے اپنی رحمت سے محروم کر دیا کفار کو اور تیار کر رکھی ہے اس نے ان کے لیے بھڑکتی آگ۔ وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں تا ابد

لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي

نہ پائیں گے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ جس روز دہ کئے کے بل

النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا ﴿٦٦﴾ وَقَالُوا

آگ میں پھیرے جائیں گے تو (بصد یاس) کہیں گے اے کاش! ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ تعالیٰ کی اور ہم نے اطاعت کی ہوتی رسول کی

کی پاداش میں انہیں گرفتار کر لیا جائے گا اور انہیں بڑی رسوائی اور ذلت کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔

۶۴ یہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ جو لوگ اس کے رسول کے ساتھ منافقانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور ماپاکستین بن کر مسلمانوں کو اذیت پہنچاتے رہتے ہیں ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم کے ایمان کی یہ بھی ایک قطعی دلیل ہے کہ اگر ان کے دل میں نفاق ہوتا، یا وہ اسلام کے بدخواہ ہوتے جس طرح کہ بدبخت کہتے ہیں، تو اس ارشاد ربانی کے مطابق وہ مدینہ میں نہ ٹھہر سکتے اور ان کے ساتھ وہ سلوک روا رکھا جاتا جو پہلی آیتوں میں مذکور ہے اور حال یہ ہے کہ وہ آج بھی صرف مدینہ طیبہ میں نہیں، بلکہ عرش بریں سے بھی زیادہ متبرک اور مقدس گنبد خضرا میں اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں اور روضہ کریم میں تشریف فرما ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ان پر نعمتیں اور بے شمار رحمتیں اور برکتیں جو اس کے حبیب پر نازل ہو رہی ہیں۔ اس سے وہ بھی محظوظ ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے لیکن دل کے اندھے تو ان چیزوں کو کبھی بھی نہیں دیکھ سکتے۔

۶۷ جب انہیں عذاب جہنم سے دوچار کیا جائے گا تو وہ انتہائی اضطراب کے عالم میں پکار اٹھیں گے۔ جانتے ہو یہ تو فرمائیے وہ قیامت آئے گی کب؟ جس سے آپ ہمیں ڈراتے رہتے ہیں۔ وہ اس لیے نہیں پوچھتے تھے تاکہ وہ توبہ کریں اور اپنے کرتوتوں سے باز آجائیں، اس لیے ان کے حسب حال جواب دیا گیا۔ (علم قیامت کی بحث پہلے گزر چکی ہے۔)

۶۸ جب انہیں آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور آگ میں جلنے کے باعث ان کے چہرے کی رنگت ہر لحظہ بدلتی رہے گی کبھی زرد، کبھی سرخ، کبھی سیاہ۔ ھذا التقلب تقلب انواعہم بلفح النار فتسود مرۃ وتخضر اخری وتزرق، دیگر حضرات نے اس کا معنی کیا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ

کی۔ اے ہمارے رب! ہم نے اپنی سرداروں کی اور اپنے بڑے لوگوں کی پس ان ظالموں نے ہمیں بہکایا پس تو انہیں دوہرا عذاب دے اور

اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ يٰٓاَيُّهَا ع ۱۰

ان پر بہت بڑی لعنت بھیج۔ اے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا

ایمان والو! تم ان (بد بختوں) کی طرح نہ بن جانا ان (بد بختوں) کی طرح جنہوں نے موسیٰ کو ستایا۔ پس بری کر دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے جو انہوں

قَالُوْا ۭ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا

نے کہا تھا۔ اور آپ اللہ کے نزدیک بڑے شان والے تھے۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو

ف۱ یہ تحریف فی القرآن ہے اور جو حدیث موسیٰ کے بیل انہیں آگ میں گھسیٹا جائے گا اسوقت وہ کف افسوس ملیں گے لیکن بیسود۔

ف۲ معذرت خواہی کرتے ہوئے عرض کریں گے اے ہمارے رب! اس میں ہمارا اتنا قصور نہیں۔ ہمارے سرداروں اور پیشواؤں نے جس طرح چاہا ہمیں پھسلاتے رہے ہم چلتے رہے انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔

ف۳ الٰہی ہم بے قصور ہیں ہمیں معافی ملنی چاہیے لیکن اگر ہمیں معافی نہیں ملتی تو ہماری یہ درخواست ضرور قبول ہو کہ ان سرداروں اور سرغنوں کو دوہرا عذاب دیا جائے۔ ان ظالموں نے اپنے آپ کو بھی ہلاک کیا اور ہمارا بیڑا بھی غرق کر دیا ان کا دوہرا جرم ہے، انہیں سزا بھی دوگنی ملنی چاہیے۔

ف۴ بنی اسرائیل اپنے پیغمبر اور اپنے نجات دہندہ موسیٰ علیہ السلام کو بات بات پر دکھ دیتے تھے، قدم قدم پر مخالفت کرتے تھے باوجود اس کے کہ انہیں اپنا رسول مانتے تھے، لیکن ان کے ہر حکم سے سرتابی کرنا ان کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔ تورات کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے اس جلیل القدر پیغمبر کی دلآزاری کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ یہ داستان بڑی طویل ہے لیکن چند ٹکڑے آپ بھی پڑھ لیں۔

بنی اسرائیل مصر میں غلامی اور ذلت کی زندگی بسر کر رہے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حکم ربانی کے مطابق مصر سے ہجرت کا حکم دیا۔ چند قدم چلے تھے کہ پچھتانے لگے اور اپنے نجات دہندہ اور اللہ تعالیٰ کے کلیم سے یوں گویا ہوئے:

"تب انہوں نے ان سے کہا کہ خداوند ہی دیکھے اور تمہارا انصاف کرے کیونکہ تم نے ہم کو فرعون اور اس کے خادموں کی نگاہ میں ایسا گھناؤنا کیا ہے کہ ہمارے قتل کے لیے ان کے ہاتھ میں تلوار دے دی ہے۔"

(خروج باب ۵، آیات ۲۱، ۲۲)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اُنھوں نے سمندر کو بخیر و خوبی عبور کر لیا۔ موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی ضرب سے اس کی بپھری ہوئی موجیں رُک گئیں۔ ان کے لیے راستے بن گئے۔ یہ ساحل پر بسلامت پہنچ گئے۔ فرعون اور اس کا لشکر اُن کی آنکھوں کے سامنے تباہ ہوا۔ ان معجزات کے دیکھنے کے بعد جب سینا میں وہ پہنچے تو اپنے رسول سے یوں خطاب کیا۔

" اور تُو نے کہا کہ کیا مصر میں قبریں نہ تھیں جو تو ہم کو وہاں سے مرنے کے لیے بیاباں میں لایا۔ تُو نے ہم سے یہ کیا کیا کہ ہم کو مصر سے نکال لایا۔ کیا ہم تجھ سے مصر میں یہ بات نہ کہتے تھے کہ ہم کو رہنے دے کہ ہم مصریوں کی خدمت کریں کیونکہ ہمارے لیے مصریوں کی خدمت کرنا بیابان میں مرنے سے بہتر ہوتا۔ (خروج۔ ب ۱۴ : ۱۱،۱۲)

دشت سینا میں جب دھوپ لگی اور پیاس نے تنگ کیا تو یُوں گلفشانی کرنے لگے :

" اور اس بیابان میں بنی اسرائیل کی ساری جماعت موسیٰ اور ہارون پر بڑبڑانے لگی اور بنی اسرائیل کہنے لگے کاش کہ ہم خداوند کے ہاتھ سے ملک مصر میں جب ہی مارے پڑے جاتے جب ہم گوشت کی ہانڈیوں کے پاس بیٹھ کر دل بھر کر روٹی کھاتے تھے کیونکہ تم تو ہم کو اس بیابان میں اسی لیے لے آئے ہو کہ سارے مجمع کو بھوکا ماروں۔ (خروج ب ۱۶ : ۲،۳)

مزید تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو :

کتاب الخروج ۱۷ : ۵،۱

کتاب گنتی ۱۱ : ۴ تا ۱۵ - ۱۴ : ۲ تا ۱۰ - ۱۶ استثنا - ۲۰ : ۱ تا ۵.

اے ایمان کا دعویٰ کرنے والو! تم بنی اسرائیل کی روش اختیار کر کے میرے محبوب کی دلآزاری نہ کرنا ورنہ تم کو اس گستاخی کی ایسی سزا ملے گی جس سے نجات کے سارے دروازے بند ہو جائیں گے اس سے ثابت ہوا کہ ہر وہ چیز جس سے نبی کریم کو تکلیف پہنچے، وہ قطعاً ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اس کی صفات کمال کا انکار کرنا، حضور کی ذات اقدس و اطہر پر بہتان باندھنا اللہ تعالیٰ نے حضور کو جن کمالات سے سرفراز فرمایا ہے ان کا انکار کرنا، حضور کے دین اور شریعت کے قوانین کو ناقابل عمل کہنا، حضور کی آل اطہار پر معترض ہونا، حضور کے صحابہ پر زبان طعن دراز کرنا، یہ سب ایسے امور ہیں جن سے حضور کے قلب مبارک کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ان تمام امور سے اجتناب ضروری ہے۔

۱۰۹ بنی اسرائیل کے اوباش موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کیا کرتے تھے اور ان کی جسمانی کمزوری کا دل دکھاتے تھے حالانکہ اللہ رب العالمین کے نزدیک ان کا مقام بہت اُونچا اور مرتبہ بہت ہی بلند تھا۔ "وجیہ" کہتے ہیں بلند مرتبہ۔ الوجیہ ذوجاہ و منزلۃ (کشاف)، الوجیہ عند العرب العظیم القدر والرفیع المنزلۃ۔ جس کی شان بہت بڑی ہو، جس کا رُتبہ بہت بلند ہو عربی میں اس کو وجیہ کہتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

اور ہمیشہ سچی (اور درست) بات کہا کرو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے

ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾

گناہوں کو بھی بخش دے گا اور جو شخص حکم مانتا ہے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کا تو وہی شخص حاصل کرتا ہے بہت بڑی مراد کو

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ

ہم نے پیش کی یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے (کہ وہ اس کی ذمہ داری اٹھائیں) تو انہوں نے

اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

انکار کر دیا، اس کے اٹھانے سے اور وہ ڈر گئے اس سے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے، بے شک یہ

۱۱۰ اے اہل ایمان! اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول کا دل دکھانا اور اس کی شان کا انکار کرنا بہت بڑا گناہ ہے تمہیں تو تقویٰ اور پارسائی کا شیوہ اختیار کرنا چاہیے اور جب بات کرو تو سچی اور درست بات کرو، کوئی جھوٹی بات تمہارے منہ سے نہ نکلے۔

۱۱۱ یعنی اگر تم اپنے عمل میں تقویٰ اور راست روی کرو اور اپنے قول میں حق و صداقت کو اپنا شعار بنا لو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو ہر کجی سے پاک فرما دے گا اور انہیں شرف قبول بخشے گا۔ بعض نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے گا۔

۱۱۲ اور اس سے پہلے جو لغزشیں تم سے سرزد ہوئی تھیں وہ سب معاف کر دی جائیں گی۔ وہ لوگ جن کے سامنے تم سے گناہ سرزد ہوئے تھے انکے ملنے سے بھی اتنی یاد مٹ جائے گی، بلکہ فرشتوں نے جو دفتر عمل تمہارا تیار کر رکھا ہے وہاں سے بھی تمہارے گناہوں کی تحریر محو کر دی جائے گی۔ انس و ملک کی آنکھوں میں تم محترم و مکرم بنا دیئے جاؤ گے۔ واقعی اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے پر لطف و کرم فرماتا ہے اور اس کے دل کو اپنی یاد اور ذکر کی لذت سے آشنا کر دیتا ہے تو اس کی کایا ہی پلٹ جاتی ہے اور اس کے چہرے پر ایک نور برستا ہوا نظر آتا ہے۔ بے ساختہ لوگوں کے دل اس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں۔

۱۱۳ فوز عظیم اور فلاح دارین کا تاج صرف اس کے سر پر رکھا جاتا ہے جو پیکر تسلیم و رضا بن کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم کے ہر ارشاد کے سامنے بصد شوق اور بہر مسرت اپنا سر نیاز جھکا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی بندگی کی اور اپنے پیارے حبیب محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غلامی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ

ظلوم بھی ہے (اور) جہول بھی ۝۷۲ تاکہ عذاب دے اللہ تعالیٰ نفاق کرنے والوں اور نفاق کرنے والیوں کو

۷۲ اربابِ لغت، علماء شریعت اور عارفین نے اپنی اپنی سمجھ اور ذوق کے مطابق اس کی وضاحت کی ہے۔ قرآن کریم کے اسرار و معارف کو آشکارا کرنے میں ان حضرات نے جو مخلصانہ کوششیں کی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں قبول فرمائے اور ہمیں انکے ذریعہ سے حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

میں یہاں ہر مکتب فکر کا نقطۂ نظر پیش کرتا ہوں۔ اہل لغت نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص امانت کو واپس کرنے سے انکار کر دے اور اس میں خیانت کرے تو عرب کہتے ہیں، حمل الامانۃ یعنی اس نے امانت واپس کرنے سے انکار کیا اور اس کا بوجھ اٹھالیا۔ اس آیت طیبہ میں حَمَلَ اسی معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ اس لغوی تحقیق کے پیش نظر آیت کا معنی ہوگا: ہم نے آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر اس امانت کو پیش فرمایا۔ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا۔ تو انہوں نے اس امانت میں خیانت کرنے سے انکار کر دیا۔ جو حکم ربانی ملا ہے جوں و چرا اس کی تعمیل میں لگ گئے۔ سرمو انحراف اور سستی نہیں کی۔ وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا۔ وہ اس بات سے ڈرے کہ کہیں امانت میں خیانت کرنے سے وہ غضب الٰہی کا شکار نہ ہو جائیں۔ فَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ لیکن انسان نے اس امانت میں خیانت کی اور اس کا بوجھ گردن پر اٹھایا۔ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا بیشک انسان بڑا ظالم اور نادان ہے۔

لسان العرب کی عبارت ملاحظہ فرمائیے: وحمل من خان الامانة فقد حملها وكذلك كل من لم فقد حمل الاثم والسلطنت والارض ابين ان يحملنها ليعني الامانة واذ ينها واباخيانة الله تعالىٰ فيما امر به - و حملها الانسان كل الحسن واراد الكافر والمنافق اى حملها الامانة اى خانها: وله يطيعها: قال هذا المعنى والله اعلم صحيح. ومن اطاعه من الانبياء والصديقين فلا يقال كان ظلوما جهولا۔

اہل لغت کی بیان کردہ تفسیر کے بعد ارباب اذکار کا نقطۂ نظر ملاحظہ فرمائیے۔ انسان کے نزدیک امانت سے مراد تکلیفات شرعیہ ہیں جن میں عبادات، اخلاقیات اور ہر قسم کے قوانین داخل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کو فرمایا کہ ہم تمہیں اختیار اور ارادہ کی آزادی دیتے ہیں کیا تم اس اختیار و آزادی کے ساتھ اس امانت کا بار اٹھانے کے لیے تیار ہو۔ انہوں نے اعتراف عجز کرتے ہوئے معذرت خواہی کر دی اور اپنی بے بسی کا اقرار کیا۔ یہ بوجھ بہت گراں ہے، ہم اسے اٹھانے سے قاصر ہیں، ہمیں اطاعت کی ثواب کی امید سے عصیان و نافرمانی کے عذاب کا اندیشہ زیادہ ہے۔ ہم تیرے مستعد اور پابند حکم رہ کر تیرے ہر ارشاد کی تعمیل کریں گے۔ اختیار و ارادہ کی آزادی میں جو خطرات پنہاں ہیں، ان کو برداشت کرنے کی طاقت ہم اپنے اندر نہیں پاتے۔ اب یہی چیز جب انسان کے سامنے پیش کی گئی، تو اس نے اپنی ناتوانیوں اور کمزوریوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے اس امانت کو اٹھانے کی حامی بھر لی اور اس بار گراں کو اٹھا کر اپنے آپ کو ابتلاء و آزمائش میں مبتلا کر دیا اور اس نے کسی عقلمندی کا ثبوت نہیں دیا۔ اس سے انسان کی مذمت مقصود نہیں، بلکہ بیان واقع کے طور پر انہ كان ظلوما جهولا فرمایا۔ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ نے بڑی پیاری بات فرمائی:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیشتر جنیہ فرمود کہ نظر آدم بر عرض حق بود نہ بر امانت، لذت عرض، ثقل امانت را بر وہ فراموشش گردانید لاجرم تلطف ربانی بزبان عنایت فرمود کہ برداشتن از تو، نگاہ داشتن از من۔ (درء تعارض البیان)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جب یہ امانت حضرت آدم پر پیش کی تو آپ کی نظر اس وقت امانت اور ثقل پر نہ تھی، بلکہ امانت پیش کرنے والے پر تھی۔ اور اس کے پیش فرمانے میں جو لذت و سرور تھا، اس نے امانت کی گرانی کو نظروں سے اوجھل کر دیا چنانچہ فرماتے ہیں یقیناً لطف ربانی نے آدم کی اس نیاز مندی اور محویت سے خوش ہو کر فرمایا کہ اے آدم! اٹھانا تیرا کام ہے اور اٹھانے کی توفیق دینا اور تیری حفاظت کرنا میرا کام ہے۔

اب صوفیائے کرام کا مسلک ملاحظہ فرمایئے۔ اس کی ترجمانی کا حق حضرت ملا مہ پانی پتی نے ادا کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ آیت کا سیاق اس بات کا مقتضی ہے کہ یہاں جو امانت مذکور ہے۔ اس سے وہ امانت مراد ہے جسے صرف انسان اٹھا سکتا ہے اور کوئی مخلوق اسے اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتی۔ اگر اس امانت سے مراد احکام شرعیہ ہوں تو انسان کی خصوصیت نہیں بلکہ جن اور ملائکہ بھی مکلف ہیں۔ اس طرح ملائکہ کی افضلیت انسان پر لازم آئے گی کیونکہ ان کی شان تو یہ ہے، یسبحون اللیل والنہار ولا یفترون۔ وہ دن رات تسبیح میں مصروف رہتے ہیں اور تھکتے نہیں اور انسان کی یہ حالت نہیں اس لیے صوفیائے کرام نے امانت کی تفسیر نور العقل اور نار العشق سے کی ہے یعنی نور عقل استدلال کے ذریعے معرفت الٰہی حاصل کرتا ہے اور عشق کی آگ حجابات کو جلا کر معرفت الٰہی تک پہنچاتی ہے۔ ومن ثم قالت الصوفیۃ المراد بالامانۃ نور العقل ونار العشق ونور العقل یحصل بہ معرفۃ اللہ تعالیٰ بالاستدلال ونار العشق یحصل بہا معرفۃ اللہ تعالیٰ سبحانہ بحرق الحجب۔

بیشک فرشتے بھی اس کے مکرم بندے ہیں لیکن ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک مخصوص مقام ہے جس سے آگے وہ جا نہیں سکتا اور سوز عشق کے باعث غیر متناہی درجات تک ترقی کرتے جانا یہ حضرت انسان کی خصوصیت ہے۔ فالترقی الی المراتب الغیر المتناہیۃ بنار العشق انما ھو من خصائص الانسان۔

اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات سے جو نتیجہ میں نے اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ امانت سے مراد وہ استعداد ہے جو اللہ تعالیٰ نے ماہیت انسانیہ میں ودیعت کی ہے جو تجلیات ذاتیہ دائمہ کو قبول کرتی رہتی ہے۔ صالح جن بھی عبادت و ریاضت سے ملائکہ کی صفت میں شامل ہو جاتے ہیں، پھر بھی ان کے حصہ میں تجلیات صفاتی آتی ہیں تجلیات ذاتیہ کی اہلیت نہیں ہوتی۔

آخر میں علامہ موصوف "ظلوما جھولا" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انسان میں دو قوتیں ہیں۔ ایک سبعیہ شیطانی، دوسری بہیمیہ سبعی قوتوں سے اس کے دل میں تفوق اور برتری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس سے وہ معرفت کی اونچی چوٹیوں کو سر کرتا ہے اور بہیمی طاقتوں کے باعث اس میں جفاکشی اور مشقت جھیلنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کے باعث وہ طویل ریاضتوں اور مسلسل عبادتوں کا بوجھ صبر و تحمل سے برداشت کرتا ہوا منزل محبوب کی طرف بڑھا چلا جاتا ہے۔ اگر یہ دو قوتیں انسان میں نہ ہوتیں تو وہ بھی ساحل عافیت پر خیمہ زن رہتا اور کبھی آزمائش کے تند و تیز طوفانوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے تیار نہ ہوتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ

مشرک کرنے والوں اور مشرک کرنے والیوں کو اور نگاہ لطف و کرم فرمائے اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور ایمان والیوں پر [۱۱۵]

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہر دم رحم فرمانے والا ہے [۱۱۶]

ع ۱۰

مولانا جامیؒ نے بھی ظلوماً جہولاً کا معنی خوب کیا ہے۔

؎ چیز انسان کشش نکرد قبول زانکہ انسان ظلوم بود و جہول

(انسان کے بغیر اس امانت کو کسی نے قبول نہ کیا کیونکہ انسان ظلوم اور جہول تھا۔)

ظلم او آں کہ ہستی خود را ساخت فانی بقائے سرمدرا

(اس کا ظلم یہ تھا کہ اس نے اپنی ہستی کو فنا کر دیا تاکہ بقائے سرمدی حاصل کرے)

جہل او آں کہ ہر چہ جز حق بود صورت آں ز لوح دل نزدود

(اور اس کی جہالت یہ ہے کہ حق کے بغیر جو کچھ تھا اس نے اپنے دل کی لوح سے مٹا دیا۔)

نیک ظلمے کہ عین عدلت است نغز جہلے کہ مغز معرفت است (روح البیان)

(وہ ظلم بہت اچھا ہے جو عین عدل ہے اور وہ جہالت بہت عمدہ ہے جو معرفت کا مغز ہے۔)

یہاں ان صفات ظلوم و جہول کے ذکر کرنے سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو اس ملت کا پتہ چل گیا جس کی وجہ سے انسان اس بار امانت کو اٹھانے کے لیے آمادہ ہوا اور دوسرا اس پیکر خاکی کی مذمت اور توصیف کر دی گئی کہ یہ ان صفات ظلم سے متصف ہے۔ فھو تعلیل و منقبۃ لہ۔ اللہ تعالیٰ و رسولہ اکرم اعلم بمراد القرآن الکریم۔

۱۱۵ یہ لام عاقبت ہے یعنی اس امانت کے اٹھانے کا انجام یہ ہوا کہ جن مردوں اور عورتوں نے منافقانہ روش اختیار کی یا جن مردوں اور عورتوں نے کھلم کھلا شرک کیا وہ تو عذاب جہنم کے مستحق ٹھہرے اور جن مردوں اور عورتوں نے ایمان قبول کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم کی نگاہ فرمائی اور اس منزل مرحلہ کو ان کے لیے آسان کر دیا۔ یہاں یَتُوْبَ اللّٰہ کا معنی ترتب قبول کرنا ہیں بلکہ لطف و کرم سے متوجہ ہونا ہے۔ اعم یرجع بالرحمۃ والمغفرۃ والجذب بالاجتباء واعطاء مراتب القرب یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت، مغفرت، کشش اجتباء اور قرب کے مراتب عالیہ عطا کر کے ان پر نگاہ کرم فرماتا ہے۔ (مظہری)

آیت میں مومنین اور مومنات سے مراد وہ لوگ ہیں جو امانت کو ادا کرتے ہیں اور تجلیات میں مستغرق رہتے ہیں۔ المؤدین لہ امانات المستغرقین فی التجلیات۔ (مظہری)

۱۱۶ اس کے بندوں سے جو لغزشیں صادر ہوتی ہیں ان کو وہ معاف فرما دیتا ہے اور جو نیکی کا کام ان سے سرزد ہوتا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کو محض اپنی رحمت کے طفیل منزل تک رسائی کا ذریعہ بنا دیتا ہے اور یہ کہاں وہ بارگاہ ناز اور کہاں یہ ہیچ مجز و نیاز۔ رب کریم کی انہی دو صفتوں غفور اور رحیم کے صدقے سالک راہ محبت ٹھوکریں کھاتا افتاں و خیزاں آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور آخر کار وصال حبیب سے شاد کام ہوتا ہے۔

فاطر السموٰت والارض انت ولیّ فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد رسولک المرتضیٰ وعبدک المصطفیٰ من الصلوٰت اطیبھا ومن التسلیمات ازکاھا ومن التحیات انماھا وعلیٰ آلہ وصحبہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ الی یوم الدین۔

محمد مکرم شاہ

۷ رجب ۱۳۹۱ھ، ۲۹ اگست ۱۹۷۱ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف

سُورۂ سبا

نام: اس سورۂ پاک کا نام سبا ہے یہ لفظ آیت نمبر ۱۵ میں مذکور ہے۔ اس کی آیتوں کی تعداد چون ہے آٹھ سو تینتیس کلمات اور ایک ہزار پانچ سو بارہ حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: یہ سورت مکی ہے۔ حتمی طور پر اس کی تاریخ نزول کا تعین نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کے مضامین سے اندازہ آسانی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ سورت مکی دور کے وسط میں نازل ہوئی جب کہ اسلام کی دعوت نے اہل مکہ کو چونکا دیا تھا اور وہ محض طعن و تشنیع اور استہزاء و تمسخر سے ہی اس دعوت کو ناکام بنا دینا چاہتے تھے ابھی انہیں اس حقیقت کا پوری طرح احساس نہیں ہوا تھا کہ یہ دعوت ایک ایسے ہمہ گیر انقلاب کی دعوت ہے جو ان کے ظاہری ماحول، معاشرتی رسم و رواج اور معاشی نظام کو ہی درہم برہم نہ کر دے گی بلکہ اس سے بڑھ کر ان کے دلوں اور ذہنوں کی دنیا کو بھی بدل دے گی۔

مضامین: سورت کی ابتداء حمد باری تعالیٰ سے کی جا رہی ہے اور اس کی کبریائی اور عظمت کا اعلان کیا جا رہا ہے، اس کے بعد قوم قیامت پر کفار کے جو اعتراض تھا اس کا جواب بلی و ربی لتاتینکم عالم الغیب کے زوردار الفاظ سے دیا جا رہا ہے کہ اس رب کی قسم جو عالم الغیب ہے قیامت ضرور آئے گی۔ ساتھ ہی "لیجزی" سے وقوع قیامت کی حکمت بھی بیان کر دی کہ اس کے بغیر عدل و انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہو سکتے نیک لوگوں کو ان کے اعمال حسنہ پر جزا اور بدکاروں کو ان کی سیاہ کاریوں کی سزا قیامت کے روز ہی پوری طرح مل سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور متوکل بندوں کو اس دنیا میں جن انعامات و احسانات سے سرفراز کرتا ہے اور جو عزت و تکریم بخشتا ہے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے ذکر سے اس کا اظہار فرما دیا اس جلالت و جلال کے باوصف جس طرح وہ اپنا حق بندگی ادا کرتے رہے اور اپنے منعم حقیقی کے شکر گزار بنے رہے اس کا بیان کر کے ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دلائی اور یہ سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے نعمتوں اور آسائشوں کے باوجود اطاعت و انقیاد کا طریقہ اپنائے رکھتے ہیں۔ بارگاہ الٰہی میں ان کی یہ سرافگندگی ان کی عظمت کو کم نہیں کرتی بلکہ اسے چار چاند لگا دیتی ہے۔

ان کے ذکر کے بعد ایک ایسی بستی کا حال بیان کیا جو خوشحالی کی زندگی بسر کر رہی تھی جن کا آبپاشی کا نظام بڑا مستحکم تھا ان کا ملک سرسبز و شاداب باغات اور لہلہاتے کھیتوں اور ان میں رواں نہروں کے باعث رشک فردوس بنا ہوا تھا لیکن جب وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب تعالیٰ کو بھول گئے نفس پروری اور شیطان کی پیروی اختیار کی تو ہر چیز ملیا میٹ کر دی گئی۔ ان کا وہ سنہرا دور جو ان کی خوشحالی کا ضامن تھا وہی ان کی تباہی و بربادی کا سبب بن گیا جس کی تفصیل آپ آیات کے ضمن میں ملاحظہ کریں گے اس واقعہ کا بار بار دلنشین پیرایہ میں ذکر کرکے نافرمانی اور سرکشی کرنے والوں کو یہ سمجھا دیا کہ ان کا انجام بڑا عبرتناک ہوگا۔

اس سورت کی یہ آیت "ولقد صدق علیھم ابلیس ظنہ" الخ بڑی خوبصورت اور عبرت انگیز ہے۔ ابلیس کو حکم ہوا کہ اولاد البشر کو سجدہ کرو جسے میں نے علوم لدنیہ اور صادقہ حقانیہ سے بہرہ ور فرما کر اپنی خلافت کا منصب بخشا ہے اس نے از راہ تکبر تعمیل حکم سے انکار کیا۔ جس کی پاداش میں اسے راندۂ درگاہ بنا دیا گیا۔ اس نے چیلنج دیا کہ میں آدم کی اولاد کو تیرا نافرمان اور ناشکرگزار بنا کر چھوڑوں گا۔ دانشمندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ اولاد آدم اپنے اس ازلی دشمن کے مکر و فریب سے چوکنی رہتی اور اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری میں سرگرم عمل رہتی لیکن صد حیف! کہ انسان کوتاہ اندیش ثابت ہوا اس نے اپنے بدبخت دشمن کے دو غلانے سے اپنے رب کریم کی اطاعت سے منہ موڑ لیا۔ اس طرح شیطان کو عرکے کا سرٹیفکیٹ دیا۔ ہر مومن کو یہ آیت پیش نظر رکھنی چاہیے کہ شیطان تو صرف دلوں میں وسوسہ اندازی کر سکتا ہے۔ اس کو کسی پر ایسا قابو ہرگز نہیں جو اس کو مجبور محض بنا دے۔ اس لیے جو عاقبت اندیش سابقہ سرنگوں ہوئی اور شیطان کو اپنی کامیابی پر تالیاں بجانے کا موقع مل گیا۔ ہم ایسی حماقت سے باز رہیں اور اپنے دشمن کو خوش ہونے کا موقع نہ دیں۔

نیز بتا دیا کہ حضور نبی رحمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت تمام نوع انسانی کے لیے ہے تا قیام قیامت حضور راہنما بن کر تشریف لے آئے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نہ کسی نئے نبی کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی نیا کتابی مبعوث ہوگا۔

اکثر اہل ثروت اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ وہ جو کرتے ہیں وہی درست ہے۔ جو وہ سوچتے ہیں وہی حق ہے۔ اور ہر مرد پر لازم ہے کہ وہ آنکھیں بند کرکے ان کے پیچھے چلتے رہیں۔ افلاس و احتیاج بھی اکثر لوگوں کو ہوش و خرد سے محروم کر دیتا ہے اور انجام سے بے نیاز ہو کر یہ لوگ اہل ثروت کے پیچھے چلنے لگتے ہیں اور ان کے اشاروں پر ایسی ایسی خرمستیاں کرتے ہیں کہ آنکھیں نمناک ہو جاتی ہیں غلط راہ پر جو بھی چلے امیر ہو یا غریب راعی ہو یا رعایا المناک نتائج سے لامحالہ اسے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ وہ زیردست لوگ جن کی دنیوی زندگیاں محرومیوں کا شکار رہیں روز محشر جب دوزخ کے شعلوں کو اپنی طرف لپکتے ہوئے دیکھیں گے تو اپنے لیڈروں اور اپنے زعماء کو بے نقط سنائیں گے اور ان کے لیڈر جو جواب انہیں دیں گے اس کا تذکرہ قرآن کریم میں دیگر مقامات کے علاوہ یہاں بھی بڑے مؤثر انداز میں کر دیا گیا ہے تاکہ لوگ کسی کی دنیا کے لیے اپنی آخرت برباد نہ کرتے رہیں۔

ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ شرف انسانی کا انحصار کثرت مال و جاہ پر نہیں اور نہ محض مال و اولاد کی وجہ سے کسی کو قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تو صرف ایمان اور عمل صالح وہ جوہر شرف ہے اور باعث قرب ہے جو خدا کی رضا کا طلبگار ہے وہ ایمان کی شمع کو فروزاں کرکے اعمال صالحہ کے پھول کھلاتا ہوا آگے بڑھتا آئے۔ عرصہ کبریائی کے دروازے وہ اپنے لیے کھلے ہوئے پائے گا۔

ان مضامین کے علاوہ دوسرے کئی حقائق ہیں جو آپ سورہ طیبہ کے مطالعے کے دوران میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ سَبَإٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورت سبا مکیہ ہے اس کی پچپن آیات ہیں اور چھ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور ہر اس چیز کا جو زمین میں ہے [1] اور اسی

الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي

کے لیے ساری تعریفیں ہیں آخرت میں [2] اور وہی بڑا دانا، ہر بات سے باخبر ہے [3] وہ جانتا ہے جو زمین میں

الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ

داخل ہوتا ہے۔ اور جو اس سے نکلتا ہے۔ نیز وہ جانتا ہے جو آسمان سے نازل ہوتا اور جو آسمان کی طرف چڑھتا

[1] یعنی کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں ہر چھوٹی اور بڑی چیز کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ مالک بھی وہی ہے اور ہر چیز اسی کے فرمان کے سامنے سرافگندہ ہے۔ جو زیبائی، جو خوبی کہیں نظر آتی ہے اسی کے لطف و کرم کا پرتو ہے۔ جو جمال و کمال کسی میں پایا جاتا ہے اسی کے حسن ازلی کی جلوہ نمائی ہے۔ اس لیے ہر قسم کی حمد و ثنا کا وہی مستحق ہے۔

الذی (الف لام) یا تو للہ کی صفت ہے اور مجرور ہے یا مبتدا محذوف کی خبر ہے اور مرفوع ہے۔ الحمد للہ ھو الذی یا ۲۰ اعنی، قطع یہاں مقدر ہے اور صلہ اس کا صفول ہے اس لیے منصوب ہے۔

[2] اس سے یہ بتایا کہ صرف اس جہان فانی کی ہر چیز اس کی نہیں بلکہ عالم آخرت کی ہر شے کا خالق و مالک بھی وہی ہے۔ وہاں بھی اسی کی حکمرانی ہوگی۔ جو نعمت کسی کو ملے گی اسی کی جود و عطا کا کرشمہ ہوگا۔ اس لیے وہاں بھی ہر قسم کی حمد و تعریف کا سزاوار صرف اللہ ہے۔ "لہ" خبر کو یہاں مقدم ذکر کر کے اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس دنیا میں تو کئی ظالم اندیش انسان کو چھوڑ کر خیروں کی حمد کرتے رہتے ہیں لیکن قیامت کے دن سارے حجاب اٹھ جائیں گے حقیقت اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ عیاں ہو جائے گی۔ وہاں حمد ہوگی تو صرف اس مالک یوم الدین کی۔

[3] اللہ تعالیٰ کا ہر ارشاد ہر کام اور اس کی شریعت کا ہر قانون بلکہ قضا و قدر کے سارے فیصلے اس کی حکمت و دانائی کے آئینہ دار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ﴿٢﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

کرتا ہے ۲ اور وہی ہمیشہ رحم فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے ۳ اور کفار کہتے ہیں

لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ ۙ عَالِمِ الْغَيْبِ ۚ

ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ آپ فرمائیے ضرور آئے گی۔ مجھے اپنے رب کی قسم جو عالم الغیب ہے تم پر قیامت ضرور آکر رہے گی

لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَ

نہیں چھپی ہوئی اس سے ذرہ برابر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور

لَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ﴿٣﴾ لِيَجْزِيَ

نہ کوئی چھوٹی چیز ذرہ سے اور نہ کوئی بڑی چیز مگر وہ کتاب مبین میں (درج) ہے (قیامت آئے گی) تاکہ

ہیں۔ وہ اپنی مخلوق کے حالات اور ضروریات سے پوری طرح باخبر ہے۔

۲ اللہ کی ہر والی کا بیان ہو رہا ہے زمین میں جو چیز داخل ہوتی ہے بارش کے قطرے، بیج، پانی، معدنیات وغیرہ اور جو چیز نکلتی ہے نیز آسمانوں سے جو چیز اترتی ہے اور جو نیچے سے اوپر جاتی ہے۔ وہ ہر چیز کی تفصیل سے جانتا ہے۔

۳ وہ مجرموں اور نافرمانوں کو فوراً سزا نہیں دیتا۔ وہ سارا سامان علم نہایت بلند رکھتے ہیں اور وہ تدابیر کرتے ہیں۔ اس کی وجہ نہیں کہ وہ انہیں سزا نہیں دے سکتا یا یہ لوگ زیادہ طاقتور ہیں اور اس کے قابو سے باہر ہیں، بلکہ یہ اس کی شان رحیمی ہے کہ وہ قادر مطلق ہونے کے باوجود انہیں مہلت دے رہا ہے اور جب بھی کوئی اپنے کیے پر شرمسار ہوتا ہے تو وہ اپنی مغفرت اور بخشش کے دامن میں اسے پناہ دے دیتا ہے۔

۴ کفار و مشرکین قیامت کے منکر تھے اور اس انکار میں بڑے متشدد اور متعصب تھے، وہ بڑے وثوق سے کہا کرتے کہ قیامت نہیں آئے گی، اس لیے ان کا رد بھی بڑے زور دار اور مؤثر طریقے سے فرمایا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ قسم اٹھا کر فرمائیے کہ قیامت ضرور آئے گی۔ قسم کے الفاظ بھی بڑے مؤثر اور پُر جلال ہیں۔ فرمایا مجھے اپنے پروردگار کی قسم جو عالم الغیب ہے۔ قیامت ضرور آئے گی۔ عالم الغیب ربی کی صفت، حلف جیان اور بدل سب بن سکتے ہیں۔ یہاں عالم الغیب کی صفت ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ وہ قیامت کا انکار اس وجہ سے کیا کرتے تھے کہ جب وہ مر جائیں گے اور انہیں مرے ہوئے صدیاں بیت جائیں گی۔ اس طویل مدت میں ان کی ہڈیاں، ان کا گوشت پوست مٹی میں مل کر مٹی ہو جائے گا۔ ہوا کے جھونکے ان ذروں کو کہاں سے کہاں پھینک دیں گے۔ ان منتشر ذروں کو جمع کرنا اور پھر ہمیں اسی وجود کے ساتھ زندہ کرنا کسی طرح ممکن نہیں عالم الغیب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

اللہ تعالیٰ جزا اللہ انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے یہ وہی (نیک بخت) لوگ ہیں جن کے لیے بخشش اور روزی

كَرِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

کریم ہے اور جو (بدبخت) کوشش کرتے رہے ہیں کہ ہماری آیتوں کو جھٹلا کر ہمیں ہرا دیں یہی ہیں جنکے لیے

مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ

بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے اور جانتے ہیں وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا کہ جو آپ کی طرف نازل کیا گیا

فرما کر یہ شبہ زائل کر دیا کہ ان بکھرے ہوئے ذروں کو جمع کرنا تمہارے لیے ناممکن ضرور ہے جن کا علم محدود اور قدرت ناقص ہے لیکن قیامت برپا کرنے والا وہ خدا جو علیم ہے ہمہ غیب کو جاننے والا ہے اور زمین و آسمان کی پہنائیاں اس کے دستوں میں کوئی ذرہ بھی اس سے مخفی نہیں۔ لہٰذا اس کے لیے تمہیں دوبارہ زندہ کرنا دشوار نہیں۔ کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے۔

ے قیامت برپا کرنے کی حکمت بیان کی جا رہی ہے۔

ے یعنی جو لوگ ہماری آیتوں کو غلط ثابت کرنے اور جھٹلانے میں شب و روز کوشاں رہتے ہیں اور اس طرح وہ ہمیں مغلوب کرنا چاہتے ہیں۔ ای فی ابطالہا و تکذیبہا۔

ے معجزین کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ طبری لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی کو مغلوب کر دے اور اس سے آگے بڑھ جائے تو عربی میں کہا جاتا ہے عاجزہ و اعجزہ اذا غلبہ و سبقہ (قرطبی)

علامہ راغب اس کے ضمن میں لکھتے ہیں ۱۱ اعجزنی فلانا و عجزتہ و عاجزتہ جعلتہ عاجزا۔ یعنی کسی کو عاجز کر دینا۔

علامہ ابن حیان فرماتے ہیں ۱۱ ای معجزین قدرۃ اللہ تعالیٰ فی زعمہم۔ یعنی اپنے گمان کے مطابق وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو عاجز کر دینا چاہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے میں نے اس کا ترجمہ ہرا دینا کیا ہے۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ہم تو بار بار اس امر کا اعلان کر رہے ہیں کہ قیامت آئے گی۔ انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور ان کے اعمال کے بارے میں ان سے بازپرس ہوگی لیکن یہ لوگ ان آیتوں کو جھٹلانے میں کوشاں ہیں اور اس پر طرح طرح کی بے معنی حجت بازیاں کرتے ہیں اور اپنی طرف سے عقلی و نقلی دلائل کا انبار لگاتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اپنا ارادہ بدل دیں گے اور قیامت برپا کرنے کا فیصلہ منسوخ کر دیں گے۔ یہ محض ان کی خیالی ترنگیں ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ جاری فیصلہ اٹل ہے اور ہماری حکمت بالغہ کا یہ تقاضا ہے کہ قیامت قائم ہو۔ نیکوں کو ان کی نیکیوں کا اجر ملے۔ بدکار اور سرکش اپنے کرتوتوں کی سزا پائیں۔ اس فیصلہ کو کوئی بدل نہیں سکتا اور نہ ہمیں اس کو عملی جامہ پہنانے سے کوئی باز رکھ سکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿٦﴾

ہے آپ کے رب کی طرف سے وہی (دین) حق ہے۔ اور عزت والے (سب خوبیوں والے) خدا کا راستہ دکھاتا ہے [1]

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا

اور منکرین (قیامت) کہتے ہیں (اے یارو!) کیا ہم پتہ بتائیں تمہیں اس شخص کا جو تمہیں خبر دار کرتا ہے کہ جب تم (مرنے کے بعد)

مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿٧﴾ أَفْتَرَىٰ عَلَىٰ

ریزہ ریزہ کر دیئے جاؤ گے تو تم از سر نو پیدا کیے جاؤ گے؟ [2] بات اس نے (یہ کہی)

اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي

اللہ پر جھوٹا بہتان لگایا ہے یا (دیوانہ ہے۔ (پیارا بھیجنے والا) مسیحی ہے نہ دیوانہ) بلکہ وہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے (وہ دل)

الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ﴿٨﴾ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

عذاب میں اور (آج) دور کی گمراہی میں مبتلا ہیں [3] کیا انہیں نظر نہیں آتا کہ انہیں آگے

"رجز الیم"، رجز" بدترین اور شدید ترین عذاب کو کہتے ہیں۔ "من" بیانیہ ہے یعنی انہیں جو عذاب دیا جائے گا وہ معمولی قسم کا نہیں بلکہ بڑا شدید اور دردناک ہوگا۔ علامہ زبیدی "رجز" کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قال ابو اسحٰق هو العذاب المختلط اشتد واله قلقلة شديدة متتابعة (تاج العروس)۔ یعنی اپنی شدت کے باعث لرزا دینے والا عذاب۔ پے در پے جھٹکے۔

[1] یہاں کریمی یعنی کیلئے مستقبل ہے۔ "اولوا العلم" سے مراد صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے ایماندار لوگ یا اہل کتاب کے وہ علماء جو قرآن پر ایمان لے آئے۔ "حمید" کا معنی علامہ آلوسی نے کیا ہے: المحمود فی جمیع شئونه جو اپنی تمام شانوں میں تعریف و ستائش کا مستحق ہو۔ (روح المعانی)

[2] حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب تک یہ منکر آپ کے باوجود قیامت سے ڈراتے تو وہ از راہ تعجب اپنے دوستوں سے یہ باتیں کرتے اور وقوع قیامت کو محال ثابت کرنے کے لیے بڑی عبارت آرائی سے کام لیتے۔ مُمَزَّقٍ: اس کا وزن اسم مفعول کا ہے، لیکن یہ مصدر ہے۔ تمزیق کہتے ہیں کسی چیز کو پھاڑ کر پارہ پارہ اور ریزہ ریزہ کر دینا۔ تمزق الشئی تخرقه وجعله قطعا قطعا۔

[3] کفار یہ الزام لگایا کرتے کہ یا تو یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں اور کذب بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ حالانکہ یہ خود بھی جانتے ہیں کہ قیامت کا برپا ہونا محال ہے اور یا یہ بات ہے کہ ان کا دماغی توازن بگڑ گیا ہے اور یہ مرض جنون میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس لیے یہ غلط

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ

اور جو پیچھے ہے آسمان اور زمین نے گھیر رکھا ہے ۱۲ اگر ہم چاہیں تو دھنسا دیں انہیں

الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

زمین میں یا گرا دیں ان پر چند ٹکڑے آسمان سے درحقیقت اس میں (بھی) نشانی ہے

لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ

ہر اس بندے کے لیے جو خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہے ۱۳ بے شک ہم نے داؤد کو اپنی جناب سے بڑی فضیلت بخشی ۱۴

عع ۷

عقل باتیں کرتے ہیں اور جنون کے مریض کی طرح اس پر اصرار بھی کرتے ہیں علامہ جوہری لکھتے ہیں : والجنة : الجنون وهو قوله تعالیٰ ام به جنة (الاعراف) یہی معنی لسان العرب اور مفردات میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کے الزامات کا رد فرماتا ہے کہ یہ رسول نہ تو محمد پر شیطان حاوی ہے اور نہ وہ دیوانہ ہے وہ تو حق اور سچ فرما رہا ہے لیکن تم لوگ اپنے کفر کے باعث اس عذاب میں مبتلا کر دیئے گئے ہو کہ تم میں عقل و فہم کی قوت مر گئی ہے اور راہ ہدایت سے بہت دور ہو کر بہکی بہکی باتیں کرتے پھرتے ہو۔ علامہ قرطبی اور دیگر مفسرین نے لکھا ہے کہ اس انکار کے باعث کل وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے اور آج کھلی گمراہی میں ہیں۔ فنسأل العذاب والیوم فی الضلال (قرطبی)

۱۲ چاروں طرف سے تم نرغے میں ہو۔ نیچے زمین ہے اوپر آسمان۔ بھاگ نکلنے کا کوئی رستہ نہیں۔ تمہاری کارستانیوں کا تقاضا تو یہ ہے کہ تمہیں زمین نگل جائے یا آسمان کا کوئی ٹکڑا گر کر تمہیں نیست و نابود کر دیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ رحمان و رحیم ہے۔ وہ عذاب دینے میں عجلت نہیں کرتا۔ وہ علیم و حکیم ہے اس کے سارے کام پُر از حکمت ہوتے ہیں۔ اس لیے اس نے تمہیں مہلت دے رکھی ہے۔ الی مابین ایدیھم وما خلفھم : الی ما احاط بجوانبھم۔ (مفردات)

۱۳ یعنی ہم اپنی مختلف صفات جلیلہ کا جس طرح مظاہرہ فرماتے ہیں اس میں ایک عبد منیب کے لیے ہماری عظمت و کبریائی کی بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔ منیب : راجع الی اللہ بقلبہ (مفردات) یعنی تمہ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا۔

۱۴ اب چند ان برگزیدہ بندوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو انابت کی صفت سے متصف ہیں۔ سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام پر اپنی نوازشات اور عنایات کا ذکر فرمایا یعنی ہم نے داؤد پر جو اپنا خصوصی فضل فرمایا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ گمنامی سے نکال کر تاج و تخت کا مالک بنا دیا۔ عوام کی صفوں سے چنا اور خواص کا سردار بنا دیا اور ایسی ایسی خصوصیتوں اور کمالات سے نوازا کہ سب قوم کو ان کی عظمت کے سامنے سر جھکا دینا پڑا۔ فضلاً مفعول ہے آتینا کا اور منا اس کا حال ہے اور اسی حال نے فضلاً کو بار بار باندھ دیئے ہیں۔ فضل الٰہی کا حصر مشکل ہے۔ وہ کریم جب اپنا دست کرم کشادہ کرتا ہے تو کون ہے جو اس کی کرم بخشیوں کی حد تعین کر سکے۔ نبوت، حکمت، حکومت :

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝۱۰ اَنِ اعْمَلْ

(ہم نے حکم دیا) اے پہاڑو! جمیعت کہو اسکے ساتھ مل کر اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا ۱۵ نیز ہم نے نرم کر دیا اس کیلئے لوہے کو ۱۶ (اور حکم دیا کہ)

سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

زرہیں بناؤ اور (انکے) حلقے جوڑنے میں اندازے کا خیال رکھو۔ اے داؤد کے آل (والدو)! نیک کام کیا کرو، بلاشبہ جو کچھ تم کرتے ہو میں

کتاب، حسن صورت، بدنی قوت۔ سبھی تو اس کے فضل کے مظاہر ہیں۔ ان میں سے چند کو بیان فرمودہ طور پر بیان فرما دیا۔

۱۵ پہاڑوں کو حکم ملا کہ جب میرا یہ عبد صہیب میری تسبیح میں مشغول ہو تو تم بھی بصورت لبان حال سے نہیں بلکہ زبان قال سے بھی اسکے ساتھ مل کر میری پاکی بیان کرو۔ اور اے پرندو! تم بھی میرے اس بندے کے ساتھ مل کر تسبیح و تہلیل میں نغمہ سرا ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوش آوازی کی صفت سے متصف فرمایا تھا۔ دل میں محبت الٰہی کے چشمے ابلتے تھے اور شوق کی چنگاریاں دہکتی تھیں جب آپ سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی شیریں اور میٹھی آواز سے ذکر الٰہی میں مصروف ہوتے تو سارے سماں پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ پہاڑوں کے چشمے چٹانیں اور سنگریزے سب تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو جاتے۔ پرندے بھی اڑنا بند کر دیتے اور آپ کے اردگرد حلقہ باندھ کر جمع ہو جاتے اور آپ کے ساتھ مل کر اپنے رب کی حمد و ثنا کے گیت گاتے۔ امام رازی لکھتے ہیں کہ صرف پہاڑوں اور پرندوں پر ہی یہ کیا موقوف تھا۔ ہر چیز پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی۔ لکن الموافق لہ فی التأویب مختص بالجبال والطیر۔ (حکیمی) اوّبی کا معنی ہے تسبیح۔

۱۶ دوسرا کرم یہ فرمایا کہ ان کے لیے لوہا نرم کر دیا کہتے ہیں کہ لوہا ان کا ہاتھ لگنے سے موم یا آٹے کی طرح نرم ہو جاتا اور جس طرح چاہتے اس کو اس شکل میں ڈھال دیتے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کو لوہا پگھلانے کا فن سکھا دیا گیا ہو جس سے آپ بڑی آسانی سے لوہے کو پگھلا کر مختلف قالبوں میں ڈھال لیتے۔ ساتھ ہی زرہ سازی کا ہنر بھی سکھا دیا اور اس ہنر کی باریکیوں سے بھی باخبر کر دیا یعنی یہ کہ زرہیں ایسی نہ بنائیں کہ زرہ پہننے والے کی تکلیف کا باعث بھی ہوں گی اور اس کی پوری حفاظت بھی نہ ہو سکے گی نیز فرمایا کہ جب لوہے کے حلقوں کو پرونے لگو تو قدر اور اندازے کا پورا پورا خیال رہے۔ جو حلقہ چھوٹا یا بڑا، موٹا یا پتلا جیسے مناسب ہو ویسے سلیقہ اور مہارت سے اسے وہاں جوڑو ایسا نہ ہو کہ جوڑنے میں غلطی ہو جائے اور ذرا سی بے پرواہی کی وجہ سے زرہ ناکارہ ہو جائے۔

ان آیات میں ہمارے لیے بھی درس ہیں۔ دستکاری میں کوئی عیب نہیں۔ اپنے ہاتھ سے محنت کر کے روزی کمانا پیغمبروں کا شیوہ ہے (۲) جو کام کرو ستھرے سلیقہ اور ہنرمندی سے کرو۔ جو چیز بناؤ اس میں پختگی اور نفاست دونوں کا پورا پورا خیال رکھو بے دلی اور بے احتیاطی سے کوئی کام کرنا مسلمان کو زیب نہیں۔ کاش ہم قرآن کریم کی بتائی ہوئی ہدایات پر چلیں۔ ہماری صنعت و حرفت کو چار چاند لگ جائیں۔ ہر منڈی میں ہماری مصنوعات کی مانگ بڑھ جائے۔ ہماری ہنرمندی اور فنی مہارت کی دھاک بیٹھ جائے اور ساتھ ہی ساتھ ہماری سماجی حالت بھی قابل رشک ہو جائے۔ آج ہم میں سے کتنے ہیں جنہوں نے ان ہدایات پر عمل کرنے کی کبھی کوشش کی ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ

اُنہیں خوب دیکھ رہا ہوں ﴿۱۱﴾ اور ہم نے مسخر کر دی سلیمان کے لیے ہوا۔ اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی اور شام کی منزل ایک ماہ کی ہوتی۔

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

اور ہم نے جاری کر دیا ان کیلئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ ﴿۱۲﴾ اور کئی جن (انکے تابع کر دیئے) جو کام میں لگے رہتے انکے سامنے انکے رب کے

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

اذن سے اور جو سرتابی کرتا ان میں سے ہمارے حکم (کی تعمیل) سے تو ہم اسے چکھاتے بھڑکتی ہوئی آگ کا

السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ

عذاب ﴿۱۳﴾ وہ بناتے آپ کے لیے جو آپ چاہتے بلند عمارتیں، مجسمے، بڑے بڑے لگن جیسے

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ

حوض ہوں اور جمی ہوئی دیگیں، عمل کرو اے داؤد کے خاندان والو! (اللہ کی نعمتوں پر) شکر ادا کرو ﴿۱۴﴾ اور بہت کم ہیں

﴿۱۲﴾ اے آلِ داؤد! دنیا داری کے کاموں میں ہی مشغول ہو کر نہ رہ جاؤ بلکہ نیک کاموں کے لیے بھی وقت نکالا کرو۔ ایسے کام جن سے لوگوں کو بھی فائدہ پہنچے اور تزکیۂ نفس کا اہتمام بھی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ سے تعلق کی کامل صحت نہیں۔ مگر نیک کام کرو گے تو اسکے اجرِ عظیم کے مستحق قرار پاؤ گے۔

﴿۱۳﴾ جس طرح ہم نے حضرت داؤد پر اپنا خصوصی فضل فرمایا اسی طرح ان کے فرزند حضرت سلیمان علیہما السلام پر بھی اپنی خصوصی عنایات فرمائیں۔ ہم نے آپ کے لیے ہوا کو مسخر کر دیا۔ جب آپ اپنی دوسری دارالسلطنت کے دورے پر جاتے تو آپ کے تخت کو ہوا اپنے کندھوں پر اٹھا کر بڑی سرعت سے روانہ ہو جاتی اور وہ بڑی تیز رفتاری سے اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے۔ صبح کے وقت وہ اتنا سفر کر لیتے جتنا ایک سوار سریع السیر گھوڑے پر ایک ماہ میں طے کرتا۔ اسی طرح شام کے وقت بھی۔ نیز ہم نے آپ کے لیے پگھلے ہوئے تانبے کا ایک چشمہ جاری کر دیا تاکہ وہ حسبِ منشا اس کو اپنے مصرف میں لائیں۔ القطر: النحاس المذاب یعنی پگھلا ہوا تانبا۔

﴿۱۴﴾ ہوا کے علاوہ ہم نے جنات کو بھی حضرت سلیمان کا تابع فرمان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ جن ہر وقت ان کی خدمت بجا لانے میں مصروف رہتے۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ وہ اپنی ڈیوٹی میں ذرا غفلت یا پلوتہی کرے۔ سرتابی کرنے والوں کو آگ سے داغا جاتا۔

﴿۱۵﴾ حضرت سلیمان کے حکم کی تعمیل میں جو خدمات وہ انجام دیا کرتے تھے یہاں ان کا ذکر ہو رہا ہے۔ محاریب: اس کا واحد محراب ہے۔ اس سے مراد قلعے اور کچہری اور بڑی عبادت گاہیں اور رہنے کے لیے بہترین اور خوشنما محلات: ان کو محاریب کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اگر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عِبَادِيَ الشَّكُورُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ

میرے بندوں سے جو شکر گزار ہیں ۲۲ پس جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ نافذ کر دیا نہ بتایا جنات کو اس کی

مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ

موت کا مگر زمین کے دیمک نے جو کھا رہا تھا آپ کے عصا کو ۲۳ پس جب آپ زمین پر آ رہے تو

کوئی قصد کرنا چاہے تو انہیں بے وقت جان کر بغیر لڑے دشمن کے حوالے نہیں کر دیا جاتا بلکہ ان کے لیے مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ قصوراً حصینۃ ومساجد رفیعۃ ومساکن شریفۃ سمت بعاد ثم ابید بتُّ عنها وخُلوب علیها (مظہری)

تماثیل: اس کا واحد تمثال ہے یعنی جنات ان کے لیے بڑے بڑے پتھر وغیرہ کے مجسمے تراشتے یا ڈھالتے تھے۔ بعض لوگوں نے اس آیت سے مجسموں کا جواز ثابت کیا ہے حالانکہ احادیث پاک میں ان کے متعلق سخت وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے نفس کے اشیاء سے محفوظ رکھے۔

جفان: اس کا واحد جفنۃ ہے وہ بڑے بڑے لگن جن میں کھانا ڈالا جاتا ہے اور لوگ اس کے اردگرد بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ بتایا کہ جو لگن جنات آپ کے لیے تیار کرتے تھے وہ عام قسم کے لگن نہیں ہوتے تھے بلکہ اتنے بڑے اور چوڑے ہوتے جیسے پانی کے حوض اور تالاب ہوا کرتے ہیں۔ قدور: راسیات یعنی ایسی بڑی بڑی بھاری بھرکم دیگیں بناتے جو اپنی جسامت اور بوجھ کے باعث آسانی سے ادھر اُدھر نہیں کی جا سکتی تھیں بلکہ چولہوں پر مضبوطی سے جما دی جاتی تھیں۔

۲۱ یعنی جب ہم نے داؤد اور آلِ داؤد علیہ السلام پر اتنا احسان فرمایا ہے اور ایسے ایسے انعامات سے نوازا ہے۔ تو آلِ داؤد پر واجب ہے کہ وہ شکر گزاری میں سرگرم رہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے خاندان والوں کے لیے اس طرح اوقات تقسیم کر دیئے تھے کہ آٹھ پہر میں کوئی ایسا لمحہ نہ ہوتا تھا جب کہ آپ کے خاندان کا کوئی نہ کوئی فرد شکر الٰہی میں مصروف نہ ہو۔

۲۲ اللہ تعالیٰ کے لطف و احسان کی بارش تو ہر شخص پر ہر لحظہ برس رہی ہے لیکن بہت کم ایسے بندے ہیں جو شکر کا حق ادا کرتے ہوں۔ شکر کی حقیقت اور شکر کا طریقہ اس کے متعلق تفصیلی بحث پہلے گزر چکی ہے۔

۲۳ جنات غیب دانی کا دعویٰ کیا کرتے تھے اور اس وجہ سے وہ انسانوں پر اپنا رعب بٹھاتے اور انہیں طرح طرح کی ایسی باتیں بتلاتے جن کا تعلق امورِ غیبیہ سے ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت نے جنات کا بھانڈا پھوڑنے میں چھوڑ دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس وقت موت سے ہمکنار کیا جب وہ عصا پر ٹیک لگائے معروفِ عبادت تھے آپ کی روح پرواز کر گئی لیکن آپ کا جسم مبارک عصا کے سہارے جوں کا توں کھڑا رہا۔ جنات جو آپ کے حکم سے ٹیڑے کٹھن اور مشقت طلب کاموں میں جتے ہوئے تھے اور آپ کے خوف سے سستی نہ کر سکتے تھے وہ آپ کو کھڑا ہوا دیکھتے تو سمجھتے کہ آپ زندہ و سلامت ہیں فوراً خفت ہوتی تو کھال اُدھیڑ لیں گے۔ اسی طرح پورا سال گزر گیا۔ حکم الٰہی سے دیمک نے عصا کو جانا شروع کر دیا۔ نیچے سے اوپر تک اسے کھوکھلا کرنے میں ایک سال کا عرصہ بیت گیا۔ جب وہ بالکل کھوکھلا ہو گیا اور آپ کا بوجھ نہ سہار سکا تو ٹوٹ گیا اور آپ نیچے زمین پر آ رہے۔ تب جنات کو پتہ چلا کہ جس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ

جنوں پر بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو (اتنا عرصہ) نہ رہتے اس رسوا کن

الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ

عذاب میں قوم سبا کے لیے ان کے مسکن میں ہی نشانی موجود تھی (وہاں) دو باغ تھے ایک دائیں

يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۚ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۚ بَلْدَةٌ

طرف اور دوسرا بائیں طرف کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرو شہر پاکیزہ

غرض سے انہوں نے اپنے آپ کو مصیبت میں مبتلا رکھا وہ تو برسوں سے وفات پا چکا ہے تو اب ان کے دعویٰ کی حقیقت فاش ہو گئی۔ یہ بیوقوف لوگ یہ جان جنات کے غیب دانی کے دعویٰ کو سچا سمجھ رہے تھے انہیں بھی پتہ چل گیا کہ یہ اپنے دعویٰ میں سراسر جھوٹے ہیں۔ دابۃ الارض دیمک منسأۃ عصا۔ یہ لفظ نَسَأَتِ الْغَنَمُ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے میں نے ریوڑ کو ہانک دیا۔ اسی سے منساۃ یعنی ہانکنے کا آلہ۔ تبینت کا فاعل یا تو جن ہیں۔ یعنی تمام جنوں پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ ان کے سردار جو غیب دانی کی لافیں مارا کرتے تھے وہ بالکل جھوٹے تھے اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو وہ سال بھر اپنی جان کو اس مصیبت میں نہ ڈالے رکھتے یا اس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگوں پر یہ حقیقت کھل گئی کہ جنات کو غیب کا کوئی علم نہیں۔

جنات کے سر بزور کر خاک میں ملانے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے شان نبوت کا مشاہدہ بھی کرا دیا۔ عام انسان اگر عصا پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو اور وہ اونگھ جائے تو اس کا توازن برقرار نہیں رہتا۔ اور قدم زمین پر گر پڑتا ہے۔ پھر موت کے بعد چہرے کی رنگت بدل جاتی ہے جسم میں طرح طرح کے تغیرات رونما ہونے لگتے ہیں لیکن یہاں آپ سال بھر ٹیک لگائے کھڑے رہے جو اسی طرح پھول کی طرح شگفتہ رہا۔ بدن بالکل تر و تازہ رہا تعفن اور بوسیدگی تو کجا لباس بھی ویسے ہی پاک صاف رہا۔ نہ موسم گرما کی حدت نے اور نہ موسم سرما کا کوئی اثر ظاہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے بے بصیرت لوگوں کو ظاہری آنکھوں سے مشاہدہ کرا دیا کہ نبی کی ظاہری آنکھ کا یہ وہ جلال تھا جو تم دیکھتے رہے۔ اب اس کے انتقال کے بعد بھی اس کی شان رفیع کو دیکھیں۔

۲۴ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کسی صحابی نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! سبا کسی مرد کا نام ہے، کسی عورت کا نام ہے یا کسی وادی کا۔ حضور نے فرمایا: بل هو رجل ولد له عشرة فسكن اليمن منهم ستة واشام منهم اربعة۔ یہ ایک آدمی کا نام ہے۔ اس کے دس بیٹے تھے چھ یمن میں سکونت پذیر ہوئے اور چار شام میں آکر آباد ہوئے۔ صاحب لسان العرب نے اس کا نسب نامہ یوں لکھا ہے: هو سبا بن يشجب بن يعرب بن قحطان۔ حافظ ابن کثیر نے علماء نسب کے حوالے سے اس کی تائید کی ہے۔ صرف اتنا اضافہ کیا ہے کہ اس کا نام عبد الشمس تھا اور سبا اس کا لقب تھا کیونکہ اس نے جنگ میں سب سے پہلے قیدی بنائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

شہر اور ایسا رب غفور (اہل سبا) مساری تو حق بھی کافی کتنا ۝ پھر انہوں نے نہ سنا پھر ہم نے ان پر تند و تیز سیلاب بھیج دیا ۝

لانه اول من سبا فی العرب۔

ان کا واقعہ یہ ہے کہ یمن کا اکثر حصہ کوہستانی ہے۔ یہاں کوئی دریا نہیں بہتا۔ برسات کے موسم میں بارش کا پانی برساتی نالوں کے ذریعے آتا اور اس سے کہیں کہیں کھیتی باڑی کی جاتی۔ اہل یمن نے مارب کے قریب ایک وادی میں بڑا زبردست بند DAM تعمیر کیا۔ کہتے ہیں یہ بند لقمان ملقبیس کے زمانہ میں پتھر اور چونے کے پلستروں سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اوپر نیچے اس کے تین دروازے تھے۔ اس سے نیچے ایک بہت بڑا وسیع تالاب تھا جس سے بارہ نہریں نکالی گئی تھیں جو فلک کے ہر حصہ کو آبیاش کرتیں۔ جب ڈیم بھرا ہوتا تو سب سے اونچا دروازہ کھولا جاتا اس سے پانی نکل کر نیچے ذخیروں میں آتا اور وہاں سے حسب ضرورت مختلف نہروں میں چھوڑ دیا جاتا۔ پانی کی سطح کم ہوتی تو درمیانی دروازہ کھولا جاتا اور جب بالکل پانی کم ہوتا تو نیچے والا دروازہ کھول دیا جاتا۔ یہ ڈیم اتنا بڑا تھا کہ موسم برسات میں جو ذخیرہ کیا ہوا پانی ان کی سال بھر کی ضرورتوں کے لیے کافی ہو جاتا۔

آبپاشی کا یہ اتنا اعلیٰ نظام تھا کہ اس زمانہ میں بابل کے علاوہ کہیں اس کی نظیر نہ تھی۔ جب یمن کی زمین کو بروقت پانی دستیاب ہونے لگا تو ہر طرف سرسبز و شاداب کھیت لہلہانے لگے۔ وادی کے دونوں طرف دائیں بائیں دور دور تک باغات کا سلسلہ چلا گیا تھا۔ اہم گزیٹیر کہتے ہیں جنتین کا یہ مطلب نہیں کہ فلک بھر میں صرف دو باغ تھے۔ ایک دائیں طرف دوسرا بائیں طرف۔ بلکہ مقصد یہ ہے دائیں بائیں ہر طرف باغات ہی باغات تھے۔ ہر حد نگاہ تک پھلوں سے لدے ہوئے سرسبز درختوں پر بہار آئی ہوئی تھی۔

خود سوچیے جہاں آب رسانی کا اتنا بہترین نظام ہو ہر طرف پھل دار درخت پھول رہے ہوں۔ باغات سے سارا فلک جنت نظیر بنا ہو۔ زمین سونا اگل رہی ہو وہاں کے باشندوں کی خوشحالی کا کیا عالم ہوگا۔ شرق و غرب میں ان کی دولت و ثروت کے چرچے تھے۔ یمن کے سیاحوں نے ان کے سکانت کی تزئین اور آرائش کے جو حیرت زدہ حالات لکھے ہیں، انہیں پڑھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔

۲۵ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنے رب کریم کے دیے ہوئے رزق سے کھاؤ۔ رنگا رنگ خوشنما پھلوں سے لطف اٹھاؤ لیکن خیال رہے جس کے خوان کرم سے تمہیں یوں اعلیٰ اور بے حساب نعمتیں عطا کی جا رہی ہیں اس کی شکر گزاری میں سستی نہ کرنا۔ بہتر تم شکر ادا کرو گے وہ کریم اتنا ہی مزید لطف و کرم تم پر کرے گا۔

۲۶ تم کتنے خوش نصیب ہو تمہیں ملک عطا ہوا تو ایسا جو آب و ہوا کے لحاظ سے بڑا پاکیزہ ہے، زمین زرخیز ہے، پانی وافر ہے، باغ خوب پھلتے ہیں۔ ہوا اتنی لطیف ہے کہ اس کا ہر جھونکا نسیم بہار کی طرح خنجر دل کو شگفتہ کر دیتا ہے۔ مچھر مکھی وغیرہ کا یہاں نام تک نہیں۔ مزید برآں تمہارا رب بہت بڑی بخشش کرنے والا ہے اگر بھولے سے کوئی گناہ سرزد بھی ہو جائے تو فوراً پکڑا نہیں لیتا تم دیکھ لیے دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ تمہارے گناہ بخش دیتا ہے۔

۲۷ کچھ عرصہ تو وہ عنایات ربانی سے لطف اندوز ہوتے رہے اور شکر بجا لاتے رہے لیکن جب عرصہ دراز اس لطف و نعمت میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ

اور ہم نے بدل دیا ان کے دو باغوں کو ایسے دو باغوں سے جن کے پھل ترش اور کڑوے تھے اور انہیں جھاؤ کے کچھ اور

مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ

بیری کے درخت تھے ۲۸ یہ بدلہ دیا ہم نے انہیں بدلہ ان کی ناشکری اور ناقدری کے ۲۹ اور ہم بدلہ نہیں دیتے

گزرا تو ان میں سرکشی اور بے راہروی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ وقتاً فوقتاً اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف اپنے نبی مبعوث فرمائے۔ انہوں نے انہیں بہتیرا سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات نہ ہضم ہونے والی عیش و نشاط، یہ دولت کی فراوانی اور پھلوں اور پھلوں کی بہتات تمہاری کسی ذاتی خوبی کا نتیجہ نہیں بلکہ تمہارے پروردگار کی دین ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم ناشکرگزار بنے رہو اور وہ تمہیں ان نعمتوں سے محروم کر دے لیکن شیطان نے ان کو ایسا ورغلایا تھا کہ انہوں نے اپنے مخلص ناصحین کے وعظ و نصیحت کو سننے سے انکار کر دیا اور برملا کہہ دیا کہ ہم نہیں مانتے۔ ما عرف الله علينا نعمة فنوليزيكم فليبس هذه النعمة عنا ان استطاع۔ یعنی ہمیں تو کوئی علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کوئی احسان کیا ہے تم بیشک اپنے رب کو کہو اگر اس میں طاقت ہے تو جو انعام اس نے ہم پر کیا ہے وہ آئندہ نہ کرے جب ان کے فسق و فجور کی حد ہو گئی تو مکافاتِ عمل کا قانون حرکت میں آیا۔ غضب الٰہی مرسلا دھار بارشوں کی شکل میں ظاہر ہوا اس نے اتنے خوفناک سیلاب کی صورت اختیار کر لی کہ جب اس کی موجیں اس چٹانوں سے بنے ہوئے بند سے جا ٹکرائیں تو ان کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا چند جھٹکوں کے بعد وہ بند جس کی پختگی پر انہیں بڑا ناز تھا اس میں دراڑیں نمودار ہونے لگیں کچھ لمحوں کے بعد پانی کا تند ریلا اس کے بھاری بھرکم پتھروں کو تنکوں کی طرح بہا لے گیا کئی روز سے موسلا دھار بارش کے باعث سارے طاقتے میں ہر طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا اوپر سے بند ٹوٹنے سے اس کا پانی بھی آ گیا۔ جب یہ سارا پانی بلندی سے پستی کی طرف بجلی کی تیزی سے روانہ ہوا تو راستے میں پڑنے والے شہر تھے سیلاب میں غرق ہو گئے۔ باغات اجڑ گئے۔ درخت اکھڑ گئے اور لہلہاتے ہوئے کھیتوں کا تو نام و نشان تک کہیں باقی نہ رہا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان ناشکروں اور ان فاسقوں کو تباہی اور بربادی کی چکی میں پیس ڈالا۔

عَرِمٌ کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں (۱) مُدٌّ يَعْتَرِضُ بِهِ الْوَادِي (بند جو وادی کے سامنے تعمیر کیا گیا ہو) (۲) العرم الاحباس تبنی فی اواسط الوادی : پانی کے وہ ذخیرے جو وادی کے وسط میں جگہ جگہ بنائے گئے ہوں۔ (۳) العرم السيل الذي لا يطاق : ایسا سیلاب جس کو روکنے کی کسی میں طاقت نہ ہو۔ وقيل المطر الشديد : سخت بارش، یہاں یہ سارے معانی چسپاں ہو سکتے ہیں

۲۸ کچھ عرصہ پہلے جہاں جنت نظیر وادیاں دعوتِ نظارہ دے رہی تھیں جس ملک کا ہر گوشہ فردوس بر روئے زمین ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا وہاں اُلو بولنے لگے، وہاں تباہی و بربادی نے اپنے پنجے گاڑ دیئے۔ ہر طرف جو کا والم تھا۔ سنسان ویرانے دور دور تک پھیلے ہوئے تھے، پھل دار درختوں کا نشان تک نہ رہا تھا۔ وہ شہر اور گاؤں جہاں زندگی اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ جوبن پر تھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا الْكَفُورَ ﴿١٧﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا

ہم کسے ایسی سزا دیتے ہیں مگر ناشکرے اور ہم نے بستی تھیں ان کے درمیان اور ان شہروں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی اور

قُرًى ظَاهِرَةً وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا

کئی بستیاں سرِ راہ ﴿۳۱﴾ اور ہم نے منزلیں مقرر کر دی تھیں ان میں آنے جانے کی ﴿۳۲﴾ چلو پھرو راستوں کے ان میں راتیں اور دن

وہاں خاک اڑنے لگی یوں دکھائی دیتا جیسے یہاں کبھی کوئی آبادی تھی ہی نہیں۔ وہ چمن بندیاں، وہ رونقیں، وہ نہریں اور پھل اس سے اوجھل ہوئی کیا یہاں سب قصۂ ماضی بن چکی تھیں؟ اب خودرو پودے، خاردار جھاڑیاں اور کہیں کہیں جنگلی گھاس اگی ہوئی نظر آتی تھی، جہاں سیب، انار اور انگور تھے وہاں کڑوے اور ترش پھل، جھاڑ کے درخت اور چند بیری کے بے رونق پودے نظر آتے تھے۔

أُكُل: پھل۔ خمط: وہ پھل جو ترش یا کڑوا ہو۔ اثل: جھاڑ کا درخت۔ سدر: بیری۔

﴿۲۹﴾ یہ تو ان کے باغات کا حال ہوا۔ اور ان ناشکروں اور نمک حراموں پر کیا بیتی۔ اس کا کیا پوچھنا۔ ایک کثیر تعداد تو سیلاب میں بہہ گئی جو بچ گئے وہ اپنے ملک کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں تتر بتر ہو گئے، ان کا شیرازہ بکھر گیا، جہاں گئے وہاں کی آبادی میں مذبب ہو کر رہ گئے نہ وطن رہا نہ دیار رہا۔ باقی تھا قوم کا نام، وہ بھی مٹ کر رہ گیا۔

﴿۳۰﴾ یہ سزا ان کی نافرمانی اور ناشکری کے باعث انہیں دی گئی۔ ہم یوں ہی قوموں کو بلاوجہ تباہ و برباد نہیں کر دیتے، بلکہ یہ ان کے اعمالِ بد ہیں جو انہیں اس ہولناک انجام سے دوچار کر دیتے ہیں۔

﴿۳۱﴾ جب وہ خوش حال اور آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے اس وقت اس علاقہ کی چہل پہل کا یہ حال تھا کہ یمن سے لے کر شام فلسطین تک سارا راستہ آباد تھا۔ جگہ جگہ پُر رونق بستیاں تھیں ایک شہر سے نکلے تو دوسرے شہر کے اونچے اونچے مکانوں کی منڈیریں دکھائی دینے لگیں۔ ابھی ایک شہر کی چہل پہل ختم نہ ہوتی تو دوسری بستی کی دلچسپیاں مسافروں کی توجہ کو جذب کرنے لگتیں۔

"بینھم" سے مراد سبا کا علاقہ ہے۔ "القری التی بارکنا" سے مراد شام و فلسطین کے قصبے اور شہر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے برکت کیا تھا۔ "قری ظاھرۃ" سے مراد وہ گاؤں اور بستیاں ہیں جو کسی شاہراہ پر واقع ہونے کی وجہ سے مسافروں کو دور سے نظر آنے لگتی ہیں، یا وہ شہر جن میں اونچے اونچے محلات اور ایوان راہگیروں کو دعوتِ نظارہ دیتے ہیں۔ "ظاہرہ" کا ایک معنی عامرۃ بھی ہے یعنی آباد۔ قیل ظاھرۃ ای عامرۃ۔ (بحر محیط)

﴿۳۲﴾ یعنی ہم نے سفر کی منزلیں ان میں مقرر کر دی تھیں کوئی شب باشی کے لیے کوئی دوپہر کا قیلولہ کرنے کے لیے، ہر جگہ ہر طرح کا سامانِ راحت، عیش و آرام، وہ سرائیں اور شاندار ہوٹل اپنے مہمانوں کے لیے چشم براہ

﴿۳۳﴾ یہاں سفر کے لیے ضروری نہیں تھا کہ دن کے اجالے میں ہی ہو۔ رات ہو یا دن ہر مسافر امن و امان سے اپنا سفر جاری رکھ سکتا تھا۔ نہ دن کو کسی ڈاکو کا اندیشہ نہ رات کو لٹ جانے کا خوف۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

کے وقت امن وامان سے۔ پھر وہ بولے۔ اے ہمارے رب! کردے دراز کردے ہماری مسافتوں کو (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم

فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

کیا۔ پس ہم نے انہیں افسانہ بنا دیا اور ہم نے ان کی جمعیت کو پارہ پارہ کر دیا ۳۵ سبا کی اس داستان میں عبرت کی

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ

نشانیاں ہیں ہر بہت صبر بہت شکر کرنے والے کے لیے ۳۶ اور بیشک سچ کر دکھایا ان (نافرمانوں) پر شیطان نے اپنا گمان ۳۷

۳۴ لیکن اس آرام دہ زندگی سے کچھ مدت کے بعد وہ اکتا گئے، وہ خدا سے دعا کرنے لگے کہ ہماری مسافتوں کو طویل کر دے۔ ایک پڑاؤ دوسرے پڑاؤ سے کافی دور ہو۔ ان کے درمیان وسیع و عریض سنسان صحرا ہوں جنہیں طے کرتے ہوئے۔ انہیں طمانیت کے ساتھ جلائے گرم و جھلس دینے والی پیاس کی شدت سے ہونٹ خشک ہوں۔ سفر کا مزا تو تب ہے چنانچہ علامہ ابن حیان لکھتے ہیں:

تطاولت بمدة النعمة بطروا وملوا الصافي وطلبوا استبدال الذي هو ادنى بالذي هو خير... فتمنوا ان يجعل الله بينهم وبين الشام المفاوز۔ (بحر)

۳۵ ان نعمتوں پر شکر کرنے کے بجائے انہوں نے ناقدری کو اپنا وطیرہ بنا لیا۔ وہ قوم جو فارغ البالی اور خوشحالی کے باعث آفاق عالم میں رشک و حسد کی نگاہوں سے دیکھی جاتی تھی جس کا آفتاب اقبال بڑی بلندی پر چمک رہا تھا جب ہم نے اسے پکڑا تو اسے داستان پارینہ بنا کر رکھ دیا۔ اب بعض ان کی کہانیاں باقی رہ گئی ہیں۔ اس قوم کا نام و نشان تک مٹ گیا۔ ان کی جمعیت کو ہم نے اس طرح منتشر اور تتر بتر کر دیا کہ جب کوئی جماعت یا قبیلہ منتشر ہوتا ہے تو اہل عرب بطور مثال کہتے ہیں: ذهبوا ايدي سبا۔ کہ اس قبیلہ کے لوگ یوں بکھر گئے جس طرح سبا کی قوم کو مختلف راستوں نے ایک دوسرے سے ہمیشہ کے لیے جدا کر دیا۔

وقيل للقوم اذا تفرقوا في جهات مختلفة ذهبوا ايدي سبا اي فرقتهم طرقهم التي سلكوها: والبد (الطريق) (لسان)

علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ قبیلہ غسان شام چلا گیا۔ انمار یثرب میں۔ جذام تہامہ میں اور قبیلہ ازد عمان میں جا کر آباد ہو گئے۔ (روح المعانی)

۳۶ ان کی تباہی کی دردبھری داستان سے وہی لوگ عبرت حاصل کر سکتے ہیں جو صبر و شکر کی صفات سے پوری طرح متصف ہوں۔

۳۷ جب شیطان نے حکمت ملنے کے بعد خالق کائنات کے حضور میں یہ لاف زنی کی تھی۔ فبعزتك لاغوينهم اجمعين ولاعبادك منهم المخلصين (یعنی مجھے تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو گمراہ کرنے کی کوشش کروں گا۔ اس وقت اسے یہ یقین نہ تھا کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں پورا اترے گا لیکن جب اہل سبا نے اس کی اکثریت پر غوایت و ضلالت کی راہ پر چلنا شروع کر دیا اور ناشکری کی انتہا کر دی، تو اب اس کا وہ گمان درست ثابت ہو گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ

سو وہ اس کی تابعداری کرنے لگے بجز مومنوں کے ایک گروہ کے (جو حق پر ڈٹا رہا) اور جس حاصل تھا شیطان کو ان پر ایسا کابو

مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا

(کہ وہ بے بس ہوں) مگر یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ ہم دیکھنا چاہتے تھے کہ کون آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون اس کے

فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ ع ۲۱

متعلق شک میں مبتلا ہے اور (اے حبیب) آپ کا رب ہر چیز پر نگہبان ہے ۲۱ آپ فرمایئے (اے مشرکو) تم پکارو جنہیں

انما قالہ ظنا فاما اتبعوہ واطاعوہ فصدق علیھم ما ظنہ فیھم (مظہری) یعنی پہلے تو اس کا یہ غالب گمان تھا کہ وہ انہیں گمراہ کر دے گا لیکن جب ابلیس نے اس کے اشارہ پر چلنا شروع کر دیا اور اس کی پیروی اختیار کر لی تو اب کے گمان کی تصدیق ہو گئی۔ وقال مجاہد: ظن ظنا فکان کما ظن فصدق ظنہ (قرطبی) کہ اس نے ایک گمان کیا تھا اور وہ گمان پورا ہو گیا تو اب گویا اس کے ظن کی تصدیق ہو گئی۔

۲۰ یعنی شیطان کے پاس ایسی کوئی قوت نہ تھی جس کے زور سے وہ انہیں جبراً اپنا پیرو کار بنا لیتا اور وہ اپنی مرضی اور ارادہ کے خلاف اس کے پیچھے چلنے پر مجبور ہوتے۔ اس کا کام تو صرف وسوسہ اندازی کرنا اور لطائف الحیل سے ورغلانا اور پھانسنا تھا اس نے صرف گمراہ کیا اور یہ صاحبان وقار و متانت کو بالآخر طاق رکھ کر گل کھلانے لگ گئے۔ اس نے صرف تار ہلایا اور یہ رقص کرنے لگے۔ اس کی چکنی چپڑی باتوں پر یوں فریفتہ ہو گئے کہ اپنے خالق کو بھی بھلا دیا اور اپنے مخلص راہنماؤں کی پند و موعظت کو بھی ٹھکرا دیا۔

۲۱ یہ استثناء منقطع ہے اور الا لکن کے معنی میں استعمال ہوا ہے (قرطبی) لنعلم کے معنی کی تحقیق کئی مقامات پر گزر چکی ہے۔ مختصراً خلاصہ یہ ہے کہ نعلم نکلس (ظاہر کرنا) تمیز (تمیز کرنا) اور نری (دیکھنا) کے معانی میں مستعمل ہو سکتا ہے۔ یہاں یہ سارے معانی چسپاں ہو سکتے ہیں اور اگر نعلم جاننے کے معنی میں ہی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک علم تو وہ ہے جو کسی چیز کے ظہور پذیر ہونے سے پہلے اسے حاصل ہے لیکن اس علم پر جزا و سزا مرتب نہیں ہو سکتی۔ جب کوئی عمل علم واقع میں ظہور پذیر ہوتا ہے تب ہی کار کو جزا کا اور بدکار کو سزا کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ یہاں علم سے مراد یہی علم ہے۔ یرید علم الشہادۃ الذی یقع بہ الثواب والعقاب (قرطبی)

لیکن علم الٰہی کے بارے میں جو تحقیق علامہ پانی پتی نے کی ہے۔ اہل حق کے نزدیک وہی اولیٰ بالقبول ہے جس کا خلاصہ سپرد سطور ہے پیش خدمت ہے:

فرماتے ہیں: "زمانہ اور زمانیات، اسی طرح مکان اور مکانیات سب حادث ہیں اور ان تمام امور کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سبا ۳۴ (۱۲۳) وما لی لا اعبد الذی فطرنی وسیقول الذین کفروا لرسلھم ائتوا بقرآن غیر ھذا او بدلہ قل لا یاتی بہ الا اللہ ولا یاتی بالحسنات الا السیئات ولا یاتی بالسیئات الا السیئات ولا یاتی بالحسنات الا الحسن

www.KitaboSunnat.com

إِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ

کہ جب دور کر دی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دل سے تو پوچھتے ہیں کیا ارشاد فرمایا تمہارے رب نے۔ وہ کہتے ہیں اس نے حق فرمایا ہے اور

الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ

وہی بڑی شان والا سب سے بڑا ہے ﴿۲۳﴾ آپ فرمائیے کون روزی دیتا ہے تمہیں آسمانوں اور زمین سے خود ہی فرمائیے

اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ

اللہ ﴿۲۳﴾ اور ہم یا تم (دونوں میں سے) ایک ہدایت پر ہے اور (دوسرا) کھلی گمراہی میں ہے ﴿۲۴﴾ فرمائیے

نے اجازت ہی نہیں دی۔ ان کی کیا مجال ہے کہ وہ شفاعت کر سکیں اور وہ بھی ان بدنصیبوں کی جنہوں نے ساری عمر کفر و شرک میں بسر کر دی اور مرتے دم تک ایمان نہ لائے۔

﴿۲۳﴾ فُزِّعَ کا معنی ہے جب دل سے گھبراہٹ اور پریشانی دور ہو جائے گی۔ قال ابن عباس خلّی عن قلوبھم الفزع۔ تطرب، أخرج ما فیھا من الخوف۔ یعنی قیامت کے دن جنہیں اذن شفاعت ملے گا وہ بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈر رہے ہوں گے ان کے دل گھبرا رہے ہوں گے کہ دیکھیے ان کے ساتھ آج کیا سلوک کیا جاتا ہے اور جب مولا کریم اپنے فضل و کرم سے انہیں اذن شفاعت دے گا اور یہ خوف و ہراس دور ہو گا۔ اس وقت وہ ایک دوسرے سے اطمینان کے لیے پوچھیں گے کہ پروردگار نے کیا فرمایا۔ دوسرے انہیں بتائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے وہ بات فرمائی ہے جو عین حق ہے۔ یعنی اس نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم اہل ایمان گنہگاروں کی شفاعت کرو۔ واقعی اس کی شان سب سے اعلیٰ و ارفع ہے اور وہ بہت بڑا ہے۔

﴿۲۴﴾ کفار کو لاجواب کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم کو حکم دیتا ہے کہ آپ ان سے پوچھیے کہ تمہارے رزق کا بہم پہنچانے والا کون ہے۔ کون بادلوں کے مشکیزے سیٹھ پانی سے بھر کر ہواؤں کے گھوڑوں پر لاد کر لاتا ہے اور تمہارے کھیتوں پر تاکر برساتا ہے۔ یہ سورج کی کرنیں اور چاند کی شعاعیں کس کے حکم سے ہر چیز کی مناسب نشو و نما کر رہی ہیں اور ان کو رنگ اور ذائقہ سے متمتع کر رہی ہیں۔ کون ہے جو یہ تمام اندھیرے حسن و خوبی سے انجام دے رہا ہے۔ تمہارے کھانے کے لیے ہر طرح کی اجناس، سبزیاں اور پھل تیار کر رہا ہے۔ کفار کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا وہ اگر یہ کہتے کہ ان کے بت یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو یہ سفید جھوٹ ہوتا اور اگر اللہ تعالیٰ کا نام لیتے تو پھر شرک سے چھٹے رہنے کے لیے ان کے پاس کوئی دلیل باقی نہ رہتی۔ اس لیے خود ہی حکم دیا۔ قُلِ اللّٰهُ : اے محبوب! یہ اس سوال کا جواب نہیں دیں گے۔ آپ فرما دیجیے اللہ تعالیٰ۔

﴿۲۴﴾ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید کے قائل ہیں اور تم شرک میں مبتلا ہو۔ ہم دونوں تو راہ راست پر ہو نہیں سکتے۔ لہٰذا اگر ہم راہ راست پر ہیں تو تم گمراہ ہو۔ اور اگر تم راہ راست پر گامزن ہو تو ہم بھٹکے ہوئے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ توحید کے ماننے والے اور شرک کرنے والے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ يَجْمَعُ

تم سے باز پرس نہیں ہوگی ان جرموں کی جو ہم نے کیے اور نہ ہم سے باز پرس ہوگی تمہارے کرتوتوں کی ۴۵ فرمائیے ہمارا رب ہم سب

بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ

کو جمع کرے گا پھر وہ فیصلہ کر دیگا ہمارے درمیان حق و انصاف کے ساتھ۔ وہی بہترین فیصلہ کرنیوالا سب کچھ جاننے والا ہے ۴۶ فرمائیے

اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾

مجھے بھی دکھاؤ تو شریک جنہیں تم نے اللہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں۔ بلکہ معبود وہی اللہ ہے جو زبردست بڑا دانا ہے ۴۷

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر ۴۸ لیکن اس حقیقت کو اکثر لوگ

دونوں راہوں پر چل رہے ہوں۔ اب تم خود ہی فیصلہ کرو کہ حق پر کون ہے ہم یا تم۔ دلائل کس کی تائید کرتے ہیں۔ عقل سلیم کا فیصلہ کس کے حق میں ہے اور خود تمہارے دل کیا کہہ رہے ہیں۔ قیاس استقرائی کی یہ بہترین مثال ہے۔

۴۵ ہر شخص اپنے گناہوں کا بوجھ خود اٹھائے گا۔ اب وقت ہے سمجھنے کی کوشش کرو اور اگر اس حقیقت کو جو روز روشن کی طرح ہے سمجھ چکے ہو تو نادان بچوں کی طرح بے جا ہٹ اور ضد نہ کرو ورنہ پچھتانا پڑے گا۔

۴۶ اللہ تعالیٰ ہم سب کو میدان حشر میں جمع کرے گا اور ہمارے جھگڑے کا خود فیصلہ فرمائے گا۔ اس سے بہتر اور کون فیصلہ کر سکتا ہے۔ کون سی بات ہے جس کا اسے علم نہ ہو۔ یفتح ای یحکم (بغوی و مظہری)

۴۷ مجھے دکھاؤ وہ کہاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے شریک بنتے ہیں یا جنہیں بنایا جاتا ہے۔ "اَرُوْنِيَ" کا پہلا مفعول ضمیر متکلم منصوب متصل۔ دوسرا مفعول "الذین الحقتم بہ" اور تیسرا مفعول "شرکاء" ہے۔

۴۸ اس آیت کی تفسیر اس حدیث پاک سے ہوتی ہے جو حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے۔

" عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فُضِّلْتُ عَلَی الانبیاء بست۔ اُعطیتُ جوامع الکلم۔ وَنُصِرْتُ بالرعب۔ واُحِلَّتْ لیَ الغنائم وجُعلتْ لیَ الارض مسجداً وطھوراً۔ واُرسلتُ الی الخلق کافۃ۔ وختم بی النبیون "

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی ہے۔ مجھے اس نے جوامع الکلم عطا فرمائے۔ یعنی قلیل الفاظ میں کثیر معانی کو بیان کر دینا۔ اس نے رعب سے میری مدد کی۔ میرے لیے غنیمت حلال کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۸﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ

نہیں جانتے۔ اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ (بتاؤ) اگر تم

صَادِقِينَ ﴿۲۹﴾ قُل لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً

سچے ہو فرمادیجئے (اے محمد!) تمہارے لیے وعدہ کا دن مقرر ہے۔ نہ تم اس سے ایک لمحہ پیچھے ہٹ سکو گے اور

وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ﴿۳۰﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ

نہ ایک لمحہ آگے بڑھ سکو گے۔ کفار (اب تو) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس قرآن پر

وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ

اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔ کاش! تم (وہ منظر) دیکھو جب یہ ظالم کھڑے کیے جائیں گے

عِندَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ

اپنے رب کے روبرو اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔ کہیں گے وہ لوگ جو (دنیا میں)

گئی۔ میرے لیے تمام روئے زمین مسجد قرار دی گئی اور طہارت کا ذریعہ بنایا اور مجھے تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ تمام نبیوں کے آخر میں بھیج کر سلسلۂ نبوت ختم کیا۔

"کافۃ" کے مفہوم اور ترکیب کے بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں۔ زجاج کے نزدیک کافۃ کا معنی جامع ہے۔ قال الزجاج ای وما ارسلناک الا جامعا للناس بالانذار والابلاغ۔ بعض کے نزدیک یہ کفّ کا اسم فاعل ہے جس کا معنی روکنا ہے اور "ھا" مبالغہ کے لیے ہے یعنی ہم نے آپ کو اس لیے بھیجا ہے کہ آپ سب لوگوں کو کفر و عصیان سے روکیں۔ معناہ وکففناک الناس لتکفھم عن ما ھم فیہ من الکفر۔ اور آخرت میں آپ انہیں دوزخ میں گرنے سے روکیں گے۔ اس کی ترکیب میں بھی متعدد اقوال ہیں۔ بعض نے اسے مصدر محذوف کی صفت بنایا ہے۔ اس تقدیر پر عبارت یوں ہوگی۔ وما ارسلناک الا ارسالۃ کافۃ یعنی عامۃ شاملۃ ... اور بعض نے اسے ارسلناک کی ضمیر خطاب کا حال بنایا ہے اور للناس جار مجرور اس کے ساتھ متعلق ہے اور بعض نے اسے للناس کا حال بنایا ہے۔ اگرچہ اکثر نحوی مجرور پر حال کو مقدم کرنا درست نہیں سمجھتے لیکن یہاں اہتمام کی وجہ سے تقدیم جائز ہے۔ وکافۃ حال من الناس قدم علیہ اھتماما یعنی ارسلناک للناس کافۃ عامۃ احمر وابیض وعجم وعربی)

۳۱ آج تو کفار بڑے تکبر و غرور سے قرآن پر ایمان لانے سے انکار کر رہے ہیں اور اپنی اس اعتقاد ضد کو دانشمندی قرار دے رہے ہیں لیکن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ

کمزور سمجھے جاتے تھے ان سے جو بڑے بنا کر رکھے گئے تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایماندار ہوتے۔ جواب دیں گے

الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ

متکبر ان کمزوروں کو کیا ہم نے تمہیں روکا تھا

الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

ہدایت قبول کرنے سے جب وہ ہدایت تمہارے پاس آ چکا تھا بلکہ حقیقت تم خود مجرم تھے۔ کہیں گے وہ

اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ

کمزور لوگ ان متکبروں سے (یوں نہیں) بلکہ تمہارے شب و روز کے مکر و فریب ہیں جب تم ہمیں یہ حکم دیتے تھے

اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا

کہ ہم اللہ کو ماننے سے انکار کر دیں اور دوسروں کو اس کا ہمسر بنائیں ۳۳ اور دل ہی دل میں پچھتائیں گے جب دیکھیں گے

جب قیامت کے دن انہیں قبروں سے نکال کر اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش کیا جائے گا اس وقت ان کی حالت دیدنی ہوگی۔ سارا غبار اُتر چکا ہوگا، گریۂ مسکین نے فرطِ ندامت سے ہونٹ کاٹ رہے ہوں گے۔ جب غضبِ الٰہی کے بھڑکتے ہوئے شعلے دیکھیں گے تو آپس میں اُلجھنا شروع کر دیں گے۔ ان آیات کا مفہوم واضح ہے۔

۳۳ اس کی ترکیب غور طلب ہے۔ کمزور اور ضعیف لوگ کہیں گے کہ اے سردارو! تم رات دن اسلام کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ کبھی قرآن کی کسی آیت پر اعتراض کرتے کبھی حاملِ قرآن پر چہ میگوئیاں کرتے۔ کبھی مسلمانوں کی خلقِ حالی کا مذاق اڑاتے اور یوں بار بار اس امر کی تلقین دہائی کرتے تھے کہ جس راہ پر تم چل رہے ہو یہی سیدھی راہ ہے۔ لہٰذا کسی کے کہنے سے اس سے ہٹنا ہرگز دائیں بائیں دیکھنے کی ضرورت نہیں آنکھیں بند کیے ہمارے پیچھے چلے آؤ۔ تم خود سوچو اگر مسلمانوں کا مذہب سچا ہوتا تو ہم جانتے زیرک اور قوم کے راہنما اور اپنے فلک کے لیے وجہ افتخار ہیں اسے قبول نہ کر لیتے ہم نے اس مسئلہ پر بڑی سنجیدگی سے غور کیا ہے ہم نے اس کی پوری پوری تحقیق کی ہے۔ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مسلمان اپنا آبائی دین چھوڑ کر گمراہ ہو گئے ہیں۔ اے ہمارے سردارو! ہمیں دین حق سے روکنے کے لیے تم شب و روز اسی قسم کے مکر و فریب کرتے رہتے تھے۔ کیا تمہاری چالبازیوں پر ہر وقت اسی قسم کی گفتگو نہیں ہوا کرتی تھی۔ تم لوگوں کو کفر پر اڑے رہنے کی ہر وقت ترغیب نہیں دیا کرتے تھے؟ ہمیں تو تمہاری یہ مکاریاں لے ڈوبیں ورنہ ہم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ

عذاب کو اور ہم ڈال دیں گے طوق ان لوگوں کی گردنوں میں جنہوں نے کفر کیا (خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے) کیا انہیں

اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا

جدلہ دیا جائیگا مگر اسکے جو وہ کیا کرتے تھے ۵۱ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر یہ کہ (جواب)

قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ

کہہ دیا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے ہم اس دین کا جو دیکر تم بھیجے گئے ہو انکار کرتے ہیں۔ اور کہتے (تم کون ہو ہمیں ڈرانے والے) ہاں

اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ

مال میں (تم سے) زیادہ ہے اور اولاد بھی ۵۲ اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائیگا ۵۳ آپ فرمایئے بیشک میرا رب کشادہ کر دیتا ہے

اپنی عاقبت برباد کرنے کی کیا ضرورت تھی پیل اور نہر کی بگڑ ان مخالفوں اور حیلہ سازیوں کے لیے ظرف زمان ہیں اس لیے کہ کی نسبت بطور کنایہ ان کی طرف کر دی گئی۔ "اغلال" اس کا واحد "غل" ہے۔ وہ زنجیر جو گلے میں ڈالی جاتی ہے۔

۵۱ آخر میں یہ بات واضح کر دی کہ ہر شخص کو ارادہ اور اختیار کی آزادی دی گئی ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنے ارادہ اور اختیار کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں صرف کرے۔ اگر کوئی نادان کسی کی خوشنودی کے لیے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ان صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور کسی کی کورانہ تقلید کی وجہ سے گمراہی کے راستہ پر گامزن رہتا ہے تو وہ سن لے کہ قیامت کے دن اس کا یہ عذر ہرگز قبول نہ ہوگا کہ اس نے فلاں شخص کے مجبور کرنے سے ایسی حرکت کی۔ اگر وہ اس کو مجبور کرتا یا اُسے اپنے فریب میں مبتلا نہ کرتا تو وہ ہرگز یہ قبول نہ کرتا۔ فرمایا جیسا کرو گے ویسا بھرو گے جو بیج کاشت کرو گے وہی کاٹو گے۔ اب اچھی طرح سوچ لو تمہیں کیا کرنا چاہیے۔

طبقہ دوم کا ہمیشہ سے یہی رویہ رہا ہے انہیں زندگی کے سارے عیش و آرام نصیب ہوتے ہیں۔ روپے پیسے کی ریل پیل ہوتی ہے جس طرف سے گزرتے ہیں لوگ تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ انہیں اور کیا چاہیے۔ اگر غریبوں پر ظلم ہوتا ہے تو ہوا کرے اگر کسی کی آبرو لٹتی ہے تو لٹتی رہے اگر اقدار والے کا ان کے معاشرہ میں مذاق اڑایا جاتا ہے تو ان کی بلا سے۔

ان حالات میں جب کبھی انقلاب کا کوئی داعی اٹھتا ہے تو سب سے زیادہ پریشانی انہیں لاحق ہوتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ انقلاب برپا ہو گیا ان کی عیش و نشاط کی بساط الٹ دی جائے گی۔ اس لیے جب کبھی عقائد کی اصلاح اور معاشرے کی برائیوں کو دور کرنے کے لیے کوئی اللہ کا بندہ مترفین کے پاس آیا تو اس طبقہ امراء نے اس کی دعوت کو قبول کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا۔

۵۲ اور کہا تم کون ہو ہماری اصلاح کرنے والے یہ عالیشان حویلیاں تمہاری ہیں یا ہماری، یہ باغات اور یہ نظم و نسق سلسلہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ

رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کیلئے چاہتا ہے) لیکن اکثر لوگ (ان حکمتوں کو) نہیں جانتے ۵۴ اور

مَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ

(یاد رکھو) نہ تمہارے اموال اور نہ ہی تمہاری اولاد ایسی چیزیں ہیں جو تمہیں ہمارا قرب بخشتی ہیں ۔ مگر جو ایمان لایا اور

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ

نیک عمل کرتا رہا ایسے ہی لوگ قرب نصیب ہوگا ۵۵ پس یہی لوگ ہیں جن کے لیے دوگنا صلہ ہے ان کے عملوں کا اور

هُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

وہ بالاخانوں میں امن وامان سے رہیں گے ۵۶ اور جو لوگ کوشاں ہیں ہماری آیتوں کی تکذیب میں تاکہ ہمیں ہرا دیں ۵۷

ہنکھیت کس کے ہیں ۔ یہ دونوں بچے جن کی جوانی اور طاقت کی بلائیں زمانہ لے رہا ہے۔ ان کا باپ کون ہے۔ اگر ہم گمراہ ہوتے تو ہمارے ہاں دولت کی یوں فراوانی ہوتی، سامانِ عیش و عشرت کی یوں کثرت ہوتی۔ تم کروڑ ہا درہم ہو، اسی وجہ سے تمہیں کھانے کو روٹی ملتی ہے اور نہ پہننے کو کپڑا، جاؤ اپنا کام کرو۔ ہماری پُرسکون زندگی میں بے اطمینانی کا زہر مت گھولو۔

۵۳ پہلے تو قیامت کا تصور ہی خلافِ عقل ہے۔ اگر بفرضِ محال تمہارے کہنے کے مطابق قیامت آ بھی گئی تو کس کی مجال ہے کہ ہم جیسے اکابر ملت اور رحماء قوم کی طرف کوئی میلی آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے۔

۵۴ یہ خلطی صرف دورِ قدیم کے فقیا، دامراء کو نہ تھی، بلکہ اس روشن زمانہ کے اکثر متمول اور خدا فراموش لوگوں کا یہی حال ہے اس لیے اس آیت میں اس کا ازالہ کر دیا کہ رزق کی کمی بیشی کسی کے گمراہ یا ہدایت یافتہ ہونے کی کوئی کسوٹی نہیں۔ رزق کی تقسیم اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، وہ اپنی حکمت کے پیشِ نظر کسی کو رزق زیادہ دیتا ہے اور کسی کو کم۔ ہدایت چیز ہی الگ ہے۔ یہ نعمت انہیں ملتی جاتی ہے جن کے دل میں اس کی طلب ہو اور اس کو قبول کرنے کی صلاحیت ہو۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔ وہ رزق کے چلنے سے ہدایت کو ماپتے رہتے ہیں۔

۵۵ یہ نہ سمجھو کہ اگر تمہارے پاس مال کثرت سے ہوگا اور بچوں کی تعداد زیادہ ہوگی تو تم خدا کے مقرب بن جاؤ گے۔ یہاں تو شرفِ پذیرائی اسے بخشا جاتا ہے جس کے دل میں ایمان کا چراغ روشن ہو اور جو اپنے حسنِ عمل سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی فلاح و بہبود میں حصہ لیتا ہو۔

۵۶ ایسے نیک بختوں کو ان کے اعمالِ حسنہ کا کئی گنا اجر ملے گا۔ فردوسِ بریں کے بالاخانوں میں وہ قیام کریں گے کسی قسم کا خوف و اندیشہ ان کی راحتوں میں خلل انداز نہیں ہوگا۔ ۵۷ اس کی تشریح پہلے گزر چکی ہے۔ ملاحظہ ہو اسی سورت کی آیت ۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿٣٨﴾ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ

وہی لوگ عذاب میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے ۵۸ آپ فرمادیجئے بے شک میرا پروردگار کشادہ کر دیتا ہے رزق

لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ

کو جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ اور جو چیز تم خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ

فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٣٩﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ

اور وہ دے دیتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ اور جس روز وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر

يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ

فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری پوجا کیا کرتے تھے۔ ۵۹ فرشتے عرض کریں گے تو پاک ہے ہر

أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُم

شرک سے ہمارا مالک تو ہے ہمارا ان سے کیا واسطہ بلکہ یہ تو جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر

بِهِم مُّؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَلَا

ان پر ایمان رکھتے تھے۔ پس آج تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو نہ نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ

۵۸ ان بدبختوں کو پکڑ کر عذاب الٰہی میں ہمیشہ کے لیے دھر لیا جائے گا۔ وہ ادھر ادھر نہیں بھاگ سکیں گے۔

۵۹ بعض مشرک قبائل فرشتوں کی پرستش کیا کرتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ فرشتے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں قیامت کے دن انہیں شرمندہ کرنے کے لیے فرشتوں سے پوچھا جائے گا (ای تبکیتا لھم) اے ملائکہ! یہ ہیں تمہارے پجاری کم تم انہیں خوب پہچانتے ہو گے اور ان سے تمہارے بڑے گہرے مراسم ہوں گے۔ فرشتے کہیں گے اے ہمارے مالک! اے معبود برحق! تو ہر قسم کے شرک سے منزہ ہے۔ ہماری بندگی بھی تیرے لیے، ہماری دوستی بھی تیرے ساتھ۔ تو ہی ہمارا آقا اور تو ہی ہمارا مالک۔ ان سے تو ہمارا قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ "ای انت ربنا الذی نتولاہ ونطیعہ ونعبدہ ونخلص فی العبادۃ" (قرطبی)، علامہ آلوسی لکھتے ہیں (ای انت الذی نوالیہ من دونھم لا موالاۃ بیننا وبینھم رروح المعانی)۔ یہ تو شیطان اور اس کے حواریوں کی پوجا کرتے تھے اور انہیں فرشتہ سمجھتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا

نقصان کی۔ اور ہم کہیں گے جنہوں نے ظلم کیا تھا کہ چکھو آگ کا عذاب (جہنم) کا عذاب جس کو تم

تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا

جھٹلایا کرتے تھے۔ ﴿۴۲﴾ اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انہیں ہماری آیتیں واضح حالیکہ وہ بالکل واضح ہوں کہتے ہیں یہ نہیں مگر

رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ

ایسا شخص جس نے ارادہ کر لیا ہے کہ روک دے تمہیں ان (معبودوں) سے جنکی تمہارے باپ دادا پوجا کیا کرتے تھے۔ نیز کہتے ہیں نہیں ہے

اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ

یہ قرآن مگر جھوٹ گھڑا ہوا۔ اور کفار کہتے ہیں حق کے بارے میں جب وہ ان کے پاس آیا کہ نہیں ہے

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾ وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ

یہ مگر جادو کھلا کھلا ﴿۴۳﴾ اور نہ ہی ہم نے انہیں کوئی کتابیں دیں جنکا یہ مطالعہ کرتے ہوں اور نہ

اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ

ہی ہم نے بھیجا ان کی طرف آپ سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا ﴿۴۴﴾ اور (انبیاء کی) تکذیب کی جو ان سے پہلے گزرے ﴿۴۵﴾

۴۱ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کی عبادت کرتے تھے اور ان کو اپنا معبود یقین کرتے تھے۔ قیامت کے دن وہ ایک دوسرے کو کوئی نفع یا نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ بلکہ حکم خداوندی کے مطابق انہیں جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ تاکہ وہ اپنے کرتوتوں کی سزا پائیں۔

۴۲ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے بارے میں ان کے بے سروپا الزامات کا ذکر ہو رہا ہے۔ میرا نبی تو ان کی بہتری کے لیے کوشاں ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمیں راہ حق سے بھٹکانا چاہتا ہے۔ قرآن کریم کائنات کو ظلمت کدۂ عالم کو روشنی بخش رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔ انہیں معجزات دکھائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں یہ تو سحر مبین ہے۔ ایسے الٹی کھوپڑی کے لوگ کیسے فلاح پا سکتے ہیں۔

۴۳ ان کی جہالت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

۴۴ ان سے پہلے بھی میرے انبیاء تشریف لائے اور ان کی قوموں نے انہیں جھٹلایا، ان کو طرح طرح سے ستایا۔ آخر کار ہم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾

اور یہ کفار مکہ نہیں پہنچے دسویں حصہ کو بھی جو قوت (دولت) ہم نے ان کو دیا تھا پس جب انہوں نے جھٹلایا میرے رسولوں کو تو کیسا ہوا میرا انکار عذاب۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ

(اے حبیب! آپ (انہیں) فرمادیجئے میں تمہیں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں (بے تو ان میں) تم اللہ کیلئے کھڑے ہو جاؤ دو دو یا اکیلے اکیلے

تَتَفَكَّرُوْا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ

پھر غور سوچ (تمہیں ماننا پڑے گا) تمہارے اس ساتھی میں جنوں کا شائبہ بھی نہیں ہے وہ مگر ہر وقت خبردار کرنے والا تمہیں

نے اُن کو برباد کر دیا۔ قریش مکہ جو آج میرے حبیب مکرم سے اکڑ اکڑ کر باتیں کرتے ہیں ان کی کیا حقیقت ہے ان کے پاس تو اسکا دسواں حصہ بھی نہیں جو ہم نے پہلی قوموں کو دیا تھا۔ ان کا تمک بھی زیادہ وسیع تھا، ان کی زمین بھی بڑی زرخیز تھی۔ ان کی حکومت بھی بڑی مستحکم تھی لیکن جب انہوں نے نافرمانی کی روش اختیار کی تو ہم نے ان پر اپنا عذاب نازل کیا جس نے انہیں باغ و حشمت خاک سیاہ کر کے رکھ دیا۔ یہ ہمارے کس باغ کی مولی ہیں اور اپنے آپ کو کیا سمجھ رہے ہیں۔ مِعْشَار اور عُشْر ہم معنی ہیں یعنی دسواں حصہ بعض اہل لغت نے کہا ہے کہ عُشر دسویں حصہ کو کہتے ہیں اور مِعْشار دسویں حصہ کے دسویں حصہ کو کہا جاتا ہے۔ المعشار والعشر سواء لغتان، وقيل المعشار عُشر العُشر: قال الجوهري معشار العشر عُشر۔ یکیں: اصل میں نکیر تھا۔ وقيل المعشار عُشر العشير والعشير هو عُشر العُشر فيكون جزءاً من الف جزء قال الماوردي هو الاظهر: ان المراد به المبالغة في التقليل یعنی بعض نے کہا ہے کہ معشار عشیر کے دسویں حصہ کو کہتے ہیں اور عشیر عُشر کا دسواں حصہ ہوتا ہے تو اس طرح معشار ہزارویں حصہ کو کہیں گے۔ ماوردی کہتے ہیں یہ معنی بہت مناسب ہے کیونکہ یہاں مقصد اگلے مال کی مقدار بتانا ہے

۱۳ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف جو لوگ طوفانِ بدتمیزی برپا کیا کرتے تھے اور تاروا الزامات لگا کر سادہ لوح لوگوں کو متنفر کیا کرتے تھے انہیں کہا جا رہا ہے کہ ہم اس معاملہ کا فیصلہ تم پر چھوڑتے ہیں۔ کسی غیر کو یہاں حکم بنانے کی ضرورت نہیں۔ تم میری صرف ایک نصیحت مان لو وہ یہ ہے کہ تم دو دو مل کر یا اکیلے تنہائی میں بیٹھ کر اس امر پر غور کرو کہ تم جو اپنے رفیق اور ہمارے ساتھی کو مجنون کہتے ہو۔ اس کی تمہارے پاس کوئی معقول وجہ بھی ہے۔ کیا تم نے انہیں مجنونوں کی طرح بے سروپا باتیں کرتے کبھی سنا ہے؟ دیوانوں کی طرح شور مچاتے ہنگامہ آرائی کرتے کبھی دیکھا ہے؟ تم انہیں کتنا دق کرتے ہو کتنی اذیت پہنچاتے ہو۔ اس کے باوجود کبھی یہ آپے سے باہر ہو کر تم سے دست و گریباں ہوئے ہیں کبھی انہوں نے ناشائستہ بات تک بھی کی ہے۔ ان کا ہر کلام متانت اور سنجیدگی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ان کا ہر فعل اتنا دلربا اور روح افزا ہوتا ہے کہ قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ غور کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ حکمت کے موتی بکھیر رہے ہیں۔ متانت، وقار، سچائی اور بردباری میں ان کی مثال نہیں پیش کی جا سکتی کل تک تم بھی انہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۚ

سخت عذاب کے آنے سے پہلے — فرمایئے (لوگو!) جو معاوضہ میں نے تم سے مانگا ہے وہ تم اپنے پاس

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ

رکھو میرا (رسول ہونا) اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے ﴿۴۷﴾ فرمایئے

اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا

بیشک میرا رب (باطل پر) حق سے ضرب لگاتا ہے وہ سب غیبوں کو جاننے والا ہے ﴿۴۸﴾ (اے محبوب!) اعلان کر دیجئے حق آگیا

يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَا اَضِلُّ

اور باطل کی قوت کا خاتمہ ہو گیا ﴿۴۹﴾ فرمایئے (تمہارے گمان کے مطابق) اگر میں بہک گیا ہوں تو اپنے ہی

صادق اور امین کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ان میں بھلا ایک کون سی تبدیلی آگئی ہے کہ تم نے ان کے بارے میں اپنی رائے بدل لی ہے۔ ان امور میں ایک ایک پہلو کو خود کرو یا ٹولیوں میں سے جن کو تم باشعور اور زیرک سمجھتے ہو انہیں بلا کر ان سے تبادلہ خیال کرو۔ لیکن خدارا تعصب اور ضد کو ایک طرف رکھ دو۔ محض حق سمجھنے کے لیے اگر ایسا کرو گے تو یقیناً تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اللہ کا محبوب نہ مجنون ہے نہ اس پر آسیب کا اثر ہے۔ نہ یہ مفتری ہے اور نہ اس کے پیش نظر کوئی سیاسی مفاد ہے۔ یہ جو کچھ کر رہا ہے محض تمہاری خیر خواہی کے لیے کر رہا ہے۔ وہ تمہیں عتاب الٰہی سے بچانا چاہتا ہے۔ وہ تمہیں بروقت خواب غفلت سے بیدار کرنا چاہتا ہے۔ دل کی آنکھوں سے انہیں دیکھو، انہیں پہچانو، ان کی قدر کرو، ان کے بروقت انتباہ سے فائدہ اٹھاؤ۔ تم تو بڑے دوراندیش اور معاملہ فہم لوگ ہو۔ ایسی ناشائستہ حرکتیں تمہیں تو زیب نہیں دیتیں۔

۶۴۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم کو حکم دیتے ہیں کہ آپ انہیں فرمایئے کہ اگر میں نے کبھی تم سے کوئی معاوضہ طلب کیا ہو، اپنے لیے چندہ فراہم کیا ہو تو وہ تم مجھ سے واپس لے لو۔ میں اس خیر خواہی کا اجر تم سے آخر کیوں مانگوں۔ تم مجھے دے کیا سکتے ہو۔ زیادہ دریا دلی دکھائو تو چند درہم اور چند دینار ہی مجھے دو گے۔ میری نگاہ میں تو دنیا بھر کے سیم و زر کی قدر مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ میرا اجر دینے والا میرا رب کریم ہے جو غنی بھی ہے اور سخی بھی۔ اس کے خزانے ختم ہوتے ہیں اور نہ دیتے ہوئے اس کے ہاتھ تھکتے ہیں۔ اور اس نے مجھے اتنا دیا ہے کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میرا رب وہ ہے جو میرے اور ہر شخص کے ظاہری اور باطنی احوال کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اس علیم و خبیر رب پر ایمان رکھتے ہوئے میں یہ جرأت کیسے کر سکتا ہوں کہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کر بیٹھوں۔

۶۵۔ آپ فرمایئے میرا رب وہ جبار و قہار ہے کہ باطل کی طاغوتی قوتوں پر حق کا وار کرتا ہے اور انہیں ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ

میری جان پر ہوگا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو (صرف) اس وحی کے باعث جو میرا رب میری طرف بھیجتا ہے بیشک وہ سب کچھ سننے

قَرِيْبٌ ۝۵۰ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ

والا (اور) بالکل نزدیک ہے کاش! تم دیکھو جب یہ گھبرائے ہوئے ہوں گے، پھر بچنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور قریب ہی سے پکڑ لیے

قَرِيْبٍ ۝۵۱ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ

جائیں گے ۵۱ اس وقت کہیں گے ہم ایمان لے آئے ان پر ۵۲ لیکن اب کیوں کر وہ پا سکتے ہیں ایمان کو اتنی

بَعِيْدٍ ۝۵۲ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۡ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ

دور جگہ سے ۵۳ حالانکہ وہ کفر کرتے رہے ان سے اس سے پہلے ۵۴ اور دور سے بن دیکھے یاوہ گوئیاں

ہے۔ یرمی بہ الباطل فیہ مغہ۔ (مظہری)

۵۰ آپ اعلان کر دیجئے کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا باطل کے بیٹے کر "مایبدئ الباطل ومایعید" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ عربی محاورہ میں جب کسی چیز کی ہلاکت اور بربادی کا ذکر کرنا ہو تو انہی الفاظ سے کرتے ہیں۔ لایبدی ولایعید: ضار قولہم لایبدئ ولایعید مثلاً فی الھلاک کیونکہ جو ہلاک اور فنا ہو جائے نہ وہ کوئی نیا کام شروع کر سکتا ہے اور نہ کسی کام کا اعادہ کر سکتا ہے۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص بے بس اور کمزور ہو جائے اس وقت کہتے ہیں فلان مایبدئ ومایعید ذالم یکن لہ حیلۃ۔ میں نے اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے یعنی اسلام کو قوت و غلبہ نصیب ہو گیا اور باطل کے متعدد میں ذلت و رسوائی لکھ دی گئی۔ اب یہ نہ اسلام کو مٹا سکتا ہے اور نہ مسلمانوں کو کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے۔

۵۱ اب تو بڑی ڈینگیں مار رہے ہیں۔ ذرا اس منظر کا تصور کیجئے جب روز محشر انہیں پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا، اور سارا خطا پوش اڑی ہوئی، آنکھیں پھٹی پھٹی، کوشش کریں گے کوئی راہ مل جائے تو فرار ہو جائیں لیکن وہاں بھاگ کر انہیں بھاگنے دے گا۔ اسی وقت فرشتے ہتھکڑیاں ڈال کر آگے دھکیلیں گے۔ اخذوا من مکان قریب میں ایک خاص لطف ہے وہ یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ابھی انہیں کسی نے نہیں دیکھا اب وقت ہے رو پوش ہونے کا۔ کاش کان کسی کو خبر ہی نہیں ہوگی کہ کہاں تھے اور کدھر غائب ہو گئے۔ یعنی اس وقت ان کے بالکل قریب سے انہیں پکڑنے والے اچانک نمودار ہو جائیں گے اور بھاگ جانے کی جو تدبیریں وہ کر رہے تھے وہ یکایک خاک میں مل جائیں گی۔

۵۲ اس وقت پکارنے لگیں گے کہ ہم تو اس نبی کریم پر دل و جان سے ایمان لے آئے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۴﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ

کرتے رہے ۔ اور رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی ان کے درمیان اور ان چیزوں کے درمیان جو وہ

ادنیٰ برحق ہیں۔

۵۴ کفار اب ایمان لانا چاہتے ہیں اور توبہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب وہ وقت بیت گیا۔ اب وہ گھڑیاں دور بہت دور ماضی بعید میں کھو گئیں۔ وہ روز و شب کتنے قیمتی تھے جب انہیں حق کی طرف بلانے والا ان کے پاس آ آ کر دعوت دیتا تھا۔ جب سعادت دارین بانٹنے والا ان کے دروازوں پر آ آ کر دستک دیا کرتا تھا۔ افسوس انہوں نے اس وقت اس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا۔ آج قیامت کے روز وہ چاہتے ہیں کہ ہدایت کا نور انہیں مل جائے۔ ان کی توبہ قبول ہو جائے۔ "لکن ارتبی محال"

تناوش کا معنی بتاتے ہوئے علامہ جوہری لکھتے ہیں۔ والتناوش: التناول، وقوله تعالیٰ وانّٰی لھم التناوش من مکان بعید یقول انّٰی لھم تناول الایمان فی الآخرۃ وقد کفروا به فی الدنیا یعنی تناوش کا معنی کسی چیز کو پانا ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا معنی یہ ہے کہ آج قیامت کے دن وہ ایمان کو کس طرح پا سکتے ہیں جب کہ دنیا میں وہ اس کا انکار کرتے رہے۔

قرآن کریم ہمیں ان حقائق سے اس لیے آگاہ نہیں کرتا کہ ہم دوسروں کی نادانیوں کے قیضخواں بنے رہیں۔ مقصد تو ہمیں بیدار کرنا اور ہمیں تنبیہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جہنم جیسا عطا فرمائے۔

۵۴ یعنی آج ایمان لانے کا کیا فائدہ۔ دنیا میں تو وہ ہمارے رسول کے ساتھ کفر ہی کرتے رہے اور ان کی دل آزاری میں مشغول رہے۔ میرے نبی مکرم کے کمالات کا انکار کرنے کے سوا ان کا کوئی مشغلہ ہی نہ تھا۔

۵۴ جب کوئی شخص لایعنی باتیں کرتا ہے اور ہرزہ سرائی کرتا ہے تو عرب کہتے ہیں۔ یقذف بالغیب العرب تقول لکل من تکلم بالایعنی، ھو یقذف ویرجم بالغیب۔ (قرطبی)

کفار کا یہی حال ہے۔ بغیر کسی عقلی دلیل کے اپنے کفر یعنی تمام پر اڑے ہوئے ہیں کبھی اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کرتے ہیں، کبھی قرآن کریم کو افترا کہتے ہیں کبھی قیامت کے عقیدہ کا مذاق اڑاتے ہیں۔ "من مکان بعید" کہہ کر ان کی بیہودہ گوئی کی نہایت کر دی کہ ایک تو اندھیرے میں تیر مار رہے ہیں دوسرا نشانہ سے بہت دور کھڑے ہو کر کیا ایسے تیر انداز کا تیر بھی نشانہ پر لگ سکتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے۔ اس آیت میں بھی روز محشر ان کا جو حال ہوگا، اس کو بیان کیا گیا ہے۔

۵۴ اس آیت میں بھی قیامت کے دن ان پر جو گزرے گی اس کو بیان کیا جا رہا ہے۔

یعنی اس وقت ان کی بڑی خواہش ہوگی کہ ان کا ایمان قبول کر لیا جائے اور انہیں عذاب سے نجات مل جائے لیکن آج وہ اپنی اس آرزو کو نہیں پا سکتے۔ ان کے درمیان اور ان کی آرزو کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی گئی ہے جس کو پھاندنا ان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ آج یوں ہی کف افسوس ملتے، اشک ندامت بہاتے اور اپنی قسمت کو کوستے دوزخ میں پھینک دیئے جائیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِأَشْيَاعِهِم مِّن قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ ﴿٥٤﴾

دل سے چاہتے ہوں گے جیسے اگلے ہم مشرب لوگوں کے ساتھ پہلے کیا گیا تحقیق وہ ایسے شک میں مبتلا تھے جو دوسروں کو بھی شک میں ڈالنے والا تھا

ف۱ اشیاع، جمع الجمع ہے شیع کی، اور شیع جمع ہے شیعہ کی۔ یعنی ان کے ہم عقیدہ دوسرے کفار کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا گیا تھا

ف۲ مُرِیب باب افعال کا اسم فاعل ہے اس کا معنی ہے دوسرے کو شک میں ڈالنا۔

اَرَبْتُ الرجل جعلت فیه ریبة ، وریبتا ، اوصلت الیه الریبة (لسان العرب)

یعنی وہ کم بخت شک میں یوں مبتلا ہوئے کہ دوسرے لوگ بھی ان کے باعث شک میں مبتلا ہوتے چلے گئے، یعنی ان کا شک اتنا سنگین قسم کا تھا کہ وہ دوسروں کو بھی لے ڈوبا اور ان کے یقین کا چراغ بھی گل کر گیا۔

ایاك نعبد وایاك نستعین ۔ اهدنا الصراط المستقیم ۔ صراط الذین انعمت علیهم
غیر المغضوب علیهم ولا الضالین ۔ آمین ثم آمین۔
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم ورسولہ الرؤف الرحیم وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارك وسلم۔
قد فرغت بتوفیقه تعالیٰ من هذه التعلیقات وقد اخذ المؤذن یعلن بصوته الرخیم اشهد ان لا الٰه الا اللہ واشهد ان محمدا رسول اللہ

لازالت کلمة اللہ هی العلیاء
وکلمة الذین کفروا السفلیٰ

اللّٰهم ارفع ذکره وعظم شانه وبین برهانه وامتا حدیثه وحدیثه واحشرنا یوم القیامة تحت لواء ذاته یارب کریم جواد وهاب۔

محمد کرم شاہ

وقت العصر
یوم الثلاثاء ۸ رجب ۹۱ھ
۳۱ اگست ۱۹۷۱ء
سگیال

تکمیل
وقت الضحیٰ ۔ یوم السبت
۱۵ رجب ۹۲ھ ۲۶ اگست ۱۹۷۲ء
پیر دوسودھا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف

سُورۃ فاطر

نام : یہ سورت دو ناموں سے مشہور ہے۔ فاطر اور ملائکہ۔ یہ دونوں لفظ پہلی آیت میں مذکور ہیں۔ اس کی آیتوں کی تعداد پینتالیس ہے۔ اس میں پانچ سو ستر کلمات اور تین ہزار ایک سو تیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : یہ سورت مکی عہد میں نازل ہوئی۔ مضامین پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ سورۂ سبا اور فاطر کا زمانۂ نزول قریب قریب ہے۔

مضامین : کفر و شرک، فسق و فجور کے گھپ اندھیروں میں انسانیت کا کارواں عرصہ سے ٹھوکریں کھا رہا تھا۔ وہ ان اندھیروں سے اب اتنا مانوس ہو گیا تھا کہ اسے ٹھوکر پر ٹھوکر کھانے سے گھبراہٹ یا ندامت تک محسوس نہ ہوا کرتی۔ ایسے لوگوں کو ان تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی چمکتی دمکتی شاہراہ پر گامزن کرنے کا فریضہ اس سورت میں بھی انجام دیا جا رہا ہے۔ اس میں انعام و تنعیم بھی ہے اور زجر و توبیخ بھی، اس میں دلجوئی اور دلداری بھی ہے اور سرزنش اور جھڑک بھی، انتہائی صراحت اور بڑی وضاحت سے اپنے قارئین کو جتایا جا رہا ہے کہ ان کے اعمال نیک و بد پر کیا نتائج مرتب ہونے والے ہیں۔ ویسے تو سورۂ پاک کی ہر آیت گنجینۂ معرفت اور خزینۂ ہدایت ہے لیکن چند مضامین خصوصی توجہ کے مستحق ہیں۔

۱۔ عقیدۂ توحید کو ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات اور اس کی شان کبریائی کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بالمقابل وہ سعبود ان باطل جن کی پرستش مشرکین مکہ بلکہ دنیا بھر کے مشرک کیا کرتے تھے ان کی بے بسی کا بڑے موثر پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اگر انسانیت دم توڑ چکی ہو تو انسان کی آنکھیں صرور کھل جاتی ہیں اور اس کے لیے یہ فیصلہ کرنا قطعاً مشکل نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے بغیر کسی کی عبادت عقل و خرد کی رسوائی اور انسانیت کی انتہائی تذلیل ہے جو ذات یہ اختیار رکھتی ہو کہ جس کو جیسے چاہے پیدا کر دے جو چاہے جتنا چاہے دے دے اور جس وقت چاہے اپنی نعمتیں واپس لے لے اور زمین و آسمان میں کوئی ایسی قوت نہ ہو جو اس کے فیصلے کو بدل دے تو وہی قوی اور عزیز ساری کائنات کا معبود اور پروردگار ہے۔ اس کے بغیر کوئی بھی ایسا نہیں جسے خدا سمجھا جائے یا اس کی پرستش کی جائے۔ اس مضمون کو مختلف انداز سے کئی بار اس سورت میں دہرایا گیا ہے تاکہ قاری کے ذہن میں توحید کا سبق پوری طرح نقش ہو جائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا محبوب نبی اور برگزیدہ بندہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو سراپا رافت و رحمت بن کر تشریف لایا تھا جس کے پاک دل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں شفقت و خلوص کا سمندر موجزن تھا، جس کی امواج العرجی کا یہ تقاضا تھا کہ انسانیت کے دامن پر کفر و فسق کا کوئی نشان بھی باقی نہ رہے بھولا بھٹکا انسان، بھٹکا ہوا انسان، منزل سے دور، بہت دور، ماندۂ راہ انسان، پھر اپنے آپ کو پہچان لے، اس کا سینہ علم لدنیہ کا خزینہ بن جائے۔ اس کی پیشانی انسانی سعادت کا عنوان بن جائے تاکہ فرشتے پھر اس کے سامنے سر جھکانے لگیں، وہ رؤف و رحیم مرشد، مادر الہام ہادی کفار کے عناد اور بے جا تعصب کو دیکھتا تو اسے بڑا ہی دکھ ہوتا، اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو بار بار تسلی دے رہے ہیں کہ اے حبیب! آپ نے تو اپنا فرض احسن طریق ادا کر دیا اگر یہ ہدایت قبول نہیں کرتے تو ان کی قسمت۔ آپ افسردہ نہ ہوں، آپ غمزدہ نہ ہوں آپ سے پہلے بھی جو انبیاء تشریف لائے ان کی قوموں نے بھی ان کے ساتھ اسی قسم کا سلوک کیا۔

۳۔ ہر لوگ راہ راست کو چھوڑ کر گمراہی اختیار کرتے ہیں، صاف ستھری پاکیزہ زندگی کے بجائے فسق و فجور سے آلودہ غلیظ زندگی گزارنا پسند کرتے ہیں۔ اس کے اسباب کا ذکر فرما دیا۔ پہلا سبب تو یہ بتایا کہ دنیوی زندگی کی چمک دمک ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔ اہل دنیا جس سرور، تعیش اور جاہ و جلال سے اپنا وقت بسر کرتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی ہوس پیدا ہوتی ہے اور وہ بھی چاہتے ہیں کہ انہیں بھی یہ عیش و نشاط میسر ہو اور وہ بھی جس راستے سے گزریں زمین ان کی ہیبت سے کانپنے لگے، وہ اس ظاہری چمک دمک کے اندر جھانک کر نہیں دیکھ سکتے، وہ اس کی تہہ میں چلنے والے خوفناک اندھیرے نہیں دیکھ سکتے، وہ انہیں نظر آجاتے اور وہ یوں اس پر فریفتہ ہو جاتے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگرچہ فطرت انسانی طبعی طور پر گناہوں سے متنفر ہوتی ہے لیکن شیطان ان گناہوں کو اس طرح آراستہ پیراستہ کر کے ان کے سامنے پیش کرتا ہے کہ وہ اس پر فریفتہ ہو جاتے ہیں اور فطرت سلیمہ کے پُرزور احتجاج کے باوجود وہ گناہوں کی راہ پر چلتے چلے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنا اندرون و ایمان بگاڑ کر بھی برابر کفر و ارتداد کرتے ہی چلے جاتے ہیں۔ آیت نمبر ۸ اور نمبر ۹ میں بڑی واضح تنبیہ فرمادی کہ اے لوگو! ان کھول کر سن لو تمہیں دنیا کی زندگی کے یہ ٹھاٹھ باٹھ اور یہ حق سے برگشتہ نہ کر دیں، یہ سراسر ہے چمکتا ہوا سراب، جو تمہیں دکھائی دے رہا ہے۔ ابلیس اور اس کے حواری گاتے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے تمہیں بدکاریوں کا خوگر بنا دیں۔ یاد رکھو شیطان تمہارا ازلی دشمن ہے اپنی سلامتی چاہتے ہو تو اس کو اپنا دشمن ہی سمجھا کرو، ورنہ وہ تمہیں ایسی ایسی لذتیں دے گا کہ قعر جہنم میں جا گرو گے۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں کس محبت و شفقت سے اپنے ازلی دشمن کی فریب کاریوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔

۴۔ پہلے اپنی قدرت و حکمت اور کبریائی کی عظیم دلیلیں پیش فرمائیں۔ ان میں فکر و تدبر کی دعوت دی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اہل علم ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ اس طرح اہل علم کی عزت افزائی بھی فرمادی اور یہ بھی بتا دیا کہ اہل علم وہ ہیں، جو آیات ربانی میں غور و فکر کرتے ہیں اور ان اسرار و رموز کا سراغ لگاتے ہیں جو کائنات کے مختلف گوشوں میں جلوہ نما ہیں۔

آخر میں بتایا کہ اگر اللہ تعالیٰ حلیم و کریم نہ ہوتو ہر بدکار کو جہنم رسید کر دے لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ لوگوں کو بار بار سنبھلنے کی مہلت دی جائے اور ان پر قبول ہدایت کا دروازہ کھلا رکھا جائے۔ مقررہ گھڑی سے پہلے جو جاگ آئے اور رحمت خداوندی سے اپنے دامن حیات کو معمور کر لے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ فاطر مکی ہے اس کی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان بیحد رحم فرمانے والا ہے ۔ ۴۵ آیتیں اور ۵ رکوع ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں[1] جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا[2] جس نے بنایا ہے فرشتوں کو پیغام رساں[3]

اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ

بڑے بڑے بازوؤں والے ہیں کسی کے دو دو کسی کے تین تین اور کسی کے چار چار[4] وہ زیادہ کرتا ہے بناوٹ میں جو چاہتا ہے

[1] حمد کہتے ہیں کسی کے کمالاتِ اختیاریہ پر اس کی توصیف اور ثناء کرنا۔ کیونکہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ذات ہی تمام کمالات اختیاریہ سے موصوف ہے اس لیے حقیقی حمد و ثنا اسی کے لیے سزاوار اور اسی کے لیے مخصوص ہے۔ باقی جہاں کہیں کوئی خوبی اور کمال پایا جاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور دین ہے۔ اس لیے جس چیز کی بھی ثنا کی جائے درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی ہی ثنا ہوگی جس نے اس شخص یا چیز کو اس کمال و خوبی سے متصف فرمایا ہے۔

[2] یہاں اللہ تعالیٰ کے چند کمالاتِ قدرت کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

کسی چیز کو بغیر کسی پہلے نمونہ کے عدم محض سے موجود کرنے کو فطر کہتے ہیں۔ الفطرۃ، الابتداء، والاختراع یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو نیست سے ہست فرمایا ہے۔ ان کا پہلے کوئی نمونہ نہ تھا جس کو دیکھ کر اس کی نقل اتاری گئی ہو۔ اس کے علم، حکمت اور حکمت کا اندازہ کیسے لگایا جا سکتا ہے جس نے اتنی بڑی کائنات کو کسی مادہ سے پیدا کر کے تخلیق فرمایا اور اس کی پختگی کا یہ حال ہے کہ ان گنت سال گزر گئے۔ اس میں کوئی شگاف، بوسیدگی کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فطر کے لفظ کا صحیح مفہوم مجھے اس وقت سمجھ میں آیا جب دو اعرابی ایک کنوئیں کے بارے میں جھگڑتے ہوئے میرے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے کہا: اَنَا فَطَرْتُهَا۔ یعنی اس کنوئیں کو میں نے ابتداء کھودا ہے۔ اھ۔ انا ابتدأت حفرها (رسلان)

[3] اللہ تعالیٰ کی قدرت کا دوسرا کمال یہ ہے کہ اس نے اپنے انبیاء اور رسل تک پیغام رسانی کی خدمت فرشتوں کے ذمہ لگائی ہے۔ وہ جناب الٰہی سے وحی لے کر انبیاء و رسل تک پہنچاتے ہیں اور الہام و القاء سے اولیاء کاملین کو شرف فرماتے ہیں۔ یہ بڑی سنگین ذمہ داری ہے اس میں ذرا سی خیانت اور معمولی سی غفلت ناقابلِ برداشت ہے لیکن فرشتے اس خدمت کو اس حسن و خوبی سے انجام دے رہے ہیں کہ خیانت و غفلت کا ان کے متعلق گمان تک نہیں کیا جا سکتا۔

[4] اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے احکام تکوینیہ کی تنفیذ بھی ان کا کام ہے۔ اس لیے ہر فرشتہ کو اس کی ذمہ داریوں کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝١ مَّا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے ۔ جو عطا فرمائے اللہ تعالیٰ لوگوں کو (اپنی) رحمت سے تو

فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِن بَعْدِهِ ۚ وَ

اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک دے تو اسکو کوئی دینے والا نہیں اسکے روکنے کے بعد اور

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٢ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ

وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے اے لوگو ! یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو اس نے تم پر فرمائی ہے

پیش نظر مختلف اور جو کی قوت ادراکی فراہم کی گئی ہے۔ اعضاء اس کا واحد جناح ہے۔ باندھنا یعنی کسی کو دو کسی کو تین کسی کو چار پر بخشے گئے ہیں اور بعض جلیل القدر فرشتے ایسے بھی ہیں جنہیں اس سے بھی زیادہ پر عنایت کیے ہیں۔ صحیح حدیث میں ہے :

عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای جبرئیل علیہ السلام لہ ستمائۃ جناح ۔ (مسلم)

ترجمہ : حضرت ابن مسعود کہتے ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبرئیل کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر تھے۔

اس سے ایک طرف فرشتوں کی قوت اور غیر معمولی صلاحیتوں کا اظہار فرمایا دوسری طرف ان لوگوں کے زعم باطل کی تردید کر دی جو ان کو اپنا خدا مانتے ہیں۔ بتا دیا کہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی ایک نہایت ہی فرمانبردار کرانی مخلوق ہے تعمیل حکم ربانی میں ذرا سستی نہیں کرتے

۲ اللہ تعالیٰ ایک مخلوق کو دوسری مخلوق پر جو صلاحیت، قوت، حسن، علم اور دیگر بے شمار کمالات میں جس طرح چاہتا ہے برتری اور بزرگی عنایت فرماتا ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے کوئی امر اس کے لیے دشوار نہیں اور نہ اس کی عطا پر کسی کو اعتراض کرنے کا حق ہے

۳ اس کی رحمت بے پایاں ہے۔ اس کے رحمت فرمانے کے انداز نرالے ہیں۔ اپنی رحمت کا دروازہ وہ جس کے لیے کھول دے کسی کی مجال نہیں کہ اگر جبراً اسے بند کر دے اور اگر وہ کسی پر اپنے در رحمت کو بند کر دے تو کسی کی طاقت نہیں کہ زبردستی اسے کھول سکے۔ وہ قادر مختار ہے۔ اس کا ہر کام اس کی شان حکمت کا آئینہ دار ہے۔

یفتح کا اصلی معنی تو یہ ہے کہ کسی بند چیز کو کھول دینا۔ یہاں بطور مجاز عطیہ کے معنی میں مستعمل ہوا ہے یعنی عطا کرنا بخشش کرنا۔

ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔ ای ما یفعل اطلق الفتح وھو الاطلاق واراد بہ الاعطاء تجوزا لطلقا للسبب للمسبب ۔ (طبری)

۴ قدرت الٰہی کے چند مظاہر پیش کرنے کے بعد روئے سخن سب انسانوں کی طرف ہے کہ اے انسانو ! زندگی، صحت، علم، عزت، دولت وغیرہا جن نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں مالا مال کیا ہے انہیں یاد رکھو اور اس محسن حقیقی کا شکر ادا کیا کرو اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ

اجلا یہ تو بتاؤ کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمان اور زمین سے ۸ ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ

نہیں کوئی معبود مگر اسی کے سو تم اس سے الٹے پھیرے کدھر جا رہے ہو ۹ اور اے حبیب! اگر یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں (تو کوئی نئی

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ

بات نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا اور (آخر کار) اللہ کی طرف ہی سارے کام لوٹائے جاتے ہیں ۱۰ اے لوگو! (یاد رکھو یقیناً)

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پس دھوکہ میں نہ ڈال دے تمہیں یہ دنیوی زندگی ۱۱ اور نہ فریب میں مبتلا کر دے تمہیں اللہ کے

هل من خالق (قرطبی)

۸ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی خالق نہیں، تمہیں بھی اس نے پیدا فرمایا اور تمہارے رزق کے سامان بھی اُسی نے پیدا فرمائے تخلیق میں جب اس کا کوئی شریک نہیں تو رزق رسانی میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب خالق بھی وہی ہے اور رازق بھی وہی تو پھر خود انصاف کرو اور کون ہے جو عبادت کرنے کے لائق ہو۔ ہرگز نہیں، سب کہو۔ لا الٰہ الا ھو۔

۹ تؤفکون کے دو ماخذ ہو سکتے ہیں۔ الوفک والافک : الأفک کا معنی پھیرنا ہے اور الافک کا معنی جھوٹ بولنا۔ علامہ قرطبی اور دیگر علماء تفسیر نے یہاں الأفک کو تؤفکون کا ماخذ قرار دیا ہے یعنی تم کتنے نادان ہو کہ اپنے خالق، رازق اور اپنے معبود حقیقی سے منہ موڑ کر شیطان کی پیروی میں دربدر دھکے جا رہے ہو۔ وأن الافک بالفتح، وھو الصرف یقال ما افکک عن کذا ای ما صرفک عنہ (قرطبی)

۱۰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب راہِ حق سے ان کی روگردانی ملاحظہ فرماتے تو ازحد افسردہ خاطر ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے حبیب! ان کا انکار کرنا اپنا نہیں ہمیشہ سے باطل پرستوں نے اپنے پیغمبروں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے۔ اس لیے رنجیدہ نہ رہا کریں سب معاملات آخر کار اللہ تعالیٰ کے پاس ہی رپٹ کر آنے والے ہیں وہ خود فیصلہ فرما دے گا۔

۱۱ پہلے یا ایھا الناس فرما کر لوگوں کو توحید کی دعوت دی اور شرک سے اجتناب کرنے کی تاکید فرمائی۔ اب یا ایھا الناس فرما کر ان امور سے باخبر کر دیا جو انسان کی تباہی اور بربادی کا باعث بنتے ہیں۔ اس دوسرے خطاب کا آغاز اس چیز سے کیا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ قیامت آئے گی اور تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں بازپرس ہوگی۔ یہ وعدہ کسی عام آدمی کا نہیں جو جھوٹا وعدہ کرنے میں شرم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۭ اِنَّمَا يَدْعُوْا

بارے میں وہ بڑا فریبی۔ یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے (اپنا) دشمن سمجھا کرو ۱۲ (وہ تو صرف اپنے (سرکشی کی)

عمر کس نہ کرے یا اپنی کمزوری کی وجہ سے اس کو پورا نہ کر سکے۔ ایسا نہیں ہے یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوا کرتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ زندگی کی ان ناپائیدار لذتوں میں اس حد تک نہ کھو جاؤ کہ تمہیں قیامت کا دن سرے سے یاد ہی نہ رہے۔ نیز ہوشیار رہنا کہیں وہ فریبی اور دھوکہ باز تمہیں کوئی چکمہ دے کر راہ حق سے بھٹکا نہ دے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے پہلے جملے کا یہ مفہوم بیان کیا ہے: غرور الحیوۃ الدنیا ان یشتغل الانسان بشھوتھا ولذاتھا عن عمل الآخرۃ۔ یعنی دنیوی زندگی کا دھوکہ یہ ہے کہ انسان اس کی لذتوں اور لذتوں میں یوں مشغول ہو جائے کہ آخرت کے لیے کوئی عمل کرنے کی اس کے پاس فرصت ہی نہ رہے۔ اور دوسرے جملہ کا صحیح سمجھنے کے لیے غرور کا مفہوم ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ قال الاصمعی الغرور الذی یغرک: والغرور الاباطیل۔ (لسان العرب)۔ یعنی اصمعی جو نقہ لغت اور ادب کے امام ہیں کہتے ہیں۔ غرور اسے کہتے ہیں جو تجھے دھوکہ اور فریب میں مبتلا کر دے۔ فریبی، مکار، دھوکہ باز اور غرور ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جن کی محبت اور چاہت کے باعث انسان دھوکہ کھا جاتا ہے اور فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: اے لوگو! تمہیں کوئی فریبی، کوئی دھوکہ باز دھوکہ میں مبتلا نہ کر دے۔

کیونکہ سب سے بڑا دھوکہ باز شیطان ہے اس لیے بعض علماء نے لکھا ہے کہ آیت میں غرور سے مراد شیطان ہے۔ چونکہ شیطان دھوکہ بازی کے فن میں بڑا ماہر ہے وہ ہر شخص کو ایک قسم کے دام فریب میں پھانسنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ ہر شخص کی نفسیات کو جانتا ہے، وہ ہر انسان کے کمزور پہلوؤں سے خوب واقف ہے اور ہر انسان پر اس کا حملہ اس کے کمزور پہلو سے ہوا کرتا ہے۔ عقل کے بجائے دل کر وہ ایسا جکڑ لیتا ہے کہ وہ کبھی تو خدا کا سرے سے انکار کر دیتے ہیں کبھی اس کا شریک ٹھہرانے لگتے ہیں اور کبھی اس کائنات کے کارخانہ سے اس کو لاتعلق قرار دیتے ہیں اور کبھی نزول وحی اور وقوع قیامت کو عقل کے منافی ثابت کرتے ہیں اور جو لوگ علم و عقل سے اتنی بھی دلچسپی نہیں رکھتے انہیں کبھی دولت کا لالچ دے کر کبھی اقتدار کے سنہرے خواب دکھا کر کبھی شہرت دوام کے چکر میں ڈال کر کبھی ان سے ایسی ایسی خبیث اسفاکانہ اور سفاکانہ حرکتیں کراتا ہے کہ اسے دیکھنے والے جھنجھلا جاتے ہیں اور جو خدا پر اور قیامت پر ایمان محکم رکھتے ہیں ان کی شمع ایمان اگر بجھا نہیں سکتا تو ان کے کانوں میں پھونک ضرور دیتا ہے کہ تیرا رب غفور رحیم ہے بیشک نماز پڑھ بیشک داڑھی رکھ رہ اس کی مغفرت کے سامنے تیرے گناہوں کی کیا حقیقت ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ اس جملہ کی بہترین تشریح حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمائی ہے:

"قال الغرور بالله ان یعمل بالمعاصی ثم یتمنی علی الله تعالی المغفرۃ"

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ غرور کا مطلب یہ ہے کہ انسان دھڑا دھڑ گناہ کرتا رہے اور تمنا کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے گا۔

۱۲ شیطان تمہاری خیر خواہی کے ہزار دعوے کرے، وہ تم سے دوستی کے عہد و پیمان کرتے ہوئے کتنی سخت قسمیں کھائے تم ہرگز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ

دعوت دیتا ہے اپنے گروہ کو تاکہ وہ جہنمی بن جائیں۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لیے سخت

شَدِيْدٌ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ

عذاب ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا

ع ۱۲ ۱۳ كَبِيْرٌ ۝ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ

اجر ہے۔ پس کیا وہ شخص جس کے لیے برائی مزین کر دیا گیا ہے اسکا برا عمل اور وہ اسکو خوبصورت نظر آتا ہے (اس کیلئے کوئی تدارک ہے)

مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ

کیونکہ اللہ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جسکو چاہتا ہے ۱۳ پس نہ گھلے آپ کی جان انکے لیے

وہ جھوٹا ہے وہ تمہارا ازلی دشمن ہے۔ تمہاری وجہ سے جو جھوٹا اس کی کمی ہے اس کی تمہیں کم نہیں ہوئیں، تم اس کی میٹھی میٹھی باتوں میں آجاتے ہو۔ وہ تو ہر لمحہ ایسے موقع کی تلاش میں ہے کہ فرصت ملے تو تمہیں ایسی ٹھوکر دے کہ تم اپنے بلند مقام سے منہ کے بل ناک رگڑتے پر پٹاخ سے گر پڑو اور وہ زور سے قہقہہ لگائے اور تمہارا مذاق اڑائے، ناداں نہ بنو ایسے خطرناک دشمن سے ہمیشہ چوکنے رہو۔ جب وہ تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اس کو اپنا دشمن سمجھو تب ہی تم اس کے فریب سے بچ سکتے ہو۔

۱۳ علامہ قرطبی کہتے ہیں۔ افمن زین لہ سوء عملہ فرآہ حسنا یہ سارا جملہ مبتدا ہے اس کی خبر محذوف ہے جس پر فلا تذھب نفسک دلالت کرتا ہے۔ اس صورت میں تقدیر کلام یوں ہوگی۔ افمن زین لہ سوء عملہ فرآہ حسنا ذمت نفسک علیھم حسرات یعنی کیا ایسے لوگ جو اپنے برے اعمال کو خوشنما سمجھ رہے ہیں ان کے لیے ازراہ غم آپ اپنی جان گھلا رہے ہیں۔ مقام حیرت ہے کہ وہ ایسی ہمدردی اور دلسوزی کے قابل نہیں۔

ابتدا میں جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کا دل اسے ملامت کرتا ہے۔ اس کے رد عمل کے طور پر سخت احتجاج کرتا ہے لیکن اگر وہ باز نہیں آتا تو دل کی آواز مدھم پڑ جاتی ہے یا اس کے کان بہرے ہو جاتے ہیں کہ فطرت سلیمہ کی صدائے احتجاج سنائی نہیں دیتی۔ اس کے بعد ایک اور مرحلہ آتا ہے کہ گناہ، گناہ محسوس ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ وہی عین صواب نظر آنے لگتا ہے جب کوئی شخص اس مرحلہ پر پہنچتا ہے تو وہ ایک لاعلاج مریض ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل دنیوی زندگی کے فریب سے بھی بچائے اور اس شاطر عیار دشمن کے شر سے بھی محفوظ رکھے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ

فرط غم سے بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ (تم) کیا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جو بھیجتا ہے

الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ

ہواؤں کو وہ اٹھا لاتی ہیں بادل کو پھر ہم لے جاتے ہیں بادل کو مردہ شہر کی طرف پھر ہم زندہ کر دیتے ہیں اس بادل

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ

کے سبب سے زمین کو اسکے مردہ ہو جانے کے بعد۔ یونہی (انسانوں) قبروں سے اٹھایا جائے گا ۱۴ جو عزت کا طلبگار ہو (وہ جان لے)

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

کہ ہر قسم کی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ۱۵ اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور نیک عمل

۱۴ تم مرنے کے بعد کی دوبارہ زندگی کو محال سمجھ رہے ہو۔ اگر تمہیں ذرہ بھر بھی شک ہے تو ذرا اسے کھولنے کی زحمت اٹھاؤ اور ہر طرف دیکھو کیا تمہیں ایسے مناظر بار بار دکھائی نہیں دیتے۔ خشک سالی کے باعث زمین اجاڑ ہو جاتی ہے۔ زندگی کی کرن تک بھی اس میں باقی نہیں رہتی۔ یکایک ٹھنڈی ہوا اپنے کندھوں پر برستی بادل اٹھاتے اٹھکیلیاں کرتے لگتی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے سرمئی بادل سینہ پر سے گھٹا بن جاتا ہے۔ اسی مُردہ زمین میں پھر زندگی انگڑائی لینے لگتی ہے اور طرح طرح کی سبزیاں اگانے لگتی ہیں جو قادر مطلق پانی کے چند قطروں سے زمین کو از سر نو زندہ کر دیتا ہے۔ کیا اس کے لیے یہ کوئی مشکل بات ہے کہ تمہیں مارنے کے بعد پھر زندہ کر دے۔ ذرا غور کرو۔ ذرا عقل سے تو کام لو۔

۱۵ ارشاد ہے جو عزت و آبرو کا آرزو مند ہے اُسے بتا دو کہ ساری عزتوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہے جس کو عزت ملی ہے اُسی کی بارگاہ اقدس سے ملی ہے۔ تم بھی اس کی جناب میں حاضر ہو کر سر نیاز جھکا دو۔ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنا شعار بنا لو وہ تمہیں بھی سرفراز کر دے گا۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

" فمن طلب العزة من الله وصدق في طلبها

بافتقار و ذُلٍ وسكون وخضوع وجدها عنده انشاء الله تعالىٰ غير ممتنعة ولا محجوبة عنه (قرطبی)

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ کی جناب سے عزت طلب کرتا ہے اور اپنی اس طلب کی صداقت کو اپنے افتقار و عاجزی اور نیازمندی سے سچا ثابت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے اس عزت کو پائے گا وہ عزت اس سے روکی بھی نہیں جائے گی اور اس سے چھپائی بھی نہیں جائے گی ان شاء اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَرْفَعُهُ ۚ وَالَّذِينَ يَمْكُرُونَ السَّيِّئَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ

پاکیزہ کلام کو بلند کرتا ہے اور جو لوگ فریب کاریاں کرتے ہیں بڑے کاموں کے لیے ان کے لیے شدید عذاب ہے۔ الخ

کسی نے کیا خوب کہا ہے: ؎

تا داغ غلامی تو داریم ہر جا کہ می رویم پادشاہیم

الکلم الطیب، یعنی پاکیزہ کلمہ، اس سے مراد ذکر الٰہی ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی مسلمان یہ کہتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ۔ تو ان جملوں کو ایک فرشتہ اپنے پروں کے نیچے محفوظ کر لیتا ہے اور آسمان کا رخ کرتا ہے فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے اس کا گزر ہوتا ہے وہ فرشتے ان جملوں کے قائل کے لیے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابن مسعود نے یہ آیت تلاوت کی۔ ابن کثیر، اکثر علماء کا یہ قول ہے کہ پاکیزہ کلام سے مراد الذکر والتلاوۃ والدعاء ذکر، تلاوت اور دعا ہے۔ ابن کثیر، علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ہر وہ کلام ہے جس میں یا تو اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو یا وہ کلام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا گیا ہو۔ جس طرح کسی کو وعظ و نصیحت کرنا یا اسے علم سکھانا۔ والمختار انه کل کلام هو ذکر الله او هو لله سبحانه کالنصیحة والعلم (روح المعانی) نیز علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ صعود کلام سے مراد اس کی مقبولیت ہے۔ صعود الکلام اليه مجاز مرسل عن قبوله۔ (روح المعانی)

یرفعہ کا فاعل عمل صالح اور ضمیر مفعول کا مرجع الکلم الطیب ہے یعنی پاکیزہ کلام کو عمل صالح بارگاہ الٰہی میں قبولیت سے مشرف کرتا ہے۔ اگر باتیں تو اچھی ہوں، لیکن عمل اس کے خلاف ہو تو وہ باتیں مسترد کر دی جاتی ہیں۔

بعض حضرات نے یرفعہ کا فاعل اللہ تعالیٰ کو بتایا ہے اور ضمیر کا مرجع العمل الصالح ہے اور عمل صالح سے مراد وہ اعمال ہیں جن میں ریا نہ ہو، بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیے جائیں۔ ای ما کان خالصا لوجه الله لا یکون مطروبا بریاء ومنعته یرفع الله تعالیٰ ای یقبله۔ لیکن زیادہ راجح اور صحیح یہ قول ہے کہ "المراد ان الکلم الطیب یصعد الی الله تعالیٰ وان کان معه عمل صالح یرفع شأن تلك الکلمة ویزید فی ثوابها (روح المعانی) یعنی پاکیزہ کلام بارگاہ الٰہی میں تقرب الہی حاصل کرتا ہے۔ اگر اس کے ساتھ عمل صالح بھی ہو تو اس کی شان بلند ہو جاتی ہے اور اس کے ثواب میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

والحق ان العاصی فتارك للغرائض اذا ذکر الله تعالیٰ وقال کلاما طیبا فانه مکروه له متبلة منه وله حسناته وعلیه سیئاته (قرطبی)

یعنی حق یہ ہے کہ اگر کوئی گنہگار فرائض کا تارک ہو جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور اچھی باتیں کرتا ہے تو انہیں لکھ دیا جاتا ہے اور انہیں قبول بھی کیا جاتا ہے۔ ہر شخص کی نیکیوں کا اسے ثواب ملے گا اور اس کی برائیوں کی اسے سزا ملے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يَبُورُ ﴿١٠﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ

ان کا مکر (فریب) تباہ ہو کر رہے گا ۱۲ اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تمہیں مٹی سے، پھر پانی کی بوند سے

ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۚ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ

پھر تمہیں بنا دیا جوڑے جوڑے اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اس کے اس کا علم ہوتا ہے۔

وَمَا يُعَمَّرُ مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ

اور نہ لمبی زندگی دی جاتی ہے کسی طویل العمر کو اور نہ کم رکھی جاتی ہے کسی کی عمر مگر اس کی تفصیل اس کتاب میں درج ہے۔ بیشک

ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ ۖ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے اور یکساں نہیں ہو سکتے پانی کے دو ذخیرے۔ یہ (ایک) میٹھا ہے بہت میٹھا ۱۹

۱۲ یعنی جو لوگ اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مکر و فریب اور سازشیں کرتے رہتے ہیں مسلمانوں کو شکست دینے اور ان کی صفوں میں انتشار پیدا کرنے کے لیے کہیں چلاتے ہیں انہیں شدید خسارہ ہوگا اور ان کا مکر و فریب ناکام ہو جائے گا۔ یقال بار یبور: اذا هلك وبطل، وبارت السوق اى كسدت وقل طلبها، جب کوئی چیز ہلاک و فنا ہو جائے تو عرب کہتے ہیں بار یبور۔ اور جب کوئی بازار ٹھنڈا پڑ جائے بے رونق ہو جائے تو کہتے ہیں بارت السوق۔

۱۳ تمہارے آغاز آفرینش سے تمہارے سفر حیات کے اختتام تک کے تمام حالات سے اللہ تعالیٰ تفصیلاً آگاہ ہے اور تمام جزئیات اور تفصیلات لوح محفوظ میں درج کر دی گئی ہیں۔

۱۴ اردو تراجم میں عام طور پر البحرین کا معنی دو سمندر یا دو دریا کیا گیا ہے حالانکہ سمندر سارے کھارے ہیں کوئی میٹھا نہیں اور دریاؤں کا پانی میٹھا ہوتا ہے کھاری نہیں ہوتا، اس لیے جب تک لفظ "بحر" کی لغوی تحقیق نہ کی جائے یہ الجھن دور نہیں ہوتی۔ علامہ ابن منظور نے اس کی توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے: البحر: الماء الكثير ملحا كان او عذبا۔ یعنی پانی کی کثیر مقدار اور وسیع ذخیرہ کو بحر کہتے ہیں۔ خواہ وہ نمکین ہو یا شیریں۔ بحر کو بحر کہنے کی وجہ تسمیہ کے بارے میں وسعت اور انبساط کا مفہوم پایا جاتا ہے جیسے کوئی شخص بہت سخی ہو تو اسے کہتے ہیں انه لبحر کہ وہ تو بحر ہے۔ یہ درست ہے کہ عام طور پر بحر کا اطلاق سمندر پر ہوتا ہے لیکن میٹھے پانی کے وسیع ذخیرہ کو بھی اہل عرب بحر کہتے ہیں۔ چنانچہ علامہ مذکور نے ابن مقبل کا یہ شعر بطور استشہاد پیش کیا ہے۔

ونحن منعنا البحران يشربوا به وقد كان منكم مادة بكمان

یہاں بحر میٹھے پانی کے معنی میں استعمال ہوا ہے کیونکہ میٹھا پانی کو ہی پینے سے روکا جاتا ہے۔ (لسان العرب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا

اس کا پینا بڑا خوشگوار ہے اور یہ دوسرا سخت تلخ، کھاری ملح۔ اور دونوں میں سے تم کھاتے ہو تر و تازہ گوشت ۱۲

وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ

اور نکالتے ہو زینت کا سامان، جسے تم پہنتے ہو۔ ۱۲ اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو پانی میں کہ اسے چیرتی، شور مچاتی

لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ

چلی جا رہی ہیں تاکہ تم تلاش کرو اسکے فضل کو ۱۲ اور یہ سب نوازشیں اس لیے تاکہ تم شکر ادا کرو ۱۲ وہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں، رات کے ایک حصے کو

اس تحقیق کے بعد اب وہ خلش باقی نہیں رہتی۔ عذب، میٹھا۔ فرات، شدید العذوبۃ: بہت شیریں یا جو پیاس کو بجھا دے۔ قیل ما هو بکسر العطش (مظہری)، سائغ، سہل الانسداد جس کا پینا بہت خوشگوار ہو۔ خود ہی گلے سے نیچے اترتا چلا جائے۔ ملح: نمکین۔ اُجاج: شدید الملوحۃ: از بسیار شوری۔ وقیل هو ما یحرق بملوحتہ۔ جو اپنے کھارے پن کی وجہ سے جلا دے۔ (مظہری) علامہ جوہری لکھتے ہیں: ماء اجاج: ای ملح مر (الصحاح) یعنی کھاری تلخ۔

۱۰ ذرا قدرت کے اس تفاوت کے باوجود وہاں مچھلیوں کا تازہ گوشت ہمارے کھانے کے لیے دستیاب ہوتا ہے۔ طویل سمندری سفر میں اگر خوراک کے ذخائر ختم بھی ہو جائیں تو مچھلی کے گوشت پر انسان گزر اوقات کر سکتا ہے۔ پھر اس کی قدرت کا کرشمہ ملاحظہ ہو۔ ایسا نہیں کہ دریائی مچھلیوں کا گوشت لذیذ اور کھانے کے قابل ہو اور کھاری سمندروں کی مچھلیوں کا گوشت تلخ اور کھاری ہو۔ مگرمچھ پانی میں وہ پیدا ہوئیں، خوراک کھاتی رہیں، وہ تو کڑوا اور کھاری ہے۔ چکھا نہیں جا سکتا۔ لیکن اس کی مچھلیوں میں وہ سمندر کی بدبو ہے اور نہ وہ ناپسندیدہ ذائقہ۔ اس خالق کی قدرت کا اس سے زیادہ روشن تر ثبوت کوئی اور بھی تمہیں درکار ہے۔

۱۱ اس کا مزید کرم ملاحظہ ہو کہ اسی سمندر میں تمہیں موتی، جواہرات اور مرجان ملیں گے جن کو زیوروں کی طرح پہن کر تم اپنی زیب و زینت کو چار چاند لگا سکتے ہو۔

۱۲ اس کی عنایت کا سلسلہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا تم ان کشتیوں، ان جہازی بھر کم سمندری جہازوں کو دیکھو اپنی پشتوں پر ہزارہا ٹنوں کو اٹھائے ہزاروں لاکھوں من سامان سے لدے، سمندر کی موجوں کو چیرتے ہوئے اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتے چلے جا رہے ہیں تاکہ تم اپنے ملک سے دوسرے ملکوں میں جا کر علم اور ہنر سیکھو۔ اپنا سامان تجارت لے جا کر وہاں کی منڈیوں میں فروخت کرو۔ وہاں کے زراعت اور صنعت کی مصنوعات خریدو اور انہیں اپنے وطن میں لا کر بیچو اور ایک سفر سے دو ہزار گنا منافع کماؤ۔ ان تمام امور کو قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کا فضل کہا ہے۔ مواخر جمع ہے اس کا واحد ماخرۃ ہے کشتیاں۔ علامہ جوہری اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں اذا جرت تشق الماء مع صوت (صحاح) یعنی مخر کہتے ہیں پانی کو اس طرح چیرنا کہ اس سے شور پیدا ہو۔ کشتیاں جب پانی کو چیرتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي

دن میں رات کو داخل کرتا ہے رات میں دن کو اور اس نے پابند حکم کر دیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک رواں ہے

لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ

مقررہ میعاد تک یہ ہے اللہ جو تمہارا رب ہے اسی کی ساری بادشاہی ہے۔ اور وہ (ہستیاں) جن کی تم دہائی کرتے ہو

مِن دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ﴿١٣﴾ إِن تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا

اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تو کھجور کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ۲۵ اگر تم انہیں پکارو تو نہ سن سکیں گے

ہوئی گزرتی ہیں تو شور پیدا ہوتا ہے اس لیے انہیں مراد نہیں لیا گیا۔

۲۳ تاکہ تم ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو اور اپنے منعم حقیقی کا شکر بجا لاؤ یعنی اس کی توحید کا اقرار کرو۔ اس کے رسول مکرم پر ایمان لاؤ۔ اس کے تمام اوامر و نواہی کی سختی سے پابندی کرو تاکہ تم پر مزید لطف و کرم کی بارش کی جائے۔

۲۴ سال بھر موسم بھی ایک سا نہیں ہوتا اور دن و رات بھی گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ اور تم اس یکسانیت سے اکتا جاتے۔ نیز طرح طرح کی سبزیاں گرمی اور سردی کے پھل ان سے بھی تم محروم ہو جاتے اس لیے اپنی قدرت کاملہ سے اس نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ مناسب وقفوں کے بعد موسم بدلتے رہیں۔ گرمی کے بعد سردی اور خزاں کے بعد بہار کی آمد کا تسلسل قائم رہے۔ دن اور رات میں گھٹتی بڑھتی رہیں تاکہ اس کی قدرت کے مختلف شئون ظہور پذیر ہوتے رہیں۔ اس نے سورج اور چاند کے لیے بھی ایک نظام الاوقات مقرر کر دیا ہے۔ وہ اسی کے مطابق سرگرم عمل ہیں۔

جو اتنی قدرتوں کا مالک جو اتنی حکمتوں والا اور اتنے لطف و احسان فرمانے والا ہے وہ ہے تمہارا خدا جو تمہارا رب ہے جو تمہیں ضعف سے قوت کی طرف، نقص سے کمال کی طرف، جہالت سے علم کی طرف تدریجاً تدریجاً لیے جا رہا ہے۔ سارا ملک اسی کا ہے سب جہانوں میں اسی کی حکمرانی ہے۔

۲۵ اے کفار و مشرکین! اپنے رب کریم، معبود برحق، شہنشاہ حقیقی کو چھوڑ کر اس کی معبودیت کا رشتہ توڑ کر جن بتوں وغیرہ کو تم نے خدا بنا رکھا ہے اور جن کی پوجا پاٹ میں تم مشغول رہتے ہو ان کے افلاس اور بے بسی کا تو یہ عالم ہے کہ زمین و آسمان کے خزانے تو کجا وہ تو کھجور کی گٹھلی میں جو باریک سا سفید چھلکا (پردہ) ہوتا ہے اس کے بھی مالک نہیں۔ جو اتنے مفلس، اتنے تہی دست اور بے بس ہوں ان کو اپنا معبود بنانا، ان کی پوجا کرنا، اور رب قدیر و حکیم اور مالک الملک کو چھوڑ دینا کہاں کی دانائی اور عقلمندی ہے۔ کچھ تو سوچو۔ تم کیا کر رہے ہو۔ ذرا غور تو کرو۔ تم کیا ہو اور کدھر جا رہے ہو۔ مختلف مفسرین نے اس آیت کی جو تفسیر کی ہے ملاحظہ ہو:

تدعون من دونہ ای الاصنام (قرطبی) ای الذین تعبدونہا من الاصنام (مظہری) تدعون من دونہ ھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ

تمہاری پکار اور اگر وہ بالفرض سن بھی لیں تو وہ تمہاری التجا قبول نہیں کر سکیں گے اور روز قیامت تمہارے اشراک کا انکار کر دیں گے

بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝۱۴ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ

تمہارے شرک کا ۲۸ اور درحقیقت حال سے تجھ کو کوئی آگاہ نہیں کر سکتا خدائے خبیر مانند ۲۹ اے لوگو تم سب محتاج ہو

اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۱۵ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ

اللہ تعالیٰ کے اور اللہ ہی غنی ہے سب خوبیوں سراہا ۳۰ اگر اس کی مرضی ہو تو تم سب کو نابود کر دے اور لے آئے

الاوثان (بتوں) سب کا مفہوم ایک ہے یعنی وہ بت جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ معلوم ہوا کہ یہ آیت بتوں اور ان کے پجاریوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ قطمیر: لفافة رقیقة علی النواة۔ (مظہری) وہ باریک پردہ جو گٹھلی پر ہوتا ہے۔

۲۸ مشرکین کے معبودوں کی بے بسی کا عمدہ بیان ہے کہ یہ بے جان امور تمہاری فریاد کو کیا سنیں گے جبکہ تم کو خبر نہیں کہ تم کیا مانگ رہے ہو اور بالفرض یہ سن بھی لیں تو یہ تمہاری کیا مشکل حل کر سکتے ہیں۔ تمہاری کیسے مدد کر سکتے ہیں۔ جب ان کے پاس سرے سے کوئی اختیار ہی نہیں، کوئی طاقت ہی نہیں۔ قیامت کے روز انہیں دنیا میں معبود بنایا گیا تھا وہ صاف انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ نہ ہم معبود تھے نہ ہم نے ان کو اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا اور نہ ہی ہمارا اور ان کا باہمی کوئی تعلق تھا۔ علماء لکھتے ہیں کہ بت تو اس لیے جواب نہیں دیں گے کہ وہ بے جان نہ سن سکتے ہیں نہ بول سکتے ہیں، لیکن جو کہ بت فرشتوں کو یا اللہ تعالیٰ کے مقربین کو پکارتے ہیں وہ اس لیے جواب نہیں دیں گے کہ ان گمراہوں نے انہیں خدا سمجھ رکھا تھا حالانکہ وہ خدا بننے سے بالکل منکر تھے۔ پس وہ ایسے لوگوں کی فریاد کا کیوں جواب دیں گے جو ان پر اتنی بڑی تہمت لگا رہے تھے۔ وکیف یجیبون زاعم ذلک فیھم وفیہ من المنحۃ ما فیہ (روح المعانی)

معلوم ہوا کہ یہاں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خدا اور معبود مانتے تھے ان بدبختوں کی جو ان نصیبی کا یہ حال ہوگا۔

۲۹ اے سننے والے! صحیح حالات سے تمہیں آگاہ کیا جا رہا ہے اور آگاہ کرنے والا وہ رب ہے جو ظاہر و باطن، جلی و خفی ہر چیز سے خبردار ہے۔ اب تو خود ہی سوچ لے کہ کوئی اور ایسی ہستی ہے جو اس خبیر و علیم کی طرح حقائق اور صداقتوں سے تجھ کو اس طرح آگاہ کر سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ مفہوم کلام یوں ہے: لا ینبئک ای لا یخبرک بحقیقۃ الامر احد مخبر مثل خبیر (مظہری)

۳۰ اے لوگو! تم اپنے وجود میں، اپنی بقاء میں، اپنی نشو و نما میں، غرضیکہ دنیا کی زندگی میں ہر ہر قدم پر اس کے فضل و کرم کے محتاج ہو۔ اگر وہ آنکھ جھپکنے کی دیر یا اس سے بھی کم کے لیے اپنی نگاہ لطف پھیر لے تو تمہیں ہوش آ جائے۔ تم سب اس کے محتاج ہو اور وہ بے نیاز ہے۔ کوئی اس کی تعریف نہ بھی کرے تب بھی وہ سب خوبیوں والا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جَدِيدٍ ﴿١٦﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿١٧﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ

ایک نئی مخلوق۔ اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر قطعاً دشوار نہیں۔ اور کوئی شخص کسی اٹھانے والے کا بوجھ

أُخْرَىٰ ۚ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ

نہیں اٹھائے گا اور اگر بوجھ کا چھٹا پر بوجھ اٹھانے والا کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کیلئے تو نہ اٹھائے گا اس کے بوجھ سے کوئی شے اگرچہ

كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا

کوئی قرابت دار ہی ہو تم آپ صرف ان کو ڈرا سکتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور سچے دل سے

۲۵ واردۃ: صفت ہے اس کا موصوف نفس محذوف ہے۔ اس کا مطلب ہے: لا تحمل نفس آثمۃ اثم نفس أخری (روح المعانی) یعنی کوئی گنہگار جو پہلے ہی اپنے بارگناہ کے نیچے دبا چلا جا رہا ہے وہ کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ کیونکر اٹھا سکتا ہے۔ سورۂ عنکبوت کی آیت ہے: ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم کہ وہ اپنے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے علاوہ اور بوجھ بھی اٹھائیں گے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ دو آیتیں متضاد ہیں کیونکہ سورۂ عنکبوت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ وہ لوگ ہیں جو کفر اور باطل کے سرغنہ تھے۔ خود بھی گمراہ، بدکار اور مشرک تھے اور دوسروں کو بھی راہِ حق سے بھٹکاتے تھے انہیں گناہوں اور شرک کی مبتلا کرنا ان کا معمول تھا ایسے لوگوں پر دوہرا بوجھ ہوگا ایک اپنی بدکاریوں کا اور دوسرا ان بدکاریوں کا جن میں ان کے ورغلانے سے دوسرے لوگ مبتلا ہوئے یعنی خود گمراہ ہونے اور دوسروں کو گمراہ کرنے کے دوہرے بوجھ ان کی گردن پر ہوں گے گمراہ ہونا جس طرح ان کا فعل ہے اسی طرح لوگوں کو گمراہ کرنا بھی انہیں کا فعل ہے۔

۲۶ پہلے عموم کی مزید توضیح کی جا رہی ہے۔ مثقلۃ (بوجھ سے لدا ہوا) مؤنث کی علامت ہوئی۔ یہ لفظ مذکر مؤنث دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (قرطبی) ای لنفس اثقلتھا الاوزار۔ حمل: ما کان علی الظھر، اس بوجھ کو کہتے ہیں جو پیٹھ پر لادا ہوا ہو۔ جو پیٹ میں یا درختوں کی شاخوں میں ہوا سے حمل کہتے ہیں۔ والحمل حمل المرأۃ و النخلۃ (قرطبی)

حضرت فضیل بن عیاض سے منقول ہے اس سے مراد وہ عورت ہے جس نے بچہ جنا ہوگا اور وہ اس دن اپنے بچے کو کہے گی: یا ولدی! الم یکن بطنی لک وعاء، الم یکن ثدی لک سقاء، الم یکن حجری لک وطاء۔ فیقول بلی یا امّاہ: اے میرے بیٹے! کیا میرا پیٹ تیرے لیے قرارگاہ نہ تھا، کیا میری چھاتیاں تیرے لیے شکیزہ نہ تھیں، کیا میری گود تیرے لیے آرام کی جگہ نہ تھی؟ وہ کہے گا ہاں میری اماں جان!

فتقول یا بنی قد اثقلتنی ذنوبی فاحمل عنی منھا ذنبا واحدا۔ فیقول الیک عنی یا امّاہ فانی بذنبی عنک مشغول (قرطبی) پھر وہ کہے گی میرے بیٹے، میرے گناہوں نے میری کمر توڑ دی ہے پس اس میں سے ایک گناہ تو اٹھا لے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الصَّلٰوةَ ؕ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

پڑھی نماز ۴۱ اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے سو وہ اپنی بھلائی کے لیے ہی اختیار کرتا ہے ۴۲ اور اللہ کی طرف ہی لوٹنا ہے

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَ

ہی لوٹنا ہے ۔ اور یکساں نہیں ہے اندھا اور بینا ۔ اور نہ (یکساں ہیں) اندھیرے اور نور اور

لَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ؕ اِنَّ

درکیساں ہے ۔ سایہ اور تیز دھوپ ۔ اور نہ ایک جیسے ہیں زندے اور مُردے ۴۳ بیشک

وہ کہے گا ماں! دُور ہٹ جا! میں اپنے گناہوں میں مشغول ہوں میں تیری طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

اس آیت یا اس روایت سے متعلق شفاعت کا انکار کرنا ضد یا تعصب کے سوا کچھ نہیں۔ شہید، حافظ قرآن بیٹا اپنے والدین کو بخشوائے گا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مقام محمود پر فائز ہوں گے اور اپنی اُمت کے گنہ گاروں کی بخشش کے لیے التجا کریں گے جو قبول ہوگی۔ اسی طرح دیگر انبیاء و اولیاء اور علماء ربانیین اپنے اپنے درجہ کے مطابق شفاعت کریں گے۔

آیت کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ ایسے لوگ جو بوجھ گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہوں گے۔ جنہوں نے اپنی ساری عُمر نافرمانی میں بسر کی ہوگی، جنہوں نے اس دُنیا میں حضورؐ کی شفاعت کا انکار کر کے اپنے آپ کو شفاعتِ محمدی سے محروم کر دیا ہوگا یہاں ایسے لوگوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ نیز انبیاء و اولیاء کی شفاعت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ گناہ گاروں کے گناہ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیں گے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ ان کی بخشش کے لیے دُعا کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی دُعا کی برکت سے ان کے گناہ معاف کر دے گا۔ اور گناہوں کا بوجھ سر سے ساقط ہی نہیں رہے گا۔

۴۱۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ سب کو آنے والے عذاب سے ڈراتے تھے سب غافلوں کو برے عاقبت سے ڈراتے تھے لیکن حضورؐ کی اس تنبیہ سے فائدہ اٹھانے والے فقط وہی خوش نصیب تھے جن کا ذکر اس آیت میں کیا جا رہا ہے۔

۴۲۔ جو شخص اپنے دامن کو گناہوں سے پاک رکھتا ہے تقویٰ اور پارسائی کو اپنا شعار بناتا ہے کسی پر کوئی احسان نہیں کرتا بلکہ اس میں سراسر اس کا اپنا بھلا ہے۔ اسی کے مراتب بلند ہوں گے اور اسی کو بارگاہِ رب العزت میں شانِ رفیع بخشی جائے گی۔

۴۳۔ ان آیات میں ذرا غور فرمائیے

اعمیٰ سے مراد کافر۔ بصیر سے مراد مومن۔ ظلمت سے مراد باطل۔ نُور سے مراد حق۔ ظل (سایہ) سے مراد ثواب۔ حرور (سخت گرمی) سے مراد عقاب ہے۔ اسی طرح احیاء سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دل زندہ ہیں جن کی آنکھیں نُورِ حق کو دیکھ سکتی ہیں جن کے کان آوازِ حق کو سُن سکتے ہیں اور اموات سے مراد وہ مردہ دل ہیں جن کی ظاہری اور باطنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ

اللہ تعالیٰ سناتا ہے جسکو چاہتا ہے ۳۴ اور آپ نہیں سنانے والے جو قبروں میں ہیں ۳۵ نہیں ہیں آپ

اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ

مگر پوری طرح ڈرانے والے ۔ ہم نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور پوری طرح ڈرانے والا ۔ اور کوئی اُمت ایسی

اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو ۳۶ اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو کوئی تعجب نہیں) جھٹلا چکے ہیں

قومیں بیکار ہو چکی ہیں۔

۳۴ یہاں سماع سے مراد فقط سننا نہیں بلکہ ایسا سننا جو ہدایت پذیری کا سبب بن جائے جس سننے کے بعد انسان کفر کے راستہ سے ہٹ کر ہدایت کی روشنی کی طرف آجائے۔ ان المراد ليسمع من يشاء سماع تدبر وقبول فتاية عزوجل

۳۵ یہاں بھی سماع سے مراد مطلق سننا نہیں بلکہ وہ سننا ہے جس کا ذکر پہلی آیت میں گزر چکا ہے۔ والمراد بالسماع هنا ما اريد به في سابقه (روح المعانی) علامہ قرطبی اس کا مفہوم بیان کرتے ہیں، ای بمنزلة اهل القبور في انهم لا ينتفعون بما يسمعونه ولا يقبلونه (قرطبی) یعنی یہ کافر اہل قبور کی طرح ہیں کہ اگر انہیں کوئی نصیحت کی جائے تو وہ اس سے نہ تو فائدہ اٹھاتے ہیں اور نہ قبول کرتے ہیں۔ سماع موتی کے مسئلہ مفصل بحث سورہ روم آیت ۵۲ کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

۳۶ یعنی نبوت کا سلسلہ کسی ملک، علاقہ یا قوم کے ساتھ مخصوص نہیں جہاں بھی انسانوں کا کوئی گروہ آباد تھا وہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ڈرانے والا ان کے پاس ضرور آیا۔ خواہ وہ نبی ہو یا کسی نبی کا پیروکار جس نے تبلیغ کا فریضہ ادا کیا۔ اس میں عرب، مصر یا فلسطین کی کوئی خصوصیت نہیں۔ ہند، چین، جاپان، افغانستان اور دیگر براعظموں میں بھی نذیر تشریف لے آئے۔ یہ ہمارا ایمان ہے۔ اب جن انبیاء کرام کے اسماء گرامی قرآن کریم یا صحیح حدیث میں مذکور ہیں۔ ان کی نبوت پر ایمان لانا شرط اسلام ہے اور جن کے اسماء مذکور نہیں ان پر بھی اجمالی طور پر ایمان لانا ضروری ہے یعنی ان علاقوں میں جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجا ہم اس کی نبوت کو مانتے ہیں لیکن حضور خاتم مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کہ سلسلہ نبوت ہی ختم ہو گیا۔ اس آفتاب عالمتاب کے طلوع ہونے کے بعد کسی چراغ کی ضرورت ہی نہ رہی۔ اس لیے اب تا قیامت کوئی نبی نہیں آسکتا۔ آیت میں بھی خلا یعنی گزر چکنے کا ہی کا صیغہ استعمال ہوا ہے جو گزشتہ زمانے پر دلالت کرتا ہے۔ اب ہر قوم کے لیے ہر زمانہ میں حضور نبی الانبیاء و خاتم الرسل کی ذات پاک ہی منبع ہدایت اور اسوۂ حسنہ ہے۔

اب تبلیغ کا فریضہ حضور کی اُمت کے اولیاء و علماء انجام دیں گے۔ حضور کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کذاب اور دجال ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَبْلِهِمْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ

ان سے پہلے تھے۔ کھلی دلیلیں لائے تھے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں آسمانی صحیفے اور نورانی کتاب لے کر پھر جب

اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ

ان کی سرکشی کی حد ہو گئی، تو میں نے پکڑ لیا کفار کو پھر دیکھ لو کیسی ہوئی ہے میری غلاب کیا تھا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اتارتا ہے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَمِنَ

آسمان سے پانی پھر ہم نکالتے ہیں اس کے ذریعہ طرح طرح کے پھل جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں ﴿۲۷﴾ اور

الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ﴿۲۸﴾

پہاڑوں سے بھی رنگ برنگ ٹکڑے ہیں کوئی سفید کوئی سرخ۔ مختلف رنگوں میں (کوئی شوخ کوئی مدہم) اور بعض بالکل سخت سیاہ ﴿۲۸﴾

جس طرح احادیث صحیحہ میں مذکور ہے۔ نیز ان آیات میں غور کرو۔ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ نیز وما ارسلناک الا کافۃ للناس۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس ارشاد خداوندی کے مطابق تمام بنی نوع انسان کے لیے سچے رسول ہیں تو پھر کسی مزید رسول کی گنجائش نہیں رہتی۔

﴿۲۵﴾ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں۔

﴿۲۷﴾ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بڑی نشانیوں کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ ایک زمین ہے اور ایک ہی پانی لیکن پھلوں کی کتنی قسمیں پیدا ہو سکتیں۔ رنگ، ذائقہ اور مہک سب کی الگ الگ خصوصیات اور اثرات بھی ایک دوسرے سے یکسر جدا جدا۔ اس یکسانی میں ایسی نیرنگی، حکمت ربانی کی کتنی بڑی دلیل ہے۔

﴿۲۷﴾ مختلف پہاڑوں کی بناوٹ، ان کی بلندی و پستی میں قدرت ربانی کے عجائب جلوے نظر آ رہے ہیں۔ ذرا ان کے رنگوں کو ملاحظہ فرمایئے۔ کہیں تو بالکل سفید دھاری چل گئی ہے، کہیں رنگ سرخ ہے اور سرخی بھی ایک جیسی نہیں اس رنگ میں بھی کئی رنگ ہیں۔ کوئی ہلکا سرخ، کہیں گہرا عنابی، کہیں مخملی مائل اور کہیں سیاہ ہے تو ایسا سیاہ کہ بس حد ہی ہو گئی۔ جُدَدٌ کا معنی طرائق۔ راستے بھی کیا گیا ہے یعنی پہاڑوں کا اپنا رنگ ہے لیکن ان کی گھاٹیوں میں سے جو راستے گزرتے ہیں ان کی رنگتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ وھی ما تختلف من الطریق فی الجبال۔ اور بعض نے جُدَدٌ کا معنی قطع کیا ہے۔ یعنی پہاڑوں کے مختلف حصوں کے مختلف رنگ ہیں۔ جُدَدٌ: قطع من قولک جددت الشیٔ اذا قطعتہ یعنی جب کسی چیز کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے تو کہتے ہیں جددتہ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ

اور انسانوں ، چارپایوں اور جانوروں کے رنگ بھی اسی طرح جدا جدا ہیں ۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی (پوری طرح) اس سے ڈرتے ہیں ۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب پر غالب بہت بخشنے والا ہے ۔

پہاڑوں کے مختلف رنگوں کی طرف خصوصی طور پر متوجہ کر کے ان معدنیات کا کھوج لگانے کی ترغیب دی گئی ہے ۔ جو ان کے ٹکڑوں میں موجود ہیں اور مدت سے کسی ہوا اور بارش انسان کی جذب خاطر انکشاف کے لیے چشم براہ ہیں اور پہاڑوں کی یہ مختلف رنگتیں ان معدنی خزانوں کا پتہ بتا رہی ہیں ۔ افسوس وہ قوم جسے قرآن کریم جیسی کتاب پیش رہنما کی گئی تھی وہ اسے پس پشت ڈال کر سو گئی اور یورپ کی دشتی قومیں اس چشمہ حیوان سے اپنی کشت حیات کو سیراب کرنے میں بہت لے گئیں ۔

غرابیب : غربیب ای شدید السواد : یعنی بہت سیاہ ۔

قدرت کی قدرت آفرینیاں یہاں ختم نہیں ہو جاتیں ۔ مصور فطرت کا موقلم انسانوں ، چوپایوں اور جانوروں کو مختلف رنگ آمیزیوں سے یوں آراستہ و پیراستہ کر رہا ہے کہ دل کھچے چلے جاتے ہیں ۔ آنکھیں ہزار بار دیکھنے کے باوجود سیر نہیں ہوتیں اور یکبار دیگر دیدن کی آرزو کبھی ختم نہیں ہوتی ۔ بحیثیت انسان اپنے قد و قامت ، خدوخال ، صباحت و ملاحت میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں ۔ صرف اتنا ہی نہیں ، اپنی باطنی قوتوں ، ذہنی صلاحیتوں ، فطری استعدادوں میں بھی ایک حیرت انگیز تنوع پیش کرتی ہیں ۔ انسانوں میں اگر یہ تفاوت نہ پایا جاتا ، تو عروس کائنات کے گیسو کن سنوارتا ۔ ان لاتعداد صحراؤں کو چمنستان کیسے بنایا جاتا ۔

اللہ تعالیٰ کی ان آفرینیوں کا جتنی دقت نگاہ سے لوگ مطالعہ کریں گے حکمت ربانی کے نئے نئے جلوے روز افزوں سامنے آئیں گے اس تدبر اور مطالعہ سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا ایسا علم نصیب ہوگا جو انہیں عین الیقین کی منزل تک پہنچائے گا اور وہاں سے حق الیقین کی منزل زیادہ دور نہیں ، طلب صادق ہوگی تو توفیق کا ہاتھ بڑھے گا اور انہیں ان بلندیوں پر فائز کر دے گا جہاں حق الیقین کی روشنی ہر سو پھیلی ہوئی ہے جہاں شک و شبہ کا غبار نہیں ۔ وہاں پہنچ کر انہیں اپنے رب ذوالجلال والاکرام کی معرفت نصیب ہوگی پھر جس خشیت سے ان کے دل معمور ہوں گے ہمارے لیے اس کا اندازہ لگانا ہی مشکل ہے ۔ حکماء اسلام کے نزدیک علم کی حقیقت کیا ہے ، اس کے لیے چند اقوال ملاحظہ فرمائیے :

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا لیس العلم عن کثرۃ الحدیث لکن العلم عن کثرۃ الخشیۃ ۔

ترجمہ : زیادہ باتیں جاننا علم نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے خشیت (ڈرنا) کو علم کہتے ہیں ۔

۲۔ امام مالک فرماتے ہیں : ان العلم لیس بکثرۃ الروایۃ وانما العلم نور یجعلہ اللہ فی القلب

ترجمہ : بکثرت روایت کرنے کا نام علم نہیں ، بلکہ علم ایک نور ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی دل میں ڈال دیتا ہے ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا

بیشک جو (غور و تدبر سے) تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی اور نماز قائم کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس

رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ﴿٢٩﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ

مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے راز طور سے اور اعلانیہ (وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز) نقصان والی نہیں ہے ﴿۲۹﴾ تاکہ اللہ

أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٠﴾ وَالَّذِي

انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور (بڑھا) زیادہ کر کے ان کے اجر میں اپنے فضل سے۔ بیشک وہ بہت بخشنے والا (اور) قدر دان ہے ﴿۳۰﴾ اور جو

۳۔ مجاہد فرماتے ہیں: انما العالم من خشی اللہ عزوجل۔ (ترجمہ) عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل سے ڈرتا ہے۔

۴۔ ربیع بن انس کا ارشاد ہے: من لم یخش اللہ تعالیٰ لیس بعالم

ترجمہ: جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں وہ عالم نہیں۔

۵۔ حضرت ابن مسعود سے ایک قول مروی ہے: کفی بخشیۃ اللہ تعالیٰ علما وبالاغترار جہلا۔

ترجمہ: اگر دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے تو انسان کے لیے اتنا علم ہی کافی ہے اور اس سے بڑی جہالت اور کوئی نہیں کہ انسان غفلت سے طور کرنے لگے۔

۶۔ مسروق ابراہیم سے پوچھا گیا کہ اس شہر میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ فرمایا: جو اپنے رب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔

من افقہ اھل المدینۃ قال اتقاھم لربہ عزوجل۔

۷۔ تیسیر العلی القدیر محمد اللہ وجہہ کا یہ ارشاد گرامی آپ نذر سے لکھنے کے قابل ہے:

"ان الفقیہ حق الفقیہ من لم یقنط الناس من رحمۃ اللہ ولم یرخص لھم فی معاصی اللہ تعالیٰ ولم یؤمنھم من عذاب اللہ تعالیٰ ولم یدع القرآن رغبۃ عنہ الی غیرہ"

ترجمہ: یعنی صحیح معنوں میں فقیہ اور عالم وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور خدا کی نافرمانی پر انہیں جری نہ کرے۔ خدا کے عذاب سے انہیں بے خوف نہ کر دے اور قرآن کے بغیر اسے کوئی چیز اپنی طرف راغب نہ کر سکے۔ (قرطبی)

۲۹ یعنی یہ لوگ ایسی تجارت کر رہے ہیں جس میں نفع ہی نفع ہے جس میں خسارے اور گھاٹے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

۳۰ ایسے پاکبازوں کو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال حسنہ کا پورا پورا اجر عطا فرمائے گا اور صرف اسی اجر پر بس نہیں بلکہ یزیدھم من فضلہ: انہیں اپنے فضل و کرم سے مزید بخشے گا۔ اس بخشش مزید کا اندازہ کون لگا سکے؟ اس کو کس ترازو سے تولا جائے اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ

کتاب بذریعہ وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے وہی سراسر حق ہے ۔ وہ تصدیق کرتی ہے پہلی کتابوں کی ۔

إِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ

بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سارے احوال سے باخبر ہے دیکھنے والا ہے ﴿۳۱﴾ پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو

اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ

جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے ۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں

وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِإِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ؕ ﴿۳۲﴾

اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں اللہ کی توفیق سے ﴿۳۲﴾ یہی (اللہ تعالیٰ کا) بہت بڑا فضل و کرم ہے ﴿۳۲﴾

کس پیمانے سے ناپا جائے ۔ وہ تھوڑی ہے اور زیادہ بھی ۔ خالص عمل اگر تھوڑا بھی ہو تو وہ اس کو قبول فرماتا ہے اور اس پر ثواب بے اندازہ عطا کرتا ہے ۔ یقبل القلیل من العمل الخالص ویثیب علیہ الجزیل من الثواب (قرطبی) ۔

﴿۳۱﴾ اس آیت میں بھی ختم نبوت کی دلیل ہے ۔ فرمایا یہ کتاب حق ہے پہلے جو کتابیں نازل ہوئیں ان کی تصدیق کرتی ہے ۔ اگر اس کتاب کے بعد بھی نبوت اور وحی کا سلسلہ جاری رکھنا مقصود ہوتا تو یہاں بھی یہ فرمایا جاتا کہ پہلی کتابوں کی طرح یہ بعد میں نازل ہونے والی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے ۔

﴿۳۲﴾ علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے :

ھم امۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ۔ یعنی ان لوگوں کو کتاب کا وارث کیا گیا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اُمت ہے ۔ اس اُمت میں ایک گروہ وہ ہے جس سے غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں اور فرائض کی ادائیگی میں بھی سستی ہو جاتی ہے اور بعض وہ ہیں جو درمیانہ رو ہیں ۔ جو فرائض کو ادا کرتے ہیں ۔ محرمات کے نزدیک نہیں پھٹکتے ۔ لیکن مستحبات میں سستی کرتے ہیں اور بعض عمدہ چیزیں ان سے سرزد ہوتی ہیں ۔ اور تیسرا گروہ ان پاکبازوں اور وفا شعاروں کا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دی ہے ۔ دُنیا کی لذتوں سے انہیں کوئی سروکار نہیں ۔ دُنیا کے مشاغل یا مخلوق سے انہیں غافل نہیں کر سکتے ۔ ہر نیک کام میں سب سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ ان کا سارا وقت ، ان کا سارا مال بلکہ ان کا ولی وجود بھی رضائے جاناں پر قربان ہے ۔ علامہ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی یہی تفسیر لینکی ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر یوں نقل کی ہے :

" ھم امۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فاما الظالم فیغفر لہ والمقتصد یحاسب حسابا یسیرا والسابق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ

سدا بہار باغات! یہ ان میں داخل ہوں گے۔ پہنائے جائیں گے انہیں وہاں سونے کے کنگن اور

لُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ

موتیوں کے ہار۔ اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہوگی۔ (شکر نعمت کے طور پر) کہیں گے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے

عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ

دور کر دیا ہم سے غم (واندوہ) یقیناً ہمارا رب بہت بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ جس نے ہمیں بسایا ہے ابدی ٹھکانے پر اپنے فضل

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝

(واحسان) سے۔ نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تکلیف اور نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تھکن ۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۭ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ

اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے دوزخ کی آگ (دنیا) ہے۔ نہ ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور

یدخل الجنۃ بغیر حساب ۱

ترجمہ: کہ اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ اُمتِ محمدیہ ہے۔ ان میں جو گنہگار ہیں ان کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اور جو درمیانہ رو ہیں ان سے آسان حساب لیا جائے گا۔ جو سابقین ہیں ان کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

۱ کہ قرآن مجید کا وارث بنایا اور پھر تم میں ایسے گروہ کا پیدا کرنا یہی اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل و کرم ہے جو اس کریم نے تم پر فرمایا ہے۔

۲ ان آیات میں اس انعام و اکرام کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر فرمائے گا۔

چند الفاظ: اساور: اس کا واحد اُسورہ ہے کنگن جو کلائیوں میں پہنے جاتے ہیں۔ الحزن: غم واندوہ۔

مفسر نے حزن کی وضاحت کی ہے: خوف الذنوب والسیئات وخوف رد الطاعات (مظہری)

یعنی گناہوں اور خطاؤں کا ڈر۔ اور عبادتوں کے مسترد ہونے کا اندیشہ۔

دار المقامۃ: دار الاقامۃ، مقامہ: مصدر میمی ہے۔ دار الاقامۃ کا معنی ٹھہرنے کی جگہ۔ نصب: تعب، تھکاوٹ۔

لغوب: کلال واعیاء من التعب: تھکاوٹ سے بدن میں جو اضمحلال اور ذہن میں جو پژمردگی پائی جاتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿۳۶﴾ وَهُمْ

نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے دوزخ کا عذاب ۔ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر ناشکر گزار کو ﴿۳۶﴾ اور وہ

يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا

اس میں چیختے چلاتے ہوں گے (فریاد کریں گے) اے ہمارے رب! (ایک بار) ہمیں یہاں سے نکال۔ ہم تیرے نیک کام کریں گے ایسے

نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ

نہیں جیسے ہم پہلے کیا کرتے تھے۔ (جواب ملے گا) کیا ہم نے تمہیں اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی جس میں (باسانی) نصیحت قبول کر سکتا جو نصیحت

فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ ع ۱۶

قبول کرنا چاہتا اور تشریف لے آیا تمہارے پاس ڈرانے والا (محمد ﷺ) تو اب چکھو مزہ اپنے کیے کا۔ نہیں کوئی حمایتی ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ﴿۳۷﴾ بیشک اللہ

وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ

جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کی ہر چھپی ہوئی چیز کا۔ بیشک وہ جانتا ہے دلوں کے رازوں کو ﴿۳۸﴾ وہی ہے جس نے تمہیں (گزشتہ قوموں کا)

۳۶ پہلے تو اہل ایمان اور ان کے تین گروہوں کا حال بیان کیا گیا اب کفار کے حالات کا ذکر ہو رہا ہے۔ لا یقضی علیھم ای لا یحکم علیھم بالموت، یعنی کفار کو جہنم رسید کر دیا جائے گا۔ اس وقت وہ تمنا کریں گے کاش موت ہی آجاتی اور اس عذاب سے ہماری جان چھوٹتی لیکن نہ انہیں موت آئے گی اور نہ عذاب میں تخفیف ہو گی۔ ہمیشہ اسی طرح اپنے کفر اور ناشکری کی سزا جھیلتے رہیں گے۔

۳۷ دوزخی جہنم میں رونا اور چلانا شروع کر دیں گے اور یا دوزخ سے نکالے جانے کی درخواست کریں گے اور وعدہ کریں گے کہ اگر ایک بار ہمیں موقع مل گیا تو ہم پھر کبھی برا کام ہی کرتے رہیں گے۔ انہیں کہا جائے گا کہ اب ایسی باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اگر تم دنیا میں پل بھر کے لیے جاتے اور پھر وہاں سے رخصت کر دیے جاتے تو تم یہ عذر پیش کر سکتے تھے کہ اے ہمارے خداوند! ہم دنیا میں گئے ضرور لیکن صرف پل بھر کے لیے۔ نہ ہمیں کچھ سوچنے کا موقع ملا نہ سمجھنے کا۔ نہ کوئی ہمیں سمجھانے آیا اگر کسی نے ہمارے سامنے کوئی دلیل پیش کی۔ اس لیے ہم معذور تھے خطا کار ضرور ہیں لیکن ہماری مجبوری اور معذوری بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔ اے کفار! تم جانتے ہو ایسا قطعاً نہیں ہوا۔ ہر صورت تک تم دنیا میں رہے۔ تمہیں سوچنے اور سمجھنے کے لیے لمبی مہلت دی گئی۔ ہمارے نبیوں نے خوب جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر تمہیں خواب غفلت سے بیدار کیا۔ لیکن تم نے کسی موقع سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اب تمہارا رونا اور چلانا بے سود ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فاطر ۳۵ (۱۵۹) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۵۷) (۱۵۸)

www.KitaboSunnat.com

بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ

جسے وہ (فریب) دیدے کرتے رہتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ اپنی جگہ سے سرک نہ جائیں۔

وَلَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا

اور اگر وہ سرکنے لگیں تو کوئی نہیں روک سکتا انہیں اللہ تعالیٰ کے بعد بیشک وہ بڑا حلیم (اور) بخشنے

غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ

والا ہے ۵۳ اور (کفار مکہ) اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا

لَّیَكُوْنُنَّ اَهْدٰی مِنْ اِحْدَی الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَهُمْ

تو وہ زیادہ ہدایت قبول کریں گے پہلی امتوں سے ۵۴ پس جب آگیا ان کے پاس ڈرانے والا تو ان کی

۵۲ یہ قرآن نے بھی وہی بات کہی جو دیگر کتب آسمانی نے کہی تھی کہ تمہارے شریکوں کا آسمان و زمین کی تخلیق میں کسی قسم کا برائے نام حصہ بھی نہیں ہے۔ اب ہم سے سنو! ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اس کارخانۂ ہستی کو بنانے والا بھی وہی ہے اور چلانے والا بھی وہی ہے۔ زمین کا یہ کشادہ فرش اسی نے بچھایا ہے آسمانوں کا یہ محیر العقول سائبان اسی نے تانا ہے اور ہر چیز کو اپنے اپنے مقام پر ٹھہرایا ہوا بھی اسی نے ہے۔ سارے آسمان اسی کے حکم سے اپنے اپنے مقام پر ایستادہ ہیں اور کرۂ زمین کو اس بیکراں فضا میں جہاں اس نے فٹ کر دیا ہے وہاں سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتا۔ اگر زمین و آسمان اپنے اپنے مقررہ مقام سے مشیت الٰہی کے مطابق ٹلنے لگیں تو اس کے سوا کوئی نہ تو اور طاقتور ہستی نہیں ہے جو آگے بڑھ کر روکتے ہوئے آسمانوں کو کندھا دے یا ڈگمگاتی ہوئی زمین کو سنبھال سکے۔

بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بردبار ہے جو گناہوں سے باز نہیں آتے لیکن وہ انہیں مہلت پر مہلت دیتا چلا جاتا ہے اور بردبار ہونے کے ساتھ ساتھ وہ غفور بھی ہے یعنی اگر کوئی توبہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو وہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

۵۳ واؤ ضمیر فاعل متصل ذوالحال ہے۔ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ حال ہے یعنی جاهدین فی ایمانهم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے جب کفار مکہ کے سامنے ان قوموں کے حالات بیان کیے جاتے جنہوں نے اپنے نبیوں کو جھٹلایا، سرکشی اور عصیان کوشی میں مگن رہے۔ جن کے نتیجے میں بتدا کا عذاب ان پر نازل ہوا اور وہ تباہ و برباد ہو گئے۔ یہ حالات سن کر وہ ان تباہ ہونے والی قوموں پر بڑا لعن طعن کرتے اور کہتے کہ وہ لوگ بڑے بدبخت اور بدسرشت تھے کہ انہوں نے اپنے آپ کو عذاب الٰہی کا مستحق بنا دیا۔ وہ قسمیں اٹھاتے سادہ سی قسم نہیں بلکہ انتہائی سخت قسم کی قسمیں کھا کر کہتے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نبی آیا تو ہم اس کی پیروی کریں گے اور دامن دست پر یوں ثابت قدمی سے گامزن رہیں گے کہ گزشتہ زمانہ میں جن قوموں نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۲﴾ اِسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ

(حق سے) نفرت اور بڑھ گئی ﴿۴۲﴾ وہ زیادہ سرکشی کرنے لگے زمین میں اور گھناؤنی سازشیں کرنے لگے ﴿۴۳﴾ اور بری گھناؤنی سازش

السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ

سازش انہیں سازشیوں کے لئے ﴿۴۳﴾ پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ انکے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو پہلے (نافرمانوں) کے ساتھ کیا گیا تھا

لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا

(اگر یہ بات ہے) تو آپ نہیں پائیں گے اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی اور آپ نہیں پائیں گے اللہ کی سنت میں کوئی تغیر ﴿۴۳﴾ کیا انہوں نے سیر (عبرت) نہیں

ہدایت قبول کی ان سے بھی بازی لے جائیں گے اور کوئی قوم راست روی اور ثابت قدمی میں ہماری ہمسر نہیں ہوگی۔

من احدی ـــــ الامم کی تشریح کرتے ہوئے علامہ پانی پتی لکھتے ہیں:

"من کان من الامم السالفة علی هدی فنحن نکون اهدی منهم" (مظہری)

۵۲ اور جب وہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زیب اسکان میں رونق بخش ہوا اور اس کی ظلمت زیبا سے ہدایت کے انوار تاریکیوں کو شکست پر شکست دینے لگے تو یہ کور باطن جو پہلے لمبے چوڑے دعوے کیا کرتے تھے انہوں نے مخالفت شروع کر دی اور دن بدن ان کے عناد اور ایمان کی نفرت میں اضافہ ہونے لگا۔ انہیں وہ اپنی قسمیں بھول گئیں۔ انہیں یاد بھی نہ رہا کہ کل وہ حلفیہ طور پر کیا کہتے تھے اور آج وہ کیا گل کھلا رہے ہیں اور اپنے عہد و پیمان کو توڑ رہے ہیں۔

۵۳ اس آیت کا پہلی آیت سے کیا تعلق ہے؟ اس کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے اسے حال بنایا اور بعض نے نفوراً کا بدل۔ اور بعض نے مفعول لاجلہ۔ لیکن میرے نزدیک احسن یہ ہے کہ یہ نفوراً پر عطف ہو۔ یعنی فما جاء هم نذیر ما زادهم الا نفورا وما زادهم الا استکبارا فی الارض وما زادوا الا مکر السیئ یعنی جب وہ نذیر تشریف لایا تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری کے بجائے وہ اس سے نفرت کرنے لگے۔ اس کی آمد کے بعد ان کے طور اور سرکشی میں اضافہ ہوتا گیا اور انہوں نے اس کے خلاف بڑھ چڑھ کر گھناؤنی سازشیں شروع کر دیں۔

۵۴ حاق یحیق کا معنی ہے: احاطہ کرنا۔ چاروں طرف سے گھیر لینا یعنی وہ سازشیں تو اسلام کے خلاف کرتے تھے لیکن اس سازش کا وبال خود ان پر پڑتا تھا۔ جو حیلہ کیا منگ کھائی اسلام کے خلاف ہر منصوبہ خاک میں مل گیا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہتے اور طرح طرح کے بہتان لگا کر بدنام کرنے کی کوششیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی شان کو اور زیادہ بلند کر دیتا۔ حضور کی عظمت کا تو کچھ نہ بگڑتا البتہ ان کی اپنی ہی ذلت و رسوائی ہوتی۔ غرضیکہ ہر تدبیر ہی کی الٹی پڑی۔

۵۵ ینظرون یعنے ینتظرون ہے۔ کفار بار بار ٹھوکریں کھانے کے باوجود نہیں سنبھلتے اور اپنی خبیث حرکتوں سے باز نہیں آتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَكَانُوْٓا

نہیں کی زمین میں تاکہ وہ دیکھ لیتے کہ کیسا (برا) انجام ہوا ان (سرکشوں) کا جو ان سے پہلے گزر چکے حالانکہ وہ

اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ

قوت اور طاقت میں ان سے کہیں زیادہ تھے اور (سنو) اللہ تعالیٰ ایسا (کمزور) نہیں ہے کہ اسے آسمانوں اور

وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ۝۴۴ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ

زمین کی کوئی چیز بے بس کر سکے۔ وہ ہر بات جاننے والا، بڑی قدرت والا ہے ۵۹ اور اگر اللہ تعالیٰ (فوراً) پکڑ لیا کرتا لوگوں کو

بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰي ظَهْرِهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ

ان کے کرتوتوں کے باعث تو نہ (زندہ) چھوڑتا زمین کی پشت پر کسی جاندار کو لیکن (اس کی سنت یہ ہے) وہ ڈھیل دیتا ہے

مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ۝۴۵

انہیں ایک مقررہ میعاد تک پھر جب ان کی میعاد آجائے گی تو بیشک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں ۶۰

کیا یہ اس بات کے منتظر ہیں کہ ان پر بھی ایسا عذاب نازل ہو جو ان سے پہلے گزری ہوئی سرکش قوموں پر نازل ہوا تھا۔ اگر ان کی یہی ضد ہے تو پوری کر دی جائے گی کیونکہ نافرمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا برتاؤ ایسا ہی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی سنت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

۵۹ گزشتہ تباہ شدہ قوموں کے کھنڈرات جو داستان عبرت سنا رہے ہیں کیا ان کی آنکھیں کھولنے کے لیے وہ کافی نہیں۔ وہ لوگ قوت، دولت اور وسائل ہر اعتبار سے ان سے زیادہ تھے۔ عذاب الٰہی سے وہ اپنے آپ کو نہ بچا سکے ان بیچاروں کی کیا حقیقت ہے۔ ۵۹ لیعجزہ کا تاصل مشتق ہے۔ من زائدہ ہے تاکید پر دلالت کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کمزور نہیں ہے آسمان یا زمین پر بسنے والی کوئی چیز خواہ وہ کتنی گرانبیل، طاقتور بھاری ہو اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتی۔ اس کے علم اور بس کی قدرت کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔

۶۰ عذاب دینے میں اللہ تعالیٰ عجلت اور جلد بازی نہیں کرتا۔ ورنہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی چیز سلامت نہ رہتی، لیکن وہ بڑا حلیم اور بڑا کریم اور رحیم ہے۔

اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر وعلی لبیک وسعدیک وحبیبک سیدنا ومولینا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محمد افضل الصلوٰت وازکی التسلیمات واطیب التحیات واسنی البرکات
وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیاء امتہ اجمعین۔
رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ وعلیٰ والدیّ وان
اعمل صالحا ترضٰہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین
اللھم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسٓ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔
محمد مکرم شاہ

نظر ثانی
وقت الاشراق
یوم الاحد
۱۶ رجب ۱۳۹۲ھ
۲۴ اگست ۱۹۷۲ء

صلوٰۃ الظہر
یوم الخمیس
۱۰ رجب ۱۳۹۱ھ
۲ ستمبر ۱۹۷۱ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سُورۃ یٰسین

نام: اس سورہ مبارکہ کا نام یٰسٓ ہے جو اس کی پہلی آیت ہے۔ اس میں پانچ رکوع، تراسی آیات، کلمات سات سو انتیس اور حروف تین ہزار۔

ترمذی کی حدیث شریف میں ہے کہ ہر چیز کے لیے قلب ہے اور قرآن کا قلب یٰسین ہے۔ ابوداؤد کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اموات پر یٰسین پڑھو، اس لیے قریب موت حالت نزع میں مرنے والے کے پاس یٰسین پڑھی جاتی ہے۔ (خزائن العرفان)

زمانۂ نزول: مضامین میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب اہل مکہ بڑی شدت اور پوری قوت سے اسلام کی تعلیمات سے انکار کرنے لگے تھے اور اسلامی دعوت اپنے فطری حسن و جمال کے باعث سلیم الفطرت دلوں کو اپنی طرف تیزی سے کھینچنے لگی تھی۔ اسلام کی روز افزوں مقبولیت سے مشرکین گھبرا گئے تھے۔

مضامین: اس میں اسلامی دعوت کے تین بنیادی اصولوں پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے یعنی توحید، رسالت اور قیامت۔ سب سے پہلے حضور کی رسالت کو قرآن کی قسم کھا کر بیان کیا گیا اور یہ بھی بتا دیا کہ آپ صراط مستقیم پر ہیں۔

مدت دراز سے سرزمین عرب نور نبوت سے محروم چلی آ رہی تھی۔ صدیاں بیت گئی تھیں اس علاقہ میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا تھا۔ عرصہ دراز تک گمراہ رہنے کے باعث فہم و فکر کی قوتیں بانجھ ہو گئیں اس لیے انہوں نے حضور پر ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ ان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے ایک تباہ شدہ بستی کا حال انہیں سنایا گیا۔ انہیں بتایا کہ اس بستی کے رہنے والوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور وہ برباد ہو گئے تھے تم ان کی روش اختیار نہ کرنا۔ اس ضمن میں ایک بندۂ مومن کا تذکرہ بھی آ گیا ہے جس کی قوت ایمان اور جذبہ جانفروشی آج بھی ہمارے مردہ دلوں کو تازہ زندگی بخش رہا ہے۔

اس کے بعد اپنی توحید، اپنی قدرت اور حکمت پر یقینی دلائل پیش فرمائے۔ بنجر زمین پر کون مینہ برساتا ہے کس کے حکم سے غذائی اجناس اور رنگ برنگے پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ سورج اور چاند کے طلوع و غروب اور ان کی مقررہ رفتار کی طرف متوجہ کیا اور بتایا کہ سب اپنے اپنے مدار میں محو خرام ہیں نہ کبھی باہم ٹکراتے ہیں اور نہ کوئی اپنے مقررہ وقت سے ایک لمحہ بھر لیٹ ہوا ہے اور نہ کبھی کسی سے آگے گزرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ پیچیدہ نظم و نسق اس عظیم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے کس کی تدبیر سے مصروفِ عمل ہے۔ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں کس کے حکم سے سامان اور مسافروں کو اٹھائے ہوئے ایک ملک سے دوسرے ملک کو جا رہی ہیں۔

انسان جس کی تخلیق ایک قطرۂ آب سے کی گئی ہے وہ کس ڈھٹائی سے قیامت کا انکار کرتا ہے اور روح قبض پر شبہات و اعتراضات کے انبار لگاتا ہے، وہ پوچھتا ہے کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا۔ اے حبیب! آپ اس نابکار کو بتا دیجیے وہی جس نے انہیں پہلے زندگی بخشی تھی وہی جس کے امر کن سے یہ جہان رنگ و بو معرضِ وجود میں آگیا، وہی جس کے دستِ قدرت میں زمین و آسمان کی حکومت ہے جو ہر چیز کا جاننے والا ہے وہی قیامت کے روز تمہیں قبروں سے زندہ کر کے اٹھائے گا اور جواب دہی کے لیے اپنی عدالت میں پیش کرے گا۔

اس سورت میں دو چیزیں آپ کی خصوصی توجہ کی مستحق ہیں۔ آیت ۴۷ میں سرمایہ دارانہ ذہنیت کو بے نقاب کیا گیا ہے کہ جب انہیں اپنے ان ضرورتمند بھائیوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ جن کو اللہ نے رزق نہیں دیا ہم کون ہیں ان کو رزق دینے والے اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والے۔ درحقیقت ان کا یہ جواب محض اپنی بخیلی کو عدم توکل پر پردہ ڈالنے کی ایک بھونڈی کوشش ہے اگر وہ ایسے ہی راضی بقضا ہیں تو پھر کیوں کسبِ معاش میں وہ کسی ضابطے اور قانون کی پابندی کو بھی گراں سمجھتے ہیں۔ دولت کے لالچ میں تمام حدود کو روندتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں بھلا ایسی بات کرنے کا کیسے حق پہنچتا ہے، ان کے دلوں میں اپنی دولت کی اتنی محبت ہے کہ وہ اس سے بچھڑنا نہیں چاہتے اور کسی محروم کی محرومی پر انہیں خدا ترس نہیں آتا کسی یتیم اور بیوہ کی حالتِ زار کو دیکھ کر ان کے دل میں رحم کا جذبہ نہیں ابھرتا۔

دوسری بات یہ ہے جس کا ذکر آیت ۶۹ میں کیا گیا ہے بتا دیا کہ میرے نبی کریم کے علوم و معارف کا ماخذ خیالِ آفرینی، مبالغہ آرائی اور شعراء کی کذب بیانی نہیں بلکہ ان کا سرچشمہ وہ کتاب مقدس ہے جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جسے اس نے اپنے حبیب مکرم پر نازل فرمایا ہے تاکہ ہر اس شخص کو بروقت خبردار کر دے جس میں انسانیت کی زندگی کا کچھ نہ کچھ اثر موجود ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ یٰسٓ مَکِّیَّةٌ وَّھِیَ ثَلٰثُوْنَ اٰیَةً وَّخَمْسُ رُکُوْعَاتٍ

سورۃ یٰس مکی ہے اس کی آیتیں ۸۳ ۔ اس کے رکوع ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳﴾ عَلٰی

اے سید العرب والعجم! قسم ہے قرآن حکیم کی ۲ بیشک آپ رسولوں میں سے ہیں (یقیناً) آپ

۱ اس کے متعلق علماء تفسیر کے متعدد اقوال ہیں (۱) یہ سورت کا نام ہے (۲) قرآن کے اسماء سے ہے۔ (۳) یا اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ہے۔ (۴) یاسین کا معنی لغت طے میں یا انسان ہے اور اس سے مراد انسان کامل یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (۵) رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ سے ہے۔ (۶) ابوبکر وراق کہتے ہیں: یہ مخفف ہے یا سید البشر کا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حدیث پاک میں ہے:

اللہ تعالیٰ المعطی وانا القاسم فجعل اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم من العلم بمنزلۃ القلب من البدن فالف افتتاح قلب القرآن بقلب الاکوان۔

ترجمہ: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "دینے والا اللہ تعالیٰ اور بانٹنے والا میں ہوں" اس حدیث پاک کے مطابق کائنات کے جسم میں حضور دل کی مانند ہیں اور سورۃ یاسین قرآن کریم کا دل ہے تو کتنا لطیف اور پیارا نکتہ ہے اس سورت کا کہ قرآن کے دل کو ساری کائنات کے دل کے ذکر سے شروع کیا جا رہا ہے۔

۲ کفار مکہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار کرتے تھے اور طرح طرح کے الزامات اور استخفاف پیش کرتے تھے یہاں خداوند عالم قسم اٹھا کر اپنے رسول کی رسالت کی شہادت دے رہے ہیں، فرمایا اے انسان کامل! یا اے عرب و عجم کے سردار! مجھے اس قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ ان برگزیدہ انسانوں میں سے ہیں جن کو میں نے رسالت سے سرفراز فرمایا ہے اور مجھے قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ سیدھے راستے پر گامزن ہیں۔

اے حبیب! جب تیرا پروردگار تیری رسالت کی شہادت دے رہا ہے اور وہ بھی قرآن حکیم کی قسم اٹھا کر۔ اس کے بعد اگر کوئی بدبخت تیری رسالت کو ماننے سے انکار کرے تو آپ کو رنجیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیے۔

قسم اٹھاتے ہوئے صرف والقرآن نہیں فرمایا بلکہ والقرآن الحکیم فرمایا یعنی قرآن جس کی قسم اٹھائی جا رہی ہے یہ کوئی عام قسم کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

راہ راست پر ہیں نازل فرمایا ہے (قرآن حکیم کو) زبردست (اور) رحیم نے تاکہ آپ ڈرائیں ایسی قوم

مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ

کو جن کے باپ دادا کو (طویل عرصے سے) نہیں ڈرایا گیا اس لیے وہ غافل ہیں ۝ بے شک (اٹل ہے) حکم (عذاب) کے (ان) اکثر پر

عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ

بات لازم ہو چکی ہے ان میں سے اکثر پر کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے ۝ ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق

اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ

پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں اسلئے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں ۝ اور ہم نے بنا دی ہے

کتاب نہیں بلکہ یہ کتاب حکیم ہے یعنی یہ پُر از حکمت ہے۔ یا یہ ایسی محکم کتاب ہے کہ باطل کسی گوشے سے اس پر حملہ نہیں کر سکتا۔ مظہری۔ قرطبی

۲ یہ کوئی فلسفی، کسی دانشور، کسی سحر بیان ادیب کی تصنیف نہیں جسے اس عزیز و رحیم نے نازل فرمایا ہے۔ تنزیل فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ ای نزل اللہ ذلک تنزیلا (قرطبی)

۳ عزیز و رحیم نے اسے کیوں نازل فرمایا؟ بتا دیا کہ اس کو نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ایسی قوم کو بروقت خبردار کر دیا جائے جسکے پاس عرصۂ دراز سے کوئی ڈرانے والا اور خواب غفلت سے بیدار کرنے والا نہیں آیا۔ یہ اہل عرب تھے جن کے پاس حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی اور رسول تشریف نہیں لایا تھا۔ اور انکوں نے اپنی عقل خداداد سے کام لینا بھی چھوڑ دیا تھا۔ انکے اردگرد دلائل توحید کا گلشن آراستہ تھا۔ اس کی طرف بھی توجہ نہ کی۔ ان کے تجارتی کاروانوں کا گزر ان اجڑی ہوئی بستیوں پر بھی ہوتا تھا جن کے اداس کھنڈر اپنے بسانے والوں کی داستانِ عبرت ہر اس شخص کو سناتے تھے جو وہاں سے گزرتا تھا۔ انہوں نے اس سے بھی فائدہ نہ اٹھایا اور آنکھیں بند کر کے غفلت اور بے خبری کی زندگی بسر کرتے رہے۔

۴ جن کو ڈرانے کے لیے اے حبیب آپ تشریف لے آئے ہیں، جن کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے قرآن کریم نازل کیا گیا ہے ان میں ایسے لوگوں کی تعداد بھی کافی ہے جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ دوزخ کا ایندھن بنیں گے کیونکہ وہ تعصب اور ہٹ دھرمی کی ایسی روش اختیار کریں گے جہاں کوئی پند و موعظت کارگر نہیں ہوگی۔ وہ مواعظ سننے کے باوجود ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں قول سے مراد انہیں عذاب دینے کا خدائی فیصلہ ہے اور حق کا معنی واجب ہونا، لازم ہونا۔ ای وجب العذاب علی اکثرھم۔

۵ پہلے آیت کا لغوی معنی ذہن نشین فرما لیجیے۔ اس کے بعد اس کا مفہوم سمجھنا آسان ہو جائے گا۔ اعناق عنق کی جمع ہے اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ

ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے پس وہ کچھ

فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ

نہیں دیکھ سکتے ۔ اور یکساں ہے ان کے لیے چاہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں

کا معنی ہے گردن۔ مقمحون: لغت کے امام الاصمعی کہتے ہیں، یقال اقمحت الدابۃ اذا اخذت لجامہ لترفع راسہا، یعنی گھوڑے کی جب لگام زور سے کھینچی جائے تاکہ وہ اپنا سر اوپر اٹھالے۔ تو عرب کہتے ہیں اقمحت الدابۃ اور جب کسی کے گلے میں طوق ڈالا جائے اور اسے کھینچ دیا جائے تاکہ اس کا سر اوپر اٹھا ہوا رہ جائے تو کہا جاتا ہے اقمحہ الغل، (قرطبی) حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت تیماغل کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے ہمیں اس لفظ کا معنی سمجھانے کے لیے اس طرح کیا کہ پہلے اپنی ڈاڑھی مبارک کے نیچے اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور سر کو اوپر اٹھایا کہ وہ بھر نیچے نہ ہو سکے

یعنی ان منکرین اور معاندین کی ایسی حالت ہے جیسے ان کے ہاتھوں میں زنجیریں اور گلے میں طوق ڈال کر انہیں گردن کے ساتھ یوں سختی سے جکڑ دیا ہو کہ ان کا سر اوپر اٹھ کر رہ گیا ہو۔ وہ یوں اکڑے اور جکڑے ہوئے ہوں کہ آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوئی ہوں نہ سر جھکا سکیں نہ دائیں بائیں دیکھ سکیں۔ اس حالت میں جو شخص مبتلا ہو نہ وہ سیدھے اور غلط میں تمیز کر سکتا ہے اور نہ کسی کی بات کو تسلی سے سن سکتا ہے۔ بس یہی حال ان نابکاروں کا ہے۔

اس آیت کے شان نزول کے متعلق یہ روایت منقول ہے کہ ایک دفعہ ابوجہل نے قسم اٹھائی کہ اگر اس نے حضور کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو پتھر سے سر مبارک کو چور چور کر دے گا۔ ایک دفعہ حضور نماز پڑھ رہے تھے تو یہ ایک بھاری پتھر اٹھا کر حضور کی طرف بڑھا جب پتھر مارنے کے لیے اٹھایا تو ہاتھ گردن کے ساتھ لگ کر رہ گیا اور پتھر ہاتھ کے ساتھ چمٹ گیا وہاں سے واپس لوٹنے میں ہی سلامتی دیکھی جب اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو سارا ماجرا انہیں بتایا یہ سن کر ولید بن مغیرہ اٹھا اور کہا کہ اے ابوجہل! تم تو جو بھی بڑوں میں جاتا ہوں اور پھوڑ کر آتا ہوں جب وہ اس نیت بد سے نزدیک گیا تو اللہ تعالیٰ نے جبائل سب کر لی اور اندھا ہو گیا حضور کی آواز سن رہا تھا لیکن حضور نظر نہ آتے تھے۔ اس نے بھی واپس آکر اپنا قصہ سنایا تو ایک اور کافر غصہ سے بے قابو ہو کر اٹھا اور کہنے لگا۔ واللہ لاقتلنہ انا۔ الخ: بخدا میں ان کے سر کو چور چور کروں گا۔ وہ پتھر لے کر نزدیک پہنچا تو گھبرا کر پیچھے بھاگا اور منہ کے بل گر پڑا۔ ساتھیوں نے آکر اٹھایا۔ پوچھا تم پر کیا بیتی۔ اس نے کہا سنو پوچھو جو مجھ پر گزری ہے جب میں ان کے قریب ہوا تو ایک بہت بڑا بیل دم اٹھاتا ہوا میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ فواللات والعزی لو دنوت منہ لاکلنی بقرنہ: لات و عزیٰ کی قسم! اگر میں قریب جاتا تو وہ بیل مجھے کچا چبا جاتا۔

سدا: دیوار یعنی ہم نے ان کے آگے بھی دیوار چن دی ہے اور ان کے پیچھے بھی دیوار کھڑی کر دی ہے۔ ان کی آنکھوں پر پردہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تُنْذِرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ

وہ ایمان نہیں لائیں گے ۸ آپ تو صرف اسی کو خبردار کر سکتے ہیں جو اتباع کرتا ہے قرآن کا اور ڈرتا ہے

الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾ اِنَّا نَحْنُ

رحمٰن سے بن دیکھے ۹ پس خوشخبری سنا دیجئے ایسے شخص کو مغفرت کی اور بہترین اجر کی ۱۰ بیشک ہم ہی

نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ

زندہ کرتے ہیں مُردوں کو اور لکھ لیتے ہیں (ان اعمال کو) جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور (نشانیاں) ان کے آثار کی جو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں ۱۱ اور ہر چیز کو

اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ

ہم نے شمار کر رکھا ہے لوحِ محفوظ میں ۱۲ اور بیان فرمائیے ان کے (سمجھانے کے) لیے مثال اس

ڈال دیا ہے۔ اب ان کا یہ حال ہے کہ نہ آگے جا سکتے ہیں نہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ انہیں کچھ دکھائی دیتا ہے۔

۸ ان کے کفر و انکار کا مرض لاعلاج ہو چکا ہے۔ انہوں نے اپنی عملی حقیقتوں کا اپنے ہاتھ سے گلا گھونٹ دیا ہے۔ اس آنکھ کو پھوڑ ڈالا ہے جو حق کو دیکھ سکتی ہے اور ان کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر بہرا کر دیا ہے جو حق کی آواز کو سن سکتے ہیں۔ اب ان کو اسلام کی طرف بلانا اور ہدایت کی دعوت دینا بے سود ہے۔ جتنا وقت اس کو جانا ہے جو سو رہا ہو اور جو مر چکا ہو وہ تو شور سے پہلے جاگتے ہیں

۹ آپ کا خبردار کرنا اور ڈرانا انہی لوگوں کے لیے سود مند ہو سکتا ہے جن میں حق پذیری کی استعداد ہو۔ جن کے دل میں راہِ راست پانے کی تڑپ ہو۔ جن کو آپ نصیحت فرمائیں تو وہ اس پر عمل کرنے لگیں اور جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہوں۔ یہ لوگ ہی اس قرآن کو مانیں گے، آپ کی رسالت کو تسلیم کریں گے۔

۱۰ آپ ان لوگوں کو مغفرت کا مژدہ سنا دیجئے کہ بشری تقاضوں کے باعث جو قصور ہم سے سرزد ہوئے ہیں، تمہارا مہربان خدا انہیں بخش دے گا اور جو نیکیاں تم نے کی ہیں ان پر تمہیں اجرِ عطا فرمائے گا۔ صرف اجر نہیں بلکہ اجرِ عظیم۔

۱۱ یعنی تم سخت غلط فہمی میں مبتلا ہو کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے اور مرنے کے بعد نہ تمہیں زندہ کیا جائے گا اور نہ تم سے کسی قسم کی بازپرس کی جائے گی۔ یہ تمہاری غلط فہمی ہے ہم مردوں کو ضرور زندہ کریں گے اور اس روز انہیں نیک و بد اعمال کی جزا یا سزا ضرور دیں گے۔

۱۲ ہمارے لیے ان سے حساب لینا کوئی مشکل نہیں جو کام انہوں نے خود کیے ہیں ہم ان کو بھی لکھ رہے ہیں اور جو طریقے رائج کر کے وہ آنے والی نسلوں کے لیے چھوڑ جائیں گے۔ ان کو بھی ہم مبسوط تحریر میں لا رہے ہیں، اس لیے جو نیک کام انہوں نے خود کیے یا جو نیک طریقے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۙ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ

گاؤں کے باشندوں کی جب آئے وہاں ایما ئے پر سول ۱۳ جب (پہلے) ہم نے بھیجے ان کی طرف دو رسول تو

انہوں نے رائج کیے جن پر آنے والی نسلیں گامزن رہیں ان کی سزا نے قرون ماضیہ کی مشعل نہیں ہو گا اسی طرح جو برے کام کسی نے خود کیے اور جن اجتماعی اور تمدنی خرابیوں کے جراثیم وہ اپنے معاشرہ کو بطور وراثت دے کر یہاں سے سدھارے ان سب کا ریکارڈ ہمارے پاس محفوظ ہے اس لیے ان کو سزا دینے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔

علامہ راغب لفظ امام کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الامام المؤتم به انسانا کان یقتدی بقوله او فعله او کتابا او غیر ذلک محقا کان او مبطلا وجمعه ائمة ؛ یعنی امام اس کو کہتے ہیں جس کی پیروی کی جائے خواہ وہ انسان ہو یا کتاب ہو حق پر ہو یا باطل کا علمبردار۔ اس کی جمع ائمہ ہے۔ آیت میں امام مبین سے مراد لوح محفوظ ہے۔

۱۳ عام طور پر ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے علماء تفسیر نے لکھا ہے کہ جس گاؤں کا یہاں ذکر ہے اس سے مراد انطاکیہ ہے جو ملک شام کا ایک شہر ہے اور پہلے دو رسول جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عیسائیت کی تبلیغ کے لیے بھیجے تھے ایک کا نام صادق اور دوسرے کا نام مصدوق تھا جب ان کو ستایا گیا اور تکلیف پہنچائی گئی تو ان کی مدد کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تیسرا رسول بھیجا اس کا نام شمعون تھا اور وہ شخص جو شہر کے پرلے کنارے سے دوڑ کر آیا تھا اس کا نام حبیب نجار تھا۔

لیکن محققین نے ان تفصیلات کو ماننے سے انکار کیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ تفصیلات کئی وجوہ سے قابل اعتماد نہیں۔

۱۔ جن حضرات کا یہاں ذکر کیا گیا ہے وہ اپنا تعارف لوگوں سے یوں کراتے ہیں : قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون۔ کہ ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم صرف تمہاری طرف بھیجا گیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ کے رسول تھے نہ یہ کہ وہ حضرت عیسیٰ کے حواری اور فرستادہ تھے۔ اگر وہ حواری ہوتے تو ان کے کلام کا انداز یہ نہ ہوتا۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں جس گاؤں کا ذکر ہے اس کے باشندوں نے ان رسولوں یا فرستادوں کا انکار کیا ہے ان کو طرح طرح سے اذیتیں دیں ان کو حتی الوسع تنگ کیا اور اپنی ساری تکلیفوں کا باعث انہیں قرار دیا۔ یہاں تک کہ ان کو سنگسار کرنے کی دھمکیاں دیں۔ ان حضرات کے بار بار سمجھانے کا بھی ان پر کوئی اثر نہ ہوا یہاں تک کہ عذاب الٰہی ایک زلزلہ کی صورت میں نازل ہوا اور اس بستی اور اس میں بسنے والوں کو خاک سیاہ بنا دیا۔ جب ہم انطاکیہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ وہ شہر ہے جس نے مسیحی دین کو سب سے پہلے قبول کیا اس کی ساری آبادی حضرت مسیح پر ایمان لائی، اس لیے آج تک اس کا شمار ان چار شہروں میں ہوتا ہے جو عیسائیوں کے نزدیک مقدس ہیں۔ نیز یہ بھی کسی تاریخ میں مذکور نہیں کہ اس شہر پر خدا کا عذاب نازل ہوا اور یہ نیست و نابود ہو گیا۔ ان حقائق کے پیش نظر قرآن میں مذکور وہ قریہ کو انطاکیہ اور رسولوں سے مراد حضرت عیسیٰ کے حواری لینا بعید از قیاس ہے۔

اس لیے مناسب یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس گاؤں کا نام ذکر نہیں کیا اور ان رسولوں کا تعین بھی نہیں فرمایا تو ہم اپنے آپ کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ﴿١٤﴾ قَالُوا

انہوں نے ان کو جھٹلایا پس ہم نے تقویت دی ان دونوں کو ایک تیسرے رسول سے تو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

مَا أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِن شَيْءٍ إِنْ

بستی والوں نے کہا نہیں ہو تم مگر انسان ہماری مانند اور نہیں اتاری رحمٰن نے کوئی چیز نہیں ہو تم

أَنتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ﴿١٥﴾ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ﴿١٦﴾

مگر جھوٹ بول رہے ہو ۱۵ رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں ۱۶

اس اُلجھن میں نہ ڈالیں اور دانستہ طور پر رب کے مشرک بندوں کو قرآن کریم پر اعتراض کرنے کا ایک نیا موقع ہم نہ پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے پیارے رسول! کفار مکہ اور مشرکین عرب آپ سے اُلجھ رہے ہیں۔ آپ ان کے سامنے ان لوگوں کا واقعہ بطور نصیحت پیش کیجیے جن کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول آئے اور انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا اور انہیں تباہ کر دیا گیا۔ شاید یہ واقعہ سن کر انہیں عبرت حاصل ہو اپنے طریقہ کار پر نظر ثانی کریں اور گمراہی سے بچ جائیں۔

۱۳ پہلے دو رسول اس شہر میں تشریف لائے اور وہاں کے لوگوں کو راہِ ہدایت پر چلنے کی دعوت دی لیکن وہاں کے باشندے بپھر گئے اور انہیں جھٹلانا شروع کر دیا اور طرح طرح سے اذیت پہنچانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تقویت کے لیے ایک تیسرا رسول بھیج دیا اور انہوں نے مل کر تبلیغ کا کام زور شور سے شروع کر دیا۔ وہاں کے لوگ حقیقت شناس نہ تھے وہ اس نورِ نبوت کو نہ دیکھ سکے جو ان کی جبینِ سعادت سے چمک رہا تھا۔ وہ ربانیت کی ان لطافتوں کے ادراک سے قاصر تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان نفوسِ قدسیہ کو بخشی تھیں۔ وہ ان کے ظاہر کو دیکھ کر فریب کھا گئے، کہنے لگے کہ تمہارا قد و قامت ہماری طرح، تمہارا چلنا پھرنا ہماری طرح، تم کھاتے پیتے بالکل ہماری طرح ہو تم رسول کیسے بن گئے۔

۱۵ انہیں ان پاک ہستیوں کے اس دعوے پر بھی اعتراض تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مخلوق کی راہنمائی کے لیے کوئی نئی ہدایت لے آئے ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ پہلے تو خدا ہے ہی نہیں اور اگر واقعی کوئی اتنی جلیل القدر ہستی ہے جس نے آسمانوں، زمینوں، پہاڑوں، سمندروں جیسی بڑی بڑی عظیم الشان چیزیں بنائی ہیں تو اتنی بڑی ہستی کو یہ زیب ہی نہیں دیتا کہ انسان جیسی حقیر مخلوق کے لیے وہ قوانین و ضوابط مرتب کرتا رہے۔ اس لیے ان رسولوں کا یہ دعویٰ ہرگز قابلِ قبول نہیں۔

۱۶ ان حضرات نے ملفِ اٹھا کر انہیں یقین دلانے کی کوشش کی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس نے ہی انہیں ان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ اذ تشھدوا بعلم اللہ تعالیٰ (ھدی بصری نوری القلم (مظہری)، انہوں نے اہلِ قریہ کو بتا دیا کہ ہمارا فعل صرف اس قدر ہے کہ پیغامِ حق نہایت مؤثر انداز میں اور پوری دلسوزی سے تمہیں پہنچا دیں۔ اس کو قبول کرنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ

اور نہیں ہم پر کوئی ذمہ داری بجز اس کے (کہ پیغام حق) کھول کر پہنچا دیں ۱۷ کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لیے فال بد سمجھتے ہیں ۱۸ اگر تم

تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا

باز نہ آئے تو ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے اور پہنچے گا تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب ۱۸ رسولوں نے فرمایا

طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

تمہاری بدفالی تمہیں نصیب ہو ۱۹ (بدبختی) ہے، اگر تمہیں نصیحت کی جاتی ہے ۱۹ (تو تم دھمکیاں دینے لگتے ہو) بلکہ تم تو حد سے بڑھ جانے والے ہو۔

یاد رکھنا تمہارا کام ہے ہم نے اپنی ذمہ داری بہترین طریق پر پوری کر دی ہے۔

۱۸ لیکن ان لوگوں کا انکار بڑھتا چلا گیا۔ وہ کہنے لگے جس روز سے تمہارے منحوس قدم ہمارے شہر میں آئے ہیں۔ ہم طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو گئے ہیں کبھی بارش نہ ہونے کی وجہ سے ہم قحط سالی کا شکار ہو جاتے ہیں کبھی کوئی وبا پھوٹ پڑتی ہے کبھی کساد بازاری شروع ہو جاتی ہے۔ ہمارے نزدیک تو ان سب مصائب کا سبب تم ہو۔ تمہاری نحوست سے ہماری سکراتی ہوئی زندگی غم و اندوہ کا شکار ہو گئی ہے۔ ہماری معاشی خوشحالی افلاس و تنگدستی میں بدلتی جا رہی ہے۔ تمہاری گستاخیوں سے ہمارے دیوتا ہم پر ناراض ہو گئے ہیں

۱۹ اب بہتر تو یہ ہے کہ تم اپنے وعظوں کا یہ سلسلہ بند کر دو۔ ہمارے معبودوں کے خلاف پروپیگنڈا کرنے سے باز آ جاؤ ہمیں اپنے حال پر رہنے دو اور ہمیں بار بار تنگ نہ کرو۔ ورنہ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہو گا۔ ہمارے شہر میں تم صرف تین ہو ہم تمہیں پکڑ لیں گے اور ایک چوراہے میں کھڑا کر کے اتنی سنگباری کریں گے کہ تمہاری جیتی جاگتی ہوئی آگ ہو جائے گی اور ہم تمہیں سخت المناک سزا دیں گے

۱۹ ان حضرات نے فرمایا تمہاری بدبختی اور بدفالی تو تمہارے ساتھ ہے جب تم اس دنیا میں آئے تھے تو تمہارا ظاہر اور باطن تمہارے گلے میں لٹکا دیا گیا تھا۔ اس میں ہمارا کوئی دخل نہیں۔ تم اپنے مقدر کو رو جس کے باعث تلخ و ترش حادثات کا تم شکار ہوتے ہو جہالت اور توہم پرستی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ عہد جاہلیت میں نیک و بد شگون کا بڑا رواج تھا۔ کئی چیزوں ان کے نزدیک منحوس تھیں۔ اگر صبح سویرے ان میں سے کوئی چیز انہیں دکھائی دیتی تو سمجھتے تھے کہ آج کا دن بڑا منحوس ہے۔ اگر سفر پر جا رہے تھے ایسی چیز سے آمنا سامنا ہو جاتا تو گھر واپس آ جاتے یا سفر کا ارادہ ترک کر دیتے۔ تطیر کا معنی ہے کسی سے برا شگون لینا اور اسے منحوس سمجھنا۔

۱۹ یہ شرط ہے اس کی جزا محذوف ہے۔ ان ذکرتم تطیرتم بنا وتواعدتونا۔

یعنی ہم اگر تمہیں نصیحت کرتے ہیں تو تم ہم سے بدفالی پکڑنے لگتے ہو اور ہمیں سنگسار کرنے کی دھمکیاں دینے لگتے ہو۔ تمہارا یہ رویہ ہرگز معقول نہیں۔ چاہیے تو یہ کہ تم ہماری باتوں میں غور و فکر کرتے، لیکن تمہارے طریق کار سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی معاملہ میں سنجیدگی سے غور و فکر کرنا تمہارا شیوہ نہیں۔ تم اس معاملہ میں حد سے زیادہ تجاوز کرنے والے ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا

اور اتنے میں آیا شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا۔ اس نے کہا اے میری قوم! پیروی کرو

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

رسولوں کی۔ پیروی کرو ان (پاکبازوں) کی جو تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتے اور وہ سیدھی راہ پر ہیں ۲۱

وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ

اور مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ میں عبادت نہ کروں اس کی جس نے مجھے پیدا فرمایا اور اسی کی طرف تم (سب) لے جائے جاؤ گے کیا

دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ

میرے لیے جائز ہے میں بنالوں اسے چھوڑ کر کوئی اور خدا؟ (مگر میں نہیں) اگر رحمٰن مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے ذرا فائدہ نہ

۲۱ جب حالات زیادہ خراب ہو گئے اور وہاں کے باشندوں نے ان حضرات کو سنگسار کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں تو اسی شہر کے ایک دور دراز گوشہ میں ایک سلیم الفطرت آدمی رہتا تھا۔ وہ دوڑتا ہوا آیا اور اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے میری قوم جن لوگوں کے پیچھے تم ہاتھ دھو کر پڑے ہوئے ہو ان کا حال یہ ہے کہ یہاں جتنے ہیں اور بڑی دلسوزی سے تمہیں اس حرکت کو قبول کرنے کی تلقین کر رہے ہیں جسے وہ حق سمجھتے ہیں اور تم ان پر برابر اعتراضات کی بوچھاڑ کرتے رہتے ہو۔ میں بھی تمہارے شہر کا باشندہ ہوں اور تمہاری قوم کا ایک فرد ہوں۔ مخلصانہ مشورہ تو یہ ہے کہ تم ان پر ایمان لے آؤ اور ان کا اتباع شروع کر دو۔ ان کی صداقت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ انہوں نے کبھی تم سے کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ چندہ کی اپیل نہیں کی۔ اگر یہ سچے نہ ہوتے اور اپنی دعوت میں مخلص نہ ہوتے جبکہ کسی دنیاوی مقصد کے لیے انہوں نے یہ ڈھونگ رچایا ہوتا تو دو چار ماہ، سال دو سال میں ان کا بھرم کھل جاتا۔ ان کی خود غرضی سامنے آجاتی۔ لیکن آج اتنا عرصہ گزر گیا۔ کیا تم ان کے اخلاص پر کوئی اعتراض کر سکتے ہو۔ نیز وہ خود بھی ان احکام پر بڑے اہتمام کے ساتھ عمل پیرا ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم وہ تمہیں دیتے ہیں۔ خود بھی اسی راستہ پر گامزن ہیں جس پر چلنے کی وہ تمہیں دعوت دیتے ہیں۔ ایسے مخلصین کی تحقیر پر تشدد کرنا اور ان پر بہتان طرازی بے انصافی ہے۔

۲۲ تم اپنے لیے جو چاہو راستہ اختیار کرو۔ البتہ میں تو اپنے خالق کی عبادت سے سرتابی نہیں کر سکتا اور اس کے علاوہ کسی غیر کو اپنا الٰہ اور معبود مان سکتا ہوں۔ نیز یہ امر بھی پیش نظر رہے کہ تمہیں ہمیشہ اس دنیا میں زندہ نہیں رہنا ہے۔ ایک دن آنے والا ہے جب تم یہاں سے کوچ کر دو گے اور اپنے رب کے حضور پیش کر دیے جاؤ گے۔ خود سوچو اگر ساری عمر اس کی نافرمانی میں بر باد ہو گئی تو کس منہ سے وہاں حاضر ہو گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شَيْـًٔا وَّلَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْٓ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ

پہنچا سکے گی اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے ۲۳؎ اگر میں شرک کروں، تو میں بھی اس وقت کھلی گمراہی میں مبتلا ہوں گا ۲۴؎ میں ایمان لے آیا ہوں

بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ

تمہارے رب پر پس (کان کھول کر) میرا اعلان سن لو ۲۵؎ حکم ہوا (جا) جنت میں داخل ہو جا ۲۶؎ وہ بولا کاش! میری قوم بھی

يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ

جان لیتی کہ بخش دیا ہے مجھے میرے رب نے اور شامل کر دیا ہے مجھے باعزت لوگوں میں ۲۷؎ اور نہ

۲۳؎ آخر میں اپنے رب حقیقی کے مقابلہ میں کسی بے بس اور ضعیف چیز کو خدا کیونکر مان لوں۔ ان کی تو یہ مجال ہی نہیں کہ اگر میرا رحمان مجھے کسی مصیبت میں مبتلا کر دے تو وہ اگر زبردستی مجھے اس کی گرفت سے چھڑا لیں یا میری سفارش ہی کر سکیں ایسے نکمے اور بیکار خداؤں کو مان کر میں کیا کروں گا۔

۲۴؎ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے ہوئے اگر میں پھر شرک میں مبتلا ہو جاؤں تو مجھ سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا۔

۲۵؎ حق کتنا جری ہوتا ہے، حق کا علمبردار کتنا نڈر اور بیباک ہوتا ہے اس آیت کو پڑھ کر ہی اس کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے سارا شہر ایک طرف ہے۔ قوم کے تمام رئیس اور سردار ایک طرف ہیں۔ سارے مذہبی پیشوا اور سارے سیاسی نظام آگ بگولا ہیں، سارا ماحول غصہ سے بھرا ہوا ہے۔ حالات کے بھڑکتے ہوئے اس آتشکدہ میں کھڑا ہو کر ایک مومن ہی یہ اعلان کر سکتا ہے ﴿اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ﴾۔ سارے سن لو میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں اور میرا جس نے کچھ بگاڑنا ہے بیشک بگاڑ لے مجھے اس کی ذرا پروا نہیں۔ اس مرد پیکبر نے آخت بربی (میں اپنے رب پر ایمان لایا ہوں) نہیں کہا بلکہ ﴿بِرَبِّكُمْ﴾ فرمایا تاکہ انہیں یہ احساس دلائے کہ جس خدا کا وہ بندہ ہے وہ صرف اس کا پروردگار نہیں بلکہ ان سب کا پروردگار بھی ہے۔

۲۶؎ لوگوں نے اس پر پتھروں کی بارش کر دی اور چند لمحوں میں اس کے جسم کو پارہ پارہ کر دیا۔

چہ خوش رسمے بنا کردند ایماں خونِ خلقاں را ۔۔۔ خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را (مزا جانِ جاناں)

جسم کا قریہ قریہ بکھر رہا ہے اور اُدھر سے صدا آ رہی ہے اے عاشقِ دلگداز آ جا، جنت کی ساریں تمہارا انتظار کر رہی ہیں خدا کی رحمت کے رنگین پھولوں کے ہار پروکر حوریں تمہاری راہ دیکھ رہی ہیں اور میرا محسن ازل تیرے دلِ بیتاب اور چشمِ مشتاق کی حسرتوں کو پورا کرنے کے لیے نقاب اُلٹنے ہی والا ہے۔

۲۷؎ قوم نے ظلم کی حد کر دی، لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، لیکن ہمدردی کا جذبہ سرد نہیں ہوتا۔ کتنا ہے کاش میری قوم کو پتہ چل جائے۔ اسے جا کر کوئی بتا دے کہ سرفروشی اور جانبازی کی راہ پر چل کر تمہارے اس محسن اور شہید بھائی نے کچھ کھویا نہیں بلکہ بہت کچھ پایا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِۦ مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَمَا كُنَّا

اتارا ہم نے اس کی قوم پر اس (کی شہادت) کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور نہ ہمیں اس کی

مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾ إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَٰمِدُونَ ﴿٢٩﴾

ضرورت تھی۔ ٹھ نہ تھی مگر ایک چیخ پس وہ بجھے ہوئے کوئلے بن گئے۔

يَٰحَسْرَةً عَلَى ٱلْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا۟ بِهِۦ

حسرت افسوس ان بندوں پر۔ نہیں آیا ان کے پاس کوئی رسول مگر وہ اس کے ساتھ

يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا۟ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ ٱلْقُرُونِ أَنَّهُمْ

مذاق کرنے لگ گئے۔ کیا انہیں علم نہیں کہ کتنی امتوں کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا (وہ آج تک) ان کی

میرے قصور، میرے رب نے معاف کر دیے ہیں اور مجھے ان لوگوں کی صف میں جگہ دے دی ہے جن کو اس نے ابدی عزتوں اور لافانی کرامتوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس پر سچے دل سے ایمان لایا تھا اور جب امتحان کے میدان میں مجھے کھڑا کیا گیا میں نے جان دے دی، لیکن اپنے ایمان پر آنچ نہیں آنے دی۔ حضرت علامہ مرحوم کا ارشاد ملاحظہ ہو ؎

ہر تراز اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیم جاں ہے زندگی

مفسرین لکھتے ہیں کہ اس شخص کا نام حبیب نجار تھا۔ علامہ قرطبی تحریر فرماتے ہیں کہ حبیب اہل انطاکیہ نے اسے شہید کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ انطاکیہ میں مومن اور کافر دونوں آباد تھے۔ وہ خوفناک کڑک جس نے کفار کو موت کی نیند سلا دیا۔ اہل ایمان کو اس سے محفوظ رکھا گیا یہاں تک کہ جو اہل ایمان محو خواب تھے وہ بدستور سوتے رہے ان کی آنکھ بھی نہ کھلی۔ انطاکیہ کے بازار میں ایک مسجد ہے اس مسجد کو مسجد حبیب کہا جاتا ہے۔ اس کے صحن میں ان کا مزار پُر انوار ہے۔ لوگ اس کی زیارت کے لیے جایا کرتے ہیں۔

(آثار البلاد و اخبار العباد للقزوینی ص۱۵۱ مطبوعہ بیروت)

مشہور جغرافیہ دان علامہ یاقوت حموی متوفی ۶۲۶ھ اپنی کتاب معجم البلدان میں انطاکیہ کے عنوان کے نیچے لکھتے ہیں:

انطاکیہ میں حبیب نجار کی قبر ہے دور دراز سے لوگ اس کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیات اسی حبیب کے حق میں نازل ہوئیں وجاء من اقصی المدینۃ رجل یسعیٰ الخ۔ لیکن یقین سے کچھ کہنا مشکل ہے۔ علامہ ابن کثیر کی لئے آپ چند صفحے پہلے پڑھ آئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۸ ہمیں ان سرکشوں کی سرکوبی کے لیے آسمان سے فرشتوں کا لشکر اتارنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ جب ہم نے ان کو تباہ کرنے کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ

طرف لوٹ کر نہ آئے۔ اور ان سب کو ہمارے سامنے حاضر کر دیا جائے گا اور

اٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

ایک نشانی ان کے لیے یہ مُردہ زمین ہے ۲۹ ہم نے اسے زندہ کر دیا اور ہم نے نکالا اس سے غلہ پس وہ

يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا

اس سے کھاتے ہیں ۳۰ اور ہم نے اگائے اس میں باغات کھجور اور انگوروں کے اور جاری کر دیے اس میں

فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ

چشمے ۳۱ تاکہ کھائیں وہ اس کے پھلوں سے اور نہیں بنایا ہے اس کو ان کے ہاتھوں نے۔

نیست کیا تو ایک ایسی گرج اور کڑک پیدا کی کہ وہ چیخم زدوں میں بھی ہوئی راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ خامدین ابھڑکتی ہوئی آگ کے بجھ جانے کو خمود کہتے ہیں۔ یعنی پہلے وہ آگ کے انگاروں کی طرح دہک رہے تھے اور اس کے شعلوں کی طرح لپک رہے تھے ایک گن نے ان سرکشوں کا قصہ تمام کر دیا جیسے کسی نے مشعل پانی ڈال دیا ہو۔

۲۹ یہاں سے ان ٹھوس دلائل کے بیان کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو توحید اور قیامت کے منکرین کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں یہ ایسے دلائل تھے کہ وقتی طور پر تو مقابل کو خاموش اور لاجواب کر دیں۔ لیکن کچھ وقت گزرنے کے بعد انہوں کا مادہ پھر ابھرنے لگے۔ بلکہ ان دلائل میں غور کرنے سے دل کو یقین کامل نصیب ہو جاتا ہے اور روح کو اطمینان اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔ پہلی دلیل یہ بیان فرمائی کہ بنجر اور مردہ زمین جس میں بظاہر زندگی کی کوئی رمق نظر نہیں آتی۔ جب اللہ تعالیٰ بارش برساتا ہے تو اس میں زندگی کے آثار پیدا ہونے لگتی ہے۔ روئیدگی کی مردہ قوتیں اپنی ساری شوخیوں اور زیبائیوں کے ساتھ نمودار ہو جاتی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے رنگ و بو کے چمن مسکرانے لگتے ہیں۔

۳۰ کسان جو تخم ریزی کرتا ہے اس کی بالیں زمین کے جگر کو چیرتی ہوئی باہر نکل آتی ہیں۔ چند مہینوں میں فصل پک جاتی ہے جس سے تم غذا حاصل کرتے ہو۔

۳۱ اور ہم باغ اگا دیتے ہیں اور ان باغوں میں کھجور کے لانبے لانبے درخت بھی اگتے ہیں جو آسمان کو چھو رہے ہوتے ہیں اور دوسری طرف انگور کی نازک بیلیں ہیں جو زمین پر بچھی چلی جاتی ہیں۔ جن کو اوپر اٹھانے کے لیے تم چھپر بناتے ہو۔ وہاں چشمے ابل رہے ہوتے ہیں جن سے تمہارے باغ آباد ہوتے ہیں۔ تم ان پھلوں کو براہ راست بھی کھاتے ہو یا ان کو مختلف شکلوں میں بدل کر ان سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ

کیا وہ ان نعمتوں پر شکر ادا نہیں کرتے۔ ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا فرمایا جنہیں زمین اگاتی ہے

الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ ۖ

اور خود ان کے نفسوں کو بھی اور ان چیزوں کو بھی جنہیں وہ (ابھی) نہیں جانتے ۳۶ اور دوسری نشانی ان کے لیے رات ہے

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ ﴿٣٧﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ

ہم اتار لیتے ہیں اس سے دن کو تو یکلخت وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں ۳۷ اور (یہ) آفتاب جو چلتا رہتا ہے اپنے ٹھکانے کی طرف۔

لطف اندوز ہوتے ہو۔ ایک آم کے پھل ہی کو لیجیے۔ ابتدائی حالت میں اس سے بڑی لذیذ چٹنی بنتی ہے۔ جب وہ پھل کچھ بڑا ہوتا ہے تو اس کا اچار بنایا جاتا ہے۔ چند ماہ بعد اس کا مربہ بنا کر پیتی اور شیشے کے خوبصورت مرتبانوں میں محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ جب آم پک جاتے ہیں یا تو قاشیں ہی اُن کا رس چوس لیتے ہو یا ان کو کاٹ کر کھاتے ہو۔ کہیں کہیں لکریل بن رہی ہوتی ہے کہیں آئس کریم۔ وما عملت ایدیھم میں انہی چیزوں کی طرف اشارہ ہے۔ وما عملت آلایہ کا ایک دوسرا مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ سرسبز و شاداب کھیت، یہ بہار آفریں باغات اور رنگین اور لذیذ پھلوں سے لدی ہوئی ڈالیاں۔ یہ رنگا رنگ مہکتے ہوئے پھول ان میں سے کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں جو تمہارے ہاتھوں نے بنائی ہو۔ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت آفرینیوں کا اعجاز ہے۔ اس صورت میں ما موصولہ نہیں بلکہ نافیہ ہوگا۔

۳۴ یہ دیکھو کہ انسان اور حیوانات کی مذکر و مؤنث پیدا فرمایا ہے اور اسی طرح ان کی نباتات و خوردنی کا انتظام کر دیا ہے بلکہ اس سمیع و قدیر نے زمین سے جو چیزیں اگانی ہیں انہیں جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ نر اور مادہ کا سلسلہ درختوں، پودوں، پھلوں، پھولوں جھاڑیوں گھاس غرضیکہ جو چیز زمین سے اگتی ہے اس کو نر و مادہ میں تقسیم کر دیا ہے اور جعلنا الریاح لواقح سے بتا دیا کہ نر درخت کے زرِ دیدی (جراثیم) کو ہوائیں اٹھا کر مادہ کے پاس لے جاتی ہیں۔ اور اسے بارور کرتی ہیں۔ تلقیح کا عمل صرف حیوانات کی دنیا تک محدود نہیں بلکہ حیوانات، نباتات اور ایسی اجناس جن کو ابھی تم جانتے بھی نہیں ہو۔ وہاں تک پھیلا ہوا ہے۔

(مزید تشریح کے لیے ضیاء القرآن جلد دوم سورۂ مجرآیت ۳۲ کا حاشیہ ملاحظہ کریں)

۳۷ اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کی ایک اور دلیل بیان کی جا رہی ہے۔ جب دن ہوتا ہے تو ہر طرف نور ہی نور پھیل جاتا ہے جب رات آجاتی ہے تو غائب ہو جاتا ہے اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اگر ہمیشہ دن کا اجالا رہتا یا ہر وقت رات کی تاریکی پھیلی رہتی تو یہ نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ نیرنگیٔ فطرت کے کرشمے ختم ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عروسِ کائنات کو شب و روز کا تسلسل قائم کر کے سجایا۔ پھر اس میں مسند کرامت بچھائی اور حضرتِ انسان کو اس پر بٹھا دیا۔ اب بھی اگر انسان اپنے کریم رب کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ

یہ اندازہ مقرر کیا ہوا ہے اس خدا کا جو زبردست اور علیم ہے۔ ۳۸ اور (ذرا) چاند کو دیکھو، ہم نے مقرر کر دی ہیں اس کے لیے منزلیں

كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ

آخر کار وہ جا کر رہ جاتا ہے کھجور کی پرانی شاخ کی مانند ۳۹ نہ سورج کی یہ مجال کہ (اپنے سے) چاند کو جا پکڑے اور نہ

وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمْ

رات کی یہ طاقت ہے کہ دن سے آگے نکل جائے۔ اور سب (جہانوں) اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں۔ ۴۰ اور ایک نشانی ان

اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ

کے لیے یہ بھی ہے کہ ہم نے سوار کیا ان کی اولاد کو ایک کشتی میں جو بھری ہوئی تھی ۴۱ اور ہم نے پیدا کیں ان کے لیے اس کشتی کی مانند

شکر ادا کرے تو اس سے بڑی احسان فراموشی اور ناقدری کیا ہو سکتی ہے۔

شارح کہتے ہیں بھیڑ بکری کو ذبح کرنے کے بعد اس کی کھال اتارتے ہیں۔ دن کے وقت روشنی کا سادہ جوڑا پہنایا جاتا ہے، جب رات آتی ہے تو آہستہ آہستہ اس لبادہ کو اتار لیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ہر طرف سیاہی پھیل جاتی ہے۔

۳۸ سورج اپنے مقررہ مقام کی طرف محو حرکت ہے اور اس کی مجال نہیں کہ وہ مقررہ وقت سے ایک سیکنڈ تاخیر سے وہاں پہنچے یا وہاں سے سرک کر کسی اور جگہ پہنچ جائے جو مدار اس کے لیے متعین کر دیا گیا ہے۔ جو نظام قبل اس کے طلوع و غروب، ارتفاع و انخفاض کا مقرر کر دیا گیا ہے اس میں کمی بیشی کا امکان تک نہیں۔ نظام الاوقات عزیز علیم کا مقرر کیا ہوا ہے۔ نہ اس میں ردوبدل کی گنجائش ہے اور نہ کوئی چیز اس کی خلاف ورزی کر سکتی ہے۔

۳۹ جاری قدرت پر ایمان لانے کے لیے کسی اور دلیل کی ضرورت ہو تو چاند کو دیکھو اور اس کے گھٹنے بڑھنے کو دیکھو کیسے ناخن کے تراشے کی طرح نمودار ہوتا ہے۔ بڑھتے بڑھتے بدر تمام بن جاتا ہے پھر گھٹنے لگتا ہے یہاں تک کہ آخری راتوں میں کھجور کی ایک خمیدہ سوکھی اور زرد ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ ۴۰ سورج اپنے مدار میں مصروف گردش ہے اور چاند اپنے مدار میں حرکت کر رہا ہے الغرض دونوں سارے سیارات بلکہ ثوابت بھی اپنے اپنے مقررہ مداروں میں تیر رہے ہیں کوئی کسی سے ٹکراتا نہیں کوئی کسی سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کرتا۔ کوئی کسی سے پیچھے نہیں رہتا۔ کیا قدرت اور حکمت ہے اس قادر علیم کی کہ ان گنت سیارے محو حرکت ہیں اور کبھی کوئی حادثہ رونما نہیں ہوا۔ اس مضمون کے لیے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد سوم سورۃ الانبیاء آیت ۳۳ کے حواشی۔ تسخیر کے متعلق علماء اسلام کی تحقیقات قبال تفصیل سے مذکور ہیں۔

۴۱ جاری قدرت کی مذکورہ بالا آیات کبریٰ اور روشن نشانیوں کو اگر ہم پوری طرح سمجھ نہیں سکتے تو یہ بات تو ہر روز تمہارے مشاہدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور جنہیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پس کوئی ان کی فریاد کننده والا نہ ہو اور نہ وہ بچائے جائیں

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا

بجز اس کے کہ ہم ان پر رحمت فرمائیں اور انہیں کچھ وقت تک لطف اندوز ہونے دیں ۳۶ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ڈرو اس سے جو

بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ

تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ ۳۷ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی

میں آتی رہتی ہے کہ ہم نے دریاؤں اور سمندروں کو تمہارا تابع فرمان بنا دیا ہے۔

فلک مشحون، وہ کشتی جو سامان اور سواریوں سے بھری ہوئی ہو۔ اس سے مراد سفینۂ نوح ہے۔ کس طرح وہ اس عظیم سیلاب کی تند و تیز موجوں اور ہولناک گردابوں سے تمہیں بچا کر لائی پھر ہم نے تمہیں کشتیاں بنانے کا فن سکھا دیا۔ اب دخانی جہاز بلکہ ہوائی طاقت سے چلنے والے جہاز آبدوزیں تیل بردار ٹینکر تم نے بنا لیے ہیں اور دور دراز کی مسافتیں بڑی آسانی سے طے کرتے ہوئے تم اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتے ہو۔

۳۶ یہ خیال نہ کریں کہ انہوں نے جو مضبوط کشتیاں بنالی ہیں یا آج کل جو بڑے بڑے ضخیم اور کوہ پیکر جہاز بن گئے ہیں اور ان میں بڑی مؤثر اسلحاتی آلات نصب کر دیے گئے ہیں اب یہ غرق نہیں ہوں گے۔ اگر کسی شخص کے ذہن میں ایسا خیال ہے تو یہ اس کی کوتاہی ہے ہم جب چاہیں انہیں غرق کر دیں۔ اس وقت انسان کی فریاد کو کوئی بھی نہیں پہنچ سکے گا اور نہ سمندر کی لہروں سے انہیں کوئی چھڑا سکے گا۔ آئے دن ہم اخبارات میں یہ پڑھتے رہتے ہیں کہ وہ جہاز اپنے ساز و سامان اور اپنے ہزارہا مسافروں سمیت سمندر میں غرق ہو گیا جس جہاز کے بنانے والوں نے اسے اس طرح بنایا تھا کہ وہ کبھی ڈوبے گا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت ہمیشہ انسان کے غرور کا بت توڑتی رہتی ہے اور توڑتی رہتی ہے اور جب تا جار و تاجر انسان کو اپنی بے بسی اور ناتوانی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

نخدائیں ان کی ہوائیں ان کی سمندر انکے جہاز انکے ۔۔۔ مگر ہیں کی کھیلے تو کیونکر نہ بحر ہو بے تقدیر کا بہانہ

۳۷ اگر بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل جیسے وسیع و بیکراں سمندروں کو تم سلامتی کے ساتھ عبور کر لیتے ہو تو اس کی وجہ نہیں ہے یا تو ہم تم پر اپنی رحمت کا دامن پھیلا دیتے ہیں۔ تمہارے بوڑھے ماں باپ، جوان بیوی اور ننھے معصوم بچوں کے صدقے تم کو ساحل مراد تک بچا دیا جاتا ہے یا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم تمہیں کچھ مدت تک یہاں زندہ رہنے اور سطح دنیا سے لطف اٹھانے کی مہلت دینا چاہتے ہیں اور ہماری حکمت کا یہی تقاضا ہے۔

۳۸ اور جب انہیں از راہ نصیحت کہا جاتا ہے کہ اب تو ہوش کرو! اب تو سنبھل جاؤ۔ ساری عمر گناہوں میں اور فسق و فجور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِیْلَ

قائل ان کے رب کی نشانیوں سے، مگر وہ اس سے روگردانی کرنے لگتے ہیں اور جب انہیں کہا جاتا

لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا

ہے کہ خرچ کرو اس مال سے جو تمہیں اللہ نے دیا ہے تو کافر کہتے ہیں اہل ایمان کو کیا ہم انہیں

اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۷﴾

کھانا کھلائیں جنہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا دیتا۔ (اے نامسمع!) تم تو بالکل بہک گئے ہو۔

میں برباد کر دی ہے۔ اب تو باز آ جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہو کر معافی مانگو۔ وہ رحیم و کریم تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں نئی اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کا ایک اور زریں موقع دستیاب ہو جائے گا۔ لیکن وہ باز نہیں آتے اور جتنے دلائل ان کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں ان کو بڑی بے پروائی سے بس پشت ڈال دیتے ہیں۔

۴۷ اگر دوسروں کو نصیحت کرنے والے کی جان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں سے اس کے نادار اور مفلس بندوں کی خدمت کے لیے کچھ خرچ کرو، تو وہ بڑی بے حیائی سے اس حضرت کا مذاق اڑاتے ہیں کہ تم ان بھکمنگوں کے لیے ان ناداروں اور مفلسوں کے لیے ہم سے مدد کی اپیلیں کرتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں خدا نے مفلسی کے عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو یوں محتاج نہ کرتا ہم اس کی مرضی کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔

اس آیت میں سرمایہ دارانہ ذہنیت کی کتنی صحیح عکاسی کی گئی ہے پہلے بھی اس کا یہی حال تھا اور آج بھی اس ذہنیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے چند لوگ اس زہریلی ذہنیت کے مالک ہوتے تھے اور آج اس مادی ترقی کے دور میں ان کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ پہلے مروت و احسان کی کوئی نہ کوئی جھلک ان لوگوں میں بھی نظر آ جاتی تھی۔ آج یورپ کے اس مشینی دور نے احساسِ مروت کو بھی کچل کر رکھ دیا ہے۔ دولت کی والہانہ محبت ان کو کس مقام پر لا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ وہ کتنے حجت باز اور حیلہ ساز بن جاتے ہیں جو سیدھی اور صاف بات انہیں کہی جاتی ہے اس کا کتنا اٹپٹا جواب دیتے ہیں کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ نہ تو خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی انہیں توفیق نصیب ہوتی ہے اور نہ اپنے بھائیوں کی خستہ حالی اور تنگ دستی پر ان کا دل پسیجتا ہے۔ ایسی بیمار ذہنیت کے باعث ہی دنیا میں خونی انقلاب آئے کتنی شاہی خاندان خون کے تالاب میں بہہ گئے۔ جھونپڑیوں میں بسنے والوں نے تنگ آ کر محلات اور امراء کی حویلیوں کو جلا کر خاک سیاہ بنا دیا۔ اس کے باوجود دولت کی محبت کا نشہ کم نہیں ہوا۔ وہی لوگ جو کل سرمایہ داری کے خلاف علمِ بغاوت بلند کر کے اٹھے تھے اور اس بے رحم ذہنیت سے ٹکرا کر اسے پاش پاش کر دیا تھا۔ آج جب اقتدار اور دولت کے خزانوں کی کنجیاں ان کے ہاتھ میں آئیں، انہیں وہ نعرے ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنظُرُونَ

اور کافر کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو (تو اس کا مقررہ وقت بتا دو) ۴۲ ؎ (نادانو) نہیں انتظار

إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

کر رہے مگر اس ایک گرج کا جو (اچانک) انہیں دبوچ لے گی جب وہ بحث مباحثہ کر رہے ہوں گے ۴۳ ؎ پس نہ وہ (اس وقت)

فراموش ہو گیا۔ انہوں نے بھی اپنے پیش رووں کی طرح تکبر دیری کی پوجا شروع کر دی اور سانپ بن کر خزانوں پر بیٹھ گئے۔ مزدوروں سے محنت کشوں اور کسانوں وغیرہ کے ساتھ انہوں نے وہی بے رحمانہ سلوک شروع کر دیا۔ ان غول انقلابات کی تاریخ کا جب انسان مطالعہ کرتا ہے تو اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا خوف اور قیامت کے محاسبہ کا یقین دل میں پیدا نہ ہو جائے اس وقت تک جور و ستم کو مٹانے کے لیے جو کوشش کی جائے گی اس سے جور و ستم کے ایک نئے دور کا آغاز ہو گا۔ مساوات قائم ہونے کے بعد اور ملکی خزانوں پر تصرف کا مکمل اختیار رکھنے کے باوجود ہی لوگ دنیا کی محبت سے اپنا دامن بچا سکتے ہیں جنہیں فیض نبوت سے کچھ حصہ وافر عطا ہوتا ہے۔

۴۲ ؎ وہ یہ سوال اس لیے نہیں پوچھتے تھے تاکہ وہ بروقت اپنی اصلاح کر لیں بلکہ از راہ استہزا پوچھا کرتے تھے۔

۴۳ ؎ یہاں قیامت کی آمد کا حال بیان ہو رہا ہے۔ قیامت اس طرح نہیں آئے گی کہ پہلے اس کا اعلان کیا جائے گا فلاں تاریخ کو اتنے بجے کر اتنے منٹ پر کائنات کا نظام درہم برہم کر دیا جائے گا بلکہ لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں گے قیامت بپا ہونے کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ ہو گا۔ اچانک حضرت اسرافیل کو بارگاہ الٰہی سے حکم ملے گا کہ صور پھونک کر دنیا کے خاتمے کا اعلان کر دیا پھر ایک ہولناک کڑک ہو گی جس سے ہر چیز درہم برہم ہو جائے گی۔ حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وقوع قیامت کا جو منظر بیان فرمایا ہے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے سماعت فرمایئے:

تقوم الساعة والرجلان قد نشرا ثوبهما يتبايعانه. فلا يطويانه حتى تقوم الساعة والرجل يليط حوضه ليسقي ماشيته فما يسقيها حتى تقوم الساعة والرجل يخفض ميزانه ويرفعه حتى تقوم الساعة والرجل يرفع أكلته الى فيه فما يبتلعها حتى تقوم الساعة۔

ترجمہ: یعنی قیامت اس حال میں قائم ہو گی کہ دو آدمی کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے ہوں گے۔ انہوں نے کپڑے کا تھان کھولا ہوا ہو گا اس سے پیشتر کہ وہ اس تھان کو لپیٹیں قیامت برپا ہو جائے گی۔ اسی طرح ایک شخص اپنے مویشیوں کو پانی پلانے کے لیے حوض کی لپائی کر رہا ہو گا تو انہیں پانی پلانے سے پہلے ہی قیامت برپا ہو جائے گی۔ ایک آدمی کوئی چیز تول رہا ہو گا اس سے پہلے کہ وہ ترازو اوپر اٹھا کر دے قیامت برپا ہو جائے گی۔ انسان لقمہ منہ میں ڈالے گا اور اسے نگلنے سے پہلے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ

کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر آ سکیں گے ۴۴ اور دوبارہ جب صور پھونکا جائے گا تو وہ

مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ

اپنی قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے چلنے لگیں گے ۴۵ (اس وقت) کہیں گے ہائے ہم برباد ہو گئے! کس نے

مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ

ہمیں اٹھا کھڑا کیا ہے ہماری خوابگاہ سے ۴۶ (فرمان پہنچے گا) یہ وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ فرمایا تھا اور سچ کہا تھا اللہ کے رسولوں نے ۴۷

قیامت برپا ہو جائے گی۔

۴۴ اس افراتفری میں نہ وہ کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھروں کو واپس لوٹ سکیں گے۔

۴۵ جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو نظام کائنات تہ و بالا ہو جائے گا نہ آسمان اپنی جگہ پر قائم رہے گا اور نہ زمین باقی رہے گی پہاڑ بھی روئی کے گالے کی طرح ہوا میں تیرنے لگیں گے۔ انسان بھی ٹیڈی ٹہنے کیڑے مکوڑوں کی طرح بے سدھ ادھر ادھر گرتے پڑتے کچھ عرصہ بعد دوبارہ صور پھونکا جائے گا اور سب اپنی قبروں سے آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوں گے اور تیزی سے خداوند ذوالجلال کی عدالت میں حاضر ہونے کے لیے چل پڑیں گے کہ کہیں دیر نہ ہو جائے۔ اجداث: اس کا واحد جدث ہے، قبریں۔ ینسلون کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ جوہری لکھتے ہیں، وَنَسَلَ فِي الْعَدْوِ يَنْسِلُ نَسْلًا وَنَسَلَانًا اي اسرع : و قال تعالیٰ الی ربھم ینسلون (صحاح) نَسَلَ کا معنی ہے تیزی سے بھاگنا، علامہ قرطبی لکھتے ہیں: ھو الاسراع فی المشی۔ فالمعنی یخرجون مسرعین : یعنی تیزی سے چلنا۔ آیت کا معنی ہے کہ وہ بڑی سرعت اور عجلت سے قبروں سے باہر نکل رہے ہوں گے تاکہ اللہ تعالیٰ کی عدالت میں پہنچنے میں تاخیر نہ ہو جائے۔ (قرطبی)

۴۶ منکرین قیامت قبروں سے نکل کر جب میدان حشر میں کھڑے ہوں گے تو اپنا سر پیٹ لیں گے اور کہیں گے آج تک ہم اس کا انکار کرتے رہے۔ اسے محال عقلی گردانتے رہے، لیکن ہمیں پکڑ کر یہاں کھڑا کر دیا گیا ہے۔ پوچھیں گے کون ہے جس نے ہمیں اپنی خواب گاہوں سے جگا کر یہاں لا کر کھڑا کر دیا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں پہلے نفخ اور دوسرے نفخ کی درمیانی مدت میں کفار سے عذاب قبر ہٹا لیا جائے گا اور وہ سو جائیں گے۔

۴۷ اس وقت تعصب کی پٹی آنکھوں سے کھل جائے گی، یاد آ جائے گا کہ یہ تو وہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا اور ہم اس کو جھٹلاتے رہے اور اس کے پیغمبروں کو جھوٹا کہتے رہے۔ اور ان پر یہ الزام لگاتے رہے کہ یہ لوگ ایسی انہونی باتیں اپنی طرف سے گھڑ گھڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ ہائے آج پتہ چلا کہ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا ہی تھا اور اس کے پیغمبروں نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٥٣﴾ فَالْيَوْمَ

ہوگی مگر ایک زوردار کڑک پھر وہ فوراً سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیے جائیں گے ﴿۵۳﴾ پس آج نہیں

لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٤﴾ إِنَّ أَصْحَابَ

ظلم کیا جائے گا کسی پر ذرہ بھر اور نہ ہی بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر ان اعمال کا جو تم کیا کرتے تھے ﴿۵۴﴾ بیشک اہل

الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ﴿٥٥﴾ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى

جنت آج (حسب مراتب) اپنے اپنے شغل سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے ﴿۵۵﴾ وہ اور ان کی بیویاں سایہ میں (مرصع)

جو کچھ ہمیں بتایا تھا وہ سچ تھا۔ ہم ہی کمبخت اور نادان تھے کہ اس کو نہ مانا اور آج ان حالات سے دوچار ہیں کہ نہ جانے ماضی کو پائے رفتن۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ ان کے سوال کا جواب فرشتے دیں گے۔

۴۸ پھر ایک اور ہولناک قسم کی آواز آئے گی اور سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے۔

۴۹ اس روز کسی پر ظلم اور زیادتی نہیں ہوگی۔ عدل و انصاف کے سارے تقاضے پورے کیے جائیں گے۔

۵۰ اہل جنت پر نعیم جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور وہ وہاں کی لذتوں اور لطف و سرور میں اس طرح کھو جائیں گے کہ انہیں دوسری کسی بات کی خبر تک نہ ہوگی۔ وہ اور ان کی نیک بخت بیویاں ٹھنڈے اور گھنے سایوں میں مرصع آراستہ تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ہر قسم کے پھل زریں قابوں میں رکھ کر خدام ان کی خدمت میں پیش کریں گے۔ ان کی ہر خواہش پوری کی جائے گی جو چیز طلب کریں گے مہیا کر دی جائے گی۔

علامہ شیخ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

" والاولی ان یقال ان شغل ما یشتھونہ فالصوفیۃ العلیۃ الذین لا مقصود لھم الا اللہ تعالیٰ شغلھم الاکمل والاستغراق فی التجلیات الذاتیہ علی حسب مدارجھم وغیرھم کان شغلھم بالسماع والریاحین والاکل والمشرب والجماع علی حسب شھواتھم ورغباتھم۔" (مظہری)

ترجمہ: یعنی ہر ایک اپنی خواہش کے مطابق مشغول ہوگا۔ صوفیائے کرام جن کا مقصود اللہ تعالیٰ کے بغیر اور کوئی نہیں ان کا شغل یہ ہوگا کہ وہ اپنے مدارج کے مطابق تجلیات ذاتیہ کے مشاہدہ میں منہمک اور مستغرق ہوں گے اور دوسرے لوگ اپنی دنیاوی لذتوں میں اپنی خواہش کے مطابق مشغول ہوں گے۔

علامہ مذکور نے ابو نعیم سے بایزید بسطامی کا ایک قول نقل کیا ہے وہ بھی سننے کے قابل ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾

تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ ان کے لیے وہاں (طرح طرح کے) لذیذ پھل ہوں گے اور انہیں ملے گا جو وہ طلب کریں گے

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾

تم سلامت رہو (انہیں) یہ کہا جائے گا اپنے رحیم رب کی طرف سے ۵۱ اور (حکم ہوگا) اے مجرمو! (میرے فرمانبرداروں سے) آج الگ ہو جاؤ ۵۲

"اخرج ابو نعیم عن شیخ طریقنا الی یزید البسطامی انہ قال ان اللہ تعالیٰ لیتجلی من عباده لو تجلی منہ لرؤیتہ لاستغاثوا کما یستغیث اھل النار بالخروج من النار"

ترجمہ: آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ایسے خاص بندے بھی ہیں کہ اگر انہیں دیدار جمال خداوندی سے روک دیا جائے تو وہ جنت میں اس طرح آہ و فغاں اور فریاد کرنا شروع کر دیں جس طرح جہنمی آگ سے نکلنے کے لیے چیخ و پکار کریں گے۔

۵۱ سب خوشیاں، سب راحتیں بجا لیکن رب کریم خداوند ذوالجلال وہ محبوب حقیقی جس کو راضی کرنے کے لیے وہ عمر بھر ماہی بے آب کی طرح تڑپتے رہے۔ جب وہ انہیں اپنے خطاب جاں افروز سے نوازے گا۔ تو اس وقت ان کی مسرت اور فرحت افزائی کی انتہا ہو جائے گی۔

اس آیت کی جو تفسیر زبان رسالت سے فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:

"عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بینما اھل الجنۃ فی نعیمھم اذ سطع علیھم نور فرفعوا رؤسھم فاذا الرب تعالیٰ قد اشرف علیھم من فوقھم۔ فقال السلام علیکم یا اھل الجنۃ کذلک قولہ تعالیٰ سلام، قولا من رب رحیم۔ قال فینظر الیھم وینظرون الیہ فلا یلتفتون الی شیٔ من النعیم ما داموا ینظرون الیہ حتی یحتجب عنھم ویبقی نورہ وبرکتہ علیھم فی دیارھم" (رواہ البیہقی کذا فی الدر المنثور)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول ہوں گے اچانک اوپر سے ایک نور چمکے گا جب وہ سر اٹھا کر دیکھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا کہ ان کا رب کریم ان کی طرف جھانک رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جنتیو! السلام علیکم۔ سلام قولاً من رب رحیم سے یہی مراد ہے حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اس کی طرف دیکھتے رہیں گے۔ محویت کا یہ عالم ہوگا کہ جب وہ جمال حقیقی کا دیدار کر رہے ہوں گے جنت کی کسی دوسری نعمت کا انہیں خیال تک بھی نہیں رہے گا۔ یہاں تک کہ حسن حقیقی پردہ فرمائے گا، لیکن اس کا نور اور اس کی برکت ان پر اور ان کے مکانوں پر ضیا بار رہے گی۔

۵۲ اہل جنت پر تو کرم ہوگا اور مجرموں کو حکم ہوگا کہ الگ الگ صفیں بنا لو۔ کوئی فرقہ دوسرے فرقہ کے ساتھ گڈمڈ نہ ہو۔ چنانچہ یہودی، عیسائی، آتش پرست، بت پرست، ملحد، دہریے سب ایک دوسرے سے الگ الگ ہو کر جمع ہو جائیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ

کیا میں نے تمہیں یہ تاکیدی حکم نہیں دیا تھا اے اولاد آدم! کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا بلاشبہ وہ تمہارا

عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ

کھلا دشمن ہے ۵۴ اور میری عبادت کرنا - یہ سیدھا راستہ ہے ۵۵ (بایں ہمہ) گمراہ

اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ

کر دیا شیطان نے تم میں سے بہت سے لوگوں کو ۵۵ کیا تم عقل (اور خرد) نہیں رکھتے تھے - ۵۶ یہ ہے وہ جہنم

الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْيَوْمَ

جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا - آج اس کی آگ تم اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے - آج ہم

پھر دوزخ میں ہر فرقہ کے لیے الگ الگ زندان خانے موجود ہوں گے ہر گروہ کو اس کے مخصوص جیل میں داخل کر کے دروازہ بند کر دیا جائے گا جو پھر نہ کھل سکے گا۔ نعوذ باللہ تعالیٰ من سخطہ وعذابہ - یا اللہ ہم تیری ناراضگی اور تیرے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

اس کا یہ مقام بھی بتایا گیا ہے کہ ابتدا میں حشر کے میدان میں مومن کافر سب ایک ساتھ کھڑے ہوں گے۔ بعد میں مجرموں کو حکم ملے گا تم اہل ایمان سے علیحدہ ہو جاؤ۔

۵۳ ان مجرموں سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج منہ بسورنے اور جھینپنے چلانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہم نے اپنے انبیاء اور ان کے نائبین علماء ربانیین کے ذریعہ سے تمہیں تاکیدی حکم دیا تھا اور بار بار وصیت کی تھی کہ دیکھنا شیطان کی بندگی اور اطاعت شروع نہ کر دینا کیونکہ وہ تمہارا ازلی دشمن ہے وہ تمہیں جہنم رسید کر کے رہے گا۔

۵۴ شیطان کی بندگی کو چھوڑ کر میری عبادت کرنا کیونکہ میں ہی تمہارا خالق ہوں میں نے ہی تمہاری بقا اور نشوونما کے لیے دنیا کی ساری سے سارے وسائل بہم پہنچا دیے ہیں اور تمہاری ابدی زندگی کے متعلق بھی فیصلہ کرنے کا اختیار صرف مجھے ہے اور مجھ سے بڑھ کر تم پر کوئی شفقت اور رحمت فرمانے والا نہیں۔ اگر تم میرا حکم مانو گے میری اطاعت کرو گے تو یہی صراط مستقیم ہے جس پر چل کر تم منزل مقصود پا سکتے ہو۔

۵۵ اتنے تاکیدی احکام کے باوجود تم نے ہوشمندی سے کام نہ لیا۔ ہماری ہدایت کو پس پشت ڈال دیا۔ اس طرح شیطان تم میں سے ایک انبوہ کثیر کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

جبلّ: الجماعۃ العظیمۃ اطلق علیھم تنبیھا بالجبل فی العظم یعنی انبوہ کثیر کیونکہ یہ پہاڑ کی طرح عظیم ہوتا ہے اس لیے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا

ٹھپہ لگا دیں گے کفار کے مونہوں پر اور بات کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں اس

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ

بدکاریوں پر جو وہ کیا کرتے تھے ﴿۶۵﴾ اور اگر ہم چاہتے تو ہم ان کی آنکھوں کا نشان تک محو کر دیتے پھر وہ راستہ کی طرف دوڑ

جبلا کا گیا۔ (مفردات)

۶۴ واقعی اس سے بڑی حماقت اور نادانی کیا ہو سکتی ہے۔

۶۵ پہلے فرمایا گیا کہ آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ سب کے ساتھ خواہ کوئی باغی یا سرکش ہی کیوں نہ ہو پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ جو فیصلہ کیا جائے گواہوں کی گواہی اور دیگر دلائل کو سامنے رکھ کر کیا جائے مگر فیصلہ کرتے وقت گواہوں کو سرے سے نظر انداز کر دیا جائے کسی ثبوت کی ضرورت ہی محسوس نہ کی جائے، تو وہ فیصلہ اگرچہ عین حق ہو تب بھی اعتراض ہو سکتا ہے کہ فیصلہ کرتے وقت صحیح طریقہ کار اختیار نہیں کیا گیا۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قاضی پوری احتیاط سے ساری کارروائی مکمل کرتا ہے۔ گواہ پیش ہوتے ہیں۔ دوسرے دستاویزی ثبوت فراہم کیے جاتے ہیں پھر قاضی اپنے فیصلے کا اعلان کرتا ہے اس پر دوسرا کوئی انگشت نمائی نہیں کر سکتا، لیکن جس کے خلاف فیصلہ صادر ہوتا ہے وہ سراپا احتجاج بن کر گواہوں کو جھوٹا اور دستاویزوں کو جعلی قرار دیتا ہے۔ اگرچہ ایسے آدمی کا شور و غل قطعاً کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بہرحال اس کے دل میں تو ایک قسم کی موہوم سی خلش باقی رہ جاتی ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جو فیصلہ فرمائے گا وہ اتنا قطعی اور ہر شک و شبہ سے بالا ہوگا کہ خود شخص جس کے خلاف فیصلہ سنایا گیا ہوگا وہ بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بالکل درست اور سراسر حق ہے۔

اس لیے یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ مجرمین جب عدالتِ خداوندی میں پیش ہوں گے۔ ان پر فردِ جرم عائد کیا جائے گا، تو وہ اقبالِ جرم سے مکر جائیں گے۔ کرنا کا تبین گواہی دیں گے۔ ان کے صحائف عمل پیش کیے جائیں گے لیکن وہ تمام دلائل کی رٹ لگانے سے باز نہ آئیں گے۔ بزبانِ غالب کہیں گے:

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

ان کی بک بک جب حد سے تجاوز کر جائے گی، اس وقت ان کے منہ سی دیے جائیں گے۔ ان کی زبانوں سے قوتِ گویائی سلب کر لی جائے گی۔ ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو حکم ملے گا کہ تم بتلاؤ انہوں نے کیا کیا کرتوت کیے۔ ہاتھ اور پاؤں اپنی شاہد کی حیثیت سے سارا کچا چٹھا کھول کر سامنے رکھ دیں گے۔ اس کے بعد ان کی وہ ساری حجت بازی ختم ہو جائے گی اور بجز خاموشی اور تسلیم کے ان کے لیے کوئی چارہ نہ رہے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا

کرتے بھی تو ان (اندھوں) کو راستہ کیسے نظر آتا ﴿۶۶﴾ اور اگر ہم چاہتے تو ہم انہیں مسخ کر کے رکھ دیتے، انکی جگہوں پر

الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا

پھر وہ نہ آگے جا سکتے اور نہ پیچھے پلٹ سکتے ﴿۶۷﴾ اور جس کو ہم طویل عمر دیتے ہیں تو کمزور کر دیتے ہیں اس کی طبعی قوتوں کو، پھر کیا یہ

مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا

يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِىْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ﴿۶۹﴾ اور نہیں سکھایا ہم نے اپنے نبی کو شعر، اور نہ یہ ان کے شایان شان ہے یہ تو نہیں ہے مگر

۶۶ کوئی اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے کہ قیامت کے دن تو اللہ تعالیٰ انہیں سزا دینے پر قادر ہو گا لیکن اس دنیا میں وہ آزاد ہیں اور اللہ تعالیٰ کی دسترس سے باہر ہیں جو چاہیں کرتے پھریں انہیں کوئی روک نہیں سکتا اس آیت میں اس کا انداز کیا فرمایا ایسا نہیں۔ اگر ہم اس وقت چاہیں تو ان کو آن واحد میں عذاب کے ایسے شکنجے میں کس دیں کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے۔ اگر چاہیں تو ان کی آنکھوں کو ہی مٹا کر رکھ دیں کہ آنکھ رہے نہ بینائی۔ یوں دکھائی دے کہ یہاں آنکھ نام کی کوئی چیز سرے سے تھی ہی نہیں۔ الطمس: ازالۃ الاثر بالمحو۔ یعنی کسی چیز کو یوں مٹا دینا کہ اس کا نشان تک باقی نہ رہے۔ اور پھر وہ راہ بھی ان کو سجھائی نہ دے جس پر ہر روز ان کی آمد و رفت تھی۔

۶۷ ہمارے اختیار اور قدرت کا تو یہ عالم ہے کہ اگر ہم چاہیں تو جہاں یہ اب بیٹھے ہوئے ہیں وہاں سے اٹھنے ہی نہ پائیں گو ہم ان کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیں۔ انہیں پتھر بنا دیں۔ کسی دوسرے بدنما جانور کی شکل میں انہیں تبدیل کر دیں یہ آگے جا سکیں نہ پیچھے ہٹ سکیں۔ ہم نے انہیں جو ڈھیل دے رکھی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہمارے قابو سے باہر ہیں یا وہ اتنے طاقتور ہیں کہ ہم ان سے نمٹ نہیں لے سکتے۔ یہ تو محض ہمارا کرم ہے کہ ہم نے انہیں مہلت دی ہوئی ہے۔

۶۸ جس کو ہم طویل عمر دیتے ہیں اس کی قوتیں آہستہ آہستہ جواب دینے لگتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس طرح چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتا ہے جس طرح وہ بچپن میں تھا۔ نکست الشیٔ انکسہ نکسًا، قلبتہ علیٰ رأسہ۔ کسی کو سر کے بل اوندھا گرا دینا۔

۶۹ کفار قرآن کریم کو شعر اور حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شاعر کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس الزام کی تردید فرما دی اور بتایا کہ ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھایا اور نہ شعر کہنا حضور کے شایان شان ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کفار کس معنی میں قرآن کو شعر اور حضور کو شاعر کہا کرتے تھے اور کس معنی میں اس کی نفی کی گئی ہے۔ شعر کا عرفی معنی تو یہ ہے کہ الکلام الموزون المقفیٰ وہ کلام جس کا وزن بھی ہو اور قافیہ بھی۔ اور شاعر اسے کہتے ہیں جو قصداً اور ارادۃً موزوں اور مقفیٰ کلام کہے۔ اس معنی کے مطابق نہ قرآن کو شعر کہا جا سکتا ہے اور نہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاعر، اور اہل عرب جو قوائف قفت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَّقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۹﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى

نصیحت اور قرآن جو بالکل واضح ہے ﴿۶۹﴾ تاکہ وہ ہر وقت خبردار کرے اسے جو زندہ ہے اور تاکہ حجت تمام

الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا

کردے کفار پر ﴿۷۰﴾ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے پیدا فرمائے ان کے لیے اس مخلوق سے جو ہم نے اپنے ہاتھوں

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا

سے بنائی مویشی پھر وہ ان کے مالک ہیں ﴿۷۱﴾ اور ہم نے تابعدار بنا دیا انہیں ان کا پس ان میں سے بعض پر وہ سواری کرتے

سے واقف تھے وہ ایسی غلط بات کیونکر کر سکتے تھے اس لیے یہاں شعر سے مراد جھوٹ اور خیالی تک بندی ہے۔ اور شاعر سے مراد وہ آدمی جو حقائق اور صداقتوں کو نظر انداز کر دے اور وہم و گمان کی بنا پر باتیں بنانے پھرے کسی کی مدح کرے یا ذم سے آلائی اور خیال آفرینی سے باز نہ آئے شاعری میں بھی کبھی کبھی سچی بات کہی جا سکتی ہے۔ جھوٹ کی ملاوٹ کے بغیر شعر میں رنگینی اور جاذبیت پیدا نہیں ہوتی۔ اس لیے عرب کہتے ہیں: اَعْذَبُ الشِّعْرِ اَكْذَبُهٗ۔ بہتر اور عمدہ شعر وہ ہے جس میں زیادہ سے زیادہ جھوٹ بولا گیا ہو۔ چنانچہ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"وقال بعض المحصلین لم یقصدوا هذا المقصد فی ما رموا به وذلك انه ظاهر من کلام اهل لیس علی اسالیب الشعر ولا یخفی ذلك علی اعتام من العجم فضلا عن بلغاء العرب وانما رموه بالکذب فان الشعر یعبر به عن الکذب والشاعر الکاذب حتی سمی المقوم الادلة الکاذبة الشعریه۔" (مفردات)

ترجمہ: بعض اہل علم نے کہا ہے کہ کفار جب حضور پر شعر کہنے کی تہمت لگاتے تو اس سے ان کی مراد شعر کا اصطلاحی معنی نہیں ہوتا تھا کیونکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ قرآن کریم شعر کے اسلوب پر نہیں ہے اور یہ حقیقت عجمی جاہلوں پر بھی مخفی نہیں چہ جائیکہ عرب کے بلغاء اس حقیقت سے ناواقف ہوں، بلکہ حقیقت پر کذب کی تہمت لگاتے تھے کیونکہ جھوٹ کو شعر سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور جھوٹے کو شاعر کہا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جھوٹی دلیلوں کو ادلہ شعریہ کہتے ہیں۔

۶۹ یہ کتاب مبالغہ آرائی، خیال آفرینی اور جھوٹ کا پلندا نہیں ہے یہ تو سراسر نصیحت و موعظت ہے۔ جو بات اس میں بیان کی گئی وہ محض حق ہے۔ نہ اس میں مبالغہ سے عبارت آرائی ہے۔ نہ بیان حقیقت میں بال برابر تجاوز یا کمی کی گئی ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے جس میں احکام الٰہی حقائق عالم اور زندگی کی صداقتوں کو کھول کر بیان کیا گیا ہے۔

۷۰ اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کو بروقت متنبہ کر دیا جائے جن کے ضمیر ابھی مردہ نہیں۔ جن میں حق پذیری کی قوتیں ابھی موجود ہیں اور جن کے دل مرے نہیں ہیں اور جن میں حق قبول کرنے کی استعداد ختم ہو چکی ہے نہ وہ عذاب الٰہی کے نزول کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٤﴾ وَاتَّخَذُوا

ہیں اور جن کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کے لیے ان جانوروں میں اور بھی کئی منفعتیں ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے! اور

مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ﴿٧٥﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ

ان (ظالموں) نے بجائے اللہ تعالیٰ کے جھوٹ موٹ خدا کر رکھے ہیں کہ شاید وہ ان کی مدد کریں ﴿۷۴﴾ یہ جھوٹے خدا انہیں مدد کر سکتے ان کی ﴿۷۵﴾

وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٧٦﴾ فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا

اور یہ کفار ان مجبوروں کے لیے تیار شدہ لشکر ہیں ﴿۷۶﴾ پس نہ رنجیدہ کرے آپ کو (اے حبیب!) ان کا قول۔ ہم خوب جانتے ہیں

يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٧﴾ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ

جس بات کو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ﴿۷۷﴾ کیا انسان (اس حقیقت کو) نہیں جانتا کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا ﴿۷۸﴾

حجت تمام کر دے۔

﴿۷۳﴾ یعنی ان لوگوں کی بھی عجیب حالت ہے کہ رزق ہمارے دسترخوان سے کھاتے ہیں، وہ جانور جن پر یہ سواری کرتے ہیں، جن کا گوشت کھاتے ہیں، جن کا دودھ پیتے ہیں وہ سب ہم نے پیدا کیے ہیں اور انہیں ان کا تابع فرمان بنا دیا ہے۔ اس کے باوجود ہمیں چھوڑ کر وہ دوسری چیزوں کو اپنا خدا بنا رہے ہیں اور شیطان نے ان کے کان میں یہ پھونک دیا ہے کہ اگر تم پر کوئی مصیبت آئی تو یہ تمہاری مدد کو آئیں گے اور عذاب الٰہی کے شکنجے سے تمہیں زبردستی چھڑا لیں گے۔

﴿۷۵﴾ ان کی اس خلط فہمی کا ازالہ کر دیا کہ تمہارا کچھ بھلا نہیں کر سکتے۔ ان کی کیا طاقت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تم کو چھڑا سکیں۔

﴿۷۶﴾ "ھم" ضمیر کا مرجع مشرکین ہیں۔ لھم کا مرجع ان کے معبودان باطل ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ ایسے نکمے خداؤں کی خاطر کافر جھنڈا بلند کرنے کے لیے انہوں نے لشکر جمع کر رکھے ہیں جب کبھی توحید الٰہی کی دعوت دینے کے لیے آتا ہے تو فوراً اس کے خلاف برسر پیکار ہو جاتے ہیں۔ معذون لحفظھم والذب عنھم فی الدنیا۔ ایک مفہوم اس کا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ قیامت کے دن ہر بت کے پجاری کیلئے کر دیے جائیں گے اور انہیں ایک ساتھ واصل جہنم کر دیا جائے گا۔

﴿۷۷﴾ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دے رہا ہے اور دلجوئی فرما رہا ہے۔

﴿۷۸﴾ اگر انسان اپنے مادۂ تخلیق کی طرف ہی غور کرتا تو سرکشی اور بغاوت کا راستہ اختیار نہ کرتا۔ ہم نے اسے پانی کی ایک بوند سے پیدا کیا، پھر اسے صحت، جوانی، حریت اور دولت کی نعمتیں بخشیں۔ شکر کرنے اور ایک اطاعت گزار بندہ بننے کے بجائے وہ ہم سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ

پس اب وہ ہمارا کھلا دشمن بن بیٹھا ہے اور ہمارے لیے عجیب و غریب مثالیں اور اس کی پیدائش کو بھول گیا ہے

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ

پیدائش کو (کہنے) لگا ہے کہ کون زندہ کر سکتا ہے ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں ﴿۷۸﴾ آپ فرما دیجئے (اسے) وہی زندہ فرمائے گا انہیں جس

مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ

نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے ﴿۷۹﴾ جس نے تمہارے لیے اپنی حکمت سے) ہرے درختوں میں

الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ

آگ پھر تم اس سے اور آگ سلگاتے ہو ﴿۸۰﴾ کیا (وہ قادر مطلق) جس نے پیدا فرمایا

ہی کو بھول رہا ہے، ہمارا ہی انکار کر رہا ہے اور اس کے لیے مناظرانہ انداز اختیار کر رہا ہے۔

﴿۷۸﴾ یہ حقیر سا انسان ہمارے لیے طرح طرح کی مثالیں پیش کرتا ہے۔ خدا ہوتا تو ہمیں کہیں نظر نہ آتا۔ اتنے بڑے کارخانۂ حیات کو ایک ہستی کیسے چلا سکتی ہے۔ یہ قیامت کی دھمکیاں مذہبی لوگوں نے لوگوں پر محض اپنا تسلط جمانے اور انہیں ذہنی غلامی میں مبتلا کرنے کے لیے گھڑی ہوئی ہیں۔ ——— بھلا کبھی قیامت قائم ہو سکتی ہے۔ کیا ایسی ان ہونی بات کو عقل تسلیم کر سکتی ہے۔ غیر مرئی اس قسم کی ہوا میں تو انہیں بڑا کامل عالم ہے۔ اس کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اسے کس مادہ سے پیدا کیا گیا ہے کیا اس کا یہ سراپا وہاں تھا جب یہ پیدا ہوا تھا، کیا یہ شوخیاں اس میں موجود تھیں۔

﴿۷۹﴾ اے میرے محبوب! آپ منکرین قیامت کو بتا دیجئے جو یہ سمجھتے ہیں کہ بوسیدہ ہڈی کو زندہ کرنا محال ہے۔ آپ انہیں بتائیں کہ ان بوسیدہ ہڈیوں کو وہ ہستی زندہ کرے گی جو خلاق علیم ہے۔ جس کی قوتِ تخلیق کا یہ حال ہے کہ آسمان، ہوا، پانی، ستارے، فضائیں، ہوائیں، زمین سب اشیاء اس نے محض اپنے امر کن سے پیدا کی ہیں اور جس کے علم کی وسعت کا یہ حال ہے کہ غیب و شہادت ظاہر و باطن، جلی و خفی سب امور کو جاننے والا ہے۔ ذرا عقل سے کام لو۔ کیا ایسے خلاق و علیم کے لیے تمہاری بوسیدہ ہڈیوں میں روح ڈالنا کچھ مشکل ہے، ہرگز نہیں۔

﴿۸۰﴾ ان اسرار و رموز کو سمجھنے کی تو تم میں اہلیت نہیں جن کے باعث کروڑوں سال گزرنے کے باوجود اس نظامِ عالم میں گڑبڑی کے آثار کہیں نظر نہیں آتے لیکن یہ تو ایک موٹی سی بات ہے کہ پانی اور آگ میں طبعی تضاد ہے۔ آگ کا بس چلے تو پانی کو بھاپ بنا کر اڑا دیتی ہے اور اگر دہکتی ہوئی آگ پر ایک چلو پانی ڈال دیا جائے تو وہ بجھ جاتی ہے۔ اس طبعی تضاد کے باوجود یہ سرسبز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ

آسمانوں اور زمین کو نہیں رکھتا کہ پیدا کر سکے ان جیسی (چھوٹی سی) مخلوق۔ بیشک! (وہ ایسا کر سکتا ہے) اور وہی

الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾

پیدا فرمانے والا (سب کچھ) جاننے والا ہے ۸۲ اس کا حکم جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو فرمانا اتنا ہی ہے کہ (اس سے) کہہ دے ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

پس وہ (ہر عیب سے) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔ ۸۳

درختوں میں آگ اور پانی کر یکجا کر دیا ہے۔ یہی گیلی لکڑی جب کاٹ کر اس سے آگ جلائی جاتی ہے تو اس سے آگ کے شعلے نکلتے گنتے ہیں۔ بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ عرب میں دو درخت پیدا ہوتے ہیں۔ ایک کو "المرخ" اور دوسرے کو "العفار" کہتے ہیں۔ اگر ان کی شاخ اب ٹہنیاں کاٹی جائیں جن سے رس بہہ رہی ہو اور انہیں ایک دوسرے سے رگڑا جائے تو آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ جو ذات ان امور پر قادر ہے اس کے لیے تمہاری بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں۔

۸۱ اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا جن کی بلندی، وسعت اور گہرائیوں کا اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔ کیا ایسی قادر و قیوم ہستی کے لیے تمہیں دوبارہ زندہ کر کے اٹھانا کوئی مشکل بات ہے؟ اس کی دیگر تخلیقات کے سامنے تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ ذرا پہاڑ کے ساتھ سر جوڑ کر کھڑے ہو تو تمہیں اپنی قامت کی درازی کا پتہ چل جائے۔ ذرا ہاتھی کے ساتھ اپنا دہن تو کرو، اس کا ایک پاؤں بھی تم سے زیادہ وزنی ہے۔ ذرا ہرن کے ساتھ دوڑ تو لگا دیکھیں کون آگے نکلتا ہے۔ ایک چیونٹی کے ساتھ کھانے میں ہی مقابلہ کر کے دکھاؤ۔ یہ قامت، یہ طاقت اور یہ حیثیت۔ اور اس کے باوجود ایسی خرمستیاں کہ قدرت الٰہی پر حرف گیری کرنے کی جرأت کرنے لگے ہو۔

۸۲ تمہیں تو ایک معمولی سی چیز بنانی ہو تو اس کے لیے تمہیں جیسوں اجزاء فراہم کرنے پڑتے ہیں۔ اگر ایک جز بھی نایاب ہو جائے تو تمہاری ساری سائنس دھری کی دھری رہ جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی قدرت و جبروت کا یہ عالم ہے کہ اِدھر ارادہ ہوا اور کُن کہا تو وہ چیز خواہ وہ کتنی بڑی ہو، عدم محض سے عالم وجود میں آجاتی ہے۔

۸۳ بیشک ہر نقص، ہر خلل، ہر کمزوری، ہر عیب اور ہر شریک سے وہ ذات اعلیٰ و ارفع اور پاک ہے۔ اس کا علم محیط، اس کی قدرت ہمہ گیر، اس کا حکم ہر اعلیٰ و ادنیٰ پر جاری و ساری۔ ہر چیز اس کے زیر نگیں اور تابع فرمان۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے دیتا ہے۔ ہر چیز کا اختیار اُس کے اپنے دست قدرت میں ہے اور انجام کار ہر چیز نے اسی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ فسبحان الذی بیدہ ملکوت کل شیئ والیہ ترجعون۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ ورب الروح العظیم۔
اللّٰھم لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔
فاطر السمٰوٰت والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

یارب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

ولن یضیق رسول اللہ جاھک بی — اذا الکریم تجلی باسم منتقم
یا نفس لا تقنطی من زلۃ عظمت — ان الکبائر فی الغفران کاللمم
ومن یکن بالرسول اللہ نصرتہ — ان تلقہ الاسد فی آجامھا تجم

یارب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

محمد کریم شاہ

نظر ثانی

۱۶ رجب ۱۳۹۲ھ
۱۲ المطس ۱۹۷۲ء
یوم الاحد ۔ بہر دسرودھی

۵ ستمبر ۱۹۷۱ء
یوم الاحد فی سگھال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف

سُورہ الصّافات

نام : اس کا نام سورہ الصافات ہے جو پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس میں پانچ رکوع، ایک سو بیاسی آیتیں اور آٹھ سو ساٹھ کلمات اور تین ہزار آٹھ سو چھبیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : یہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی۔ مضامین میں غور و فکر کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مکی دور کے اس حصے میں نازل ہوئی جب اسلامی دعوت نے اہل مکہ کو چونکا کر رکھ دیا تھا اور انہوں نے تعصب کا سارا لبادہ اوڑھ کر اس کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا۔ اسلامی دعوت اور داعی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آوازے کسنے شروع کر دیے تھے۔ یہ سورت مکی زندگی کے درمیانی دور کے آخر میں نازل ہونے والی سورتوں سے واضح مشابہت رکھتی ہے۔

مضامین : کفارِ عرب شرک کی نعمت میں بری طرح گرفتار تھے۔ آیات ۶ - ۳۵ میں بتایا گیا ہے کہ اگر انہیں لا الٰہ الا اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی جاتی تو وہ ازراہ غرور و نخوت اس دعوت کو مسترد کر دیتے اور کہتے کہ کیا ایک شاعر مجنون کی بات مان کر ہم اپنے خداؤں کی خدائی کے عقیدہ کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ بھلا کائنات کا یہ وسیع اور پیچیدہ کاروبار ایک خدا انجام دے سکتا ہے؟ ناممکن۔

سورت کا آغاز عقیدہ توحید کو دلوں میں جاگزیں کرنے کے لیے تین قسمیں کھا کر فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارا خدا بس ایک خدا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا وہی پروردگار ہے۔

قیامت کے بارے میں بھی ان کا نظریہ یہ تھا کہ ایسا ہونا ناممکن ہے عقل اس کو تسلیم نہیں کرتی۔ اس کے بارے میں بھی دو ٹوک انداز میں فرما دیا: قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۔ ہاں قیامت ضرور آئے گی اور تم ذلیل و رسوا کر کے حشر کے میدان میں کھڑا کر دیا جائے گا۔

قیامت کے دن منکرین قیامت جس طرح آپس میں الجھیں گے اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کریں گے اس کا ذکر بھی کر دیا تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضور کے جاں نثار غلام بڑے زہرہ گداز حالات سے دوچار تھے۔ لحظہ بہ لحظہ مصائب و آلام کے اندھیرے گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ ان کی تسلی کے لیے انبیاء کرام کے ایمان افروز حالات بیان فرما دیے کہ مخالفت اور عداوت سے انہیں بھی واسطہ پڑا تھا۔ مشکلات کے پہاڑ ان کے راستہ میں بھی حائل ہوئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھے لیکن انہوں نے صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھا، اپنے خدا پر توکل کیا اور مصروف جہاد رہے۔ آخر کار فتح و نصرت کا کبھی نہ مرجھانے والا سہرا ان کے سر پر باندھ دیا گیا۔ ساتھ ہی فرما دیا جو بھی انبیاء کرام کے نقش قدم پر چلے گا، اسلام کا علمبردار بنے گا وہی ہمیشہ غالب رہے گا۔ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔

اہل مکہ کو تنبیہ فرمادی کہ آج جس کو تم کمزور سمجھ رہے ہو، سارے عرب پر اس کا پرچم لہرائے گا اور سارے عالم کو اسی کے دامنِ رحمت میں جگہ ملے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَانِ وَثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ الصفت مکی ہے | اس کی آیتیں ۱۸۲ | اور رکوع پانچ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝ اِنَّ اِلٰهَكُمْ

قسم ہے (سامع فرشتوں) پرے باندھ کر کھڑے ہونے والوں کی پھر خوب جھڑکنے والوں کی پھر قرآن کی تلاوت کرنے والوں کی۔ کہ تمہارا معبود

لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝

ایک ہی ہے۔ جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور مالک ہے مشرقوں کا۔

۱ توحید خداوندی کا مضمون شروع کرنے سے پہلے تین قسمیں اٹھائیں تاکہ اس مضمون کی اہمیت سننے والے کے ذہن میں منقش ہو جائے اور ہمہ تن متوجہ ہو کر وہ ارشاد خداوندی کو سنے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں۔ انہیں حسب مدارج مختلف قسم کے فرائض کی انجام دہی کے لیے مقرر فرمایا گیا ہے۔ یعنی فالقسم کے مطابق ان کی گروہ بندی کر دی گئی ہے۔

پہلے ان فرشتوں کی قسم اٹھائی جو عبودیت و نیاز کے مقام میں صف بستہ کھڑے ہیں۔ اکثر علماء تفسیر نے الصافات کا معنی صفین باندھ کر کھڑے ہونے والے کیا ہے۔ بعض علماء نے الصافات کا یہ مفہوم بتایا ہے کہ پرے جما کر منتظر حکم کھڑے ہونے والے۔ اس کے بعد فرشتوں کے اس گروہ کی قسم اٹھائی جو تکوینی امور کی تکمیل کے لیے مقرر ہیں۔ ہوا، بادل، بارش، سورج، چاند، کواکب و سیارے وغیرہ پر متعین ہیں۔ اور احکم الحاکمین کے فرمان کے مطابق تعمیل ارشاد کر رہے ہیں: الزجر فی الاصل الدفع عن الشیٔ بتسلط و صیاح (زجر المعانی) کسی کو بارعب اور زور دار آواز سے کسی بات سے روکنا۔ ویسے کسی چیز کو ہانکنے پر انگیخت کرنے اور روکنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

والزاجرات: ما یحظ بعا زجر من الاجرام العلویۃ والسفلیۃ وغیرھا علیٰ وجہ یلیق بالمزجور: یعنی اجرام علویہ اور سفلیہ کو ان کے شایان شان اور مناسب حال زجر کے لیے جو فرشتے مقرر ہیں ان کی قسم اٹھائی گئی۔ اس کے بعد جو فرشتے آیات الٰہی کی تلاوت میں ہر وقت مشغول رہتے ہیں ان کی قسم اٹھائی گئی۔

۲ فرشتوں کے ان تین مقدس گروہوں کی قسمیں اٹھانے کے بعد بتایا کہ تمہارا خدا وحدہٗ لاشریک ہے۔

۳ یہ دلائل توحید بھی ہیں اور صفات خداوندی بھی یعنی وہی ہستی جو ان صفات جلیلہ سے متصف ہے وہی خدا ہو سکتی ہے اور کوئی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ

بلاشبہ ہم نے آراستہ کیا ہے آسمانِ دنیا کو ستاروں کے سنگھار سے ۝ اور (اسے) محفوظ کر دیا ہے ہر سرکش شیطان (کی دراندازی) سے

مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ

نہیں سن سکتے کان لگا کر عالمِ بالا کی باتوں کو اور پھینکے جاتے ہیں ان پر ہر

یہ صفات صرف اللہ تعالیٰ میں ہی پائی جاتی ہیں، اس لیے وہی معبود برحق ہے۔ مشارق، مشرق کی جمع ہے۔ یہ ظرفِ زمان بھی ہے اور ظرفِ مکان بھی۔ سورج ہر روز نئے مطلع سے اور مختلف اوقات میں طلوع ہوتا ہے۔ اس لیے مشارق جمع کا صیغہ استعمال کیا اور جب وہ مشارق کا رب ہے تو مغارب کا بھی وہی رب ہوگا، اس لیے ایک کے ذکر پر اکتفا کیا۔ نیز طلوعِ آفتاب میں قدرت الٰہی کا ظہور زیادہ نمایاں ہے اس لیے اس کو ترجیح دی۔ دوسرے مقام پر رب المشارق والمغارب بھی مذکور ہے۔ (روح المعانی)

۲ السماء موصوف ہے۔ الدنیا اس کی صفت ہے۔ دُنیا ادنیٰ (قریب ترین) کی تانیث ہے۔ یعنی وہ آسمان جو زمین کے بالکل قریب ہے۔ اس میں کروڑوں بلکہ ان گنت ستارے قندیلوں کی طرح آویزاں دکھائی دیتے ہیں اور اس کے حسن و دلفریبی میں اضافہ کر رہے ہیں اور تاریک رات میں جو دلکش منظر پیش کرتے ہیں، ہر عالم اور جاہل اس سے لطف اندوز ہوتا رہتا ہے۔ ہر شخص کہیں نہ کہیں اس سے گزرا ہوگا۔ قرآن کریم کو بحث نہیں کیونکہ یہاں علم الافلاک کی تفصیلات بتانا مقصود نہیں ہے لیکن جو نظر آتا ہے کہ قریب ترین آسمان کی پہنائیوں میں چراغ روشن ہے۔

۳ یہاں دو چیزیں بڑی وضاحت سے بتادی گئیں کہ یہ بیکراں بلندیاں اور یہ فضائے بسیط جہاں کوئی ٹھوس چیز تمہیں دکھائی نہیں دیتی انہیں بغیر محفوظ سمجھو بلکہ قادرِ مطلق اور خالقِ حکیم نے یہاں ایسی حد بندیاں قائم کر دی ہیں جنہیں عبور کرنا ناممکن ہے۔ یہ حد بندیاں بظاہر نظر نہیں آتیں، لیکن ان حد بندیوں کو توڑنے کی جب کوئی کوشش کرتا ہے تو اسے ہی ان کی پختگی اور مضبوطی کا احساس ہوتا ہے۔ خلا کی تسخیر کے لیے جو تجربات کیے گئے ہیں یا کیے جا رہے ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مولا کریم نے کس طرح اپنی کائنات کو ایک محکم نظام کے مطابق پیدا کیا ہے۔ کس طرح درجہ بندی فرمائی ہے اور حدود کا تعین کیا ہے۔ دوسری بات جو قابلِ غور ہے وہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب میں کہانت کا بڑا چرچا تھا۔ ہر جگہ اس قسم کے لوگ کثرت سے مل جاتے تھے جو غیب دانی کا دعویٰ کرتے تھے۔ یہ ان کا پیشہ تھا۔ اس سے انہیں بے اندازہ آمدنی ہو جاتی تھی۔ کسی کی کوئی چیز گم ہو گئی، کسی کا کوئی عزیز بیمار ہو گیا، کسی نے نئے کاروبار کا پروگرام بنایا، کوئی لمبے سفر کے لیے تیار ہوا۔ ان تمام مواقع پر وہ توہم پرست لوگ ان مجہول غیب دانوں سے فائدہ اٹھانے کے لیے ان کے پاس پہنچ جاتے۔ یہ پیشہ ور کاہن بڑے شاطر قسم کے لوگ ہوتے تھے ایسی دور کی باتیں کرتے کہ پوچھنے والا مطمئن ہو کر چلا جاتا۔ ان کاہنوں کے متعلق اہلِ عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ کوئی جن ان کے ماتحت ہے اور وہ اسے غیب کی خبریں لا کر بتاتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جَانِبٍ ﴿۵﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

طرف سے ان کو بھگانے کے لیے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ مگر جو شیطان کچھ جھپٹ لینا چاہتا ہے

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ

تو لپک کر اس کا تیز شعلہ۔ پس آپ ان سے پوچھیے کیا وہ زیادہ مضبوط ہیں خلقت کے اعتبار سے یا دوسری

خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾

چیزیں جنہیں ہم نے پیدا فرمایا۔ بیشک ہم نے پیدا کیا ہے انہیں لیسدار گیلے سے ۔ آپ تو تعجب کرتے ہیں اور یہ مذاق کرتے ہیں اور نصیحت قبول نہیں کرتے

جب حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا اور لوگوں کو بتایا کہ آسمان سے ایک فرشتہ وحی لے کر میرے پاس آتا ہے تو اہل عرب نے حضور کو بھی ایک کاہن خیال کیا اور وحی کو ان کاہنوں کے اقوال پر قیاس کیا اور یہ سمجھنے لگے کہ ان کے پاس بھی کوئی جن آتا ہے اور انہیں یہ باتیں آکر سکھاتا ہے۔

ان آیات میں ان کے اس گمان باطل کی تردید کردی کہ جس دن سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منصب نبوت پر فائز کیے گئے ہیں اس دن سے آسمانوں کے پہرے سخت کر دیے گئے اور اب کسی شیطان کی مجال ہی نہیں کہ دار العالم میں انقلابات عالم کے متعلق جو فیصلے ہو رہے ہیں ان پر آگاہ ہونے کی جرأت کر سکے اور وہاں کے راز یہاں افشاء کر سکے پہلے تو کبھی جن یا شیطان کو ایسا کرنے کی ہمت نہیں ہوتی اور اگر کوئی اپنی شریر طبیعت کے باعث ایسا کرتا ہے تو شہاب ثاقب سے اس کی تواضع کی جاتی ہے جو اسے جلا کر راکھ کر دیتا ہے، اس لیے اب نہ کہانت رہی اور نہ کاہن۔

یہ میرا نبی ہے اس پر میرا کلام نازل ہوتا ہے۔ اس کلام کو لے کر آنے والا میرا نورانی فرشتہ ہے، جو میرے اذن سے اترتا ہے اس لیے اس غلط فہمی کو دل سے نکال دو کہ یہ کاہن ہے۔

چند مشکل الفاظ کی تشریح: الارد: الصافات من الجن والانس سرکش جن ہو یا انسان لسلاۃ الاولیٰ: اھل السماء الدنیا وما خرقا: آسمانوں کو پھاڑنے والی مخلوق، یقذفون: پھینکے جاتے ہیں، دحورا: یہ مصدر ہے، اس کا معنی دھکے دے کر نکال دینا۔ مصدر: یقال دحرتہ دحرا ودحورا ای طردتہ: واصب: دائم، ہمیشہ رہنے والا۔ شہاب ثاقب: اس کے متعلق تفصیل بحث فرمائیں جلد دوم سورہ الحجر آیت نمبر ۱۸ کے حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔)

۷ تا ۱۲ ان آیات میں مشرکین کے غیر معقول رویہ کا بیان ہو رہا ہے۔ وہ آخرت کی زندگی کا انکار کر رہے ہیں۔ آپ ان سے پوچھیے کہ آسمانوں، کروڑوں ستاروں، سورج اور چاند اور فلک بوس پہاڑوں کو بنانا ہمارے لیے مشکل ہے یا تمہیں اور تمہارے نانکوں جنہیں ہم نے بے مایہ گیلے گارے سے پیدا کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ

ہیں اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو مذاق کرنے لگتے ہیں، اور کہتے ہیں

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾

یہ ہے مگر کھلا جادو۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور (مر کر) مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے (تو) کیا ہم زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے

اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔ فرما دیجئے ہاں (ضرور) اس حال میں کہ تم ذلیل و خوار ہو گے ۱۷ پس قیامت تو فقط ایک

وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾

جھڑکی ہوگی پس وہ اچانک کیا دیکھیں گے ۱۸ اور کہیں گے ہم برباد ہو گئے! یہ تو یوم جزا ہے

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ع ۱ ۱۲ ۵

ہاں ہاں، یہی فیصلہ کا دن ہے جس کی آمد کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ (اے فرشتو!) جمع کرو جنہوں نے

ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ

ظلم کیا تھا اور ان کے ساتھیوں کو اور جن کی یہ عبادت کیا کرتے تھے ۱۹ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پس سیدھا لے چلو

۱۷ آپ فرما دیجئے تم تو اس کو محال سمجھ رہے ہو لیکن میں کہتا ہوں کہ میت رب کو فنا ان تجا ہے اور ضرور تمہیں اور تمہارے گذرے ہوئے باپ دادا کو دوبارہ زندہ فرمائے گا اور تمہیں اس روز اس کفر و انکار کے باعث ذلیل و خوار کر کے اٹھایا جائے گا۔ تمہارے سر جھکے ہوں گے، ماتھے خوف کے چہرے زرد، ہوائیاں اڑتی آنکھیں بے نور ہوں گی، سینوں میں دل دہل رہے ہوں گے۔ داخرون: صاغرون، اذلاء (قرطبی)

۱۸ تمہیں دوبارہ زندہ کرنے کے لیے کسی بڑے اہتمام اور کوشش کی ضرورت نہ ہوگی۔ بس صرف ایک جھڑک سننے ہی مارے خوف کے سرکش خود بخود قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔

۱۹ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو فرمائیں گے ان سب کالی بھیڑوں کو اکٹھا کرو جتنے مشرک اور کافر ہیں اور ان کے ساتھیوں اور ان کے بت وغیرہ جن کی یہ عبادت کیا کرتے تھے سب کو لے جاؤ اور انہیں سیدھا لے جا کر جہنم میں دھکا دے دو۔ الحشر: اخراج الجماعۃ عن مقرھم و معروفاتھا یعنی کسی جماعت کو ان کی آرام گاہوں سے نکال کر لے جانا۔ ان کفار کو ان کی قبروں سے یا جہاں جیسے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُم مَّسْئُولُونَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ

انہیں جہنم کی راہ کی طرف ۔ اور (اب) ذرا روک لو انہیں ان سے باز پرس کی جانے کی ۱۰ تمہیں کیا ہو گیا تمہیں

لَا تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے ۔ بلکہ آج تو وہ سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں ۱۱ اور متوجہ ہوں گے ایک دوسرے کی

عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾

طرف (اور) سوال جواب کریں گے ۱۲ (پیروکار سرداروں سے) کہیں گے کہ تم آیا کرتے تھے ہمارے پاس بڑے زور سے ۱۳

قَالُوا بَل لَّمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّن سُلْطَانٍ ۚ

(وہ) کہیں گے (بلکہ) تم (خود) ایمان ہی نہ لائے تھے (کہ ہم تم پر زور ڈالتے) ۱۴ اور نہ تھا ہمیں تم پر کوئی غلبہ (کہ ہم تمہیں مجبور کرتے)

ہوتے ہوں گے فرشتے نکالیں گے اور انہیں ہانک کر اس میدان میں لے آئیں گے اور سب کو وہاں جمع کریں گے

۱۰ پہلے جہنم میں پھینکنے کا حکم دیا جائے گا لیکن ان کی رسوائی میں اضافہ کرنے کے لیے انہیں چند ٹھہرانے کا حکم ہوگا کہ ابھی نہیں ذرا ان کا حساب ہو لینے دو تاکہ تمام اہل محشر کو ان کے کفر و شرک ان کی حرام خوریوں اور ناشکریوں کا علم ہو جائے اور سب کو پتہ چل جائے کہ دنیا میں جن کی عظمت کے ڈنکے بجتے تھے ان کا کیا حشر ہو رہا ہے

۱۱ دنیا میں جو بات بات پر برہم ہو جایا کرتے تھے اور ذرا سی نصیحت اگر انہیں کوئی اچھی بات کہی جاتی تھی تو لڑنے مرنے پر تل جاتے تھے بڑے بڑے فرعون اور نمرود بنے پھرتے تھے ابوجہل اور یزید آج حکم الٰہی کے سامنے مسکینوں کی طرح گردن جھکا دیں گے اور ہر ارشاد کی تعمیل کریں گے

۱۲ یہاں اس گفتگو کا ذکر کیا جا رہا ہے جو قوم کے گمراہ سرداروں اور ان کے گمراہ پیروکاروں کے درمیان ہوگی۔ اس بیان سے مقصد یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہ کریں۔ وہ دوستی اور تعلق جس کی بنیاد اسلام سے دور کرنے والی قرآن و سنت سے انحراف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بغاوت پر ہوگی وہ قیامت کے دن ننگ عبودیت سے بھی کہیں بڑھ کر ہوگی

۱۳ اس آیت میں الیمین کا معنی کثرت و فراوانی شان و شوکت ہے۔ الیمین: القدرۃ والقوۃ (لسان العرب) یعنی تم لوگ اپنے سرداروں کو کہیں گے کہ تم بڑی شان و شوکت اور کروفر سے ہمارے پاس آتے تھے اور ہمیں اسلام سے ہٹا کر کسی سوشلزم کی دعوت دیتے تھے کبھی یورپ کی ننگی اور عریاں تہذیب کو اپنانے کا مشورہ دیتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ تم آنکھیں بند کر کے ہمارے پیچھے چلے آؤ ہم دونوں جہانوں میں تمہارے ذمہ دار ہیں آج کہہ کر مکر گئیں تمہاری دھونس دھونس

۱۴ ان متعدد آیتوں میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ گمراہ لوگوں میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۚ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾

بلکہ تم خود ہی سرکش لوگ تھے پس لازم ہو گیا ہم سب پر اپنے رب کا حکم۔ ہمیں (خواہ مخواہ) ہم اس کا مزہ چکھنے والے ہیں

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ

پس ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا ہم خود بھی گمراہ تھے پس وہ (سب) اس روز عذاب میں

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا

حصہ دار ہوں گے ہم اسی طرح سلوک کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ کفار کا یہ حال ہے کہ جب انہیں

قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا

کہا جاتا ہے کہ نہیں کوئی معبود اللہ کے سوا تو یہ تکبر کرنے لگتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہم چھوڑ دیں گے اپنے خداؤں کو

اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾

ایک شاعر اور دیوانے کے کہنے سے ۱۵؎ (دیوانے تو یہ خود ہیں) وہ تو دین حق لے کر آئے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں سارے رسولوں کی۔

اور لیڈر اس روز کوئی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوں گے بلکہ الٹا الزام اپنے پیروکاروں پر لگائیں گے اور انہیں کہیں گے کہ تم خود کافر تھے۔ تم نے اسلام کو قبول ہی نہیں کیا تھا۔ ہم نے قطعاً تمہیں مجبور نہیں کیا تھا کہ تم دعوت حق کو قبول نہ کرو۔ یہ تصدیہ ہے کہ قیامت کے دن ہر کوئی اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہوگا کسی دوسرے پر اپنی گمراہی کا الزام لگانے سے کام نہیں بنے گا۔ اس لیے قوم کے سردار اور ان کے پیروکار دونوں اس حقیقت کو خوب ذہن نشین کر لیں تاکہ روز محشر انہیں کف افسوس ملنا نہ پڑے۔

۱۵؎ ان مشرکین کو اگر یہ کہا جاتا کہ شرک کرنا چھوڑ دو۔ صرف ایک خدا کو مانو اور کہو لا الٰہ الا اللہ۔ تو اس سچی دعوت کو قبول کرنے کے بجائے وہ الٹا چڑنے لگتے اور کہتے کیا اس شاعر اور مجنون کے کہنے سے ہم اپنے خداؤں کو چھوڑ دیں؟ بھلا یہ کبھی ہو سکتا ہے۔

ان آیات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان مشرکین کا اپنے بتوں کے متعلق کیا عقیدہ تھا۔ قرآن نے صاف بتا دیا کہ وہ انہیں الٰہ اور معبود یقین کرتے تھے۔ اگر آج بھی کوئی کسی کو الٰہ اور معبود سمجھے خواہ وہ بت ہو، درخت ہو، دریا ہو، انسان ہو یا اجرام سماوی میں سے کوئی چیز۔ وہ مشرک ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

آج ہر اس مسلمان کو جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہو اور اولیاء کرام سے عقیدت ہو اس کو مشرک کہنا ایک فیشن بن کر رہ گیا ہے۔ ان آیات میں غور کرنے سے ہمیں کفار کے عقائد پر پوری طرح واقفیت حاصل ہوتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ

(اے مجرمو!) تم ضرور دکھ دینے والے عذاب کو۔ اور نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر اسی کا جو تم

تَعْمَلُونَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

کیا کرتے تھے۔ البتہ اللہ کے مخلص بندے (اس عذاب سے محفوظ رہیں گے) وہی ہیں انہیں وہ رزق دیا جائے گا جس کی

مَّعْلُومٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ وَهُم مُّكْرَمُونَ ﴿٤٢﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٤٣﴾ عَلَىٰ

کیفیت معلوم ہے۔ لذیذ پھل۔ اور ان کا بڑا احترام و اکرام کیا جائے گا (اور وہ) نعمت کے باغوں میں ہوں گے (زرنگار) پلنگوں

سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَاءَ

پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے پھیرے جائیں گے ان پر چھلکتے جام (شراب طہور کے) چشموں سے پُر کر کے۔ (سفید رنگ کی) سفید

لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ﴿٤٦﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ﴿٤٧﴾ وَ

بڑے لذیذ پینے والوں کے لیے نہ اس میں مضر صحت کوئی چیز ہے اور نہ وہ اس (کے پینے) سے مدہوش ہوں گے اور

ہے، وہ قیامت کے منکر تھے، وہ اپنے بتوں کو بلند اور معبود یقین کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرتے تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب پاک میں گستاخی کرتے تھے اور حضور کو شاعر اور مجنون کہتے تھے۔ جو لوگ خواہ مخواہ مسلمانوں پر شک کے فتوے لگاتے ہیں اور ان کے متعلق یہ تہمت لگاتے ہیں کہ ان کے بھی وہی عقائد ہیں جو مشرکین مکہ اور کفار عرب کے تھے۔ وہ ان آیات میں بار بار غور کریں خدا کرے انہیں اپنی اس زیادتی کا احساس ہو جائے اور مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنے کے لیے جو وقت سرمایہ اور علمی قابلیت ضائع کر رہے ہیں اسے وہ مشرکوں، ملحدوں اور دہریوں کو مشرف باسلام کرنے میں خرچ کریں۔

۱۶ نافرمانوں اور سرکشوں کے انجام کے ذکر کے بعد اب اپنے مخلص بندوں پر اپنے انعام و اکرام کا حال بیان فرمایا جا رہا ہے۔

چند مشکل الفاظ: فواکہ: جمع فاکھۃ: وھی الثمار کلھا رطبھا ویابسھا: ہر قسم کے پھل تر اور خشک۔ مکرمون: جمع ہے مکرم کی۔ نعمت۔ متقابلین: آمنے سامنے۔ کأس: اس پیالہ کو کہتے ہیں جو شراب سے بھرا ہوا ہو۔ خالی پیالے کو قدح یا اناء کہتے ہیں، کأس نہیں کہتے۔ وان کان فارغا فلیس بکأس (قرطبی)۔ بیضاء: خمر کی صفت بھی ہو سکتی ہے اور کأس کی بھی۔ غول: خمار، بیماری، سر درد، پیٹ میں درد وغیرہ۔ لا ینزفون: ای لا تذھب عقولھم بشربھا: بیہوش ہونا۔ مخمور ہونا۔ قصرات الطرف: نیچی نگاہوں والیاں جو اپنے شوہروں کے غیر کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتی ہی نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

ان کے پاس ہوں گی نیچی نگاہوں والی آہو چشم (حوریں) گویا وہ (شترمرغ کے) انڈوں کی مانند گرد و غبار سے محفوظ۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

پس وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے (اور) سوال و جواب کریں گے ۷۷ کہے گا ان میں سے ایک کہ

اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا

میرا ایک ہمدرد دوست ہوا کرتا تھا۔ وہ (مجھے) کہا کرتا تھا کہ کیا تو (قیامت پر) ایمان لانے والوں سے ہے۔ کیا جب ہم مر چکے

وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور (مر کر) مٹی اور (بوسیدہ) ہڈیاں ہو جائیں گے کیا اس وقت ہمیں جزا دی جائیگی۔ ارشاد ہوگا کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو؟

باسٹرم و باحیا۔ عِیْن جمع ہے عَیناء کی موٹی موٹی خوبصورت آنکھوں والیاں۔ جن کی آنکھوں کا سیاہ حصہ بہت سیاہ اور سفید حصہ نہایت سفید۔ بَیْض: انڈا۔ مَکْنُوْن: شترمرغ کا انڈا اس میں سفید اور زرد رنگ کی آمیزش بڑی لطیف ہوتی ہے۔ عرب عورتوں کے اس رنگ کو بہت پسند کرتے تھے۔

۷۷ اب اہل جنت کی ایک باہمی گفتگو کا ذکر ہو رہا ہے اور اس کا مقصد بھی قاتلوں اور سرکشوں کو بروقت متنبہ کرنا ہے۔ اس سے یہ بھی پتہ چل گیا کہ عالم آخرت میں دیکھنا اور سننے کی قوتوں کا کیا حال ہوگا۔ جنت میں بیٹھا ہوا ایک مومن سینکڑوں لاکھوں میل بلکہ غیر محدود مسافت پر دوزخ میں ایک دوزخی کو دیکھ بھی لے گا اور اس سے بات بھی کرے گا اور اس کا جواب بھی سن لے گا وہاں نہ ریڈیو۔ ٹیلی سکوپ کی ٹیلی ویژن ہوگی اور نہ کوئی اور جدید ترین سے جدید ترین اصلاتی آلہ کار فرما ہوگا۔

ان آیات سے جہاں یہ پتہ چلتا ہے کہ اہل جنت پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی نوعیت کیا ہوگی وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے دور سے سننا یا دیکھنا اللہ تعالیٰ کی صفت میں شرک نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں جس طرح اس دنیا میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا اسی طرح دار آخرت میں بھی اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اگر اہل جنت کی طرح اس دنیا میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ قوت سمع و بصر دے دے تو اس کی قدرت و رحمت سے کوئی بعید نہیں۔ یہاں پہنچ کر اگر ہم درود شریف پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضہ مطہرہ مدینہ میں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے ساعت فرما رہا ہے تو اس سے کوئی شرک لازم نہیں آتا اور نہ تمام اہل جنت کو شرک فی السمع والبصر کا مرتکب ماننا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ حق کی سمجھ عطا فرمائے اور جو لطف عمیم اور فضل کبیر و کثیر اس نے اپنے محبوب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾

پس جب اس نے جھانکا تو دیکھا اپنے یار کو جہنم کے وسط میں۔ جنتی بدلہ اُٹھنے کا بعد از اں کہنے لگا: قسم تو مجھے ہلاک کرنا ہی چاہتا تھا

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾

اور اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی (آج) پکڑ کر لائے جانے والوں میں سے ہوتا۔ (جنتی کہیں گے) کیا اب تو ہمیں مرنا نہیں ہوگا

اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

بجز اپنی پہلی موت کے اور نہ ہمیں (اب) عذاب دیا جائے گا بیشک یہی وہ عظیم الشان

الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا

کامیابی ہے ایسی ہی عظیم الشان کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔ بھلا یہ دعوت بہتر ہے!

اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ

زقوم کا درخت ۱۸ ہم نے بنا دیا ہے اسے آزمائش ظالموں کے لیے ۱۹ یہ ایک درخت ہے

بندوں پر فرمایا ہے ہم ناچیزوں کو بھی اس سے حظ وافر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

۱۸ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ نعمتیں اور ضیافتیں جن سے ہم اپنے مخلص بندوں کو سرفراز کریں گے اچھی ہیں یا زقوم کا درخت۔ خود فیصلہ کرو۔

زقوم: ایک بدنما اور بدصورت درخت ہے اس کا ذائقہ سخت کڑوا، اس کی بُو ناگوار، اس سے جو پانی نکلے وہ جسم میں پہنچ جائے تو ورم ہو جائے اور اس پر تیز زکدار کانٹے۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ درخت تہامہ کے علاقہ میں پیدا ہوتا ہے بڑا کڑوا اور بدبودار۔ قال تعلب: انها شجرة مرة تكون بتهامة من اخبث الشجر (قرطبی) اور بعض نے کہا ہے کہ اس نام کا کوئی درخت اس دُنیا میں نہیں یہ جہنم کے ایک درخت کا نام ہے۔ والقول الثانی انها لا تعرف فی شجر الدنیا۔

۱۹ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کفار قریش کہنے لگے، ما نعرف هذا الشجرة۔ یہ زقوم کیا ہے؟ ہم تو اس نام کا کوئی درخت نہیں جانتے۔ اتفاق سے افریقہ کا ایک آدمی آگیا۔ انہوں نے اس کے بارے میں اس سے پوچھا۔ اس نے کہا: هو عندنا: الزبد والتمر۔ ہمارے ہاں تو مکھن اور کھجور کو زقوم کہتے ہیں۔ بس پھر کیا تھا اس لفظ کو بڑا سستا استعمال کر کے مذاق اڑایا جانے لگا۔ ابن الزبعری نے کہا: اكثر الله فی ديارنا الزقوم: اللہ تعالیٰ ہمارے گھروں میں زقوم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾

جو اگتا ہے جہنم کی تہ میں۔ اس کے شگوفے گویا شیطانوں کے سر ہیں ۷۰

فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ

پس انہیں ضرور کھانا ہوگا اس سے اور بھرنے ہوں گے اس سے اپنے پیٹ پھر انہیں زقوم کھانے کے

عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾

بعد کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جائے گا ۷۱ پھر انہیں لوٹا دیا جائے گا جحیم کی طرف۔

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ

انہوں نے پایا تھا اپنے باپ دادا کو گمراہ پس وہ (بے سوچے سمجھے) ان کے پیچھے بھاگے جا رہے ہیں ۷۲ اور بیشک

ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾

گمراہ ہوئے تھے ان سے قبل بہت سے پہلے لوگ اور ہم نے بھیجے تھے ان میں ڈرانے والے۔

کی کثرت کرے۔ ابوجہل نے اپنی لونڈی سے کہا: زقمینا ؛ تو وہ کھجور اور مکھن لے کر آگئی۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا ؛ تزقموا هذا الذی یخوفنا به محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وسلم) مکھن اور کھجور کھاؤ جس سے یہ ہمیں وہ ڈرایا کرتے ہیں۔

۷۰ یعنی زقوم کا درخت جو جہنم کے وسط میں اگے گا۔ اس کے شگوفے ایسے ہوں گے جیسے شیطانوں کے سر اگرچہ کسی نے شیطانوں کے سروں کو نہیں دیکھا لیکن جس طرح کسی خوبرو اور حسین کو فرشتہ سے تشبیہ دی جاتی ہے اسی طرح بدصورتی بیان کرنے کے لیے شیطان سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ ورؤس الشیاطین تصور فی النفوس وان کان غیر مرئی (فتح)

۷۱ بتایا جہنمیوں کو کھانے کے لیے زقوم ملے گا اور اس زقوم سے بھرے ہوئے پیٹ میں کھولتے ہوئے پانی سے پینا ڈالا جائے گا یعنی پینے کے لیے انہیں کھولتا ہوا پانی ملے گا۔ حمیم کھولتے ہوئے پانی کو کہتے ہیں۔ شوبا شاب یشوب کا مصدر ہے۔ اس کا معنی ہے کسی چیز کو کسی چیز میں ملا دینا۔ خلط ملط کر دینا۔ وہ چیز جس کو ملایا جاتا ہے اس کو بھی شوب کہتے ہیں۔

۷۲ ان کی گمراہی کی وجہ بتائی جا رہی ہے کہ انہوں نے عقل و ہوش کے چراغ بجھا دیئے۔ سوچنے سمجھنے کی قوتوں کو معطل کر دیا اور اپنے گمراہ اسلاف کے نقش قدم پر چلتے رہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٧٤﴾

پس (اے مخاطب!) دیکھ کیسا انجام ہوا جنہیں ڈرایا گیا تھا مگر وہ نہ سمجھے تھے اسلئے ان کے جو اللہ کے مخلص بندے تھے ۷۳

وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿٧٥﴾ وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ

اور (فریاد کرتے ہوئے) پکارا ہمیں نوح نے پس ہم بہترین فریاد رس ہیں ۷۴ اور ہم نے نجات دے دی انہیں اور انکے

الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

گھر انے کو ایسی مصیبت سے جو بڑی زبردست تھی۔ اور ہم نے بنا دیا خاندان کی نسل کو باقی رہنے والا۔ اور ہم نے چھوڑا انکا ذکر خیر

فِي الْآخِرِينَ ﴿٧٨﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴿٧٩﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي

کرنے پیچھے آنے والوں میں۔ نوح پر سلام ہو تمام جہانوں میں۔ ۷۵ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں

الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٠﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٨٢﴾

محسنین کو بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے پھر ہم نے غرق کر دیا دوسرے لوگوں کو۔

۷۳ عام لوگوں کی تو یہی روش ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ایسا نہیں کیا کرتے وہ حق کے پیروکار ہوتے ہیں۔ اگر ان کے آباؤ اجداد ہدایت کی راہ پر چلنے والے۔ حق کو بلند کرنے والے۔ اللہ کے ذکر اور یاد میں اپنی عمریں بسر کرنے والے ہوتے ہیں تو وہ ان کی پیروی کرتے ہیں اور اگر وہ بھٹکے ہوئے اور گم کردہ راہ ہوتے ہیں تو یہ ان سے اپنا تعلق منقطع کر لیتے ہیں۔ انہیں صرف حق سے سروکار ہے۔ حق کی شمع جہاں بھی ہو یہ پروانے وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ حق کا پرچم اٹھا کر جو جماعت میدان میں آتی ہے یہ اس کے شانہ بشانہ صف بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۷۴ حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغی سرگرمیوں اور آپ کی قوم کے آپ کے ساتھ ناشائستہ اور غیر منصفانہ رویے کے متعلق آپ کئی مقامات پر پڑھ چکے ہیں جب طوفان آیا تو صرف آپ اور آپ کے دین والے بچے باقی سب غرق ہو گئے آج نسل انسانی جہاں کہیں موجود ہے یہ اس کشتی میں سوار لوگوں کی اولاد ہے۔

۷۵ اس آیت میں چند کلمات مقدر ہیں:

ترکنا علیہ ثناء حسنا فی کل امۃ: یعنی ہم نے آنے والی امتوں میں آپ کی شہرت اور نیک نامی کو برقرار رکھا۔ ہر قوم آپ کی ثنا خواں اور ہر امت آپ کی تعریف کرتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾

اور ان کی جماعت میں سے ابراہیم علیہ السلام بھی تھے ۸۳ جب وہ حاضر ہوئے اپنے رب کے دربار میں قلب سلیم کے ساتھ۔

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ

جب انہوں نے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہ تم کس کی پوجا کرتے ہو ۸۴ کیا جھوٹ گھڑے ہوئے خدا اللہ تعالیٰ کے

اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي

علاوہ چاہتے ہو ۸۵ پس تمہارا کیا خیال ہے سارے جہانوں کے پروردگار کے بارے میں ۸۶ سو آپ نے ایک بار

النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰى

دیکھا ستاروں کی طرف۔ پھر کہا میری طبیعت ناساز ہے۔ چنانچہ وہ لوگ انہیں پیچھے چھوڑ کر (میلہ دیکھنے) چلے گئے ۸۷ پس آپ

۸۳ اب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر شروع ہوتا ہے۔ قلب سلیم سے مراد وہ دل ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر دوسری محبت اور تعلق سے محفوظ ہو۔ ای سلیم من الاشتغال بغیر اللہ تعالیٰ خالیا من الغیر وحبہ (مظہری)

۸۴ یہ استفہام برائے توبیخ ہے یعنی تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم کس کی عبادت کرتے ہو۔

۸۵ یہ استفہام بھی توبیخ کے لیے ہے۔ آیت کی ترکیب یہ ہے: تریدون فعل۔ انتم ضمیر مستتر فاعل، آلھۃ مفعول بہ۔ دون اللہ اس کی صفت اور افکا مفعول لہ۔ اس کی اہمیت کے لیے اس کو سب سے پہلے ذکر کیا۔ اتریدون الھۃ دون اللہ افکا: بتانا یہ ہے کہ ان کا یہ سارا کاروبار جھوٹ اور باطل پر مبنی ہے۔ محض جھوٹ سے انہوں نے چند بت تراشے اور پھر خود بخود انہیں معبود بنا لیا۔ نہ خدا کا یہ ارشاد۔ نہ خدا کے بندوں نے ایسا کہا۔ نہ عقل سلیم اس کو گوارا کرتی ہے۔

۸۶ یعنی ان خود تراشیدہ اصنام کو تم نے خدا بنا لیا ہے اور انہیں امور کائنات میں رب العالمین کا شریک خیال کرتے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ اتنی بڑی بغاوت کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ باز پرس نہیں کرے گا۔ اس کے غضب سے ڈرو۔ اس بغاوت سے باز آجاؤ۔ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور اس کی وحدانیت کو تسلیم کرو۔

۸۷ یہاں جو واقعہ اجمالاً مذکور ہے وہ تفصیلاً سورۃ الانبیاء میں گزر چکا ہے۔ وہیں اس کے حواشی کا بھی مطالعہ کر لیا جائے۔ فنظر نظرۃ فی النجوم کا لفظی معنی تو ہے کہ آپ نے ستاروں کی طرف دیکھا، لیکن جب کوئی شخص کسی امر میں غور و فکر کرنے لگے تو بطور محاورہ اس وقت بھی یہ جملہ بولتے ہیں۔

اس آیت کے ضمن میں مفسرین کرام نے علم نجوم کے بارے میں تفصیلی بحث کی ہے۔ خصوصاً روح المعانی جلد ۲۳ صفحات ۱ الی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِلٰهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ

چپکے سے ان کے دیوتاؤں کی طرف گئے اور کہا تم (یہ مٹھائیاں) نہیں کھاؤ گے؟ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم بولتے بھی نہیں؟ پھر پوری قوت کے ساتھ مڑ کر

ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا

لگائی ان پر دا ہنے ہاتھ سے۔ (رنگ برنگی مٹھائیاں سامنے رکھے) آئے آپ کی طرف دوڑتے ہوئے ۳۱ آپ نے فرمایا کیا تم پوجتے ہو انہیں

تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا

جنہیں تم خود تراشتے ہو؟ ۳۲ حالانکہ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ انہوں نے (فیصلہ کن انداز میں) کہا بنا لاؤ اس

فَاَلْقُوْهُ فِى الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾

کے لیے وسیع آتشکدہ پھر پھینک دو اسے اس بھڑکتی آگ میں ۳۳ انہوں نے تو چاہا کہ آپ کے ساتھ مکر کریں لیکن ہم نے انہیں ذلیل کر دیا ۳۴

۱۳۲ دیکھنے کے قابل ہیں۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی میلہ یا جشن منانے کے لیے شہر سے باہر کسی کھلے میدان میں جایا کرتے تھے اور اس روز طرح طرح کے کھانے اور مٹھائیاں طشتوں میں رکھ کر صبح سویرے اپنے بتوں کے سامنے رکھ جاتے شام کو واپس آتے تو اٹھا لیتے۔ انہیں متبرک سمجھ کر خود بھی کھاتے اور یار دوستوں میں بھی تقسیم کرتے۔

آپ نے سوچا ایسا نازک موقع پھر جلدی نہیں ملے گا اس سے فائدہ اٹھا کر ان کے بتوں کی بے بسی ان پر ظاہر کر دینی چاہیے۔ وہ لوگ تو دادِ طبیل دینے کے لیے شہر سے باہر چلے گئے اور یہ بر وقت ہاتھ میں ہتھوڑا لیے چپکے سے معتکف میں گھس آیا۔ پہلے تو ان آراستہ پیراستہ بتوں کو از راہِ تشنیع فرمایا ایسی لذیذ مٹھائیاں سامنے رکھی ہیں تم ٹک ٹک دیکھ رہے ہو، کھاتے کیوں نہیں۔ اور پھر ہتھوڑا اٹھایا اور پوری قوت سے ان پر پے در پے ضربیں لگانے لگے کسی کسی کا ہاتھ نہ تھا کسی کا پاؤں نہ تھا کسی کا سر غائب اور کسی کی ناک مفقود۔ غرضیکہ انہیں چند لمحوں میں توڑ پھوڑ کر اطمینان سے گھر چلے آئے۔ شام کے وقت جب لوگ میلہ سے فارغ ہو کر بتخانہ میں پہنچے اور اپنے بتوں کی یہ درگت بنی دیکھی تو کہرام مچ گیا۔ فوراً مجرم کی تلاش کے لیے قیاس آرائیاں شروع ہو گئیں۔ بتوں کے بارے میں ابراہیم علیہ السلام کا رویہ ہر خاص و عام کو معلوم تھا۔ سب نے بیک زبان ہو کر کہا کہ ابراہیم کے بغیر یہ حرکت کوئی نہیں کر سکتا۔

۳۱ تیزی سے دوڑتے ہوئے آپ کے پاس آئے۔ یزفون حال ہے اور اقبلوا کی ضمیر مرفوع متصل ذوالحال زفّ النعام فتر رُخ تیزی سے چلا سے ماخوذ ہے۔

۳۲ آپ نے اسی مقصد کے لیے اتنا بڑا خطرہ مول لیا تھا۔ جب وہ سنہ لگائے آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا، نادانو! تم ان بے بس اور بے جان مجسموں کی پوجا کرتے ہو جن کو تم نے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے کچھ تو عقل سے کام لو کچھ تو خدا کا خوف کرو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ

اور آپ نے کہا میں جا رہا ہوں اپنے رب کی طرف، وہ میری رہنمائی فرمائے گا ۳۵ (دعا مانگی) میرے رب! عطا فرما دے

الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ

مجھے ایک نیک بچہ ۳۶ پس ہم نے مژدہ سنایا انہیں ایک حلیم فرزند کا۔ اور جب وہ اتنا بڑا ہو گیا کہ آپ کے ساتھ دوڑ دھوپ

یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ

کر سکے۔ آپ نے فرمایا اے میرے پیارے فرزند! میں نے دیکھا ہے خواب میں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب بتا تیری کیا رائے ہے ۳۷

جو تمہارا بھی خالق ہے اور تمہارے اعمال کا بھی پیدا کرنے والا ہے۔

۳۴ وہ حضرت خلیل اللہ کی اس دلیل کا تو کوئی جواب نہ دے سکے اور انتقامی کارروائی کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے اور کہنے لگے ایک الاؤ تیار کرو اور اسے اس میں پھینک دو۔

۳۵ انہوں نے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہلاک کرنے کے لیے یہ منصوبہ بنایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حسنِ تدبیر سے اُن کے اس منصوبہ کو ناکام بنا دیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آتشکدہ میں گرے تو وہ ٹھنڈا ہو گیا اور آپ کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔

۳۵ انہوں نے حضرت ابراہیم کی صداقت کی کتنی روشن دلیلیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں لیکن وہ اپنے شرک کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ آخر کار حضرت ابراہیم کو یقین ہو گیا کہ ان میں ہدایت پذیری کی ادنیٰ رمق بھی موجود نہیں۔ ایسے معاندین میں دعوت و ارشاد کا سلسلہ جاری رکھنا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ تو آپ نے ان کو صاف صاف کہہ دیا کہ میں تمہارے اس مشرکانہ ماحول سے رخصت ہو رہا ہوں تم جانو اور تمہارا کام۔ میں وہاں جاؤں گا جہاں دل جمعی سے اپنے رب کو یاد کر سکوں گا اور اس کے بندوں کو اس کے قریب لانے کی کوشش کروں گا۔ اِلٰی رَبِّیْ سے مراد الی حیث امرنی ربی او حیث اتجرد فیہ لعبادتہ (روح المعانی) یعنی جہاں میرے رب نے مجھے جانے کا حکم دیا یا جہاں میں تنہائی کے ساتھ اپنے رب کی عبادت کر سکوں گا چنانچہ آپ وہاں سے حران اور مصر سے ہوتے ہوئے شام تشریف لے گئے۔

۳۶ اس وقت تک آپ کا کوئی فرزند نہ تھا۔ شام پہنچ کر آپ نے ایک صالح بیٹے کے لیے التجا کی جو قبول ہوئی۔

۳۷ جب وہ فرزند دلبند تیرہ چودہ برس کا ہو گیا تو ایک نیا امتحان شروع ہوا۔ ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں کیونکہ انبیاء کے خواب بھی بمنزلہ وحی ہوتے ہیں اس لیے آپ سمجھ گئے کہ میرا خداوند کریم مجھے اپنا فرزند ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے۔ تو اپنے لختِ جگر کو فرمانِ خداوندی پر قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ایک بیٹے کو دے کر مولا کریم کی رضا حاصل ہو جائے تو یہ سودا بڑا سستا ہے۔ آپ نے سارا ماجرا اپنے نوخیز بیٹے کو بھی بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

عرض کیا میرے پدر بزرگوار! کر ڈالیے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں سے پائیں گے۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ

پس جب دونوں نے سر اطاعت خم کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا [۳۸] اور ہم نے آواز دی اے ابراہیم! بس ہاتھ روک لو بیشک

صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

تو نے سچ کر دکھایا خواب کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں محسنوں کو بیشک یہ بڑی کھلی

فانظر ماذا ترٰی۔ اب تم بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے۔ آپ ان الفاظ سے حضرت اسماعیل کا مشورہ نہیں پوچھ رہے تھے اگر اس کی یہی منشا ہوتی تو تعمیل حکم سے معذرت کر دی جاتی بلکہ محض اپنے بچے کا امتحان مقصود تھا کہ جس بچے نے خلیل کی گود میں پرورش پائی ہے اور جسے کلمہ پڑھایا ہے اور جس کو روز اوّل سے درس ہی یہ دیا جاتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے اگر جان بھی دینی پڑے تو اس میں قطعاً کامل نہ کرنا۔ اب یہ بچہ تیرہ چودہ سال کی عمر کو پہنچ گیا ہے۔ ذرا دیکھیں اس شبانہ روز تربیت کا اس پر کیا اثر ہوا ہے۔ نیز آپ اس ثواب بلکہ امتحان میں اپنے فرزند کو بھی برابر کا شریک کرنا چاہتے تھے تاکہ کامیابی کی صورت میں رضائے الٰہی کا تاج صرف باپ کے سر پر ہی نہ جگمگائے بلکہ باپ بیٹا دونوں اس عزت و شرف سے سعادت مند ہوں۔

حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے جب یہ خواب بیان کیا تو اس پیکر تسلیم و رضا نے جو جواب دیا وہ قرآن کریم کے الفاظ میں ہی پڑھ لیجیے۔ ان نازک اور پاکیزہ عالی جذبات کو آپ ہم اپنے الفاظ میں بیان کریں گے تو ان کا حق ادا نہ ہوگا: قال یٰٓاَبَتِ افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصّٰبرین۔ اے میرے بزرگ باپ حکم الٰہی کی تعمیل فوراً فرمائیے۔ باقی رہا میں! تو مجھے آپ صابروں میں سے پائیں گے۔ اور انشاء اللہ کے کلمات طیبات کا اضافہ کر کے اپنے مقام عبدیت اور نیاز کو چار چاند لگا دیے ہیں صبر کروں گا لیکن تب جب میرے رب کو منظور ہوا۔ یعنی اگر میں نے مقام رضا میں کامیابی حاصل کر لی اور اس نازک امتحان میں سرخرو ہوا۔ تو اس میں میرا کوئی کمال نہ ہوگا۔ محض میرے رب کا احسان اور کرم ہوگا کہ مجھے صابر بیٹے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس اسلام کی دعوت حضرت ابراہیم دیا کرتے تھے اس کا عملی مظاہرہ حضرت اسماعیل کی اس ادا سے زیادہ حسین اور دلکش کیونکر پیش کیا جا سکتا ہے۔ شاعر مشرق فیلسوف اسلام نے یوں ہی تو نہیں کہا:

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی!

[۳۸] دونوں باپ بیٹا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے لیے صبح کے دھندلکے میں ہی گھر سے روانہ ہو گئے۔ بیٹا اپنی جوانی، اپنا حسن،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنی رعنائی اور اپنی اُمیدوں اور اُنگوں کی دُنیا قربان کرنے کے لیے شاداں شاداں جا رہا ہے اور باپ اپنی سو سالہ دعاؤں کے ثمرین ثمر کو اپنے لختِ جگر اور نورِ نظر کو قربان کرنے جا رہا ہے۔ دونوں خوش ہیں اور از حد مسرور۔

شیطان نے سوچا آج تک ابراہیم نے مجھے ہر قدم پر زک پہنچائی اور بچے کے پرچکا لگایا۔ آج اگر اس کا بیٹا یا کھیل لگا کر نہ گرا دوں تو ابلیس میرا نام نہیں۔ دوڑتا ہوا آپ کے گھر پہنچا۔ حضرت ہاجرہ تشریف فرما تھیں۔ پوچھا میاں جی کہاں ہیں اور ننھا اسماعیل آج نظر نہیں آ رہا۔ ہاجرہ نے بتایا دونوں باپ بیٹا سیر و تفریح کے لیے باہر گئے ہیں۔ کہنے لگا نہیں تم دھوکے میں ہو۔ ابراہیم آج تیرے بچے کو ذبح کرنے کے لیے لے گیا ہے۔ دوڑو اور فوراً اپنے بچے کو بازو سے پکڑ لو۔ ورنہ چند لمحوں بعد اس کی مُردہ لاش پر آہ و فغاں کر رہی ہو گی آپ نے فرمایا کبھی باپ بھی اپنے بیٹے کو قتل کرتا ہے اور ابراہیم کو تو اپنے اس بیٹے سے بڑا پیار ہے تم جھوٹ بک رہے ہو۔ بھلا یہاں سے شیطان نے کہاں بھولی بیٹی ہو، وہ آج ضرور تیرے بچے کو ذبح کر دے گا کیونکہ اس کے رب نے اسے یہ حکم دیا ہے۔ ہاجرہ نے جواب دیا، اگر رب کریم کا حکم ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ ہزار دل اسماعیل ہوں تو بھی اس کے اشارہ پر قصدق کر دوں۔ ماں کا دل بڑا نرم ہوتا ہے یہاں اسے اپنی کامیابی کی سو فیصد اُمید تھی لیکن مشکل کمائی۔ ظالم نے ہمت نہیں ہاری۔ دوڑتا ہوا اسماعیل کے پاس پہنچا وہاں سے بھی اسی قسم کا جواب ملا۔ دل کڑا کر کے آخری وار آزمانے کے لیے حضرت خلیل سے جا کر لپٹ پڑا اور کہنے لگا کہ اتنے زیرک اور عاقل ہو کر بچے کو ذبح کرنے چلے ہو۔ یہ کہاں کی ہوشمندی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اور سینکڑوں طریقے ہیں۔ بڑھاپے میں ایک بچہ ملا۔ وہ بھی اتنا حسین جسے دیکھ کر چاند شرما جائے۔ اس کو ذبح کرنے چلے ہو۔ تمہارا نام لینے والا کوئی نہیں رہے گا نسل ختم ہو جائے گی خاندان مٹ جائے گا اور یہ جو خواب خواب کی رٹ لگا رکھی ہے۔ یہ شیطانی وسوسہ بھی ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہوتا تو جبریل آپ کے پاس یہ حکم لے کر آتے۔ آپ نے زمین سے پتھر اٹھایا اور دے مارا۔ تین دفعہ ایسا ہی اس کے ساتھ سلوک کیا۔ شیطان کی آنکھیں کھل گئیں اسے پتہ چل گیا آج اللہ تعالیٰ کے بندے کے ساتھ اسے واسطہ پڑا ہے۔ اسی کے متعلق اللہ جل جلالہ الصالحین فرمایا گیا ہے۔ جب دونوں ایک گوشۂ تنہائی میں پہنچے تو حضرت اسماعیل نے عرض کی پدر مہربان! میرے ہاتھ اور پاؤں رسی سے باندھ دیجیے۔ مبادا بے خبری میں انہیں ہلا بیٹھوں اور آپ پر میرے خون کے چھینٹے پڑ جائیں۔ نیز میرا سر زمین کی طرف کر دیجیے تاکہ میرا چہرہ دیکھ کر آپ کو ترس نہ آ جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب حضرت ابراہیم نے آپ کے گلے پر زور سے چھری چلانی شروع کر دی تو عالم بالا میں لرزہ طاری ہو گیا ہو گا۔ اور فرشتوں کو اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کی تفسیر کا علم ہوا ہو گا۔ آپ تیزی سے چھری گردن پر پھیر رہے ہیں۔ ادھر سے ندا آتی ہے: بس اے میرے خلیل بس۔ ہو گیا تیرا امتحان اور تو امتحان میں کامیاب ہو گیا۔ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔

یہ ہے اسلام کی ساری تعلیم کا خلاصہ۔ اپنے آپ کو، اپنی ہر چیز کو اپنے الٰہ حقیقی کی رضا کے لیے قربان کر دینا۔

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم نہایت اس کی حسین ابتدا ہے اسمٰعیل

یہاں ایک مسئلہ حل طلب ہے کہ حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جس فرزند کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا، وہ کون سے اسماعیل یا اسحاق علیہما السلام۔ ہمارے نزدیک دونوں حضرات محترم اور مکرم ہیں۔ ہم دونوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیز حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي

آزاد ترجمہ: اور ہم نے بچا لیا اسے فدیے میں ایک عظیم ذبیحہ دے کر۔ اور ہم نے چھوڑا ان کا ذکر خیر

الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

آنے والوں میں۔ سلام ہو ابراہیم پر۔ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو۔

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ

بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا اور ہم نے بشارت دی آپ کو اسحٰق کی کہ وہ بھی ہوگا نبی

آلہ وسلم کی ذات اقدس و اطہر خود اتنی خوبیوں اور کمالاتِ جمیلہ سے متصف ہے کہ حضرت اسماعیل اگر اس شرف سے مشرف نہ ہوتے تب بھی رحمتِ دو عالم کی عظمتِ شان میں ذرہ برابر کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اس لیے ہمیں یہودیوں کی طرح کوئی تعصب نہیں ہے کہ ہم خواہ مخواہ ایک بزرگ کا کمال اس سے چھین کر دوسرے بزرگ کو دینے پر اصرار کریں لیکن دلائل۔ تاریخی حالات اور شواہد جس بات کو ثابت کریں اس کو تسلیم کرنا اور اس کے برعکس کسی اور خیال کو اپنے دل میں جمالینا بھی قطعاً جائز نہیں۔ اس لیے از راہِ تعصب نہیں بلکہ تحقیقِ حق کے لیے ہمیں دلائل کا موازنہ کرنا چاہیے۔

یہودی اس امر کے مدعی ہیں کہ یہ فرزند حضرت اسحاق تھے۔ چنانچہ کتاب پیدائش باب ۲۲ میں حضرت اسحاق علیہ السلام کی قربانی کا تذکرہ موجود ہے لیکن اس باب میں کہیں جگہ کسی مرتبہ یہ تصریح بھی ہے کہ جس بیٹے کو قربانی کے لیے آپ لے گئے تھے وہ آپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ کیا یہودی یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ حضرت اسحاق اکلوتے بیٹے تھے بلکہ کتاب پیدائش باب ۱۶ میں بصراحت مذکور ہے کہ حضرت اسحاق سے پہلے حضرت ہاجرہ کے بطن سے آپ کا ایک فرزند تولد ہوا تھا (ملاحظہ ہو آیت ۱۵ تا ۹) اور وہ لڑکا (اسحاق) بڑھا اور اس کا دودھ چھڑایا گیا اور اسحاق کے دودھ چھڑانے کے دن ابراہام نے بڑی ضیافت کی اور سارہ نے دیکھا کہ ہاجرہ مصری کا بیٹا جو اس کے ابراہام سے ہوا تھا ٹھٹھے مارتا ہے۔" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسحاق کے دودھ چھڑاتے وقت حضرت اسماعیل کی عمر کافی بڑی تھی۔

جب حضرت اسماعیل پیدا ہوئے اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر ۸۶ سال تھی اور جس وقت حضرت سارہ کے بطن سے اسحاق پیدا ہوئے تھے اس وقت آپ کی عمر سو سال تھی۔ اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ حضرت اسحاق کی ولادت کے وقت حضرت اسماعیل اپنے چودھویں یا پندرھویں سال میں تھے اور تیرہ سال کی عمر میں جب ان کو قربانی دینے کے لیے حضرت ابراہیم لے گئے تھے اس وقت آپ کے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل تھے نہ کہ حضرت اسحاق۔

اب قرآن کریم کی طرف آیئے! پہلے انہی آیات کو پڑھیے۔ حضرت ابراہیم والدِ صالح کے لیے دعا مانگتے ہیں، دعا قبول ہوتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ

صالحین میں سے اور ہم نے برکتیں نازل کیں اس پر اور اسحٰق پر اور ان کی نسل میں کوئی نیک ہوگا

وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰي مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

اور کوئی اپنی جان پر کھلا ظلم کرنے والا ہوگا۔ ہم نے احسان فرمایا موسیٰ و ہارون (علیہما السلام) پر

وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا

اور ہم نے بچا لیا ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑے غم و اندوہ سے اور ہم نے ان کی مدد فرمائی پس وہ ہو گئے

ہے۔ بچہ جوان ہوتا ہے۔ اس کو قربان کرنے کا خواب میں اشارہ ہوتا ہے جب آپ حکم الٰہی کی تعمیل کر چکتے ہیں۔ انا من عبادنا المؤمنین کا مژدہ انہیں سنایا جاتا ہے۔ تو اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے وبشرنٰہ باسحٰق۔ کہ ہم نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق کی ولادت کی خوشخبری دی اور اگلی آیت میں ہے وبٰرکنا علیہ وعلٰی اسحٰق اسحٰق بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ "علیہ" کی ضمیر اس فرزند کی طرف عود کرتی ہے جو ذبیح تھا اور اسحاق کو معطوف ذکر کر کے ان کی مغائرت کی تصریح کر دی۔

نیز جب اسحاق کی ولادت کا مژدہ سنایا جاتا ہے تو ساتھ ہی ان کے بیٹے حضرت یعقوب کی بشارت دی جاتی ہے۔ فبشرنٰھا باسحٰق ومن وراء اسحاق یعقوب۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسحاق صاحب اولاد ہوں گے اور ان کے فرزند کا نام یعقوب ہوگا۔ ذرا غور فرمایئے ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مژدہ ملتا ہے کہ اسحاق اور اس کے بیٹے یعقوب ہوں گے اور دوسری طرف انہیں جوان ہونے سے پہلے قربان کرنے کا حکم ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام میں یہ تضاد متصور نہیں۔ بعض حضرات نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت اسحاق کو قربانی دینے کے لیے آپ اس وقت لے گئے جب حضرت یعقوب تولد ہو گئے۔ یہ جواب قطعاً قابل تسلیم نہیں کیونکہ قرآن کریم میں ہے: فلما بلغ معہ السعی۔ اس کے علاوہ یہ امر بھی غور طلب ہے کہ وہ دنبہ جو آپ کے فدیہ کے طور پر ذبح کیا گیا اس کے سینگ خانہ کعبہ میں آویزاں تھے اور حضرت ابراہیم نے جس میدان میں اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی کوشش کی وہ منیٰ کا میدان جملہ اور یہ مکہ میں ہے۔ یہ امر کلی واقعہ عرب میں ساڑھے چار ہزار سال سے معروف و مشہور چلا آتا ہے اور تاریخ میں کوئی ایسی شہادت نہیں جس سے پتہ چلے کہ حضرت اسحاق مکہ میں تشریف لائے ہوں۔ مکہ میں آنے والے حضرت اسماعیل ہیں اور وہی ذبیح ہیں۔ دلائل اسی بات کی تائید کرتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب (مزید تحقیق کے لیے تفسیر ابن کثیر ملاحظہ ہو)

۳۷ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علٰی نبینا وعلیہ وعلٰی ابنیہ وعلٰی آلہما افضل الصلوٰۃ والسلام کے ذکر خیر کے بعد اب حضرت اسحٰق اور ہارون علیہما السلام پر اپنے احسانات کا ذکر فرمایا جا رہا ہے بچپن سے لے کر آخر تک جو احسانات اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر فرمائے ان کا تفصیل ذکر جا بجا گزر چکا ہے۔ آپ کے ذریعہ بنی اسرائیل کو صدیوں کی غلامی سے نجات ملی۔ ان کے لیے سمندر پایاب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا

وہی غلبہ پانے والے۔ اور ہم نے بھی ان دونوں کو ایسی کتاب جو بیان واضح ہے اور ہم نے ہدایت دی انہیں

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۷۵﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَلٰمٌ عَلٰى

سیدھے راستہ کی۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں سلام ہو

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۷۸﴾ اِنَّهُمَا مِنْ

موسیٰ اور ہارون پر ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو۔ بیشک وہ دونوں

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

ہمارے پورے بندوں میں سے ہیں اور بیشک الیاس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے ہیں۔ (یاد کرو) جب انہوں نے

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ اَللّٰهَ

اپنی قوم سے کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ کیا تم عبادت کرتے ہو بعل کی اور چھوڑتے ہو بہتر سب خالقین کو یعنی (یعنی) اللہ کو جو

رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی پروردگار ہے پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا پس بیشک انہیں (عذاب کے لیے) حاضر کیا جائے گا

ہوگیا اور ان کی آنکھوں کے سامنے ان کا دشمن فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق ہوگیا پھر انہیں تورات جیسی کتاب رحمت ملی اور جب تک دنیا قائم ہے حضرت موسیٰ اور ہارون کا ذکر خیر دلوں کو گرماتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور ایماندار بندوں کو اسی طرح سرفراز فرماتا ہے۔

۱۲۳ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل مختلف قبیلوں میں بٹ گئے اور ہر قبیلے نے اپنی اپنی علیحدہ سلطنت بنالی۔ بنی اسرائیل کے انہی قبائل میں سے ایک قبیلہ لبنان کے اس علاقہ میں آباد ہوگیا جہاں اب مشہور تاریخی شہر بعلبک کے کھنڈرات موجود ہیں۔ اس قبیلے نے توحید کو چھوڑ کر بت پرستی اختیار کی۔ ان کے بڑے بت کا نام بعل تھا جس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ بیس گز لمبا سونے کا مجسمہ تھا جس کے چار سو خدام تھے جس کے مندر کے خدام کی تعداد چار سو تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو راہ راست دکھانے کے لیے حضرت الیاس علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے انہیں سمجھانے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ لوگ آپ کو جھٹلاتے رہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٢٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٢٩﴾

بجز اللہ کے بندوں کے جو مخلص ہیں۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں۔

سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿١٣٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣١﴾ إِنَّهُ

سلام ہو الیاس پر ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو بیشک وہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ وَإِنَّ لُوطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٣﴾ إِذْ

ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں اور بیشک لوط بھی پیغمبروں میں ہیں۔ (یاد کرو) جب

نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٣٤﴾ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٣٥﴾ ثُمَّ

بچا لیا ہم نے اس کو اور ان کے سارے اہل خانہ کو مگر ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی پھر ہم نے

دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٣٦﴾ وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِم مُّصْبِحِينَ ﴿١٣٧﴾ وَبِاللَّيْلِ

برباد کر دیا دوسرے لوگوں کو ۴۱ اور تم گزرتے رہتے ہو ان (کے اجڑے دیاروں) پر صبح کے وقت اور رات کے وقت

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٣٨﴾ وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٩﴾ إِذْ أَبَقَ إِلَى ع ۵

کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔ اور بیشک یونس بھی (ہمارے) رسولوں میں سے ہیں ۴۲ جب وہ بھاگ کر

یہاں تک کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اترا اور وہ نیست و نابود ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس نبی پر بڑے احسانات و انعامات فرمائے اور ان کے ذکر جمیل کو تا قیامت زندہ جاوید کر دیا۔

۴۱ سورہ شعراء میں حضرت لوط علیہ السلام کا تذکرہ تفصیل سے گزر چکا ہے (آیات ۱۶۰ تا ۱۷۵) ان کی قوم اپنی بداعمالیوں کے باعث تباہ و برباد ہوئی۔ کفار مکہ کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ تمہارا گزر تو ان کے علاقے سے عموماً ہوتا ہے۔ صبح و شام تم اس اجڑے ہوئے شہر کے کھنڈرات کے پاس سے گزرتے ہو کیا تمہیں عبرت حاصل نہیں ہوتی۔ کیا تم بھی یہی چاہتے ہو کہ تمہارا انجام ایسا ہی ہو۔

۴۲ حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ تفصیلاً سورہ الانبیاء (آیات ۸۷، ۸۸) میں گزر چکا ہے۔ مختصراً عرض ہے کہ آپ نے مقدور بھر کوشش کی کہ اپنی قوم کفر و گمراہی کو چھوڑ کر راہ راست پر آ جائے لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ آپ نے انہیں بتایا کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب الٰہی نازل ہو گا۔ تیسرے روز بغیر اذن الٰہی وہاں سے چل دیئے قوم نے آپ کو تلاش کیا آپ نہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ

لدے تھے بھری ہوئی کشتی کی طرف (سوار ہونے کے لیے) پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوئے اور وہ ہوئے ہوئے لوگوں میں سے ہو گئے۔ پس نگل

الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ

لیا انہیں حوت نے درآنحالیکہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے۔ پس اگر وہ اللہ کی پاکی بیان کرنے والوں سے نہ ہوتے تو پڑے رہتے

فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک۔ پھر ہم نے ڈال دیا انہیں کھلے میدان میں اس حال میں کہ وہ بیمار تھے۔

لہ عذاب ابھی کیا نہیں تھا اس کے آثار آہستہ آہستہ نمودار ہونے لگے تھے۔ قوم میں چند زیرک لوگ موجود تھے۔ ان کے کہنے پر سب مرد و زن، پیر و جوان، شیر خوار بچے سب کھلے میدان میں نکل آئے اور رو رو کر اپنے گناہوں کی معافی مانگنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا، ان کی توبہ کو قبول کیا اور عذاب ٹل گیا۔ حضرت یونس علیہ السلام کو جب پتہ چلا تو خیال کیا۔ اب میں کس منہ سے اپنی قوم کے پاس جاؤں گا وہ مجھے دیکھیں گے تو جھوٹا کہیں گے۔ چنانچہ آپ نے کہیں دور چلے جانے کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ بھی اذن الٰہی کے بغیر تھا۔ ایسی ذمہ داری کسی دوسرے سے تبادلہ برداشت ہو تو ہو لیکن نبی سے یہ چیز برداشت نہیں کی جاتی۔ آپ کشتی میں سوار ہوئے کشتی پہلے بھری ہوئی تھی وہ ڈوبنے لگی۔ ملاحوں نے وزن کم کرنے کے لیے ایک آدمی کو دریا میں گرانا چاہا تاکہ باقی مسافر بچ جائیں۔ اس کے لیے قرعہ اندازی ہوئی۔ تینوں بار قرعہ حضرت یونس کے نام نکلا۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ اس غلطی کی سزا ہے۔ چنانچہ آپ نے چھلانگ لگا دی۔ مچھلی منہ کھولے گویا منتظر تھی فوراً نگل لیا۔

سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یونس میرا بندہ تھا وہ ہمیشہ میرے ذکر میں مشغول رہتا تھا۔ اس لیے ہم نے اسے بچا لیا ورنہ وہ قیامت تک مچھلی کے شکم میں ہی رہتا۔ حکم الٰہی کے مطابق مچھلی آپ کو لیے ہوئے ساحل پر آئی۔ جہاں کھلا میدان تھا آپ کو وہاں اگل دیا۔ عرصہ تک مچھلی کے پیٹ میں رہنے کے باعث گوشت گداز ہو گیا تھا۔ بال اور ناخن جھڑ گئے تھے، اٹھنے کی سکت نہ رہی تھی۔ اسی وقت کدو کی ایک بیل اُگی اور اس نے اپنے چوڑے چوڑے پتوں سے آپ کو ڈھانپ لیا تاکہ سورج کی گرمی سے بھی تکلیف نہ پہنچے اور مکھی وغیرہ بھی اذیت نہ پہنچائیں۔ جب قوت بحال ہوئی تو حکم ہوا اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ جس کی تعداد ایک لاکھ یا اس سے زائد تھی۔ چنانچہ جب قوم نے آپ کو دیکھا، تو بڑی عزت و تکریم کی آپ کی دعوت کو دل و جان سے قبول کیا اور آپ کی اطاعت کو وظیفہ حیات بنا لیا۔ چند مشکل الفاظ: اَبَقَ: غلام کا بھاگ جانا۔ سَاهَمَ: حصہ لینا: اس سے مراد قرعہ اندازی میں شریک ہونا۔ مُدْحَضِيْنَ: مغلوبین۔ حُوْت: بڑی مچھلی۔ مُلِيْمٌ: داخل فی الملامۃ: عراء: چٹیل میدان، جہاں نہ درخت ہو نہ جھاڑی۔ يَقْطِيْن: بیل کدو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَ اَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ

اور اگان کی حفاظت کے لیے ہم نے اگادی ان پر کدو کی بیل۔ اور ہم نے بھیجا تھا انہیں ایک لاکھ یا اس سے

اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ

زیادہ لوگوں کی طرف۔ پس وہ ایمان لائے اور ہم نے فائدہ اٹھانے دیا انہیں کچھ وقت تک۔ پس پوچھیے ان (اہل مکہ) سے

الْبَنٰتُ وَ لَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّ هُمْ

کیا آپ کے رب کے لیے تو بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے؟ ﴿۱۴۹﴾ یا جب ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا تو کیا وہ

شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ وَ اِنَّهُمْ

موجود تھے۔ خبردار سنو! وہ محض اپنی افترا پردازی سے کہتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے بچے جنے اور وہ بلاشبہ

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنٰتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ

جھوٹ کہتے ہیں۔ کیا اس نے پسند کی ہیں بیٹیاں، بیٹوں کو چھوڑ کر؟ ﴿۱۵۳﴾ تمہیں کیا ہو گیا؟ تم کیسے

﴿۱۴۶﴾ سورت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کفار مکہ سے چند معاملات پوچھنے کا حکم دیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ ان کی کم فہمی اور گمراہی خود ان کے قول یا عمل سے عیاں ہو جائے۔ یہاں ان کی ایک اور حماقت کے متعلق ان سے استفسار کرنے کا ارشاد ہو رہا ہے۔ حرب کے کلبی قبائل جہینہ۔ سلیم۔ خزاعہ اور بنی ملیح (روح المعانی) وغیرہ یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ العیاذ باللہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ان سے پوچھیے کہ اپنے لیے تو لڑکے پسند کرتے ہو اور اگر کسی کے گھر بیٹی پیدا ہو جائے تو اس کے چہرے کا رنگ فق ہو جاتا ہے۔ شرم کے مارے کسی کو منہ نہیں دکھاتا اور اللہ تعالیٰ کے لیے اولاد ثابت کی تو وہ بھی لڑکیاں۔ کتنی حماقت اور بے انصافی ہے۔

﴿۱۵۷﴾ تم جو اپنے وثوق سے یہ دعویٰ کر رہے ہو تو تمہارے پاس ضرور کوئی پکی دلیل ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو پیدا فرمایا کیا اس وقت تم پاس موجود تھے اور تم نے دیکھا کہ وہ لڑکیاں ہیں یا تمہارے پاس اس بات کا کوئی تحریری ثبوت ہے کسی نبی کا فرشتہ، کوئی آسمانی صحیفہ جب ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہیں، نہ تم فرشتوں کی آفرینش کے وقت پاس تھے اور نہ تمہارے پاس کوئی تحریری ثبوت موجود ہے تو یہ کتنی نادانی ہے کہ ایک غلط بات پر یوں اڑے ہوئے ہو اور اگر کوئی دستاویز اس بارے میں تمہارے پاس ہے تو اسے چھپاؤ نہیں سب کے سامنے پیش کر دو تاکہ دوسرے لوگ بھی تمہارے ہمنوا بن جائیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا

فیصلے کر رہے ہو۔ کیا تم خود غور و فکر نہیں کیا کرتے۔ کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے۔ تو اپنی وہ

بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ

دستاویز پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور ٹھہرا دیا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان رشتہ۔

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

حالانکہ جن خود جانتے ہیں کہ انہیں (پکڑ کر) پیش کیا جائے گا۔ اللہ پاک ہے ان (شرکات) سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ

مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے (ایسی ہرزہ سرائی نہیں کرتے)۔ پس تم اور جن (جھوٹے خداؤں) کی تم پوجا کرتے ہو۔ تم (سب مل کر)

عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ

اللہ کے خلاف (کسی کو) نہیں بہکا سکتے مگر اسے جو (خود) جہنم میں جلنے والا ہے۔ اور فرشتے کہتے ہیں کہ ہم میں سے

مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾

کوئی ایسا نہیں مگر اس کے لیے مقام متعین ہے۔ اور ہم پرے باندھے مقام بمقام (کھڑے) ہیں۔ اور بیشک ہم اسی کی پاکی بیان کرنے والے ہیں۔

۱۴۸ کلبی کہتے ہیں کہ بعض کفار عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے العیاذ باللہ جنوں میں شادی کی اور اس سے فرشتے پیدا ہوئے۔ اس اعتقاد فاسد کی تردید فرمائی جا رہی ہے۔

۱۴۹ اللہ تعالیٰ کفار کو چیلنج فرما رہے ہیں کہ تم اور تمہارے باطل معبود خواہ کتنی کوشش کریں تم کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے، بجز ان بدبختوں کے جن کے متعلق میرا یہ حتمی فیصلہ لکھا جا چکا ہے۔ یہی مفہوم علامہ قرطبی نے بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"اهل التفسير مجمعون فيما علمت على ان المعنى ما انتم مضلين احدا الا من قدر الله عز وجل ان يصلى" (قرطبی)

۱۵۰ یہ فرشتوں کا قول ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندے ہیں۔ اس کے حکم کی تعمیل کے لیے صفیں باندھے یا پر پھیلائے ہر لحظہ تیار کھڑے ہیں اور ہر وقت اس کی تسبیح و تہلیل میں مشغول ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

اور وہ (بعثت نبوی سے پہلے) کہا کرتے تھے اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت ہوتی پہلے لوگوں کی طرف سے

لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

تو ہم اللہ کے مخلص بندے بن جاتے۔ پس جب نصیحت آئی تو اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ عنقریب اپنا انجام جان لیں گے ۴۹

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

اور ہمارا وعدہ اپنے بندوں کے ساتھ جو رسول ہیں پہلے ہو چکا ہے۔ کہ ان کی ضرور مدد کی جائے گی۔ ۵۰

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ

اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہوا کرتا ہے پس آپ رخ (اور) پھیر لیجیے ان سے تھوڑی دیر اور وہ عنقریب (اپنے) انجام سے آگاہ

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ

وہ (خود بھی) اپنا انجام دیکھ لیں گے کیا وہ ہمارے عذاب (کے اترنے) کے لیے جلدی مچا رہے ہیں۔ پس جب وہ اتر جائے گا انکے صحن

فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ

میں تو وہ صبح بڑی خوفناک ہوگی جنہیں ڈرایا جاتا تھا اور رخ اور پھیر لیجیے ان سے تھوڑی دیر کے لیے ۵۱ اور (نتیجہ الٰہی کا

۴۹ قرآن کریم کے نازل ہونے سے پہلے وہ یہ کہا کرتے تھے اور جب قرآن نازل ہوا تو انہوں نے کیا طرز عمل اختیار کیا اس کے متعلق بیان فرمایا جا رہا ہے۔

۵۰ ارشاد خداوندی ہے کہ ہمارا یہ فیصلہ ہے کہ فتح و نصرت عزت اور غلبہ ہمارے رسولوں کو اور ان کے ماننے والوں کو نصیب ہوگا۔ یہ نصرت و غلبہ ظاہری طور پر بھی ہو سکتا ہے اور اس طرح بھی کہ دنیا ان کی صداقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے اور دل ان کی محبت و تکریم کے جذبات سے معمور ہو جائیں۔

۵۱ یہ نادان ہمارے عذاب کے نزول کے لیے بیتاب ہیں اور آپ کی صداقت کا معیار انہوں نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ اگر ان پر ہمارا عذاب نازل ہوا تو آپ سچے اور اگر نہ اترا تو پھر آپ کی نبوت کو وہ تسلیم نہیں کریں گے لیکن وہ کتنے نادان ہیں۔ اگر عذاب نازل ہو گیا اور انہیں اپنے مقرر کردہ معیار کے مطابق آپ کی نبوت کی تصدیق ہو گئی تو انہیں اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٥﴾ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾

تمافا دیکھتے رہیے وہ بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے۔ پاک ہے آپ کا رب جو عزت کا مالک ہے ان باتوں سے جو وہ کیا کرتے ہیں

وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٢﴾

اور سلامتی ہو سب رسولوں پر اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے

ف۱ کی بحث اختتام ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَنْ قَالَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدِ اكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى مِنَ الْاَجْرِ۔ یعنی جس شخص نے نماز کے بعد یہ تین آیتیں تین مرتبہ پڑھیں گویا اس نے اجر کا بہت بڑا پیمانہ بھر لیا۔

اللّٰھم صل وسلم علی انبیائک ورسلک لا سیما علی افضلھم واکرمھم سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین اکرم الاولین والآخرین سیدنا ومولانا وحبیبنا و شفیعنا محمد وعلی آلہ وصحبہ ومن تبعہ من امتہ الی یوم الدین یارب العلمین۔

محمد کرم شاہ

یوم الجمعہ ۵ رجب ۱۰ ستمبر } مگھال

یوم الاثنین ۱۴ رجب ۲۸ اگست } نقر ثانی ہردوسری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سُورۃ صٓ

نام: اس کا نام صٓ ہے جو پہلی آیت میں مذکور ہے۔ اس کی آیات کی تعداد اٹھاسی اور کلمات کی تعداد سات سو بتیس اور حروف کی تعداد تین ہزار ستر ہے۔ اس کے پانچ رکوع ہیں۔

زمانۂ نزول: اس میں تو سب کا اتفاق ہے کہ یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی، لیکن مکی زندگی کے کس دور میں اس کا نزول ہوا، اس بارے میں کوئی صراحت تو نہیں ملتی البتہ مفسرین کرام نے اس کے شانِ نزول کے بارے میں جو روایت لکھی ہے اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے۔

روایت یہ ہے کہ جناب ابوطالب بیمار ہو گئے، بیماری نے شدت اختیار کر لی، قریش کے رئیسوں نے سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے ہی فوت پا جائیں۔ ان کی وفات کے بعد اگر ہم نے نبی مکرم پر سختی کی تو عرب میں مار دلائیں گے کہ کل تک ابوطالب زندہ تھے تو نے انہیں کچھ نہ کہا، اب ان کی آنکھیں بند ہوتے ہی تم نے تشدد شروع کر دیا ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ ہمارا ایک وفد ان کے پاس جائے شاید باہمی مصالحت کی کوئی صورت نکل آئے۔ چنانچہ ابوجہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، اسود بن یغوث چند دوسرے رؤسا کے ساتھ ابوطالب کے پاس گئے اور کہا: یَا اَبَا طَالِبٍ اَنْتَ کَبِیْرُنَا وَسَیِّدُنَا فَاقْضِ بَیْنَنَا وَبَیْنَ ابْنِ اَخِیْکَ فَلْیَکُفَّ عَنْ شَتْمِ اٰلِهَتِنَا وَنَدَعُهٗ وَاِلٰهَهٗ (ابن کثیر)

"اے ابوطالب! آپ ہم سب سے بڑے اور ہمارے سردار ہیں۔ اپنے بھتیجے اور ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کر دیں آپ انہیں حکم دیں کہ ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہنے سے رک جائیں ہم انہیں اور ان کے خدا کو کچھ نہیں کہیں گے۔"

چنانچہ آپ نے حضور کو بلا بھیجا۔ حضور جب تشریف لائے تو ابوطالب نے کہا کہ یہ آپ کی قوم کے شیوخ اور سردار ہیں اور ان کا یہ مطالبہ ہے۔ حضور نے فرمایا چچا جان! کیا میں ان کو ایسی بات کی دعوت نہ دوں جو ان کے لیے خیر ہے۔ پوچھا کیا بات ہے حضور نے فرمایا: اَدْعُوْهُمْ اَنْ یَّتَکَلَّمُوْا بِکَلِمَةٍ تَدِیْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَتُؤَدِّیْ اِلَیْهِمْ بِهَا الْعَجَمُ یعنی میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایک کلمہ کہیں اس کی برکت سے سارا عرب بھی ان کا باجگزار بن جائیگا اور عجم کے بھی وہ مالک بن جائینگے۔

ابوجہل کہنے لگا ہم ایک نہیں ایسے دس کلمے بھی کہنے کے لیے تیار ہیں بتاؤ وہ کلمہ کونسا ہے۔ حضور نے فرمایا تم کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ یہ سن کر وہ جھٹک اُٹھے اور جھاگ بہاتے ہوئے اس محفل سے چلے گئے۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی۔

اگر یہ واقعہ جناب ابوطالب کے مرض وفات کا ہے تو پھر اس سورت کا سالِ نزول نبوت کا دسواں سال ہوگا لیکن بالیقین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں ابن سعد نے تصریح کی ہے کہ یہ واقعہ کسی دوسری بیماری کا ہے بہرحال اس سے بھی اتنا اندازہ تو لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب اسلام کی جڑ بٹھانے کے لیے تسخر اور استہزا کے حیلے ناکام ہو چکے تھے بلکہ کفار مکہ کا جور و ستم اور جدید تشدد بھی اسلام کی ترقی کو روکنے سے عاجز آ چکا تھا اسی لیے تو وہ اس کمزور شرط پر بھی مصالحت کرنے کے لیے تیار تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے بتوں کو کچھ نہ کہیں بلکہ بدستور اپنے خدا کی عبادت کرتے رہیں اس قیاس کے مطابق مکی زندگی کا درمیانی قدر اس سورت کا زمانہ نزول ہو سکتا ہے

مضامین : اس سورت میں انہی تین مزمن بیماریوں کا علاج فرمایا جا رہا ہے جن میں اہل مکہ بری طرح مبتلا تھے۔

۱۔ وہ حضور علیہ السلام کو نبی ماننے کے لیے ہرگز تیار نہ تھے انہیں اس انتخاب میں کوئی حکمت نظر نہ آتی تھی کہ جزیرہ عرب کے بڑے بڑے رؤساء کو تو نظر انداز کر دیا جائے اور منصب نبوت کے لیے ایک ایسی ہستی کو چنا جائے جس کے پاس نہ مال و دولت ہے نہ اعوان و انصار کے جتھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبوت تو میرا انعام ہے جس کو میں اس کے قابل سمجھتا ہوں سرفراز کرتا ہوں۔ کیا میری رحمت کے خزانوں کے کنجی بردار تم لوگ ہو کہ جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں۔

۲۔ حضور کو نبی نہ ماننے کی انکے پاس ایک اور دلیل بھی تھی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے جہازوں کا ایک خدا ہے اختلاف و سوچ کا فائدہ کا نات کے پورے نظام کو کیا ایک خدا چلا سکتا ہے جو شخص ایسی خلاف عقل باتیں کرے ہم اسکو نبی کیسے مان لیں لیکن عقیدہ توحید کو قرآن کریم نے ایسے دلائل و براہین سے ثابت کر دیا تھا جن کا کفار کے پاس کوئی جواب نہ تھا بجز اسکے کہ وہ لوگوں کی اندھی عقیدت کو بھڑکائیں اور انہیں کہیں کہ اپنے آباؤ اجداد کے خداؤں سے چمٹے رہو اور آفاق سے لاکھ ترلیلیں کیوں نہ تمہارے سامنے پیش کی جائیں ان کو ماننے سے صاف انکار کر دو۔

۳۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی اس نادانی اور ان کے اس احمقانہ رویے سے کتنا دکھ ہوتا ہوگا اللہ تعالیٰ حضور کو صبر کرنے کا حکم دیتا ہے اور اپنے جلیل القدر انبیاء کے حالات اور انہیں پیش آنے والی مشکلات کا تذکرہ کر کے حضور کی دلجوئی فرماتا ہے۔

ایک بات غور طلب ہے یہاں اولین مقصد اہل عرب کے مشرکانہ عقائد کا ابطال ہے اسی سلسلہ میں انبیاء کرام کے حالات بیان کیے گئے ساتھ ہی ان کے بے مثل کمالات بے پایاں انعامات اور غیر محدود اختیارات کا ذکر بھی ضمناً ضرور ہوا ہے معلوم ہوا کہ انبیاء اس کے کمالات و اختیارات بیان کرنے سے عقیدۂ توحید کمزور نہیں ہوتا بلکہ مضبوط اور قوی ہوتا ہے۔ وہ لوگ بھی ان آیات کو غور سے پڑھیں جو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات اور حضور پر آپکے رب کریم کے بے پایاں احسانات بیان کرنے میں اسلیے بخل سے کام لیتے ہیں کہ عقیدۂ توحید کو ضعف نہ پہنچے حقیقت یہ ہے کہ جتنی شان صلے علیہ التحیۃ والثنا زیادہ آشکارا کی جائے گی اسی قدر اس کو بھیجنے والے خدا کی عظمت و کبریائی کا نقش دل پر مرتسم ہوتا جائے گا۔ سورت کے اختتام سے پہلے تخلیق آدم کا تذکرہ فرمایا اور نفخت فیہ من روحی فرما کر ان انتہائی صلاحیتوں اور بے پایاں استعدادوں کی طرف اشارہ کر دیا جن کا آدم کو امین بنایا گیا ہے ساتھ ہی بتا دیا کہ شیطان نے آدم کی بے پناہ طاقتوں کو دیکھ کر اپنے آپ کو ابدی لعنتوں کا مستحق قرار دیدیا خود سوچو جو شخص محبوب رب العلمین کی شان بلند کا انکار کرے گا اور بے ادبی کا مرتکب ہوگا اسکی تباہی و بربادی کا کیا حال ہوگا۔ ــــ آخر میں فرمایا کہ یہ کتاب ذکر للعالمین ہے کسی مخصوص قوم کے لیے کسی خطہ و زمانہ کے لیے یہ پیغام ہدایت نہیں بلکہ سارے جہان اسکے لیے تاباں و درخشاں ہیں جب یہ کتاب ذکر للعالمین ہے اس کو لانے والا رحمۃ للعالمین ہے اور اسکو نازل فرمانے والا رب العلمین ہے تو سارے نوع انسانی کا ایک دین اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہ دین اسلام ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٍ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورت مکی ہے اس میں ۸۸ آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝۱ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝۲

ص[1] قسم ہے قرآن سراپا نصیحت کی (دعوتِ محمدی حق ہے) [2] لیکن یہ کفار تکبر اور مخالفت میں (اندھے ہو گئے) ہیں [3]

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝۳ وَ

بہت سی اُمتوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ان سے پہلے۔ پس وہ فریاد کرنے لگے اور نہیں تھا یہ وقت بچ نکلنے کا [4] اور

[1] حروفِ مقطعات میں سے ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ سورۃ کا نام ہے۔

[2] واؤ قسم کے لیے ہے یعنی ہمیں قرآن کی قسم ہے جس میں تمہاری دینی اور دنیوی سعادتوں کا مفصل بیان ہے اور جواب قسم محذوف ہے یعنی دینِ محمدی حق ہے۔ جواب قسم کے بارے میں اور قول بھی ہیں لیکن یہ اولیٰ ہے۔

[3] اگرچہ اسلام کی حقانیت اور دعوتِ محمدی کی صداقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے لیکن کفار از راہِ غرور و عناد اس کو تسلیم نہیں کرتے۔

علامہ پانی پتی اس کا شانِ نزول بحوالہ احمدؒ و ترمذیؒ یہ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوطالب ایک دفعہ بیمار ہو گئے قریش آپ کی عیادت کے لیے آئے، اتنے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لائے قریش نے ابوطالب سے حضور کی شکایت کی آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا میرے بھتیجے! تم اپنی قوم سے کس بات کا مطالبہ کرتے ہو۔ حضور نے فرمایا:

"اريد منهم كلمة تدين لهم بها العرب وتؤدي اليهم العجم جزية - كلمة واحدة قال ماهي؟ قال لا اله الا الله"۔

ترجمہ: حضور نے فرمایا: میں ان سے صرف ایک بات ماننے کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اگر وہ مان لیں گے تو سارا عرب ان کا مطیع ہو گا اور عجم ان کو خراج پیش کرے گا۔ آپ نے پوچھا: وہ کونسی بات؟ حضور نے فرمایا: وہ صرف یہ کہ دیں لا الٰہ الا اللہ۔

کفار نے ازراہِ تعجب کہا: صرف ایک خدا یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے۔ ہم یہ کیسے مان سکتے ہیں اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں یعنی کفار کا انکار کسی حقانیت پر مبنی نہیں محض غرور و عناد کی وجہ سے مخالفت پر کمربستہ ہیں۔ عزۃ: استکبار عن الحق و حمیۃ جاہلیۃ۔ یعنی حق سے نخوت اور زمانہ جاہلیت کی حمیت۔ شقاق: خلاف و عداوۃ: مخالفت اور عداوت۔

[4] کفار کی اس ہٹ دھرمی پر انہیں سرزنش کی جا رہی ہے کہ تم سے پہلے بھی جو لوگ مے پندار سے مست تھے اور میرے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝

(وہ اس پر) حیران ہوئے کہ آیا ہے ان کے پاس ایک ڈرانے والا ان میں سے اور کفار کہنے لگے کہ یہ شخص ساحر ہے کذاب ہے ۵

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ

کیا بنا دیا ہے اس نے بہت سے خداؤں کی جگہ ایک خدا ۶ بیشک یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے کہ اور نکل گئے

بتوں سے بلاوجہ عداوت رکھتے تھے ان پر جب ہمارا عذاب آیا تو ان کے سارے غصے ٹھنڈے ہو گئے۔ ساری دشمنیاں بھول گئے اللہ سے لگے فریاد کرنے۔ لیکن انہیں صاف صاف بتا دیا گیا کہ مہلت کی گھڑیاں ختم ہو چکی ہیں اب یہ واویلا فضول ہے۔

"لات حین مناص" کی ترکیب میں نحویوں کے متعدد اقوال ہیں۔ سیبویہ کے نزدیک لا مشبہ بلیس۔ مبالغہ اور تاکید کے لیے تاء زائد کر دی گئی ہے۔ حین مناص: اس کی خبر ہے اس لیے منصوب ہے۔ اور اس کا اسم "حین" محذوف ہے۔ اور اخفش کے نزدیک لا اپنی جنس کے لیے ہے۔ حین مناص اس کا اسم ہے اور خبر محذوف ہے۔ ای لھم ای لا حین مناص لھم۔ مناص کا معنی فرار اور مفر، جائے پناہ۔

جب میدان جنگ میں کوئی قبیلہ دشمن کے حملے کی تاب نہیں لا سکتا تھا تو وہ ایک دوسرے کو کہتے تھے: مناص ای علیکم بالفرار (یعنی بھاگ کر جان بچاؤ۔ پہلی قوموں پر جب عذاب الٰہی آیا اور اس کے مقابلے کی طاقت اپنے اندر نہ پائی تو جب وہ کہنے لگے، مناص، مناص، یعنی جس طرح ہو سکتا ہے بھاگ کر جان بچاؤ۔ اسی وقت انہیں کہا گیا۔ لات حین مناص، اب تم کہیں بھاگ کر نہیں جا سکتے۔ بھاگ جانے کا وقت اب بیچ جانے کا وقت اب گزر گیا ہے۔ (روح المعانی)

بعض نحویوں نے کہا ہے کہ لات یہ لیس کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ یا کہ الف سے اور سین کو تا سے بدل دیا جیسے کہا کہ لات فعل ماضی ہے اس کا معنی فقص و قل ہے۔

۵ وہ اس بات پر بڑے حیران تھے کہ ان میں سے ایک شخص کو کیونکر چن لیا گیا ہے اور پھر اسے نبوت کی ذمہ داریاں کیوں سونپ دی گئی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضور کو ماننے سے انکار کر دیا اور ساحر و کذاب کے بہتان لگانے لگے۔

کفار کا پہلے ذکر ہو چکا تھا۔ قال الکٰفرون میں پھر اسم ظاہر ذکر کرنے کے بجائے ضمیر ہی کافی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اظہار غضب کے لیے اور ان کی مذمت کرنے کے لیے اسم ظاہر ذکر کیا تاکہ یہ بھی پتہ چلے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے منصب کی طرف سحر و کذب کی جو نسبت کی ہے اس کی وجہ محض ان کا کفر ہے۔ وُضِعَ الظَّاهِرُ مَوْضِعَ الضَّمِيْرِ قَصْدًا عَلَيْهِمْ ذَمًّا لَهُمْ وَاِشْعَارًا بِاَنَّ كُفْرَهُمْ جَرَّ هُمْ عَلٰى مَا قَالُوْا۔

۶ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے تو کفار کے گھر میں صف ماتم بچھ گئی ان کی پریشانی اور فکر کی حد نہ رہی۔ ولید بن مغیرہ نے سرداران قریش کو مشورہ کے لیے طلب کیا یہ سب کے قریب اکابر قوم اکٹھے ہوئے اور حالات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝

قوم کے سردار (رسول کے پاس سے) اور (قوم سے کہا) یہاں سے نکلو اور جمے رہو اپنے معبودوں پر بیشک اس میں اسکا کوئی بڑا مطلب ہے۔

کی سنگینی پر تبادلۂ خیال کرنے لگے۔ ولید طرہ میں سب سے بڑا تھا۔ اس نے مشورہ دیا کہ چلو ابوطالب کے پاس چلیں اور اسے کہیں کہ وہ اپنے بھتیجے کو سمجھائے کہ وہ ہمارے خداؤں کو برا بھلا کہنے سے باز آجائے۔ چنانچہ سب اکابر حضرت ابوطالب کے پاس جمع ہوئے اور اپنی آمد کی غرض وغایت بیان کی۔ انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا بھیجا اور انہیں سمجھایا کہ ان کے معبودوں کو برا بھلا نہ کہیں۔ رحمت عالم نے ارشاد فرمایا: یا عماہ انی اریدھم الی ما ھو خیر لھم۔ اے چچا کیا میں اپنی قوم کو اس بات کی دعوت نہ دوں جس میں ان کی خیر وفلاح ہے۔ ابوطالب نے پوچھا وہ کونسی دعوت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں انہیں ایک کلمہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اگر یہ اس کو قبول کرلیں تو عرب وعجم میں ان کی فرمانروائی ہوگی۔ قال ابوجہل ما ھی وابیک لنعطیکھا وعشرا مثالھا ابوجہل نے کہا کہ تیرے باپ کی قسم۔ وہ کون سا ایسا کلمہ ہے ہم صرف ایک کلمہ نہیں بلکہ اس طرح کے دس کلمے بھی ماننے کے لیے تیار ہیں قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تقولون لا الہ الا اللہ۔ فتفاعر من عندہ غضابا۔ (ابن کثیر) حضور نے فرمایا تم کہو لا الہ الا اللہ۔ یہ سنتے ہی بڑے غضبناک ہوکر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ اجعل الالھۃ الٰھا ان کے نزدیک یہ بات ناممکن تھی کہ ایک خدا کائنات کی بیشمار چیزوں کے بیشمار احوال اور ضروریات کے لیے کافی ہے۔ اس لیے انہوں نے بہت سے خدا بنا لیے تھے اور ہر ایک کو زندگی کا ایک ایک شعبہ تفویض کر دیا تھا۔

ان کے ذہن میں خدا کا کتنا ناقص تصور تھا۔ وہ اپنی طرح اس کی قوتوں کو بھی محدود تصور کرتے تھے۔ لیکن وہ خدا جو سچا خدا ہے اور جس کے بغیر اور کوئی خدا نہیں۔ اس کی قوتیں، اس کی صفتیں لامحدود ہیں۔ اس کے علم سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے۔ اس کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہیں۔ کائنات کی ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے۔ مالک بھی وہی ہے اور اپنی حکمت سے ان کی بقا اور نشوونما کے سارے اسباب مہیا فرما رہا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کفار کا اپنے بتوں کے بارے میں کیا اعتقاد تھا۔ وہ انہیں صفت الوہیت سے متصف سمجھتے تھے وہ انہیں اپنا الٰہ اور معبود یقین کرتے تھے لیکن غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ شہادت دیتے ہیں اور یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ لا الہ الا انت سبحانک لا شریک لک لک الملک ولک الحمد وانت علی کل شیئ قدیر ہمارا یہی عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اسی پر زندہ رکھے اور اسی پر ہم یہاں سے رخصت ہوں۔

عجاب: بلیغ فی العجب: انتہا درجہ حیرت انگیز یعنی ایک خدا کا عقیدہ بڑا تعجب انگیز ہے بھلا کوئی شخص اسے کیسے قبول کرسکتا ہے علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ العُجاب، العَجاب والعجب سواء، یعنی یہ تینوں لفظ ہم معنی ہیں۔ وقد فرق الخلیل بین عجیب وعُجاب، فقال العجیب: المعجب، والعجاب: الذی قد تجاوز حدّ التعجب خلیل نے عجیب اور عُجاب میں فرق کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں عجیب حیرت انگیز چیز کو کہتے ہیں اور عُجاب اس کو کہتے ہیں جو تعجب انگیزی میں حد سے تجاوز کر گئی ہو۔ ۵ جب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۷ ءَاُنْزِلَ

ہم نے تو ایسی بات آخری ملت (نصرانیت) میں بھی نہیں سنی۔ یہ بالکل من گھڑت مذہب ہے۔ ۹ کیا نازل کیا گیا ہے

عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا

اس پر "الذکر" (قرآن) ہمارے درمیان میں سے ۱۰ بلکہ یہ کفار شک میں مبتلا ہیں میرے ذکر کے متعلق۔ بلکہ انہوں نے ابھی

يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۸ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَاۗىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۹

نہیں چکھا میرے عذاب کا مزا ۱۱ کیا ان کے قبضہ میں ہیں خزانے آپ کے رب کی رحمت کے ۱۲ جو زبردست (اور) بے حد عطا کرنے والا ہے

اپنی دعوت اور اس دعوت کی قبولیت پر مرتب ہونے والے نتائج بڑے وثوق اور فیصلہ کن انداز میں ان کے سامنے پیش کیے تو کفار گھبرا گئے انہیں اپنے خداؤں کی بھری خدائی کا تخت ڈولتا ہوا نظر آنے لگا۔ فوراً خود ہی اس مجلس سے اٹھ جانے اور اپنے عوام کو بھی بڑے شفقانہ اور حکیمانہ انداز میں ہدایت کی کہ یہاں سے نکلو۔ ان کی پکی پکائی باتیں مت سنو۔ اپنے مشرکانہ عقیدہ پر سختی سے جمے رہو۔ یہ دعوت اپنی حکومت اور اپنے تسلط کو قائم کرنے کے لیے دی جا رہی ہے۔ اس کا صداقت و حقانیت سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔ لغۃً یُرادُ ای انما یرید محمد بما یقول الامتیاز لیعلو علینا و نکون لہ اتباعًا۔ الانطلاق : الذھاب بالسرعۃ : جلدی سے چلے جانا۔

۸ یہ بالکل نئی اور من گھڑت بات کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف ایک ہے۔ اگر یہ عقیدہ صحیح ہوتا تو عیسائیت جو آخری ملت ہے اس میں بھی اس کا کوئی ثبوت ملتا۔ اختلاق، کذب اختلقہ : ایسا جھوٹ جسے خود گھڑا گیا ہو۔

۹ وہ اپنے پیروکاروں کو کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے واقعی کوئی پیغمبر بھیجنا تھا تو سارے مکہ اور عرب میں سے انہیں کیوں منتخب کیا۔ نہ مال و زر ہے نہ کوئی یار و مددگار۔ ہم بڑے بڑے رؤسا، امراء اور سرداران قوم موجود تھے جن کے ذہن و دماغ کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے ہم میں سے کسی کو اس خدمت کے لیے مامور کیا جانا چاہیے تھا تاکہ لوگ چاہے اثر و رسوخ کے بنا اس دین کو قبول کر لیتے

۱۰ وہ ایسی باتیں اس لیے بنا رہے ہیں کہ ابھی ہمارے عذاب کا کوڑا ان کی پشت پر نہیں لگا۔ ایک تھپیڑ رسید ہو تو سارا خمار اتر جائے گا۔ خود بخود عقل درست ہو جائے گی۔

۱۱ رحمت کے خزانوں کے مالک ہم ہیں ان کو بانٹنے والے ہم ہیں۔ جس کو چاہیں، جتنا چاہیں اور جس وقت چاہیں عطا فرما دیں۔ یہ کون ہیں ہماری بخشش و عطا پر اعتراض کرنے والے۔

اس آیت میں ان لوگوں کو جھڑکا جا رہا ہے اور سرزنش کی جا رہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت پر اعتراض کیا کرتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ﴿١٠﴾

کیا ان کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے[۱۳] پس چاہیے کہ چڑھ جائیں رسیوں پر (تاکہ آسمان پر جا کر اس کا انتظام سنبھال لیں)

جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ﴿١١﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ

(درحقیقت) کفار کے لشکروں میں سے یہ ایک چھوٹا سا لشکر ہے جسے وہاں (بدر میں) شکست دے دی جائے گی[۱۴] ان سے پہلے جھٹلایا تھا (ان کے بھائی بندوں نے) نوح

وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ﴿١٢﴾ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ

عاد اور میخوں والے فرعون نے[۱۵] اور ثمود، قوم لوط اور اصحاب ایکہ نے۔

[۱۳] نبوت کا مقام تو بہت اونچا ہے کسی کو نبوت کی نعمت سے سرفراز کرنے کا اختیار تو بہت جلیل اور عظیم امر ہے انہیں تو اس مادی دنیا کی معمولی چیزوں کے دینے اور چھیننے کا بھی کوئی اختیار نہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی قوت و اختیار ہے تو اسے کام میں لا کر عرش تک رسائی حاصل کر لیں اور وہاں قبضہ جما کر بیٹھ جائیں اور کائنات کی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ مشرکین مکہ کا یہ اعتراض اور اس کا رد مختلف مقامات پر اور مختلف انداز سے مذکور ہے۔ اسباب سے مراد یا تو وہ راستے ہیں جن سے آسمان تک پہنچا جاتا ہے یا اس سے مراد آسمانوں کے دروازے ہیں۔ بہرحال وہ چیز جس سے کسی چیز تک پہنچا جا سکے۔ اُسے سبب کہتے ہیں۔ قال قتادہ ومجاهد ارادا بالاسباب ابواب السماء وطرقها من سماء الی سماء کل مایوصلک الی شیء من باب اوطریق فھو سبب۔ (مظہری) یعنی قتادہ اور مجاہد کہتے ہیں کہ اسباب سے مراد آسمان کے دروازے ہیں یا وہ راستے جو ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف جاتے ہیں الغرض ہر وہ چیز جو کسی تک پہنچنے کا ذریعہ ہو اسے سبب کہتے ہیں۔

[۱۴] یعنی یہ مٹھی بھر تھوڑی سی فوج جسے کچھ عرصہ بعد میدان بدر میں پیس کر رکھ دیا جائے گا۔ اس کی حقیقت ہی کیا ہے کہ ہماری عطا پر اعتراض کر سکے۔

[۱۵] ان سے پہلے بڑی بڑی سرکش قومیں اور فرعون جیسے جابر اور طاقتور بادشاہ گزرے ہیں جب انہوں نے ہماری نافرمانی کی تو ہم نے ان پر عذاب بھیج کر انہیں خاک سیاہ بنا دیا اور ان کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہا۔ فرعون کو ذی الاوتاد فرمایا گیا ہے۔ اس کی مختلف تاویلیں کی گئی ہیں۔ لغت میں وتد اس کھونٹی کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ لمبوں کی رسیاں باندھی جاتی ہیں یہاں اس سے یا تو اس کے لشکر کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس کا لشکر اتنا کثیر تھا کہ جہاں وہ پڑاؤ کرتا اس کے لیے خیمے نصب ہوتے تو ہر طرف کھونٹیاں ہی کھونٹیاں نظر آتے تھیں جن کے ساتھ ان کے خیموں کی رسیاں باندھی جاتیں۔ بعض علماء نے کہا کہ اس کی حکومت کے استحکام اور پختگی کا ذکر ہے۔ اور بعض نے فرعون کو ذوالاوتاد کہنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ اس کا دستور تھا کہ جب وہ کسی مجرم کو سزا دیتا تو زمین میں چار میخیں گاڑ دیتا۔ پھر اس شخص کے ہاتھ پاؤں کو ان کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیتا یہاں تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ﴿١٢﴾ إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿١٣﴾ وَ

یہی وہ گروہ ہیں (جنکا ذکر پہلے گزر چکا) ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو (ان پر) لازم ہو گیا میرا عذاب - اور

مَا يَنظُرُ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ ﴿١٥﴾ وَقَالُوا

نہیں انتظار کر رہے ہیں یہ (کفار مکہ) مگر ایک کڑک کی جسکے بعد کوئی مہلت نہیں ہو گی ۱۶ اور (مذاقاً) کہتے ہیں

رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿١٦﴾ اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ

اے ہمارے رب جلدی دے دے ہمارے حصہ (کا عذاب) یوم حساب سے پہلے ۱۷ اے حبیب! صبر کرو ان کی (نامعقول) باتوں

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿١٧﴾ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ

پر اور یاد فرماؤ ہمارے بندے داؤد کو جو بڑا طاقتور تھا ۱۸ وہ ہماری طرف بہت رجوع کرنے والا تھا ہم نے فرمانبردار بنا دیا تھا پہاڑوں کو

کہ وہ شخص تڑپ تڑپ کر جان دے دیتا یا اس کو زمین پر پٹک کر اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں کیلیں ٹھونک دیتا۔

۱۶ علامہ جوہری نے مالہا من فواق کا معنی لکھا ہے کہ لہا من نظرۃ و راحۃ و افاقۃ (صحاح) یعنی انہیں نہ مہلت دی جائے گی نہ انہیں آرام نصیب ہوگا اور نہ ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔ علامہ آلوسی فواق کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں دو لغتیں ہیں۔ فُواق۔ فَواق۔ فُواق بعض کے نزدیک یہ دونوں ہم معنی ہیں اور بعض علماء لغت کا خیال ہے کہ فُواق اسم مصدر ہے۔ فاق المریض سے جب وہ بیماری سے صحت کی طرف رجوع کرے اسی لیے فراء نے اس کی تفسیر افاقۃ اور استراحت کے ساتھ کی ہے اور اگر فُواق ہو تو اس کا معنی وہ وقت ہے جب ایک مرتبہ دودھ دوہنے کے بعد کچھ دیر میں دوبارہ دودھ بھر جائے۔ (روح المعانی)

۱۷ کہنے لگے صبح شام آپ ہمیں عذاب قیامت کی دھمکیاں دیتے رہتے ہیں اور ہم دعا کرتے ہیں کہ ہم پر تو ہمارے حصے کا عذاب آج ہی نازل کر دیا جائے اور ہمارے ساتھ جو کچھ ہونا ہے آج ہی ہو جائے یہ باتیں وہ از راہ مذاق کیا کرتے تھے۔ عجل لنا حظنا و نصیبنا من العذاب (قرطبی)

۱۸ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفار کی ہرزہ سرائی اور بیہودہ گوئی پر صبر کی تلقین فرماتے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام جن کو گوناگوں انعامات سے سرفراز کیا گیا تھا ان کا ذکر کر کے تسلی دیتے ہیں۔ عبدنا (ہمارا بندہ) فرما کر حضرت داؤد کو سرفراز و مشرف کیا۔ ذی الایدی کا لغوی معنی ہے بہت ہاتھوں والا۔ اس سے مراد طاقتور اور قوی ہے کیونکہ آپ عبادت اور جہاد میں بڑی قوت اور توانائی کا مظاہرہ فرماتے۔ اس لیے آپ کو ذا الایدی کہا گیا۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ

وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے شام اور اشراق کے وقت ﴿۱۸﴾ اور پرندوں کو وہ بھی جمع ہو جاتے تھے سب اس کے فرمانبردار تھے ﴿۱۹﴾ اور

شَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ أَتَاكَ

ہم نے مستحکم کر دیا ان کی حکومت کو اور ہم نے بخشی انہیں دانائی اور فیصلہ کن بات کرنے کا ملکہ ﴿۲۰﴾ اور کیا آئی ہے تمہارے

اور یہ روزہ نفس پر بڑا گراں اور اللہ کے نزدیک بڑا فضیلت والا ہے۔ آپ نصف رات عبادت میں گزارتے میدان جہاد میں دشمن کا سامنا ہوتا تو جم کر مقابلہ کرتے اور وہاں سے بھاگنے کا خیال تک دل میں نہ لاتے اور جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا مانگنے کے لیے کھڑے ہوتے تو لرزہ دنیا کو اتھا کر دیتے۔ وَالْقُوَّةُ فِي الْعِبَادَةِ كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَذَلِكَ أَشَدُّ الصَّوْمِ أَفْضَلُهُ۔ وَكَانَ يُصَلِّي نِصْفَ اللَّيْلِ وَكَانَ لَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَى الْعَدُوَّ وَكَانَ قَوِيًّا فِي الدُّعَاءِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى (قرطبی) اواب: بہت رجوع کرنے والا۔ رَجَّاعٌ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى وَطَاعَتِهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

۱۷ اللہ تعالیٰ نے جن خصوصی عنایات سے آپ کو نوازا ان میں سے چند ایک کا ذکر یہاں فرمایا جا رہا ہے۔ آپ جب یاد الٰہی میں مشغول ہوتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ مل کر ذکر کیا کرتے۔ پہاڑوں کی اس تسبیح سے کیا مراد ہے بعض نے کہا ہے کہ جب آپ ذکر کرتے تو آپ کی آواز سے پہاڑ گونج اٹھتے۔ اسی گونج کو پہاڑوں کا ذکر کہا گیا ہے بعض کی رائے یہ ہے کہ پہاڑ زبان حال سے ذکر الٰہی کیا کرتے اور بعض حضرات کی تحقیق یہ ہے کہ جب آپ صوفیہ ذکر کرتے تو پتھر بھی گریہ زاری۔ چٹانیں اور پہاڑی ڈھلوانیں سب زبان قال سے آپ کے ساتھ مل کر ذکر کیا کرتیں۔ علامہ قرطبی نے اسی قول کو صحیح فرمایا ہے۔ اِنَّ ذٰلِكَ تَسْبِيحٌ مَقْبُولٌ عَلَى الصَّحِيحِ مِنَ الْقَوْلِ۔

اشراق اس وقت کو کہتے ہیں جب سورج کافی اونچا ہو جائے جسے ہم چاشت کا وقت کہتے ہیں۔ اس وقت جو نفل پڑھے جاتے ہیں انہیں صلوٰۃ الضحیٰ کہتے ہیں۔ حدیث پاک میں صلوٰۃ الضحیٰ کی بڑی فضیلت مذکور ہے ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَنْ حَافَظَ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحٰى غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ، کہ جو شخص پابندی سے ضحیٰ کے وقت دو نفل پڑھے گا، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے مانند ہوں۔

صحیحین کی ایک حدیث میں ہے: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال اوصانی خلیلی بثلاث لا اضعھن حتی اموت۔ صوم ثلثۃ ایام من کل شھر۔ صلوٰۃ الضحیٰ ونوم علی وتر، ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میرے خلیل نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے اور تادم مرگ میں انہیں نہیں چھوڑوں گا۔ ۱۔ ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنا۔ ۲۔ نماز ضحیٰ۔ ۳۔ سونے سے پہلے وتر پڑھ لینا۔ ضحیٰ کی کم سے کم دو رکعتیں ہیں زیادہ سے زیادہ بارہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۸ آپ کی آواز اتنی شیریں، دلکش اور سوز و گداز سے بھری ہوئی تھی کہ جب آپ ذکر کرتے تو اڑتے ہوئے پرندے بھی رک جاتے اور آپ کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور آپ کی آواز کے ساتھ آواز ملا کے اپنے خالق و مالک کی تسبیح کرتے۔ ۲۱ لہٗ کی ضمیر کا مرجع حضرت داؤد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نَبَؤُا الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

پاس اطلاع فریقین متقدمین کی جب انہوں نے دیوار چڑھ کر عبادت گاہ کی ۲۱ھ اور جب وہ بلا تک داخل ہوئے داؤد پر پس آپ کچھ گھبرا

قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ

گئے ان سے۔ انہوں نے کہا کہ ڈریئے نہیں ہم تو متدعی کے دو فریق ہیں زیادتی کی ہے ہم میں سے ایک نے دوسرے پر آپ ہمارے درمیان فیصلہ کیجئے

وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ

فیصلہ ظلم نہ دیجئے انصاف دیجئے ۲۲ھ اور دکھلایئے ہمیں سیدھا راستہ۔ صورت نزاع یہ ہے کہ یہ میرا بھائی ہے اور اس کی ننانوے

علیہ السلام ہیں یعنی پہاڑ اور پرندے سب آپ کے اطاعت گزار تھے۔ کل لہ ای لداؤد ؛ اوّاب ای مطیع (قرطبی) اور بعض نے لا کا مرجع ذات باری کو بتایا ہے۔ قیل الضمیر للہ عزوجل۔

۲۱ھ نیز ہم نے ان پر مزید کرم یہ فرمایا کہ ان کی حکومت کو مستحکم کر دیا۔ آپ کی ہیبت دلوں میں بٹھا دی کسی کی مجال نہ تھی کہ بغاوت اور سرکشی کا خیال تک دل میں لا سکے۔ اس کے علاوہ آپ کے سینہ کو نور حکمت سے روشن فرما دیا اور آپ کو ایسی بے نظیر فصاحت و بلاغت بخشی کہ آپ کی گفتگو سے بعد کسی کو جھگڑا یا انکار کی گنجائش ہی نہ رہتی، سب جھگڑے ختم ہو جاتے۔ فصل الخطاب: البیان الفاصل بین الحق والباطل ؛ ایسا بیان، ایسی تقریر جو حق و باطل کو الگ الگ کر دے۔

۲۳ھ اس سے پہلے کہ اس قصہ کی تحقیق کی جائے جو عام طور پر بیان کیا جاتا ہے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے ان آیات کی تفسیر کر دی جائے اور آخر میں اس قصہ کے متعلق محققین علماء کی رائے قارئین کی خدمت میں پیش کی جائے۔

جب کسی واقعہ کی اہمیت پر مخاطب کو متوجہ کرنا ہوتا ہے تو اس کا آغاز اس قسم کے استفہام سے کیا جاتا ہے تاکہ سننے والا ہمہ تن گوش ہو کر اس واقعہ کو سنے اور اس سے عبرت حاصل کرے۔ الاستفہام للتنبیہ علی جلالۃ القصۃ وتوقیف السامع لیتاملہا ویعتبر بہا۔ یعنی کیا آپ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی ہے کہ جب مدعی اور مدعا علیہ دونوں فریق دیوار پھاند کر حضرت داؤد علیہ السلام کے عبادت خانہ میں اچانک جا پہنچے

تسور الحائط : دیوار پر چڑھنا۔ محراب سے مراد آپ کی عبادت کا حجرہ ہے۔ اس کا ماخذ عرب ہے کیونکہ وہاں آپ اپنے نفس سے برسرپیکار رہتے تھے اس لیے اس کو محراب کہا گیا۔ مسجد کے محراب کو بھی اسی لیے محراب کہا جاتا ہے کہ وہاں بھی جماعت مسلمین کا امام ہوائے نفس، تسویل ابلیس اور طرح طرح کے خطرات اور وسوسات کے خلاف اپنی قوم کو جہاد کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ مساجد میں محراب کی موجودہ شکل عہد رسالت میں نہ تھی۔ صنع الجہال الیوم ان المحاریب التی فی المساجد بغیتہا المعروفۃ الیوم لم یکن فی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (روح معانی)

۲۴ھ آپ کا معمول تھا کہ آپ ایک روز حکومت کے کاروبار کو انجام دیتے، مقدمات کا فیصلہ کرتے۔ ایک روز اپنے گھر کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تِسْعُونَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي

دُنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دُنبی ہے ۲۵ اب یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کر دے اور سختی کرتا ہے میرے

الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا

ساتھ گفتگو میں ۲۶ آپ نے فرمایا جبکہ اس نے ظلم کیا ہے تم پر یہ مطالبہ کر کے کہ تیری دُنبی کو اپنی دُنبیوں میں ملا دے ۲۷ بلاشبہ

مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر ۲۸ سوائے ان حصہ داروں کے جو ایمان لائے اور کیے

فرشتے انسانی شکل میں تیر دن انہوں نے صرف عبادت کے لیے مخصوص کیا ہوا تھا اور اس دن اپنی عبادت گاہ پر پاسبان مقرر کر دیتے تاکہ لوگوں کی عبادت میں خلل نہ ہو۔ اس روز کسی کی مجال نہ ہوتی تھی کہ اندر آنے کی جرأت کر سکے۔ ایک دفعہ آپ اپنے عبادت کے حجرے میں مصروف تھے ایسے وقت میں ان حبشیوں کا دیوار پھاند کر بغیر اجازت طلب کیے ہوئے اندر گھس آنا بڑا حیرت انگیز واقعہ تھا۔ آپ کو گھبراہٹ سی لاحق ہوئی اور بھی اس چیز کو بھانپ گئے اور کہنے لگے ڈریئے نہیں ہم تو دو فریق ہیں اور اپنے مقدمہ کا فیصلہ کرانے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ ازراہ نوازش حق و انصاف کے ساتھ ہمارا فیصلہ فرما دیجیے اور ہم میں سے کسی پر بھی ظلم و زیادتی نہ ہو۔ جو فریق بھی ظلم و عدوان کی راہ پر گامزن ہے کسے عدل و انصاف کی سیدھی راہ پر چلنے کی ہدایت فرما دیجیے۔ وَتَشَيَّطَا وَلَا تُشْطِطْ

۲۵ اب وہ اپنا مقدمہ پیش کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کہتے لگا کہ یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ۹۹ دُنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہی دُنبی ہے یہ مجھے کہتا ہے کہ یہ ایک دُنبی بھی مجھے دے دے میں اس کی حفاظت کروں گا اس طرح میری دُنبیوں کی تعداد پوری سو ہو جائے گی اور گو اس دُنبی کی حفاظت کے جھنجٹ سے چھوٹ جائے گا۔

۲۶ یہ جب بات کرتا ہے تو بھا جاتا ہے اور سننے والا یوں محسوس کرتا ہے کہ یہ سچا ہے اور میری داد رسی کرنے کے بجائے اُلٹا مجھے ہی مجرم قرار دے دیا جاتا ہے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ یہ اس وجہ سے تجھ سے بات کرتا ہے کہ میں جواب دینے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا۔ (ای مخاطبتہ ایاہ محاجۃ بان جاء بحجاج لمخاطبتی وردہ (معانی)

۲۷ آپ نے فریقین کی باتیں سننے کے بعد فیصلہ دیا کہ یہ اس کی سراسر زیادتی ہے۔ یہ اتنا حریص ہے کہ ننانوے دُنبیوں سے بھی اس کی چشم آرزو سیر نہیں ہوئی، بجائے اس کے کہ اپنے بھائی کے پاس صرف ایک دُنبی دیکھ کر اسے رحم آئے اور اسے دس بیس دُنبیاں دینے پاس سے دیدے تاکہ اس کی حالت سنبھل جائے اور برادرانہ تعلقات کی لاج بھی رہ جائے وہ اس کے پاس ایک دُنبی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اسے بھی چھین لینا چاہتا ہے یہ سراسر ظلم ہے، یہ صریح زیادتی ہے۔

۲۸ فرمایا اکثر حصہ داروں کا یہی دستور ہے۔ بڑے حصے والا اپنے سے کم حصہ والے حصہ دار کو اس کی قلیل پونجی سے بھی محروم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ

رہے اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ ۲۴ اور فوراً خیال آگیا داؤد کو کہ ہم نے اُسے آزمایا ہے سو وہ معافی مانگنے لگ گئے

خَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۗ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ

اپنے رب سے اور گر پڑے سجدہ میں ۲۵ اور رجوع ہوگئے پس ہم نے بخشدی اُنکی یہ تقصیر اور بیشک اُن کیلئے ہمارے ہاں بڑا درجہ ہے اور

کر دیتا ہے اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک اعمال کے خوگر ہیں وہ اپنے دوسرے ہمسایوں پر جیسا کہ کرتے ہیں ان کا حق نہیں چھینتے بلکہ حق و انصاف اور مروت و اخلاص کے تقاضوں کو ہر قیمت پر پورا کرتے ہیں۔

۲۴ لیکن ایسے لوگوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے، انہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔

۲۵ یہ فیصلہ سنانے کے بعد معاً حضرت داؤد کو کوئی اپنی بات یاد آگئی اور یہ خیال کیا کہ یہ تو میری آزمائش کی جا رہی ہے، فوراً مغفرت طلب کرنے لگے اور سجدہ میں گر گئے یہاں راکع سے مراد ساجد ہے۔ اور رکوع سجود کے معنی میں اکثر استعمال ہوتا رہتا ہے جیسے اس شعر میں ہے۔ خر علی وجهه راكعا

وتاب الى الله من كل ذنب (روح المعانی)

یعنی وہ سجدہ کرتے ہوئے منہ کے بل گر پڑا اور بارگاہ الٰہی میں ہر گناہ سے توبہ کی۔ اس شعر میں راکعا کا معنی ساجدا ہے سجدہ کرنے والا۔

۲۶ بیشک داؤد کا مقام ہمارے نزدیک بہت بلند ہے اور ان کے پلٹ کر آنے کی جگہ بہت اچھا ٹھکانہ ہے۔

آیات کی اس تشریح کے بعد اب ہم اس واقعہ کی تحقیق کرتے ہیں جس کی طرف ابتدا میں اشارہ کیا گیا ہے ضیاء القرآن میں آپ مختلف مقامات پر پڑھ آئے ہیں کہ بنی اسرائیل اپنے انبیاء کرام پر فحش تہمتیں لگانے میں کتنے بیباک تھے ایسی چیزیں جو ایک عام شریف آدمی کی طرف بھی منسوب کرتے ہوئے انسان ہچکچاتا ہے۔ وہ بے دریغ اپنے نبیوں، اپنے محسنوں اور اپنے مشاہیر کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔ انہی خرافات میں سے ایک یہ واقعہ بھی ہے جو بائبل میں بڑی تفصیل سے تک مرچ لگا کر لکھا گیا ہے جی تو نہیں چاہتا کہ قارئین کے ذوق کو مجروح کیا جائے، لیکن عرض حال کے لیے چند سطور لکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔

کتاب ۲ سموئیل باب ۱۱ میں مذکور ہے:

"اور شام کے وقت داؤد اپنے پلنگ پر سے اُٹھ کر بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی تب داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا اور کسی نے کہا کیا وہ العام کی بیٹی بت سبع نہیں جو حتی اوریاہ کی بیوی ہے؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اُسے بلا لیا وہ اس کے پاس آئی اور اس نے اس سے صحبت کی۔ پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اس نے داؤد کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں۔" آیات (۲ تا ۵)۔

اس سے آگے جلد کروہ لکھتے ہیں کہ حضرت داؤد نے اپنے جرنیل یوآب کو لکھا تھا کہ جب دشمن سے جنگ شروع ہو تو حتی اوریاہ کو ایسی جگہ پر تعینات کیا جائے کہ اس کا قتل ہو جانا یقینی ہو۔ علامہ ہو:

"چنانچہ داؤد نے یوآب کے لیے ایک خط لکھا اور اسے اوریاہ کے ہاتھ بھیجا اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریاہ کو گھمسان کی جنگ کے سامنے آگے رکھنا اور تم اس کے پاس سے ہٹ جانا تاکہ وہ مارا جائے اور جان بحق ہو اور یوں ہوا کہ جب یوآب نے اس شہر کا ملاحظہ کر لیا تو اس نے اوریاہ کو ایسی جگہ رکھا جہاں وہ جانتا تھا کہ بہادر مرد ہیں اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یوآب سے لڑے اور وہاں داؤد کے خادموں میں سے کچھ لوگ کام آئے اور حتی اوریاہ بھی مر گیا۔"

کتاب ۲۔ سیموئیل) باب ۱۱۔ آیت ۱۴ تا ۱۷

علماء یہود نے اپنی مقدس کتاب میں جو الزام حضرت داؤد پر لگایا۔ اس کو پھر یوں اچھالا کہ زبان زد عام ہو گیا حتیٰ کہ بعض ملحدوں نے ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اس واقعہ کو من و عن ذکر کر دیا۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نقطہ کے متعلق خوب تحقیق کی ہے اور تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"کہ یہاں ایک افسانہ بیان کیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے تو اس افسانہ کو ایسا رنگ دیا ہے کہ گناہ کبیرہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر بندے کی طرف ہوتی ہے اور بعض نے اس واقعہ کو اس طرح ذکر کیا ہے کہ گناہ صغیرہ کا ارتکاب لازم آتا ہے۔"

امام رازی فرماتے ہیں: وَالَّذِیْ اَدِیْنُ بِہٖ وَاَذْھَبُ اِلَیْہِ اَنَّ ذٰلِکَ بَاطِلٌ" کہ میرا عقیدہ اور میری تحقیق یہ ہے کہ یہ واقعہ سراسر باطل اور لغو ہے۔ پھر اس کے بطلان پر کئی دلیلیں پیش کی ہیں فرماتے ہیں:

اگر ایسی حرکت فاسق ترین آدمی کی طرف بھی منسوب کی جائے تو وہ بھی اس کو برداشت نہیں کرے گا۔ اور جس بدبخت نے ایسی فحش بات اللہ تعالیٰ کے نبی کی طرف منسوب کی ہے اگر خود اس پر ایسا الزام لگایا جائے تو وہ اپنی کمینگی اور خباثت طبع کے باوجود اس کی پرزور تردید کرے گا اور بہتان لگانے والے پر لعنت بھیجے گا۔ ایک معمولی جرم جیسے ایک انسان کے درجہ کا آدمی اپنے لیے پسند نہیں کرتا، ایک نبی کا دامن عصمت اس سے کب آلودہ ہو سکتا ہے۔ نیز اگر قصہ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو حضرت داؤد پر دو سنگین جرم ثابت ہوں گے۔ ایک قتل بیگناہ (۲) فعل قبیح۔ قرآن میں یہ آیات اس لیے نازل کی گئیں تاکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلجوئی ہو اور حضرت داؤد کے اس حسنہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے وہ کفار کی دلآزاری سے کبیدہ خاطر نہ ہوں۔ اگر حضرت داؤد سے یہ حرکت سرزد ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے ذکر سے اپنے محبوب کی دلجوئی نہ فرما کر اپنی خواہش نفس کے سامنے بے بس ہے اور قتل بیگناہ کے ارتکاب کی جرأت کرتا ہے۔ نیز سابقہ آیات میں حضرت داؤد کو جن صفات عالیہ سے موصوف فرمایا گیا ہے، عبدنا (ہمارا بندہ) ذالاید (عبادت و طاعت میں بڑا طاقتور) اواب۔ (ہر وقت رجوع کرنے والا) صاحب فصل الخطاب (خوبیاں۔ اگر آپ سے ایسی رذیل حرکت سرزد ہوئی تو آپ کو ان اوصاف جمیلہ سے موصوف کرنے کا کچھ کوئی مقصد نہ رہتا۔ اور آپ کو عندنا لزلفیٰ اور حسن مآب کی خوشخبری ہرگز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سنا دی جاتی۔ اس لیے آیات کا سیاق و سباق دونوں اس قصہ کی پُرزور تردید کرتے ہیں اور اسے سراپا افترا و بہتان قرار دیتے ہیں۔ دیکھیے

حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا،

"من حدثکم بحدیث داؤد علی ما یرویہ القصاص جلدتہ مائۃ و ستین"

ترجمہ: یعنی جو شخص حضرت داؤد کے متعلق ایسی بات کہے جس طرح قصہ گو کیا کرتے ہیں تو میں اسے ایک سو ساٹھ دُرّے لگاؤں گا۔

بعض حضرات نے ان آیات کا پس منظر اس طرح بیان کیا ہے کہ اس زمانے میں یہ عام رواج تھا اور اس میں کوئی قباحت محسوس نہیں کی جاتی تھی کہ اگر کسی کی منکوحہ کی طرف کسی کا میلان ہو جاتا تو وہ اس سے کہتا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو تاکہ میں اس کے ساتھ نکاح کر لوں، چنانچہ بالواسطہ وہ شخص اپنے دوست کی یہ درخواست قبول کر لیتا اور وہ آدمی عدت گزرنے کے بعد اس عورت کے ساتھ نکاح کر لیتا۔ لیکن نبی کی شان بڑی اونچی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات پر تنبیہ فرمادی۔

امام ابوبکر جصاص نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ابھی اس عورت کی شادی اوریاہ کے ساتھ نہیں ہوئی تھی صرف منگنی طے پائی تھی اور حضرت داؤد نے اس عورت کے گھر والوں سے اس کا رشتہ طلب کیا اور انہوں نے وہ رشتہ دے دیا۔ لیکن یہ ساری باتیں قیاس آرائیوں کے علاوہ کچھ نہیں۔

ان تمام توجیہات کے بعد علامہ رازی فرماتے ہیں کہ مناسب یہ ہے کہ آیات میں مذکور اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا جائے کہ گناہ کبیرہ کی نسبت آپ کی طرف ثابت ہو اور نہ ہی صغیرہ کی بلکہ آپ کی مدح و ثنا کا پہلو نکلے۔ بنی اسرائیل میں ایک گروہ آپ کا مخالف ہو گیا تھا اور انہوں نے آپ کے قتل کرنے کی تدبیریں سوچنا شروع کر دی تھیں، آپ ہر نماز سے دن خلوت نشین ہو کر اللہ تعالیٰ کے ذکر اور عبادت میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔ انہوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور دیوار چڑھ کر اندر آ گئے تاکہ تنہائی میں آپ کا کام تمام کر دیں اور پہرے داروں کو بھی اس کا پتہ نہ چلے۔ جب وہ آپ کے حجرہ میں پہنچے تو وہاں بہت سے آدمی موجود تھے۔ جن کی وجہ سے وہ اپنے منصوبہ پر عمل پیرا نہ ہو سکے اور اپنے آنے کی ایک جھوٹی اور من گھڑت وجہ بیان کر دی کہ ہم تو آپ سے ایک مقدمہ کا فیصلہ کرانے کے لیے آئے تھے، دربان نے بند کیا۔ پہرہ داروں نے اندر آنے کی اجازت نہ دی اس لیے مجبوراً ہم دیوار پھاند کر اندر آ گئے۔ آپ ان کی دشمنی پر آگاہ ہو گئے پہلے تو آپ کو بڑا غصہ آیا اور ان سے انتقام لینے کا ارادہ کیا لیکن بعد میں عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے انہیں معاف کر دیا اور استغفار اس لیے کی کہ ان کے دل میں اپنی ذات کے متعلق انتقام لینے کا خیال ہی پیدا کیوں ہوا۔ علامہ رازی آخر میں فرماتے ہیں: وکان قولنا اولیٰ لھذا ما عندنا فی ھذا الباب۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (دیکھیے) یعنی ہماری یہ توجیہ سب اقوال سے بہتر ہے اور اس فن میں ہماری یہی تحقیق ہے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کے اسرار و رموز کو بہتر جانتا ہے۔

علامہ ابوحیان اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر البحر المحیط میں اپنی تحقیق کا خلاصہ تحریر فرمایا ہے۔ اس کا ترجمہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"ہماری تحقیق یہ ہے کہ دیوار کود کر محراب میں آنے والے انسان تھے۔ وہ ایسے راستے سے داخل ہوئے تھے، جو داخل ہونے کا راستہ نہ تھا۔ اور ایسے وقت آئے تھے جو آپ کی عبادت کا وقت نہ تھا۔ آپ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں لیکن جب واضح ہو گیا کہ یہ دونوں تو کسی مقدمہ کا فیصلہ کرانے کے لیے آئے تھے جس طرح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے تو حضرت داؤد کو پتہ چل گیا کہ یہ سارا واقعہ یعنی ان لوگوں کا بے وقت آدھمکنا اور غیر معروف راہ سے آنا اور آپ کا ان کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ یہ قتل کے ارادہ سے آئے ہیں اور اس وجہ سے آپ کا گھبرا جانا، یہ سب آزمائش ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے آزمانا چاہا ہے اور ان کے بارے میں ان کا سوءِ ظن کرنا آپ کی شانِ نبوت سے فروتر ہے۔ اس لیے آپ حضرت طلب کرنے لگے۔ آخر میں علامہ مذکور لکھتے ہیں:

واعلم تعلما ان الانبیاء علیہم السلام معصومون من الخطایا لا یمکن وقوعہم فی شیء منہا اذا لو جوزنا علیہم شیئا من ذلک لبطلت الشرائع ولم یوثق بشیء مما یذکرون انہ وحی من اللہ تعالیٰ فما حکی اللہ تعالیٰ فی کتابہ یجری علی ما اراد اللہ وما حکی القصاص مما فیہ نقص لمنصب النبوۃ طرحناہ ونحن کما قال الشاعر:

نزہ شرعک ما العقل فی کل شبہۃ ۔۔۔ اذا آثر الاخبار حدث قصاص

یعنی جان لو اور یقین ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہ اور خطا سے معصوم ہوتے ہیں۔ ان سے ایسے امور قطعاً سرزد نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا ہوتا تو شرعی احکام پر اعتماد باقی نہ رہتا اور انبیاء کے فرمودات سے اعتبار اٹھ جاتا۔ قصہ گو لوگوں نے منصبِ نبوت کے منافی جو کہانیاں گھڑ لی ہیں ہم ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا کرتے ہیں۔ ہمارا مسلک تو وہ ہے جو شاعر نے اس شعر میں بیان کیا ہے۔ کہتا ہے:

"جس بارے میں شک و شبہ ہو وہاں ہم عقل کا فیصلہ مانتے ہیں جبکہ قصہ گوؤں کے ہم نشین کہانیوں اور کہانیوں کو ترجیح دیتے ہیں۔"

شیخ اکبر حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں خوب لکھا ہے:

واعظوں کو چاہیے کہ وہ اپنے وعظوں میں ملطی قصے اور جھوٹی کہانیاں بیان نہ کیا کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بندہ جب جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کے باعث فرشتے اس سے تین میل دور ہٹ جاتے ہیں اور اس آدمی کو بہت بُرا جانتے ہیں۔ جب واعظ یہ جانتا ہے کہ فرشتے مجلسِ وعظ میں حاضر ہوتے ہیں تو اس پر لازم ہے کہ وہ سچ بولنے کی پوری کوشش کرے۔

پھر فرماتے ہیں:

ولا یتعرض لما ذکرہ المؤرخون عن الیہود من زلات من اضلہ اللہ علیہم واجتباہم ویجعل ذلک تفسیر الکتاب اللہ۔ (فتوحات مکیہ، جلد دوم، صفحہ ۳۵۶۔ مطبوعہ مصر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حُسْنَ مَآبٍ ۝ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ

اور خوبصورت انجام ہے۔ اے داؤد ہم نے مقرر کیا ہے آپ کو (اپنا) نائب زمین میں ۳۲ پس فیصلہ کیا کرو لوگوں

واقعہ یہ فرض ہے کہ ایسی باتوں سے کلیتاً اجتناب کرے جو ملاحدین نے بلا تحقیق یہودیوں سے نقل کی ہیں جن میں ان مقدس ہستیوں کی لغزشوں کا بیان ہوتا ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے ثناء و توصیف فرمائی ہے اور انبیاء اور دوسرے لوگوں سے بچا لیا ہے اور پھر ان لغویات کے بارے میں کہے کہ وہ قرآن کی تفسیر بیان کر رہا ہے۔

اس تمہید سے ان سطور کے مطالعہ سے حقیقت حال واضح ہو گئی ہو گی۔ اور قارئین کے ذہن سے وہ بوجھ اتر گیا ہو گا، جو داستان سرائی کرنے والے لوگوں کی تحریر پڑھنے اور تقریر سننے کے بعد ہر سلیم الطبع انسان محسوس کرنے لگتا ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم باسرار کتابہ وحبیبہ واکرم اعرف بحقائق آیات ربہ۔

۳۲ حضرت داؤد علیہ السلام کو بتایا جا رہا ہے کہ تم کسی شاہی خاندان کے فرد نہیں ہو کہ تمہیں یہ حکومت اور تخت وراثت میں ملا ہو۔ تم ایک غیر معروف چرواہے تھے۔ ہم نے اپنے فضل و کرم سے آپ کے لیے یہ راہ ہموار کی اور اپنی مہربانی سے بنی اسرائیل کا تاجدار بنا دیا اور ساتھ ہی بعض سلطنت مرعوب فرماؤں اور مسند خلافت پر متمکن کر دیا۔ اس احسان کا شکر ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فیصلہ عدل و انصاف کے مطابق کرو اور اپنی پسند و ناپسند کو اپنے فیصلوں پر کسی طرح اثر انداز نہ ہونے دو۔ اگر تم نے خواہش نفس پر انصاف کو قربان کیا تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹک جاؤ گے۔ اس کی توفیق کا دامن تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔ اور جو شخص راہ حق سے بھٹک جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے ضمن میں جو تحریر فرمایا ہے وہ قابل مطالعہ ہے:

ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرات طلحہ، زبیر، کعب اور سلمان رضی اللہ عنہم سے پوچھا: ما الخلیفۃ من الملک؟ یعنی خلیفہ اور بادشاہ میں کیا فرق ہے۔ حضرات طلحہ اور زبیر نے کہا کہ ہم نہیں جانتے۔ حضرت سلمان نے عرض کیا: الخلیفۃ الذی یعدل فی الرعیۃ ویقسم بینہم بالسویۃ ویشفق علیہم شفقۃ الرجل علی اھلہ وعیالہ ویقضی بکتاب اللہ۔

یعنی خلیفہ وہ ہے جو رعیت میں عدل کرتا ہے۔ ان میں مال مساوی طور پر تقسیم کرتا ہے اور وہ اپنی رعایا پر یوں مہربان اور شفیق ہوتا ہے جس طرح کوئی شخص اپنے اہل و عیال پر شفیق ہوتا ہے اور اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے کرتا ہے۔

سلیمان بن عرجاد سے مروی ہے کہ ایک روز حضرت فاروقؓ نے حاضرین سے دریافت کیا ہے ما اوری اخلیفۃ ام ملک۔ میں نہیں جانتا میں کیا ہوں۔ خلیفہ ہوں یا بادشاہ۔

ایک شخص کہنے لگا اے امیر المومنین دونوں میں بڑا فرق ہے۔ آپ نے فرمایا کیا فرق ہے؟ قال الخلیفۃ لایاخذ الا حقا ولا یضعہ الا فی حق وانت بحمد اللہ کذلک والملک یسف الناس فیاخذ من ھذا ویعطی ھذا، فسکت عمر۔

اس نے کہا خلیفہ وہ ہے جو لیتا ہے تو حق و انصاف سے اور خرچ کرتا ہے تو صحیح جگہ پر اور اللہ کے فضل و کرم سے آپ ایسا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ

کے درمیان انصاف کے ساتھ اور نہ پیروی کیا کر ہوائے نفس کی وہ بہکا دے گی تجھے راہ خدا سے ۔ بیشک

الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ

جو لوگ بھٹک جاتے ہیں راہ خدا سے ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے بھلا دیا تھا

الْحِسَابِ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ ع ۱۲ ۱۱

یوم حساب کو ۳۳ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے فائدہ ۳۴ یہ تو گمان کا

ہی کیا کرتے ہیں اور بادشاہ وہ ہوتا ہے جو لوگوں پر حکم و ستم کرتا ہے۔ اس سے لیتا ہے اس کو دیتا ہے۔ یہ سن کر حضرت داؤد خاموش ہو گئے۔ (حاشیہ تفسیر مظہری)

سربراہ مملکت کے لیے اسلام نے بادشاہ، سلطان، چیئرمین وغیرہ کلمات پسند نہیں کیے کیونکہ ان میں خودسری اور استبداد کی بو آتی ہے بلکہ خلیفہ کا لفظ تجویز کیا ہے جس کا معنی خود مختار کا نہیں بلکہ نائب اور قائم مقام ہے۔ یہ لفظ ہی بتا رہا ہے کہ مملکت کا سربراہ اپنے رب کا نائب ہے اور نائب کا کام اپنے آقا کے احکام کی تعمیل کرنا ہے اور اس کے ارشادات کے مطابق اس کے دیے ہوئے اختیارات کو استعمال کرنا ہے۔ یہ وہ فرق ہے جو دنیا کے تمام نظاموں اور اسلام کے نظام سیاست میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

۳۳ قرآن کریم نے یہاں خلیفہ کی ذمہ داریوں کو بڑے مؤثر پیرائے میں بیان کر دیا کہ اس کا فرض اولین یہ ہے کہ وہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرے فیصلہ کرتے وقت کوئی خارجی چیز اسفارش، رشوت، کوئی طمع، کوئی خوف حتی کہ اپنے ذاتی میلان کو بھی اس پر اثر انداز نہ ہونے دے۔ جو حاکم ایسا نہیں کرتا گویا اس نے روز جزا کو فراموش کر دیا۔ قیامت کے دن پر اس کا ایمان نہ رہا۔ زبان سے وہ ہر چاہے کہے کہ وہ وقوع قیامت پر ایمان رکھتا ہے لیکن اگر وہ فیصلہ کرتے وقت میزان عدل کو برابر نہیں رکھتا تو اس کو یہ دعوی کرنے کا قطعاً کوئی حق نہیں اور جو لوگ قیامت پر یقین نہیں رکھتے یا اسے فراموش کر دیتے ہیں ان کے لیے عذاب شدید ہے۔

اللھم انا نعوذ بک ان نضل عن سبیلک ونعوذ بک من عقاب القبر وعذاب الحشر وعذاب النار۔

۳۴ کفار اور ملحد لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی بس یہی دنیوی زندگی ہے، اس میں خوب عیش و عشرت کرو۔ خوب مزے اڑاؤ، دولت کماؤ جتنی کما سکتے ہو حلال و حرام کے چکر میں نہ پڑو۔ یہ تو ملاؤں کی من گھڑت باتیں ہیں، جادہ و مقصد حاصل کرنے کے لیے کسی کی تائید کی ضرورت ہوتی ہے کوئی ہونے والا مکر و فریب کی ضرورت پڑے تو ہرگز نہ گھبرائے۔ قیامت کس نے دیکھی ہے۔ ہزارہا سال سے یہ مصری لوگ قیامت کی دھمکیاں دیتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کی باتوں میں آ کر اپنی زندگی کا لطف برباد نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ ان کے اس مغالطہ کا رد فرماتے ہیں کہ اگر تمہاری باتیں درست ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ زمین و آسمان کا یہ سارا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ

گمان ہے پس بربادی ہے کفار کے لیے آگ کے عذاب سے۔ کیا ہم بنا دیں گے انہیں جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ

ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان لوگوں کی مانند جو فساد برپا کرتے ہیں زمین میں۔ یا ہم بنا دیں گے پرہیزگاروں کو

كَالْفُجَّارِ ۝ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا

فاجروں کی طرح۔ یہ کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف، بڑی بابرکت، تاکہ وہ تدبر کریں اس کی آیتوں میں اور تاکہ

الْاَلْبَابِ ۝ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ اِذْ

نصیحت پکڑیں عقلمند۔ اور ہم نے عطا فرمایا داؤد کو سلیمان (جیسا فرزند) بڑی خوبیوں والا بندہ، بیشک وہ رجوع کرنے والا تھا

عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ

پیش کیے گئے آپ پر سہ پہر کو تین پاؤں پر کھڑے ہونے والے تیز رفتار گھوڑے ۳۶ تو آپ نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت

نظام جھٹ اور بے مقصد ہے۔ ایک نیکوکار مومن اور ایک مفسد کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ متقی اور پرہیزگار اور فاسق و فاجر سب یکساں ہیں۔ بتلاؤ! اس کائنات کے خالق ہم ہیں اور ہم نے کوئی چیز بھی جھٹ اور بے مقصد پیدا نہیں کی۔ ہم علیم بھی ہیں حکیم بھی۔ ہمارا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی۔ اس روز متقی اور پرہیزگار ہمارے انعامات سے مالا مال ہو جائیں گے اور فاسق و فاجر ذلیل اور رسوا ہوں گے۔ حق کا بول بالا ہوگا اور ہر قسم کی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔

۳۵ حضرت داؤد علیہ السلام پر جو بے بہا انعامات فرمائے گئے تھے۔ ان کے ذکر کے بعد اب ایک خصوصی لطف و کرم کا بیان ہو رہا ہے۔ وہ یہ کہ آپ کو حضرت سلیمان جیسا باکمال، بلند اقبال فرزند عطا فرمایا جسے بارگاہِ رب ذوالجلال سے نعم العبد اور اواب کے معزز القاب انعامی ہوئے۔

۳۶ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظمت و کمال کا ایک پہلو اس آیت میں ذکر کیا جا رہا ہے۔ پہلے اس آیت کے مشکل الفاظ کی تشریح کی جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کا مطلب اور اس بارے میں مفسرین کے اقوال پیش کیے جائیں گے۔

ظہر سے لے کر طلوع صبح تک کے وقت کو "عشی" کہتے ہیں۔ الصافنات اس کا واحد الصافن وہ گھوڑا جو تین قدموں پر کھڑا ہوتا ہے اور چوتھے قدم کے سُم کا کنارہ زمین پر ٹیکتا ہے۔ وھی من الصفات المحمودۃ من الخیل۔ اگلے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی خوبیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ جیاد ج جواد کی: تیز رفتار۔ برق: فلانگوڑا۔ وھوالذی یسرع فی جریہ: تواریت چھپ جانا، اوجھل ہو جانا۔ حجاب: پردہ۔ سُوق ج ساق کی: پنڈلی۔ اَعْنَاق ج عنق: گردن۔

اس آیت کا ایک مفہوم تو یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت سلیمان کے سامنے آپ کے شاہی اصطبل کے گھوڑے پیش کیے جانے لگے۔ آپ بیٹھے بیٹھے ان کو ملاحظہ فرماتے رہے اور اس طرح محو ہو گئے کہ سورج ڈوب گیا۔ عصر کی نماز اس وقت کا مقررہ وظیفہ فوت ہو گیا جب تاریکی چھا گئی تو آپ کو خبر ہوئی کہ میں گھوڑوں کے دیکھنے میں یوں محو رہا کہ عبادت سے غفلت ہو گئی۔ گھوڑے جس غفلت کا باعث بنے تھے انہیں پھیر واپس بلوایا اور تلوار سے ان کی گردنیں اور ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ اس صورت میں آیت کا ترجمہ یہ ہو گا کہ میں نے ترجیح دی ہے مال کی محبت کو اپنے رب کے ذکر پر۔ تواریت کی ضمیر کا مرجع سورج ہو گا۔ حجاب سے مراد افق مغرب۔ الطفق مسحا کا مفہوم تلوار پھیرنا یعنی تلوار سے کاٹتے چلے جانا۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تاویل کو سخت ناپسند کیا ہے اور ان لوگوں پر اپنی انتہائی برہمی کا اظہار کیا ہے جنہوں نے آیت کی یہ تاویل کی۔ آپ فرماتے ہیں کہ آیت کا واضح مفہوم یہ ہے کہ اپنے والد ماجد حضرت داؤد کے بعد آپ مسند خلافت پر متمکن ہوئے کفار سے جہاد کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا۔ اس لیے آپ کو گھوڑوں سے بڑی محبت تھی جن پر سوار ہو کر مجاہدین دشمنان دین سے جنگ لڑا کرتے تھے۔ آپ گلہ ہے گا ہے جہاد کے لیے تیار کیے جانے والے گھوڑوں کا خود معائنہ فرماتے۔ ایک روز آپ نے شاہی اصطبل کے داروغوں کو گھوڑے پیش کرنے کا حکم دیا۔ یکے بعد دیگرے گھوڑے آپ کے سامنے سے گزرتے رہے۔ آپ ان کو سخت مضمار جہاد پر چست دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور فرماتے: انی احببت حب الخیر عن ذکر ربی کہ مجھے ان گھوڑوں سے محض اس لیے محبت اور پیار ہے کہ یہ راہ خدا میں جہاد کرنے کا ذریعہ ہیں۔ ان کی وجہ سے دین کو شوکت حاصل ہوتی ہے۔ میں ان سے اس لیے ہرگز محبت نہیں کرتا کہ یہ خوبصورت ہیں یا بہت قیمتی ہیں۔ میری ان سے یہ محبت محض رضائے الٰہی کے لیے ہے۔

آپ کے سامنے سے گھوڑوں کے گزرنے کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ سب گھوڑے آپ کے ملاحظہ فرمانے کے بعد اپنے ٹھانوں پر پہنچ گئے۔ آپ نے پھر حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو میرے سامنے دوبارہ پیش کرو۔ اب جب گھوڑے پیش ہونے شروع ہوئے تو آپ ہر گھوڑے کی گردن پر بھی پیار سے ہاتھ پھیرتے اور اس کی پنڈلیوں کو بھی ٹٹولتے۔ اس سے گھوڑوں کے ساتھ آپ کی محبت کا اظہار ہوتا ہے نیز یہ کہ گھوڑوں کی جانچ پرکھ کے بھی آپ ماہر تھے۔ ٹانگیں ٹٹولتے ہوئے یہ بھی خیال رکھتے کہ کسی گھوڑے میں کوئی نقص تو نہیں۔ نیز خلیفۂ وقت ہو کر خود یہ کام کرنا آپ کی عظمت اور فروتنی شاہی پر بھی دلالت کرتا ہے کہ اس جہاد انسانی انہوں نے لوگوں کے سپرد ہی نہیں کر دیئے تھے بلکہ خود ہر چیز پر توجہ کرتے تھے۔

امام رازی اپنی اس توجیہ کی صحت ثابت کرنے کے لیے فرماتے ہیں کہ یہاں حضرت سلیمان کا ذکر صلوٰۃ والسلام کرتسلی دینے کے لیے کیا جا رہا ہے۔ اس مقام کا تقاضا یہ ہے کہ یہاں آپ کے فضائل و کمالات کا ذکر کیا جائے تاکہ حضور کو اطمینان حاصل ہو اور اس واقعہ کو یہاں بیان کرنے کا مقصد پورا ہو۔ اگر اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا جائے کہ آپ ذرا سی بات پر غفلت کا شکار ہو گئے اور فریضہ عبادت کو ترک کر بیٹھے پھر سینکڑوں اصیل گھوڑوں کو مار ڈالا تو اس سے وہ مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے جس کے لیے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ

پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کے لیے (دھیان میں چلانے کا حکم دیا پھر) یہاں تک کہ چھپ گئے پردہ کے پیچھے (تو کہا) لاؤ انہیں واپس میرے پاس

مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى

تو ہاتھ پھیرنے لگے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر۔ اور ہم نے فتنہ میں ڈالا سلیمان (علیہ السلام) کو اور ڈال دیا ان کے

كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا

تخت پر ایک بے جان جسم (۲۴) پھر وہ (اللہ کی طرف) متوجہ ہوئے۔ عرض کی میرے رب! مجھے معاف فرما دے اور عطا فرما مجھے

یہ قصہ بیان کیا گیا ہے۔ (تفسیر کبیر)

جن لوگوں نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے۔ انہوں نے لَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ سے استدلال کیا ہے کہ فتنہ میں مبتلا کرنے کا یہی مطلب ہے کہ ان سے کوئی فروگزاشت سرزد ہو گئی جس کی وجہ سے وہ آزمائش میں مبتلا کر دیے گئے شیخ اکبر قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اس تکلف کی قطعاً ضرورت نہیں کہ آزمائش اسی قسم کی ہو حضرت سلیمان علیہ السلام ان گھوڑوں سے کیوں محبت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے یا اس لیے کہ گھوڑے بڑے قیمتی اور خوبصورت ہیں۔ آپ نے فرمایا انی احببت الخ یعنی میں گھوڑوں سے اس لیے محبت کرتا ہوں کہ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند ہوگا۔ مجاہدان پر سوار ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفار سے جہاد کریں گے حق کر غلبہ ہوگا اور حق کا پرچم اونچا لہرائے گا۔

۲۴ یہاں بھی علماء یہود اور تاریخ بنی اسرائیل کی سند سے ایسی چیزیں نقل کر دی گئی ہیں جن کی تردید کرنے کی نیت سے بھی نقل کرنا طبع سلیم کو گوارا نہیں۔ جن لوگوں کو شانِ نبوت اور مقامِ سلیمانی کا ادنیٰ سا بھی علم ہے وہ ان خرافات کی تصدیق نہیں کر سکتے۔ علامہ ابن حیان کہتے ہیں: ان هذه المقالة من اوضاع اليهود وزنادقة المتصوفة الخ یہ روایت یہودیوں اور زندیقوں کی وضع کردہ ہے۔ علامہ ابن کثیر، امام رازی، علامہ آلوسی اور دیگر محققین نے شد و مد سے اس کی تکذیب اور تردید کی ہے۔

ان آیات کی توجیہ بیان کرتے ہوئے امام رازی فرماتے ہیں کہ آپ کسی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ بیماری اتنی شدید اور اس کا عرصہ اتنا طویل تھا کہ آپ کا کڑیل جسم ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گیا۔ وہ عظیم شاہی تخت جس پر آپ جب بیٹھتے تھے تو آپ کے رعب و جلال کی وجہ سے جن و انس پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا اب ضعف اور نقاہت کے باعث جسم بہت لاغر ہو گیا تھا تخت پر جب تشریف رکھتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ایک بے روح اور بے جان جسم ہے جو کسی نے اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا ہے۔ آپ نے بارگاہ الٰہی میں بڑے عجز و نیاز سے اپنی صحت کے لیے دعا کی جو قبول ہوئی۔ آپ بالکل صحت یاب ہو گئے اور جہانبانی کے فرائض پہلے کی طرح بڑی شان و شوکت سے انجام دینے لگے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ

ایسی حکومت جو کسی کو میسر نہ ہو میرے بعد ۳۵ بیشک تو ہی بے اندازہ عطا کرنے والا ہے ۳۶ پس ہم نے ہوا کو آپ کا فرمانبردار

تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ۝ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ

بنا دیا۔ چلتی تھی آپ کے حسب حکم آرام سے ۳۷ جدھر آپ چاہتے۔ اور سب دیو بھی ماتحت کر دیے کوئی معمار اور

غَوَّاصٍ ۝ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ

کوئی غوطہ خور۔ اور ان کے علاوہ (جو سرکش تھے) باندھ دیے گئے زنجیروں میں۔ (اے سلیمان!) یہ ہماری عطا ہے چاہے

۳۵ پہلے مغفرت کے لیے التجا کی۔ اس کے بعد ملک و حکومت بخشے جانے کا سوال کیا۔ ہر شخص کا سوال اپنے ظرف کے مطابق ہوا کرتا ہے نیز جس سے سوال کر رہا ہے اس کی قدرت و اختیار اور جود و عطا کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ یہاں مانگنے والے حضرت سلیمان ہیں اور جس سے مانگ رہے ہیں وہ رب العالمین ہے اور اکرم الاکرمین ہے۔ اس سے بڑا صاحب قدرت و اختیار بھی کوئی نہیں اور اس جیسا سخی اور کریم بھی کوئی نہیں۔ حضرت علامہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ اس سے کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ حضرت سلیمان کا مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑا ہے۔ حضور نے اپنی مرضی سے نبی ملک (بادشاہ نبی) بننے کے بجائے نبی عبد بننا پسند فرمایا۔ وکان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نافذ الحکم علی الجن والانس۔

تَمْشِيْ اِلَيْهِ عَلٰى سَاقٍ بِلَا قَدَمٍ ؎ تَاْتِيْ بِمَنْعُوْتِهِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَةً

یعنی حضور کریم کا حکم ہر جن و انس پر نافذ ہے۔ صاحب قصیدہ بردہ کہتے ہیں کہ حضور جب درختوں کو اشارہ کرتے ہیں تو وہ سجدہ کرتے ہوئے قدموں کے بغیر اپنے تنے کے سہارے خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور یہی حال خلفاء راشدین کا تھا جنہوں نے خلافت اور فقر دونوں کو جمع کیا اور تمام فضائل کے جامع بنے (مظہری)، صاحب روح البیان نے یہاں بڑی پیاری رباعی لکھی۔

در بزم احتشام تو سیماب ہفت جام ۔۔۔ در مطبخ زوال تو افلاک مرغ طبق

ہر خطبۂ کمال بنام تو شد تمام ۔۔۔ کس تا ابد ز لوح نمی خواند ایں سبق (روح البیان)

۳۹ تو جس کو چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ تیرے دست سخا کو کوئی روکنے والا نہیں۔ جو ذات پاک بخشش و عطا میں وہاب کی صفت سے موصوف ہو وہ اپنے محبوب بندوں کے دامن طلب کو من لا زوال نعمتوں سے بھر دیتا ہے اس کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

۴۰ کر دہوائی کو آپ کے زیر فرمان کر دیا۔ ہواؤں کی رفتار آپ کے اختیار میں دے دی۔ شیطانوں کو آپ کا ماتحت کر دیا۔ ان میں سے کئی فن تعمیر میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور کئی سمندروں کی گہرائیوں میں غوطے لگا کر طرح طرح کے قیمتی موتی نکالنے کے فن میں ماہر تھے۔ ان میں سے ہر ایک کو آپ کے حکم کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ آپ کے اذن کے بغیر زندہ کہیں جا سکتے اور نہ کچھ کر سکتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾

(کسی کو بخش کر) احسان کر یا اپنے پاس روک رکھ تجھ سے کوئی باز پرس نہ ہوگی۔ اور بیشک اس کیلئے ہمارے ہاں بڑا قرب حاصل ہے اور خوبصورت انجام ہے

۳۹ یہ نعمتیں عطا فرمانے کے بعد ہر چیز کو اپنی مرضی سے خرچ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار بھی دے دیا۔ بغیر حساب کہہ کر اس خدشہ کو بھی دور کر دیا کہ تم جس طرح چاہو استعمال کرو تم سے اس کے بارے میں باز پرس تک نہ کی جائے گی۔ فاعط من شئت او امسك عمن شئت بغير حساب اى غير محاسب على منّه واساكم لتفويض التصرف فيه اليه۔ یعنی جس کو چاہیں آپ دیں اور جس کو چاہیں آپ نہ دیں۔ آپ سے اس معاملہ میں کوئی باز پرس نہ ہوگی کیونکہ ان میں تصرف کرنے کا اختیار آپ کے سپرد کر دیا گیا۔ (مظہری)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: انه مفوض اليه تفويضا كليا۔ کہ یہ نعمتیں کلی طور پر ان کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ (روح معانی)

صاحب روح البیان لکھتے ہیں۔ هذا اعطاؤنا يتضمن ان الانبياء يتأيدون الفيض الالهى ولايته اذا فاضت الفيض على من هو اهله عند استفاضته وليهم امساك الفيض عند عدم الاستفاضة من غير اهله (روح البیان)

ترجمہ: قرآن کریم کے یہ الفاظ هذا عطاؤنا اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ انبیاء کرام کو فیض خداوندی کی تائید سے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جس طالب فیض پر جتنا چاہیں لطف و کرم فرما سکتے ہیں اور اپنے فیضانِ کرم سے اسے مالا مال کر سکتے ہیں اور جو نا اہل ہو اس کو فیضان سے محروم کر سکتے ہیں۔

علامہ عثمانی یہاں رقمطراز ہیں:

"یعنی کسی کو بخش دو یا نہ دو تم مختار ہو۔ اس قدر بے حساب دینا اور حساب و کتاب کا مواخذہ بھی نہیں رکھا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ اور مہربانی کی کہ اتنی دنیاوی اور مختار کر دیا حساب معاف کر کے لیکن وہ کھاتے تھے اپنے ہاتھ کی محنت سے ٹوپیاں بنا کر۔" حاشیہ عثمانی۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ کرم ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جو سرمدی نعمتیں اور طرح طرح کے بیشمار خزانے عطا فرمائے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا حضور مختار نہیں ہوں گے یہ کہنا بڑی جسارت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ رفیع گھٹانے کے لیے اور خداداد اختیارات کا انکار کرنے کے کوشش میں واضح آیات سے بھی اغماض کر لیا جاتا ہے اور آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو رباطنی سے بچائے۔

۴۰ صرف یہ ملک و سلطنت اور ان میں ہر طرح کے تصرف کے اختیارات دینے پر ہی بس نہیں، بلکہ مژدہ بھی سنایا کہ انہیں ہماری بارگاہ عزت میں بڑا قرب حاصل ہے اور انہیں حسن مآب کی خوشخبری بھی دے دی یعنی ان کا انجام بھی بہت اچھا ہوگا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو حسن انجام کی بشارت سے نوازا گیا تو جو لوگ یہ کہتے جوٹے نہیں ٹھہراتے کہ حضور کو کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کو اپنے انجام کے بارے میں خبر نہ تھی۔ ان کے متعلق آپ خود ہی فیصلہ کر لیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ

اور یاد فرمایئے ہمارے بندے ایوب کو ۴۱ جب انہوں نے پکارا اپنے رب کو (کہ) مجھے شیطان نے بہت تکلیف

وَّعَذَابٍ ۝ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝ وَ

اور دکھ ۴۲ (حکم ہوا) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو۔ یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے ۴۳ اور

وَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

ہم نے عطا فرمایا انہیں ان کا اہل و عیال اور ان کے ساتھ اتنا ہی اور رحمت اپنی جانب سے اور نصیحت اہل عقل کے لیے ۴۴

۴۱ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو سلطنت، خزانے، ظاہری اور باطنی نعمتیں اور وسیع اختیارات دے کر آزمایا گیا تھا اب اپنے اس بندے کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جسے تکلیف و مصائب نے گھیر لیا۔ ان کا سارا جسم پھوڑوں سے بھر گیا۔ بچے بچیاں عالم شباب میں لقمۂ اجل بن گئے۔ کھیت اور باغات برباد ہو گئے۔ بیوی نے آنکھیں پھیر لیں غرضیکہ ہر قسم کے رنج و آلام کی انتہا ہو گئی۔ لیکن اس کے باوجود اپنے رب سے گلہ ہے اور نہ کسی سے کوئی شکایت۔ صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے اور غم و اندوہ کے سمندر میں اپنی زندگی کا سفینہ لیے جا رہے ہیں۔ آپ کی اسی ادا نے رحمت خداوندی کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ کس محبت بھرے انداز سے ان کے ذکر کا آغاز ہو رہا ہے۔ اذکر عبدنا ایوب، اے میرے محبوب! ہمارے بندے ایوب کو یاد کر۔ اہل محبت حسن ازل کی ایسی ہی ایک نگاہ لطف کے لیے اپنا سب کچھ لٹا دیتے ہیں اور لٹا کر بھی مچلے نہیں جاتے۔

۴۲ اگرچہ تکلیف اور سقت، مرض اور صحت سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے لیکن ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اچھی چیزوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی جائے اور تکلیف دہ امور کی نسبت اپنی طرف یا شیطان کی طرف کی جائے۔ حضرت خلیل نے بھی تو اسی طرح عرض کی تھی۔ واذا مرضت فھو یشفین کہ جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا بخشتا ہے۔ نصب، مشقت اور تکلیف۔ اس سے مراد جسمانی بیماریاں۔ عذاب سے مراد دل میں شیطان کی وسوسہ اندازی۔

۴۳ زور سے زمین پر پاؤں مارنے کو رکض کہتے ہیں۔ حکم خداوندی کے مطابق آپ نے زمین پر پاؤں مارا، قدرت الٰہی سے چشمہ جاری ہو گیا۔ یہاں عبارت میں حذف ہے۔ فرکض فنبعت عین ماء، اس پانی سے غسل کیا تو جسم کی ساری بیماریاں دور ہو گئیں پھر اسے پیا تو اندر کے سارے روگ ختم ہو گئے۔

۴۴ اجڑے ہوئے چمن میں پھر سماں آ گئی۔ وہ گھر جہاں اداسی اور افسردگی چھائی ہوئی تھی وہاں پھر چہل پہل ہونے لگی۔ بچے بچیاں، عزیز رشتہ دار، تیماردار سب کا ایک میلہ سا لگ گیا۔ باغوں میں پھل اور کھیتوں میں خوشیاں لہلہانے لگیں۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ یہ رونق پہلے سے بھی دوچند ہے۔ یہ سب ہماری خصوصی رحمت کی جلوہ نمائی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ سمجھ دار لوگ اس سے عبرت پکڑیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ

اور (حکم ملا) پھر تو اپنے ہاتھ سے تنکوں کا ایک مٹھا اور اس سے مار دو اور قسم نہ توڑو گے۔ بیشک ہم نے پایا انہیں صبر کرنے والا

نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝ وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

بڑا خوبیوں والا بندہ ہر وقت ہماری طرف متوجہ ۴۸؎ اور یاد فرما ہمارے (مقبول) بندوں ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب کو

اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝

بڑی قوتوں والے اور روشن دل تھے ۴۹؎ ہم نے مخلص کیا تھا انہیں ایک خاص چیز سے اور وہ یاد آخرت کی یا وحی ۵۰؎

اور اگر وقتی طور پر کوئی تکلیف آ بھی جائے تو ہماری رحمت سے مایوس نہ ہوں جس طرح ہم نے ایوب علیہ السلام پر کرم فرمایا اور ان کی تنہائی کے اُفق کو طویل تاریکی کے بعد پھر خوشیوں، مسرتوں اور راحتوں کی روشنی سے منور کر دیا اسی طرح ہم تمہارے ساتھ بھی مہربانی کا سلوک کریں گے۔ (حضرت ایوب علیہ السلام کی حیات طیبہ کے متعلق ضیاء القرآن جلد دوم۔ سورۃ الانبیاء آیات ۸۳۔۸۴ کے حواشی ملاحظہ ہوں۔)

۴۷؎ اپنا وہ آزمائش کے اس طویل اور ہوشربا دور میں جب کہ سب لوگوں نے آپ سے منہ پھیر لیا آپ کی وفا شعار بیوی آپ کی خدمت میں سرگرم رہی۔ ان کی زبان سے کوئی ایسی بات نکل گئی ہو آپ کی غیرت ایمانی کو سخت ناگوار گزری۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے سو کوڑے لگاؤں گا جب آپ صحت یاب ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ایسی ترکیب بتائی کہ قسم بھی نہ ٹوٹے اور اس خدمت گزار اور نیک سرشت بیوی کو اذیت بھی نہ پہنچے۔ فرمایا کہ اس کا ایک مٹھا رکھیں جس میں سو تیلیاں ہوں اس سے مارو دونوں مطلب پورے ہو جائیں گے اس آیت سے بعض لوگوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ شرعی احکام سے بچنے کے لیے حیلوں سے کام لینا جائز ہے حالانکہ یہ ہرگز درست نہیں۔ اس طرح احکام شرعیہ بچوں کا کھیل بن جائیں گے اور اغیار کو مذاق کرنے کا موقع مل جائے گا۔ نیز جن مقاصد کے لیے یہ احکام جاری کیے گئے ان کا حصول ناممکن ہو جائے گا۔ علامہ آلوسی نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے بڑی محققانہ اور جامع بات فرمائی ہے: عندی ان کل حیلۃ اوجبت ابطال حکمۃ شرعیۃ لا تقبل کحیلۃ سقوط الزکوٰۃ وحیلۃ سقوط اعتبار (معانی)۔ یعنی ہر وہ حیلہ جس سے حکم شرعیہ کی اس حکمت کا بطلان ہوتا ہو جس کے لیے یہ حکم شرعی نافذ کیا گیا۔ ایسا حیلہ قطعاً باطل ہے جیسے زکوٰۃ ساقط کرنے کے لیے لوگ حیلہ سازیاں کرتے ہیں اور استہزاء سے بچنے کے لیے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ ایسا کر کے وہ اپنے رب سے دھوکہ کر رہے ہیں۔ ۴۸؎ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی سے حضرت ایوب کو کیا اعلیٰ اعزازات مرحمت ہو رہے ہیں۔ انہی اعزازات کے حصول کے لیے رشک کرنے والوں کو رشک کرنا چاہیے۔

۴۹؎ اب حضرت ابراہیم اور ان کی آل پاک کا ذکر خیر ہو رہا ہے۔ یہ حضرات بڑی قوتوں والے تھے۔ ان کو جسمانی قوتوں کے ساتھ ساتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

اور یہ (حضرات) ہمارے نزدیک چنے ہوئے بہت بہترین لوگ ہیں ﴿۴۷﴾ اور یاد فرمایئے اسمٰعیل، الیسع

وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ

اور ذوالکفل کو ۵۱ یہ سب بہترین لوگوں میں سے ہیں ﴿۴۸﴾ یہ نصیحت ہے ۵۲ اور بیشک پرہیزگاروں کے لیے بہت عمدہ

مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ

ٹھکانا ہے ﴿۴۹﴾ ہمیشہ رہنے کے باغات کھلے ہوں گے ان کے لیے سب دروازے ﴿۵۰﴾ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان میں۔

فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾

طلب فرماتے ہوں گے وہاں طرح طرح کے پھل اور مشروبات ۵۳ اور انکے پاس نیچی نگاہوں والی (اور) ہم سن حوریں ہوں گی

یعنی کی قوت اعمال صالحہ بجالانے کی قوت اور روحانی قوت عطا فرمائی گئی تھی۔ اس کے علاوہ انہیں دین کی بصیرت اور معرفت الٰہی بھی عنایت کی گئی تھی۔

ای اولی القوۃ فی الطاعۃ والبصیرۃ فی الدین والمعرفۃ باللہ۔

۵۰ ہم نے خصوصی نعمت کے ساتھ انہیں مخصوص کیا تھا یعنی انہیں آخرت کی یاد بخشی تھی وہ ہر وقت آخرت کی زندگی کو بہتر سے بہتر بنانے کی فکر میں رہتے تھے۔ انا اخلصناھم بان یذکروا الدار الاخرۃ ویتأھبوا لھا (قرطبی)

۵۱ اس آیت میں چند اور برگزیدہ شخصیتوں کا ذکر ہے۔

۵۲ یعنی ان کے اوصاف حمیدہ کا یہ بیان جو قرآن میں کیا جا رہا ہے یہ ذکر خیر ہے۔ یہ ان کی پاکیزہ حیات کی یاد کو تازہ رکھنے کے لیے ہے۔ اس کے علاوہ جن اخروی انعامات سے انہیں نوازا جائے گا ان کا بیان اگلی آیتوں میں قدرے تفصیل سے ہے۔

۵۳ ای بالوان الفواکہ (قرطبی) یعنی ایک ہی قسم کے پھل بکثرت نہیں ہوں گے بلکہ مختلف اقسام کے رنگا رنگ میوے ہوں گے۔ ان نفوس قدسیہ کو جنت میں جن نعمتوں سے سرفراز فرمایا جائے گا اس کی کیا پیاری اور دلنشین تصویر پیش کی گئی ہے۔ قاصرات الطرف: مراد یہ ہے کہ وہ حوریں اپنے خاوندوں کے سوا کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گی۔ اتراب: ہم عمر یا آپس میں محبت و پیار کرنے والیاں۔ ای علی سن واحد فہ تساوین فی الحسن والشباب۔ یعنی ہم عمر حسن و شباب میں یکساں۔ وھن مع ھذہ متوادات لایتباغضن کما تتباغض الضرات فی الدنیا یعنی وہ آپس میں ایک دوسرے سے پیار کریں گی اور ان میں سوکنوں کی سی رقابت نہیں ہوگی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾

ہول کی یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ روزِ حساب تمہیں ملے گا بیشک یہ ہمارا دیا ہوا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

هٰذَا ۚ وَإِنَّ لِلطَّاغِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾

یہ تو رہے متقیوں کے لیے، اور باغی سرکشوں کے لیے بُرا ٹھکانا ہوگا (یعنی) جہنم۔ وہ داخل ہوں گے اس میں تو یہ کتنا بُرا بچھونا ہے۔

هٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾ وَآخَرُ مِن شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هٰذَا

یہ کھولتا پانی اور پیپ ہے پس چاہیے کہ وہ اسے چکھیں ﴿۵۷﴾ اور اس کے علاوہ اس کی مانند طرح طرح کا عذاب ﴿۵۸﴾ یہ لو

فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۖ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۚ إِنَّهُمْ صَالُو النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوا بَلْ أَنتُمْ

دوسرا فوج گھسا چلا آتا ہے تمہارے ساتھ ﴿۵۹﴾ کوئی خوش آمدید نہیں انہیں ﴿۶۰﴾ بیشک وہ آگ میں پڑنے والے ہیں ﴿۵۹﴾ وہ کہیں گے (نہیں) بلکہ تم

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۖ أَنتُمْ قَدَّمْتُمُوهُ لَنَا ۖ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾ قَالُوا رَبَّنَا مَن

کوئی خوش آمدید نہ ہو ﴿۶۰﴾ تم نے ہی آگے کیا اس عذاب کو ہمارے لیے سو بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ کہیں گے اے ہمارے رب! جس

۵۴ اپنے محبوب بندوں کے ذکر خیر اور ان پر اپنے احسانات و انعامات کے بیان کے بعد اب ان بدنصیبوں کے خوفناک انجام کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جن کی ساری عمریں سرکشی اور نافرمانی میں گزر گئیں۔

مشکل الفاظ: حمیم: سخت کھولتا ہوا پانی۔ ھو الصدید الحار الذی انتھی حرہ۔ غساق: پیپ ای یسیل من القیح والصدید من جلود اھل النار۔

۵۵ پینے کے لیے تو کھولتا ہوا پانی اور بدبودار پیپ ملے گی۔ اسی پر بس نہیں اسی قسم کے اذیت ناک عذاب اور بھی ہیں جن میں وہ مبتلا کیے جائیں گے۔

۵۶ پہلے بدکاروں کے سرداروں کو دوزخ میں پھینکا جائے گا ان کے پیچھے ان کے چیلے قطار در قطار فوج در فوج جہنم میں جھونکے جائیں گے اور جب ایک فوج جہنم میں گرائی جا رہی ہوگی تو دوزخ کے داروغے ان سرداروں کو کہیں گے یہ لو تمہارے چیلوں کا ایک اور ٹولہ آگیا۔

۵۸ یہ سنکر وہ سردار کہیں گے ہم ان کو خوش آمدید کہنے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ ان کے لیے یہ جگہ کبھی فراخ اور آرام دہ نہ ہو۔

۵۹ آنے والے وہی بددعا اپنے ان سرداروں کے لیے نوٹا دیں گے غرضیکہ اسی طرح ایک دوسرے کو جلی کٹی سناتے رہیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَدَّمْ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ

(بعث) نے آگے کیا ہے ہمارے لیے یہ فذلب پس بڑھا دے اس کا عذاب دوگنا آگ میں۔ اور کہیں گے کیا وجہ ہے کہ ہیں نظر

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ أَتَّخَذْنَاهُمْ سِخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ

نہیں آ رہے (یہاں) وہ لوگ جنہیں ہم شمار کرتے تھے بُرے لوگوں میں ﴿۶۳﴾ کیا ہم جن کا مذاق اڑایا کرتے تھے یا ہم سے کہیں ان کی طرف

الْأَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّ

ہماری آنکھیں۔ یقیناً یہ سچ ہے ﴿۶۴﴾ دوزخی آپس میں جھگڑیں گے۔ (اے حبیب) آپ فرمادیجئے میں تو صرف ڈرانے والا ہوں

مَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

اور نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ جو ایک ہے سب پر غالب ہے ﴿۶۶﴾ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيمٌ ﴿۶۷﴾ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿۶۸﴾

ان کے درمیان ہے بعزت والا بہت بخشنے والا فرمادیجئے یہ بڑی اہم اور عظیم خبر ہے ﴿۶۷﴾ تم اس سے منہ موڑے ہوئے ہو۔

﴿۵۹﴾ آپس میں خوب الجھنے کے بعد وہ ادھر اُدھر دیکھیں گے اور غلامانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کو ان کی آنکھیں ڈھونڈیں گی جب وہ نظر نہ آئیں گے تو ایک دوسرے سے دریافت کریں گے کہ وہ لوگ جن کو ہم بُرا بھلا کہا کرتے تھے وہ کہاں ہیں وہ تو یہاں کہیں دکھائی نہیں دے رہے۔ وہ یہاں ہیں ہی نہیں یا ہماری نگاہیں پھسل گئی ہیں اور ہم کو وہ نظر نہیں آ رہے۔

﴿۶۴﴾ یعنی دوزخیوں کا آپس میں اس طرح جھگڑنا بالکل درست ہے۔ اس میں کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں۔

﴿۶۵﴾ اہلِ ایمان پر جو لطف و کرم کیا جانے والا ہے کفار و مشرکین کو جس دردناک عذاب میں مبتلا ہونا ہے ان کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرماتے ہیں کہ آپ اپنی قوم کو بتا دیجئے کہ تم جس راہ پر گامزن ہو وہ تو سیدھی جہنم کی طرف جاتی ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ میں تمہیں بروقت متنبہ کر دوں تاکہ تم اپنی اصلاح کر لو اور شرک کفر کو ترک کر کے توحید خداوندی پر ایمان لاؤ تاکہ تمہیں بھی نعیم جنت سے بہرہ ور کیا جائے۔

﴿۶۶﴾ میری تعلیم کا خلاصہ و حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اپنی ذات میں اور اپنی تجلیات و صفات میں یکتا ہے اور سب پر غالب ہے۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب اسی کا ہے۔ کوئی اس سے زیادہ طاقتور نہیں کوئی بڑے سے بڑا گنہگار جس کا دامن کفر و عصیاں سے آلودہ ہو جب بھی دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اتنا مہربان ہے کہ اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾ إِنْ يُوحَىٰ إِلَيَّ

مجھے کوئی علم نہ تھا عالم بالا کے بارے میں جب وہ جھگڑ رہے تھے ۷۲ نہیں وحی کی جاتی میری طرف

لہٰذا کو بھی بخش دیتا ہے۔

۷۱ "ھو" کا مرجع قرآن کریم ہے۔ مبتدا اس خبر کو کہتے ہیں جو بڑی اہم ہو بعض نے "ھو" کا مرجع قیامت بتایا ہے۔

۷۲ ملأ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں: الملأ جماعة الاشراف لانهم يملأون العيون روعة عند المحاضر وبهاءً (روح المعانی) یعنی سردار اور قوم اور رؤسا کی جماعت جو اپنی خوبصورتی اور شگفتگی کے باعث آنکھوں کو بھر دیتی ہے اور اپنے جاہ و جلال کے باعث دلوں کو لرزا دیتی ہے۔ یہاں ملأ اعلیٰ سے مراد فرشتوں کی جماعت ہے جو اپنے شرف و قرب کے علاوہ عالم بالا کی مکین ہے ان کے ذریعے سے احکام کونیہ کی تنفیذ ہوتی ہے اور تدابیر خداوندی کو عملی جامہ پہنایا جاتا ہے، اس لیے ان میں اپنے متعلقہ فرائض کو انجام دینے کے لیے قیل و قال اور بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ وہ امور جو یہاں زیر بحث آتے ہیں ان میں تخلیق آدم علیہ السلام کا واقعہ بھی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ان امور کی اطلاع مجھے صرف وحی الٰہی ہوئی ہے جن کو جاننے کا دوسرا کوئی ذریعہ نہیں۔ فرشتوں کی بحث و تمحیص کے متعلق ایک صحیح حدیث ہے جو ناظرین کے مطالعہ کے لیے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز کا وقت تھا اور حضور محل کے مطابق تشریف نہ لائے۔ قریب تھا کہ صبح طلوع ہو جائے پھر حضور تیزی سے تشریف لائے۔ تکبیر ہوئی۔ حضور نے نماز پڑھائی سلام کے بعد ارشاد فرمایا: على مصافكم (اپنی صفوں پر بیٹھے رہو) پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں تمہیں وہ سے آنے کی وجہ بتاتا ہوں۔ انی قمت اليك فقمت وصليت ما قدر لي ونعست في صلاتي حتى استثقلت فاذا انا بربي تبارك وتعالى في احسن صورة فقال يا محمد، قلت لبيك ربي۔ قال فيم يختصم الملأ الاعلى قلت لا ادري فوضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين ثديي فتجلى لي كل شيء وعرفته فقال يا محمد، قلت لبيك قال فيم يختصم الملأ الاعلى قلت في الدرجات والكفارات الى آخره۔ فقط ما الدرجات فقلت اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوٰة بالليل والناس نيام قال صدقت فما الكفارات قلت اسباغ الوضوء في المكاره۔ وانتظار الصلوٰة بعد الصلوٰة ونقل الاقدام الى الجماعة قال صدقت قال سل يا محمد۔ قلت اللهم اني اسئلك فعل الخيرات وترك المنكرات وحب المساكين وان تغفر لي وترحمني واذا اردت بعبادك فتنة فاقبضني اليك غير مفتون۔ اللهم اني اسئلك حبك وحب من احبك وحب عمل يقربني الى حبك قال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم تعلموهن وادرسوهن فانهن حق۔

ترجمہ: میں آج رات ذکر الٰہی میں کھڑا ہوا اور جتنا مقدر تھا اتنی نماز پڑھی، پھر مجھے نماز میں ہی نیند آگئی یہاں تک کہ مجھ گرانی محسوس ہونے لگی۔ پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرا رب کریم بڑی پیاری صورت میں تشریف فرما ہے اور فرمایا یا محمد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِلَّآ أَنَّمَآ أَنَا۠ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٧٠﴾ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّى خَٰلِقٌۢ بَشَرًا

تحریر کرنے والا ہوں (اے حبیب!) یاد فرمایئے جب کہا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں

میں نے عرض کی: لبیک ربی اے میرے رب حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا یہ آسمان کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی میں نہیں جانتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی ہتھیلی میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھی جس کی ٹھنڈک کو میں نے اپنے سینے میں پایا۔ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ اس کی برکت سے میرے لیے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے اس کو پہچان لیا۔ دوسری روایت میں ہے: فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں تھا میں نے اسے جان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا یا محمد! میں نے عرض کی حاضر ہوں۔ پوچھا آسمان کے فرشتے کس بات پر جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کی درجات اور کفارات میں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: اطعام الطعام وافشاء السلام والصلوٰۃ باللیل والناس نیام کہ کھانا کھلانا۔ سلام پھیلانا اور رات کے وقت جب لوگ سو رہے ہوں اس وقت اٹھ کر نماز پڑھنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نے سچ کہا ہے۔ اب بتاؤ کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی: اسباغ الوضوء فی المکارہ وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ ونقل الاقدام الی الجماعۃ۔ کہ تکلیف کی حالت میں بھی مکمل وضو کرنا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور جماعت میں شریک ہونے کے لیے چل کر جانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب تو نے سچ کہا۔ اب مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کی: الٰہی میں تجھ سے نیک کام کرنے کی، بُرے کاموں کو چھوڑنے کی اور مسکینوں سے محبت کرنے کی توفیق مانگتا ہوں۔ اور میں التجا کرتا ہوں کہ تُو مجھے بخش دے مجھ پر رحم فرما اور جب اپنے بندوں کو تو کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہے تو مجھے فتنہ سے بچا کر اپنی طرف بلا لے۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مجھے اپنی محبت عطا فرما اور جو تجھ سے محبت کرتا ہے اس کی محبت عطا فرما۔ اس کام کی محبت عطا فرما جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دے۔ حضور نے صحابہ کو فرمایا دُعا کے یہ فقرے تم بھی سیکھ لو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ حق ہے۔

اس حدیث کے متعلق امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے متعلق امام بخاری سے پوچھا۔ آپ نے بھی فرمایا: ھذا حدیث صحیح۔ اس حدیث صحیح کے حوالہ سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کتنا علم عطا فرمایا اور جب قدرت کا ہاتھ حضور کی پشت پر رکھا گیا تو سینے میں علم کے سمندر موجزن ہو گئے اور زمین و آسمان کی ہر چیز منکشف ہو گئی اور فرشتے جن مسائل میں بحث و تمحیص کر رہے تھے ان کا بھی علم ہو گیا اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے متعلق جوابات عرض کیے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: صدقت۔ اے میرے محبوب تو نے صحیح جواب دیا ——— نیز اس حدیث میں ایک دعا ہے جو اس مخصوص وقت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مولا کریم سے مانگی اور اپنے صحابہ کو بھی اس دُعا کو یاد کرنے اور دوسروں کو سکھانے کی تلقین فرمائی۔ اس لیے یہاں اس دعا کو نمایاں طور پر لکھ دیا گیا ہے تاکہ صیاء القرآن کا مطالعہ کرنے والا ان کلمات طیبات کو یاد کرے اور جب اس کریم اور غنی کی حضرت میں دامن طلب پھیلائے تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهُ

بشر کو کیچڑ سے ۶۵ پس جب میں اس کو سنوار دوں اور پھونک دوں اس میں اپنی طرف سے خاص روح تو تم گر پڑنا اسکے آگے

سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ إِلَّآ إِبْلِيْسَ اسْتَكْبَرَ

سجدہ کرتے ۶۶ پھر سجدہ کیا سب نے سب فرشتوں نے سوائے ابلیس کے۔ اس نے گھمنڈ کیا

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ يٰٓإِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

اور ہو گیا کافروں میں سے۔ ارشاد ہوا اے ابلیس! کس چیز نے باز رکھا تجھ کو اس کو سجدہ کرنے سے جسے میں نے پیدا کیا

بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ

اپنے دونوں ہاتھوں سے ۶۷ کیا تو نے تکبر کیا یا تو اپنے آپ کو اس سے عالی مرتبہ خیال کرتا ہے ملعون نے کہا میں بہتر ہوں اس سے

ان کلماتِ طیبات سے جیسے مانگے یقین ہے اللہ کریم اپنے انمول خزانوں سے اس کے دامنِ طلب کو بھر دے گا۔

۶۵ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق پر حوالہ متعدد مقامات پر گزر چکے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۶۶ سویتہ ای اتممت خلقہ: یعنی جب میں اس کی تخلیق مکمل کر لوں اور اس کی لوتھ پوتھ سنوار دوں۔ روحی: اضافت جزئیت اور بعضیت کی نہیں بلکہ تشریف کی ہے یعنی وہ روح جس کو میں نے اپنی خاص قدرت سے بنایا ہے اور جس میں حیاتی صلاحیتیں اور قوتیں مضمر کر دی ہیں۔ جب ان کی صحیح آبیاری اور تربیت کی جاتی ہے تو فرشتے بھی اس کی گرد راہ کو نہیں پہنچ سکتے۔

۶۷ اس کا لفظی معنی تو یہ ہے کہ جس کو میں نے اپنے دو ہاتھوں سے پیدا فرمایا کیا اللہ تعالیٰ کے بھی ہاتھ ہیں؟ اسلاف کا مسلک یہ ہے کہ وہ ان کلمات کی تاویل نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ ہاں اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں جس طرح آیت میں مذکور ہے لیکن وہ کیسے ہیں۔ ان کی حقیقت کیا ہے ہمیں اس کی خبر نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ہی ان کی حقیقت کو جانتا ہے۔ اور متاخرین علماء کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دوسرے انسانوں کو میں نے ماں باپ کے واسطہ سے پیدا کیا لیکن آدم کو بلا واسطہ محض اپنی قدرت سے پیدا فرمایا۔ تو یہاں یَدٌ کا معنی قدرت ہے اور یہ استعمال لغت عرب میں عام ہے۔ اور دو ہاتھ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انسان دو مختلف الحقیقت چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم جو مادی ہے اور روح جو مجردات میں سے ہے۔ گویا ایک ہاتھ سے اس کے ظاہری جسم کو اور دوسرے ہاتھ سے اس کے باطن یعنی روح کو تخلیق فرمایا۔

۶۸ شاید ابلیس کے سجدہ نہ کرنے کی دو وجہیں ہو سکتی تھیں۔ اس سے پوچھا جا رہا ہے کہ تو نے کس وجہ سے سجدہ نہیں کیا۔ کیا تو نے بلا وجہ گھمنڈ اور غرور کی وجہ سے میرے حکم کو نہیں مانا یا تو نے یہ تصور کر لیا ہے کہ تو بہت عالی مرتبت ہے تجھے آدم کو سجدہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾

کو نے پیدا کیا ہے مجھے آگ سے اور پیدا کیا ہے اسے کیچڑ سے ۔ حکم ملا اے بے حیا! نکل جا جنت سے جیک تو پٹکارا گیا۔

وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ

اور بے شک تجھ پر میری لعنت برسے گی قیامت تک۔ ابلیس بولا (اگر یہی اٹل فیصلہ ہے) تو میرے رب! مجھے مہلت دیجئے

يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾

روز حشر تک۔ جواب ملا بیشک تو مہلت دیا جائے والوں میں سے ہے۔ (یہ مہلت) مقررہ وقت کے دن تک ہے۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾

کہنے لگا تیری عزت کی قسم! میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب کو سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے تو نے چن لیا ہے خالص

قَالَ فَالْحَقُّ ۖ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

فرمایا تو حق ہوں اور میں سچ ہی کہتا ہوں کہ میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو تجھ سے اور تیرے سب فرماں بردار لوگوں

اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾

سے ۔ آپ فرمادیجئے میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجر اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں ۔

سمیں کرنا چاہیے۔ یہ حکم فقط ان فرشتوں کو ہے جو کہ وہاں تھے یا اگر عنصر گھمنڈ کے باعث تو نے ایسا کیا ہے تو تو نے بہت برا کیا اور اگر تو اس دوسری غلط فہمی کا شکار ہو گیا تو بھی یہ سلسلہ تیری کم فہمی اور نادانی ہے۔ ترجیح علی الشق الاول والانکار علی الشق الثانی (مظہری)

۷۹ شیطان اللہ تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم اٹھا کر دعویٰ کر رہا ہے کہ جس آدم کی وجہ سے تو نے مجھے دھتکار دیا ہے میں اس کی ساری اولاد کو تیرا باغی بنا دوں گا سب تجھ سے منہ موڑ کر میرے پیچھے چلنے لگیں گے صرف تیرے وہ بندے جن کو تو نے چن لیا ان پر میرا داؤ نہیں چلے گا۔

۸۴ پہلا الحق مرفوع اللہ دوسرا منصوب ہے پہلا حق یا تو خبر ہے اور اس کی مبتدا محذوف ہے یعنی انا الحق۔ یا یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر محذوف ہے یعنی الحق انا۔ اور دوسرا الحق اقول کا مفعول ہے اور منصوب ہے۔

۸۵ میں جو تمہیں رات دن راہ حق کی طرف بلاتا رہتا ہوں۔ تم پتھر مارنے ہو میں مسکرا دیتا ہوں تم گالیاں بکتے ہو میں دعائیں دیتا ہوں۔ تم میری راہ میں کانٹے بچھاتے ہو اور میں تمہارے لیے فردوس کی راہ ہموار کرنے میں مصروف رہتا ہوں اور یہی نعمت اور بندگی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِينَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُۥ بَعْدَ حِينٍ ﴿۸۸﴾

نہیں ہے یہ (قرآن) مگر نصیحت سب جہانوں کے لیے ﴿۸۷﴾ اور (اے کفار!) تم ضرور جان لوگے اس کی خبر کو (کچھ) عرصہ بعد ﴿۸۸﴾

ع ۵ ۲۱ ۱۴

سے تمہارے دامن کو کفر و شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنا چاہتا ہوں تم شاید یہ خیال کرتے ہو کہ اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ ہے اس طرح میں دولت جمع کرنا چاہتا ہوں یا اقتدار کی کرسی سنبھالنا چاہتا ہوں یہ گمان بھول کر بھی نہ کرنا میں نے تم سے کسی اجر اور معاوضہ کا سوال نہ آج تک کبھی کیا ہے اور نہ آئندہ کبھی کروں گا۔

۷۶ تیسرے اس معاملہ میں قطعاً کسی تصنع اور بناوٹ سے کام نہیں لے رہا یعنی میرے دل میں تو کچھ اور ہے اور بعض دکھاوے کے لیے میں تم سے اقدار عالیہ اور اخلاق حسنہ کی باتیں کرتا ہوں ایسا ہرگز نہیں مجھے تکلف اور تصنع سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ میں تمہارے سامنے حقیقت کا اظہار کرتا ہوں اور یہی بات کہتا ہوں۔ میرے مواعظ میری نصیحتیں میرا حال ہیں نقطۂ قال نہیں۔ ولکن الذین یتصنعون ویتخلقون بما لیسوا من اھلہ۔

۷۷ یہ کتاب مقدس جو میں تمہیں صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنایا کرتا ہوں یہ تو سارے جہانوں کے لیے صحیفۂ رشد و ہدایت ہے۔

۷۸ اگر اب تم اس کی بیان کردہ حقیقتوں کو تسلیم نہیں کرتے تو بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب تم طوعاً و کرہاً اس کی صداقت کا اعتراف کرو گے۔

الحمد للہ تعالیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ ومن تبعہ الیٰ یوم الدین۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

۱۹ رمضان المبارک ۹۱ھ
۹ نومبر ۷۱ء

محمد کرم شاہ
نظر ثانی: ۱۹ رجب ۹۲ھ
۳۰ اگست ۷۲ء
ہری سروھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف

سُورۃ زُمر

نام : اس سُورت کی آیات نمبر ۷۱ اور نمبر ۷۳ میں زُمر کا لفظ مذکور ہے۔ یہی اس سورت کا نام ہے۔ اس سورت میں آٹھ رکوع ۷۵ آیات، ایک ہزار ایک سو بستر کلمات اور چار ہزار نو سو آٹھ حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اس وقت نازل ہوئی جب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کفار و مشرکین کا بغض و عناد اور ظلم و ستم انتہا کو پہنچ چکا تھا مکہ کی فضا میں ان کے لیے اطمینان کا سانس لینا ممکن نہ رہا تھا وہ یہاں رہ کر اپنے دین کے ارشادات کے مطابق اپنے پروردگار کی عبادت نہیں کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بتا دیا کہ اگر یہاں رہ کر تم اپنے بندگی کے فرائض انجام نہیں دے سکتے تو اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع ہے کسی ایسی جگہ چلے جاؤ جہاں تمہارا ایمان بھی محفوظ ہو اور تمہیں عبادت کرنے کی بھی آزادی ہو چنانچہ مفسرین کرام نے آیت یٰعبادی الذین اٰمنوا ان ارضی واسعۃ کے ضمن میں لکھا ہے کہ یہ آیات اس وقت نازل ہوئیں جب حضرت جعفر بن ابی طالب اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ روانہ ہوئے۔ سُورت کے مضامین اور اس قسم کی روایات سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ سورت اس زمانہ میں نازل ہوئی جب مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا اذن مل گیا تھا۔

مضامین : ابتداء میں مشرکین مکہ کے شرک کی حقیقت بیان کر دی کہ وہ اپنے بتوں کو خدا سمجھتے تھے اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے اور وہ اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ ان بتوں کی عبادت ان کے لیے قرب الٰہی کا باعث ہے۔ ان کے اس زعم باطل کا قلع قمع کرنے کے لیے سُورت کا آغاز اس حقیقت کے بیان سے کیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے تو صرف اسی کی عبادت کرو اس کے ساتھ اگر کسی غیر کی عبادت کرو گے تو وہ عبادت مردود اور نامنظور ہو گی۔ عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ہر چیز مخلوق ہے حادث ہے اپنے وجود اور اپنی بقا میں اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کی محتاج ہے۔ وہ اس قابل کہاں کہ اس کی عبادت کی جائے اور اسے معبود مانا جائے۔

عقیدہ توحید کو ثابت کرنے کے لیے تکوینی آیات کو بیان کیا۔ آسمانوں اور زمینوں کو اس حسن و خوبی اور غیر معقول منہ حد کے ساتھ پیدا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ گردش لیل و نہار کا تسلسل قائم رکھنے والا وہی ہے۔ سورج اور چاند اسی کے حکم کے پابند ہیں اور اپنے معین راستہ پر چل رہے ہیں۔ اسی نے تمہیں حکم مادر کے تہ در تہ اندھیروں میں اس حسن و خوبی کے ساتھ تخلیق فرمایا۔

اس سُورت کے مضامین میں سے زیادہ غور طلب یہ مضمون ہے کہ انسان دو قسم کے ہیں، ایک وہ خود فراموش ہیں جنہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جب مصائب و آلام اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں تو چیخنے چلانے لگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریادیں کرتے ہیں اور پکے وعدے کرتے ہیں کہ اگر اس مصیبت سے بچ گئے تو پھر تیری بندگی اور تیری فرمانبرداری میں گزار دیں گے لیکن جب ہماری رحمت ان کی فریاد رسی کرتی ہے تو انہیں یاد ہی نہیں رہتا کہ ان پر کس کا کرم ہے۔ بعض احمق اس تبدیلی کو اپنے علم و فضل فہم سلامت اور کاروباری فراست کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ چند روز پہلے جب وہ بوکھلائے ہوئے فریادیں کرتے تھے تو ان کی عقل و فراست تجربہ و فراست تو اس وقت بھی ان میں موجود تھا۔

دوسری قسم ان خود شناس لوگوں کی ہے جو اپنی زندگی کی ہر ساعت اپنے کریم پروردگار کی یاد اور بندگی میں بسر کرتے ہیں۔ ان کی راتیں عبادتِ الٰہی میں گزر جاتی ہیں کبھی دست بستہ کھڑے ہیں کبھی جبین نیاز مسجد میں جھکائے ہوئے ہیں اس کے باوجود اپنے رب کی بے نیازی سے ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں۔ اپنی کسی عبادت اور نیکی پر انہیں ناز نہیں ہوتا انہیں اگر آس ہے تو اس کی رحمت کی۔ اگر سہارا ہے تو اس کے فضل و کرم کا۔

کفار اپنے دل میں سوچا کرتے کہ ہم پیغمبر اسلام اور اس کے ماننے والوں کو کسی نہ کسی وقت اپنے سانچے میں ڈھال لیں گے ان کی اس خام خیالی کو رد کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو حکم دیا کہ کفار سے کہہ دیں: قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ۔ اے میرے حبیب! آپ انہیں فرما دیجیے اے جاہلو! اے نادانو! کیا تم مجھے حکم کرتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں؟

کیا جلال ہے اس آیت کریمہ کا اور کیا رعب ہے ان چند کلمات میں۔

ایسے معاشرے کی اصلاح کی کوششیں ہو رہی ہیں جس کی کوئی کل بھی سیدھی نہ تھی۔ شرک و کفر کے علاوہ فسق و فجور، ظلم و ستم، رہزنی و قزاقی وغیرہ ہر قسم کی خرابیوں میں وہ بُری طرح مبتلا تھے۔ وہ اپنے نارِ عمل کی سیاہی کو دیکھ کر اپنی اصلاح اور اپنی نجات سے بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ اسی مایوسی نے انہیں مزید گناہوں سے بھرپور زندگی بسر کرنے کا حوصلہ بنا دیا تھا۔ آیت ۵۳ میں لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کا مژدۂ جانفزا سنایا اور انہیں بتا دیا کہ اگر اب تک تم نے اپنے نفس پر ظلم کی حد کر دی ہے لیکن اگر اس کے در رحمت پر آ کر دستک دو گے تو اس کی رحمت تمہیں مایوس نہیں کرے گی۔ تمہارے گزشتہ جرائم کو معاف کر دیا جائے گا اور تمہیں از سرِ نو پاکیزہ زندگی شروع کرنے کا ایک بار پھر موقع دے دیا جائے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ زمر کی ہے اس کی ۷۵ آیات اور ۹ رکوع ہیں — اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ کی طرف سے جو عزیز (اور) حکیم ہے ۱ ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف یہ کتاب

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ

حق کے ساتھ ۲ پس آپ عبادت کریں اللہ کی خالص کرتے ہوئے اس کیلئے اطاعت کو ۳ خبردار! خالص اللہ کیلئے ہے دین خالص ۴

۱ کفار اس غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ یہ کتاب فصیح و بلیغ نسبی، لیکن یہ خدا کا کلام نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو خود بناتے ہیں اور پھر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی انہیں یہ خوش فہمی بھی تھی کہ ہماری موجودگی میں اس دین کے پھیلنے اور اس کے ترقی کرنے کا کوئی امکان نہیں اور نہ اس دین میں یہ صلاحیت ہے کہ زمانہ اور اس کے ہر لمحہ بدلتے ہوئے تقاضوں کی تکمیل کر سکے۔ اس لیے اس کی یہ مقبولیت عارضی ہے۔ یہ دعوت خود بخود ختم ہو جائیگی اس کی عارضی کامیابی پر زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح کی باتیں کر کے وہ ایک دوسرے کا دل بہلاتے اور اسلام کی بے پناہ مقبولیت کے باعث ان کے دلوں میں اضطراب کی جو آگ بھڑک اٹھی تھی اس پر وہ ایسی قلیل تسلیوں کا پانی چھڑکا کرتے۔ اس آیت میں ان کی انہی غلط فہمیوں اور خوش فہمیوں کا ابطال کیا جا رہا ہے۔ پہلے یہ بتایا کہ یہ کتاب کسی انسان کی تصنیف نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نازل فرمودہ ہے اور جس خداوند عالم نے اسے نازل فرمایا ہے وہ عزیز ہے یعنی سب پر غالب اور ہر چیز پر قادر اس کے نافذ کیے ہوئے احکام کو روکنے کی کسی میں قوت نہیں۔ نیز وہ حکیم ہے زبردست دانا ہے۔ زمانہ اور زمانہ کے جلی و خفی تقاضے اس کے علم میں ہیں۔ زمانہ کتنی ترقی کر جائے اس کے تمدنی، معاشرتی اور معاشی تقاضے کتنی ہی کروٹیں بدلتے رہیں۔ قرآن کی روشنی قیامت تک زندگی کے ہر انقلاب کو منور کرتی رہے گی۔

۲ اس کو ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے۔ اس میں باطل کی ذرا آمیزش نہیں۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو ضمیمۃ القرآن جلد اول۔ آل عمران کی دوسری آیت کا حاشیہ)

۳ شرک ایک ایسا گناہ ہے جس سے بڑا اور برا کوئی دوسرا گناہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی بھی عبادت کرتا ہے اور ساتھ ساتھ کسی دوسرے کی بھی عبادت و پرستش کرتا ہے، اس کی ساری نیکی اکارت جائے گی۔ اس لیے یہاں حکم دیا جا رہا ہے کہ فقط اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اسی کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔ اپنے خالق حقیقی کے بغیر کسی کی بندگی کا تصور تک کرنا اور اپنے بادشاہ حقیقی کے احکام کو نظر انداز کر کے کسی غیر کی اطاعت کا دم بھرنا مردہ سوئن کے لیے زیبا نہیں، بلکہ ایسی حرکت کرنے والے کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى

اور جنہوں نے بنا لیے اس کے سوا اور والی (اور کہتے ہیں) ہم نہیں عبادت کرتے ان کی مگر محض اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ کا

اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۭ اِنَّ

مقرب بنا دیں ۵ بیشک اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا۔ ان کے درمیان جن باتوں میں یہ اختلاف کیا کرتے ہیں ۶ بلاشبہ

کے بعد اس کا نام اہل ایمان کی فہرست سے خارج کر دیا جائے گا۔

۴ دوبارہ تنبیہ فرمائی کہ اطاعت کا مستحق فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ ابن مردویہ نے زید بن قاش سے ایک روایت نقل کی ہے کہ کسی شخص نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ! ہم شہرت اور ناموری حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کرتے ہیں کیا ہمیں اس پر کوئی اجر ملے گا۔ حضور نے فرمایا نہیں۔ پھر اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم مال خرچ کرتے ہیں اور ہمارے پیش نظر ثواب اور شہرت دونوں کا حصول ہوتا ہے۔ کیا اس صورت میں مال خرچ کرنے پر ہمیں اجر ملے گا۔ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لا یقبل الا من اخلص لہ ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھذہ الایۃ الا للہ الدین الخالص۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صرف اس کے عمل کو قبول کرتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتا ہے۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ علامہ قرطبی نے الدین کا معنی اطاعت و فرمانبرداری کیا ہے اور بعض کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ الدین سے مراد عبادت ہے۔ الدین ای الطاعۃ وقیل العبادۃ (قرطبی)

۵ کفار کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کیا کرتے تھے بلکہ اپنے بتوں اور مصنوعی خداؤں کی پرستش کرتے اور اگر انہیں ٹوکا جاتا کہ تم یہ کیا حماقت کر رہے ہو۔ ہر لحظہ جو ان کی پوجا پاٹ میں لگے رہتے ہو کیا انہوں نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ کیا اس عالم بیچ و خم کے خالق وہ ہیں؟ زمین کا فرش انہوں نے بچھایا ہے؟ آسمان کا شیشوں سا نیلگوں اور اس میں آویزاں ان گنت ضیا بار قندیلیں انکی قدرت کا کرشمہ ہیں؟ جواب دیتے نہیں تو پھر تم ان کی عبادت کیوں کرتے ہو تو کہتے ہیں کہ ان کی عبادت سے قرب الٰہی نصیب ہوتا ہے یہ ہمیں خدا کا مقرب بنا دیتے ہیں۔

اسلام کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے بغیر کوئی بھی عبادت کا مستحق نہیں۔ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت کرے گا تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ مشرکین عرب نے اللہ تعالیٰ کی عبادت قطعاً ترک کی ہوئی تھی وہ کہتے ہم گستاخ اس قابل نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ ہم تو فقط ان بتوں کی عبادت کریں گے اور ان کی عبادت سے ہمیں تقرب الٰہی نصیب ہوگا۔ امام رازی رقمطراز ہیں: حاصل الکلام لعباد الاصنام ان قالوا ان الالہ الاعظم اجل من ان یعبدہ البشر فنحن لائق بالبشر ان یشتغل بعبادۃ الاکابر من عباد اللہ مثل الکواکب ومثل الارواح السماویۃ تعالیٰ نشتغل بعبادۃ الالہ الاکبر فھذا ھو المراد من قولھم ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (کبیر)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا

اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اُس کو جو جھوٹا (اور) ناشکرا ہو شہ اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو بیٹا بنائے

ترجمہ: یعنی بُت پرستوں کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ کہتے کہ الٰہ اعظم (سب سے بڑا خدا) کی شان اس سے بلند ہے کہ انسان اس کی عبادت کرے۔ انسان کے لائق یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے مقرب فرشتوں کی عبادت میں مشغول ہو۔ مثلاً ستارے آسمانی مخلوق اور بھی چیزیں خدا تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں۔ مشرکین کے اس قول کی کہ ما نعبدھم الا یہ کا یہی مفہوم اور مطلب ہے۔

بعض صاحبان حصولِ دعا کے لیے اولیاء کرام کی خدمت میں حاضری کو بھی اسی ضمن میں شمار کرتے ہیں اور حاضر ہونے والوں پر بڑی بے رحمی سے شرک کا الزام لگاتے ہیں۔ وہ خود ہی انصاف فرمادیں کہ جب کوئی مسلمان کسی ولی یا بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور دعا کے لیے عرض کرتا ہے تو کیا وہ ان کی عبادت کر رہا ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ اگر صرف طلب دعا کے لیے بھی کسی کے پاس جانا عبادت اور شرک ہے تو ان صاحبان کا صحابہ کرام کے متعلق کیا فتویٰ ہے جو حضور سرورِ عالم رحمتِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس و اطہر میں کبھی بارش کے نزول کے لیے کبھی بارش کے رُکنے کے لیے کبھی بیماری سے شفایاب ہونے کے لیے کبھی دیگر مقاصد کے لیے حاضر ہوتے اور دعا کے لیے عرض کرتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کے لیے دستِ مبارک بارگاہِ الٰہی میں اٹھاتے تو مشکلیں آسان ہو جاتیں۔ لاعلاج مریض شفایاب ہو جاتے، طویل خشک سالی کے بعد آنِ واحد میں گھنگھور گھٹائیں برسنے لگتیں اور برستے ہی چلی جاتیں۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اس بات پر محکم یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت کفر ہے۔ شرک ہے گمراہی ہے اور ابدی عذاب کا موجب ہے اور ان بے رحم محققین سے بھی مؤدبانہ التماس ہے کہ وہ طرح توحید کے پردوں پر شرک کی جھوٹی تہمت لگانے کا شغل ترک کریں اور کوئی مفید مشغلہ اختیار فرمادیں جس سے انہیں بھی فائدہ ہو اور ان کی قوم کا بھی بھلا ہو۔

آیت میں لو الشرطیہ ہے اور فعل مضارع ارادہ مستقبل کے معنی میں ہے۔ ان کا فعل ماضی مستعمل ہے۔

آیت میں ان یتخذ ولدا مفعول مطلق ہے کیونکہ تقریباً ہم معنی ہے اور فعل کے مصدر کا مترادف مفعول مطلق ہو سکتا ہے جیسے قعدت جلوسا۔

شہ مشرکین کا اپنے معبودوں کے بارے میں ہر اختلاف ہے کوئی سورج کو، کوئی چاند کو، کوئی گنگا جمنا کو اور کوئی ہمالیہ پہاڑ کی بلند چوٹیوں کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی فرمائے گا۔ اس وقت انہیں اپنی گمراہی کی حقیقت معلوم ہوگی۔

شہ ہدایت کوئی ایسی جنس ارزاں نہیں کہ خواہ مخواہ ہر ایک کی جھولی میں ڈال دی جائے۔ یہ تو ہر شوار فقط اسے ملتا ہے جس کے دل میں اس کی سچی طلب اور تڑپ ہو۔ جو لوگ از راہ غرور و نخوت انبیاء کرام کی تکذیب کرتے ہیں اور ان کی دعوت حق کو ٹھکراتے رہتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ اس نعمت سے محروم کر دیا کرتا ہے۔

شہ حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جھوٹا اس بات میں کہ بتوں کو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرنے والا بتاتے اور خدا کے لیے اولاد ٹھہراتے اور ناشکرا ایسا کہ بتوں کو پوجے۔ (خزائن العرفان)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

تو چن لیتا اپنی مخلوق سے جس کو چاہتا وہ پاک ہے وہ وہی اللہ ہے جو ایک ہے سب سے زبردست

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ

اس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ لے وہ لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے

النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ

دن کو رات پر ۱۲ اور اس نے مسخر کر دیا ہے سورج اور چاند کو۔ ہر ایک رواں ہے مقررہ میعاد تک

اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ

خبردار ہے وہی عزت والا بڑا بخشنے والا ہے ۱۳ اس نے پیدا کیا ہے تمہیں فرد واحد سے ۱۴ پھر بنایا اسی سے

۹ بعض مشرکین اللہ تعالیٰ کی اولاد کے قائل تھے۔ ان کے اس باطل نظریہ کی تردید کی جا رہی ہے۔

۱۰ اولاد کا ہونا تمہارے لیے تقویت اور عزت و وقار کا باعث ہے کیونکہ تم کمزور ہو ضعیف ہو دشمنوں کا تنہا مقابلہ کرنے سے عاجز ہو تمہاری اولاد ہو گی تو تم طاقتور بن جاؤ گے۔ نیز تم فنا ہونے والے ہو تمہیں اولاد کی اس لیے بھی ضرورت ہے کہ تمہارے مرنے کے بعد تمہارا نام تمہاری اولاد کے ذریعے باقی رہے لیکن اللہ تعالیٰ جو قادر ہے جو حی لایموت ہے اس کے لیے اولاد کی ضرورت کا تصور بھی گستاخی اور بے ادبی ہے۔ وہ ان تمام چیزوں سے پاک ہے۔ اس لیے اولاد کا عقیدہ رکھنا اس کی شان کبریائی سے جہالت کی دلیل ہے۔

۱۱ اللہ تعالیٰ کی توحید، قدرت اور حکمت کے دلائل تکوینی بیان فرمائے جا رہے ہیں۔

۱۲ تکویر اللیل علی النہار تغشیتہ ایاہ: صحاح۔ یعنی دن کی روشنی جہاں سے ملی جاتی ہے رات کی تاریکی وہاں پھیلتی جاتی ہے۔ اسی طرح رات کا اندھیرا جہاں سے ختم ہوتا ہے دن کا اجالا وہاں نورافشانی کرتا جاتا ہے۔ یہ تسلسل کبھی ٹوٹنے نہیں پاتا علامہ جوہری تکویر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کار العمامۃ علی رأسہ یکورھا کورا ای لفھا۔ کل دور کوۃ۔ صحاح۔ یعنی عمامہ کو سر پر لپیٹنا اور بل پر بل دیتے چلے جانا ہر بل کو کوۃ کہتے ہیں۔

۱۳ اس کی قدرت غالبہ کا تو یہ عالم ہے کہ وہ اگر چاہے تو تمہاری سرکشی کے باعث چشم زدن میں تمہیں تس نس کر کے رکھ دے لیکن اس کے ساتھ وہ غفار بھی ہے۔ اس کی بخشش اور پردہ پوشی کی بھی حد نہیں۔

۱۴ اللہ تعالیٰ کی توحید اور قدرت قاہرہ کی مزید دلیلیں بیان کی جا رہی ہیں۔ پہلے صرف حضرت آدم کو پیدا فرمایا پھر ان سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ

اس کا جوڑا اور پیدا کیے تمہارے لیے جانوروں میں سے آٹھ جوڑے وہ پیدا فرماتا ہے

فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ

تمہیں تمہاری ماؤں کے شکموں میں درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت تین اندھیروں میں [۱۵]

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝ اِنْ

یہ (قدرت والا) اللہ تمہارا رب ہے اسی کی حکومت ہے [۱۶] نہیں کوئی معبود مگر وہ پھر کدھر سے پھیرے جاتے ہو۔ اگر تم

تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنْكُمْ ۚ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ

ناشکری کرتے ہو تو بیشک اللہ کو تمہاری کوئی ضرورت نہیں اور وہ پسند نہیں کرتا اپنے بندوں سے ناشکری کو اور اگر تم

تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

شکر ادا کرو تو وہ پسند کرتا ہے اسے تمہارے لیے [۱۷] اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا پھر تم سب کو

حضرت حوا کی تخلیق کی یہاں تک کہ نسل انسانی کرۂ زمین کے دور دراز گوشوں تک پھیل گئی نیز ان کو پیدا کر کے یوں ہی نہیں چھوڑ دیا گیا بلکہ اس کی خوراک کا بندوبست فرمایا، نقل و حمل کے ذرائع اور وسائل مہیا کیے، خصوصی طور پر اونٹ، اہل، بھیڑ بکری جوڑا جوڑا کا ذکر کر دیا۔

[۱۵] انسان کی آفرینش کی طرف مکرر توجہ دلائی یعنی جب نطفہ رحم میں قرار پکڑتا ہے تو تخلیق و تکمیل کا عمل شروع رہتا ہے۔ یہ ٹھہرا آب جبکہ ایک ننھا سا جرثومہ مختلف مرحلوں سے گذر کر کامل انسان کی صورت اختیار کرتا ہے۔ اس کے ہر ہر مرحلہ میں جو باریکیاں لطافتیں اور پیچیدگیاں ہیں یہ سب دن کی روشنی میں انجام پذیر نہیں ہوتیں بلکہ تہ در تہ اندھیروں میں یہ تکوینی عمل جاری رہتا ہے تین اندھیروں سے مراد پیٹ کا اندھیرا، رحم کا اندھیرا اور رحم کے اندر جھلی کا اندھیرا جس میں بچہ کی تخلیق مکمل ہوتی ہے۔

[۱۶] یہ بڑی شان والا عظیم قدرتوں والا بالغ حکمتوں والا اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے۔ بلندی و پستی میں، بحر و بر میں، کوہ و دمن میں، ارض و سما میں ہر جگہ اس کی حکومت اور بادشاہی کا نقارہ بج رہا ہے اس کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں کوئی الوہیت کے لائق نہیں۔ اے لوگو! اس سے منہ موڑ کر تم کدھر جا رہے ہو۔ اگر تم انکار و کفر کی روش نہ چھوڑو گے تو خود ہر جگہ تک انجام سے دوچار ہو گے اللہ تعالیٰ کا تم کیا بگاڑ سکتے ہو تم ہر بات میں اس کے محتاج ہو اسے تمہاری قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

[۱۷] وہ اس لیے تمہیں کفر سے منع نہیں کرتا کہ اس سے اس کی کبریائی میں فرق پڑ جائے گا، بلکہ وہ بار بار تمہیں اس لیے کہتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُکُمْ فَنُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷

کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پس وہ آگاہ کرے گا تمہیں ان کاموں سے جو تم کیا کرتے تھے بیشک وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کے رازوں کو۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْبًا اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً

اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف (مصیبت) پکارتا ہے اپنے رب کو دل سے رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف پھر جب عطا

ہے کہ تم اس کی قدرت کے شاہکار ہو اس کو تم سے بڑا پیار ہے۔ کفر ستم اس کا مستیاناس کر دے گے، تمہاری منفتیں خاک میں مل جائیں گی اللہ تعالیٰ تمہاری اس ذلت و رسوائی کو پسند نہیں کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ تم شکر گزار بندے بن جاؤ تاکہ اس کے جود و کرم کی بارش تم پر برستی رہے اور ہر گھڑی تم بلند سے بلند تر منزل کی طرف مصروف پرواز رہو۔

علماء تفسیر نے یہاں ایک خاص بحث ذکر کی ہے جس کو اختصار سے بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں، وہ فرماتے ہیں یہ یاد رہے کہ بندہ تعالیٰ کی مشیت اور اللہ تعالیٰ کی رضا دو الگ الگ چیزیں ہیں دنیا میں کسی خیر و شر کا اچھی اور بری چیز کا ظہور مشیت الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکتا لیکن خیر اور نیکی پر وہ راضی ہوتا ہے اور شر اور برائی پر وہ راضی نہیں ہوتا۔ چور چوری کرتا ہے۔ ڈاکو ڈاکہ ڈالتا ہے۔ قاتل قتل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں سے یہ اعمال سرزد ہوتے ہیں۔ اگر اس کی مشیت اور ارادہ نہ ہو تو کوئی فعل بھی صادر نہیں ہو سکتا لیکن ان میں سے کوئی فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث نہیں بلکہ یہ امور اس کے قہر و غضب کو دعوت دیتے ہیں۔ علامہ بیانی لکھتے ہیں کہ ارادہ اور مشیت الٰہی اور چیز ہے اور رضائے الٰہی اور چیز ہے ان دونوں کو مترادف سمجھنا غلطی ہے۔ فان ارادته یتعلق بالخیر والشر بقوله ماشاء الله کان ومالم یشأ لم یکن، وبتحصیل تخلف المراد من ارادته کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ خیر و شر سب کے ساتھ متعلق ہوتا ہے جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جس کو وہ نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ محال ہے کہ وہ کسی کام کا ارادہ کرے اور وہ کام نہ ہو۔ (منظہری)

۱۸ یعنی وہ شخص جو اپنے گناہوں کے بوجھ کے نیچے دبا چلا جا رہا ہے وہ کسی دوسرے کا بوجھ کیوں کر اٹھا سکتا ہے یا اللہ تعالیٰ کا عدل اس بات کو بروئے انصاف نہیں کرتا کہ کسی کا بوجھ کسی پر لاد دیا جائے۔ یہ انصاف کے خلاف ہے۔

۱۹ جب انسان کسی تکلیف سے دوچار ہوتا ہے مصائب و آلام کے سیاہ بادل اسے چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور نجات کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تو پھر ہر طرف سے منہ موڑ کر بڑے عجز و نیاز سے رب کریم کی بارگاہ میں فریاد کرتا ہے لیکن جب اس کی مصیبت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ٹل جاتی ہے اور اس پر طرح طرح کے انعامات کیے جاتے ہیں تو وہ اکڑ جاتا ہے۔ اُسے وہ گڑگڑانا بھول جاتی ہیں جب وہ در و غم سے نڈھال ہو کر چیخا چلایا کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جبیں سائی کیا کرتا تھا۔ خولہ: اعطاہ: عطا کرنا۔ اور دوسرا معنی یہ کیا گیا ہے: ادخله ذا حشم واتباع والخول الحشم والاتباع۔ ذکر، خادم۔ خادم

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیتا ہے جس نے اپنے لطف و کرم سے اس کی چارہ سازی فرمائی تھی۔ اس صورت میں ما کان یدعوا الیہ میں ما یعنی مَنْ ہوگا اور ما بمعنی مَنْ کثرت استعمال ہوتا ہے جیسے وما خلق الذکر والانثیٰ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوٓا إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ

کرتا ہے اسے تحفہ اپنی جناب سے تو بھول جاتا ہے اس تکلیف کو جس کے لیے فریاد کر رہا تھا اس سے پہلے اور بنا تا ہے اللہ کے ہم مثل تاکہ بہکا

عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿٨﴾

دے اس کی راہ سے۔ (اے محمد ﷺ) آپ اسے فرمائیے کچھ فائدہ اٹھا لے اپنے کفر سے تھوڑے دن۔ بیشک تو دوزخیوں میں سے ہے۔

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو

بھلا جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے رات کی گھڑیاں کبھی سجدہ کرتے ہوئے کبھی کھڑے ہوئے (یا میں ہمہ) ڈرتا ہے آخرت سے اور آس

رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ

رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی ۲۱ آپ پوچھیے کیا کبھی برابر ہو سکتے ہیں علم والے اور جاہل ۲۲

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾ قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ

البتہ صرف عقلمند ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔ آپ فرمائیے! اے میرے بندو جو ایمان لے آئے ہو ڈرتے رہا کرو اپنے رب سے ۲۳

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا

(اور یاد رکھو) ان کے لیے جنہوں نے نیک اعمال کیے اس دنیا میں نیک صلہ ہے۔ اور اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے بیشک صبر کرنے والوں

۲۰ اور اس پر ستم یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنے لگتا ہے اور اس کے شریک ٹھہرا دیتا ہے۔ انداد: ای شرکاء۔ علامہ بیضاوی نے یضل کی تشریح بایں الفاظ کی ہے: لیثبت علی اضلالہ عن سبیل اللہ یعنی جو کسی کا ہم پایہ بھی ہو اور اس کا مخالف بھی ہو اس کو خدا کہتے ہیں۔

۲۱ مومن کے شب و روز کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے۔ نیاز مندیوں کا عالم یہ ہے کہ رات بھر دل و جگر تڑپانے کرتے رہتے ہیں۔ اس کے در اقدس پر جبین نیاز جھکائے رہتے ہیں۔ اس کے باوجود اپنی عبادت پر نازاں نہیں ہوتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ہر وقت ڈرتے بھی ہیں اور اس کی رحمت کے امیدوار بھی رہتے ہیں۔

۲۲ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی کو جانتے ہیں ان کی امید و بیم کا یہ حال ہے اور جو شان الٰہی سے بالکل ناواقف ہیں ان کی سرکشی کی حد نہیں۔ کیا یہ دونوں گروہ یکساں ہو سکتے ہیں؟

۲۳ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے اپنے بندوں کو پیغام بھیجتا ہے کہ ایمان لانے کے بعد تقویٰ کو اپنا شعار بنا لو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ

صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا ﴿۱۰﴾ فرمایئے: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی

اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ

عبادت کو دل خالص کر کے بجا لاؤں اس کے لیے اطاعت کو ﴿۱۱﴾ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں۔ آپ

اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ

فرمایئے میں ڈرتا ہوں اگر میں حکم عدولی کروں اپنے رب کی اس بڑے دن کے عذاب سے۔ فرمایئے اللہ کی ہی میں عبادت کرتا

مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ

ہوں خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے دین کو پس تم عبادت کرو جس کی چاہو اس کے سوا ﴿۱۵﴾ (نیز) فرما دیجیے اصل نقصان والے

۲۴ اس کی تفصیل اس حدیث پاک سے ہوتی ہے جو میدان صبر و استقامت کے شہسوار سیدنا الاحرار حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جد کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ قال سمعت جدی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقول اذا کان یوم القیامۃ نادی منادٍ لیقم کل من اعطی الناس یا بجن ان فی الجنۃ شجرۃ یقال لہا شجرۃ البلوی یمر بہا اہل البلاء فلا ینصب لہم میزان ولا ینشر لہم دیوان یصب علیہم الاجر صبا ثم قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب (قرطبی)

ترجمہ: میں نے اپنے جد پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے حسین! فرائض ادا کیا کرو تمہارا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو بڑے عبادت گزار ہیں۔ اے حسین! قناعت اختیار کرو تم سب لوگوں سے غنی ہو جاؤ گے۔ اے حسین! جنت میں ایک درخت ہے جسے شجرۃ البلوی یعنی تکلیف کا درخت کہتے ہیں۔ وہ لوگ جو تکالیف و مصائب میں مبتلا ہوں گے ان کو وہاں لایا جائے گا۔ ایسے لوگوں کے لیے نہ کوئی ترازو رکھا جائے گا اور نہ ان کا دفتر کھولا جائے گا بلکہ یوں ہی موسلا دھار بارش کی طرح ان کا اجر ان پر برسے گا۔ پھر حضور نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

۲۵ راہ حق میں ثابت قدم رہنے اور شرک و توحید کو روشن رکھنے کی تاکید میں صرف تمہیں نہیں کر رہا بلکہ میرے رب نے مجھے بھی ایسا ہی کرنے کا حکم فرمایا ہے میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ اس مقام پر مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: "چنانچہ آپ عالم شہادت میں اس کے لحاظ سے اور عالم غیب میں تمام اولین و آخرین کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے حکم بردار بندے ہیں۔"

۲۶ اگر تم میری دعوت قبول کرنے کے لیے تیار نہیں اور میری نصیحت تمہارے لیے قابل قبول نہیں تو پھر جیسا تمہارا جی چاہتا ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

والے وہ ہیں جو گھاٹے میں ڈالیں گے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن۔ سنو! یہی کھلا گھاٹا

الْمُبِيْنُ ۝ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ۭ ذٰلِكَ

ہے۔ ان (بدنصیبوں) کے لیے اوپر سے بھی آگ کے شعلے ہوں گے اور نیچے سے بھی آگ کے شعلے۔ اس

يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ۭ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝ وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ

(عذاب الیم) سے ڈراتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔ اور جو لوگ بچتے ہیں شیطان سے

اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ

کہ اس کی عبادت کریں اور دل سے جھکتے ہیں اللہ کی طرف انکے لیے خوشخبری ہے پس آپ خوشخبری سنا دیں میرے ان بندوں کو جو غور

يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ

سے سنتے ہیں بات کو پھر پیروی کرتے ہیں اچھی بات کی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے

وَاُولٰۗىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ

اور یہی لوگ دانشور ہیں بھلا جس پر واجب ہو گیا عذاب کا حکم۔

اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ

تو کیا آپ چھڑا سکتے ہیں اسے جو آگ میں ہے؟ البتہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالاخانے ہیں جن کے

کرتے رہو خواہ کسی پتھر کی پوجا کرو، خواہ کسی دریا کو خدا بناؤ خواہ کسی جن اور انسان کو اپنا معبود تصور کر لو جان لو تمہارا کام نہیں سدھرے گا بلکہ شرک اختیار کرنے سے تم ایسا نقصان اٹھاؤ گے اور تمہیں ایسا خسارہ ہوگا کہ پھر اس کی تلافی ممکن نہ ہوگی۔

۲۷ ظلل: ظلہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کا سایہ کسی پر پڑ رہا ہو۔ مراد یہ ہے کہ اوپر اور نیچے سے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے انہیں اپنی گرفت میں لے لیں گے۔

۲۸ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول اور پیارے بندوں کا ذکر فرماتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ

اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں رواں ہیں جن کے نیچے سے نہریں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي

اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے ۲۱ کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے اتارا ہے آسمان سے پانی پھر چلایا

الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا

کیا اسے زمین کے چشموں سے۔ پھر اگاتا ہے اس کے ذریعہ فصلیں جن کے رنگ جدا جدا ہیں پھر وہ خشک ہونے لگتی ہے پس

ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ

تو دیکھتا ہے اسے زرد پھر ریزہ ریزہ اس کو پھر اجاڑ کر دیتا ہے۔ یقیناً اس (کے ذکر) میں نصیحت ہے اہل عقل کے لیے۔ بھلا وہ

شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ

(سعادتمند) کشادہ فرمایا ہو اللہ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے تو وہ اپنے رب کی طرف سے دیے ہوئے نور پر ہے ۲۲ پس ہلاکت ہے ان کے

۲۱ یہاں سے پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت کے کچھ مزید دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔ یعنی جیسے یہ کھلی ہوئی بات ہے،

۲۲ یہ اللہ تعالیٰ کا محض کرم ہے اگر وہ اسلام قبول کرنے کے لیے سینہ کھول دے۔ تعصب اور ضد کے پردے اٹھ جائیں اور نورِ حق اس کو نظر آنے لگے۔ اس وقت انسان بے ساختہ حق کی طرف لپکتا ہے اور اسے قبول کر لیتا ہے۔ اس کی راہ میں آگے کے سنہرے کھول حائل نہ ہو جائیں وہ پروا نہیں کرتا۔ اس وقت تک اسے چین ہی نہیں آتا جب تک وہ شمع حق پر پروانہ وار نثار نہ ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک آدمی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

"یا رسول اللہ! ای المومنین اکیس" کہ اہل ایمان میں سے زیادہ عقلمند کون ہے۔

قال اکثرھم للموت ذکرا واحسنھم لہ استعدادا فرمایا جو موت کو کثرت سے یاد کرے اور اس کے لیے اچھی طرح تیاری کرے۔

اس کے بعد حضور نے فرمایا جب دل میں نور داخل ہو جاتا ہے تو دل کشادہ اور وسیع ہو جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے نبی اس کی علامت کیا ہے: قال الانابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والاستعداد للموت قبل نزول الموت۔ فرمایا اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ شخص ہر وقت دار آخرت کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ وہ اس دھوکہ والی دنیا سے کنارہ کشی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ

دلوں کے لیے جو ذکر خدا سے متاثر نہیں ہوتے ۳۱؎ یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے بہت

الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ

عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں بار بار دہرائی جاتی ہیں اور کانپ اٹھتے ہیں اس کے (پڑھنے) سے بدن ان کے

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ

جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے۔ پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے بدن اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف ۳۲؎

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

یہ اللہ کی ہدایت ہے راہنمائی کرتا ہے اس کے ذریعے جسے چاہتا ہے ۳۳؎ اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کو

اختیار کرتا ہے اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لیے تیاری شروع کر دیتا ہے۔

۳۱؎ ان لوگوں کی بدنصیبی کا کون اندازہ لگا سکتا ہے جن کے دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا شوق ان کے دلوں میں کبھی پیدا ہی نہیں ہوا۔ انہیں یہ کبھی خیال ہی نہیں آیا کہ اُن کا ایک خالق بھی ہے اور انہیں ایک روز اس دنیا سے کوچ بھی کرنا ہے۔

۳۲؎ یعنی یہ دل موہ لینے والی باتیں جو ایک کتاب کی صورت میں تمہارے پاس موجود ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ ان کے مضامین ہم آہنگ ہیں سب ایک دوسرے کی موافقت اور تائید کرتے ہیں ان میں کسی قسم کا تضاد نہیں۔ اس کی یہ صفت بھی ہے کہ اس کو بار بار پڑھنے سے طبیعت نہیں اکتاتی، بلکہ ہر بار نئی لذت اور نیا سرور حاصل ہوتا ہے اس کی اثر انگیزی کا یہ عالم ہے کہ جب عذاب الٰہی کا ذکر ہوتا ہے تو پرہیزگاروں پر خوف اور دہشت طاری ہو جاتی ہے اور وہ کانپنے لگتے ہیں اور جب اس کی رحمت کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل اور چہرے خوشی سے چمک اُٹھتے ہیں اور اس کے ذکر میں شوق و رغبت سے مشغول ہو جاتے ہیں تقشعر میں پہلی حالت کی طرف اشارہ ہے۔ ثم تلین میں دوسری کیفیت کا ذکر ہے۔ متشابہا یشبہ بعضہ بعضا فی الحسن والجلالۃ ویصدق بعضہ بعضا یعنی حسن و حکمت میں اس کی آیتیں متشابہ ہیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں۔ ان میں کوئی تناقض اور اختلاف نہیں ہے اور مثانی کا معنی بیان کیا گیا۔ مثنی للتکریر والاعادۃ۔ کہ جب اسے بار بار پڑھا جائے تو انسان اکتاتا نہیں۔ اس کا یہ معنی بھی کیا گیا ہے کہ اس میں مواعظ اور قصص بار بار دہرائے جاتے ہیں۔ مثانی کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ربانی لکھتے ہیں، مثانی مثناۃ کی جمع ہے جو اسم ظرف ہے اور یہ کتاب کی دوسری صفت ہے صفۃ اخری جمع مثناۃ اسم ظرف فان کل فن ذکر الوعد والوعید والامر والنہی والمواعظ والعبر۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ هَادٍ ﴿۳۷﴾ أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ

کوئی ہدایت دینے والا نہیں ۔ بھلا وہ شخص جو (اپنے) منہ کے بل عذاب کے سامنے ہوگا (عذاب سے بچا لیا جائے گا) قیامت (کے دن) اور کہا جائے گا

لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿۳۸﴾ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ظالموں کو (اب) چکھو مزہ اپنے کئے کا ۔ جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گزرے

فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۳۹﴾ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ

تو آیا ان پر عذاب وہاں سے جہاں سے وہ سمجھ ہی نہیں سکتے تھے ۔ پس چکھائی انہیں اللہ نے رسوائی

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾

دنیوی زندگی میں اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے ۔ کاش! وہ جان لیتے ۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ

اور ہم نے بیان کی ہیں لوگوں کے لیے اس قرآن (حکیم) میں ہر قسم کی مثالیں تاکہ وہ

يَتَذَكَّرُونَ ﴿۴۱﴾ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۴۲﴾ ضَرَبَ

نصیحت قبول کریں اور ہم نے دیا ہے (انہیں) قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں ذرا کجی نہیں تاکہ وہ (اللہ سے) ڈریں

اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ ۚ

بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال (کہ) ایک غلام ہے جس میں کئی حصہ دار ہیں جو سخت جھگڑالو ہیں اور ایک غلام ہے پورا (ایک) آدمی کا ۔

۳۳ خلاصہ و تشریح کہ یہ حالت محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے نصیب ہوتی ہے جس کو چاہتا ہے اس کو یہ نعمت مرحمت فرماتا ہے ۔

۳۴ اللہ تعالیٰ مشرک اور موحد کا حال بیان کرنے کے لیے مثال ذکر فرماتے ہیں ۔ ایک غلام جو چند کے کئی آقا ہوں اور وہ آقا بھی میں ہر وقت رسہ کشی رہتے ہوں چنانچہ ایک آقا کچھ حکم دیتا ہے اور دوسرا اس کے برعکس حکم دیتا ہے ۔ اس بے چارے غلام کی جان تو عذاب میں مبتلا ہو جائے گی ۔ وہ ہر وقت پریشان اور خستہ حال رہے گا ایک اور غلام ہے جس کا صرف ایک آقا ہے ۔ اب ان دونوں غلاموں کی حالت کا اندازہ کرو اور خود فیصلہ کر لو کہ تمہارے لیے ایک خدا کا بندہ بننے میں آرام و راحت اور قلبی سکون ہے یا بہت سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۚ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ

کیا ان دونوں کا حال یکساں ہے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے بیشک آپ بھی

وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

(دنیا سے) انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے ﴿۳۰﴾ پھر تم سب (روزِ حشر) اپنے رب کے حضور میں آپس میں جھگڑو گے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ

پس اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے ﴿۳۲﴾ اور تکذیب کرتا ہے

بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

اس سچ کی جب وہ اس کے پاس آیا۔ کیا جہنم میں کفار کا ٹھکانا نہیں ہے؟

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور وہ ہستی جو اس سچ کو لے کر آئی اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی یہی لوگ ہیں جو

الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ جَزٰۗؤُا

پرہیزگار ہیں ﴿۳۳﴾ انہیں ملے گا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے پاس سے یہ صلہ ہے

حٰمٓ المؤمن ۴۰ — الجزء الرابع والعشرون ۲۴ — الجزء السابع عشر ۱۷

جھگڑالو خدا کے بندے ہیں۔ لفظ متشاکسین کی تشریح کرتے ہوئے علامہ جوہری لکھتے ہیں۔ رجل مشکس ای صعب الخلق۔ یعنی بدخُلق۔ اور کہتا ہے شکس عبوس عنیف غرق۔

۳۰ اسلام کی روشنی تیزی سے پھیل رہی تھی اور یہ دیکھ کر مکہ کے اور یہ کہ کر اپنے دلوں کو تسلی دیتے تھے کہ یہ چند روزہ کھیل ہے یہ قوت ابھی ختم ہو جائے گی ہمیں ایسا سلسلہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اے محبوب! اس دار فنا سے آپ نے رخت سفر باندھنا ہے تو کیا یہ لوگ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ یہ کتنے نادان ہیں کس طرح اپنے آپ کو جھوٹی تسلیاں دے رہے ہیں۔

۳۱ یہ کفار ایک تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قبول نہیں کرتے۔ مزید برآں اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان لگاتے ہیں اور غلط باتیں منسوب کرتے ہیں۔ ان سے بڑھ کر اور کون ظالم ہوگا۔

۳۲ یعنی وہ نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جو اس ابدی صداقت کو لے کر تشریف لائے اور وہ اہل ایمان جنہوں نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا

محسنوں کا ﴿۳۴﴾ تاکہ ڈھانپ لے اللہ تعالیٰ ان سے ان کے بدترین اعمال کو

وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور عطا فرمائے انہیں اجر ان کے بہترین اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے ﴿۳۵﴾

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۭ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ

کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندے کے لیے؟ (یقیناً کافی ہے) ﴿۳۶﴾ اور وہ (نادان) ڈراتے ہیں آپ کو ان معبودوں سے

دُوْنِهٖ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ

جو اللہ کے سوا ہیں۔ اور جسے اللہ گمراہ ہونے دے تو اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور جس کو ہدایت بخش دے

سچے دل سے اس صداقت کو قبول کیا۔ یہی متقی اور پرہیزگار ہیں۔

﴿۳۴﴾ یہ پاک لوگ جس چیز کی آرزو کریں گے اللہ تعالیٰ کی جناب سے انہیں عطا فرمائی جائے گی۔ کیا مقام ہے نبی کریم کا اور کیا شان ہے آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہونے والوں کی اور آپ کی دعوت پر صدقِ دل سے ایمان لانے والوں اور قربان ہونے والوں کی کہ جو وہ دعا کریں گے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ پوری ہوگی

﴿۳۵﴾ ان پر مزید کرم یہ کیا جائے گا کہ ایمان لانے سے پہلے جو نیکیاں وہ کر چکے تھے اور جن نیکیوں کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا ان کو اس طرح ڈھانپ دیا جائے گا کہ ان کا سراغ تک بھی کسی کو معلوم نہ ہوگا۔ علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں:

اصل الکفر تغطیۃ الشئی تغطیۃ تستھلک۔ یعنی کفر کا اصل معنی یہ ہے کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دینا کہ اس چیز کا نام و نشان بھی دکھائی نہ دے۔

﴿۳۶﴾ اور اسلام قبول کرنے کے بعد جو نیکیاں وہ کریں گے ان کا بہترین اجر انہیں دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی نوازشات کا کیا کہنا ساری عمر برباد کرنے کے بعد بھی اگر کوئی نادم اور شرمسار ہو کر درِ اقدس پر حاضر ہوتا ہے تو اس کے لیے آغوشِ رحمت کو کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے سابقہ نامۂ اعمال کی سیاہی دھو دی جاتی ہے اور اس پر ایسے کرم فرمائے جاتے ہیں جنہیں دیکھ کر دنیا حیران ہو جاتی ہے۔

﴿۳۷﴾ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو تسلی دے رہے ہیں کہ آپ کے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ خود آپ کا محافظ و ناصر ہے اور جس کا محافظ و ناصر خود اللہ تعالیٰ ہو کیا ایسے شخص کو کسی دوسرے سہارے اور مدد گار کی ضرورت باقی رہتی ہے، ہرگز نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ ۝

اللہ تعالیٰ کو جس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ۴۲ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ زبردست انتقام لینے والا ؟

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو ؟ تو ضرور کہیں گے

اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِىَ

اللہ نے ۴۳ آپ فرمائیے پھر ذرا یہ تو بتاؤ کہ جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اگر اللہ تعالیٰ مجھے

اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِىْ بِرَحْمَةٍ هَلْ

کچھ تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ معبود دور کر دیں گے اس تکلیف کو یا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر کچھ رحمت فرمانا چاہے تو کیا

هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ

روک سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو۔ فرما دیجیے مجھے کافی ہے اللہ تعالیٰ ۴۴ فقط اسی پر بھروسہ کرتے ہیں

اے محبوب ! ساری دنیا بھی اگر آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائے تو آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے یہ لوگ کتنے احمق اور نادان ہیں جو آپ کو اپنے معبودانِ باطل کے غیظ و غضب سے ڈراتے ہیں۔

۴۲ ہدایت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے ذریعہ ہدایت بخش دیتا ہے پھر اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔

۴۳ جن بتوں کے غیظ و غضب سے یہ لوگ آپ کو ڈرا رہے ہیں اور ان کے بے پایاں اختیارات کے افسانے گھڑ گھڑ کر پیش کرتے ہیں آپ ذرا ان سے یہ تو پوچھیے کہ آسمان و زمین کا خالق کون ہے۔ تو ناچار ہو کر کہیں گے اللہ تعالیٰ۔ ان سے پھر پوچھیے کیا تمہارے بتوں میں یہ دم خم ہے کہ میرا رب اگر مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو یہ اٹھ کے آجائیں اور مجھے اس تکلیف سے بچا لیں یا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر کرم فرمانا چاہے تو یہ رکاوٹ پیدا کر دیں اور مجھے اس کے کرم سے محروم کر دیں۔ جب یہ نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان تو پھر ایسے خداؤں کے لئے اور ان کی پرستش کرنے کا کیا فائدہ ؟

۴۴ یہ لوگ آپ کو طرح طرح کی دھمکیاں دیتے ہیں آپ کو اپنے بتوں کی اذیت رسانی سے ڈراتے ہیں آپ فقط انہیں اتنا کہہ دیجیے حسبی اللہ مجھے میرا اللہ تعالیٰ کافی ہے تم مجھے جتنی اذیتیں پہنچا سکتے ہو ان میں ذرا بھی دریغ نہ کرو تم اسلام کو ناکام کرنے کے لیے جو کوششیں کر رہے ہو انہیں زور و شور سے جاری رکھو۔ حسبی اللہ مجھے میرا اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ مرشد ہم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ

بھروسہ کرنے والے۔ فرمادیجئے اے میری قوم! تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر میں اپنا کام کرتا رہوں گا۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

تم ضرور جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب جو اسے رسوا کردے گا اور کون ہے جس پر

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ

دائمی عذاب اترتا ہے۔ (اے حبیب!) ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب لوگوں (کی ہدایت) کے لیے حق کے ساتھ۔

فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ

پس جو ہدایت قبول کرتا ہے تو وہ اپنا بھلا کرتا ہے اور جو بہکتا ہے تو وہ بہکتا ہے اپنے آپ کو گمراہ کرنے کے لیے

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ

اور آپ ان (بدبختوں) کے ذمہ دار نہیں ہیں ﴿۴۱﴾ اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے جانوں کو موت کے وقت

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: من احب ان یکون اقوی الناس فلیتوکل علی اللہ ومن احب ان یکون اغنی الناس فلیکن بما فی ید اللہ عزوجل اوثق بما فی یدیہ ومن احب ان یکون اکرم الناس فلیتق اللہ عزوجل (ابن کثیر) یعنی جو شخص اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ طاقتور بن جائے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ غنی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ جو دولت اس کے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ وہ اس پر یقین رکھے جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جو شخص چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ کریم معظم بن جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرے (ابن کثیر)

﴿۴۱﴾ اے محبوب! ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جو سراپا حق ہے۔ اب اس کی روشنی سے جو راہ اختیار کرے گا اس میں خود اس کا بھلا ہوگا اور جو آنکھوں پر پٹی باندھے رہے گا تو اس زندگی میں ٹھوکریں کھاتا رہے گا اور آخر کار کسی ایسے گڑھے میں گرے گا جس سے پھر نکلنا اس کے لیے دشوار ہو جائے گا۔ آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں تاکہ آپ سے یہ باز پرس کی جائے کہ فلاں شخص کیوں ایمان نہیں لایا فلاں شخص کیوں شرک کرتا رہا فلاں شخص فسق و فجور کی دلدل میں کیوں گرتا چلا گیا۔ آپ کا کام (لنتین اور سونڈا نذیر) میں بڑی دلسوزی اور اخلاص کے ساتھ پیغام حق پہنچا دینا ہے۔ آپ نے اپنا فرض احسن طریق سے ادا کر دیا ہے اب ان کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى

اور جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا (ان کی) روحیں (بحالت نیند) قبض کر لیتا ہے پھر روک لیتا ہے ان روحوں کو جن کی موت

عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ

کا فیصلہ کرتا ہے اور واپس بھیج دیتا ہے دوسری روحوں کو مقررہ میعاد تک۔ بے شک

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ

اس میں (اس کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ان کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ کیا انہوں نے بنا لیے ہیں اللہ کے سوا

اللّٰهِ شُفَعَاۗءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـــًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝

اور سفارشی۔ پوچھیے اگرچہ وہ (مزید برآں سفارشی) کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل و شعور رکھتے ہوں [۴۵]

گرفت کے متعلق آپ سے کسی طرح کا محاسبہ نہیں ہوگا۔

[۴۴] آیت کا مفہوم واضح ہے حضور نے سوتے وقت یہ دعا مانگنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ بھی اسے یاد کر لیں اور سوتے وقت یہ دعا مانگ کر سویا کریں: بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے نام سے اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں اور تیرے نام کے ساتھ ہی اسے اٹھاؤں گا اس لیے اگر تو میری روح قبض کرے تو اس پر رحم کرنا اور اگر واپس کرنا تو اس کی اس سے حفاظت کرنا جس سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

یتوفّی کا لغوی معنی ہے کسی کو پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لینا۔ توفیۃ الشیٔ بذلہ واخیاً واستیفاء تناولہ وافیاً۔ قال تعالیٰ ووفیت کل نفس ما کسبت وقد عبّر عن الموت والنوم بالتوفّی (مفردات)

اس توفّی کی دو قسمیں ہیں ایک ہمیشہ کے لیے روح کو اپنے قبضہ میں کرنا اور دوسرا عارضی طور پر کچھ وقت کے لیے پہلی صورت میں اس کا معنی موت ہوگا۔ دوسری صورت میں یہ نیند کے معنی میں مستعمل ہوگا اور یہ عموم مجاز ہوگا۔

[۴۵] یعنی یہ مشرک بھی عجیب دماغ کے لوگ ہیں کہ ایسے معبودوں کو انہوں نے اپنا سفارشی فرض کر لیا ہے جن کے پاس معمولی کوڑی بھی نہیں اور عقل و فہم سے بھی بالکل کورے ہیں۔ یہ ان کے پتھر لکڑی کے بت اور تانبے پیتل کے اصنام تھے جو پرلے درجہ کے جاہلیت کے باعث ہر قسم کے فہم و شعور سے اور قدرت و اختیار سے محروم تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

آپ فرما دیجئے سب شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے ۴۴ اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ

پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب ذکر کیا جائے اکیلے اللہ کا تو کڑھنے لگتے ہیں ان لوگوں کے دل

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ

جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب ذکر کیا جاتا ہے اس کے سوا دوسروں کا تو اسی

اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وقت وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں ۴۵ آپ عرض کیجیے اے اللہ! اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے

۴۴ آپ ان کو فرما دیجیے کہ شفاعت کرنے کا اختیار تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اس کے اذن کے بغیر تو کسی کی مجال نہیں کہ لب کشائی بھی کر سکے اور ان کے معبودوں کو تو شفاعت کا کوئی اختیار نہیں دیا گیا یہ کیسے ان کی شفاعت کریں گے۔

۴۵ جب اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل گھٹنے لگتے ہیں۔ ان کے چہروں پر افسردگی چھا جاتی ہے اور جب کسی محفل میں ان کے بتوں اور جھوٹے خداؤں کی تعریف کی جاتی ہے تو ان کے چہرے خوشی اور فرط مسرت سے دمکنے لگتے ہیں۔

اشمأزت: نفرت و انقبضت یعنی دل کا نفرت کرنا اور گھٹ جانا۔

ہمارے بعض مہربان اپنی شوخیٔ مزاج سے مجبور ہو کر اس آیت کو خوب جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں اور اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے ثناخوانوں اور اولیاء اللہ کی مدح سرائی کرنے والوں پر اس آیت کی تطبیق کرتے ہیں۔ بوکش عطابت میں ان کے منہ شریف سے جھاگ اڑ رہی ہوتی ہے اور فرماتے ہیں کہ یہ نعتی بیت ہے یا یہ منقبتی ہر وقت نبی کی توصیف میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ ہر وقت اولیاء کرام کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ دیکھو قرآن انکے بارے میں کیا کہتا ہے۔

ان حضرات والا صفات سے اتنا ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے قرآن کریم کی ان ہشتاد آیات کو کمال دیکھیے جن میں قرآن نازل فرمانے والے نے اپنے انبیاء، خصوصاً سید الانبیاء علیہ السلام کے صحابہ کرام اور اس کے غلاموں کی تعریف و توصیف کی ہے پھر ہم گستاخانِ مخبرِ تسلیم پر شتی من فرمایئے۔ زیادہ نہیں تو کم از کم سورۃ والعصر، الم نشرح، الکوثر کی تلاوت کو نمازوں میں ہی بند کرانے کا حکم صادر فرما دیجیے، اگر آپ ایسا کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں۔ ورنہ جب تک یہ دو درجن آیات اور بیسیوں احادیث صحیحہ قرآن میں موجود ہیں اس الزام سے آپ بھی نہیں بچ سکتے۔ خدارا ضد سے اتنے بے قابو نہ ہو جایا کریں کہ حق و صداقت کا دامن بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا

اے جاننے والے غیب اور شہادت کے تو ہی فیصلہ فرمائے گا اپنے بندوں کے درمیان، ان امور میں

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ

جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور اگر ان کے پاس جنہوں نے شرک کیا (دین میں) جو کچھ ہے

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ

سب ہو اور اتنا اور بھی اس کے ساتھ، تو جاہیں گے کہ بطور فدیہ ادا کر دیں اسے بُرے عذاب کے عوض، قیامت

الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

کے دن ۴۹ اور (اس روز) ظاہر ہو جائے گا ان پر اللہ کی طرف سے جس کا وہ گمان بھی نہیں کیا کرتے تھے۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

اور ظاہر ہو جائیں گے ان پر وہ بُرے اعمال جو انہوں نے کمائے تھے اور گھیر لے گا انہیں وہ (عذاب) جس کا یہ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ

مذاق اڑایا کرتے تھے۔ پس جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو ہمیں پکارتا ہے ۵۰ پھر جب ہم عطا کر دیتے ہیں

ہاتھ سے چھوٹ جائے۔

۴۹ آج تو یہ ایک دھڑی پر جان دیتے ہیں۔ راہِ خدا میں خرچ کرنے کے لیے انہیں کہا جائے تو مرنے لگتے ہیں۔ وہ دن آنے والا ہے جب عذاب الٰہی انہیں چاروں طرف سے گھیر لے گا اس وقت اپنا زندگی بھر کا سرمایہ فدیہ کے طور پر ادا کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے بلکہ دُنیا کے سارے خزانے بھی اگر ان کا بس چلے تو اپنی جان بچانے کے لیے بطور فدیہ دے ڈالیں۔ اس وقت ان کی صرف ایک ہی آرزو ہو گی کہ عذاب سے نجات مل جائے خواہ انہیں کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑے۔

۵۰ جب انسان کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس وقت ہمیں پکارتا ہے، گڑگڑاتا ہے، فریاد کرتا ہے۔ لیکن جب اسے اس عذاب سے نجات مل جاتی ہے اور ہم اس پر اپنی گوناگوں رحمتوں کا مینہ برسا دیتے ہیں تو یہ نہیں کہتا کہ میرے رب نے مجھ پر احسان فرمایا ہے بلکہ کہتا ہے کہ یہ میری ذاتی قابلیت اور مہارت کا نتیجہ ہے۔ میرے جیسا لائق فائق انسان اس خوشحالی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نِعْمَةً مِّنَّا ۚ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ۭ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ

اسے نعمت اپنی جناب سے تو کہنے لگتا ہے کہ یہ نعمت مجھے دی گئی ہے (اپنے اہل و فضل کے باعث) (اے) کہنے والے (یوں) نہیں (بلکہ)

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ

آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۵۱ کہی تھی یہی بات ان لوگوں نے جو ان سے

قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ فَاَصَابَهُمْ

پہلے تھے (جب ہم نے انہیں پکڑا) تو نہ فائدہ پہنچایا انہیں (مال و دولت نے جو وہ کمایا کرتے تھے ۵۲ پس جو پڑے

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ

کام انہوں نے کیے ان کا نتیجہ انہیں بھگتنا پڑا۔ اور جنہوں نے ظلم کیا ہے ان لوگوں میں سے انہیں بھی عنقریب اپنی

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ

بداعمالیوں کی سزا بھگتنی ہوگی اور یہ (ہمیں) عاجز نہیں کر سکتے کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک

اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

اللہ تعالیٰ کشادہ فرماتا ہے رزق جس کو چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کو چاہتا ہے) یقیناً اس (تقسیم رزق) میں اس کی حکمت کی

کا مستحق ہے یہ نکما یہ کوئی بے کار بیٹھے اور ہیجڑا زندگی کی ساری سچی اور اچھی چیزوں سے اپنی ذاتی کاہلی اور سستی کے عمل کی وجہ سے کچھ کی صلاحیت نہیں

۵۱ یہ شخص غریب غرور سے حقیقت حال سے بالکل بے خبر ہے اسے علم نہیں کہ ہم کس کو یہ ساری راحتیں اس لیے بخش رہے ہیں کہ اس کا امتحان لیں۔ قارون کے زمانہ میں جس نے کہا کہ وہ ہر وقت یاد کیا کرتا تھا اب عیش و آرام کے زمانہ میں بھی وہ اپنے منعم حقیقی کو یاد کرتا ہے یا نہیں اس کا شکر گزار بندہ بنتا ہے یا نہیں لیکن اکثر لوگ اس آزمائش کی طرف خیال ہی نہیں کرتے اور یوں ناکام ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو تباہی کے گڑھے میں پھینک دیتے ہیں۔

۵۲ ایسی بے سروپا باتیں اس سے پہلے بھی غریب غرور لوگ کیا کرتے تھے نتیجہ کیا ہوا کہ ان سے کہی گئیں ان کی ایک بھی ہوس ناک انجام سے دوچار کر دیا گیا، بھیجنے والے کی حکمت اور دانشمندی ان کو ہماری گرفت سے بچا سکی اور نہ ذاتی جدوجہد انہیں کوئی فائدہ پہنچا سکی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٣﴾ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ ع ۵ ۱۱ ۲

نشانیاں ہیں اہل ایمان کے لیے ۵۳ آپ (کہہ دیجئے) اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتیاں کی ہیں اپنے نفسوں پر،

لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ

مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے ۵۴ یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سارے گناہوں کو

إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿٥٤﴾ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ

بلاشبہ وہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور (سچے دل سے) لوٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور سر جھکا دو اس کے سامنے

۵۳ رزق کے خزانے اس کے دست قدرت میں ہیں جتنا چاہتا ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے کسی کو کمال اختصاص نہیں۔ اس تقسیم رزق میں بھی اس کی حکمت کی صدہا نشانیاں ہیں لیکن ان نشانیوں سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو کے دل میں کو ایمان ہے۔

۵۴ جب نفسانی جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں تو بڑے بڑے دانشمندوں سے انسانی قبیح حرکتیں سرزد ہو جاتی ہیں جب انتقام کے شعلے بھڑکتے ہیں تو بڑے بڑے حلیم الطبع لوگوں کے ہاتھ سے بھی عدل و انصاف کا دامن چھوٹ جاتا ہے۔ غلط احول کے باعث غلط فہمیاں دلوں میں جم جاتے ہیں۔ ان حالات میں اگر کوئی شخص گناہوں اور بدکرداریوں سے اپنا دامن آلودہ کیے اور اس کے لیے توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے تو وہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوگا اور گناہ و عصیاں کی دلدل میں بڑی بے باکی سے بڑھتا چلا جائے گا۔ اس طرح خود بھی برباد ہوگا اور کئی معصوم زندگیوں کو بھی دفن کر کے رکھ دے گا۔

اسی طرح اگر یہ بات کسی کے ذہن نشین ہو جائے کہ گناہ کرنے سے کوئی صورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے سامنے ہمارے ان گناہوں کی کیا حقیقت ہے ہم کچھ بھی کرتے رہیں وہ بخش دے گا اور جنت کے دروازے ہمارے لیے کھول دیے جائیں گے۔ ایسا انسان بھی عمر بھر اپنی نفسانی خواہشات کے اتباع میں کھلونا بنا رہتا ہے۔ خونریزی۔ بدکاری۔ راہزنی جیسی قبیح سے اسے کوئی نفرت نہیں ہوتی۔ لوگوں کے حقوق پامال کرنے کے باوجود اور دل میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکانے کے باوجود اس کے دل میں خلش بھی پیدا نہیں ہوتی جو اس کو بے چین کر دے۔

یہ دونوں کیفیتیں انسان کے لیے ہم قاتل ہیں۔ اس طرح وہ نہ صرف دوسروں کے لیے وبال جان بن جاتا ہے بلکہ اپنی ذات پر بھی ظلم عظیم کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس کو جو تعمیری صلاحیتیں اور نیکی کی قوتیں بخشی گئی تھیں ان سے اگر وہ صحیح کام لیتا تو آسمان شہرت پر مہر ماہ بن کر چمکتا اور قیامت تک دنیا اس کی نیکیوں کو یاد کرتی۔ اسے دعائیں دیتی، اب وہ بیکار پڑی رہیں اور مرگ و بار لائے بغیر ختم ہو گئیں۔

اسلام جو دین فطرت ہے جس کا مقصد اولین فرد کی صحیح نشوونما اور راہنمائی کرنا ہے تاکہ سلجھے ہوئے اور اصلاح یافتہ افراد سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک ایسی قوم سرحلِ وجود میں آئے جو قیادت اُمم کی ذمہ داری سنبھالے اور ساری انسانیت کی راہنمائی کا فریضہ ادا کرے۔ اس لیے اسلام نے انسان کو نہ تو بالکل بے لگام چھوڑ دیا ہے کہ وہ خرمستیاں کرتا ہوا جہنم حیات کی تاریک اور سموم کلیوں کا رستہ اختیار کرے ان کی رنگ و نکہت کو لوٹتا رہے اور اس کے باوجود دل میں اپنی بخشش کا بھی یقین رکھے اور نہ ہی اسلام نے انسان کو مایوسیوں اور ناامیدیوں کے گہرے گڑھے میں دھکیل دیا بلکہ صحیح خطوط پر اس کی تربیت کا پروگرام پیش کیا۔ ایک طرف اُسے اپنے اعمال کا ذمہ دار ٹھہرایا اور اسے ان نتائج سے آگاہ کیا جو اس کے اچھے یا بُرے اعمال پر سنت الٰہی کے مطابق مترتب ہو کر رہیں گے تاکہ کوئی کام کرنے سے پہلے وہ ان نتائج کا بھی اچھی طرح جائزہ لے لے اور یہ فیصلہ کرے کہ کیا وہ ان نتائج کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار ہے۔ اس کے ساتھ اس کو مایوس بھی نہیں ہونے دیا اُسے بتادیا کہ گناہوں اور بدکاریوں سے تائب ہو کر جب اور جہاں سے وہ نئی پاکیزہ زندگی کا آغاز کرنا چاہے اُسے اس کا موقع دیا جائے گا۔

اس آیت مبارکہ میں بھی ان لوگوں کو نوید رحمت دی جارہی ہے جو عمر بھر اپنے اوپر زیادتیاں کرتے رہے جن کے شب و روز فسق و فجور میں بسر ہوتے رہے جنہوں نے کفر و شرک کا ارتکاب کر کے اپنے آپ کو بالکل برباد کر دیا۔ ایسے لوگوں کو سنایا جارہا ہے کہ آؤ میری رحمت کا دروازہ تمہارے لیے کھلا ہوا ہے۔ اگر تم سچے دل سے تائب ہو کر نئی اور پاکیزہ زندگی شروع کرنے کا عزم کر لیتے ہو تو تمہارے گناہ بے شمار اور نہایت سنگین کیوں نہ ہوں معاف کر دیے جائیں گے۔ تمہیں یہاں سے مایوس نہیں لوٹایا جائے گا۔

حدیث پاک میں اس کا شانِ نزول اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ،

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان ناسا من اھل الشرک کانوا قد قتلوا واکثروا وزنوا واکثروا فاتوا محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقالوا ان الذی تقول وتدعو الیہ لحسن لو تخبرنا ان لما عملنا کفارۃ فنزل قل یعبادی الذین اسرفوا۔ الآیۃ

ترجمہ: حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ چند مشرک جنہوں نے سابقہ زندگی میں بکثرت قتل کیے تھے اور بکثرت زنا کا ارتکاب کیا تھا حضور کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے لگے کہ جو آپ فرماتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے لیکن آج سے قبل ہم اتنے گناہ کر چکے ہیں جن کی بخشش کی کوئی صورت نہیں کیا آپ اس کے کفارہ سے ہمیں آگاہ فرما سکتے ہیں۔ یعنی مقصد یہ تھا کہ اگر ہم اسلام قبول کر لیں تو کیا ہمیں ہمارے سابقہ گناہوں پر تو عذاب نہ ہوگا۔ اگر اسلام لانے کے بعد بھی ہم جہنم میں بھیج دیے جائیں تو ہمیں اپنے آبائی دین کو چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

جب کفار و مشرکین کے ساتھ رحمت الٰہی کا یہ برتاؤ ہے تو اہل ایمان کے ساتھ خواہ وہ کتنے گنہگار کیوں نہ ہوں اگر وہ سچے دل سے توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور شفقت کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے۔ اسی لیے حضور رحمت عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ما احب ان لی الدنیا وما فیھا بھذہ الآیۃ یعنی اگر اس آیت کے عوض مجھے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے دے دی جائے تو میں اس سودا کو پسند نہیں کروں گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا

اس سے پہلے کہ آجائے تم پر عذاب ۵۵ پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔ اور پیروی کرو

اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

عمدہ کلام کی جو اتارا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اس سے پیشتر کہ تم پر اچانک

الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ

عذاب آجائے ۵۶ اور تمہیں خبر تک نہ ہو اچانک ۔ (اس وقت) کوئی شخص یہ کہنے لگے

يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ

صد حیف ! ان کوتاہیوں پر جو مجھ سے سرزد ہوئیں اللہ کے بارے میں ۵۷ اور میں تو

السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ

مسخراڑانے والوں سے تھا۔ یا یہ کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دے دیتا تو میں ہو جاتا

الاسراف : تجاوز الحد فی کل فعل ۔ ہر کام میں حد سے بڑھ جانا ۔ الفرط : ایاس من الخیر۔ خیر سے مایوسی ۔ قولہ ان اللہ یغفر الذنوب کا مفہوم بتاتے ہوئے علماء نے فرمایا المراد بنظرۃ الاطراف الخفایا وعدم المؤاخذۃ فی الظاھر والباطن وھو المراد بقولہ ھو ما من الصحائف بالکلیۃ مع التجافی عنھا یعنی مغفرت ذنوب سے مراد یہ ہے کہ ان کے متعلق نہ ظاہر میں مواخذہ کیا جائے اور نہ باطن میں۔ اور بعض نے فرمایا کہ دفتر عمل سے ان کو بالکل مٹا دیا جائے اور ان کے بارے میں کوئی مؤاخذہ نہ ہو۔

۵۵ اس کا عطف لاتقنطوا پر ہے۔ پہلے تم اپنے رب کریم کی جانب سے رُخ موڑے ہوئے تھے اور گمراہی کے راستہ پر گامزن تھے اب اپنے دل سے اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور اس کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ سرکشی کی حالت میں ہی پیغام اجل آجائے اور تم عذاب میں مبتلا کر دیے جاؤ اس وقت کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔

۵۶ ہم نے جو بہترین کلام تمہاری طرف نازل کیا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑو اور اس کی اطاعت و پیروی شروع کر دو ایسا نہ ہو کہ اچانک عذاب الٰہی نازل ہو اور تمہیں نیست و نابود کر کے رکھ دے۔

۵۷ اس وقت تم پچھتاؤ گے اپنی نالائقیوں پر اپنے آپ کو ملامت کرو گے لیکن سب بے سود۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۸﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً

۵۸ سے متقیوں میں سے ۵۹ یا یہ کہے گا جب عذاب دیکھے کاش! مجھے ایک بار پھر موقع دیا جائے

فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۹﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ

تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں گا۔ ہاں ہاں (آ) تحقیق تیرے پاس میری آیتیں پس تو نے انہیں جھٹلایا

بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى

اور تو تکبر کرتا رہا اور تو کفر کرنے والوں میں سے تھا ۶۰ اور روز قیامت آپ دیکھیں گے

الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ

انہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے اس حال میں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے ۔ کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۫

تکبر کرنے والوں کا؟ اور نجات دے گا اللہ تعالیٰ متقیوں کو کامیابی کے ساتھ

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۫

نہ چھوئے گی انہیں کوئی تکلیف اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۶۲ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا

۵۸ ان کی حالت نگفتہ بہ ہوگی کبھی کچھ کہیں گے اور کبھی کچھ۔

۵۹ بارگاہ الٰہی سے ایک ہی سخت جواب ملے گا۔

۶۰ علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے:

قال: کہ حضور نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے اعمال سمیت حشر میں حاضر کرے گا۔ مومن کے عمل کی شکل بڑی خوبصورت اور اس کی مہک بڑی دل افروز ہوگی۔ جب کہیں ڈر اور خوف ہوگا تو وہ اسے تسلی دیتے ہوئے کہے گا کہ تم اتنا گھبرا رہے خوف اور ڈر تمہارے لیے نہیں۔ وہ مومن کہے گا تو نے مجھ پر بڑے احسان کیے ہیں تو ہے کون؟ وہ جواب دے گا تم مجھے نہیں پہچانتے، میں تمہارا نیک عمل ہوں۔ دنیا میں تو نے میرے بوجھ کو اٹھائے رکھا اب میں تمہیں اٹھاؤں گا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے وہی مالک ہے آسمانوں اور زمین کی

وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

کنجیوں کا ۶۱ اور جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کا وہی لوگ خسارہ میں ہیں۔

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۝ وَلَقَدْ

آپ فرمائیے اے جاہلو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں ۶۲ اور بیشک وحی کی

اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

گئی ہے آپ کی طرف اور ان کی طرف جو آپ سے پہلے تھے۔ کہ اگر (بفرض محال) آپ نے بھی شرک کیا تو ضائع ہو جائے

اور تجھ سے ہر مصیبت کو دور کروں گا۔ فی الدر المنثور قال اللہ تعالیٰ ولقد اوحی اللہ تعالیٰ الیہ قد۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ

۶۱ مقالید جمع ہے اس کا واحد مقلید یا مقلاد ہے اور اقالید کثیر الاستعمال ہے۔ اس کا معنی ہے المفتاح یعنی کنجی۔ وقال السدی خزائن السمٰوٰت والارض : مقالید سے مراد آسمانوں اور زمین کے خزانے ہیں۔

علامہ بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی۔ حضور نے فرمایا آج تک کسی نے مجھ سے یہ تفسیر دریافت نہیں کی۔ پھر فرمایا آسمانوں اور زمین کی کنجیاں یہ کلمات طیبات ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ وبحمدہ۔ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ھو الاول والآخر والظاھر والباطن بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیٔ قدیر۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے مقالید کی تفسیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھی تو حضور نے یہی کلمات دس مرتبہ پڑھنے اور دس مرتبہ شام پڑھنے کی ہدایت کی۔ جو شخص اللہ کے رسول کی بتلائی ہوئی کنجیوں سے خزائن ارض و سما کے قفلوں کو کھولتا ہے اسی کا ہاتھ بھرتا ہے اور وہی ان خزانوں کی قدر و قیمت کو پہچان سکتا ہے۔ اولوالعزم اولیاء کرام اپنے ہادی و مرشد کی انہیں تعلیمات پر ہمہ تن عمل پیرا رہے۔ ان وظائف و اوراد کا پابندی سے ورد کرتے رہے انہیں کی برکت سے حریم قرب کے دروازے ان کے لیے کھلتے گئے۔ یہ اپنی ہمت کے پروں سے ان رفعتوں پر آشیانے بناتے رہے جہاں فرشتوں کے طائر عقل و فکر کی رسائی ناممکن ہے۔ اے راہ عشق کے مسافرو! اے منزل محبت کے راہروو! اللہ تعالیٰ سے کام لو اپنے مرشد برحق کے بتائے ہوئے کلمات طیبات کا ورد زبان بناؤ۔ تمہیں بھی ان بلندیوں پر سرفراز کیا جائے گا۔ ۶۲ کفار بارگاہ رسالت میں آتے اور کہتے کہ آپ بھی (نعوذ باللہ) بتوں کی پوجا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ

آپ کے اعمال اور آپ بھی خاسرین میں سے ہو جائیں گے۔ بلکہ صرف اللہ کی ہی عبادت کیا کرو اور ہو جاؤ

مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا

شکر گزاروں میں سے اور نہ قدر پہچانی انہوں نے اللہ کی جس طرح قدر پہچاننے کا حق تھا اور اس کی شان تو یہ ہے کہ ساری

قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ

زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور سارے آسمان لپٹے ہوئے اس کے داہنے ہاتھ میں ہونگے[۶۳] پاک ہے وہ ہر

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي

عیب سے اور برتر ہے لوگوں کے شرک سے۔ اور پھونکا جائے گا صور پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ

میں ہے اور جو زمین میں ہے[۶۴] بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے گا کہ بیہوش نہ ہوں پھر پھونکا جائے گا اس میں دوبارہ

کریں۔ آپ کے بزرگوں کا بھی یہی دین تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا کہ ان ظالموں کو جواب دو۔

۶۳ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان بیان کی جا رہی ہے کہ قیامت کے دن زمین اپنی وسعتوں، ٹیلوں، پہاڑوں، دریاؤں سمیت ایک چھوٹی سی گیند کی طرح اللہ تعالیٰ کی مٹھی میں ہوگی اور ساتوں آسمان لپیٹ کر وہ اپنے داہنے ہاتھ میں لے لے گا۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے: قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تقبض اللہ الارض یوم القیامۃ ویطوی السماء بیمینہ ثم یقول انا الملک این ملوک الارض (صحیحین) کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنے ایک دست قدرت میں لے لے گا اور آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے داہنے ہاتھ میں، پھر فرمائے گا میں ہوں بادشاہ! زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

۶۴ حضرت صدر الافاضل لکھتے ہیں یہ پہلے نفخہ کا بیان ہے۔ اس نفخہ سے جو بے ہوشی طاری ہوگی اس کا اثر یہ ہوگا کہ ملائکہ اور زمین والوں میں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے جن پر موت واقع ہوگی، وہ اس سے مر جائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں حیات عنایت کی۔ وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسے انبیاء، شہداء ان پر اس نفخہ سے بے ہوشی کی سی کیفیت طاری ہوگی۔ اور جو لوگ قبروں میں مُردے پڑے ہیں انہیں اس نفخہ کا شعور بھی نہ ہوگا۔

۶۵ اس استثناء میں کون داخل ہے اس میں مفسرین کے بہت اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نفخہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُوْرِ

اسمیں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے۔ اور چمکا اٹھے گی زمین اپنے رب کے

رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ

نور سے ۶۹ اور رکھ دیا جائے گا دفتر عمل اور حاضر کیے جائیں گے انبیاء اور دوسرے گواہ اور فیصلہ کر دیا

بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

جائے گا ان کے درمیان انصاف سے ۷۰ اور ان پر ذرا بھر ظلم بھی نہیں کیا جائیگا۔ اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر شخص کو جو

ع ۴ ۱ عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِلٰى

اس نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کام لوگ کرتے ہیں۔ اور ہانکے جائیں گے کفار جہنم کی طرف

جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى إِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ

گروہ در گروہ ۷۱ جب اس کے پاس آئیں گے تو کھول دیے جائیں گے اس کے دروازے اور کہیں گے

صور سے تمام آسمان اور زمین والے مر جائیں گے سوائے جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت کے پھر اللہ تعالیٰ دفعتہً ان کو زندہ کر دیں گے جو جانیں برس کی مدت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے دے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ شہداء ہیں جن کے لیے قرآن کریم میں بھی احیاء آیا ہے۔ حدیث صحیح میں بھی ہے کہ وہ شہداء ہیں جو تلواریں حمائل کیے گرد عرش حاضر ہوں گے تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مستثنیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں چونکہ آپ طور پر بیہوش ہو چکے ہیں۔ اس لیے اس نفخہ سے آپ بیہوش نہیں ہوں گے بلکہ آپ تیقظ اور ہوشیار رہیں گے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حوریں اور عرش الٰہی کے اٹھانے والے ہیں ضحاک کا قول ہے کہ مستثنیٰ رضوان، حوریں اور وہ فرشتے جو جہنم پر مامور ہیں وہ اور جہنم کے سانپ بچھو ہیں۔ خواص الزمان

۶۹ زمین سے مراد یہ زمین نہیں بلکہ میدان حشر ہے۔ نور سے مراد سورج اور چاند وغیرہ کا نور نہیں بلکہ یہ ایک خاص نور ہے جو اس روز اللہ الٰہی سے ہر چیز کو روشن کر دے گا۔

۷۰ تمام لوگوں کو بارگاہ الٰہی میں پیش کیا جائے گا۔ ان کے اعمال کے صحیفے رکھ دیے جائیں گے تو انبیاء تشریف لائیں گے جو اپنی اپنی امتوں پر گواہی دیں گے اور دوسرے شہداء گواہ بھی طلب کیے جائیں گے اور عدل و انصاف کے ساتھ ان کا فیصلہ کر دیا جائیگا۔

۷۱ دار الآخرۃ میں جن کو جہنم رسید کرنے کا فیصلہ صادر ہو چکا ان کو اس طرح ہانک کر جہنم میں پہنچا دیا جائے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ

ان سے دوزخ کے پہرے دار کہیں گے تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے جو پڑھ کر سناتے تھے تمہیں تمہارے رب

وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ

کی آیتیں اور ڈراتے تھے تمہیں اس دن کی ملاقات سے۔ کہیں گے بیشک آئے تھے لیکن ثابت ہو چکا تھا وعدہ محقق

الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

ہیں عذاب کا حکم کفار پر۔ انہیں کہا جائے گا داخل ہو جاؤ دوزخ کے دروازوں سے اس حال میں

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

کہ تم ہمیشہ اس میں رہو گے۔ پس کتنا برا ٹھکانا ہے متکبروں کا۔ اور لے جایا جائے گا انہیں جو ڈرتے رہے تھے (اپنے رب سے)

اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ

اپنے رب سے جنت کی طرف گروہ در گروہ ۷۲ حتی کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور جنت کے دروازے پہلے ہی کھول دیے گئے ہوں گے

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا

تو کہیں گے انہیں جنت کے محافظ تم پر سلام ہو تم خوب رہے پس اندر آؤ تم یہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اور وہ (خوش بخت)

۷۲ اور جن خوش نصیبوں کے بارے میں بخشش دینے کا فیصلہ ہوگا ان کو بڑی عزت و اکرام سے نعیم جنت کی طرف فرشتے لے جائیں گے کیا دلکش منظر ہوگا، ان پاک نفس لوگوں کو گروہ در گروہ جنت میں داخل کیا جائے گا اور سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے آقا دو جہاں حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے۔ مسلم شریف کی حدیث ہے: انا اول من یقرع باب الجنۃ یعنی حضور نے فرمایا میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آتی باب الجنۃ یوم القیامۃ فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد (بابی وامی وقلبی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ قال فیقول بک امرت الا افتح لاحد قبلک (مسند احمد) حضور نے فرمایا قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھولنے کے لیے کہوں گا تو جنت کا خازن پوچھے گا۔ آپ کون ہیں۔ میں اپنا نام بتاؤں گا تو وہ کہے گا کہ مجھے آپ کے متعلق ہی حکم دیا گیا ہے کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ

کہیں گے ساری تعریفیں اس اللہ کریم کے لیے جس نے پورا فرمایا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنایا ہمیں اس زمین کا

مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۷۴﴾ وَتَرَی

اب ہم ٹھہریں گے جنت میں جہاں چاہیں گے۔ پس کیا اچھا ہے اجر ہے نیک کام کرنے والوں کا اور (اے حبیب! آپ

الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ

دیکھیں گے فرشتوں کو حلقہ باندھے کھڑے ہوں گے عرش کے اردگرد تسبیح پڑھ رہے ہوں گے اپنے رب (جلیل) کی

وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۵﴾

اور فیصلہ کر دیا گیا ہوگا ان کے درمیان حق کے ساتھ اور کہا جائے گا سب تعریفیں اللہ کے لیے جو رب العالمین ہے۔[1]

آپ سے پہلے کسی کے لیے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

[2] دوزخی جہنم میں پھینک دیے جائیں گے اور اہل جنت فردوس بریں میں اقامت گزیں ہو جائیں گے۔ اس وقت نورانی ملائکہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے اردگرد حلقہ باندھے اپنے رب کریم کی حمد و ثنا کے گیت گا رہے ہوں گے۔

[1] یہ حمد کرنے والا کون ہوگا۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں: ای نطق القوم اجمعہ ناطقہ وبحمد اللہ رب العالمین۔ یعنی کائنات کی ہر چیز اپنے خالق و مالک کریم و رحیم پروردگار کی حمد کرے گی۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین شفیع المذنبین وعلی آلہ و اصحابہ ومن تبعہ واحب الی یوم الدین۔ ربنا اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب۔

محمد عکرم شاہ

نظر ثانی: ۳۰ رجب المرجب یوم جمعہ ۱۹۷۲ء

۱۰ ستمبر ۱۹۷۲ء

۲۵ رمضان المبارک یوم الاثنین ۹۱ھ

۱۵ نومبر ۱۹۷۱ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سُورۃ المومن

نام : اس سورہ مبارکہ کا نام المومن ہے جو آیت ۲۸ وقال رجل مومن من آل فرعون سے ماخوذ ہے۔ اس کے علاوہ اسے سورہ غافر اور سورہ الطول بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں نو رکوع اور پچاسی آیتیں ہیں۔ یہ ایک ہزار ایک سو ننانوے کلمات اور چار ہزار نو سو ساٹھ حروف پر مشتمل ہے۔

نزول : یہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ جابر بن زید سے مروی ہے کہ اس کا نزول سورہ زمر کے متصل بعد ہوا۔ (روح المعانی)

جمہور علماء تفسیر کا اس پر اتفاق ہے کہ اس کی تمام آیتیں مکی ہیں۔ بعض نے ان الذین یجادلون الخ کو مدنی کہا ہے لیکن جمہور کا قول ہی صحیح ہے۔

زمانہ نزول : مکی دور کے اس مرحلہ میں یہ سورت نازل ہوئی جب اسلام اپنی ولادت کے باعث دلوں کو فتح کر رہا تھا۔ ہزاروں مشکلات کے باوجود سلیم الطبع لوگ اس کی دعوت کو تیزی سے قبول کرنے لگے تھے۔ کفر کے سرغنوں کو اپنے پاؤں تلے سے زمین سرکتی ہوئی دکھائی دینے لگی تھی۔ انہوں نے مشتعل ہو کر بے بنیاد الزامات اور جھوٹے بہتان لگانے کی مہم تیز کر دی تھی کبھی حضور کی آفاقی سے تابندہ سیرت پر انگشت نمائی کی جاتی کبھی حضور کے عملی اقدامات پر اعتراض کیے جاتے کبھی قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا انکار کیا جاتا اور کبھی وقوع قیامت پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع کر دی جاتی۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی طرح لوگ اسلام سے بدگمان ہو جائیں اور اسلام قبول کرنے کی جو تحریک زور پکڑتی جا رہی ہے وہ تھم جائے۔ اس سورت میں انہی کے اٹھائے ہوئے شکوک و شبہات کو دور کیا جا رہا ہے۔

مضامین : اس سورت کا آغاز بڑا بارعب اور پُر جلال ہے کہ قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ فرمایا یہ کتاب کسی انسان کی تصنیف نہیں بلکہ اسے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ جو عزیز و علیم بھی ہے، غافر الذنب قابل التوب اور صاحب مجد و کرم بھی ہے۔ کیا ایسے خدا کی نازل کردہ کتاب میں کوئی نقص تلاش کیا جا سکتا ہے۔

دیگر مضامین کے علاوہ اس سورت میں دو امور کی طرف خصوصی توجہ مبذول کرائی گئی ہے۔ کفار مکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہر بات پر جھگڑتے اور تکرار کیا کرتے جس سے حضور کے قلب نازک کو اذیت پہنچتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو تسلی دے رہے ہیں کہ گزشتہ اقوام کے کفار کا تو یہ بھی اپنے رسولوں کے ساتھ اسی زیادتی کا معاملہ وہ بات بات پر اپنے انبیاء سے جھگڑتے، ان کا مذاق اڑاتے، انہیں طرح طرح کی اذیتیں پہنچاتے، اس کا انجام یہ ہوا کہ غضب الٰہی کی بجلی کوندی اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انہیں خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا۔ اگر کفار مکہ نے اپنی یہ روش ترک نہ کی تو وہ بھی اسی ہولناک انجام کے لیے تیار ہو جائیں۔

ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اے میرے حبیب! اگر یہ لوگ مجھے اپنا رب تسلیم نہیں کرتے میری وحدانیت پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا۔ وہ انگنت نوری مخلوق جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہے اور اس کے اردگرد مصروف طواف ہے وہ ہر وقت میری حمد بھی کر رہی ہے میری تسبیح بھی کر رہی ہے نیز تیرے غلاموں کے لیے وہ ہر وقت میری جناب میں مغفرت کی دعائیں مانگ رہی ہے۔ یہ فرشتے صرف نیک اور متقی لوگوں کی بلندیٔ درجات کے لیے دعا گو نہیں بلکہ ان کے والدین، اہل و عیال کی بخشش اور بلندیٔ درجات کے لیے بھی مصروف التجا رہتے ہیں۔

دوسری چیز جو بڑی اہمیت سے اس سورت میں ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دعوت حق دی اور اپنے قول کی صداقت کو روشن معجزات سے ثابت کر دیا تو اس نے اعیان حکومت کی مجلس مشاورت طلب کی۔ اس میں اس کا وزیر ہامان اور دیگر اہم حکمی شخصیتیں شریک ہوئیں۔ فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے منصوبہ کے لیے ان کی تائید حاصل کرنا چاہی۔ انہیں اس دعوت کے خطرناک مضمرات سے آگاہ کیا اور انہیں بتایا کہ اگر تم نے موسیٰ کو یوں ہی کھلی چھٹی دے رکھی تو وہ تمہارے عقائد کو بگاڑ کر رکھ دے گا اور ملک کے گوشہ گوشہ میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دے گا بہتر یہ ہے کہ حالات کے بے قابو ہونے سے پہلے حضرت موسیٰ کو ختم کر دیا جائے۔ اس وقت قبطی قوم کا ایک فرد جس نے ابھی تک اپنا ایمان ظاہر نہیں کیا تھا اٹھ کھڑا ہوا اور اس وقت کے نبی علیہ السلام کا دفاع کیا کہ فرعون لاجواب ہو گیا موسیٰ علیہ السلام کے کارناموں اور آپ کی دعوت کی برکات کو یوں وضاحت سے ذکر کیا کہ سامعین پر سناٹا چھا گیا۔ عاد و ثمود کے حالات سنا کر ان کو عبرتناک انجام سے بچنے کی ہدایت کی۔ اس مرد مومن کے نعرۂ قلندرانہ نے فرعون کے سارے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اب فرعون نے پینترا بدلا اور ایک نئی چال چلی۔ ہامان کو ایک بہت بلند مینار تعمیر کرنے کا حکم دیا تاکہ اس کے اوپر چڑھ کر آسمان میں جھانک کر تسلی کر لی جائے کہ موسیٰ کا خدا زمین میں بھی نہیں اور آسمان میں بھی نہیں تو اب ہم اسے ڈھونڈنے کہاں جائیں۔

اس سے واضح ہوا کہ بندہ حق کیش جب فرعونستانہ بلند کرتا ہے تو باطل اپنے تمام تر فرعونی باوجود اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

سورت میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ کی توحید اور کبریائی پر تکوینی دلائل پیش کیے گئے ہیں تاکہ سننے والے کو حق الیقین نصیب ہو جائے کہ جس کی قدرت کے یہ کرشمے ہیں وہی رب السموٰت والارض ہے۔

قیامت کے روز کفار و مشرکین کا جو حسرتناک انجام ہوگا، اس کی بھی تصویر کشی کر دی گئی ہے تاکہ جو لوگ اس ہولناک انجام سے بچنا چاہتے ہیں، وہ ابھی سے سنبھل جائیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ المؤمن مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ ۸۵ آیتیں، ۹ رکوع

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۲﴾ غَافِرِ

حا۔ میم ۱؎ اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست ہے سب کچھ جاننے والا ہے ۲؎ گناہ بخشنے والا

۱؎ حم حروف مقطعات میں سے ہے ان کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے بعض علماء نے فرمایا کہ یہ سورت کا نام ہے بعض کے نزدیک یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔

قال عکرمۃ قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حٰمٓ اسمٌ من اسماء اللہ تعالیٰ وھی مفاتیح خزائن ربک (قرطبی)

علامہ اسماعیل حقی اس ضمن میں لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ہر اسم اس کے خزانوں میں سے کسی خزانہ کی کنجی ہوا کرتا ہے۔ جب کوئی شخص کسی اسم الٰہی کا ورد کرتا ہے تو اس شخص کی روح اور اس اسم میں ایک خاص مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو رفتہ رفتہ بندے کو ذات خداوندی کے قریب کر دیتی ہے۔ اس وقت اس بندہ پر انوار الٰہی کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ اور حسب استعداد وہ فیضان حاصل کرتا ہے۔ فحینئذ یتجلی لہ الحق سبحانہ من مرتبۃ ذلک الاسم و یفیض علیہ ما شاء بقدر استعدادہ وکل اسمائہ تعالیٰ اعظم عند الحقیقۃ۔ (روح البیان)

۲؎ تنزیل مصدر ہے لیکن منزل (اسم مفعول) کے معنی میں ہے۔ تنزیل مصدر لکن المراد منہ المنزل (کبیر) اس کی ترکیب میں متعدد اقوال ہیں یہ خبر ہے مبتدا محذوف (ھذا) کی یا حٰمٓ مبتدا ہے اور تنزیل اس کی خبر۔ یا یہ خود مبتدا ہے اور من اللہ اس کی خبر۔

جن ایام میں یہ سورت نازل ہوئی کفار نے بہتان طرازیوں اور افترا پردازیوں کا ایک طوفان برپا کر رکھا تھا ہر طرح کے جھوٹے الزامات لگانے کی مہم زوروں پر تھی۔ ذات پاک مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ واجمل الثناء کی ذات اقدس پر اور اسلامی عقائد پر اعتراضات کی بوچھاڑ شروع تھی۔ اس جھوٹے پراپیگنڈہ سے کفار لوگوں کی توجہ اسلام سے ہٹانے کی کوشش میں دن رات مصروف تھے۔ اس لیے اس سورت کا آغاز اقتدار جلال اور پُرشکوہ انداز سے کیا جا رہا ہے تاکہ لوگ ہمہ تن گوش بن کر اس کی طرف متوجہ ہوں۔ بتایا جا رہا ہے کہ یہ کتاب کسی انسان کی تصنیف شدہ نہیں تاکہ اس میں طرح طرح کی خامیوں کا احتمال ہو بلکہ یہ آسمان سے اتاری گئی ہے اور اس کا اتارنے والا خداوند ذوالجلال ہے جو عزیز ہے یعنی سب سے زبردست اور سب پر غالب اور علیم ہے یعنی ماضی، حال، مستقبل اس کے علم کے سامنے یکساں ہیں۔ وہ ہر چھپی بڑی ظاہر و خفی چیز کو جاننے والا ہے وہ کتاب جو آسمان سے اتری ہو اور اس کا اتارنے والا ان صفتوں اور قدرتوں کا مالک ہو وہ کتاب اس لائق ہے کہ اس کی طرف توجہ سے سنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ إِلٰهَ

گناہ توبہ قبول فرمانے والا سخت سزا دینے والا فضل وکرم فرمانے والا ہے شفیق کوئی معبود

جائے خوب سمجھا جائے اور اس کے ارشادات کو تسلیم کیا جائے۔

۳ قرآن نازل فرمانے والے خداوند قدوس کی چند دوسری صفات بیان کی جا رہی ہیں۔

سورہ زمر کے آخر میں کفار کے ہولناک انجام کا ذکر کیا گیا تھا اب اپنی عظمت و رحمت کی تمہید سنا کر انہیں مایوسی کے اندھیروں سے نکالا جا رہا ہے۔ وہ غافر الذنب ہے یعنی گناہوں کی پردہ پوشی فرماتے والا ہے۔ کوئی شخص کتنا ہی بدکار ہو جب وہ اس کے دربار میں ندامت و شرمندگی کی ساتھ لے کر آ جاتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپ دیتا ہے کسی کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ اس نے کبھی کوئی گناہ یا قصور کیا تھا۔

قابل التوب : یعنی جب کوئی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کی سابقہ سرکشیوں کے باعث اپنے باب کرم سے دھتکار نہیں دیتا بلکہ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اس کے گناہوں کا نام و نشان بھی باقی نہیں چھوڑتا۔ توب : مصدر ہے تاب یتوب کا۔ اس کا لغوی معنی ہے رجوع کرنا لوٹنا۔ اور اہل شریعت نے توبہ کی تشریح ان الفاظ سے کی ہے :

والتوبة فی الشرع ترک الذنب لقبحه والندم علی ما فرط منه والعزیمة علی ترک المعاودة وتدارک ما امکنه ان یتدارک من الاعمال بالاعادة (روح البیان)

یعنی شریعت میں توبہ ان چار چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے کہ گناہ کو قبیح سمجھتے ہوئے چھوڑ دے جو فروگزاشت اس سے پہلے ہو چکی ہے اس پر دل سے شرمسار ہو۔ دوبارہ اس کا ارتکاب نہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لے اور جہاں تک ممکن ہو گذشتہ اعمال کا تدارک کر لے۔

غافر اور قابل کے درمیان واو عطف ذکر کر کے اس طرف اشارہ فرمایا کہ یہ دونوں الگ الگ صفتیں ہیں اور توبہ کرنے والے کی توبہ بھی قبول کرتا ہے اور جو توبہ نہیں کرتے وہ اتنا کریم ہے کہ جس کو چاہتا ہے توبہ کے بغیر بھی بخش دیتا ہے کیونکہ توبہ کے بغیر بخشش میں اس کی شان کریمی کا ظہور زیادہ ہے اس لیے غافر الذنب کو پہلے ذکر کیا۔

۴ اس کا عذاب بھی بہت شدید ہے جب پکڑتا ہے تو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ یہاں شدید عقاب کی صفت مقدم ہے۔

۵ طول کہتے ہیں فضل و انعام کو۔ الطول بالفتح : المن یقال منه طال علیه وتطول علیه اذا امتن علیه (صحاح) ابن منظور نے اس کا معنی قدرت بھی لکھا ہے۔

ذی الطول ای ذی القدرة (لسان العرب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ

اس کے سوا نہ اسی کی طرف دوسرے اوشاہے ۔ نہیں تنازعہ کیا کرتے اللہ کی آیتوں میں

۱ جو ذات ان صفات جلیلہ کاملہ کی مالک ہے وہی عبادت کے لائق بھی ہے اس کے سوا کوئی ان صفات جلیلہ سے متصف ہے اور نہ کوئی معبود بننے کی اہلیت رکھتا ہے۔

۲ اس میں اطاعت گزاروں کے لیے بشارت ہے اور عاصی نافرمانوں کے لیے سرزنش ہے۔

علمائے تفسیر نے یہاں بڑا روح افزا اور بصیرت افروز واقعہ بیان کیا ہے اس کا یہاں لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ شام کا ایک آدمی امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اس کی پاکیزہ، تقویٰ اور دین کے لیے اس کی حمیت کے باعث قلب اس کو اپنا بھائی کہہ کر پکارتے تھے۔ شام سے ایک آدمی آیا۔ آپ نے اس سے اپنے دوست کی خیریت دریافت کی۔ اس نے بتایا کہ وہ تو تباہ ہو گیا ہے۔ شراب پیتا ہے، گانا سنتا ہے اور وہ فسق و فجور کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ یہ سن کر آپ کو اور صدمہ ہوا فرمایا جب واپس جائے تو مجھے بتائے جانا۔ روانگی کے وقت وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اپنے کاتب کو بلایا اور فرمایا لکھو:

"من عمر بن الخطاب الی فلان سلام علیکم فانی احمد الیکم اللہ الذی لا الہ الا ھو غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی الطول لا الہ الا ھو الیہ المصیر"

ترجمہ: یہ خط عمر بن الخطاب سے فلاں شخص کی طرف۔ تم پر سلام ہو میں تیری طرف اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جو وحدہ لاشریک ہے۔ گناہ معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب والا۔ بڑی قدرت والا اس کے بغیر اور کوئی معبود نہیں۔ اسی کی طرف سب کے لوٹنا ہے۔"

پھر خود بھی اس کی ہدایت کے لیے دعا مانگی اور حاضرین مجلس سے بھی اس کے لیے دعا منگوائی اور یہ خط اس شخص کو دیا اور فرمایا کہ یہ میرے دوست کو پہنچا دینا۔ جب اس دوست نے خط پڑھا، تو اس پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا مینہ برسنے لگا۔ روتا تھا اور خط کو بار بار پڑھتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی فسق و فجور کی زندگی ترک کر کے اطاعت و اتقیاء کی زندگی بسر کرنے لگا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جب اس کی توبہ کی اطلاع ملی تو آپ بڑے خوش ہوئے اور فرمانے لگے: ھکذا فاصنعوا اذا رأیتم اخاکم زل زلۃ فسددوہ ووفقوہ وادعوا اللہ لہ ان یتوب علیہ ولا تکونوا اعوانا للشیاطین علیہ۔ یعنی تم بھی جب اپنے کسی بھائی کو دیکھو کہ راہ راست سے اس کا قدم پھسل گیا ہے تو اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا کرو۔ اسے سیدھی راہ پر لانے کی کوشش کرو۔ اس کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اور اس کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بن جاؤ یعنی اگر تم اسے برا بھلا کہنا شروع کر دو گے اس پر طعن و تشنیع کے تیر برسانے لگو گے تو وہ اپنی ضد پر پکا ہو جائے گا اور اسے اپنی عزت نفس کا سوال بنا کر گمراہی میں دور نکل جائے گا۔

سبحان اللہ: دعوت و ارشاد اور تبلیغ و اصلاح کا کیا حکیمانہ انداز ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

کافر ۔ پس نہ دھوکہ میں ڈالے تمہیں ان لوگوں کا دبدبے کے ساتھ آنا جانا مختلف شہروں میں ۔ جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم

نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُوْلِهِمْ

نوح نے اور کئی دوسرے گروہوں نے ان کے بعد ۔ اور قصد کیا ہر امت نے اپنے رسول کے متعلق

لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۚ

کہ اسے گرفتار کر لیں اور جھگڑتے رہے دلیل کے ساتھ ناحق تاکہ نیچا دکھا دیں اس کے ذریعہ حق کو پس میں نے پکڑ لیا انہیں ۔

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ

پس کیسا تھا میرا عذاب ۔ اور اسی طرح واجب ہو گیا اللہ کا فیصلہ

۴ بحث و تکرار کبھی افہام و تفہیم کے لیے ۔ کوئی مشکل مسئلہ حل کرنے کے لیے کسی غلط فہمی کے ازالہ کے لیے اور منکرین حق کے اعتراضات کا جواب دینے کے لیے ہوتا ہے ۔ یہ بحث و تکرار مستحسن ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے اور قرآن میں اسے جادلھم بالتی ھی احسن فرمایا گیا ہے لیکن ایسا جدال اور مناظرہ جس سے مقصد فضول شبہات پیدا کر کے حق کو مشکوک کرنا ، آیات الٰہی میں باہمی تناقض ثابت کرنا ، ان کی تضحیک کرنا یا ان کی ایسی تاویل کرنا جس سے دوسری آیات کی نفی ہوتی ہو ۔ ایسے جدال کی حرمت صرف وہی شخص کر سکتا ہے جس کے دل میں خدا اور رسول پر ایمان نہ ہو ۔ مشرکین مکہ کا دن رات یہی شغل تھا ، وہ قرآن کے بیان کردہ عقائد کو غلط ثابت کرتے ۔ ایک آیت کو دوسری آیت سے متضاد ثابت کرتے طرح طرح کے شکوک و شبہات کا غبار اڑا کر حق کے حسن و جمال کو مستور کرتے ۔ ان کی اس نازیبا اور غیر شائستہ حرکت پر انہیں سرزنش کی جا رہی ہے ۔

۵ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوتا کہ اگر واقعی یہ حق کے منکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سچے رسول کو جھٹلاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب ان کو تباہ و برباد کیوں نہیں کر دیتا ۔ کیوں بڑے کروفر سے کبھی اپنے تجارتی قافلے لے کر شام کی طرف اور کبھی یمن کی طرف جا رہے ہیں اور ہر بار دولت و ثروت کے ڈھیر سمیٹ کر واپس آتے ہیں ۔ ارشاد ہے : اے دیکھنے والے ! تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈال دے ۔ ہم نے کچھ عرصہ کے لیے انہیں مہلت دے رکھی ہے ۔ اگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا تو ان کی تباہی یقینی ہے ۔ خدا کا عذاب آئے گا اور ان کا نام و نشان مٹا کر رکھ دے گا ۔

۶ ان سے پہلے بھی کئی بدبخت قوموں نے یہ وتیرہ اختیار کیا ۔ انہوں نے اپنے رسولوں کو اپنا قیدی بنانے کے منصوبے باندھے اور غلط طریقوں سے ان کے ساتھ جھگڑتے رہے ۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح وہ حق کو مٹا دیں گے لیکن ہمارے عذاب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ

کفار پر کہ وہ دوزخی ہیں ۱۱ جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو ۱۲ اور جو

حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ

عرش کے ارد گرد (حلقہ زناں) ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں ۱۳ حمد کیساتھ اپنے رب کی اور ایمان رکھتے ہیں اس پر اور استغفار کیا کرتے ہیں

اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ

ایمان والوں کے لیے ۱۴ (کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تو گھیرے ہوئے ہے ہر شے کو (اپنی) رحمت اور علم سے ۱۵ پس بخش دے

انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور ان کا انجام تمہیں اچھی طرح معلوم ہے۔ اَدْحَضَ الْحُجَّةَ الْبَاطِلَ (مفید) کسی دلیل کے باطل کرنے کو عربی میں اَدْحَضَ کہتے ہیں۔

۱۱ صرف دنیا میں ہی ان پر عذاب نہیں آئے گا بلکہ اللہ تعالیٰ نے حتمی فیصلہ فرما دیا ہے کہ جو کفر پر مرے گا وہ جہنم میں ہمیشہ کے لیے جھونک دیا جائے گا۔

۱۲ کفار و مشرکین مکہ کی جس طرح دلآزاری کیا کرتے تھے اور ہادیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس طاہر پر جھوٹے بہتان لگاتے تھے ان کا ذکر پہلے گزرا۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو یہ بتا کر تسلی دے رہے ہیں کہ یہ اوباش اور بیہودہ لوگ اگر ایسا کرتے ہیں تو کیا ہوا۔ وہ عظیم المرتبت فرشتے جو عرش عظیم کو اٹھائے ہوئے ہیں اور وہ مقرب ملائکہ جو ہر لحظہ عرش الٰہی کے طواف میں سرگرم ہیں اور اپنے رب کریم کی حمد و ثنا میں مشغول رہتے ہیں وہ تو ہر لحظہ تمہارے لیے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا رہتے ہیں اور تمہارے لیے استغفار کرتے ہیں۔ تمہارے مراتب کی بلندی، تمہارے اور تمہارے ماں باپ، ازواج و اولاد کے لیے دخول جنت کی التجائیں کرتے ہیں، پھر تمہیں ہلکا ہونے کی کیا ضرورت ہے۔

۱۳ یہ فرشتے اپنے رب کی تسبیح بھی کرتے ہیں اور اس کی حمد و ثنا بھی کرتے ہیں۔ وہ کن کلمات سے تسبیح کرتے ہیں؟ اس کے بارے میں ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں: سبحان ذی العزۃ والجبروت۔ سبحان ذی الملک والملکوت سبحان الحی الذی لا یموت۔ سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح۔ ان کے حیا اور ادب کا یہ عالم ہے کہ یہ ہمیشہ سر جھکائے رہتے ہیں آنکھ اوپر اٹھا کر دیکھتے ہی نہیں، جلال الٰہی سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔

یومنون بہ کے الفاظ سے مشرکین عرب کی غلطی کا ازالہ کر دیا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں فرمایا وہ بھی اس کے وجود پر اسی توحید و کبریائی پر اسی طرح ایمان لے آئے ہیں جیسے دوسری مخلوق۔

۱۴ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کے علاوہ ان ملائکہ کا دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ وہ اہل ایمان کی مغفرت کے لیے ہر لمحہ دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ

انہیں جنہوں نے (کفر سے) توبہ کی ہے اور پیروی کی ہے تیرے راستہ کی اور بچالے انہیں عذاب جہنم سے ۝ اے ہمارے رب! داخل فرما

جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

انہیں سدا بہار باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور جو قابل بخشش ہیں ان کے والدین ،

اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَقِهِمُ

ان کی بیویوں اور ان کی اولاد سے۔ بیشک تو ہی ہے زبردست اور حکمت والا ہے ۝ اور بچالے انہیں

۷ اصل عبارت یوں تھی وسعت کل شیء رحمتک وعلمک یعنی تیری رحمت اور علم ہر چیز کو اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے لیکن اس کے بجائے دعا میں فرمایا کہ اس کی طرف اشارہ ہو کہ ذات باری سراپا رحمت اور سراسر علم ہے۔ اور یہاں علم سے رحمت کو مقدم کیا کیونکہ بخشش کا ذکر ہو رہا ہے۔ آداب دعا میں سے یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف و تمجید کی جائے پھر حمد باری کے بعد اس رحیم و کریم کے حضور دست سوال دراز کیا جائے۔

۸ یہاں ملائکہ کی دعا کا ذکر ہو رہا ہے۔ الٰہی کیونکہ تیری رحمت کا دامن بڑا وسیع ہے اس لیے تو ان کی توبہ کو قبول فرمالے جن لوگوں نے توبہ کی اور تیرے نبی کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے ان کو بخش دے اور انہیں عذاب جہنم سے بچالے اور انہیں جنت عدن میں داخل فرما۔

۹ الٰہی! ان کے ماں باپ ازواج اور اولاد کو بھی بخش دے جو مغفرت کی صلاحیت رکھتے ہیں اور بخشے جانے کے قابل ہیں بخشش اور مغفرت کا وہی مستحق ہوتا ہے جو ایماندار ہو۔ ان لوگوں کا متقی، عابد اور زاہد ہونا ضروری نہیں کیونکہ ایسے لوگ تو بذات خود بخشش دیے جاتے ہیں ان کو اپنی بخشش کے لیے اپنی اولاد یا والدین کے سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ علامہ بیضاوی لکھتے ہیں: لعل المراد بالصلوح طہارۃ النفس الایمان۔ یعنی یہاں صلاح کا معنی صرف ایمان ہے۔ کیونکہ انسان جب صفت ایمان سے متصف ہو جاتا ہے تو وہ بخشش کے لائق ہو جاتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ یہ بات ہم نے اس لیے کہی ہے تاکہ مسلوف اور مسلوف علیہ میں تغایر پایا جائے۔ یہاں بھی صلاح سے مراد زہد، تقویٰ اور نیکی ہو تو پھر یہ الذین تابوا کے زمرہ میں داخل ہو گئے ان کو علیحدہ ذکر کرنے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ امام بغوی سعید بن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جب مومن جنت میں داخل ہوگا تو پوچھے گا میرا باپ کہاں ہے؟ میری ماں کہاں ہے؟ میرے بچے کہاں ہیں۔ میری بیوی کہاں ہے؟ اسے بتایا جائے گا کہ انہوں نے تیری طرح نیک اعمال نہیں کیے! اس لیے وہ یہاں موجود نہیں۔ تو وہ جنتی جواب میں کہے گا کہ میں اپنے لیے اور ان کے لیے نیک اعمال کیا کرتا تھا پھر کیا جائے گا کہ ان لوگوں کو بھی جنت میں داخل کرو۔ یہ روایت اگرچہ موقوف ہے لیکن مرفوع کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ

سزاؤں سے ۱۸ اور جس کو تو بچالے سزاؤں سے اس دن تو گویا تو نے بڑی رحمت فرمائی اس پر اور یہی ہے

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ

بہت بڑی کامیابی ۱۹ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا انہیں پکارا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی (تم سے)

اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝

بیزاری بہت زیادہ ہے اس بیزاری سے جو تمہیں اپنے آپ سے ہے (یاد ہے) جب تم بلائے جاتے ایمان کی طرف تو تم کفر کیا کرتے ۲۰

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا

وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندہ کیا پس اب ہم اعتراف کرتے ہیں اپنے گناہوں

فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ

کا۔ سو کیا (یہاں سے) نکلنے کی بھی کوئی صورت ہے ۲۱ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب پکارا جاتا اللہ تعالیٰ کو اکیلا تو تم

حکم ہے۔ اس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ آیت میں خشیۃ سے مراد نفس ایمان ہے۔ (مظہری)

۱۸ سیئات کا ایک معنی عقوبات کیا گیا ہے یعنی الٰہی امان کو ہر قسم کی سزاؤں سے بچانا اور اس کا دوسرا معنی یہ کیا گیا ہے کہ الٰہی دنیا میں ان کو گناہوں اور اعمال قبیحہ سے بچا۔ خود ان کی نگہبانی فرما اور نفس و شیطان کی شر انگیزی سے محفوظ رکھ۔

۱۹ پہلی صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ قیامت کے روز جن کو تو عذاب سے بچالے ان پر تو نے رحمت فرمائی۔ دوسری صورت میں معنی ہوگا کہ اس دنیا میں جن کو تو نے گناہوں سے محفوظ رکھا ان پر تو نے بڑا احسان فرمایا۔ فرشتوں کے دل میں ہمارے لیے خلوص اور خیر خواہی کے یہ پاکیزہ جذبات کیونکر پیدا ہوئے اس کی وجہ محض ایمان ہے۔

۲۰ قیامت کے دن کفار کو جب جہنم رسید کر دیا جائے گا اس وقت انہیں اپنی حماقتوں کا احساس ہوگا اور انہیں اپنے آپ پر بڑا غصہ آئے گا اپنی جہالت پر نفریں بھیجیں گے اور اپنی ہٹ دھرمی کو کوسیں گے اور بڑے تلخ عتاب کھائیں گے۔ فرشتے ان کی یہ حالت دیکھ کر انہیں کہیں گے کہ اتنا غصہ آج تمہیں اپنے آپ پر آرہا ہے کل دنیا میں جب اللہ تعالیٰ کا رسول اور اس کے نیک بندے تمہیں کفر و شرک سے باز رکھنے کی مخلصانہ کوشش کرتے تھے تو ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ کی آتش غضب بھڑکتی تھی اور اس کو اس سے کہیں زیادہ غصہ تم پر آتا تھا۔ ۲۱ کفار کہیں گے دو مرتبہ تو نے ہمیں موت کا مزا چکھایا اور دو مرتبہ زندہ کیا۔ دو موتوں اور دو زندگیوں کا ذکر پہلے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَفَرْتُمْ ۚ وَإِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿١٢﴾ هُوَ

انکار کر دیتے اور اگر شریک بنایا جاتا کسی کو اس کا تو مان لیتے ۲۲ پس حکم کا اختیار اللہ کے لیے ہے جو برتر اور بزرگ ہے ۲۳

الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ

وہی ہے جو دکھاتا ہے تمہیں اپنی آیتیں ۲۴ اور نازل فرماتا ہے تمہارے لیے آسمان سے رزق ۲۵ اور نہیں نصیحت

إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ﴿١٣﴾ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ

قبول کرتا مگر وہ جو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے ۲۶ تو عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی خالص کرتے ہوئے اس کے لیے دین کو

پارہ میں گزر چکا ہے۔ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ کفار کو جب دوزخ میں پھینک دیا جائے گا تو وہ اپنی غلطی کا اعتراف کریں گے اور تسلیم کریں گے کہ حیات بعد الموت حق ہے آج تک انکار کرتے رہے یہ عین حق ہے۔ اعتراف گناہ کے بعد پوچھیں گے کہ کیا اب اس دوزخ سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے۔ جواب ملے گا نہیں بالکل نہیں اب تمہیں یہیں رہنا پڑے گا۔

۲۲ یہ کس جرم کی سزا ہے کیا تم جانتے ہو؟ یہ اس جرم کی سزا ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی توحید کا ذکر کیا جاتا تو تم اسے ماننے سے انکار کر دیتے اور اس کے ساتھ جب تمہارے معبودان باطل کو شریک ٹھہرایا جاتا تو تم فوراً اس بات کو تسلیم کر لیا کرتے تھے خدا کی توحید کے انکار کی یہ سزا ہے جس میں تم مبتلا ہو۔

۲۳ تمہارے متعلق فیصلہ کرنے کا کلی اختیار اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے تمہارے وہ معبودین کو تم جنہیں اصرار سے خدا کا شریک بنایا کرتے تھے وہ اس خدائی فیصلہ میں رتی بھر بھی کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں اس لیے نہیں بخشے گا کہ تم اس پر ایمان ہی نہیں لائے اور جب بھی اس کی توحید پر ایمان لانے کی تمہیں دعوت دی گئی تم فوراً بپھر جاتے تھے اور جن خداؤں کی پوجا میں تم مگن رہا کرتے تھے ان کا آج کوئی بس نہیں چلتا، بھلا آج تو ان کا نام و نشان تک بھی نہیں ملتا۔ اس لیے اب تمہارے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔

۲۴ یعنی وہ تمہیں ایسی نشانیاں دکھاتا ہے جن کے دیکھنے کے بعد اس کی وحدانیت، اس کی حکمت بالغہ، قدرت کاملہ اور علم محیط کا اعتراف کیے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔

۲۵ اس کی وحدانیت اور اس کی حکمت کی ایک واضح نشانی بیان کر دی۔ رزق سے مراد یہاں بارش ہے۔ رزقا ای مطرا یکون سببا لرزقکم فیہ۔ مگر اسی ایک نشانی پر غور کیا جائے تو سارے جواب اٹھ جاتے ہیں۔

۲۶ لیکن اس سے فائدہ صرف وہی لوگ اٹھاتے ہیں جن کے دلوں میں رجوع الی اللہ کا جذبہ موجود ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۲﴾ رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ

اگرچہ تا پسند کریں کفار ۱۲ بلند درجات پر فائز کرنے والا عرش کا مالک ۱۵ نازل فرماتا ہے وحی اپنے حکم سے

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ

اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے ۱۴ تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے ۱۵ وہ دن جب وہ ظاہر ہونے والے ۱۶

۱۲ کفار نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو شریک بنالیا، ان کا انجام تم نے دیکھ لیا۔ تم یہ غلطی ہرگز نہ کرنا۔ فقط حامی کی عبادت کرنا اور اپنے عقیدہ میں شرک کی ذرا آمیزش نہ ہونے دینا کفار کی برہمی اور ناراضگی کی قطعاً پروا نہ کرنا۔ اگر اس غلطی کا ارتکاب تم نے بھی کیا تو تمہارا انجام بھی بڑا اندوہناک ہوگا۔

۱۳ اس آیت طیبہ میں اللہ تعالیٰ کی مزید تین صفات کمال بیان فرمائی جارہی ہیں۔ (۱) رفیع الدرجات یعنی وہ اپنی مخلوق کے مراتب و درجات کو ان کی طبعی استعداد اور ان کے حوصلہ و ہمت اور سعی پیہم کے مطابق یا محض اپنی جود و عطا سے بلند فرمانے والا ہے ——— اس صورت میں رفیع بمعنی رافع ہوگا اور اگر رفیع بمعنی مرتفع ہو تو پھر اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی شان سب سے ارفع ہے کوئی چیز کسی حیثیت سے اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ (۲) ذو العرش وہ عرش کا مالک ہے یعنی عالم الملک کی فرمانروائی کا تخت اس کے تصرف میں ہے۔ ہر چیز اس کے فرمان کے مطابق ظہور پذیر ہو رہی ہے۔ اس کے اذن کے بغیر کوئی پتہ جنبش نہیں کر سکتا۔ کوئی ذرہ اپنی جگہ سے سرک نہیں سکتا۔ زندگی اور موت، عزت و ذلت، صحت و بیماری، ثروت سب اس کی شان ربوبیت کی جلوہ نمائیاں ہیں۔ (۳) یلقی الروح، القاء سے مراد یہاں وحی ہے یعنی جس طرح آسمان سے بارش اتار کر ہر انسان کی مادی زندگی کے تحفظ کی تکمیل کی گئی ہے۔ ہر چیز کو اس کی طبیعت، امزاج اور ضرورت کے مطابق رزق بہم پہنچایا جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی اخلاقی، روحانی ترقی اور نشوونما کے لیے اللہ تعالیٰ وحی نازل فرماتا ہے۔

۱۴ حضرت ابن عباسؓ نے من امرہ کا معنی من فضلہ کیا ہے۔ (مظہری) یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کو چن لیتا ہے اور اس پر وحی نازل کرتا ہے۔ کسی پر وحی کا نزول محض اس کا فضل و کرم ہے۔

۱۵ انبیاء کرام کو وحی سے سرفراز کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو خواب غفلت سے بیدار کریں اور انہیں غلط روی کے ہولناک انجام سے بروقت خبردار کریں۔ یوم التلاق سے مراد قیامت کا دن ہے کیونکہ اگلے پچھلے سب وہاں ملاقات کریں گے۔ ۱۶ سب قبروں سے نکل کر دست بستہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ان کا ظاہر و باطن عیاں ہوگا۔ بڑے بڑے تاجدار، کشور کشا، فاتح عالم بڑے بڑے فرعون و نمرود جو آنا ربکم الاعلیٰ کا نعرہ لگایا کرتے تھے۔ بڑے بڑے جگیرا اور بلا کو وہاں کھڑے ہوں گے اس وقت اعلان کیا جائے گا۔ لمن الملک الیوم: اے سرکشو! اے متکبرو! بتاؤ آج فرمانروائی کس کی ہے۔ ہر طرف سناٹا طاری ہو جائے گا۔ ہر طرف خاموشی اور سکوت ہوگا۔ کسی کو ہمت نہ ہوگی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

پوشیدہ نہ ہوگی اللہ تعالیٰ پر ان کے حالات سے کوئی شے کس کی بادشاہی ہے آج؟ کسی کی نہیں، صرف اللہ کی جو واحد

الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ

اور غالب ہے۔ آج بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا تھا۔ ذرا ظلم نہیں ہوگا آج

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ

بیشک اللہ تعالیٰ بہت تیزی سے حساب لینے والا ہے۔ اور آپ ڈرایئے انہیں قریب آنے والے دن سے جب کہ دل گلے میں اٹک

لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ

جائیں گے غموں اور دہشت سے بھرے ہوئے۔ نہ ہوگا ظالموں کے لیے کوئی دوست اور نہ ایسا سفارشی جس کی

کو جواب دے سکے تو وہی مخلوق کا کائنات جواب دے گا۔ للہ الواحد القہار۔

۱۷ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم کو حکم دے رہا ہے کہ آپ ان لوگوں کو ہول قیامت سے ڈرایئے تاکہ وہ توبہ کریں اور اس روز شدید کے عذاب سے بچ جائیں۔ آزفہ کا معنی ہے بہت جلد آنے والی۔ قرآن مجید میں متعدد بار قیامت کے بارے میں یہی بات ذہن نشین کرائی گئی ہے کہ وہ بالکل قریب آپہنچی ہے۔ اس کے آنے میں دیر نہیں۔ متعدد بار ہے کہ لوگ ابھی سے اس کی تیاری شروع کر سکیں۔ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اپنے عقائد کی درستی اور اخلاق کی اصلاح کا اہتمام شروع کر دیں۔

۱۸ قیامت کی ہولناکی اور شدت کی تصویر کشی کی گئی ہے یعنی اس دن ہولناک مناظر کو دیکھ کر لوگوں پر اتنی دہشت اور خوف طاری ہوگا کہ دل پسلیوں سے اچھل کر گلے میں اٹک کر رہ جائیں گے۔ نہ اپنی جگہ پر واپس جا سکیں گے تاکہ سکون نصیب ہو اور نہ گلے سے باہر نکل سکیں گے تاکہ رشتہ حیات منقطع ہو اور قصہ ختم ہو بلکہ گلے میں اٹکے رہ جائیں گے دہشت آئے گی کہ جان چھوٹے اور نہ ایسے آرام و سکون ہوگا۔

۱۹ ایسے مشکل وقت میں کوئی جگری دوست انہیں نظر نہیں آئے گا جو ان کا غم غلط کر سکے یا ان کے بوجھ کو ہلکا کر سکے اور نہ کوئی ایسا سفارشی انہیں ملے گا جس کی اطاعت بارگاہ الٰہی میں قابل قبول ہو۔

ان لوگوں نے دنیا میں بڑے بڑے لوگوں سے یارانے گانٹھے تھے لیکن اس دن کوئی یار ان کے نزدیک تک سے گزرنا بھی روا نہ رکھے گا۔ یہ بتوں کی پوجا ذوق و شوق سے اس لیے کیا کرتے تھے کہ قیامت اگر آ بھی گئی اور انہیں دھر بھی لیا گیا تو یہ بت ان کی سفارش کریں گے اور ان کی قید جہنم سے نکال لیں گے لیکن ان بے چاروں کو تو لب کشائی کی جرأت ہی نہ ہوگی۔ وہ اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يُطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ

سنا دیں مانی جائے۔ وہ جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور ان باتوں کو جنہیں سینے چھپائے ہوئے ہیں ۳۵ اور اللہ

يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ

فیصلہ فرمائے گا حق کے ساتھ ۳۶ اور جنہیں وہ اللہ کے بغیر پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں

بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي

کر سکتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی

الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

زمین میں تاکہ وہ دیکھتے کہ کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے ۳۷

دن ان کے کسی کام نہیں آئیں گے۔

۳۵ اللہ تعالیٰ کے علم محیط سے خائنوں کی کوئی حرکت اوجھل نہیں رہ سکتی۔ نہ صرف یہ کہ اس کو ان کی آنکھوں کی خیانت اور بددیانتی کا بھی علم ہے اور ان کے سینوں کے پوشیدہ رازوں سے بھی وہ خوب واقف ہے۔

۳۶ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام حقائق سے آگاہ ہے اس لیے اس کا فیصلہ برحق ہو گا اور کفار کے معبودانِ باطل جو اندھے، بہرے جاہل بلکہ بے جان پتھر یا دھات کے مجسمے ہیں وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔

۳۷ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول انہیں عرصہ سے دعوت حق دے رہا ہے۔ اپنی دعوت کی سچائی ثابت کرنے کے لیے طرح طرح کے شواہد اور معجزات پیش کر رہا ہے لیکن یہ لوگ ہیں کہ گوش بر گوش ہیں اور اخلاص بھری دعوت کو لائق التفات ہی نہیں سمجھتے وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے یہ ٹھاٹھ سدا یوں ہی رہیں گے، ان کے پاس دولت کی فراوانی ہے جتھہ بندی کے بل بوتے میں ان کا گزر ہوتا ہے لوگ فرطِ عقیدت سے اپنی آنکھیں فرش راہ کر دیتے ہیں۔ انہیں کیا ضرورت ہے کہ اس نبی کی دعوت کو قبول کریں جس کا لباس پھٹا ہوا ہے جس کی مالی حالت ناگفتہ بہ ہے جس کے ماننے والوں کو وہ مار مار کر ادھ موا کر دیتے ہیں اور ان سے بات پوچھنے کی جرأت بھی کسی کو نہیں ہوتی۔

اس آیت سے ان کی غلط فہمی کو دور کیا جا رہا ہے کہ تم دنیا میں پہلے لوگ تو نہیں ہو جنہیں یہ جاہ و حشمت، دولت و ثروت میسر آئی ہو اور جنہیں بے کس و بے نوا لوگوں پر حکومت کی کامل چھٹی ملی ہو۔ تم سے پہلے بھی یہاں صدہا قومیں آباد رہی ہیں جو دولت و قوت میں تم سے کہیں زیادہ تھیں ان کے بنائے ہوئے فلک بوس محلات پہاڑ کی مانند مستحکم قلعے، ان کے بسائے ہوئے شہر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

وہ طاقت کے لحاظ سے بھی ان سے بڑھ کر تھے اور زمین میں (چھوڑے ہوئے) آثار کے لحاظ سے بھی۔ تو پکڑ لیا انہیں اللہ نے

بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ

ان کے گناہوں کے باعث اور نہیں تھا ان کے لیے اللہ سے کوئی بچانے والا۔ یہ اس لیے کہ (وہ) آتے رہے تھے

تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ قَوِيٌّ

پاس ان کے رسول روشن نشانیاں تو انہوں نے (ہر بار) ماننے سے انکار کر دیا پس پکڑ لیا انہیں اللہ نے۔ بے شک وہ (اللہ) قوی

شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝

سخت سزا دینے والا ہے۔ اور بیشک بھیجا ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیوں اور روشن سند کے ساتھ۔

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ فَلَمَّا

فرعون، ہامان اور قارون کی طرف تو انہوں نے کہا (یہ) جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے پھر جب

ان کے لگائے ہوئے باغات کے نشانات آج بھی جگہ جگہ موجود ہیں اور ان کی حکمت و شوکت کی گواہی دے رہے ہیں اور تم جب اپنے تجارتی کارواں لے کر مختلف ممالک میں جاتے ہو تم نے بھی ان اجڑے ہوئے محلوں، قلعوں اور بستیوں کے کھنڈرات کو دیکھا ہوگا۔ تم جانتے ہو کہ انہیں کیوں تباہ و برباد کر دیا گیا؟ انہوں نے بھی تمہاری روش اختیار کی تھی۔ انہوں نے بھی اپنے نبیوں کی دعوت کو ٹھکرایا تھا اور وہ فسق و فجور اور بے راہروی کے خوگر ہو گئے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر بھڑکا اور انہیں خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا۔ اس وقت انہیں بچانے کے لیے کوئی سامنے نہ آیا۔ یاد رکھو! اگر تم نے بھی اس روش کو ترک نہ کیا تو تمہارا بھی وہی انجام ہوگا۔ اس وقت کوئی دلیل، کوئی سفارش تمہیں بچا نہ سکے گی۔

۱۰۰ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کے لیے حضرت موسیٰ اور فرعون کے حالات بیان فرما رہے ہیں کہ جو الزامات کفار حضور پر لگاتے ہیں اسی طرح کے الزامات فرعون اور اس کے وزیروں نے ایک جلیل القدر رسول پر لگائے تھے لیکن آخر کار الزام لگانے والے اور کفر کرنے والے بایں حشمت و جاہ مٹ گئے اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کی پیروی کرنے والوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ یعنی یہی حال کفار مکہ کا بھی ہوگا۔

آیات سے مراد وہ نو معجزات ہیں جن کا ذکر لقد اٰتینا موسیٰ تسع آیات بینات کے ضمن میں پہلے گزر چکا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

موسیٰ لے کر آئے ان لوگوں کے پاس حق ہمارے ہاں سے۔ تو انہوں نے کہا کہ قتل کرو ان لوگوں کے بیٹوں کو جو ایمان

مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

ساتھ ایمان لائے اور زندہ چھوڑ دو ان کی لڑکیوں کو ۴۰ اور نہیں ہے کافروں کا ہر مکر مگر رائیگاں ۴۱

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ

اور فرعون نے (جھنجلا کر) کہا مجھے چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ بلائے اپنے رب کو (اپنی بچت کے لیے) ۴۲ مجھے اندیشہ

اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝ وَقَالَ

ہے کہ کہیں وہ تمہارا دین بدل نہ دے یا فساد نہ پھیلا دے ملک میں۔ ۴۳ اور موسیٰ (علیہ السلام)

سلطان مبین: حجۃ واضحہ بیّنہ یعنی واضح اور روشن دلیل اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد تورات ہے۔

۳۹ اہل باطل جب دلیل و برہان کے میدان میں زیر ہو جاتے ہیں تو وہ جھوٹے الزامات پر اتر آتے ہیں۔ اور بہتان تراشی کا ہتھیار اختیار کرتے ہیں یہی حال فرعون اور اس کے امراء کا ہے۔

۴۰ جب موسیٰ علیہ السلام دین حق لے کر ان کے پاس آئے اور اپنی صداقت اور اپنے دین کی حقانیت کو براہین قاطعہ سے ثابت کر دیا تو ان لوگوں نے آپ کو جادوگر اور جھوٹا کہنا شروع کر دیا۔ اس سے بھی جب بات نہ بنی تو تشدد پر اتر آئے۔ یہ فیصلہ کیا کہ بنی اسرائیل کی نسل کشی کی جائے۔ بچے مار ڈالے جائیں لڑکیاں زندہ رہنے دی جائیں۔ اس طرح بنی اسرائیل کی عددی قوت ختم ہو جائے گی اور وہ کسی طرح ہمارے لیے خطرہ کا باعث نہ بنے گی۔ لیکن ان کی یہ سازش بھی ناکام ہو گئی۔

۴۱ کیا پیارے الفاظ ہیں: وما کید الکافرین الا فی ضلال یعنی انہوں نے قریہ منشیہ موسیٰ علیہ السلام کو کمزور کرنے کے لیے اور آپ کی دعوت کو بے اثر بنانے کے لیے سوچا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی یہ چال سیدھی راہ سے بھٹک گئی اس لیے مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہی۔ ۴۲ فرعون بھی گھبراہٹ میں کہتا ہے کہ اے اعیان مملکت! اگر تم مجھے کچھ نہ کہو تو میں خود ہی موسیٰ کا کام تمام کر دوں۔ مجھے تو تمہاری رائے کا پاس ہے اور نہیں اسے کچھ نہیں کہتا۔ گویا موسیٰ علیہ السلام پر امن تحکومت کی پاسداری کی وجہ سے اب تک ہاتھ نہیں اٹھایا گیا۔ حالانکہ فرعون دل میں ڈر رہا تھا کہ اگر اس نے زیادتی کی تو کہیں موسیٰ کا ڈنڈا اٹھوا بن کر اسے نگل نہ جائے۔

۴۳ اپنی رعایا کو اپنی پالیسی کے بارے میں مطمئن کرنے کے لیے فرعون نے دو خطروں کا ذکر کیا۔ پہلی بات تو یہ بنائی کہ اگر تم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ

لے کر میں پناہ مانگتا ہوں اپنے رب کی اور تمہارے پروردگار کی ہر اس متکبر کے شر سے جو روز حساب پر

بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ

ایمان نہیں رکھتا۔ ﴿۲۷﴾ اور کہنے لگا ایک مرد مومن جو فرعون کے خاندان سے تھا اور چھپائے

نے موسیٰ کے خلاف کوئی مؤثر کارروائی نہ کی تو یہ تمہارے حکمران نظریات کی حکومت کو مستحکم کر کے رکھ دے گا۔ دوسری یہ بات ہے کہ اب تو تم بڑے امن و سکون اور خیر و عافیت سے خوشحالی کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ نہ بیرونی حملے کا خطرہ ہے اور نہ اندرون ملک کوئی شورش برپا کر سکتا ہے نیز بنی اسرائیل کے مرد اور عورتیں تمہارے غلام بنے ہوئے ہیں۔ تم انہیں جو حکم دیتے ہو اُسے بجا لاتے ہیں وہ ذرا سستی نہیں کرتے۔ اگر موسیٰ کی دعوت کو پذیرائی نصیب ہو گئی تو یاد رکھو بغاوت کے شعلے بھڑک اٹھیں گے پراگندہ اور منفک الحال لوگ تمہاری باطل پرستی کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے اور ملک بھر میں تفرقہ و فساد کی آگ بھڑکا دیں گے حکمرانی اور فرمانروائی کا تقاضا یہ ہے کہ اس اُبھرتے ہوئے خطرہ کا آج ہی مکمل طور پر انسداد کر دیا جائے۔ حقیقت میں اس کی ذات اور نفس کا تخت شاہی خطرے سے دوچار تھا۔ وہ صرف مصریوں کا بادشاہ ہی نہ تھا بلکہ ان کا خدا بھی تھا۔ اس نے سوچا اگر موسیٰ علیہ السلام اپنی تبلیغ میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو لوگ اس کی خدائی کو ماننے سے انکار کر دیں گے۔ وہ صرف اللہ کی بندگی کو قبول کریں گے نیز اس ظلم و ستم کی پھر اس حاکم قوم کو اجازت نہ دیں گے۔ دراصل دعوت موسوی سے اس کی ذات کو خطرہ لاحق تھا۔ عصائے موسوی کی ہیبت سے اس کا تخت کانپ اٹھا تھا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے قتل پر اپنی قوم کو رضامند کرنا چاہتا تھا تاکہ اس کی ذات اور اس کا اقتدار سلامت رہے لیکن ایک چالاک اور شاطر سیاست دان کی طرح ظاہر یہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ اقدامات قوم کے مذہب کی سلامتی اور ملک میں امن و امان برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہیں۔ صدیا سال پہلے فرعون جو چال چلی فرعونی سیاست کے پیروکار آج بھی حرف بحرف اس کی تقلید کر رہے ہیں۔ جب بھی کوئی اللہ تعالیٰ کا بندہ ان کی دھاندلیوں کے خلاف آواز بلند کرتا ہے اور اس ظالمانہ نظام کو بدلنے کے لیے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے تو ان عقل کے اندھوں کو یہ توفیق تو نہیں ہوتی کہ وہ اپنی غلطیوں کی اصلاح کریں جو روسم کا جو بازار انہوں نے گرم کر رکھا ہے اس کی جگہ قانون کی فرمانروائی بحال کریں۔ الٹا وہ اللہ کے ان نیک بندوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ ان کو فسادی، اقتدار کا بھوکا اور معلوم نہیں کن کن القابات سے بدنام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

﴿۲۷﴾ موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعون کے اس منصوبہ کا علم ہوا تو آپ گھبرائے نہیں۔ پریشان نہیں ہوئے بلکہ آپ کی زبان سے وہی جملہ نکلا جو موسیٰ علیہ السلام جیسے ہر گزیدہ رسول کے شایان شان تھا۔ فرمایا مجھے اکیلا نہ سمجھو۔ مجھے اس ذوالجلال کی پناہ اور حمایت حاصل ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی مالک ہے تم لاکھ اس کی بندگی کا رشتہ توڑنا چاہو تم فرعون کو اپنا خدا سمجھتے رہو تم حقیقت کو بدل نہیں سکتے۔ بندے پھر بھی تم اسی رب کے ہو جس کا میں بندہ ہوں میں نے ہر متکبر اور سرکش کے شر سے اس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَيُهَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ

ہوئے تھا اپنے ایمان کو کیا تم قتل کرنا چاہتے ہو ایک شخص کو اس وجہ سے کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے

بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ

حالانکہ وہ تمہارے پاس روشن دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے (اسے اپنے حال پر چھوڑ دو) اگر وہ جھوٹا ہے تو اسکے جھوٹ کی سزا

يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ

اس پر ہو گی اور اگر وہ سچا ہوا اور تم نے اس کو گزند پہنچائی تو ضرور پہنچے گا تمہیں عذاب جس کا اس نے تم سے وعدہ کیا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ

نہیں دیتا اُسے جو حد سے بڑھنے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو ۲۸ اے میری قوم! مانا آج حکومت تمہاری ہے زمین میں غلبہ حاصل ہے

فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ

اس ملک میں (لیکن مجھے یہ تو بتاؤ) کون بچائے گا ہمیں خدا کے عذاب سے اگر وہ ہم پر آجائے ۲۹ (یہ سن کر) فرعون نے کہا

دامنِ رحمت میں پناہ لی ہوئی ہے تم میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔

۲۸ قبطی قوم کا ایک فرد حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا چکا تھا لیکن اس نے اپنی قوم کو اپنے ایمان سے آگاہ نہیں کیا تھا۔ اس نے جب سنا کہ فرعون حضرت کلیم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہا ہے تو اس نے ان کو اس ارادہ سے باز آنے کی تلقین شروع کی۔ پہلے تو انہیں بھڑکانے کے لیے کہا کہ تم موسےٰ کے درپے آزار کیوں ہو؟ اس نے تمہارا کیا جرم کیا ہے۔ اس نے کونسی تازہ تعلیم پیش کی ہے محض اس لیے تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے اپنے عقیدہ کی حقانیت دلائل و معجزات سے ثابت کر دی ہے۔ تمہارا سا ظالم تو بڑا ترقی یافتہ ہے تم ان کے ذاتی عقیدہ میں کیوں دخل دیتے ہو۔ اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اگر بالفرض وہ غلط کہہ رہا ہے تو خود ہی کیفر کردار کو پہنچ جائے گا ہمیں اپنے ہاتھ اس کے لہو سے رنگین کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

۲۹ آج کل ہم بڑی عزت و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حکومت ہماری ہے۔ ہمارے اشارۂ ابرو پر لوگوں کی قسمتیں بدلتی ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ ہمارے فرمان سے سرتابی کرے۔ دولت، سامان، عیش و عشرت کی فراوانی ہے۔ ہم اس حالت کو بدلنا نہیں چاہتے۔ ہماری پوری کوشش ہونی چاہیے کہ یہ حالات برقرار رہیں اگر موسیٰ (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں تو خدا مسرف کذاب ہے خود نپٹ لے گا۔ اور اگر وہ سچا ہے اور ہم نے اسے قتل کر دیا تو پروردگار کو خدا کا غضب جوش میں آئے گا اور عیش و عشرت کی یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ

میں تو تمہیں وہی مشورہ دیتا ہوں جس کو میں درست سمجھتا ہوں اور نہیں دکھاتا میں تمہاری مگر سیدھے

الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ

راستہ کی طرف ﴿۲۹﴾ اور کہنے لگا وہی ایمان والا اے میری قوم! میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بھی کہیں پہلی قوموں کی

يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ

تباہی کے دن جیسا دن خدا نہ لائے ﴿۳۰﴾ جیسا حال ہوا تھا قوم نوح، عاد اور ثمود کا اور ان لوگوں کا جو

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ

ان کے بعد آئے۔ اور اللہ نہیں چاہتا کہ بندوں پر ظلم کرے اور اے میری قوم! میں ڈرتا ہوں

عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

تمہارے بارے میں پکار کے دن سے ﴿۳۲﴾ جس روز تم بھاگو گے پیٹھ پھیرتے ہوئے نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ کے عذاب

ربط: اُٹھ کر کھڑی ہو جائے گی۔ اس لیے مصلحت کا یہی تقاضا ہے کہ ہم سستی کر نہ بیٹھیں۔ اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیں اور مطمئن خاطر سے حواس باختہ ہو کر کوئی ایسی غلط بات کر بیٹھیں کہ خدا کے عذاب میں یوں گرفتار ہو جائیں کہ نکلنے کی پھر کوئی صورت نہ رہے۔

﴿۲۹﴾ فرعون نے کہا کہ میں نے تمہیں جو مشورہ دیا ہے میرے نزدیک وہ درست ہے اور میں تمہیں اسی راہ پر گامزن کرنا چاہتا ہوں جس میں تمہاری بھلائی ہے۔

اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ فرعون مطلق العنان فرمانروا ہونے کے باوجود آج کل کے فرعونوں کی طرح تکبر مزاج اور کج رائے نہیں تھا کہ اور کسی نے مخالف رائے دی جبھی وہ غدار اور گردن زدنی قرار دے دیا گیا بلکہ وہ اختلاف رائے کو بڑے تحمل سے برداشت کرتا تھا۔

﴿۳۰﴾ اس مرد مومن نے جب دیکھا کہ اس کی پند و موعظت اثر انگیز نہیں ہو رہی تو اس نے مزید کھل کر گفتگو شروع کی اور گذشتہ زمانوں میں اپنی بداعمالیوں کے باعث تباہ و برباد ہونے والی قوموں کا ذکر شروع کر دیا اور فرمایا ان تباہ ہونے والی قوموں کے حالات سے عبرت پکڑو اور اس غلط روش کو چھوڑ دو۔

﴿۳۲﴾ ذرا سا زلزلہ آ جائے یا کوئی ناگہانی مصیبت آ جائے تو اتنا شور و غل مچتا ہے کہ کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ جب اگر بھائیک قیامت کی ہولناکیوں سے دوچار ہوں گے۔ قبروں کے نیچے زمین انگارے کی طرح تپ رہی ہوگی اوپر سے سورج

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَلَقَدْ جَآءَكُمْ

سے کوئی بچانے والا نہ ہے اور جسے گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں ۝ اور اے میری قوم! بیشک

يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۭ

آئے تمہارے پاس یوسف (موسیٰ علیہ السلام) اس سے پہلے روشن دلائل لیکر پس تم شک میں گرفتار رہے اس چیز سے جو وہ لے کر آئے تھے ۵۱

حَتّٰٓى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۭ كَذٰلِكَ

یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہنا شروع کر دیا کہ نہیں بھیجے گا اللہ تعالیٰ ان کے بعد کوئی رسول ۵۲ ۔ یونہی

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۝ ۨ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ

گمراہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جو حد سے بڑھنے والا شک کرنے والا ہوتا ہے ۔ (یعنی گمراہ کرتا ہے انہیں جو جھگڑتے رہتے ہیں

کی کرنیں آگ برسا رہی ہوں گی۔ سامنے دوزخ کے شعلے بھڑک رہے ہوں گے۔ چاروں طرف سے فرشتوں نے گھیر رکھا ہوگا۔ اس سراسیمگی کے عالم میں شوہر دل کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس لیے اس دن کو یوم التناد یعنی ایک دوسرے کو پکارنے کا دن کہہ دیا ۵۰ ۔ دوزخیوں کی حالت کا نقشہ کھینچا جا رہا ہے۔

۵۱ پہلے جن رسول کا ذکر ہوا وہ وقتاً فوقتاً ملاقاتوں میں بستے والی تھیں۔ اب اس نبی اور اس کے منکرین کا ذکر ہو رہا ہے جو کچھ عرصہ پہلے اسی ملک کے باشندے تھے۔ یوسف علیہ السلام کے نام سے کون ایسا مصری تھا جو واقف نہ تھا۔ ان کا دور حکومت مصر کی تاریخ کا وہ درخشاں دور تھا جب کہ ہر طرف عدل و انصاف کا نور برس رہا تھا۔ قانون کی بالادستی قائم تھی۔ غریبوں اور مفلوک الحال لوگوں کی اس طرح دلداری کی جاتی تھی کہ سبحان اللہ! اس عام اور شدید قحط کی تباہ و بربادیوں سے انہیں حضرت یوسف کے حسن انتظام نے بچا لیا تھا۔ اس نبی اور عادل فرمانروا کے ساتھ اس کی قوم نے جو برتاؤ کیا مومن آل فرعون اس کا ذکر فرما کر انہیں تنبیہ کر رہا ہے ان کی بے داغ سیرت، ان کے بے مثیل انتظام حکومت، ان کی عدل گستری اور ان کی رعایا پروری کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے باوجود وہ ان کو نبی ماننے کے لیے تیار نہ ہوئے بلکہ ان کی ساری مراسی اور تدبیریں ہیں گئیں کہ یہ نبی ہے یا نہیں قطعی اور یقینی دلائل کے باوجود وہ تذبذب کا ہی شکار رہے اور شک کی وادیوں میں ہی بھٹکتے بھٹکتے عمر گزار دی۔

۵۲ اور جب وہ نبی ناپید ہو گیا تو پھر کف افسوس ملنے لگے اور کہنے لگے ایسی ہستی اب دوبارہ پیدا نہیں ہوگی۔ ان کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ پہلے ہدایت سے یوں محروم رہے۔ اب امکان یہ تھا کہ کوئی دوسرا نبی تشریف لائے تو یہ اپنی گزشتہ غفلت اور کوتاہی کی تلافی کر لیں۔ یہ کہہ کر اب اور کوئی ایسا نہیں آئے گا انہوں نے اس امکان کو بھی کالعدم کر دیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ

اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دستاویز، دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو، یہ طریقہ، بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ کے نزدیک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝

اور مومنوں کے نزدیک۔ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر ۵۳

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝

اور فرعون نے کہا اے ہامان! بنا میرے لیے ایک اونچا محل (اس پر چڑھ کر) میں ان راہوں تک پہنچ جاؤں ۵۴

۵۳ آخر میں ایک اصول بیان فرمادیا کہ جس قوم میں یہ تین عیوب پیدا ہو جائیں ان کے ہدایت پانے کی کوئی امید نہیں رہتی۔ کوئی معجزہ کوئی پند و نصیحت انہیں جادہ ضلالت سے نہیں ہٹا سکتی۔ وہ اندھیروں سے اتنے مانوس ہو جاتے ہیں کہ نور سے انہیں گھبراہٹ ہونے لگتی ہے۔ وہ تین عیب یہ ہیں:

۱۔ مُسْرِف: حد سے بڑھنے والا جو احکام الٰہی اللہ تعالیٰ نے دیئے ہیں ان کی پابندی نہ کرنے والا۔ اسے ہزار سمجھایا جائے وہ اپنی ہٹ سے باز آجانے کا نام ہی نہیں لیتا۔

۲۔ مُرْتَاب: وہ شخص جو شک کی بیماری کا مریض ہو۔ اس کے سامنے روشن دلائل کے انبار لگا دو شک کے جراثیم اس کے ذہن سے نکلتے ہی نہیں۔

۳۔ مَنْ يُجَادِلُ: جو اللہ تعالیٰ کی آیات میں بے جا تاویل کرتا ہے۔ ان میں عیب نکالتا ہے۔ تضاد ثابت کرتا ہے جس فرد میں یہ تین عیب ہوں خدا انہیں کبھی ہدایت نہیں دیتا۔

۵۴ فرعون نے جب یہ محسوس کیا کہ اس مرد مومن کی گفتگو حاضرین کو متاثر کر رہی ہے تو اس نے فوراً پینترا بدلا اور کہنے لگا کہ موسیٰ کی صداقت کا پرکھنا کوئی اتنا مشکل کام نہیں کہ ہم اس کے بارے میں پریشان رہیں اور کسی حتمی فیصلہ پر نہ پہنچ سکیں۔ ابھی ایک بلند مینار تعمیر کرتے ہیں اور اس پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کا سراغ لگائیں گے زمین پر تو کہیں ہے نہیں اگر آسمان پر مل گیا تو ہم بھی مان لیں گے اور اگر آسمان پر بھی اس کا سراغ نہ ملا تو پھر سب کو یقین ہو جائے گا کہ موسیٰ کی بات غلط ہے۔ پھر ہامان کی طرف متوجہ ہو کر کہا: ہامان! اے وزیر باتدبیر! یہ کام تم کرو۔ میں ایک اونچا بہت اونچا مینار تعمیر کرو۔ اس پر چڑھ کر ہم آسمان پر چڑھنے کا راستہ دریافت کر لیں گے اور آسمان کا کونہ کونہ چھان ماریں گے۔ (ضیاء القرآن جلد سوم سورۃ قصص آیت ۳۸)

ہر وہ چیز جس کے ذریعہ کسی جگہ تک رسائی حاصل کی جائے اُسے سبب کہتے ہیں۔ یہاں اسباب سے مراد وہ راستے ہیں جو آسمان کی طرف جاتے ہیں یا ان سے مُراد آسمان کے دروازے جن کے ذریعہ آسمان میں داخل ہوتے ہیں۔ کل مافیوزی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ

یعنی آسمانوں کی راہوں تک پہنچ جاؤں تاکہ دیکھوں موسیٰ کے خدا کو اور میں تو یقین کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے ۳۶ اور

زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ

یوں آراستہ کر دیا گیا فرعون کے لیے اس کا برا عمل اور روک دیا گیا اسے راہ (راست) سے اور نہیں تھا

فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ ع ۱۰

فرعون کا سارا فریب مگر اسکی اپنی تباہی کے لیے ۳۷ اور کہنے لگا وہ جو ایمان لایا تھا اے میری قوم! میرے پیچھے چلو

اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۝ يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ

میں دکھاؤں گا تمہیں ہدایت کی راہ ۳۸ اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی تو (چند روزہ) لطف اندوزی ہے

وَاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى

اور آخرت ہی ہمیشہ ٹھہرنے کی جگہ ہے جو برے کام کرتا ہے اسے سزا دی جائے گی

اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اسی قدر اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ

۳۶ الی شئی فھو سبب کالرشاء والحبل ونحوھما، واسباب الثانی بیان للاول۔

۳۷ ساتھ ہی اپنی رائے بھی ظاہر کر دی کہ میرا تو یہ خیال ہے کہ موسیٰ کی بات میں سچائی نام کو نہیں۔ ظن: یہاں گمان غالب بھی لیا جا سکتا ہے اور یہی یقین بھی۔

۳۷ یعنی اس کی مکاری، عیاری، حیلہ سازی اور دانستہ انکار حق کے باعث اس کے برے اعمال اسے حسین و خوشنما نظر آئے گئے، وہ انہی کے پیچھے پڑا رہا اور جو حیلہ سازیاں اس نے حضرت موسیٰ کے خلاف کی تھیں وہ سب خود اس کی تباہی اور بربادی کا سبب بنیں۔

۳۸ یعنی بھلائی اور نجات کا راستہ وہ نہیں جس پر فرعون تمہیں چلانا چاہتا ہے بلکہ آؤ میں تمہیں رشد و ہدایت کا راستہ دکھاتا ہوں جس پر چل کر تم اپنی منزل تک پہنچ سکتے ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَ

ایماندار ہو تو وہ داخل ہوں گے جنت میں رزق دیا جائے گا انہیں وہاں بے حساب اور

يٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾

اے میری قوم! میرا بھی عجیب حال ہے کہ میں تو تمہیں بلا رہا ہوں نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھے آگ کی طرف ۵۸

تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا

تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور میں شریک ٹھیراؤں اس کے ساتھ جس کا مجھے علم تک نہیں اور میرا

اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ

حال یہ ہے کہ میں پکار رہی ہستیں اس خدا کی طرف بلا رہا ہوں جو عزت والا اور بہت بخشنے والا ہے سچی بات تو یہ ہے کہ جس کی طرف

لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ

تم مجھے بلاتے ہو اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اسے پکارا جائے اس دنیا میں اور نہ آخرت میں ۵۹ اور یقیناً ہم سب کو لوٹنا ہے

مومن کا سلسلۂ وعظ شروع ہے اب اس نے مصلحت کے سارے حجاب تار تار کر دیے ہیں اور اس کے شانۂ اور خطرات سے بے نیاز ہو کر اعلانِ حق کرنا شروع کر دیا ہے۔

۵۸ یعنی میرے ساتھ بھی تم لوگوں کا رویہ عجیب و غریب ہے۔ میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے آگ میں کودنے کی دعوت دیتے ہو۔ میں تمہیں اس خدائے واحد کی بندگی کی تلقین کر رہا ہوں جو سب سے زبردست بھی ہے اور اس کے باوجود بڑا بخشنے والا ہے۔ عمر بھر خطائیں کر کے بھی اگر اس کے در پر کوئی آ جائے تو معاف کر دیتا ہے اور تم مجھے کہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا انکار کر دوں اور اس کے ساتھ ایسے شریک بناؤں جو بالکل بے بس اور بے اختیار ہیں اور جن کی خدائی کا مجھے کوئی علم نہیں۔ میں تو تمہاری خیر خواہی میں سرگرم ہوں اور تم ہو کہ اپنے ساتھ مجھ غریب کو بھی ڈبو دینا چاہتے ہو۔ تم میرے عجیب دوست ہو۔ مجھے تمہاری ایسی دوستی کی ضرورت نہیں۔ مہربانی فرما کر مجھے اس قسم کی نصیحتیں نہ کیا کرو۔

۵۹ یعنی جن معبودانِ باطل کی عبادت اور بندگی کی تم مجھے نصیحت کر رہے ہو۔ یہ تو ایسے ہیں کہ انہیں یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ دنیا میں یا آخرت میں انہیں خدا تسلیم کیا جائے اور نہ انہوں نے خود کبھی اپنی خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اتنے بے بس اور بے اختیار ہیں کہ نہ دنیا میں ان کو پکارنے کا کوئی فائدہ ہے اور نہ قیامت کے دن کسی کی فریاد سنیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ

اللہ کی طرف اور یقیناً حد سے گزرنے والے ہی جہنمی ہیں۔ پس (اے میرے مخاطبو!) عنقریب تم یاد کرو گے جو میں آج تمہیں کہہ رہا ہوں

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ

اور میں اپنا (سارا) کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بیشک اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے (اپنے) بندوں کو ﴿۴۵﴾ پس بچا لیا اسے

اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾

اللہ تعالیٰ نے ان اذیتوں سے جو انہوں نے حیلہ کیا اور ہر طرف سے گھیر لیا فرعونیوں کو سخت عذاب نے ﴿۴۶﴾

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۣ

دوزخ کی آگ ہے پیش کیا جاتا ہے انہیں اس پر صبح و شام اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا)

اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ

داخل کرو فرعونیوں کو سخت تر عذاب میں ﴿۴۷﴾ اور (کیسا ہو شرمناک سماں ہوگا) جب یہ جھگڑیں گے دوزخ میں

﴿۴۱﴾ فرعون جو اپنے آپ کو الٰہ کہلواتا تھا اس کے رُوبرو اور بھرے دربار میں اتنی حق گوئی ایک مرد مومن کو ہی زیبا ہے لیکن جب سامعین کو اس نے متاثر ہوتے نہ دیکھا تو اس نے صاف کہا کہ آج تو تم میری بات نہیں مان رہے اور میری سرکشی تمہیں گراں گزر رہی ہے۔ عنقریب وہ وقت آئے گا جب عذاب الٰہی تم پر نازل ہوگا۔ اس وقت تم میری ان باتوں کو یاد کرو گے

﴿۴۲﴾ تمہارے پاس طاقت و اقتدار ہے اور میں نے مجمع عام میں تمہاری غلط روی پر تمہیں صاف الفاظ میں سرزنش کی ہے مجھے علم ہے کہ تم مجھ میری اس حق گوئی پر عتاب کرو گے اور مجھے قتل کرنے سے بھی باز نہ آؤ گے لیکن مجھے تمہاری ان دھمکیوں کی ذرا پروا نہیں۔ میں نے اپنے سارے معاملات اللہ کے سپرد کر دیے ہیں وہ اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے۔

﴿۴۳﴾ چنانچہ فرعونیوں نے اس مرد حق کیش کو قتل کرنے کی سازشیں کیں لیکن وہ سب ناکام رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی خود حفاظت فرمائی اور کوئی اس کا بال بیکا نہ کر سکا۔ اُدھر فرعون اپنے لاؤ لشکر اور جاہ و حشمت سمیت غرق کر دیا گیا۔

﴿۴۴﴾ فرعون اور اس کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا لشکر سمندر میں غرق ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر سلامتی سے کنارے پہنچ گئے۔ دُنیا میں ہی حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہو گیا۔ ان کا قصہ یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ فرعون اور اس کے پیروکاروں کو ہر صبح و شام دوزخ کی آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور انہیں بتایا جاتا ہے کہ جب عالم برزخ کی میعاد ختم ہوگی تو قیامت قائم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَيَقُولُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

پس کہیں گے کمزور لوگ انہیں جو تکبر کیا کرتے تھے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے پس کیا تم

أَنتُم مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوٓا

کر سکتے ہو ہم سے کچھ حصہ آگ (کے عذاب) کا ﴿۴۷﴾ جواب دیں گے تکبر

إِنَّا كُلٌّ فِيهَآ إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

ہم سب آگ میں (گرفتار) ہیں بیشک اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے بندوں کے متعلق ﴿۴۸﴾ اور کہیں گے

فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

آگ میں داروغوں جہنم کے دعا کرو اپنے رب سے کہ ایک دن تو ہمارے عذاب میں (کچھ) تخفیف فرما

الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوٓا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا

دے ﴿۴۹﴾ وہ (جواب میں) کہیں گے کیا نہیں آیا کرتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ۔ وہ

ہوگی۔ اس کے بعد انہیں اسی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

اس آیت سے علماء اہل سنت نے عذاب قبر کا اثبات کیا ہے۔ قبر سے مراد صرف وہ گڑھا ہی نہیں جس میں کسی کو دفن کیا جاتا ہے کیونکہ یہ قبر تو کسی کو نصیب ہوتی ہے اور کسی کو نصیب ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ اس سے مراد عالم برزخ ہے۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے کے وقت کو عالم برزخ کہتے ہیں۔ آل فرعون کو دیے جانے والے دو عذابوں کا یہاں ذکر ہو رہا ہے۔ ایک وہ جس میں قیامت سے پہلے وہ مبتلا ہیں، دوسرا وہ جو قیامت کے بعد انہیں دیا جائے گا۔ هذه الآية اصل كبير في استدلال اهل السنة على عذاب البرزخ في القبور۔

۴۷ کافر سردار اور ان کے پیروکار سب ایک جگہ آتش جہنم میں جل رہے ہوں گے پیروکار کہیں گے اے ہمارے سردارو دنیا میں تو تم بڑی ڈینگیں مارا کرتے تھے کہ ہم یوں کر دیں گے ہم یوں کر دیں گے۔ اب اپنے اثر و رسوخ سے کام لے کر ہمارے عذاب میں کچھ تخفیف کرا دو۔

۴۸ ان کی بے بسی دیدنی ہوگی۔

۴۹ پھر دوزخی ان فرشتوں کی منت سماجت کریں گے جو جہنم کی حفاظت کے لیے مقرر ہیں کہ تم ہمارے لیے دعا کرو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بَلٰى قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ اِنَّا ع ۵

کہیں گے بیشک ! ڈرانے کہیں گے تم خود ہی دعا مانگو۔ اور حقیقت یہ ہے کہ نہیں ہے کافروں کی دعا مگر محض بے راہ روی میں بیشک ہم

لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ

(اب بھی) مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور مومنین کی۔ اس دنیوی زندگی میں اور اس دن بھی (مدد کریں گے)

الْاَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ

جس دن گواہ (گواہی دینے کے لیے) کھڑے ہوں گے ۶۸ اس روز نفع نہ دے گی ظالموں کو ان کی عذر خواہی اور ان کے لیے لعنت ہوگی

وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا

اور ان کیلئے (دوزخ کا) بدترین گھر ہوگا۔ اور ہم نے عطا فرمایا موسیٰ کو (نور) ہدایت اور وارث بنایا

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ۝ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

بنی اسرائیل کو کتاب کا ہدایت اور نصیحت تھی عقلمندوں کے لیے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

پس (اے حبیب) آپ صبر فرمائیے (کفار کی ایذاؤں پر) بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور استغفار کرتے رہیے اپنے (امتی) گناہوں کے لیے ۶۹ اور اپنے رب کی

کہ کسی دن تو ہمارے عذاب کی شدت کم کر دی جائے۔ فرشتے کہیں گے کہ ہم تو تمہارے جیسے نافرمانوں اور نافرمانوں کے لیے دعا مانگنے سے رہے۔ اس لیے تم جانو اور تمہارا کام۔

۶۷ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا کہ کفار کی دعا تو راہِ راست سے بھٹکی ہوئی ہے۔ جو ایت کی منزل تک کیسے پہنچ سکتی۔ آج ان کا رونا پیٹنا چیخنا چلانا فریاد کرنا سب بے سود ہے۔

۶۸ ہماری مدد اپنے رسولوں کے لیے اور اہل ایمان کے لیے مخصوص ہے۔ کافر وقتی طور پر کتنے ہی خوشحال اور کامگار ہوں، حقیقی کامیابی و کامرانی فقط ان کو نصیب ہوگی جن کی ہم دستگیری کریں گے۔

۶۹ افضل اور اولیٰ کا ترک عام لوگوں کے لیے جرم اور گناہ تصور نہیں ہوتا، لیکن مقربین بارگاہ صمدیت سے غیر اولیٰ کا صدور بھی قابل مؤاخذہ ہوتا ہے۔ یہاں بھی جس ذنب سے استغفار کی ہدایت کی جا رہی ہے اس سے مراد ایسے امر سے استغفار ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ

تجھے اپنے رب کی حمد کرتے شام کے وقت اور صبح کے وقت ۔ بیشک جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں کے بارے میں

بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ

بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو نہیں ہے انکے سینوں میں مگر بڑائی کی ایک ہوس کے جس کو وہ

بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ

پانہیں سکیں گے ۔ تو آپ اللہ کی پناہ طلب کیجیے ۔ بیشک وہی سب کچھ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے ۔ بیشک پیدا

بوجہ ذاتِ خود اگرچہ مباح اور جائز ہے لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام رفیع اور شانِ عالی کے شایانِ شان نہیں اور سالکانِ راہِ محبت سے یہ چیز مخفی نہیں کہ منزلِ محبوب کی طرف ان کے سفر میں ایک لمحہ کے لیے توقف بھی ناقابلِ برداشت ہے اور لہٰذا صدا استغفار ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ امر محض امر تعبدی ہو تاکہ اُمت کے لیے استغفار سُنت بن جائے اور کوئی شخص خواہ اس کا مرتبہ کتنا بلند ہو اقرارِ تقصیر اور طلبِ عفو میں کوتاہی نہ کرے۔ بعض علماء نے اس عبارت میں اُمت کا لفظ مقدر مانا ہے۔ اس صورت میں عبارت یوں ہوگی: واستغفر لذنب اُمتك یعنی حضور اپنی اُمت کے گناہوں کی معافی طلب کریں۔ علامہ قرطبی اس آیت کے ضمن میں لکھتے ہیں: هذا تعبد للنبی علیه السلام بالدعاء والفائدة زیادة الدرجات وان یصیر الدعاء سنة لمن بعده (قرطبی) یعنی یہ محض تعبیل ارشادِ الٰہی ہے تاکہ حضور دعا مانگا کریں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ استغفار سے حضور کے درجات بلند سے بلند تر ہوتے جائیں گے اور اُمت کے لیے دعا و استغفار اُن کے پیارے رسول کی سُنت بن جائے گی۔

۷ مشرکینِ مکہ کا رویہ قرآن، اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے متعلق بڑا حیرت انگیز تھا۔ بلا کسی معقول دلیل کے بحث و تکرار ان کا شیوہ بن گیا تھا۔ اچھے بھلے فہیم قسم کے لوگ بھی ناسمجھوں کی طرح بات بات پر اُلجھنے لگتے۔ انسان یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا تھا کہ باوجود فصیح و بلیغ ہونے کے وہ قرآن کریم جیسی کتاب کی آیات پر بلا وجہ کیوں اعتراض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس راز سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ ان کے دلوں میں اقتدار ہاتھ سے نکل جانے کی ہوس تھی انہیں یہ اندیشہ تھا کہ اگر انہوں نے اس رسولِ کریم کو اپنا ہادی اور پیشوا مان لیا تو ان کی سرداری اور چودھراہٹ ختم ہو جائے گی اور وہ کسی قیمت پر اس سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہ تھے۔ علامہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس کا قول پیش کرتے ہیں: قال ابن عباس ای ما هم ببالغی تکذیبك الا حسد وهم من الکبر والعظمة یتکبرون علیك ویتعظمون افتسلم عن اتباعك (مظہری) اللہ تعالیٰ نے ما هم ببالغیه فرما کر ان کی اُمیدوں پر پانی پھیر دیا کہ وہ اب اپنے منصوبوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے اللہ تعالیٰ نے عزت و سروری اپنے محبوب کو ارزانی فرما دی ہے۔ اب جسے بڑائی اور عزت کی خواہش ہے وہ اپنے گھر میں تابدار رہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

کرنا آسمانوں اور زمین کا بہت بڑا کام ہے لوگوں کے پیدا کرنے سے لیکن بہت سے لوگ (اس

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ

کھلی حقیقت کو) نہیں جانتے۔ ۵۷ اور یکساں نہیں ہے اندھا اور بینا ۵۸ اور (اسی طرح)

کی خلاف ورزی کر کے حاضر ہیں۔ صرف ایسے شخص کو ہی دونوں جہانوں کی خوبیوں سے سرفراز کیا جائے گا۔

۵۶ وہ سازشیں کرتے ہیں تو انہیں کرنے دو وہ شمع اسلام کو بجھانے کے لیے منصوبے بناتے ہیں تو انہیں بنانے دو وہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں تو پروانہ کرو، آپ اپنے رب کی پناہ طلب کرو جس کو وہ اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لیتا ہے ساری دنیا بھی اگر اس کے خون کی پیاسی ہو تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ وہ آپ کی دعاؤں اور التجاؤں کو بھی سنتا ہے اور ان کے منصوبوں کو بھی خوب دیکھ رہا ہے۔

۵۷ کفار کا اسلام پر سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ وہ قیامت پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے۔ یہ بات (نہیں) خلاف عقل نظر آتی وہ خود سوچتے اور دوسروں کو کہتے کہ بھلا ہزار ہا سال تک قبروں میں رہنے کے بعد پھر ہم زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے یہ بات صراحتہ باطل ہے اور عقل سلیم اس کو تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔ ان کے اس اعتراض کا یہاں جواب دیا جا رہا ہے کہ مانا کسی کو ہزار ہا سال گزرنے کے بعد زندہ کرنا جب کہ اس کی خاک کے ذرے بھی کائنات کی دستوں میں گم ہو چکے ہوں گے بڑا مشکل کام ہے لیکن یہ تو سوچو کہ یہ کس کے لیے مشکل ہے۔ ماوشما کے لیے تو واقعی مشکل ہے لیکن کیا خداوند تعالیٰ جو آسمانوں اور زمینوں کو اپنے امر کن سے پیدا فرمانے والا ہے اس کے لیے بھی مشکل ہے ہم خدا کی قدرت اور علم کو اپنی بے بسی اور بے علمی پر کیوں قیاس کرتے ہیں سورج کا یہ انداز عالمانہ نہیں جاہلانہ ہے۔

۵۸ یہ تو تم بھی تسلیم کرتے ہو کہ اندھے اور بینا میں بڑا فرق ہے۔ اسی طرح جو لوگ عمر بھر نیکی کی راہ پر گامزن رہتے ہیں اپنے نفس کی خواہشات پر اپنے رب کی رضا کو ترجیح دیتے ہیں، اپنا ذاتی نقصان برداشت کر لیتے ہیں لیکن کسی کے ساتھ دھوکہ نہیں کرتے۔ ان میں اور ان لوگوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے جن کی محرکات نفس پرستی، لالچ کرشی میں بسر ہوئی۔ انہوں نے اپنے ذاتی مفاد کی قربان گاہ پر دوسرے لوگوں کے مفادات کو قربان کر دیا۔ بلکہ اپنی ذاتی وجاہت اور خاندانی وقار کی خاطر اپنی قوم اور اپنے ملک کی حریت و آزادی کو قربان کر دیا۔ جب تم بھی اندھے اور بینا، نیک اور بد کو یکساں کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے، جبکہ ان میں تفاوت کے قائل ہو تو اگر موت کو ہی سفر حیات کی آخری منزل یقین کر لیا جائے تو پھر یہ فرق کہاں نمایاں ہوگا۔ نیک کو اپنی نیکی کا کیا صلہ ملا، برے کو اپنی بدکاری کی کونسی سزا بھگتنی پڑی جبکہ اس نظریہ کے مطابق تو وہ بدکار جس نے اپنے دل کی بھڑاس نکال لی اور خوب داد عیش دی۔ وہ اس نیک سے بدرجہا بہتر ہے جس نے اپنے آپ کو اخلاقی ضابطوں کا پابند رکھا اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِیْٓءُ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَکَّرُوْنَ ۝

مومن نیکوکار اور بدکار بھی یکساں نہیں تم بہت کم غور کرتے ہو ۵۸

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ فِیْهَا وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ

یقیناً قیامت آکر رہے گی ذرا شک نہیں ہے اس میں لیکن بہت سے لوگ (قیامت پر)

لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ؕ اِنَّ

ایمان نہیں لاتے ۵۹ اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا ۶۰ بیشک

ہر طرح کی مجبوری کو بالکل خاطر میں نہ لایا گیا۔ اس لیے عقل سلیم کا فیصلہ یہ ہے کہ اس دار العمل کے بعد ایک دار الجزا ہو۔ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہو جس میں نیک لوگوں کو جنت کی ابدی نعمتوں سے سرفراز کیا جائے اور منکرین کو اپنے کیے کی سزا ملے۔

۵۷ تم قرآن حقائق میں غور و فکر کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے اگر تم سوچ بچار کی تھوڑی سی تکلیف بھی برداشت کرو تو یہ حقائق کھل کر تمہارے سامنے آجائیں۔

۵۸ تمہارے انکار سے قیامت ٹل نہیں جائے گی بلکہ قیامت ضرور آئے گی یہ اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ ہے۔

۵۹ حضرت ابن عباس سے ادعونی استجب لکم کی یہ تفسیر منقول ہے۔ اعبدونی اتیکم تم میری عبادت کرو، میں تمہیں اس کا ثواب اور اجر عطا کروں گا۔ یہ قول ضحاک، مجاہد اور مفسرین کی ایک جماعت سے مروی ہے۔ دیگر علماء نے اس کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے۔ اسئلونی اعطکم۔ یعنی تم مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ (سعدی) حقیقت میں یہ دونوں تفسیریں ہم معنی ہیں۔ ان میں اصلاً کوئی تفاوت نہیں۔ دعا عبادت کی روح اور اس کا مغز ہے کیونکہ انسان اور رب کی عاجزی اور نیازمندی کو عبادت کہتے ہیں اور اس کا ظہور صحیح معنوں میں اسی وقت ہوتا ہے جب انسان مصائب میں گھرا ہو۔ دوست ساتھ چھوڑ گئے ہوں۔ ہر تدبیر ناکام ہو چکی ہو۔ حالات کی سنگینی نے اس کی قوت و طاقت کو ریزہ ریزہ کر ڈالا ہو جب ہر طرف سے امیدیں منقطع کر کے اپنے رب کریم کے در اقدس پر آکر وہ سر نیاز جھکا دے۔ اس کی زبان گنگ ہو، دل دردمند کی داستان اشک بار آنکھیں سنا رہی ہوں اور اس کو یقین ہو کہ وہ اس قادر مطلق کے سامنے اپنا قصہ غم پیش کر رہا ہے اور اپنی مشکل کو بیان کر رہا ہے جس کے سامنے کوئی مشکل مشکل ہی نہیں نیز اسے یہ پختہ اعتماد ہو کہ یہاں سے کبھی کوئی سائل خالی نہیں گیا۔ میں کبھی خالی اور محروم نہیں لوٹایا جاؤں گا۔ جو عجز و نیاز، جو غایت تذلل جو خضوع و خشوع اس وقت ظہور پذیر ہوتا ہے اس کی مثال کہاں ملے گی۔ اسی لیے تو رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الدعاء مخ العبادۃ۔ دعا کی اہمیت کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کلمات طیبات سے ذکر فرمایا ہے۔ الدعاء سلاح المومن وعماد الدین ونور السموات والارض

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یعنی دُعا مومن کا ہتھیار ہے، دُعا دین کا ستون ہے اور زمین و آسمان اس کے نُور سے منور ہیں۔ (المستدرک) دوسری حدیث میں ہے: عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فتح لہ منکم باب الدعاء فتحت لہ ابواب الرحمۃ، وما سأل اللہ شیئا احبّ الیہ من ان یسأل العافیۃ (ترمذی) یعنی حضور نے فرمایا کہ جس شخص کے لیے دُعا کا دروازہ کھول دیا گیا، گویا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھول دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا بہت ہی پسندیدہ ہے۔

مُرشدِ برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا مانگنے والے کو یہ تلقین بھی فرمائی ہے کہ جب وہ دُعا مانگے تو اس کے دل میں یہ یقین ہو کہ میرا کریم و رحیم پروردگار میری اس عاجزانہ التجا کو ضرور قبول فرمائے گا۔ عَنْ ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُدْعُوا اللہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَۃِ فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللہَ تَعَالٰی لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ لَاہٍ یعنی اللہ سے دُعا مانگو تو اس یقین سے مانگو کہ وہ قبول فرمائے گا اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ اس دُعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل دل سے مانگی جائے۔

دُعا کی قبولیت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دُعا مانگنے والا جس چیز کے لیے دعا مانگ رہا ہے اس کے بارے میں اپنی شدّت احتیاج اور افتقار کا اظہار کرے تاکہ پتہ چلے کہ اگر اس کی یہ التجا منظور نہ ہوئی تو اس کو ناقابلِ تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اور یہ خسارہ برداشت کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ حدیث نبوی میں ہے "اذا دعا احدکم فلا یقل اللھم اغفر لی ان شئت ولکن یعزم ویعظم الرغبۃ فان اللہ تعالیٰ لا یتعاظمہ شیء اعطاہ۔ (مسلم) یعنی جب تم میں سے کوئی دُعا مانگے تو یوں نہ کہے کہ یا اللہ اگر تو چاہتا ہے تو میری مغفرت فرما بلکہ یہ عرض کرے کہ الٰہی مہربانی فرما کر ضرور بخش دے۔

حضرت فضالہ بن عبید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے، تو ایک آدمی مسجد میں آیا۔ نماز ادا کی۔ پھر فوراً دعا مانگنے لگا۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔ حضور نے اس کی کیفیت دیکھ کر فرمایا: عَجِلْتَ اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ۔ اے نمازی تو نے بڑی عجلت کی۔ دعا یوں تو نہیں مانگی جاتی۔ اس کو دعا کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا: اِذَا صَلَّیْتَ فَقَعَدْتَ فَاحْمَدِ اللہَ تَعَالٰی بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَصَلِّ عَلَیَّ ثُمَّ ادْعُہُ۔ یعنی جب تو نماز پڑھ چکے تو بیٹھ جا اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کر پھر مجھ پر درود بھیج، پھر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ۔

اس شخص کے چلے جانے کے بعد ایک دوسرا آدمی آیا۔ اُس نے پہلے نماز پڑھی، پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر حضور پاک پر درود بھیجا۔ فقال لہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایھا المصلی اُدْعُ تُجَبْ۔ حضور نے اس کو فرمایا اے نمازی! اب دُعا مانگ تمہاری دُعا قبول کی جائے گی (رواہ الترمذی، ابوداؤد و النسائی) اس سے معلوم ہوا کہ اہلِ سُنّت نماز ادا کرنے کے بعد جو ذکرِ الٰہی کرتے ہیں، پھر درود پاک پڑھتے ہیں اور اس کے بعد دُعا مانگتے ہیں یہی دُعا مانگنے کا مسنون طریقہ ہے اور جو لوگ اس چیز سے روکتے ہیں وہ بے خبر لوگ ہیں۔

اگر کسی ولی سے اس کی ظاہری زندگی یا اس کے وصال کے بعد دُعا کے لیے التماس کیا جائے یا بارگاہِ رسالت میں استغاثہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ع ۱۲

اَلَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

جو لوگ میری عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل و خوار ہو کر ۶۰

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

اللہ ہی ہے جس نے بنائی ہے تمہارے لیے رات تاکہ تم آرام کرو اس میں اور بنایا ہے دن کو روشن ۶۱

کیا جائے تو اسے بھی بعض لوگ عبادت شمار کرتے ہیں اور ایسا کرنے والے کو بلا تامل مشرک کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ ایسا کرنے والا نہ ان کو خدا مانتا ہے نہ ان کو تلقِ مطلق سمجھتا ہے اور نہ اس کے دل میں یہ داعیہ ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تب بھی یہ حضرات اس کی مشکل کشائی کر سکتے ہیں البتہ وہ ان پاکیزہ ہستیوں کو اپنے سے بہتر متقی اور خدا کا فرمانبردار سمجھتے ہیں اور یہ حسنِ ظن رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرماتا ہے اور کسی غیر سے دعا مانگنا ہرگز شرک نہیں حضور سرورِ عالم نے تو حضرت سیدنا فاروق اعظم اور سیدنا علی مرتضیٰ کو وصیت فرمائی تھی کہ وہ اویس قرنی سے اپنے لیے اور امتِ مسلمہ کے لیے دعا کروائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افراط و تفریط سے بچائے اور عقیدۂ توحید پر سچائی میں ثابت قدم رکھے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔

۶۰ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں یا جو اس کی جناب میں دستِ دعا دراز کرنے کو اپنی توہین خیال کرتے ہیں ایسے مغرور اور سرکش لوگوں کو ذلیل و رسوا کر کے جہنم رسید کیا جائے گا۔

۶۱ یہاں توحید باری کی ایسی دلیل پیش کی جا رہی ہے جسے سمجھنے کے لیے کسی بڑی عقل و فراست یا علم و فضل کی ضرورت نہیں بلکہ ایک ان پڑھ بھی اسے بخوبی سمجھ سکتا ہے اور اس سے ہر لحظہ استفادہ کر رہا ہے۔ یہ رات اور دن کا تسلسل ہزاروں لاکھوں برس سے قائم ہے اور بڑی باقاعدگی سے آج سے لاکھ سال پہلے اس تاریخ کو جس اُفق سے سورج طلوع ہوا اور جس اُفق پر غروب ہوا اور جتنے گھنٹے منٹ پر ہوا اس میں سرِمو تفاوت نہیں۔ اگر کوئی اور بھی کارخانہ قدرت میں شریک ہوتا تو کبھی تو اس کا حکم چلتا۔ معلوم ہوا کہ ایک خدا کے حکم کے سابق تو سورج ۵ بجکر ۱۲ منٹ پر طلوع اور ۶ بجکر ۴۸ منٹ پر غروب ہوتا تھا لیکن آج دوسرے خدا کا فرمان ہے کہ دس منٹ پہلے طلوع ہو اور دس منٹ دیر سے غروب ہو۔ جب ایسا کبھی نہیں ہوا تو معلوم ہوا خدا وہی ہے جس کا حکم ہمیشہ سے جاری اور نافذ العمل ہے۔

آٹھ پہروں کو رات اور دن میں تقسیم کرنے میں جو حکمتیں اور فائدے ہیں ان سے تو بچہ بچہ آگاہ ہے۔ اس وحدہٗ لاشریک کے بنائے ہوئے شب و روز سے فائدہ بھی اٹھاتے ہو اور اس کی وحدانیت کا انکار بھی کرتے ہو اس سے بڑی ناشکری اور کیا ہو سکتی ہے۔ مبصرا: مضیئا روشن۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

بیشک اللہ تعالیٰ بڑا فضل (وکرم) فرمانے والا ہے لوگوں پر لیکن بہت سے لوگ (اس کی نعمتوں کا)

لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ لَآ إِلٰهَ إِلَّا

شکر ادا نہیں کرتے۔ وہ ہے اللہ تمہارا رب، پیدا کرنے والا ہر چیز کا کوئی عبادت کے لائق

هُوَ ۖ فَأَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

نہیں پھر کہاں سے تم روگردانی کرتے ہو ﴿۶۲﴾ اسی طرح (راہِ حق سے) منہ پھیرا جاتا ہے ان (بدنصیبوں) کا جو

يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ

اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لیے زمین کو قیام کی جگہ اور آسمان کو چھت کی مانند

۶۱۔ یہ اللہ تعالیٰ جس کی یہ نشانیاں اور قدرتیں ہیں جس کی دھانیت اور کبریائی پر گلشن ہستی کی ہر کلی شہادت دے رہی ہے یہی تمہارا پروردگار ہے ہر چیز کو خلعت وجود سے اسی نے نوازا ہے۔ اس کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پس تمہیں یہ جرأت کیسے ہو رہی ہے کہ تم اس کی عبادت سے روگردانی کر کے ادھر ادھر باطل معبودوں کے آستانوں پر مارے مارے پھرو۔ علامہ جوہری اس لفظ افک کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ای قلبہ وصرفہ عن الشیء: یعنی کسی چیز سے روگردانی کرنا، منہ پھیر لینا۔ لیکن علامہ راغب اصفہانی نے اس لفظ کا جامع مفہوم یوں تحریر فرمایا:

الافک کل مصروف عن وجہہ الذی یحق ان یکون علیہ: یعنی ایسی چیز سے منہ پھیر لینا جس سے وابستہ رہنا اس پر لازم تھا۔ ایسی سمت سے منہ پھیر لینا جس کی طرف متوجہ ہونا ضروری ہوتا ہے۔

۶۴۔ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے مزید دلائل پیش کیے جا رہے ہیں جن میں قدرت کے ساتھ حکمت اور رحمت کی صفات کی جلوہ گری بھی نمایاں ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو قرارگاہ بنایا۔ نہ وہ اتنی سخت ہے کہ تم اس پر چل ہی نہ سکو اور نہ آرام کر سکو اور نہ اس میں کھیتی باڑی کر سکو، اور نہ اتنی نرم ہے کہ قدم رکھو تو نیچے دھنستے جائے۔ تمہارے سروں پر محیر الخلاق تان دیا گیا ہے جو دیکھنے والے کو تنہ نما نظر آتا ہے۔ اس طرح تم کو کئی ناگہانی آفتوں سے بچا لیا گیا ہے جن کا تمہیں شعور بھی نہیں اور یہ طاقت بھی نہیں ہے کہ خود بخود ان سے اپنا بچاؤ کر سکو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

اور تمہاری صورت گری کی اور حسین بنا دیا تمہاری صورتوں کو ۸۱ اور کھانے کے لیے تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں ۸۲

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ

ایسی (توصیفوں والا) اللہ تمہارا پروردگار ہے پس بڑی ہی برکتوں والا ہے اللہ تعالیٰ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے ۸۳ وہی ہمیشہ زندہ ہے ۸۴

اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

کوئی معبود سچے لائق نہیں بجز اسکے پس اسکی عبادت کرو اپنے دین کو اس کیلئے خالص کرتے ہوئے ۸۵ سب تعریفیں اللہ کے لیے جو سارے جہانوں

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

کا پروردگار ہے۔ آپ فرما دیجیے کہ مجھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں ان کی جن کو تم پکارتے ہو

۸۱ اسی نے تمہاری تصویر کشی بھی فرمائی ہے اور تمہاری صورتوں کو بڑا حسین اور دلکش بنایا ہے۔ ہمارے ذہنوں میں حسن کا ایک محدود تصور ہے۔ ناک ایسی ہو، آنکھ ایسی ہو، رخسار یوں ہوں، لیکن حقیقی دلکشی اور بناوٹ تو یہ ہے کہ جس مقصد کے لیے اس کی تخلیق کی گئی ہے اس مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے اس کے پاس پوری پوری صلاحیتیں ہوں۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: حیث خلق ﷺ منکم منتصب القامۃ باد البشرۃ متناسب الاعضاء والتخطیطات متمکنا لمزاولۃ الصناع واکتساب الکمالات (روح المعانی)

یعنی یہاں حسن سے مراد یہ ہے کہ تمہیں قامت بالا بخشی اور تمہیں مناسب اور موزوں اعضا عطا کیے۔ تمہارے خدوخال کو دلکش بنایا تم ہر قسم کی صنعت و حرفت کے تقاضے پورے کر سکتے ہو۔ تمہیں کسب کمال کے لیے جسمانی، دماغی اور روحانی قوتیں عطا کی ہیں۔

۸۲ اور تمہارے پیدا کرنے سے پہلے ہی تمہارے لیے اپنی رنگا رنگ نعمتوں کا ایک دسترخوان بچھا دیا۔ یہ نعمتیں صرف تمہاری غذائی ضرورتوں کو پورا نہیں کرتیں بلکہ تمہارے ذوق لطیف کی تسکین کا سامان بھی بنتی ہیں۔ غذائیت اور ذائقہ دونوں سے وہ مالا مال ہیں۔

۸۳ یعنی وہ ذات پاک جس کی یہ صفات ہیں وہ اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی مزید صفات کمال کا ذکر ہو رہا ہے۔

۸۴ جب اس کی یہ شان ہے تو اور کون ہے جسے اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ اس لیے اپنے عقیدہ کو ہر قسم کے جلی و خفی شرک کی آلودگی سے پاک کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرو۔ فادعوہ، فاعبدوہ (روح المعانی)

فادعوہ ای فاعبدوہ واستدل منہ من ذہب الی ان الدعاء بمعنی العبادۃ کما ہو المطلب فاعبدوہ سے ہے۔ یہاں دعا عبادت کے معنی میں مذکور ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ

اللہ کے سوا جنہیں اس کی عبادت کیے کرتا ہوں جب آ چکی ہیں میرے پاس دلیلیں اپنے رب کی طرف سے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

سر تسلیم خم کر دوں رب العالمین کے سامنے ﴿۶۶﴾ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

نطفہ سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے پھر نکالتا ہے تمہیں (جنم مادر سے) بچہ بنا کر پھر (پرورش کی) تمہاری (تاکہ

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ

تم پہنچو اپنی جوانی کو پھر (تمہیں زندہ رکھتا) تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ اور بعض تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں پہلے ہی اور

وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ

(یہ سارا انتظام اس لیے ہے) کہ تم پہنچ جاؤ مقررہ میعاد تک اور تاکہ تم (اپنے رب کی نشانیوں کو) سمجھ لو ﴿۶۷﴾ وہی ہے جو جلاتا ہے

۶۵ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے اور حضور کو اپنے آبائی دین کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی۔ خدا معلوم انہوں نے کیسی کیسی چکنی چپڑی باتیں کی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کو حکم دیا کہ آپ ان بیہودہ لوگوں کو صاف صاف یہ بتا دیں کہ مجھے تو میرے رب نے تمہارے خداؤں کی عبادت سے روک دیا ہے میں تو اپنے رب کے ارشاد کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے (اپنی توحید کے ایسے ایسے دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ انزال فرمائے ہیں کہ میں اب تمہاری اس لچر اور لغو دعوت کی طرف ذرا بھر بھی التفات نہیں کر سکتا۔ نیز مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دوں۔ اس لیے مجھ سے کبھی یہ توقع نہ کرنا کہ میں تمہاری خوشنما باتوں میں پھنس کر تمہارے جھوٹے خداؤں کی پرستش کا تصور تک بھی کر سکتا ہوں۔

۶۷ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور رحمتوں کے رخ سے مزید نقاب سرکایا جا رہا ہے۔ انسان کی تخلیق کے نقطۂ آغاز سے لے کر اسکی آخری منزل تک نیز وہ تمام مرحلے جہاں سے اس کی زندگی کا قافلہ گزرتا ہے ان کو بڑی عمدگی سے بیان کر دیا۔ نیز یہ بھی بتا دیا کہ جس انسان کو ہم پیدا فرماتے ہیں، ہم نے اس کی موت کا وقت بھی پہلے ہی متعین کر دیا ہوتا ہے۔ کوئی بچپن میں ہی موت کی نیند سو جاتا ہے کسی کو عنفوان شباب میں ہنگام اجل پہنچتا ہے اور کسی کو بڑھاپے تک پہنچنے کی مہلت ملتی ہے۔ اگر تم سمجھنے کی کوشش کرو تو اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَيُمِيتُ ۖ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾ أَلَمْ

اور مارتا ہے پس جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف اتنا فرماتا ہے اسے کہ ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ کیا تم

تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ ۖ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ الَّذِينَ

نہیں دیکھتے ان (نادانوں) کی طرف جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی آیات میں۔ یہ کہاں بھٹک رہے ہیں ۸۸ جن لوگوں نے

كَذَّبُوا بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾

جھٹلایا اس کتاب کو اور اس چیز کو بھی جو دے کر ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا۔ انہیں (اپنی تکذیب کا انجام) معلوم ہو جائے گا ۸۹

إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ ۚ يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ

جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں، انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا ۹۰ کھولتے ہوئے پانی میں۔

فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ

پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے ۹۱ پھر پوچھا جائے گا ان سے کہاں ہیں وہ جنہیں تم

میں اہل دانش کے لیے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سورۂ یونس کی آیت ۵۶ کے حواشی۔

۸۸ ان ٹھوس اور قطعی دلیلوں کے باوجود وہ ہدایت قبول نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں جھگڑنا ان کی فطرت بن گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسولوں کے ساتھ انہیں چڑ سی ہو گئی ہے۔ سچ ہے کہ بغیر ہوا وقت وہ ان کی تکذیب میں لگے رہتے ہیں۔ ان گوناگوں خرابیوں کے باعث ان کی ہدایت پذیری کی صلاحیت دم توڑ چکی ہے۔

۸۹ اس سے جاہلانہ ہٹ دھرمی کا انجام انہیں عنقریب ہی معلوم ہو جائے گا۔

۹۰ ان کے گلے میں طوق اور زنجیر ہوگی۔ انہیں گھسیٹ کر کھولتے ہوئے پانی کے چشموں پر لے جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا کہ تم نے ہائے پیاس! ہائے پیاس کا شور مچا رکھا تھا، اب پیٹ بھر کر پانی پی لو۔ جب وہ پانی تھوڑا سا چند گھونٹ زہر مار کریں گے، تو پھر انہیں آتش جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔

یسحبون سحب سے ہے، اس کا معنی ہے گھسیٹ کر لے جانا۔ یُسْجَرُونَ، مجاہد اس کی تفسیر بیان کرتے ہیں، سجرت التنور، اوقدته وملأته۔ تنور کو ایندھن سے بھر دینا پھر اسے جلانا اسی مناسبت سے یسجرون کا معنی کیا گیا ہے یطرحون فیہا کما یطرحون وقود النار۔ یعنی انہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا اور وہ اس کا ایندھن بن جائیں گے۔ (قرطبی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا

شریک ٹھہراتے تھے ، اللہ کے سوا ۹۰ وہ بولے کہیں گے وہ تو گم ہو گئے ہم سے ۹۱ بلکہ ہم تو کسی چیز کو پوجتے ہی نہ

مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

تھے اس سے پہلے ۹۲ اسی طرح اللہ گمراہ کرتا ہے کافروں کو ۱ یہ سزا اور یہ سوائی بدلہ ہے

تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ ادْخُلُوْۤا

اس کا کہ تم خوشیاں منایا کرتے تھے زمین میں اپنے ناحق اختیار پر اور اس کا کہ تم اترایا کرتے تھے ۹۳ اب داخل ہو جاؤ

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾

جہنم کے دروازوں میں تم وہاں ہمیشہ رہنے والے ہو۔ پس یہ بہت برا ٹھکانا ہے تکبر و غرور کرنے والوں کا۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

(اے حبیب!) آپ دائمی تاریساکرتوں پر صبر فرمائیے اللہ کا وعدہ سچا ہے ۹۴ سو ہم خواہ آپ کو دکھائیں اس عذاب کا کچھ حصہ جس کا

۹۰ اس وقت ان سے پوچھا جائے گا کہ اب بتاؤ تمہارا کیا حال ہے تمہیں ہمارے رسولوں نے بارہا سمجھایا کہ شرک سے باز آجاؤ لیکن تم نے ایک نہ سنی۔ اب کچھ اپنے کرتوتوں کی سزا نیز تمہارے وہ بت کہاں ہیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم جن کی عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ آج تمہیں دوزخ سے نکال کر اور اس عذاب الیم سے چھڑا کر کیوں نہیں لے جاتے۔

۹۱ اس وقت ان کی پشیمانی کی انتہا ہو جائے گی وہ کہیں گے کہ آج تو وہ بت کہیں نظر ہی نہیں آتے۔

۹۲ اس کے بعد بکر جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو کسی غیر خدا کی پرستش کیا ہی نہیں کرتے تھے۔

۹۳ ان کی گمراہی اور دور ہدایت سے محرومی کی وجہ بیان کی جا رہی ہے۔

۹۴ بڑی مخلصانہ کوششوں کے باوجود کفار اپنی روش کو ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے اور اسلام کے خلاف ان کی سرگرمیاں تیز سے تیز تر ہوتی جاتی تھیں۔ مولا کریم اپنے حبیب مکرم کو صبر کی تلقین فرما رہے ہیں نیز بتایا جا رہا ہے کہ دین اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی کامیابی کا جو وعدہ آپ کے ساتھ کیا گیا ہے، وہ پورا ہو کر رہے گا۔ دنیا کی کوئی طاغوتی قوت اس وعدہ کے ایفا میں مزاحم نہیں ہو سکتی۔ کفار اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ کس طرح ان کے بتوں کی خدائی کا تخت اوندھا ہوتا ہے اور کس طرح دین حق کا پرچم اونچا بہت اونچا تیکیوں فضاؤں میں لہراتا ہے اور اگر بعض کافروں کے مکمل قلع قمع کا نظارہ کرنے سے پہلے مر جائیں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

ان سے ہم نے وعدہ کیا ہے یا (اس سے پہلے ہی) آپکو دنیا سے اٹھالیں (بہرحال) سب کو آخرکار ہماری طرف ہی لوٹنا ہوگا۔ اور ہم نے بھیجے تھے

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ

پیغمبر آپ سے پہلے بھی ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کردیا اور ان میں سے بعض کا

لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ

ذکر (قرآن کریم میں) آپ سے نہیں کیا ۹۵ اور کسی رسول کی مجال نہ تھی کہ وہ لے آتا کوئی نشانی

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ

اللہ کی اجازت کے بغیر پس جب آئے گا اللہ کا حکم (تو) فیصلہ کردیا جائیگا حق (و انصاف) کے ساتھ اور باطل پرست

ان کو اپنی عمر بھر کی کوششوں کی ناکامی کا مدت دیکھنا نصیب نہ ہو تو آخرکار انہیں لوٹ کر ہمارے پاس ہی آنا ہے، وہاں ان کا کچھ مرنگل جائیگا۔ علامہ ابوحیان اندلسی فرماتے ہیں کہ یہ صبر کی تلقین محض تسلیں اور اطمینان کے لیے ہے ورنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو صبر کا دامن پہلے ہی مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے۔ آمر تعالیٰ نبیہ بالصبر تاییساً لہ والا فھو علیہ السلام فی غایۃ الصبر (بحر)

۹۵ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم کو مزید تسلی دے رہے ہیں کہ مشرکین مکہ طرح طرح کے معجزات کا آپ سے مطالبہ کرتے ہیں، اس سے آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ سے پہلے بھی ہم نے رسول بھیجے۔ بعض کا تفصیلی حال قرآن میں مذکور ہے اور بعض کا تفصیل ذکر ہم نے قرآن میں ابھی بیان نہیں کیا۔ ان کی قوموں نے بھی ان سے اسی قسم کے بیہودہ مطالبے کیے تھے۔ انہیں تو اپنے کیے کی سزا مل گئی یہ بھی کیفر کردار کو پہنچیں گے۔

اس سے کوئی اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ جن انبیاء و رسل کا قرآن کریم میں ذکر ہے ان کا علم تو حضور کو ہے اور جن کا ذکر نہیں ان کو حضور نہیں جانتے۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ایما کان لاذلالۃ فی الآیۃ علی عدم علمہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعدد الانبیاء والمرسلین کما توھمہ بعض الناس ــــ (روح المعانی)

یعنی کچھ بھی ہو اس آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضور کو انبیاء اور مرسلین کی تعداد کا علم نہ تھا، جس طرح بعض لوگوں نے وہم کیا ہے۔ تمام انبیاء و رسل نے شب معراج امام الانبیاء کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا

وہاں (سراسر) گھاٹے میں رہیں گے ۹۶ اللہ پاک وہ ہے جس نے بنائے تمہارے لیے چوپائے تاکہ انہیں سے کسی پر سواری کرو

مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا

اور کسی کا دودھ، کھاؤ۔ ۹۷ اور تمہارے لیے ان میں طرح طرح کے فائدے ہیں اور ان پر سے

حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾

ایک یہ فائدہ بھی ہے کہ ان پر سوار ہو کر اس منزل تک پہنچو جو تمہارے سینوں میں ہے اور ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر تم لدے پھرتے ہو ۹۸

۹۶ یعنی کوئی رسول اپنی مرضی سے اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر معجزے نہیں دکھایا کرتا۔ یہ کوئی کھیل تماشا تو ہے نہیں کہ جب بھی چند بے خبرے اکٹھے ہو کر آ گئے اور انہوں نے کسی معجزے کا مطالبہ کیا تو جھٹ معجزہ دکھا دیا گیا۔ ایسا نہیں ہوا کرتا۔ معجزہ تو ایک تعمیلی چیز ہے۔ جو لوگ معجزہ طلب کریں اور اپنا مطلوبہ معجزہ دیکھ لینے کے باوجود ایمان لانے میں پس و پیش کرنے لگیں تو پھر انہیں مزید مہلت نہیں دی جاتی۔ فوراً عذاب الٰہی آتا ہے اور ان کا کام تمام کر دیتا ہے۔ اس لیے کوئی نبی اس وقت تک معجزہ نہیں دکھاتا جب تک حکم الٰہی نہ ہو۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے اذن سے نبی معجزہ دکھاتا ہے اور پھر بھی لوگ ہدایت قبول نہیں کرتے تو قضی بینھم بالحق وخسر ھنالک المبطلون کا نظارہ فرسا منظر سامنے آ جاتا ہے۔

۹۷ اپنی مزید عنایات، فتوحات اور انعامات کا ذکر فرما کر حق کو قبول کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ انعامات اگر ایک طرف اس کی قدرت کی گواہی دے رہے ہیں تو دوسری طرف اس کی حکمت اور رحمت کے آئینہ دار بھی ہیں۔ یہ جانور جن کا ہم دودھ پیتے ہیں، ذبح کر کے گوشت کھاتے ہیں۔ جن کی پیٹھ پر سوار ہو کر دور دراز کا سفر آسانی سے طے کر کے اپنی منزلِ مقصود تک پہنچتے ہیں اور جن کی پشت پر بھاری بھرکم بوجھ لاد کر انہیں گاڑیوں اور گڈوں میں جوت کر آرام سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمارا تابع فرمان نہ بنا دیا ہوتا تو کیا ہم ان سے یہ خدمت لے سکتے تھے۔ یہ کس کی مہربانی ہے کہ گھوڑے جیسا بدکنے والا طاقتور جانور ہمارے سامنے سر افگندہ حاضر ہے۔ چاہیں تو زین ڈال کر اس پر سوار ہو جائیں اور چاہیں تو اس کی پیٹھ پر منوں بوجھ لاد دیں۔ چاہیں تو کسی گاڑی میں جوت دیں۔ بہرحال اسے تعمیل حکم سے کوئی انکار نہیں۔ یہی حال دوسرے جانوروں کا بھی ہے۔ گائے، بیل، بھینس غرضیکہ یہ بیشمار جانور جو خدمت انجام دینے کے قابل ہیں، اس کے لیے تیار کھڑے ہیں۔

۹۸ سمندروں اور دریاؤں کو اس قابل بنایا کہ ان میں جہازرانی ہو سکے۔ کشتیوں اور جہازوں میں ہزاروں من بھاری بھرکم سامان لاد کر دنیا کے ایک گوشے سے دوسرے گوشے تک لے جا سکتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے پانی میں یہ صلاحیت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَيُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ ۚ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا

اور وہ دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں۔ پس اللہ تعالیٰ کی کون کون سی نشانیوں کا تم انکار کرو گے کیا ان منکروں نے کبھی پیر سیاحت

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ

نہیں کی زمین میں تاکہ انہیں نظر آجاتا کہ کیا انجام ہوا ان (منکروں) کا جو ان سے پہلے گزرے ۹۹

كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى

وہ لوگ ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں زبردست تھے اور زمین میں اپنی نشانیوں کے لحاظ سے انہیں بڑھ چڑھ کے

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

پس یہ پتا چل گیا کہ کیا فائدہ پہنچایا انہیں اس دولت نے جو وہ کماتے تھے۔ پس جب آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر

فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ

تو انہوں نے کفر کیا اور نازاں رہے اس علم پر جو ان کے پاس تھا۔ اور (آخر کار) گھیر لیا انہیں جس کا وہ

يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ

مذاق اڑایا کرتے تھے۔ پھر جب انہوں نے دیکھ لیا ہمارا عذاب تو کہنے لگے ہم ایمان لائے ہیں ایک اللہ پر اور

نہ رکھی جاتی تو صنعت و تجارت کی یہ گرم بازاری کبھی نہ ہوتی۔

۹۹ سابقہ قوموں کے حالات سے عبرت حاصل کرنے کی طرف مزید توجہ دلائی۔

۱۰۰ یعنی ان قوموں کا یہ دستور رہا ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب کوئی رسول صحیح علم لے کر آیا تو انہوں نے یہ کہہ کر اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ تمہارے علم سے وہ علم جو ہمارے پاس ہے وہ زیادہ صحیح اور لائق اعتماد ہے۔ جو کچھ سنی سنائی باتیں ان کے پاس تھیں جو فلسفیانہ نظریات انہوں نے اپنے فلسفیوں سے سیکھے تھے یا اپنے دیوی دیوتاؤں کے بارے میں جو من گھڑت افسانے انہوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں سے سن رکھے تھے ان کو ہی انہوں نے اپنی فلاح و نجات کے لیے کافی سمجھ لیا اور انبیاء کرام کی پاکیزہ تعلیمات کی طرف ہرگز توجہ نہ دی۔ سوئی علیہ السلام اور سقراط فلسفی کا زمانہ ایک ہے۔ سقراط نے جب آپ کا چرچا سنا اور لوگوں نے اسے مشورہ دیا کہ بہتر ہے کہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض حاصل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ

ہم ان معبودوں کا انکار کرتے ہیں جنکو ہم اسکا شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ پس کوئی فائدہ نہ دیا انہیں ان کے ایمان نے

لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَ

جب دیکھ لیا انہوں نے ہمارا عذاب۔ یہی دستور ہے اللہ تعالیٰ کا جو (قدیم سے) اسکے بندوں میں جاری ہے اور

خَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

سراسر خسارہ میں پڑے اس وقت حق کا انکار کرنے والے ۱۲

کردتو اس نے کہا نحن قوم مهذبون فلا حاجة لنا الى مايهدينا کہ ہم مہذب و شائستہ قوم ہیں۔ ہمیں کسی ہادی کی ضرورت نہیں۔

لہٰذا ان ناہنجاروں نے دعوت کی گھڑیاں انبیاء کرام کا مذاق اڑاتے اور ان پر پھبتیاں کستے گزار دیں اور جب انجام کار عذاب الٰہی نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تو اس وقت ایمان کا اظہار کرنے لگے اور کفر سے بیزاری اور برأت کا اعلان شروع کر دیا۔ لیکن یہ بعد از وقت ایمان لانا ان کے کسی کام نہ آیا اور وہ تباہ و برباد کر دیے گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہی دستور ہے کہ وہ قوموں کو سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کی مہلت دیتا ہے اور جب وہ دعوتِ حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیتے ہیں تو انہیں صفحۂ ہستی سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جاتا ہے۔

الحمد للہ الذی تم بتوفیقہ الطاعات والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ المکرم الذی بجاھہ تقبل الحسنات وعلیٰ آلہ وصحبہ ومن تبعھم الیٰ یوم الدین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

۲ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ — عبدالمکین

۱۲ دسمبر ۱۹۷۲ء — محمد کرم شاہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف

سُورۃ حٰمٓ السجدہ

نام : متعدد سورتیں ہیں جن کی ابتداء حٰمٓ سے ہوتی ہے۔ اس سورت کی ابتداء بھی حٰمٓ سے ہوئی لیکن اس قسم کی دوسری سورتوں سے جو چیز اسے ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کی آیت ۳۸ آیت سجدہ ہے اس لیے اس کو حٰمٓ السجدہ سے موسوم کیا گیا۔ اس کا دوسرا نام فصلت بھی ہے۔ یہ کلمہ تیسری آیت میں مذکور ہے۔ یہ چھ رکوعوں اور چون آیات پر مشتمل ہے اس کے کلمات کی تعداد سات سو چھیانوے اور حروف کی تعداد تین ہزار تین سو چھاسی ہے۔

زمانۂ نزول : یہ سورت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی، اس کے زمانۂ نزول کا تعین علماء تفسیر نے یوں کیا ہے کہ یہ سورت حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشرف باسلام ہونے کے بعد اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے درمیانی وقفہ میں نازل ہوئی۔

مضامین : قریش مکہ کی شدید مخالفت اور مزاحمت کے باوجود آہستہ آہستہ مگر مضبوطی سے اسلام اپنے قدم آگے بڑھاتا چلا جا رہا تھا۔ آئے روز کوئی نہ کوئی ایسی ہستی اسلام قبول کر لیتی جس کے باعث کفار مکہ کو دامن ٹوٹ پڑتا اور اسلام کے خلاف ان کی انتقامی کارروائیوں میں بڑی شدت پیدا ہو جاتی۔ حضرت حمزہ جو اپنی شجاعت اور نامور ی میں بے نظیر تھے چند روز ہوئے انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ ان کے مشرف باسلام ہونے سے وہ شدید ذہنی صدمہ سے دوچار ہو گئے۔ اس مشکل کا حل سوچنے کے لیے ان کی ایک میٹنگ دارالندوہ میں منعقد ہوئی۔ قریش کے دوسرے رؤساء کے علاوہ عتبہ بن ربیعہ بھی وہاں موجود تھا۔ اشائے گفتگو اس نے اپنے آپ کو پیش کیا کہ وہ حضور کے پاس جاتا ہے اور انہیں سمجھا کر راہ راست پر لاتا ہے۔ میں کا تفصیلی ذکر آیت ۴ کے حاشیہ میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ جب اس نے اپنی لمبی چوڑی تقریر ختم کی تو اس کے جواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہی سورت تلاوت فرمائی جسے سن کر وہ دم بخود ہو گیا اور اپنا سا منہ لے کر واپس آ گیا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کفار کے وہی سابقہ اعتراضات تھے جنہیں وہ ہر موقع پر بڑی شد و مد سے دہرا دیا کرتے۔ ان کا پہلا اعتراض اس پر تھا کہ قرآن کلام الٰہی ہے یہ بات ان کے ذہن میں آتی ہی نہ تھی کبھی کہتے یہ خود گھڑ کر ہمیں سناتا ہے، کبھی کہتے کسی سے سیکھ کر آتا ہے اور پھر ہمیں سکھاتا ہے۔ یہ شبہ اتنا لغو تھا کہ اس کو ذکر کرنا بھی مناسب نہیں سمجھا گیا بلکہ بڑے حکیمانہ انداز میں یہ فرما دیا کہ یہ اس رب کا کلام ہے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ اس ارشاد الٰہی سے وہ شکوک و شبہات خود بخود ختم ہو گئے جو کفار کے ذہنوں میں پیدا ہوتے رہتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تیسرا اعتراض توحید باری پر تھا وہ اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے کہ خدا ایک ہے بلکہ بہت سے بتوں کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا تھا یہاں بھی ان کے اس خیالِ باطل کی تردید کرنے کے لیے دلائلِ توحید کا ذکر کیا گیا جس کے آئینہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ، علم محیط اور کبریائی کے جلوے جھلک رہے ہیں۔

نیز انہیں متنبہ کیا کہ میرے محبوب کے خلاف جو روش تم نے اختیار کر رکھی ہے اس کا نتیجہ بڑا ہولناک ہوگا تم سے پہلے بھی بڑی بڑی طاقتور اور زور آور قومیں گزر چکی ہیں۔ جن کی مادی ترقی اور معاشی خوشحالی سن کر آج بھی تم حیران و ششدر رہ جاتے ہو۔ انہوں نے اپنے انبیاء کے ساتھ جب اس قسم کا سلوک کیا تو انہیں تباہ و برباد کر دیا گیا۔ اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں بھی اسی قسم کے عذاب سے دوچار کر دیا جائے گا۔

قیامت کا ذکر کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ تم جو کچھ کر رہے ہو تمہارے اعضاء جلد اور گواہ کی حیثیت سے تمہارے خلاف شہادت دیں گے اس وقت تم اپنے جرائم پر کیسے پردہ ڈال سکو گے۔

کفار اپنے تمام حیلے بروئے کار لا چکے تھے تاکہ اسلام کی پیش قدمی کو روک دیں لیکن کلام الٰہی کی اثر انگیزی نے ان کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اب انہوں نے یہ طے کیا کہ جب بھی قرآن کریم کی تلاوت کی جائے اس محفل میں غوغا آرائی شروع کر دو تاکہ شور و شغب میں کوئی قرآن نہ سن سکے لیکن ان کی یہ تدبیر بھی ناکام ثابت ہوئی۔

اس سورت میں اہل حق کی شانِ استقامت کو بیان فرمایا اور اس کے بعد ان انعامات و عنایات کا ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں پر فرماتا ہے۔ ساتھ ہی ان مکارمِ اخلاق کا ذکر کیا جن سے ان کی سیرت مزین و آراستہ ہے۔

آخر میں بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کا خود محافظ و نگہبان بنے باطل کی یہ مجال نہیں کہ اس میں کبھی جانب سے بھی گھسنے کی جرأت کر سکے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ حٰمٓ السجدۃ مکی ہے۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ ۵۴ آیتیں ۶ رکوع

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۚ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ

حا میم ۱ اتارا گیا ہے (یہ قرآن) رحمٰن و رحیم (خدا) کی طرف سے ۲ یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں تفصیل سے ۳

۱ اگر حٰمٓ کو سورت یا قرآن کا نام قرار دیا جائے تو پھر یہ مبتدا اور تنزیل اس کی خبر ہوگا۔ ورنہ تنزیل مبتدا محذوف کی خبر ہوگا۔ بعض نے تنزیل کو مبتدا اور کتاب فصلت کو خبر کہا ہے۔

۲ کفار اس بات پر بضد تھے کہ قرآن خدا کا کلام نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود گھڑ کر یا کسی سے سیکھ کر (نعوذ باللہ) لوگوں کو سنا دیتے ہیں۔ ان کے اس زعم باطل کو رد کرنے کے لیے اُن گنت روشن دلائل پیش کیے گئے۔ لیکن وہ اپنی ہٹ سے باز نہ آئے ایسے لوگوں کے سامنے مزید دلائل پیش کرنا بے سود تھا اس لیے یہاں بطور دعویٰ فرما دیا کہ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ یعنی تم تسلیم کرو یا نہ کرو یہ صحیفۂ رُشد و ہدایت کسی انسانی دماغ کی تخلیق نہیں بلکہ اسے رحمٰن و رحیم نے نازل فرمایا ہے۔ آج نہیں مانتے تو کل تمہیں بھی ماننا پڑے گا۔

یہاں وہ اسمائے الٰہی ذکر کیے گئے جو اس کی رحمت بے پایاں اور اس کی عنایت بے اندازہ پر دلالت کرتے ہیں تاکہ سننے والوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا ہو اور وہ خود بخود کھچے چلے آئیں اور بر بنائے رغبت اس کے ارشادات کی تعمیل کو اپنا شعار بنا لیں۔ نیز قیامت تک آنے والی نسلوں کے دل سے اس غلط فہمی کو دور کر دیا کہ قرآن کی تعلیمات کسی وقت بھی ان کی معاشی، تمدنی، علمی اور اخلاقی ترقی میں رکاوٹ بن سکتی ہیں۔ بتا دیا کہ یہ کسی ایسے آمر مطلق کا بیٹی فیسٹو نہیں جس میں اس کو سب سے زیادہ اپنے جاہ و جلال اور اپنے اقتدار کو برقرار رکھنے کا فکر ہو اور اسے اس کی قطعاً کوئی پروا نہ ہو کہ اس کی رعایا پر کیا گزرتی ہے۔ ان کے جذبات کا کیا خون ہوتا ہے یا وہ کس قسم کی ذہنی کرفت یا معاشی پسماندگی کا شکار رہتے ہیں۔ فرمایا یہ اس ذات پاک کا نازل کیا ہوا صحیفہ ہے جو رحمان و رحیم ہے۔ اس کی شان رحمانی تو نہیں پھولتا پھلتا، ترقی کی بلند منزلیں طے کرتا ہوا دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔

اگر تم اپنے خداوند کریم کے احکام بجا لاؤ گے تو دین و دنیا کی سعادتیں تم پر نثار ہوں گی اور اگر تم نے اس کی طرف سے بے رُخی برتی تو آخر کوئی نہ کوئی دستور تمہیں اپنانا پڑے گا۔ اس میں اور تو شاید بہت کچھ ہو لیکن اس میں رحمت و رأفت کا وہ عنصر ہرگز نہیں ہوگا جو رحمان و رحیم پروردگار کے ارشادات میں موجود ہے۔ یہ تمہاری بدبختی ہوگی کہ خداوند رحمٰن کی ہدایات کو چھوڑ کر تم کسی جاہل، خود سر، خود غرض اور کوتاہ فہم کے بنائے ہوئے دستور کو اپناتے پھرو۔

۳ رحمٰن و رحیم نے جو کتاب نازل فرمائی ہے اس کی بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ مائل واضح اور عام فہم ہے۔ اس میں کوئی پیچیدگی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۙ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ

بیان کھولی گئی ہیں۔ یہ قرآن عربی زبان میں ہے۔ ان لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں۔ خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا ہے۔ مگر

فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ

پس ان میں سے اکثر نے پس وہ نہیں سنتے۔ اور انہوں نے کہا ہمارے دل غلافوں میں ہیں اس بات سے

وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا

جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں۔ اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان ایک حجاب ہے تم اپنا کام کرو ہم اپنا کام

عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

کرنے والے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے میں انسان ہی ہوں (بظاہر) تمہاری مانند۔ (البتہ) وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود خدا ہے

نہیں۔ اس میں التباس کا شائبہ تک نہیں جس کی تہ تک پہنچنے کے لیے غیر معمولی عقل وغیرہ کی ضرورت ہو۔ یہ ایسی کھلی اور واضح کتاب ہے کہ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

۲ یہ قرآن عربی زبان میں ہے جو تمہاری مادری زبان ہے جس کے اسرار و معارف سمجھنے کی تم میں پوری استعداد ہے۔ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا منصوب علی المدح ہے۔

۳ اس سے فائدہ وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جو علم و فہم کی صفت سے موصوف ہیں۔ بے عقل اور اَن پڑھ لوگ اس کی قدر و قیمت کو کیا جانیں۔

۴ بشیر و نذیر قرآن کی دو صفتیں ہیں یعنی یہ ان لوگوں کو تو نجات و فلاح کی خوشخبری دیتا ہے جو اس کے احکام بجا لاتے ہیں اور جو لوگ اس کی ہدایات پر کاربند نہیں ہوتے انہیں بروقت ان کے انجام بد سے ڈراتا ہے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر لیں

۵ کفار کی ہٹ دھرمی اور تعصب کا ذکر ہو رہا ہے۔ تمام باطل فرقے اپنی ہٹ پر اسی طرح قائم رہتے ہیں۔ انہیں لاکھ سمجھاؤ وہ سمجھنے کا نام نہیں لیتے۔ باطل پرستوں کے پاس حق کی پرورش کے مقابلہ میں یہی ایک گزشتہ مالیت ہے کہ وہ ہمیشہ نادانوں کا ورد کرتے رہتے ہیں۔ اَكِنَّةٌ (کنان) کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ کپڑا یا غلاف ہے جس میں کسی چیز کو اچھی طرح لپیٹ کر رکھ دیا جاتا ہے۔ وَقْرٌ: صَمَمٌ یعنی بہرہ پن۔ حِجَابٌ: پردہ۔ یعنی ہمارے اور تمہارے درمیان ایسی دیوار حائل ہے کہ تمہارے حق کا نور اس سے نفوذ کر کے ہم تک نہیں پہنچ سکتا۔

۶ کفار کہتے تھے کہ ہمارے درمیان ایسا پردہ حائل ہے کہ نہ فائدہ اور استفادہ ممکن ہی نہیں۔ نہ آپ کا پیغام حق ہم تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ۙ

یکتا ہی ہے ۷ پس سیدھے ہو جاؤ اس کی طرف اور مغفرت طلب کرو اس سے اور ہلاکت ہے مشرکوں کے لیے ۸

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ اِنَّ

جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں ۹ بے شک

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ۧ قُلْ ع ۱۵

وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو منقطع نہ ہوگا ۱۰ آپ (ان سے)

پہنچ سکتا ہے اور نہ ہم اسے قبول کر سکتے ہیں۔ ان کے اس قول کی تردید کی جا رہی ہے کہ تمہارا یہ خیال سراسر باطل ہے۔ اگر میں انسان نہ ہوتا فرشتہ یا جن ہوتا تو ہم ایک دوسرے کی بات نہ سمجھ سکتے نہ سمجھا سکتے۔ جب تم بھی انسان ہو اور میں بھی انسان ہوں تو پھر ہم میں مغائرت کی کوئی ایسی دیوار چن دی گئی ہے کہ افہام و تفہیم کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو۔ تمہارا یہ کہنا سراسر لغو اور باطل ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں: لَسْتُ مَلَكًا وَلَا جِنِّيًّا لَا يُمْكِنُكُمُ التَّلَقِّي مِنْهُ وَهُوَ تَعْلِيْلٌ لِمَا يَنْبَئُ عَنْهُ قَوْلُهُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ حِجَابٌ (روح المعانی) میں نہ فرشتہ ہوں اور نہ جن ہوں تاکہ تم اس سے استفادہ نہ کر سکو۔ اس آیت سے ان کے اس قول کی تردید کر دی گئی جس کا ذکر سابقہ آیت میں ہے بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ حِجَابٌ۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ اظہار تواضع کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو یہ کہنے کا حکم دیا۔ قال الحسن علمه الله التواضع۔

(اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ضیاء القرآن جلد سوم۔ سورۂ کہف آیت ۱۱۰)

۷ انہیں کے قول کی تردید ہو رہی ہے یعنی اگر میں تمہیں کسی ایسی بات پر ایمان لانے کی دعوت دیتا جس کو تسلیم کرنے پر عقل سلیم تیار نہیں تو تمہاری یہ بے رخی کچھ معنی بھی رکھتی ہیں تو تمہیں اس سچائی کی طرف بلا رہا ہوں جس سے بڑی سچائی انسانی کائنات میں ہے ہی نہیں یعنی میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کی دعوت دے رہا ہوں۔ اسلئے تمہاری بہتری اس میں ہے کہ تم اس سچی دعوت کو قبول کر لو اور جو غلطیاں تم سے پہلے صادر ہو چکی ہیں ان کے لیے مغفرت طلب کرو۔

۸ جن کا ان شرک سے آلودہ ہونے کے عقیدے میں تباہی و بربادی رقم ہو چکی ہے ان سے بڑھ کر اور کون بدبخت ہو سکتا ہے۔

۹ ان کی ہلاکت کی وجہ یہ ہے کہ انکے دلوں میں بخل نے ڈیرہ جما لیا ہے کسی غریب پر انہیں رحم ہی نہیں آتا۔ کسی یتیم یا بیوہ کیلئے دولت سے کچھ خرچ کرنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ ایسے سنگدل اور بے رحم انسانوں پر پھٹکار نہ ہوگی تو کیا رحمت کے پھول برسیں گے۔ وہ تباہ و برباد نہ ہونگے تو کیا پھلیں پھولیں گے۔ ہرگز نہیں۔ ان کی اس بے حسی اور سنگدلی کی وجہ یہ ہے کہ وہ آخرت کے منکر ہیں۔

۱۰ ان کے برعکس ایک دوسرا گروہ ہے جو نورِ ایمان سے بھی بہرہ ور ہے اور ان کی زندگی کا دامن نیکیوں کے مہکتے ہوئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ

پوچھیے کیا تم لوگ انکار کرتے ہو اس ذات کا جس نے پیدا فرمایا زمین کو دو دن میں ۱۳؎ اور ٹھیراتے ہو

لَهُ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٩﴾ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن

اس کے لیے ندّ مقابل۔ وہ تو رب العلمین ہے۔ (انکا نہ مقابل کوئی ہو سکتا ہے) اور اس نے (ہی) بنائے ہیں زمین میں کوہ ہائے بلند

فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً

جو اسکے اوپر (اٹھائے ہوئے) ہیں اور اس میں برکتیں رکھی ہیں اور اس میں اس کی روزیاں مقرر کی ہیں (یہ سب کچھ) چار دن میں (ٹھیک) (اٹھا حصل)

پھولوں سے بھرا ہوا ہے۔ بارگاہ الٰہی سے انہیں جزا ملے گا وہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ غَيْرُ مَمْنُونٍ أَيْ غَيْرُ مَقْطُوعٍ۔ کبھی نہ ہونے والا ختم نہ ہونے والا۔

۱۳؎ ان چار آیتوں میں اپنی توحید اپنی قدرت کاملہ اور علم و حکمت کے ایسے دلائل و شواہد پیش کیے ہیں کہ کوئی سمجھدار آدمی ان کا انکار نہیں کر سکتا۔ ان دلائل کو بیان کرنے کے بعد کفار سے یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ جن کو تم نے میرا ہمسر اور شریک بنا رکھا ہے، جن کی تم پوجا پاٹ کرتے ہو ذرا انصاف سے بتاؤ ان میں ان صفات عالیہ میں سے کسی صفت کا معمولی پرتو تک بھی موجود ہے اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر تم سے بڑا ظالم اور احمق کون ہوگا جو ذرّے کو آفتاب کا ہمسر اور قطرے کو سمندر کا ہم پایہ خیال کرتا ہے۔ پہلی آیت میں بتایا کہ یہ زمین جس پر تم آباد ہو اور جس کی فضا میں تم سانس لیتے ہو اس کو تمہارے کسی معبود نے یا کسی دیوتا نے پیدا نہیں کیا ہے۔ یہ ساری چیزیں تو کل نیست سے ہست ہوئیں۔ زمین تو تمہارے ان معبودوں کی تخلیق سے پہلے موجود تھی۔ اس زمین و زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ جب حقیقت یہ ہے تو تمہیں حیا نہیں آتی کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو اور اپنے ان بتوں کو اس کا ہمسر یقین کرتے ہو۔ نیز اس کو یہ زمین بنانے میں عرصہ دراز صرف نہیں کرنا پڑا بلکہ دو دنوں میں اس کی آرائش مکمل کر دی۔ اس کی قدرت تو اس کو چشم زدن میں بھی پیدا کر سکتی تھی، لیکن یہ تدریج اس کی حکمت کا تقاضا ہے۔

یوم سے مراد یہ دن نہیں بلکہ مطلق وقت ہے یا تخلیق کا دور۔ پہلے کئی مرتبہ اس لفظ کی وضاحت گزر چکی ہے۔

۱۴؎ رَوَاسِيَ اسی جمع ہے رَاسِيَة کی: جو چیز زمین میں گڑی ہوئی ہو۔ بندرگاہ کو عربی میں مَرْسٰی کہتے ہیں کیونکہ کشتیاں اور جہاز یہاں پہنچ کر اپنے لنگر ڈال دیتے ہیں۔ پہاڑوں کو رواسی اس لیے کہا کہ ان کی جڑیں زمین میں دور تک چلی گئی ہوتی ہیں۔ یوں نہیں کہ بس زمین کی سطح پر رکھ دیے گئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے کرہ زمین کو اضطراری حرکت سے محفوظ کرنے کے لیے زمین میں جا بجا پہاڑوں کی میخیں ٹھونک دی ہیں لیکن یہ پہاڑ کسی میخ کی طرح زمین میں سارے کے سارے دھنسے ہوئے نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝١٠ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ

یکساں ہے طلبگاروں کے لیے ۱۸؎ پھر اس نے توجہ فرمائی آسمان کی طرف وہ اس وقت محض دھواں تھا ۱۹؎ پس فرمایا اسے اور

بلکہ زمین سے بہت اُونچے اُٹھے ہوئے ہیں۔ پہاڑوں کو اس طرح بنانے میں جو حکمتیں ہیں ان سے بعض ہم واقف ہے۔ ان اَن گنت حکمتوں سے ایک یہ بھی ہے کہ پہاڑوں کے قسم قسم کے گوناگوں دھاتوں اور معدنیات سے بھرے پڑے ہیں۔ کوئلہ سے لے کر سونے تک کھر یہ نمک سے لے کر پلاٹینم تک کے یہاں انبار لگے ہوئے ہیں۔ انسان آسانی سے انہیں کھود کر نکال سکتا ہے۔ اگر یہ پہاڑ سارے کے سارے زمین میں دھنسے ہوتے تو ان معدنیات کو نکالنا مشکل ہو جاتا۔

۱۵؎ اللہ تعالیٰ نے زمین میں بے شمار خیرات و برکات رکھ دی ہیں ہزاروں لاکھوں سالوں سے دھڑا دھڑ انہیں استعمال کیا جا رہا ہے لیکن کسی چیز کا شاک ختم نہیں ہوتا۔ پانی ہی کو لیجیے لاکھوں سال سے طرح طرح سے استعمال ہو رہا ہے لیکن چشمے پھر بھی اُبل رہے ہیں۔ پہاڑی ندیاں شوخی و مستی سے اب بھی بہتی چلی جا رہی ہیں۔ دریا اپنی طوفانی موجوں سمیت رواں دواں ہیں اور سمندر کی بیکرانی کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

۱۶؎ سطح زمین پر جتنی بھی جاندار مخلوق ہے ان سب کے لیے مختلف قسم کی جتنی غذا مطلوب ہے سب کا اہتمام پہلے دن ہی سے کر دیا یعنی روئے، سولا اور شہباز، شیر بکری، غرضیکہ ہوا میں اڑنے والوں، زمین پر رینگنے والوں، دوڑنے والوں، چارہ کھانے والوں گھاس سے شکم پُر کرنے والوں، گوشت خوروں، چیونٹے اور کیڑے کھانے والوں غرضیکہ ہر ایک نوع کی طبعی خصوصیت کے مطابق ہر فرد کی انفرادی پسند کے مطابق قدرت کے وسیع و عریض دسترخوان پر ہر چیز چُن دی گئی ہے۔ ان کے علاوہ کائنات کی اس وسیع و عریض برات کے دولہا حضرت انسان کے لیے کیا کچھ موجود نہیں۔ جس ہستی نے اتنا وسیع اور حیران کن انتظام ہمارے پیدا ہونے سے ہزاروں صدیاں پہلے کر دیا کیا اس کے علم، اس کی حکمت اور اس کی قدرت کے بارے میں ادنیٰ سا شک بھی کیا جا سکتا ہے۔

۱۷؎ یعنی زمین کی تخلیق اور ان میں نباتاتی، حیواناتی اور انسانی زندگی کی بقا اور نشوونما کے لیے یہ سارے انتظامات صرف چار دنوں میں یعنی چار دوروں میں مکمل کر دیئے گئے۔

۱۸؎ یہ رزق و نعمت کے خزانے کسی خاص طبقہ یا فرد کی اجارہ داری نہیں جس میں طلب ہوگی ہمت اور حوصلہ ہوگا ہنرمندی اور فہم و فراست کا جوہر پایا جائیگا اسے اس کی ہمت اور حوصلہ کے مطابق ان نعمتوں سے حصہ دیا جائے گا۔

اس آیت سے سوشلسٹ نظام کی تائید کے لیے جو استدلال کیا جاتا ہے وہ بالکل بے محل ہے۔

۱۹؎ استوی کا صلہ جب اِلیٰ ہو تو اس کا معنی توجہ کرنا ہوتا ہے۔ یعنی پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف توجہ فرمائی۔ یہ پہلے ایک دھواں سا تھا۔ سحابی اور دُخانی قسم کا مادہ تھا جس سے اس نے اپنی قدرت کاملہ سے سات آسمان پیدا فرمائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰىهُنَّ

زمین کو کہ آجاؤ (دلیل حکم اور سادے فرائض کے لیے) خوشی سے یا مجبوراً انہوں نے دونوں نے عرض کی ہم خوشی خوشی حاضر ہیں پھر پورا کر دیا

سَبْعَ سَمٰوٰتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا وَزَيَّنَّا

انہیں سات آسمان بنائے دو دنوں میں اور وحی فرمائی ہر آسمان میں اس کے حسب حال اور ہم نے زینت کر دیا

السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

آسمان دنیا کو چراغوں سے اور اسے خوب محفوظ کر دیا یہ (سارا) نظام ہے غالب سب کچھ جاننے

الْعَلِيْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ

والے (خدا) کا ہے پس اگر وہ (پھر بھی) روگردانی کریں تو آپ فرمادیں کہ میں نے ڈرایا ہے تمہیں اس کڑک سے جو

۲۰ زمین و آسمان کو حکم دیا کہ جس خدمت کی ادائیگی کے لیے جس فرض کو انجام دینے کے لیے تمہیں پیدا کیا گیا ہے اسے پورا کرنے کے لیے حاضر ہو جاؤ۔ اس میں تمہاری مرضی کا کوئی دخل نہیں بلکہ ہمارے حکم کی بجاآوری ضروری ہے۔ تم چاہو یا نہ چاہو ہر حال میں تمہیں ہمارے فرمان کی تعمیل کرنا ہوگی۔

۲۱ زمین و آسمان نے بیک زبان جواب دیا۔ ہم ہمارے خالق و مالک ہم بصد خوشی تعمیل ارشاد کے لیے حاضر ہیں۔

۲۲ چنانچہ سات آسمان بنا دیے گئے اور ہر آسمان کے حسب حال وہاں احکام و ہدایات نازل فرمادیے تاکہ ہر آسمان کی مخلوق منشاء خداوندی کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔

۲۳ جب سورج غروب ہو جاتا ہے، شام کا دھندلکا پھیلنے لگتا ہے تو ٹمٹماتے ہوئے ستارے آنکھ مچولی شروع کر دیتے ہیں رات کی وحشت اور تاریکی کی گھٹن ان چراغاں سے کافور ہو جاتی ہے۔ چرخ نیلوفری کی یہ بھی ہماری پہلی دل کو نیا سرور اور تازگی بخشتی ہے۔

۲۴ یہ مفعول مطلق ہے یعنی حَفِظْنَاهَا حِفْظًا یعنی ہم نے آسمان کو قبضۂ خوبصورت اور دلآویز بنایا ہے اتنا ہی مضبوط اور مستحکم بھی بنایا ہے جس میں کوئی دراڑ نظر نہیں آتی کوئی شگاف دکھائی نہیں دیتا۔ ہر طرح کی بیرونی دخل اندازیوں سے اسے محفوظ کر دیا گیا ہے۔

۲۵ یعنی یہ سارا نقشہ ہر چیز کے لیے مناسب محل اور مقام کا تعین، ہر چھوٹی بڑی چیز کے لیے فرائض و واجبات کا تعین یہ تحیر العقول انتظام، یہ ساری منصوبہ بندی اور اس منصوبہ بندی کی عملی تطبیق اس خداوند قدوس کی قدرت کاملہ کا کرشمہ ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ

عاد و ثمود کی کڑک کی مانند (ہلاکت لیے) ہوگی جبکہ (کچھ) یاد ہے (جب) آئے تھے انکے پاس رسول سامنے سے اور

جو سب سے زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔

اگرچہ قرآن حکیم ایسی کتاب نہیں جس میں کائنات کی تخلیق اور اس تخلیق کے ادوار اور مدارج کا تعین مقصود ہو۔ البتہ جہاں اس آفرینش عالم کے متعلق قرآن کے مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ سائنس کی تحقیقات بھی مختلف مرحلوں سے گزر کر اسی طرف آ رہی ہے علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

إنّ عرشه تعالیٰ کان قبل خلق السموٰت والارض علی الماء فاحدث الله تعالیٰ فی الماء حصوصة فار تفع زبدٌ و دخانٌ فاما الزبد فبقی علی وجه الماء وخلق الله تعالیٰ فیه الیبوسة فاحدث سبحانه منه الارض و اما الدخان فار تفع وعلی۔ فخلق الله تعالیٰ منه السموات۔ (روح المعانی)

یعنی زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پانی میں حرارت پیدا کر دی۔ اس سے جھاگ اور دھواں بلند ہوا۔ جھاگ پانی کی سطح پر باقی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں خشکی پیدا کی اور اس سے زمین بنائی اور دھواں اوپر اٹھا بلند ہوا۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا فرمایا۔

سائنس کی جدید تحقیقات بھی اس نظریہ سے بہت قریب ہیں۔

۲۶ ان آیات بینات کے مشاہدہ کے بعد بھی وہ کفر و ضلال کی راہ کو چھوڑ کر اگر راہ راست پر گامزن نہ ہوں تو وہ یاد رکھیں جس عذاب سے عاد و ثمود جیسی قوموں کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا تھا وہ عذاب انہیں بھی راکھ کا ڈھیر بنا دے گا جبکہ عذاب انہیں چاروں طرف سے گھیر لے گا تو وہ یہ کہنے کے حقدار نہ ہوں گے کہ انہیں کسی نے بروقت خبردار ہی نہیں کیا تھا، ورنہ وہ اپنے بچاؤ کی تدبیر کرتے۔

انذرتُ کا عام طور پر اتنا ہی مفہوم بیان کیا جاتا ہے کہ میں نے ڈرایا۔ حالانکہ نذر کے مادہ کا اطلاق اس ڈرانے پر ہوتا ہے جس میں کم از کم وقت خبردار کرنا بروقت ہو۔ یوں نہیں کہ جب پتھر آسمان سے برسنے شروع ہو جائیں تو خطرہ کا الارم بجنے لگے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انذار سے مقصد صرف عذاب کی خبر دینا نہیں ہوتا بلکہ اصل مقصد اس شخص کی خیر خواہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کر لے۔ لسان العرب میں ہے کہ عرب کہتے ہیں: أنذرت القوم سیل العدو إذا رأیتَه قد هجم علیهم فذهبوا تحذرونه۔ یعنی میں نے قوم کو دشمن کے حملے سے خبردار کیا۔ پس انہوں نے اپنا بچاؤ کر لیا۔ صاعقہ بادل کی اس شدید کڑک کو کہتے ہیں جس کے ساتھ بجلی بھی گرے۔ الصاعقة: الصوت الشدید من الرعدة یسقط معها قطعة نار۔ یہ اس کا لغوی معنی ہے لیکن اب اس کا اطلاق ہر قسم کے عذاب پر بھی ہوتا ہے خواہ اس کی نوعیت کسی قسم کی ہو۔ کل عذاب مهلك صاعقة (لسان العرب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً

پیچھے سے (یعنی ہر طرف سے یہ سمجھانے کیلئے) کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ ۲۷ انہوں نے کہا اگر ہمارے رب کی مرضی ہوتی (کہ ہمیں کچھ سمجھائے)

فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ

تو ضرور نازل کرتا پس ہم جو دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے اسکا سراسر انکار کرتے ہیں ۲۸ پس قوم عاد نے تو سرکشی اختیار کی زمین میں

۲۷۔ اس سے مراد یا تو رسولوں کی کثرت ہے یعنی کثیر التعداد رسول ان کے پاس تشریف لائے اور راہ ہدایت پر گامزن ہونے کی انہیں دعوت دی اور یا اس کا مدعا یہ ہے: مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ کہ انہوں نے گزری ہوئی قوموں پر جو بیتی تھی اس کا تفصیلی تذکرہ بھی ان سے کیا۔ (وَمِنْ خَلْفِهِمْ) مستقبل میں اس ہٹ دھرمی کی جو سزا انہیں ملنے والی تھی اس سے بھی ڈرایا۔

۲۸۔ لیکن انہوں نے دعوت حق قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ان کے پیغمبر ان کی ہدایت کے لیے جو مخلصانہ کوششیں کرتے تھے انہوں نے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ وہ کہتے کہ آپ خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلکان نہ کریں اور ہماری مزید جگ ہنسائی سے باز آجائیں۔ اگر خدا نے کسی کو رسول بنا کر بھیجنا ہوتا تو وہ کسی نوری فرشتہ کو ہماری راہنمائی کے لیے بھیجتا۔ آپ جو ہماری طرح محض گوشت پوست کے انسان ہیں اور ہماری طرح کھاتے پیتے ہیں آپ کو ہم رسول ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ ہم ہرگز آپ کی رسالت کو نہیں مانیں گے۔ اہل باطل کی یہ تجت بازیاں ہیں جن سے وہ اہل حق کا دل دکھایا کرتے ہیں۔ کتب احادیث و تفسیر میں حضرت جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک روز ابوجہل اور چند دوسرے قریش کے سردار اکٹھے ہوئے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے بارے میں گفتگو چھڑ گئی۔ کہنے لگے کہ اس شخص کی حقیقت ابھی تک ہم پر نہیں کھلی۔ اگر کوئی ایسا آدمی مل جائے جو سحر و کہانت کے فن میں ماہر ہونے کے ساتھ بہترین شاعر بھی ہو تو اسے ہم اس کے پاس بھیجیں تاکہ ان سے گفتگو کے بعد وہ ہمیں بتائے کہ یہ شاعر ہیں، جادوگر ہیں یا کاہن۔ عتبہ بن ربیعہ بولا، مجھ سے زیادہ ماہر اور کون ہوگا۔ چنانچہ طے پایا کہ عتبہ جائے اور ان سے گفتگو کرے اور پھر آکر ان کے متعلق اپنے تاثرات بتائے۔ عتبہ گیا اور ادھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد کہنے لگا آپ خواہ مخواہ اپنے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتے ہیں، ہمارے معبودوں کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ اگر اس تحریک سے آپ کا مقصد حکومت حاصل کرنا ہے تو ہم ابھی آپ کی بادشاہی کا اعلان کر دیتے ہیں اور اگر کوئی ثروت مطلوب ہے تو ہم ایک نہیں دس فہرستیں ایسی جن کی طرف آپ اشارہ کریں پیش کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اور اگر روپیہ بٹورنے کے لیے یہ وعظ شروع کیا ہے تو ہم سونے چاندی کے ڈھیر آپ کے قدموں میں لگا دیں گے جو آپ کی کئی پشتوں تک کے لیے کافی ہوں گے۔ یہ کہہ کر جب وہ خاموش ہوا تو فخر عالم نے پوچھا اے عتبہ! کچھ اور بھی کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا میں جو کہنا چاہتا تھا کہہ دیا۔ اس کے بعد حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورہ حٰم کی تلاوت شروع کی۔ نبوت کی زبان رب کریم کا کلام بلاغت نظام تلاوت کر رہی ہے۔ سننے والوں اور ہمدردی کے جذبات لے اس قرات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

ناحق ۲۹ اور کہنے لگے ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے ؟ کیا انہوں نے نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ جس

الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝۱۵

نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ قوی ہے اور وہ (تو) ہمیشہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ

پس ہم نے بھیج دی ان پر سخت ٹھنڈی ٹھنڈ ہوا ۳۰ منحوس دنوں میں تاکہ ہم انہیں چکھائیں

کو حد درجہ اثر انگیز بنا دیا ہے۔ نقبہ دم سادھے بیٹھا سنتا رہا گویا اس پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا جب حضور مثل صاعقۃ عاد و ثمود تک پہنچے تو وہ تلملا کر اٹھا اور حضور کے لب مبارک پر ہاتھ رکھ دیے۔ کہنے لگا میں تمہیں رحم کا واسطہ دیتا ہوں کہ بس کیجیے ورنہ ہم برباد ہو جائیں گے۔ وہاں سے اٹھا اور اس مجلس میں جانے کے بجائے جہاں قریش بڑی بے چینی سے اس کا انتظار کر رہے تھے وہ سیدھا گھر چلا گیا اور خاصہ نشین ہو گیا۔ کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد ابوجہل سب کو لے کر اس کے گھر پہنچا اور وہاں پہنچتے ہی اسے ڈانٹنا شروع کر دیا۔ نقبہ معلوم ہوتا ہے کہ گو تو نے محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا دین اختیار کر لیا ہے۔ لو اس کے مشرکانہ تحائف بھی وصول کر لیا ہے اگر تمہارے پاس کھانے کے لیے پیسے نہیں تو ہم چندہ جمع کر کے پیش کر دیتے ہیں۔ نقبہ اس طنز سے بہت برہم ہوا لیکن یہ برہمی بھی جہالت کی بڑھی تھی اکھڑ کے لگا مجھے قسم ہے اس کے بعد میں ان سے بات تک نہ کروں گا اور اے ابوجہل تم خوب جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ دولتمند ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں محض پروگرام ان کے پاس گیا میں نے تحمل کر اس موضوع پر ان سے تبادلہ خیال کیا لیکن انہوں نے مجھے جو جواب دیا بخدا وہ شعر ہے نہ جادو ہے اور نہ کہانت۔ اس نے سورہ حٰمٓ کی آیات پڑھنی شروع کر دیں۔ میں سکتے لگا جب وہ صاعقۃ عاد و ثمود تک پہنچے تو میں نے انہیں رحم کا واسطہ دے کر خاموش ہونے کو کہا اور ان کے لبوں پر ہاتھ رکھ دیا۔ اور تم خوب جانتے ہو کہ محمد جب گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا میں ڈر گیا کہ کہیں تم پر عذاب نازل نہ ہو۔ ولقد علمتم ان محمدا اذا قال شیئا لم یکذب فخفت ان ینزل علیکم عذاب۔

۲۹ قوم عاد پر عذاب اس لیے نازل ہوا کہ وہ ناحق تکبر کرتے تھے اور انہیں اپنی قوت و طاقت پر اتنا ناز تھا کہ وہ کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا خوف بھی ان کے دل سے نکل گیا تھا۔ ارشاد فرمایا جاہلو! تمہیں گھمنڈ ہے کہ تمہاری تعداد کثیر ہے۔ مال و دولت فراواں ہے۔ تمہارے جوان بڑے جنگجو اور بہادر ہیں۔ آج کوئی قوم تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتی تم سمجھتے ہو لیکن یہ بتاؤ کہ کیا اندھا تمہارا خالق ہے جو یہ سازو سامان دینے والا ہے کیا تم اس سے بھی طاقتور ہو اس کی نافرمانی کی جرأت کر سکتے ہو۔

۳۰ الصرّ ، الغبیۃ والصیحۃ ... وریح صرصر ای باردۃ (صحاح) سخت ٹھنڈی ہوا کو صرصر کہتے ہیں۔ شدید

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى

ذلت آمیز عذاب اس دنیوی زندگی میں۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت زیادہ رسوا کن ہوگا

وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى

اور ان کی ہرگز مدد نہ کی جائے گی۔ ۱۷ رہے ثمود ۱۸ تو انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھائی اور انہوں نے پسند کیا اندھے پن کو

عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا

ہدایت پر تو پکڑ لیا انہیں اس عذاب کی کڑک نے جو رسوا کن ہے ان کرتوتوں کے باعث جو وہ

يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ ع ۲ ۱۶

کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے تھے اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہتے تھے ۱۹ اور وہ دن (یاد رکھیں)

اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۲۰﴾ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ

کہ، اس دن کا جب جمع کیے جائیں گے اللہ کے دشمن آتش (جہنم) کی طرف پھر وہ روکے جائیں گے (پیچھے رہنے والوں کے) ۲۰ یہاں تک کہ جب وہ اس کے قریب پہنچ جائیں گے

العرد وقیل شدیدۃ الصوت (لسان العرب) سخت ٹھنڈی ہوا کو صرصر کہتے ہیں۔ تیز وہ ہوا جو شدید شور مچائے اس کو بھی صرصر کہتے ہیں۔ یعنی ان پر ایسی سخت ٹھنڈی ہوا بھیجی جس کے شور سے کانوں کے پردے پھٹے جاتے تھے وہ سات دن اور آٹھ رات تک چلتی رہی۔ اس نے ان کے مکانوں کو بنیادوں سے اکھیڑ کر پھینک دیا وہ خود اس کی شدت کی تاب نہ لاکر یوں زمین پر دھڑام سے گرتے جیسے جھکڑ سے کھجور کا بوسیدہ تنا اکھڑ جاتا ہے۔ جس کا تذکرہ پہلے بھی گزر چکا ہے اور آئندہ بھی مختلف مقامات پر آئیگا۔

۱۷ ہدایت کا لفظ دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے کسی کو منزل مقصود تک پہنچا دینا یا کسی کو منزل کی راہ دکھانا۔ یہاں فَهَدَيْنٰهُمْ میں دوسرا معنی مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے انبیاء کرام نے انہیں بتایا کہ یہ سیدھا راستہ ہے۔ اس پر چلے تو نجات پائے گے لیکن انہوں نے گمراہی کے اندھیروں کو پسند کیا اور ہدایت کی روشنی کو مسترد کر دیا ان پر ایسی کڑک آئی جس نے انہیں تباہ کر ڈالا۔

۱۸ اللہ تعالیٰ کی قدرت ملاحظہ ہو کہ جھکڑ نے تمام قوم عاد کو موت کی نیند سلا دیا۔ لیکن اہل ایمان کو ذرا گزند نہ پہنچائی۔ اسی طرح ثمود پر جو عذاب آیا اس کی زد سے حضرت صالح اور ان کے پیروکار بالکل محفوظ رہے۔

۱۹ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو قبروں سے نکال کر جہنم کے کنارے تک ہانک کر لے جائیں گے اور وہاں جو پہلے پہنچیں گے انہیں روک لیا جائے گا تاکہ بعد میں آنے والے بھی آ جائیں پھر ایک ساتھ سب کا حساب شروع ہو۔ کیونکہ عدل و انصاف کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٠﴾

آخر جب وہ دوزخ پر پہنچ جائیں گے تو ان کے کان آنکھیں اور ان کی کھالیں ان کے بارے میں جو وہ کیا کرتے تھے ۳۴

وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي

اور وہ کہیں گے اپنی کھالوں سے ۳۵ تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی - وہ کہیں گے ہم بے بس ہیں ہمیں تو گویا کیا ہے اللہ

أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾

نے جس نے گویا کیا ہے ہر شے کو ۳۶ اور اسی نے تمہیں پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ اور اب اسی کی طرف تم لوٹائے جا رہے ہو۔

وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا

اور تم نہیں چھپا سکتے تھے اپنے آپ کو اس امر سے کہ گواہی نہ دیں تمہارے خلاف تمہارے کان اور نہ

تقاضا یہ ہے کہ سب حاضرین کی موجودگی میں ہر شخص کے مقدمہ کا فیصلہ ہو تاکہ اگر کسی کو کوئی بطور گواہ پیش کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کا تمام لے اور گواہ حاضر ہو جائیں نیز نیک بندوں کے اعمال جنہ سے بعد میں آنے والی نسلوں کو جو فائدہ اور فیض پہنچا اس کا بھی اندازہ لگایا جا سکے اور بدکاروں کی بداعمالیوں کے باعث معاشرہ کو جن تباہیوں کا سامنا کرنا پڑا انہیں سزا دیتے وقت ان کا بھی لحاظ رکھا جا سکے۔ یوزعون : الوزع کف النفس عن هواها وقال وزعت الجيش اذا حبست اولهم على آخرهم وفي التنزيل فهم يوزعون اى يحبس اولهم على آخرهم (لسان العرب)

نفس کا اپنی خواہش سے رک جانا، اس کو عربی میں الوزع کہتے ہیں جب لشکر کے ہراول دستے کو پیش قدمی سے روکے یا چلے تاکہ لشکر کا آخری حصہ بھی جمع ہو جائے نیز وزع کا معنی تقسیم کر دینا۔ الگ الگ گروہوں میں بانٹ دینا بھی ہے۔ ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

۳۴ گویا ہر چیز ٹیپ ریکارڈر کا کام دے رہی ہے اور ہمارے اعمال و افعال کا ناقابل تردید ریکارڈ تیار کیا جا رہا ہے۔ قیامت کے روز اگر کوئی شخص کرانا کاتبین کی گواہی ماننے سے انکار کرے گا تو ان اعضاء کو بولنے کا حکم دیا جائے گا۔ اس کے بعد کسی کو یارائے انکار نہ ہوگا۔

۳۵ وہ بڑے پچھتائیں گے اور اپنی کھالوں کو کوسنے لگیں گے۔

۳۶ وہ جواب دیں گے ہمارا کیا قصور ہے ہمیں تو حق مطلق کر دیا ہے جو ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا بولو تو ہم بولنے لگے۔ ہماری کیا مجال کہ حکم عدولی کر سکیں اور صرف ہم ہی نہیں ہر چیز بول رہی اور گواہی دے رہی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ

تمہاری آنکھیں اور نہ تمہاری کھالیں ۳۷ بلکہ تم تو یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی نہیں تمہارے

كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم

اکثر اعمال کو جو تم کرتے ہو۔ ۳۸ اور تمہارے اسی گمان نے جو تم اپنے رب کے بارے میں کیا

بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِن يَصْبِرُوا فَالنَّارُ

کرتے تھے تمہیں ہلاک کر دیا پس تم ہو گئے نقصان اٹھانے والوں سے۔ پس وہ صبر کریں (یا نہ کریں) آگ ہی ان کا

مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾

ٹھکانا ہے ۳۹ اور اگر وہ (دنیا میں) رجوع چاہیں گے تو وہ ان میں سے نہیں ہوں گے جن پر اللہ راضی ہوا ہے ۴۰

۳۷ تم دوسرے لوگوں سے تو گناہ کرتے وقت پردہ بھی کر سکتے تھے ان کی نظروں سے چھپ بھی سکتے تھے لیکن اپنے آپ سے اپنے اعضاء سے تمہارے لیے پردہ کرنا کیسے ممکن تھا۔

۳۸ بلکہ تمہارا تو یہ خیال تھا کہ تمہارے بعض اعمال کی خبر تو اللہ تعالیٰ کو بھی نہیں ہوتی اسی لیے تم نے فسق و فجور کا بازار گرم رکھا اور تمہارا یہی خیال تمہیں لے ڈوبا۔

۳۹ اس کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ (۱) جب انہوں نے دنیوی زندگی میں دوزخیوں کے اعمال پر صبر کیا تو اب وہ آگ جہنم میں جلیں۔ جو کام زندگی بھر وہ کرتے رہے ہیں اب اس کی سزا بھگتیں۔ (۲) یہاں اَوْ بمعنی سَوَاءٌ کا لفظ مقدر ہے اصل عبارت یوں ہے۔ فَاصْبِرُوْا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ چاہے وہ صبر کریں یا جزع فزع کریں اب آگ سے نجات پانے کا کوئی راستہ انہیں نہیں ملے گا۔

۴۰ استعتب کا معنی ہے طلب العتبیٰ: العتبیٰ: الرضا کسی کی خوشنودی اور رضا طلب کرنا۔ عرب کہتے ہیں! استعتبہ فاعتبنی ای استرضیتہ فارضانی (الصحاح) یعنی میں نے اس سے گزارش کی کہ وہ راضی ہو جائے تو وہ راضی ہو گیا۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ کفار و مشرکین قیامت کے دن جب جہنم کے کنارے پر لا کر کھڑے کر دیے جائیں گے وہ جھٹکے ہوئے شعلوں کو دیکھیں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں گے۔ بڑی معذرتیں پیش کریں گے زمین پر ناک رگڑ رگڑ کر معافی مانگیں گے لیکن سب بے سود۔ وما ھم من المعتبین یعنی یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

اور ہم نے مقرر کر دیے ان کے لیے کچھ ساتھی پس انہوں نے آراستہ کر دکھایا انہیں اگلے اور پچھلے گناہوں کو ۴۱ھ

وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

اور ثابت ہو گیا ان پر (فرمان عذاب) ان قوموں کی طرح جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

جنوں اور انسانوں سے۔ وہ سب (اگلے پچھلے) نقصان اٹھانے والے تھے اور کہنے لگے وہ کافر

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝

مت سنا کرو اس قرآن کو اور شور و غل مچا دیا کرو اس کی تلاوت کے درمیان ۴۲ھ شاید تم (اس طرح) غالب آ جاؤ۔

۴۱ھ ان لوگوں کو شاید کبھی یہ خیال تو آتا ہو کہ وہ راہِ راست سے بھٹک گئے ہیں انہیں اپنے بُرے اعمال پر شاید شرمندگی اور ندامت بھی محسوس ہوتی ہو لیکن ان کے مصاحب جن کا کام ہی خوشامد کرنا اور ناخوب کو خوب ظاہر کرنا ہوتا ہے وہ ان کو بداعمالیوں سے باز نہیں آنے دیتے۔ ان کے بُرے کاموں کو بھی ایسے دلکش پیرائے میں پیش کرتے ہیں کہ ان پر نیکی کا گمان ہونے لگتا ہے۔ ظالم اور جابر حکمران اپنے سیاسی مخالفین کا قتل عام کرتے رہتے ہیں لیکن ان کے مصاحب انہیں باور کراتے رہتے ہیں کہ سرکارِ عالی! جو اقدام آپ نے کیا ہے اسی میں ملک اور ملت کی بقا کا راز مضمر ہے۔ یہ تحریری قوانین جو آپ بنا رہے ہیں ناگزیر ہیں۔ جب تک یہ قانون نافذ نہ ہو گا حکومت چل ہی نہیں سکتی اور جب ان ظالمانہ اور جابرانہ قوانین کے خلاف ملک کے گوشہ گوشہ سے صدائے احتجاج بلند ہوتی ہے تو احتجاج کرنے والوں پر دشمن کے ایجنٹ ہونے کا الزام لگا دیا جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خوشامدی ٹولہ اپنے ممدوح کا بیڑا غرق کر دیتا ہے۔ ہر شخص کو اس قسم کے خوشامدیوں اور بدقماش دوستوں سے اپنے آپ کو دُور رکھنا چاہیے۔ خصوصاً ارباب اقتدار کا فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی گمراہ کن باتوں میں آ کر اپنے آپ کو اور اپنی قوم و ملک کو تباہ و برباد نہ کر دیں۔

۴۲ھ کفار قرآن کی ہیبت سے خوفزدہ ہیں۔ اس کی دل میں گھر کر جانے والی تاثیر سے لرزہ براندام ہیں۔ اس سے بچنے کی ایک ہی تدبیر انہیں سوجھی ہے کہ جس وقت قرآن پڑھا جائے تو اس وقت شور مچا کر شروع کر دیا جائے نہ خود قرآن کو سُنیں اور نہ کسی دوسرے کو سُننے دیں۔

فقط اسی تدبیر سے اسلام کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھا جا سکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

پس ہم ضرور چکھائیں گے کفار کو شدید عذاب (کا مزہ) اور انہیں بدلہ دیں گے

أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٨﴾ ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ

بہت برا اس (نافرمانی) کا جو وہ کیا کرتے تھے ۴۳ یہ ہے سزا اللہ کے دشمنوں کی

النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءً بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا

یعنی آگ۔ ان کے لیے اس میں ہی ہمیشہ ٹھہرنے کا گھر ہے۔ یہ سزا ہے اس بات کی کہ وہ ہماری آیتوں کا

يَجْحَدُونَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا الَّذَيْنِ

انکار کیا کرتے تھے۔ اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب (ہمیں) دکھا دو دونوں (شیطان)

أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا

جنوں نے ہمیں گمراہ کیا جنوں اور انسانوں سے ہم انہیں روند ڈالیں گے اپنے قدموں کے نیچے تاکہ وہ ہو جائیں

مِنَ الْأَسْفَلِينَ ﴿٣٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا

پست ترین لوگوں سے ۴۴ بیشک وہ (سعادتمند) جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس (قول) پر

۴۳ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس جرم کی جو سزا مقرر ہے بڑی سخت ہے۔ اس تجویز پر عمل کرنے سے پہلے وہ اپنی قوت برداشت کا جائزہ لے لیں کیا ان میں اس عذاب الیم کو برداشت کرنے کی ہمت ہے۔

۴۴ جب انہیں دوزخ کے ابدی عذاب میں جھونک دیا جائے گا۔ اس وقت انہیں وہ لیڈر اور قائد یاد آئیں گے جن کے ورغلانے سے وہ اللہ تعالیٰ کے رسول کو ستایا کرتے تھے اور قرآن پر طرح طرح کے بے جا اعتراضات کیا کرتے تھے۔ (نہیں وہ رہ کر ان لیڈروں پر غصہ آئے گا اور دانت پیسیں گے اور کہیں گے:

"اے رب! ایک دفعہ ہمیں وہ شیطان دکھا دے جو جنوں اور انسانوں میں سے ہمیں گمراہ کیا کرتے تھے۔ اگر وہ آج ہمارے ہتھے چڑھ جائیں تو ہم ان کو اپنے پاؤں تلے روند کر رکھ دیں اور ان کا حلیہ بگاڑ ڈالیں تاکہ اہل جہنم کی نظروں میں بھی ان کی ذلت اور پستی آشکارا ہو جائے۔" ۴۵ اہل زیغ و باطل کی دنیوی زندگی اس میں ان کی طفلانہ حرکتوں اور آخرت میں جس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا

اترتے ہیں ان پر فرشتے (اور انہیں کہتے ہیں) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو تمہیں بشارت ہو

عذاب الیم میں انہیں مبتلا کیا جائے گا اور وہ کس طرح ایک دوسرے سے الجھیں گے۔ ان تمام کے اثر آفرین تذکرہ کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے بندوں کا ذکر ہو رہا ہے اور دنیا و آخرت میں جو خوشیاں اور سرفرازیاں ان کو بخشی جانے والی ہیں ان کا دلنشین بیان کیا جا رہا ہے تاکہ دل خود بخود ان کے نقش پا کو خضر راہ بنانے کے لیے مجبور ہو جائیں۔

المختصر آیات میں دو حقیقتیں آشکارا کی گئی ہیں۔ شان بندگی کیا ہے؟ اور شان بندہ نوازی کس کو کہتے ہیں۔ شان بندگی تو یہ ہے کہ انسان زبان سے اقرار کرے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور پھر آخر دم تک اپنے عمل سے اپنے قول و فعل سے اپنے احساسات اور جذبات سے اپنی خلوتوں اور جلوتوں میں اس کی تصدیق کرتا رہے۔ زبان سے یہ کہہ دینا کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے آسان ہے لیکن عمر بھر ثابت قدمی سے اس پر ڈٹے رہنا بڑی ہمت و مردانگی کا کام ہے۔

حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی پھر کہا، قد قال الناس ثم کفر اکثرھم فمن مات علیھا فھو ممن استقام (ترمذی) یعنی لوگ کہتے تو کہہ دیتے ہیں کہ ربنا اللہ، لیکن پھر اکثر اس کا انکار کر دیتے ہیں جو آدمی آخر دم تک اس بات پر ثابت قدم رہا اس کا شمار اس زمرہ میں ہوگا۔

علامہ آلوسی نے خلفاء راشدین سے اس آیت کی تفصیل نقل کی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

ایک بار حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ آیت پڑھی پھر پوچھا اس کا کیا مطلب ہے۔ لوگوں نے کہا قد ذھبنا نتبعہ کہ استقامت کا معنی یہ ہے کہ پھر اس سے گناہ صادر نہ ہو قال قد حملتم الامر علی الشدۃ؛ فرمایا تم نے تو یہ کام بڑا مشکل بنا دیا ہے۔ عرض کی گئی آپ ہی فرمایئے قال ثم جاؤا الی عبادۃ الاوثان، یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنا رب ماننے کے بعد اس پر استقامت کا یہ مطلب ہے کہ پھر بتوں کی پوجا نہ شروع کر دیں۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے استقاموا کی تفسیر یوں کی:

استقاموا اللہ تعالیٰ بطاعتہ لم یروغوا روغان الثعلب، یعنی وہ ثابت قدمی سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اور لومڑی کی طرح حیلہ سازیاں کر کے راہ فرار اختیار نہیں کرتے۔

حضرت عثمانؓ سے مروی ہے۔ اخلصوا العمل، جو عمل کرتے ہیں خلوص سے کرتے ہیں۔ ریا اور نمائش کا وہاں کوئی دخل نہیں ہوتا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا فرائض کی ادائیگی استقامت ہے۔

عارف باللہ مولانا شاہ اللہ لکھتے ہیں کہ استقامت ایک مختصر لفظ ہے۔ اس سے مراد شریعت کے تمام احکام کی بجا آوری اور جن امور سے روکا گیا ہے ان سے اجتناب اور آخر دم تک اس طریقہ کار پر ثابت قدمی۔

حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی نے عرض کی یا رسول اللہ! قل لی فی الاسلام قولا لا اسئل عنہ احدا بعدک۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول اسلام کے بارے میں مجھے ایسی بات بتلایئے کہ حضور کے بعد مجھے کسی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي

جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا ہم تمہارے دوست ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ ، کہہ کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور پھر اس پر ثابت قدم رہ۔

۳۰ شانِ بندگی کے ذکر کے بعد اب شانِ بندہ نوازی کا بیان شروع ہو رہا ہے۔ بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے ان مقبول بندوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان کو طرح طرح سے تسلی دیتے ہیں کہ قبر و حشر سے بھی خوفزدہ ہونے کی تمہیں ضرورت نہیں اور اپنی اولاد اور عزیز و اقارب جو تم پیچھے چھوڑ جاؤ گے ان کے بارے میں بھی تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہے۔ اور سنو ہم تمہیں یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ جنت کے دروازے تمہارے لیے کھول دیے گئے ہیں اور وہاں کی ساری نعمتیں تمہارے لیے چشم براہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں پر فرشتوں کا نزول کس وقت ہوتا ہے اور کیا وہ فرشتوں کی باتوں کو اپنے ان ظاہری کانوں سے سنتے ہیں بعض علماء کا یہ قول ہے کہ فرشتوں کا نزول موت کے وقت ہوتا ہے۔ لیکن اہل تحقیق کا یہ قول ہے کہ یہ سلسلہ برابر جاری رہتا ہے جب بھی بندہ مومن اپنے ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اور اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لیے راہِ عمل پر گامزن ہوتا ہے تو قدم قدم پر تیز کانٹے اس کے پاؤں کی تواضع کرتے ہیں، ہر موڑ پر شر پسند عناصر اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور رسم و اسلام کے باطل ہر طرف سے گھر کر آجاتے ہیں، اس وقت ملائکہ اس کی دلجوئی کے لیے نازل ہوتے ہیں بعض مقبول بندے فرشتوں کی یہ باتیں اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور ان کی باتیں نہیں سن سکتے ان کے دلوں میں طمانیت و تسکین کی ایک ایسی کیفیت نمودار ہو جاتی ہے کہ ان کے اکھڑے ہوئے قدم جم جاتے ہیں۔ باطل کے مقابلہ میں ان کی قوت مدافعت تند و تیز ہو جاتی ہے اور کانٹے راہوں سے سرشار ہو کر وہ منزلِ مقصود کی طرف بڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی چیز ان کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ مرتے وقت لحد میں اور روزِ حشر ان تمام مقامات پر انہیں ملائکہ کی رفاقت حاصل ہوگی۔ چنانچہ ملا سعدی رقمطراز ہیں:

تتنزل عليهم ملائكة فيما بين ويقوع لهم من الامور الدينية والدنيوية بما يشرح صدورهم و يدفع عنهم الخوف والحزن بطريق الالهام كما ان الكفرة يغريهم ما قيض لهم من قرناء السوء :

یعنی فرشتے ان پر اترتے ہیں اور دینی اور دنیوی مشکلات جو انہیں پیش آتی ہیں ان میں ان کی یوں امداد کرتے ہیں کہ ان کے سینے کشادہ ہو جاتے ہیں اور بذریعہ الہام ان کے خوف و حزن کو دور کر دیتے ہیں جس طرح کافروں کو ان کے برے ساتھی برے کاموں پر اکساتے ہیں۔

اس کے بعد دانشمند کو رقمطراز ہیں کہ کلام کے اطلاق اور عموم کے پیش نظر یہی قول اظہر ہے اور ہم تمہیں پہلے بتا چکے ہیں کہ بہت لوگوں کا یہ قول ہے کہ فرشتے اکثر اوقات مسجدوں پر نازل ہوتے ہیں اور یہ لوگ ان سے کسب فیض کرتے ہیں۔ (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ

دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی ۷۷ اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ شے ہے جو تمہارا جی چاہے

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝ وَ ع ۲ ۱۸

اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم مانگو گے ۷۸ یہ میزبانی ہے بہت بخشنے والے بہت رحم فرمانے والے کی طرف سے ۷۹ اور

مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ

اس شخص سے بہتر کس کا کلام ہے جس نے دعوت دی اللہ کی طرف ۸۰ اور نیک عمل کیے ۸۱ اور کہا کہ

۷۷ یعنی نیک کاموں کی ادائیگی میں ہم تمہارے مددگار ہیں بذریعہ الہام حق بات تمہارے دلوں میں ڈال دیتے ہیں اور ان امور کی طرف تمہاری رہنمائی کرتے ہیں جن میں تمہارا بھلا اور کامیابی ہے اور آخرت میں ہم دوستی کا حق یوں ادا کریں گے کہ شفاعت سے تمہاری امداد کریں گے اور جب قبر سے اٹھو گے تو تمہارا شاندار استقبال کریں گے۔ (ابن کثیر)

۷۸ تم جو چاہو گے تم جو مانگو گے وہ دیا جائے گا۔

۷۹ یہ عنایاتِ خسروانہ یہ انعاماتِ بے پایاں تمہارے اعمال کا معاوضہ نہیں ہوگا بلکہ رب غفور رحیم کی طرف سے میزبانی ہوگی۔ بندہ مہمان اور خداوند عرش میزبان۔ سبحان اللہ کیا شان ہے۔ کیسا اعزاز ہے اور کیسا اکرام ہے۔ اللھم اجعلنا منھم بجاہ عبدک الکریم وثنائھم المحتشم ومرشدھم المعظم۔ اللھم صل علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

۸۰ بیشک ایمان لانا اور اس پر ثابت قدم رہنا بہت بڑی بات ہے لیکن اس سے اونچا ایک اور مقام ہے جس پر آشیاں بند ہونے کے لیے کوشاں رہنا ہر بندۂ مومن پر لازم ہے۔ وہ یہ کہ لوگوں کو بھی خداوند قدوس کی وحدانیت و کبریائی پر ایمان لانے کی دعوت دے اس کے سچے رسول کی فرمانبرداری، اس کی نازل کی ہوئی کتاب کے احکام کو بجالانے کی ترغیب دے۔ محض اسی بات پر مطمئن نہ ہو جائے کہ اس نے اسلام کے چشمۂ شیریں سے اپنی پیاس کو بجھا لیا، جبکہ ان تشنہ لبوں کا درد بھی اس کو بیقرار کر دے جو ریگ زارِ حیات میں ایک قطرۂ آب کے لیے ترس رہے ہیں۔ اس کے دل میں یہ شدید جذبہ ہو کہ جس طرح اس نے اپنی تاریک زندگی میں ایمان کی شمع روشن کر لی ہے۔ گمراہی کی ظلمتوں میں ٹھوکریں کھانے والا کوئی شخص بھی اس کی یقین سے محروم نہ رہے۔ خود سوچیے اس مقام کو مقامِ رفیع کیوں نہ کہا جائے۔ کیا اس سے بھی زیادہ خیر خواہی اور بھلائی کا کوئی جذبہ ہے۔

آیت کا عموم اس امر کا مقتضی ہے کہ اس کو کسی کے ساتھ مخصوص نہ کیا جائے بلکہ جو ایسا کرے اس کے لیے یہ مژدۂ رحمت کشادہ ہے لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ تبلیغ و ارشاد میں حضور سرورِ عالم نورِ مجسم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جو مقام ہے اس سے کسی کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ

میں تو (اپنے رب کے) فرمانبردار بندوں سے ہوں ۵۲ نہیں یکساں ہوتی نیکی اور برائی ۵۳

کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ حضرت حسن بصری اگرچہ اس آیت کو عام کہتے تھے اس کے باوجود جب کبھی یہ آیت تلاوت کرتے اور اس کی تشریح کرنے لگتے تو ان پر وجد کی ایک کیفیت طاری ہو جاتی اور یوں گویا ثنائی فرماتے۔ وکان الحسن اذا قرأ هذه الآية يقول هذا رسول الله۔ هذا حبيب الله۔ هذا ولي الله۔ هذا صفوة الله۔ هذا خيرة الله۔ هذا والله احب اهل الارض الى الله (قرطبی) کہ اس اونچی شان کے مالک رسول اللہ ہیں، حبیب اللہ ہیں، ولی اللہ ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ ہیں، یہ تمام اہل زمین سے خدا تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔

۵۱ لوگوں کو دعوت دے کر خود نافل نہیں ہو جاتا جس طرح عام طور پر دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی پوری تندہی سے کرتا ہے۔

۵۲ زبان سے یہ کہہ دینا کہ میں مسلمان ہوں، کون سے کمال کی بات ہے کہ اتنے اہتمام سے یہاں اس کو بیان کیا گیا ہے۔ ہم سب اپنی مسلمانی کے دعوے کرتے ہیں لیکن اس سے حق کو کیا فائدہ پہنچا ہے باطل کو کیا گزند پہنچتی ہے۔ آج کل یہ شعبدہ ہوا ہے لیکن آپ ذرا تصور کریں اس ماحول کا جس ماحول میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس وقت جو شخص اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا تھا وہ گویا لوگوں کو دعوت دیتا تھا کہ آؤ مجھ پر پتھر برساؤ، میری بوٹیاں کس کر مجھے تپتی ہوئی ریت پر لٹاؤ۔ ہماری بھرپور تشدد کی چکی میں پیسو، میرے بچوں کو میرے سامنے ذبح کرو، میری بیوی کو میرے سامنے بے آبرو کرو، مجھے ان دہکتے ہوئے انگاروں پر بچھاؤ، میری داڑھی کے لیے کوئی نائی نہیں آئے گا۔ تم سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی۔ ایسے ماحول میں یہ کہنا کہ میں مسلمان ہوں۔ رب العالمین کا بندہ اور رحمۃ للعالمین کا غلام ہونے کا اعلان کرنا ہوں ایسا اعلان کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہ تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج بھی اس اعلان کی ذمہ داریوں کو قبول کرنے کا پورا احساس کرتے ہوئے یہ کہنا انی من المسلمین بڑے ہی دل گردے کا کام ہے۔ اسی لیے تو علامہ مرحوم نے فرمایا تھا:

چو گویم من مسلمانم بلرزم کہ دانم مشکلاتِ لا الٰہ را

اور اپنے انداز میں جگر مراد آبادی کا یہ شعر بھی خوب ہے:

یہ عشق نہیں آسان اتنا ہی سمجھ لیجیے اک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کے جانا ہے

۵۳ بیان حقیقت کے طور پر پہلے بتا دیا کہ نیکی اور برائی یکساں نہیں۔ نیکی ہر حال میں نیکی ہے خواہ معاشرہ میں اس کی پذیرائی نہ ہو اور برائی اپنی انتہائی مقبولیت کے باوجود برائی ہے۔ خواہ اس کو اپنانے والی بڑی بڑی ہستیاں ہوں۔ برائی کا خوگر برائی کا ارتکاب کیوں نہ کرتا ہو لیکن اس کے دل میں یہ خلش ہمیشہ رہتی ہے کہ وہ برائی کر رہا ہے اور اس طرح اپنے اوپر ظلم کر رہا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ

برائی کا تدارک اس (نیکی) سے کرو جو بہتر ہے ۵۴ پس ناگہاں وہ شخص کہ تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت

كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ۝ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ

ہے یوں بن جائیگا گویا تمہارا جانی دوست ہے ۵۵ اور نہیں توفیق دی جاتی ان خصائل حمیدہ کی مگر انکے جو صبر کرتے ہیں ۵۶

۵۴ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم کو اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے تمام داعیان حق کو یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ جس جنگ میں تم شریک ہو اس کو جیتنے کا گر یہ ہے کہ لوگ تم سے برائی کریں اور تم اس کا بدلہ صرف نیکی سے نہیں بلکہ بہترین نیکی سے دو۔ لوگ تم پر پتھر برسائیں۔ پتھر کھا کر پتھر نہ مارنا نیکی ہے لیکن ان پر پھول برسانا تمہارا شیوہ ہونا چاہیے۔ لوگ تمہیں گالیاں دیں تم پر جھوٹے بہتان تراشیں، تمہارے خلاف غلط الزامات لگائیں اور پھبتیاں اڑائیں اور تم چپ رہو یہ بھی قابل تعریف بات ہے، لیکن اس کے مکلف تو تب ہے کہ تم رات کو اٹھ اٹھ کر سجدہ میں سر بناز رکھ کر ان کی ہدایت پذیری کے لیے دعائیں مانگو۔

۵۵ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خیر و شر کے اس معرکہ میں خیر کو فتح نصیب ہوگی اور شر کو ہزیمت، خواہ خیر کے پاس اسلحہ اور ساز و سامان کی قلت ہو۔ خیر کے علمبرداروں کی تعداد بھی تھوڑی ہو اور شر کے لشکر کا دائرہ سے زمین کا نپ رہی ہو پھر بھی خیر کو کامیابی اور شر کو ناکامی نصیب ہوگی بلکہ وہی لوگ جو شر کو پھیلانے اور اس کو غالب کرنے کے لیے جان کی بازی لگائے ہوئے تھے وہ اس سے سارے ناطے توڑ کر شمع حق پر پروانہ وار نثار ہونے لگیں گے جو پہلے تمہارے اسلام لانے کی وجہ سے تمہاری جان کے دشمن اور تمہارے خون کے پیاسے بن گئے تھے اب وہ سو جان سے تم پر تصدق اور نثار ہونے لگیں گے اگر یقین نہ آئے تو خالد بن ولید، عکرمہ بن ابی جہل اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کا مطالعہ کرو۔

یہ تو مسلمان کی قومی اور دینی زندگی کا حال ہے انفرادی زندگی میں بھی صحیح اور پائیدار کامیابی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے کسی شخص نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کچھ نازیبا جملے کہے یہ کتب رسالت کے اس تربیت یافتہ نے جواب دیا کہ ان کنت صادقا فغفر اللہ لی۔ وان کنت کاذبا فغفر اللہ لک۔ (قرطبی) اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے بخشے۔

سیدنا علی المرتضیٰ کے غلام قنبر کو کسی نے گالی دی۔ آپ سن رہے تھے۔ قنبر کو بلند آواز کر کے فرمایا، یا قنبر دع شاتمک واله عنه ترضی الرحمٰن وتسخط الشیطان۔ ولتعاقب شاتمک فاعف عنه احیٰ بمثل السکوت عنه (قرطبی) اے قنبر اپنے گالی نکالنے والے کو چھوڑ دو۔ اور اس کو بھلا دو اس طرح تو رحمان کو راضی کرے گا اور شیطان کو غضبناک کرے گا اور اپنے گالی دینے والے کو سزا دے گا کیونکہ بے توقف کی یہی سزا ہے کہ اس سے الجھنے کی بجائے خاموشی اختیار کی جائے۔

۵۶ اس مقام رفیع پر پہنچنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں جب تک صبر کا دامن مضبوطی سے نہ پکڑ لیا جائے اس وقت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ

اور نہیں توفیق دی جاتی ان کی مگر بڑے خوش نصیب کو اور (اے سننے والے) اگر شیطان کی طرف سے تیرے

الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾

دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو (اس کے شر سے) اللہ کی پناہ مانگ بیشک وہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا

اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے رات بھی ہے اور دن بھی سورج بھی ہے اور چاند بھی ۵۸ مت سجدہ کرو

تک یہاں قدم رکھا لکھی نہیں حقیقت تو یہ ہے کہ وہ شخص بڑا ہی خوش نصیب اور بلند اقبال ہے جس کو اس مقام تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ علامہ ابن منظور دیلمی کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: قال الازہری: والتلقی ھو الاستقبال ومنہ قولہ تعالیٰ وما یلقاھا الا الذین صبروا الخ۔ وقیل فی قولہ ما یلقاھا ای ما یلقنھا ویوفق لھا الا الصابر (لسان)

ترجمہ اسی کے مطابق کیا گیا ہے۔

۵۷ اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ایک بڑی پیاری بات کہہ دی۔ جتنا تم اپنے حسن عمل سے خوبصورت روایات قائم کرنے کی کوشش کرو گے شیطان بھی تمہیں پچھاڑنے کے لیے اپنی کوششوں کو تیز تر کرے گا۔ وہ بھلا یہ کب گوارا کر سکتا ہے کہ تمہاری ذات میں نیکی جس طلق پاک بڑی کا ایک ایسا حسین پیکر دنیا کے سامنے پیش ہو جسے دیکھ کر دل بیساختہ اس کی طرف کھنچے چلے آئیں وہ ضرور رنگ لائے گا اور پوری جدوجہد کرے گا کہ تجھ سے کوئی ایسی بات صادر ہو جائے جس کا بتنگڑ بنا کر وہ تیری سیرت کی دلکشی اور جاذبیت کو ختم کر دے۔ اسلیے اپنے دشمن کے اس وار سے تجھے بھی ہمیشہ چوکنا رہنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ تو پچھاڑا جائے جب بھی شیطان کوئی ایسی بات تیرے دل میں ڈالے تجھے چاہیے کہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنے کے لیے التجا کر تاکہ وہ شیطان کے شر سے تجھے محفوظ رکھے۔ تو اس عیار کا تنہا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تجھے اللہ تعالیٰ کی امداد اور توفیق کی ضرورت ہے اس لیے اپنی بے بسی اور ناتوانی کا اعتراف کرتے ہوئے بڑی عاجزی سے درخواست کر کہ وہ تجھے شیطان کی اس سازش سے بچا لے۔ وہ تیری درخواست سنے گا اسے قبول فرمائے گا۔ وہ تیرے حال دل سے خوب آگاہ ہے۔

نَزْغٌ یَنْزَغُ نَزْغًا کا معنی دل میں وسوسہ ڈالنا۔ وہ وسوسہ جس کی وجہ سے انسان گناہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے اسے نَزْغُ الشیطٰن کہتے ہیں۔ علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: نزغ الشیطٰن وساوسہ ونخسہ فی القلب بما یستفز الانسان من المعاصی (لسان)

۵۸ اب پھر شرک کے بطلان اور توحید کی حقانیت پر دلائل پیش کیے جا رہے ہیں۔ سورج اور چاند اکثر مشرک قوموں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حٰمٓ السجدۃ ۴۱ (۳۴۱) ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷ ۱۸۰۸ ۱۸۰۹ ۱۸۱۰ ۱۸۱۱ ۱۸۱۲ ۱۸۱۳ ۱۸۱۴

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا

کہ اللہ ہر بات پر پوری طرح قادر ہے۔ بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں الحاد سے کام لیتے ہیں ۶۳

لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا

وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ تو کیا جو پھینکا جائے گا آگ میں وہ بہتر ہے یا جو آئے گا امن وسلامتی کیساتھ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

قیامت کے دن (وہ بہتر ہے) تم جو چاہو کرو جو تم کرتے ہو وہ خوب دیکھ رہا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝

بیشک وہ لوگ جنہوں نے قرآن کو ماننے سے انکار کیا جب انکے پاس آیا ۶۴ تو بہت معزز لوگ ہیں اور بیشک یہ بڑی زبردست والی کتاب ہے۔

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ

اس کے نزدیک نہیں آسکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ پیچھے سے ۶۵ یہ اتری ہوئی ہے

حرکت کرنا۔ جھومنا۔ ٹیڑھا ہونا۔ چھوڑنا۔ بڑھنا۔

۶۳ علامہ ابن منظور الرماد کے معنی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اَلْمُلْحِدُ العَادِلُ عن الحق المُدْخِلُ فیہ ما لیس فیہ: یعنی الحاد اس شخص کو کہتے ہیں جو حق سے روگردانی کرے اور اس میں ایسی چیز کی آمیزش کرے جو اس میں نہیں ہے اس کا ایک اور مفہوم بھی بتایا گیا ہے: یُلْحِدُوْنَ ای یَعْتَرِضُوْن۔ یعنی وہ اعتراض کرتے ہیں۔

وہ لوگ جو خود حق سے روگردانی کیے ہوئے ہیں لیکن صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ حق میں ایسی چیزوں کی ملاوٹ کرتے رہتے ہیں جن کے باعث لوگ حق سے ہی نفرت کرنے لگتے ہیں یا جو لوگ آیات الٰہی میں قطع و برید کر کے طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں۔ وہ کتنے مکار اور عیار کیوں نہ ہوں ان کی فاسد نیت کتنی چھپی ہوئی کیوں نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں۔ قیامت کے دن انہیں دوزخ میں پھینک دیا جائیگا۔ وہ خود سوچیں اور فیصلہ کریں کہ ان کی یہ حالت اچھی ہوگی یا اس شخص کی حالت بہتر ہوگی جسے قیامت کے دن کسی مواخذہ کا اندیشہ نہ ہوگا ہر خطرہ سے محفوظ ہوگا امن و امان سے ہمارا اپنے جنت میں داخل ہونے کے فیصلہ کا اعلان کر رہا ہوگا۔

۶۴ موصول اور صلہ مل کر قبلہ اور هالکون یا معاندون اس کی خبر محذوف متصور ہے۔

۶۵ یہ ایسی کتاب ہے کہ کسی شیطان کی مجال نہیں کہ اس میں کمی بیشی کر سکے یا اس میں بیان کی ہوئی کسی سچائی کی تکذیب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ

بڑے حکمت والے سب خوبیاں سراہے کی طرف سے۔ اے حبیب! انہیں کہا جاتا آپ کو مگر وہی جو کہا گیا پیغمبروں کو آپ

مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ

سے پہلے ۶۴ بیشک آپ کا پروردگار اہل ایمان کے لیے بہت بخشنے والا اور منکرین کیلئے دردناک عذاب دینے والا ہے۔ اور

جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ

بالفرض اگر ہم اسے بنا کر بھیجتے قرآن عجمی زبان میں تو کہتے کیوں نہ کھول کر بیان کی گئیں اسکی آیتیں ۶۵ کیا اچنبھا ہے کتاب عجمی

وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ

اور نبی عربی ۶۶ آپ فرمادیجئے یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لیے تو ہدایت اور شفاء ہے ۶۷ اور جو

کر سکے۔ یہ ایسا مضبوط قلعہ ہے جس کے تمام اطراف محفوظ ہیں کسی جہت سے اس کے اندر کوئی شخص داخل نہیں ہو سکتا۔ کفار مکہ نے اس میں گڑبڑ کرنے کی کوشش کی اور ہر بار منہ کی کھائی۔ دانشوروں نے اس کی آیتوں میں رد و بدل کرنے کی ناپاک سعی کی لیکن ہمیشہ ناکام رہے۔

۶۴ کفار جو اعتراض آج آپ پر کرتے ہیں اے حبیب! اسی قسم کے اعتراضات آپ سے پہلے جو رسول تشریف لے آئے ان کی امت کے نابکاروں نے ان پر بھی کیے یہ لوگ پہلے معترضین کا انجام دیکھ لیں اگر یہ باز نہ آئے تو ان کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو ان کے پیشروؤں کے ساتھ روا رکھا گیا تھا۔

۶۵ ان کفار کا بھی عجیب حال ہے قرآن کریم فصیح و بلیغ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔ اس کی آیات بالکل واضح اور ان کا مفہوم بالکل آشکارا ہے، لیکن یہ انہیں قبول نہیں کرتے۔ اور اگر یہ قرآن کسی عجمی زبان میں نازل کیا جاتا تو پھر یہ کہتے کہ دیکھو کتاب لانے والا رسول تو عربی اور جس زبان میں یہ کتاب اس پر نازل ہوئی وہ عجمی ہے۔ ہمیں کیا خبر کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ غرضیکہ انہیں تو فقط اعتراض کرنے سے کام ہے عربی میں ہے تب بھی اعتراض کرتے ہیں، کسی عجمی زبان میں نازل ہوتی تب بھی اعتراض کرتے۔ گوئے بدرا بہانہ ہا بسیار والی بات ہے۔

۶۶ تقدیر کلام یوں ہے: ای کتابٌ اعجمیٌّ و رسولٌ عربیٌّ ۔ یعنی کتاب عجمی ہے اور رسول عربی۔

۶۷ اے محبوب! آپ فرمادیجئے۔ قرآن کریم اہل ایمان کے لیے تو سراپا ہدایت اور پیغام شفا ہے۔ وہ تو اس کی تعلیمات کو دل سے قبول کرتے ہیں اور اس کے احکام کو صدق دل سے بجالاتے ہیں اور اس کی نواہی سے دور رہتے ہیں، البتہ جن کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾ اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ﴿١٩﴾ مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ۖ وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ﴿٢٠﴾ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٢٢﴾ ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٢٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِنْ يَشَإِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾ وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٣١﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣٣﴾ أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ ﴿٤١﴾ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٤٣﴾ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَلِيٍّ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ ﴿٤٤﴾ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُقِيمٍ ﴿٤٥﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُونَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ﴿٤٦﴾ اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُمْ مِنْ مَلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَكِيرٍ ﴿٤٧﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ ﴿٤٨﴾ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ﴿٤٩﴾ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُورًا نَهْدِي بِهِ مَنْ نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ﴿٥٣﴾

لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ایمان نہیں لاتے — وَالَّذِينَ آمَنُوا اور جو ایمان لائے — مُشْفِقُونَ مِنْهَا ان کے کاموں سے ڈرتے ہیں — وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ اور وہ ان پر برحق ہیں —

www.KitaboSunnat.com

مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ

٤٧ حاملہ ہوتی ہے کوئی مادہ اور نہ بچہ جنتی ہے اسکے علم کے بغیر۔ اور جس روز وہ انہیں پکارے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک؟

قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ۝ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ

کہیں گے ہم دے چکے ہیں عرض کر چکے ہیں ہم میں سے کوئی بھی اس پر گواہی نہ دے گا ۴۷ اور گم ہو جائیں گے ان سے جنکی وہ پہلے عبادت

مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ۝ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَاۗءِ

کیا کرتے تھے اور وہ یقین کر لیں گے کہ اب بھاگ جانے کی کوئی جگہ نہیں۔ نہیں اکتاتا انسان بھلائی کی دعا کرنے

الْخَيْرِ ۠ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ۝ وَلَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا

سے ۴۸ اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل مایوس اور ناامید ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہم چکھائیں اسے رحمت اپنی جانب سے

مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّاۗءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَاۗىِٕمَةً ۙ

سے اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی ہے تو کہتا ہے یہ میرا ہی کا مستحق ہوں ۴۹ اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت برپا ہوگی۔

۴۷ قیامت کے روز ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہارے وہ من گھڑت خدا جن کو تم میرا شریک بنائے ہوئے تھے، وہ کہاں ہیں تو وہ مکر جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے تو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ہم ان کی خدائی پر گواہی دینے کے لیے ہرگز تیار نہیں۔ یا اس آیت کے اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ آج یہاں نظر نہیں آ رہے۔ ہم میں سے کوئی بھی ان کو آج یہاں نہیں دیکھ رہا۔

۴۸ جب یہ دعائیں مانگنے لگتا ہے تو تھکتا ہی نہیں یعنی خیرات و برکات کا یہ مطالبہ کرتا ہے ان کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ختم ہونے میں نہیں آتی اور اگر ذرا تکلیف پہنچے تو پھر بالکل مایوس ہو کر ہمت ہار بیٹھتا ہے اور اسے یوں لگتا ہے کہ اب اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔

۴۹ اور اگر ہم اس کو اپنی رحمت سے نوازتے ہیں تو پھر یہ احسان فراموش عجیب و غریب باتیں بناتا ہے۔ کہتا ہے کہ میں اپنی قابلیت، ذہانت اور تجربہ کے لحاظ سے اس کا پوری مستحق تھا کہ یہ نعمت مجھ پر کی جاتی اور اس منصب پر مجھے فائز کیا جاتا۔ یہ خشک مزاج ملا مجھے قیامت کی ہر وقت دھمکی دیتا ہے اور میرے عیش و عشرت میں بھنگ ڈالنا چاہتا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قیامت آئے گی ہی نہیں، یہ یوں ہی ہمیں خواہ مخواہ ڈراتے رہتے ہیں۔ اور اگر بالفرض آ بھی گئی تو ہم لوگوں کو جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ

اور اگر میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف تو بیشک میرے لیے اسکے پاس بھی اچھی ہی (جزا) ہوگی سو ہم ضرور بتائیں گے (ان) کافروں کو

كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا

کرتوتوں کو جو کرتوت انہوں نے کیے اور ہم ضرور چکھائیں گے انہیں سخت عذاب ۔ اور جب ہم احسان فرماتے

عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ

ہیں انسان پر تو وہ (تکبر سے) منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرنے لگتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں

عَرِيْضٍ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ

کرنے لگ جاتا ہے ۔ آپ فرمادیجئے (اے کافرو!) تم مجھے بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو پھر تم اسکا انکار کرو تو کون

اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ۝ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَ

زیادہ گمراہ ہے اس سے جو اختلاف میں بہت دور نکل گیا ہو ۔ ہم دکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق (عالم) میں

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ

اور ان کے اپنے نفسوں میں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ قرآن واقعی حق ہے ۔ کیا یہ کافی نہیں کہ آپکا رب

یہاں وزارت و صداقت کے منصب پر فائز ہیں قیامت کے روز بھی یہیں ہی اکیس توپوں کی سلامی دی جائے گی اور ان کے مخالفوں کو تو وہاں بھی کوئی نہیں پوچھے گا۔

۵۳ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم برسوں سے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دے رہے تھے اپنے دعویٰ کی صداقت کے لیے ناقابل تردید عقلی اور نقلی دلائل پیش فرما رہے تھے لیکن کفار نے اپنے اردگرد تعصب اور ضد کی ایسی دیوار کھڑی کر رکھی تھی جسے وہ کسی طرح قائم رکھے ہوئے تھے۔ اسلام کے خلاف ان کے جذبات بڑے شدید اور ان کے ارادے نہایت پختہ تھے۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ جب چاہیں گے پھونک مار کر یہ چراغ بجھا دیں گے۔ یہ مٹھی بھر مسلمان جن میں اکثریت غلاموں، ناداروں اور نچلے طبقہ سے تعلق رکھنے والوں کی ہے ان کی یہ مجال کہاں کہ ہمارے بتوں کی خدائی کا تختہ الٹ سکیں۔ ہم جب چاہیں گے ان کو مٹا مٹا کے رکھ دیں گے۔ ایک ظاہر بین ان نازک حالات میں اسلام کے روشن مستقبل کے بارے میں سوچ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں سکتا تھا ان حالات میں ہر چیز کو جلانے والے اور ہر شے پر پوری قدرت رکھنے والے خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور اس میں ایک پیشگوئی فرمائی جس کے الفاظ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ ہو کر رہے گا لیکن واقعات و حالات بتا رہے تھے کہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا بظاہر کوئی امکان نہیں۔

فرمایا ہم انہیں اطراف عالم میں اور خود ان کی اپنی ذات میں ایسی نشانیاں دکھائیں گے جن کے بعد جس حق کا وہ آج انکار کر رہے ہیں، انہیں یقین ہو جائے گا کہ یہی حق اور سچ ہے اور سالہا سال تک عناد و حسد کی روش پر قائم رہنے کے بعد انصاف و تسلیم کے بغیر ان کے لیے کوئی چارہ نہ رہ جائے گا یہ تعصب کی پٹی اتر جائے گی۔ آنکھیں آفاق عالم کی گوناگوں نشانیوں سے متاثر ہونے لگیں گی۔ دلوں پر لگے ہوئے قفل ٹوٹ جائیں گے اور ان کے تاریک سینے نور توحید سے جگمگانے لگیں گے۔ وہ دن آنے والا ہے اور اس دن کے آنے میں اب کوئی زیادہ دیر بھی نہیں جب ان کے ہاتھ میں ہتھوڑے ہوں گے اور وہ ان باطل معبودوں کو ریزہ ریزہ کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جا رہے ہوں گے۔ ان بتوں کو وہ اپنے ہاتھ سے توڑیں گے جو صدیوں سے ان کے آبا و اجداد کے معبود اور ان کی عقیدت کا مرکز بنے رہے ہیں۔

وہ آیات بینات کون سی ہیں اس میں علماء تفسیر کے دو قول ہیں:

وہ فتوحات جو ان بے سروسامانوں اور اپنے گھروں سے نکالے ہوئے لوگوں کو اندرون ملک اور بیرون ملک حاصل ہوئیں۔ مکہ کے کثیر اور متفوق سردار بدر کے میدان میں جس شکست سے دوچار ہوئے۔ کیا اس کا ان کے دلوں میں کبھی خیال تک بھی آیا تھا۔ وہ تو مسلمانوں کا شکار کھیلنے کے لیے بدر تک چلے آئے تھے انہیں تو یہ شوق یہاں کھینچ لایا تھا کہ وہ ایک ایک مسلمان کو پکڑیں گے اس کو گھائل کریں گے اور رقص بسمل کا تماشا دیکھیں گے لیکن قدرت نے جو کرشمہ دکھایا اس نے ان کی آنکھیں کھول دیں اور وہ اسلام کے متعلق ایک بار پھر سوچنے پر مجبور ہو گئے۔ بھلا کوئی یہ بھی سوچ سکتا تھا کہ یہ چھپ چھپ کر اپنی متاع ایمان کو لے کر مکہ سے ہجرت کرنے والے زندگی میں پھر کبھی مکہ واپس آسکیں گے لیکن ابھی چند سال بھی نہ گزرے تھے کہ وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا لشکر جرار لے کر مکہ کا رخ کر رہا تھا اور اس لشکر کے مختلف دستوں کے پرچم تھامنے والے وہی مکہ کے قریشی تھے جنہوں نے مسلمانوں کو یہاں سے نکالا تھا آج کفر و شرک میں اتنی طاقت بھی نہیں کہ اس لشکر کی پیشقدمی کو روک سکے یا اس پر اپنی ناگواری کا ہی اظہار کر سکے۔ پھر یہی لوگ مشرق و مغرب میں جو دین کے فاتحوں پر جب حملہ آور ہوئے تو نہ کبھی اور نہ اس کے رستم و اسفندیار ان کا راستہ روک سکے اور نہ قیصر اپنی ہزارہا سالہ قوت و حشمت کے ساتھ ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکا۔ نہ صرف یہ کہ انہوں نے میدان جنگ میں دشمن کو پے در پے شکست دی اور ممالک فتح کیے بلکہ یہ لوگ جہاں گئے وہاں ابر رحمت بن کر برسے۔ انسانیت کے چہرہ سے ذلت و نکبت کے غبار کو صاف کیا۔ ملوک و سلاطین کی غلامی کی زنجیروں کو پارہ پارہ کیا اور عبادالله کی غلامی سے بھی ان کے قلوب و اذہان کو رہائی دلائی اور جہاں جہاں یہ پہنچے گلشن انسانیت میں بہار آگئی۔ وہاں کے لوگ اپنے فاتحین کے اخلاق، ان کے اطوار اور ان کی سیرت کی بلندی اور پاکیزگی سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر عرب کے ان صحرا نشینوں کا دین قبول کیا۔ اپنی مادری زبان چھوڑ کر عربی زبان کو اپنا لیا۔ اپنے قدیم تمدن و ثقافت کو اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَاءِ

ہر چیز پر گواہ ہے ۵۴ سنو! یہ لوگ شک میں مبتلا ہیں اپنے رب کے

رَبِّهِمْ ۗ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۝

کے بارے میں ۵۵ یاد رکھو! وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

کی اور عرب کے تمدن اور ثقافت کو اختیار کیا۔ اسلام کے برحق ہونے کی اس سے بڑی روشن دلیل اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس نے عرب جیسی قریباً جاہل، اُجڈ اور غیر شائستہ قوم کی چند سالوں میں کایا پلٹ کر رکھ دی۔ کہاں وہ دن کہ سارا جزیرہ جہالت و وحشت کی تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ مدارس و مکاتب تو کُجا کسی کو وہاں کوئی چیز نہ تھی۔ مکہ جیسے مرکزی شہر میں گنتی کے چند آدمیوں کے سوا لکھنا تک کوئی نہ جانتا تھا اور کہاں یہ صبح نور کہ ہر طرف علم کے آفتاب و ماہتاب ضیا پاشاں کرنے لگے۔ کہاں وہ بربریت اور سنگدلی کہ اپنی بچیوں کو اپنے ہاتھوں سے دفن کیا کرتے تھے اور کہاں یہ احساسِ ہمدردی و شفقت کہ عمرو بن العاص مصر فتح کرنے کے کام میں اس خیمہ کو اکھیڑنے سے روک دیتے ہیں جس میں ایک کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے۔ یہ فتوحات بھی معجزہ سے کم نہ تھیں اور لوگ سوچنے پر مجبور ہو جاتے تھے کہ کون سی قوت ہے جو ان کے بازوؤں میں بجلی بن کر کوند رہی ہے لیکن اس سے بھی زیادہ حیرت آفرین یمن و سعادت، خیر و برکت کا حامل وہ انقلاب تھا جو ان فتوحات کی رہنمائی کر رہا تھا۔

اس آیت کا دُوسرا مفہوم یہ بتایا گیا ہے کہ یہ کتاب انہیں مظاہرِ فطرت میں غور و فکر کی دعوت دے رہی ہے، لیکن لوگ ان میں غور و تفکر کی زحمت برداشت نہیں کرتے۔ کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں جو جہانِ معنی مستور ہے اس سے یہ غافل ہیں۔ اگر وہ صرف اپنی آنکھ کی ساخت پر غور کریں، اس میں جو نزاکتیں اور لطافتیں ملحوظ رکھی گئی ہیں، جسم انسانی کے مختلف اعضاء کس طرح بنائے گئے ہیں اور کیا کیا کام انجام دیتے ہیں۔ ان کی بناوٹ میں ان کاموں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جو مناسبتیں رکھی گئی ہیں، قدرت کی وضع قطع کو دیکھتے ہی یقین آ جاتا ہے کہ یہ کسی علیم و حکیم ہستی کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ انسان کے ارد گرد جو چھوٹی بڑی چیزیں ہیں ان میں غور کرو تسلیم کرنا پڑے گا کہ جس خدا کو ذوالجلال کو ماننے کی قرآن دعوت دے رہا ہے اس کے بغیر اور کوئی خدا نہیں، نہ پہاڑ، نہ دریا، نہ کواکب، نہ چاند، نہ سورج اور نہ ہی کوئی بڑے سے بڑا انسان۔

۵۴ اے محبوب! ان گمراہ لوگوں کو راہِ ہدایت پر چلانے کے لیے جس خلوص، جاں سوزی اور استقامت سے آپ شب و روز کوشش فرما رہے ہیں اور جس ہٹ دھرمی، عناد، کج فہمی اور ایذا رسانی کا طریقہ انہوں نے اختیار کر رکھا ہے یہ دونوں باتیں ہم جانتے ہیں ہم ان کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ ہم آپ کے دشمنوں کو ناکام کریں گے اور آپ کے سر مبارک پر کرامت و فلاح کا تابندہ تاج رکھیں گے۔

۵۵ آخر میں بتا دیا کہ جس کے دل میں قیامت کے بارے میں شک ہوتا ہے وہ سرکشی اور نافرمانی کی روش سے باز نہیں آتا اس لیے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سامنے ہزاروں دلائل پیش کیے جائیں وہ انہیں لائق التفات ہی نہیں سمجھتا۔ وہ اس دنیوی زندگی کو ہی سب کچھ جانتا ہے اس لیے اس کی ساری کوششیں ایک ہی نقطہ پر مرکوز ہو کر رہ جاتی ہیں کہ وہ زندگی کے ان ماہ و سال میں زیادہ سے زیادہ لطف اٹھالے، زیادہ سے زیادہ دولت جمع کر لے اور اونچے سے اونچے منصب تک رسائی حاصل کر لے۔ اس کے لیے اسے اپنے شرف انسانی، عزت نفس اور اخلاق عالیہ کی قربانی بھی دینا پڑے تو وہ کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا۔ وہ فقط اپنی ذات کو سنوارنے اور اس کو اونچا کرنے کے لیے پوری بستی پورے علاقہ بلکہ پوری امت کی قسمت کے ساتھ کھیل جاتا ہے۔ لیکن یہ سودا انہیں آخر کار مہنگا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور قدرت سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور یہ لوگ بھی اس کے علم و قدرت سے باہر نہیں۔ جب وہ علیم و قدیر ان سے انتقام لے گا تو انہیں اپنی عاقبت معلوم ہو جائے گی۔

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علیّ و علیٰ والدیّ و ان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی۔

انی تبت الیک وانی من المسلمین۔

محمد کرم شاہ

لیلۃ الجمعۃ ۹ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

۱۴ دسمبر ۱۹۷۲ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف

سُورۃ الشُّوریٰ

نام : آیت نمبر ۳۸ میں شُوریٰ کا لفظ ہے۔ یہی اس سورت کا نام ہے۔ اس سورت میں پانچ رکوع، ترپن آیتیں، آٹھ سو ساٹھ کلمات اور تین ہزار پانچ سو اٹھاسی حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : سورہ مومن سے الاحقاف تک یہ سات سورتیں ہیں جن کا آغاز حٰمٓ سے ہوا۔ ان سب کا زمانۂ نزول قریب قریب ہے۔ مضامین کی کیفیت اس کی تائید کرتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جبکہ کفار کا عناد اور مخالفت اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔

مضامین : حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اہلِ مکہ سراپا حیرت و تعجب بن کر رہ گئے۔ انسان جس کا دامن ہر طرح کی آلائشوں سے آلودہ ہے، ان میں سے کسی کو منصبِ نبوت پر فائز کر دیا گیا ہو، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ان کی اس حیرت کا ازالہ یہ کہہ کر کر دیا کہ نوعِ انسانی میں ظاہر ہونے والے اگر یہ پہلے نبی ہوتے تو تم اظہارِ تعجب میں حق بجانب تھے، لیکن یہ سلسلۂ نبوت تو آدم علیہ السلام سے شروع ہے۔ ان میں سے کسی نبی کی نبوت پر تمہیں اعتراض نہیں۔ اعتراض ہے تو اس نبی پر جو تمہاری ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل پر پہنچانے کے لیے آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی کا انکار، اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار اور بے شمار معبودوں کی پرستش کا جو گھناؤنا کاروبار تم نے شروع کر رکھا ہے، اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ آسمان پھٹ جاتا، نظامِ عالم درہم برہم ہو جاتا اور تمہارا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا، لیکن اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ وہ تمہیں فوراً ہلاک نہیں کر دیتا، بلکہ مہلت دیتا ہے تاکہ تم غور و فکر کر سکو۔

یہ بتایا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرشتوں کی طرح سارے انسان بھی ذکر و فکر، عبادت و طاعت میں سرگرم رہتے اور کوئی بھی سرِ مُو انحراف نہ کرتا، لیکن اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ انسان کو اختیار و ارادہ کی نعمت سے نوازا جائے تاکہ ان بلندیوں کی طرف جانے والا راستہ اس کے لیے ہموار ہو جائے جہاں کسی اور مخلوق کی رسائی نہیں۔ جو لوگ اپنی مرضی سے عقیدہ اور عمل کی گمراہی اختیار کرتے ہیں ان کو اپنے کیے کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھایا کہ جس طرح وہ تمہارا خالق اور مالک ہے، اسی طرح اسی کو یہ زیبا ہے کہ وہ تمہارے لیے ایک ایسا نظامِ حیات تجویز کرے جس کو اپنا کر تم دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہو سکو۔ جس طرح کسی غیر کو خالق نہیں مانا جا سکتا اسی طرح اس کے بغیر اس کی مخلوق کے لیے کسی کو ضابطۂ حیات مقرر کرنے کا اختیار بھی نہیں دیا جا سکتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تمام انبیاء ابتدا سے ایک ہی دین کی دعوت دیتے آئے ہیں۔ انہوں نے انسانی معاشرے میں افتراق و انتشار کی کبھی تخم ریزی نہیں کی۔ البتہ ان کے بعد آنے والے اہل غرض نے اپنی سرداری کا سکہ جمانے کے لیے باہمی تفرقہ بازی کا آغاز کیا۔ آیت ۱۳ خصوصی توجہ کی مستحق ہے جس میں دس احکام دیے گئے ہیں۔

نبوت میرا کاروبار نہیں، اس کے ذریعے سے میں دولت کمانا نہیں چاہتا۔ میں اپنی اس دلسوزی کا تم سے کوئی اجر، کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا۔ ہاں میرا ایک ہی مطالبہ ہے کہ تم باہم ٹیرہ شکر ہو جاؤ، ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو تاکہ تمہاری یہ دنیوی زندگی ہر قسم کی بے چینیوں اور تکالیف سے محفوظ ہو جائے اور تم یکسوئی کے ساتھ اپنے رب کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت انجام دے سکو۔

رزق کی تقسیم وہ اپنے حکیمانہ انداز سے کرتا ہے۔ اگر ہر ایک کو رزق فراواں مل جائے تو لوگ سرکش اور باغی ہو جائیں۔ اہل ایمان کی متعدد خوبیاں پہلے بیان کیں۔ ان میں سے ایک یہ خوبی بھی بیان کی کہ وہ اپنے گھریلو، معاشی اور سیاسی تمام معاملات باہمی مشورے سے طے کرتے ہیں۔ اسلامی ریاست کا یہ وہ اصول ہے جس پر اگر عمل کیا جائے تو اسلامی سوسائٹی میں آمریت، مطلق العنانی اور ڈکٹیٹرشپ کا کوئی خطرہ نہیں رہتا۔

ان کی خوبیوں میں سے اس خوبی کو بطور خاص ذکر کیا (آیت ۳۹) کہ مسلمان بے غیرت اور بے حمیت نہیں ہوتا کہ مخالف اسے جوتیاں مارتا رہے، اس پر ظلم و تشدد روا رکھے اور یہ سر جھکائے خاموشی سے اس ذلیل کو برداشت کرتا رہے، بلکہ وہ انتقام کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور جب تک بدلہ نہ لے لے چین نہیں آتا۔ دشمن پر قابو پا لینے کے بعد اس کو معاف کر دینا بھی نوع کا شیوہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو جن مختلف طریقوں سے وحی پہنچاتا ہے ان کا ذکر بھی کر دیا تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ رہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سورۃ شوریٰ مکی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ ۵۳ آیات ۵ رکوع

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ

حامیم۔ عین سین قاف ۱؎ اسی طریق کے مطالب کی تعلیم وحی فرما رہا ہے آپ کی طرف ۲؎ اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو آپ سے پہلے

اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ

گزرے ہیں۔ اللہ جو زبردست (اور) بہت دانا ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۳؎ اور وہ بلند (اور) سب

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۴﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ

سے اعلیٰ (اور) عظمت والا ہے۔ قریب ہے کہ (جلال الٰہی سے) آسمان پھٹ پڑیں اپنے اوپر سے ۴؎ اور (ایسا نہیں ہوتا کیونکہ) فرشتے

۱؎ یہ حروف مقطعات ہیں۔ ان کی تشریح بارہا گزر چکی ہے۔

۲؎ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اعلان کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل ہوتی ہے اور جو کلام میں تمہیں سناتا ہوں، یہ میرا نہیں بلکہ رب العالمین کا کلام ہے۔ اس اعلان نے کفار مکہ کو گومگو کی چیرانیوں میں مبتلا کر دیا تھا وہ اسے ایک انوکھی بات سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک آج تک ایسا نہیں ہوا اور ایسا ہو بھی نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کسی بندے سے ہم کلام ہو۔

ان کی اسی غلط فہمی کو دور کرنے کے لیے کلام کا آغاز کیا یعنی یہ کلام جو تم سن رہے ہو سراسر حکمت و برکت ہے اور یہ کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ اسی طریق پر حکمت سے بھرپور کلام ہم نے پہلے بھی انبیاء پر نازل فرمایا ہے۔ تمہارا یہ خیال کہ ایسا نہیں ہو سکتا باطل ہے ایسا ہونا ممکن ہی نہیں بلکہ اس کی حکمت کا تقاضا بھی ہے جب اس نے انسان کی جبلی زندگی کے تقاضوں کو نظر انداز نہیں کیا تو اس کی حکمت انسان کی روحانی اور اخلاقی زندگی کی بقا اور نشوونما کو کیونکر پس پشت ڈال سکتی ہے۔ اسی لیے العزیز اور الحکیم کے اسمائے حسنیٰ یہاں ذکر کیے گئے۔

۳؎ جب (آسمانوں اور زمین میں جو چیز ہے وہ سب اس کی ملکیت ہے تو اس کے بغیر اور کس کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ انسان کے لیے کوئی ضابطہ حیات تجویز کرے۔ بلکہ اس کے بغیر اور کون ہے جو کسی کے پاس اتنا علم اور قدرت ہو کہ اس نہایت پیچیدہ اور ازحد اہم کام کو حسن و خوبی سے انجام دے سکے جن کو اس کا میسر بتایا جاتا ہے، یا جو بدقسمت اس کا میسر ہونے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، وہ تو سب اس کی مخلوق اور اس کے مملوک ہیں۔ ان کا علم ہی محدود ہے اور ان کی قدرت ہی ناتمام ہے۔ خود سوچ خالق و مخلوق، مالک و مملوک، عالم اور جاہل، قادر اور عاجز بھی کبھی یکساں ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ سب سے اونچا اعلیٰ اور سب سے زیادہ عظمت و سطوت والا ہے۔

۴؎ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عزت اور شان بخشی ہے اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ انسان اپنے رب کریم کی اطاعت سے سرمو انحراف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِنَّ

تسبیح کر رہے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور بخشش طلب کر رہے ہیں اہل زمین کے لیے ۔ سن لو یقیناً

اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ

اللہ ہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے ۔ اور جنہوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا اور دوست

حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا

اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے ان کے حالات سے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں ۔ اور یونہی ہم نے وحی کے ذریعہ بھیجا ہے

نہ کرتا۔ اس کی خوشنودی کے حصول کے لیے اپنی ساری کوشش صرف کر دیتا لیکن اس نے نخلہ عمل طور پر جو اللہ تعالیٰ کے ہر حکم سے سرتابی نہیں کی بلکہ اس کی عظمت و قدرت پر بھی حرف گیری شروع کر دی کبھی اس کی صفت کلام کا انکار کیا کبھی اوصاف حمیدہ کی نفی سے اس کی طرف کمی کی گستاخی کی۔ کبھی عاجز اور درماندہ مخلوق کو اس کا شریک ٹھہرایا اور کبھی سرے سے اس کے وجود کا ہی انکار کر دیا۔ انسان کی ان ہی گستاخیوں اور نافرمانیوں کا نتیجہ تھا کہ نظام کائنات کا بیک سے اوپر آسمانوں کی عظیم اور مضبوط چھتوں میں اوپر سے نیچے تک شگاف پڑ جاتے لیکن اللہ تعالیٰ علیم اور کریم ہے اس کے حوصلے کی انتہا نہیں اس کے خود کرم کا انداز نہیں لگایا جا سکتا وہ ان سرکشوں کو ہر ہی سوچنے سمجھنے کی مہلت دے رہا ہے

ف اکثر انسانوں کا تو یہ حال ہے لیکن فرشتے اپنی پاک اور نوری زبانوں سے ان تمام عیوب و نقائص سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کر رہے ہیں جو انسان اپنے خالق کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اس کی صفات کمال کا ذکر کر کے اس کی حمد و ثنا کے گیت گا رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اہل زمین آدم کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ قلب ظاہر جسم اور قوی و فجور کی گرم بازاری کے باوجود بنی آدم عالم الغیب نہیں دی جاتی۔

بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اس کی شان مغفرت اور اس کی رحمت بے پایاں کے باعث تمام کائنات قائم ہے

ف کفار نے اپنا مشغلہ صرف اپنے سے کمزور اپنے جیسے بندوں کے ساتھ جوڑ لیا تھا اور یہ سمجھتے تھے کہ ان کے کرتوتوں سے کوئی آگاہ نہیں اور نہ ان سے ان کے متعلق کوئی باز پرس ہو گی اس لیے وہ بے اطمینانی سے ہر قسم کی رذیل حرکتیں کرتے اپنے کو پشتہ اور مضبوط کے بہت تک کے جام سے لبریز رہتے اللہ محیط سے ان کی اس غلط فہمی کو رد کیا جا رہا ہے اور انہیں آگاہ کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ظاہر و باطن تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے اور ان کا ریکارڈ صاف طور پر تیار کیا جا رہا ہے اعمال نامے اپنی کارستانیوں کے نتائج دیکھنے پڑیں گے کفار نے دنیا کی زندگی کے لیے بنک بنک جو معبود تجویز کر رکھے تھے اور جن پر بہت کا اس سے متعلقہ شعبہ حیات میں نفع و نقصان اور کارساز سمجھتے تھے۔ اس لیے انخذوا من دونہ اولیاء کے الفاظ استعمال فرمائے "ولی" کا لفظ گو اچھے معنوں میں استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں اس کا معنی المتولی (معبود الحاکم) ہے اور عالم کا کارساز یہاں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے اور اس معنی میں کبھی کبھی کہا کرتے ہیں۔

ف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی دلسوزی سے انہیں ہدایت کی طرف بلاتے ان کے سامنے اپنے دعوے کی صداقت کو معجزات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ

آپ کی طرف قرآن عربی زبان میں تاکہ آپ ڈرائیں اہل مکہ کو شہ اور جو اس کے آس پاس کی بستیاں ہیں اور تاکہ آپ ڈرائیں اکٹھے

الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ﴿٧﴾ وَلَوْ

ہونے کے دن سے جس (کی آمد) میں کچھ شک نہیں۔ (اس دن) ایک فریق شہ جنت میں اور دوسرا فریق بھڑکتی آگ میں ہوگا اور اگر

شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي

چاہتا اللہ تعالیٰ کر دیتا ان (سب) کو ایک امت شہ لیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی

اور دلائل سے ثابت کرتے، ان کے شکوک و شبہات کا بڑے مؤثر طریق پر قلع قمع فرماتے۔ اس کے باوجود جب وہ باطل سے چمٹے رہنے پر اصرار کرتے تو حضور کو انتہا درجہ دکھ ہوتا اور بڑے افسردہ خاطر ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے حبیب! آپ اتنے رنجیدہ خاطر کیوں ہوتے ہیں۔ آپ پر ان کی گمراہی کی کوئی ذمہ داری نہیں اور نہ ان کے بارے میں آپ سے کوئی باز پرس ہوگی۔ آپ کا فرض تبلیغ حق تھا، وہ آپ نے احسن طریق پر ادا کر دیا۔ اب یہ جانیں اور ان کی قسمت۔ آفتاب ہدایت طلوع ہو چکا اس کی کرنوں سے سارا عالم جگمگا رہا ہے، لیکن یہ اب بھی آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھے کفر و شرک کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔ الوکیل: الکفیل: جو کسی کا ضامن اور ذمہ دار ہو۔

شہ اے حبیب! یہ قرآن ہم نے عربی زبان میں آپ پر نازل فرمایا ہے تاکہ آپ مرکز تمام بستیوں کی اصل ہے، اس کے رہنے والوں کو آپ بروقت خبردار کر دیں اور اس کے شرقی و غربی میں پھیلے ہوئے جتنے دیہات، قصبے اور آبادیاں ہیں، ان کو آگاہ کر دیں کہ قیامت کا دن آئے گا ضرور آئے گا، اس کے آنے میں قطعاً کوئی شبہ نہیں۔

شہ اس روز انسانوں کی تقسیم عربی و عجمی، مغربی و مشرقی، سفید فام اور سیاہ فام کی بنیاد پر نہ ہوگی بلکہ نیک و بد اعمال کی بنا پر ہوگی۔ نیکوکار جنت میں اور بدکار دوزخ کی بھڑکتی آگ میں پھینک دیے جائیں گے۔

شہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کو بھی ارادہ کی آزادی اور اختیار نہ دیتا جس طرح دوسری مخلوقات بے چون و چرا اس کے احکام کی تعمیل کر رہی ہے اسی طرح حضرت انسان بھی اس کے احکام کے سامنے سر افگندہ رہتا، لیکن رحمت الٰہی نے یہ گوارا نہ کیا کہ اس کی صنعت تخلیق کا یہ شاہکار عمل کی آزادی سے محروم ہو۔ گھوڑے اور بیل کی طرح بے ارادہ اور بے اختیار زندگی گزار کر راہی ملک عدم ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ اور عمل کی ایک گونہ آزادی عطا فرمائی تاکہ وہ راہ حق پر گامزن ہو تو اپنی مرضی سے، اور اگر کفر و گمراہی پر کاربند ہو تو اپنی مرضی سے۔ جو لوگ ہدایت قبول کریں گے انہیں سیدھی راہ پر چلتے رہیں گے قدم قدم پر نصرت الٰہی ان کی حوصلہ افزائی کرتی رہے گی اور جو بدنصیب دانستہ غلط راہ منتخب کریں گے تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے گا۔ اگر ہلاکت کے گڑھے میں گرنے پر وہ مُصر ہوں گے تو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۝ اَمِ اتَّخَذُوْا

ہیں اور جو ظلم کرنے والے ہیں نہ ان کا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔ کیا انہوں نے بنا لیے

مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِیُّ وَهُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰی ۫ وَهُوَ عَلٰی

ہیں اسے چھوڑ کر دوسرے کارساز؟ پس اللہ ہی حقیقی کارساز ہے اور وہ زندہ کرتا ہے مُردوں کو اور وہ ہر چیز پر

ان کی مثل صاحبت نہیں کی جائے گی کہ بخلاف السوم ایسا کرو۔

۱۱ جو لوگ جان بوجھ کر اور اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے بجائے اس کی نافرمانی کرتے ہیں وہ ظالم ہیں۔ ایسے ظالموں کا نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار ـــــ کتنے احمق ہیں کہ کارساز تو آسمان و زمین کے پروردگار کو چھوڑ کر بتوں کو انہوں نے اپنا کارساز بنا لیا ہے۔ بھلا بے بس اور ناتواں بتوں کو اپنا کارساز بنا کر انہیں کیا فائدہ ہوگا جو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے وہ ان کا کیا بھلا کریں گے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ ایسی ہستی کو اپنا کارساز اور مددگار بنائے جو ہر قسم کی قدرت کا مالک ہو اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کی قدرت اور طاقت کا یہ عالم ہے کہ چاہے تو مُردہ کو چشم زدن میں زندہ کر دے مشکل سے مشکل کام کو آسان کر دے۔ پیچیدہ سے پیچیدہ گرہ کو کھولنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صرف مُردہ جسموں کو ہی زندہ نہیں کرتا بلکہ مُردہ دلوں کو بھی زندہ فرماتا ہے۔ قال الواسطی رحمہ اللہ یحیی القلوب بالتقوی ویمیت النفوس بالاستدراج۔ واسطی فرماتے ہیں کہ جب کسی بندے پر اپنی تجلی فرماتا ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے اور جب چھپ جاتا ہے تو نفوس اس سے مر جاتے ہیں۔ لیکن یہ سعادت فقط ان کو نصیب ہوتی ہے جو سرکشی اور نافرمانی کی روش کو ترک کر کے اطاعت و انابت کی راہ اختیار کرتے ہیں، جو غرور و کبر کے لباس اتار کر عجز و نیاز کو اپنا شعار بناتے ہیں۔ مولانا رومؒ نے خوب کہا ہے ۔

۱ــــ پیش یوسف نازش و خوبی مکن ۔۔۔ چرب سیاز و آہو یعقوبی مکن

۲ــــ از بہاراں کے شود سرسبز سنگ ۔۔۔ خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

۳ــــ سالہا آہن بروی زد آتش ۔۔۔ آزمون یک زمانے خاک باش

ترجمہ :

۱ــــ یوسف کے سامنے ناز و ادا مت کرو۔ اقبال نیاز و آہو یعقوبی کے بغیر اس کے سامنے کچھ ذکر کرو۔

۲ــــ موسم بہار میں پتھر سرسبز نہیں ہوتے مٹی بن جا تاکہ تجھ سے رنگ رنگ کے پھول اگ سکیں۔

۳ــــ لوہے کو برسوں سے زنگ کھانے والا پتھر بنتا ہے۔ تمہاری بات کو آزماؤ اور کچھ عرصہ کے لیے مٹی بن جاؤ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿١٠﴾ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى

پوری طرح قادر ہے۔ اور جس امر میں تمہارے درمیان اختلاف واقع ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ

اللَّهِ ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿١١﴾ فَاطِرُ

کے سپرد کرو۔ یہی اللہ میرا رب ہے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں ۱۱ وہ پیدا کرنے

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ

والا ہے آسمانوں اور زمین کا ۱۲ اسی نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے اور مویشیوں

۱۰ کسی نظریہ کے حق یا باطل ہونے، کسی چیز کے حلال و حرام ہونے، کسی عمل کے مفید اور مضر ہونے میں اگر تمہارا کسی قوم سے اختلاف ہو یا آپس میں تمہارا کسی بات میں تنازع ہو تو اگر تم اپنی عقل و فہم سے ہی حل کرنے کی کوشش کرو گے تو جھگڑا فرو ہونا ہی جائے گا، اختلاف کی خلیج وسیع ہوتی جائے گی۔ اس التباس و انتشار سے نجات پانے کا یہی ذریعہ ہے کہ اپنی عقل و تمام کو حکم بنانے کے بجائے اپنے خداوند قدوس کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا جائے۔ جو علیم بھی ہے اور حکیم بھی اور خبیر بھی ہے اور کریم بھی۔

۱۱ وہ ذات جو عدل و احسان دونوں صفات سے موصوف ہے یہ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہی میرا پروردگار ہے۔ میں نے اپنے تمام کام اسی کے سپرد کر دیے ہیں اور جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آتی ہے تو میری نگاہیں اسباب و وسائل کے حجاب میں ایک کر نہیں رہ جاتیں، میں خلوص دل سے اسی کی بارگاہ بیکس پناہ میں رجوع کرتا ہوں۔ تم خود دیکھ لو کہ کامیابی کس کے قدم چوم رہی ہے اور فتح و نصرت کا تاج کس کے سر پر جگمگا رہا ہے۔ تم اپنے وسائل کی کثرت، ساز و سامان کی رنگا رنگی اور طویل تجربات کے باوجود بے سہارا ہو رہے ہو اور میں اپنی بے سروسامانی کے باوجود اپنی منزل مقصود کی طرف بڑھتا چلا جا رہا ہوں۔ کیا یہ اس امر کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے میدان جیت لیا کرتے ہیں۔

۱۲ اللہ تعالیٰ کی دوسری صفت جلیلہ کا بیان ہو رہا ہے کہ بلندیوں اور پستیوں کا پیدا کرنے والا کون ہے اور ان کو آباد اور بارونق بنانے والا بھی وہی ہے۔ اس کی قدرت و حکمت کی نشانیوں ملاحظہ ہوں کہ اس نے تنہا آدم علیہ السلام کو ہی پیدا نہیں کیا بلکہ زندگی کی ہر حد میں اس کا دل لبھانے والا، اس کے حوصلوں کو بلند کرنے والا، اسی کی جنس سے جوڑا بھی پیدا کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ افزائش نسل کا انتظام بھی فرما دیا تاکہ جب تک خالق کائنات کی مرضی ہے، یہ گلشن آباد رہے، اس کی رونق بڑھتی رہے، اس میں نئی نئی کونپلیں پھوٹتی رہیں، ہر سو نئے نئے پھول کھل کر مہکتے رہیں۔

صرف انسانوں کی افزائش نسل کا انتظام نہیں فرمایا بلکہ طرح طرح کے حیوانات بھی انسان کی گوناگوں خدمات سرانجام دے رہے ہیں،

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ

سے بھی جوڑے بنائے۔ وہ پھیلا رہا ہے تمہاری نسل کو اس کے ذریعہ۔ نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز ۔۔۔ اور وہی

السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ

سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اسی کے قبضہ میں ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین (کے خزانوں) کی۔ ۔۔۔ کشادہ کرتا ہے

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ شَرَعَ لَكُمْ

روزی کو جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) بے شک وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ اس نے مقرر فرمایا ہے

مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا

تمہارے لیے وہ دین جس کا اس نے حکم دیا تھا نوح کو اور جسے ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے آپ کی طرف اور جس کا

انہیں بھی فراخ اور زیادہ پیدا کیا تاکہ ان کی نسل بھی بڑھتی رہے اور انسان کی روزمرہ کی ضروریات کی تکمیل کا اہتمام بھی ہوتا رہے۔ یذرؤکم ای یکثرکم من الذرء: البث۔ (مظہری) یذرؤ سے مشتق ہے اس کا معنی ہے پھیل جانا یعنی وہ تمہاری نسل کو بڑھاتا ہے اور تمہیں دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھیلا رہا ہے۔ فیہ کی ضمیر کا مرجع التدبیر ہے ای فی ھذا التدبیر وھو جعل الناس ازواجا۔ (مظہری) یعنی انسانوں اور حیوانوں کو جوڑا جوڑا پیدا کرکے اس نے ان کی نسل کے پھیلنے اور بڑھنے کا اہتمام کر دیا۔

۱۱ کوئی چیز ذات میں یا صفات میں اللہ تعالیٰ کی مانند نہیں تاکہ اگر اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی پناہ لی جائے تو کام بن جائے انسان کو اپنے خالق کا در چھوڑ کر کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔ وہ سمیع اور بصیر ہے۔ اپنی ہر مخلوق کی فریاد اور اس کا نالہ درد سن رہا ہے اور اس کی حالت زار کو دیکھ رہا ہے۔ اور کون ہے جس کی یہ شان ہو۔

۱۲ لمبا دعائیں انسان نفع عاجل کے لیے بادشاہوں اور ارباب ثروت کی محبت کا دم بھرنے لگتا ہے۔ اس طرح ان کے ظلم و ستم کا آلۂ کار اور لوٹ کھسوٹ کی سرگرمیوں میں ان کا ساتھ دینے لگتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو کام وہ کر رہا ہے اور جو کام اس سے لیا جا رہا ہے یہ سراسر ظلم ہے۔ اس میں خدا کی نافرمانی، اس کے بندوں کی حق تلفی اور دل آزاری ہے۔ اس کا ضمیر بھی اس کو ملامت کر رہا ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ باز نہیں آتا کیونکہ اس کو یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ اگر اس نے ایسا کیا تو اس کا رزق بند ہو جائے گا اور اپنے منصب سے اسے محروم کر دیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کو بتایا جا رہا ہے کہ آسمانوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں تو اللہ رب العالمین کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ رزق کی تقسیم کا کلی اختیار بھی اسی کو حاصل ہے۔ وہ جس کو چاہے بے حد و حساب عطا فرمائے اور جس کو چاہے تنگ دست کر دے۔ جو نعمت وہ اپنے کسی بندے کو عطا فرمانا چاہے اسے کوئی جابر و قاہر سلطان بھی روک نہیں سکتا اور نہ کسی کو محروم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ

ہم نے حکم دیا تھا ابراہیم ، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو کہ اسی دین کو قائم رکھنا ۱۳ اور

کرنا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا اس لیے بندہ بنتا ہے تو اس کا بنو، حکم مانتا ہے تو احکم الحاکمین کا مانو، رزق و عزت کے طلبگار ہو تو اکرم الاکرمین کے دربار پر حاضر ہو کر دامن پھیلاؤ کیوں اس کے دشمنوں کے سامنے بھکاری بن کر جاتے ہو۔ اس طرح تم اپنی عبودیت کو بھی داغدار بناؤ گے اور اپنے رب کریم کو بھی ناراض کرو گے۔

۱۳ پہلے اللہ تعالیٰ کی جلالت شان اور عظمت و کبریائی کا بیان ہوا۔ اب اس دین قیم کے قائم کرنے اور قائم رکھنے کا حکم صادر فرمایا جا رہا ہے جس کی تکمیل اور تکمیل کے لیے سارے اولوالعزم رسول مصروف جہاد رہے۔ شرع کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ شرع : سَنَّ ، کوئی طریقہ مقرر کرنا۔ شرع : اظہر ، اوضح و بین۔ کسی خفی چیز کو ظاہر کرنا۔ اس کو قول میں اور اختیار کرنا کہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش تک باقی نہ رہے۔

اللہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ جس کی جلالت شان کے تذکرے ہو رہے ہیں اسی نے اس دین کو قائم رواج اور نافذ کرنے کا حکم اس نے رسول اول حضرت نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جس پر ختم کو لے خاتم الانبیاء بذریعہ وحی آگاہی بخشی ہے اور یہی وہ دین ہے جس کے بارے میں حضرات ابراہیم ، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو وصیت فرمائی گئی تھی۔ پیغمبر رسالت کے یہی وہ خصوصی و ثابت شدہ اصول ہیں جنہیں اولوالعزم رسول کے جلیل لقب سے نوازا گیا ہے۔ خواہ پہلا اور آخری رسول اور مختلف دور و دستور میں تشریف لانے والے یہ جلیل القدر رسول ایک ہی دین اور ایک ہی نظام حیات کے داعی اور مبلغ تھے۔ صرف داعی اور مبلغ ہی نہیں بلکہ اس کے مؤسس اور اس کو پروان چڑھانے والے بھی تھے۔ انبیائے کرام نے ایک دوسرے کی تکذیب نہیں کی اور اپنے اپنے دور میں علیحدہ ادیان قبول کرنے کے لیے نہیں کہا بلکہ ایک اور صرف ایک دین کے لیے کوشاں رہے۔

۱۴ آیت کے اس حصے کا پہلے حصے سے کیا تعلق ہے اس کے متعلق دو قول ہیں : یا تو یہ شرع کے مفعول کا بدل ہے اس صورت میں یہ حکماً منصوب ہوگا یا یہ مبتدائے محذوف کی خبر ہے۔ کلام کے پہلے حصے کو سننے کے بعد یہ سوال دل میں کھٹکنے لگتا تھا کہ وہ کیا ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم رسولوں کو دیا تھا فرمایا : ھو اقامۃ الدین۔ تو اَن اقیموا خبر ہے اور ھُوَ محذوف مبتدا۔ اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ تمام انبیاء کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ اس دین کو قائم کرو۔ لوگوں کی عملی زندگیوں میں اسے رائج کرو۔ تاکہ لوگوں کے اعمال اسی دین کے قالب میں ڈھل جائیں۔ صرف زبانی دعوت دینا اور اس دعوت کے محاسن کو بیان کرتے رہنا ہی انبیاء کا فریضہ نہ تھا بلکہ ان کی ذمہ داری یہ تھی کہ جہاں یہ نظام حیات رائج نہیں وہاں اسے رائج کیا جائے اور جہاں یہ رائج ہے وہاں یہ اہتمام کیا جائے کہ یہ رواج پذیر رہے۔ ایسے عوامل اور محرکات سے اس کی پوری پوری حفاظت کی جائے جو اس کو عملی زندگی سے دخل کرنے پر منتج ہوں۔

یہ نصب العین جو انبیاء و رسل کی عظیم البرکت زندگیوں کا نصب العین تھا یہی نصب العین آج امت محمدیہ علیٰ صاحبہا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۚ اللَّهُ يَجْتَبِي

تفرقہ نہ ڈالو اس میں۔ بہت گراں گذرتی ہے مشرکین پر وہ بات جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں ۱۳ اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے ۱۴

افضل الصلوات واکمل التسلیمات کے لیے سن جانب اللہ مقرر کیا گیا ہے اور انہیں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے آباء و اجداد کا اتباع کر کے اپنی جمعیت کو انتشار کا شکار نہ بنا دیں اور ایک اُمت کو متعدد فرقوں میں بانٹ کر بے وقار نہ کر دیں کیونکہ اگر انہوں نے اپنی وحدت اور یکجہتی کو فرقہ بازی کی نذر کر دیا تو پھر اقامت دین کے فریضہ سے وہ عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے۔ ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا۔ ان کی ہوا اکھڑ جائے گی نئے انسانی معاشروں میں اس کو قائم کرنا تو بڑی بات ہے جہاں ان کے اسلاف کی کوششوں کے باعث دین قائم ہو چکا ہے وہاں اس کا باقی رہنا بھی مشکوک ہو جائے گا اور اس کا مشاہدہ ہم اپنے ہاں کر رہے ہیں۔ اس لیے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر متحد و متفق رہنے کی ہدایات دی گئی ہیں اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اپنے ارشادات عالیہ و حکیمانہ میں ہمیں بے اتفاقی سے ڈرایا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ۔ جس نے بالشت بھر کے لیے بھی جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی اس نے گویا اپنے گلے سے اسلام کا رشتہ اتار پھینکا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ید اللہ علی الجماعۃ۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور رحمت کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ سے ایک بڑی پیاری حدیث منقول ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَاْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ (رواہ احمد) یعنی حضورؐ نے فرمایا جس طرح بکریوں کے لیے بھیڑیا ہوتا ہے اس طرح شیطان انسان کے لیے بھیڑیا ہوتا ہے بھیڑیا اپنے ریوڑ سے الگ ہو جانے والی یا دور آگے چلی جانے والی یا ایک طرف ہو جانے والی کو جھپٹ لیتا ہے اور میں تمہیں اس بات سے ڈراتا ہوں کہ تم گروہ گروہ ہو جاؤ تم پر لازم ہے کہ تم جماعت کے ساتھ اور عام لوگوں کے ساتھ رہو۔ (مظہری)

۱۳ اے محبوب! یہ دین حق جس کی دعوت آپ دے رہے ہیں مشرکین کو ناگوار ہے۔ اس دین کو قبول کرنے کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ اپنے ان معبودوں سے قطع تعلق کر لیں جن کی پوجا پاٹ یہ کئی نسلوں سے کرتے چلے آ رہے ہیں نیز اپنے قدیم رسم و رواج جن پر ان کا معاشرہ قائم ہے اور جن کے وہ عرصہ سے خوگر ہیں ان تمام کو جھٹک کر وہ پرے پھینک دیں۔ وہ مشرک اس تبدیلی کو قبول کرنے کے لیے ہرگز تیار نہ تھے۔

۱۴ علامہ ابن منظور "یجتبی" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں اجتباہ ای اصطفاہ یعنی اس کو چن لیا۔ ابن سیدہ کہتے ہیں اجتبی الشیء ای اختارہ یعنی اس کو پسند کر لیا۔ وھو مشتق من جَبَيْتُ الشَّيْءَ اذا جمعتہ لنفسک۔ جب کسی چیز کو تو اپنے لیے مخصوص کر لے تو عرب کہتے ہیں جَبَيْتُ الشَّيْءَ۔ اسی سے ہے جبیت الحوض۔ یعنی میں نے حوض میں پانی جمع کر لیا۔ (لسان العرب) علامہ راغب اصفہانی اس لفظ کی لغوی تحقیق کرنے کے بعد کہتے ہیں، واجتباہ اللہ اذا خصہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا

اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف ہر رجوع کرنے والے کو۔ اور نہیں پھوٹ نکلے

مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

اس کے بعد کہ آ چکا ان کے پاس علم (یہ تفرقہ) محض باہمی حسد کے باعث تھا۔ اور اگر یہ فرمان پہلے نہ ہو چکا ہوتا

ایاہ بفیض الٰہی یتحصل لہ منہ انواع من النعم بالاسبی من العبد وذلک للانبیاء وبعض من یلیہم من الصدیقین والشہداء آہ۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو چنتا ہے تو وہ اسے اپنے فیض الٰہی سے مخصوص کرتا ہے جس سے بغیر کسی کے اسے طرح طرح کی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ یہ نعمت انبیائے کرام اور صدیقین اور شہداء میں سے بعض متقربین کو عطا ہوتی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی دو صورتیں بیان کی گئی ہیں: (۱) ایک صورت تو یہ ہے کہ وہ محض اپنی مہربانی سے کسی کو اپنے قرب اور محبت کے لیے چن لے اور اس کو کرتا کرتا انعامات واحسانات سے سرفراز فرمائے۔ یہ نعمت عظیم انبیاء کرام صدیقین اور شہداء کو عطا کیا جاتا ہے۔ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ انسان ہر طرف سے منہ پھیر کر اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے اپنی ہمت وقف کر دے جب کوئی شخص خلوص نیت سے راہ طلب پر گامزن ہوتا ہے آزمائش وابتلا کے ابتدائی مرحلوں میں سرخرو ہو جاتا ہے تو پھر توفیق الٰہی اس کی دستگیری کرتی ہے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر منزل مقصود تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

نخست از طالبی از جملہ مجرد شو دیدہ آور کز آں حضرت نداری گرد راہ ایچ

ترجمہ: اگر تو اس کا طالب ہے تو پہلے سب سے تعلق توڑ لے اور اس کی طرف رُخ پھیر لے یہاں تک کہ بارگاہ الٰہی سے یہ ندا آنے لگے کہ اے میرے دیوانے راستہ ہے۔

ملا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قالت الصوفیۃ من یحبہ ویجذبہ الی نفسہ من غیر اختیار فہو مراد اللہ تعالیٰ وہم الانبیاء والصدیقون۔ ومن اناب الی اللہ قہداہ اللہ تعالیٰ فہو المرید وہما اولیاء اللہ الصالحون من عبادہ المظہری، یعنی صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ خود چن لیتا ہے اور اسے اپنی ذات کی طرف کھینچ لیتا ہے جس میں اس بندے کے اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مراد ہوتا ہے اور وہ انبیاء اور صدیقین ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی فرماتا ہے تو وہ مرید ہے جیسے اولیاء کرام اور اس کے نیک بندے۔

اللہ بتا دیا کہ لوگوں کا راہ حق سے انحراف اور الگ الگ فرقوں کا معرض وجود میں آجانا محض بے علمی اور نادانی کے باعث نہیں ہوتا بلکہ اکثر وبیشتر اس انتشار وافتراق کا باعث ان کا باہمی حسد عناد اور رقابت ہوا کرتی ہے اپنی برتری کا سکہ جمانے کے لیے اپنا الگ راستہ بناتے ہیں اور اس طرح لوگ کی عقیدت میں نقب لگانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ وہ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس راہ کو وہ چھوڑ رہے ہیں وہی سیدھی راہ ہے اور جو راستہ وہ اپنا رہے ہیں وہ ان کو اپنی منزل سے دور پھینک دے گا لیکن اپنی ذاتی اغراض اور اپنی دنیاوی مصلحتیں نہیں ایسا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا

آپ کے رب کی طرف سے کہ انہیں ایک مقررہ وقت تک مہلت دی جائے تو فیصلہ ہو چکا ہوتا ان کے درمیان [۲۱] اور جو لوگ وارث بنائے گئے

الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِىْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ

کتاب کے، ان کے بعد وہ اس کے متعلق ایسے شک میں مبتلا ہیں جو قلق انگیز ہے [۲۲] پس اس دین کی طرف آپ دعوت دیتے رہیے [۲۳]

اگلے پرچم کے نیچے جمع ہو جاتے ہیں، وہ جانتے بوجھتے ہوئے غلط راہ پر چل نکلتے ہیں۔ بغیا بینھم کے الفاظ ہم سب کے لیے بڑے توجہ طلب ہیں۔

[۲۱] اس کے کہ تو توں کا تقاضا تو یہ ہے کہ انہیں فوراً تہس نہس کر کے رکھ دیا جائے، لیکن آپ کے رب نے اپنی رحمت اور حکمت کے پیش نظر انہیں ایک مقررہ وقت تک مہلت دے دی ہے اس لیے اس وقت تک ان کی رسی ڈھیلی رہے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس اثنا میں ان کی چشم ہوش کھلے اور انہیں اپنی غلط کاریوں پر ندامت ہو اور وہ توبہ کر کے اپنی بخشش کا سامان کر لیں۔ اور اگر ان کی یہ ہٹ دھرمی کا عالم رہا اور مقررہ میعاد تک انہوں نے سنبھلنے کی کوشش نہ کی تو جب مقررہ وقت آجائے گا تو چشم زدن میں ان کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا۔ ان کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہے گا۔ ان کی عبرتناک تباہی پر دو آنسو بہانے والا بھی کوئی نہ ہو گا۔

[۲۲] یہ کہ کے مشرک جنہیں گذشتہ قوموں کی تباہی کے بعد قرآن حکیم جیسی کتاب کا وارث بننے کی سعادت نصیب ہوئی تھی وہ عقل کے اندھے اس تذبذب میں مبتلا ہیں کہ کیا یہ کتاب خدا کی نازل کردہ ہے یا نہیں۔ مریب، متعلق او حد خل فی الریب۔ (مظہری) جس شک و شبہ سے دل میں قلق اور بے چینی پیدا ہو اس کو مریب کہتے ہیں۔ (مظہری)

[۲۳] علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں دس کلمات ہیں۔ ہر کلمہ اپنی جامعیت اور افادیت کے باعث ایک مستقل حکم ہے اور اگر اسے سیاق و سباق سے قطع نظر کر کے بھی دیکھا جائے تو اس کی افادیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس آیت کی نظیر صرف آیۃ المحرمات ہے جس میں اسی طرح کے دس احکام بیان کیے گئے ہیں۔

اب بڑے اختصار کے ساتھ الگ الگ ہر کلمہ کی وضاحت کی جاتی ہے:

۱۔ فلذلک فادع۔ ذلک اسم اشارہ ہے۔ اس کے مشار الیہ کے متعلق علماء کے دو قول ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ باہمی حسد و عناد کی وجہ سے لوگ مختلف فرقوں میں بٹ چکے ہیں۔ ہر ایک اپنے آپ کو حق و صداقت کا ٹھیکیدار سمجھتا ہے۔ اے حبیب! آپ اپنی ان بے بنیاد اداؤں سے انہیں حق قبول کرنے کی دعوت دیں تاکہ وہ اس انتشار کے اتھاہ ذلیل و خوار جوہڑ سے بچ جائیں۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا مشار الیہ دین ہے جس کے اتباع کا حکم تمام انبیاء کو دیا گیا ہے اور جس پر کاربند ہونے کی آپ کو بھی ہدایت کی گئی ہے۔ آپ خلق خدا کو اسے قبول کرنے کی دعوت دیں۔ اس نظام صداقت سے صرف آپ اور آپ کے خاص نفوس ہی بہرہ یاب نہ ہوں بلکہ شرق و غرب میں بسنے والا جو بھی اس دعوت کی دلآویزی سے متاثر ہو کر اسے قبول کرے وہ اس سے فیض یاب ہو سکے۔

۲۔ واستقم کما امرت۔ صرف اس دعوت کو قبول کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کو قبول کر کے اس پر ڈٹ جانا اور ہر قسم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ

اور ثابت قدم رہیے جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے اور نہ اتباع کیجیے ان کی خواہشات کا اور کہیے ایمان لایا ہوں

اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۚ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ لَنَآ

اس کتاب پر جو اللہ نے نازل کی ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عدل کروں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی ۱۵

آپ دعوت و مصائب میں ثابت قدم رہنا اور ثابت قدمی کے اس معیار پر پورا اترنا جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا ہے مشیت مردانگی ہے اللہ تعالیٰ نے اس استقامت کا حکم اپنے محبوب کریم اور حضور کے طفیل ساری امت اسلامیہ بلکہ جملہ بنی نوع انسان کو دیا جا رہا ہے اس فرمان الٰہی کی جلالت شان کا اندازہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد گرامی سے لگایا جا سکتا ہے: شیبتنی سورۃ ھود واخواتھا وقیل للمصطفیٰ یا رسول اللہ فقال لان فیھا فاستقم کما اُمرت (روح البیان) حضور نے فرمایا کہ سورہ ہود اور اس کی مثل سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے عرض کیا گیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول یہ کیسے؟ ارشاد فرمایا کہ ان میں فاستقم کما اُمرت کا حکم ہے یعنی اس طرح استقامت کا مظاہرہ کرو جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے۔

۱۵ نفس کے پجاریوں اور خبیث خواہشات کے پرستاروں کی پیروی کرنا آپ کا کام نہیں بلکہ ان احکام کی پیروی آپ کا فرض ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر نازل ہوئے ہیں۔ بفرض محال اگر آپ لوگوں کی پیروی کرنے لگیں تو انسانیت کا مستقبل تاریک ہو جائے گا اور اس کشتی کی سلامتی کی ساری امیدیں منہدم ہو جائیں گی۔

۱۵ آپ کے بھیجے ہوئے انسانیت کی شیرازہ بندی کے لیے تشریف لائے ہیں۔ یہ کام تب ہی سرانجام پائے گا کہ آپ حق کو جزوی طور پر نہیں بلکہ کلی طور پر تسلیم کریں۔ حق جہاں بھی ہو اور جس روپ میں ہو آپ اس کی تصدیق فرمائیں۔ اس لیے آپ یہ اعلان فرمائیں کہ میں صرف اس کتاب پر ہی ایمان نہیں لایا جو مجھ پر نازل کی گئی ہے بلکہ سب نے جو کتابیں نازل فرمائی ہیں میں ان سب کتابوں کو برحق مانتا ہوں

۱۵ مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر قسم کے ظلم و ستم کا خاتمہ کر دوں۔ تمام باطل اعتقادات کا قلع قمع کر دوں زندگی کے ہر شعبے میں ایسا نظام رائج کر دوں کہ عدل و انصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ تبلیغ اسلام میں بھی تنفیذ اسلام میں بھی امیر و غریب، شاہ و گدا، ذی وجاہت میں کوئی امتیاز برقرار نہ رکھوں۔ گویا انسانی معاشرے سے ہر قسم کے جور و جفا کا خاتمہ اور عدل و انصاف کا قیام اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کی ذمہ داری ہے اور جب اسلام کو غلبہ اور اقتدار نصیب ہوا تو دوست دشمن نے دیکھا اپنوں اور بیگانوں نے دیکھا، ساری دنیا والوں نے دیکھا کہ کملی والے نے اور اس کے غلاموں نے کس خوبصورتی سے اس ذمہ داری کو ادا کیا۔ خون کے پیاسوں کے ساتھ بھی کوئی زیادتی روا نہیں رکھی گئی اور عزیز و اقارب کے ساتھ بھی بے جا رعایت نہیں کی گئی۔

۱۵ ہمارا اور تمہارا پروردگار بھی اللہ تعالیٰ ہے اور تمہارا پروردگار بھی اللہ تعالیٰ ہے۔ عبادت کریں گے تو اس کی۔ کارساز حقیقی سمجھیں گے تو اس کو۔ توکل کریں گے تو اس پر۔ اس کے دربار قدس کو چھوڑ کر کسی معبود کی طرف جانا تو کجا آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی ہماری غیرت ایمانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا

سب ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال [۳۱] کسی بحث و تکرار کی ضرورت نہیں ہمارا اور تمہارا معاملہ اللہ [۳۲] اللہ ہم سب کو جمع کرے گا [۳۳]

وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا

اسی کی طرف (سب نے) پلٹنا ہے [۳۴] اور جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ (کے دین) کے بارے میں اس کے بعد کہ

اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

اس کو مان چکے ہیں۔ سو ان کی حجت بازی لغو ہے [۳۵] ان کے رب کے نزدیک اور ان پر (اللہ کا) غضب ہے

گوارا نہیں کرتی۔

[۳۱] تمہارے نیک اعمال کا ثواب اور برے اعمال کی سزا ہمیں ملے گی تمہارے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا تمہیں ملے گی ایسا نہیں ہو گا کہ تم کرو اور ثواب ہمیں مل جائے یا ہماری ہم کریں اور جہنم لے جائے۔ اس لیے جب تمہارے اچھے اعمال کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں تو ہم تمہارے برے اعمال کی سزا کیوں بھگتیں۔ یہ بھی تبلیغ کی ایک حکمت ہے کہ تم کیوں سستی کرتے ہو اور جب ہماری اپنے کرتوتوں کی ذمہ داری تمہیں نہیں لینی پڑتی ہے تو پھر اتنی بے پروائی سے گناہوں کا ارتکاب کیوں کرتے ہو۔

[۳۲] حق واضح ہو گیا روشن اور قوی دلائل نے شک و ارتیاب کے حجابات کو ختم کر دیا ہے۔ پھر بھی تم باطل سے چمٹے ہوئے ہو اور حق کو قبول نہیں کرتے تو تمہاری قسمت۔ اب مزید بحث و تکرار کی نہ کوئی گنجائش ہے اور نہ ضرورت اور نہ ہمارے پاس اتنا فالتو وقت ہے کہ ہم بے مقصد تمہارے ساتھ سر کھپاتے رہیں۔

[۳۳] آخر میں فرمایا وہ دن آنے والا ہے جب اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کرے گا اور ہم سب سے باز پرس ہو گی۔ اس روز معلوم ہو جائے گا کہ حق پر کون ہے اور غلط راستوں پر کون بھٹک رہا ہے۔

[۳۴] سب نے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اگر کوئی خوشی سے وہاں جانے کے لیے آمادہ نہ ہو گا تو اسے جبراً دھکیل کر وہاں لے جائیں گے۔

[۳۵] آفتاب ہدایت طلوع ہو چکا۔ لوگ خواب غفلت سے بیدار ہو گئے۔ ایک سینے روشن اور سیاہ دل منور ہو گئے سلیم العقل لوگ ایک ایک کر کے کفر و شرک کی زنجیروں کو توڑ کر نعمت توحید سے مالا مال ہو رہے ہیں۔ اس حالت میں جب یہ بخت حق قبول کرنے والوں پر اعتراض کی بوچھاڑ کرتے ہیں، ان پر خدا کی پھٹکار ہو اور وہ عذاب الیم میں مبتلا کر دیے جائیں گے۔ دَحَضَ، بر جلہ: فحص بہلا کسی چیز کو پاؤں تلے روند ڈالنا (قاموس)، ومن المجاز دَحَضَتِ الْحُجَّةُ دُحُوضًا بَطَلَتْ۔ مجازاً باطل اور فضول دلیل کو حجت داحضہ کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ حق کی تردید کے لیے وہ جو دلائل پیش کرتے ہیں وہ بالکل غلط اور بار ہا ٹوٹے ہوئے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے پاؤں تلے مسلی ہوئی کوئی چیز۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿١٨﴾ اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ۗ

اور انہی کے لیے سخت عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے نازل کیا ہے کتاب کو حق کے ساتھ اور ترازو کو۔

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ﴿١٩﴾ يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ

اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔ جلدی چاہتے ہیں اس کے لیے وہ لوگ

لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُونَ

جو ایمان نہیں رکھتے اس پر۔ اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ خوفزدہ رہتے ہیں اس سے۔ اور وہ جانتے ہیں

أَنَّهَا الْحَقُّ ۗ أَلَا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿١٨﴾

کہ یہ حق ہے۔ خبردار! جو لوگ شک کرتے ہیں قیامت کے متعلق، وہ بڑی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔

اَللّٰهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾ ع

اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور وہی قوی اور زبردست ہے۔

۱۷ بالحق کی تشریح کے لیے دیکھیے ضیاء القرآن جلد اوّل سورہ آل عمران آیت ۳۔ میزان سے مراد شریعت ہے جس سے حقوق کا وزن کیا جاسکتا ہے اور لوگوں کے درمیان صلح اور مساوات قائم کی جاسکتی ہے۔ اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان۔ الحق و المیزان بمعنی العدل۔

۱۸ تم لمبی تان کر سوتے پڑے ہو اور بیدار ہونے کا نام نہیں لیتے۔ تمہیں کیا خبر کہ وہ گھڑی قریب آگئی ہو جس کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ خواب غفلت سے فوراً آنکھیں کھولو اور ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس کے لیے تیاری شروع کر دو۔

۱۹ یعنی وہ لوگ جو قیامت پر یقین نہیں رکھتے وہ تو اس کے جلد برپا ہونے کے لیے بے تاب ہیں اور ازراہ مذاق کہتے ہیں کہ قیامت جلدی برپا ہو جائے تاکہ جلد ایسا ہی جگڑا ختم ہو جائے اور سب کو پتہ چل جائے کہ حق پر کون ہے۔ ہم یا یہ نئے دین کا پرچار کرنے والے۔ قیامت کے لیے کفار کی یہ جلدی اس لیے نہ تھی کہ وہ واقعی اس کے منتظر تھے اور دل سے چاہتے تھے کہ وہ فیصلہ کن گھڑی آجائے۔ بلکہ ان کا یہ کہنا محض از راہِ مذاق تھا جن لوگوں کو قیامت کی آمد کا یقین ہے وہ تو اس کے تصور ہی سے کانپ اٹھتے ہیں۔

۲۰ لطیف اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے۔ علامہ ابن منظور اس کی تحقیق کرتے ہوئے کہتے ہیں: قال ابن الاثیر فی تفسیرہ اللطیف ھو الذی جمع لہ الرفق فی الفعل والعلم بدقائق المصالح وایصالھا الی من قدرھا لہ من خلقہ۔ یعنی لطیف اس کو کہتے ہیں جس میں یہ تین چیزیں جمع ہوں، جو کام ہو اس میں درشتی اور سختی نہ ہو بلکہ نرمی اور رفق

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ

جو طلب کھیتی آخرت کی کھیتی کا تو ہم زیادہ کریں اس کے لیے اس کی کھیتی کو اور جو طلب کرے

يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾

فراخی دنیا کی کھیتی کا تو ہم اسے دیں گے اس سے اور نہیں ہوگا اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ

کا پیمانہ ہاں ہو نیز اپنے بندوں کی ہر نیک مسلمتوں اور منفعتوں پر آگاہ ہے اور جس کو جو نعمت عطا فرمانا چاہے اسے عطا فرماتا ہے اور ہو۔ سید العارفین بغدادی فرماتے ہیں: اللطیف من تو قلبك بالهدیٰ وربّی جسمك بالغذیٰ ویخرجك من الدنیا بالایمان ویحرسك من نار العقبیٰ هذا لطف اللطیف بالعبد الضعیف۔ لطیف اس ذات پاک کو کہتے ہیں جو تیرے دل کو ہدایت سے منور کردے۔ غذا سے تیرے جسم کی نشوونما کرے تجھے دنیا سے ایمان کے ساتھ نکالے اور دوزخ کی آگ سے تجھے بچالے۔ وہ ہے اللہ تعالیٰ۔

آیت کا معنی یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر لطف فرمانے والا ہے اور جس کو چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے رزق عطا فرماتا ہے کسی کو علم دے دیا کسی کو دولت دے دی کسی کو حسن صورت سے نوازا کسی کو حسن سیرت سے سرفراز فرمایا کسی کو سیم وزر کے انبار بخش دیے اور کسی کو قناعت کی دولت سے مالا مال کردیا۔ اس کے انعامات بے شمار اور اس کی عطائیں غیر محدود اس کے بخشنے اور عطا کرنے کے انداز لامحدود۔

۳۸ انسان جن مشاغل میں دن رات مشغول رہتا ہے جس متاع کے حصول کے لیے وہ تگ ودو کرتا ہے اس سے اگر وہ اپنی آخرت سنوارنا چاہتا ہے اپنے رب کریم کو راضی کرنا چاہتا ہے تو اسے سب کچھ وہ اسے اس کی محنت سے کہیں زیادہ دیتا ہے اور اگر اس کے عمل میں کچھ کمی رہ جائے تو اس میں بھی زیادتی ہی ہوتی ہے اس کی نیت کے مطابق اس کا اجر ہے۔ اس کی آخرت سنور جائے گی اور جو لوگ صبح سے لے کر شام تک پسینہ میں شرابور ہو کے پھرتے ہیں رات بھر گھر سے کے گرد بالوں میں انگلیاں کھاتے رہتے ہیں اور اس سے ان کا مقصد آخرت سنوارنا نہیں بلکہ دنیا میں جاہ وجلال حاصل کرنا اور دولت و ثروت کے انبار جمع کرنا ہے تو اس کے متعلق ایک بات تو یہ ہے کہ آخرت کی زندگی میں ان کے لیے کوئی آرام و آسائش اور کوئی عزت و توقیر نہیں ہوگی رہا دنیا جس کے لیے وہ دیوانوں کی طرح اتنے پاپڑ بیلتے ہیں اس سے بھی انہیں اتنا نہیں ملے گا جتنا کہ ان کی محنت پاری ہے البتہ کچھ نہ کچھ انہیں مل ہی جائے گا۔ اس آیت کی اس تفسیر کی ایک حدیث نبوی سے بھی تائید ہوتی ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من كانت نيته الاخرة جمع الله شمله وجعل غناه في قلبه واتته الدنيا وهي راغمة ومن كانت نيته الدنيا فرق الله عليه امره وجعل فقره بين عينيه ولم يات من الدنيا الا ما كتب له۔ یعنی جو آخرت کی بہتری کے لیے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیوں کو دور کردیتا ہے اس کے دل کو غنی کردیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس حاضر ہوتی ہے اور جو آدمی دنیا کی نیت سے کام کاج میں مصروف رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی یکسوئی اور طمانیت کو درہم برہم کردیتا ہے اور اس کے فقر کو اس کی آنکھوں کے سامنے رکھ دیتا ہے اور دنیا میں سے اسے اتنا ہی ملتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ؕ

کیا ان کے لیے شریک ہیں جنہوں نے مقرر کیا ہے ان کے لیے ایسا دین جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ ۲۱

وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ

اور اگر ان کے فیصلہ کی بات پہلے سے طے نہ ہوتی تو ان کا فیصلہ کبھی کا چکایا گیا ہوتا۔ ۲۲ اور جو ظالم ہیں یقیناً ان کے لیے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ

دردناک عذاب ہے۔ آپ دیکھیں گے ظالموں کو کہ ڈر رہے ہوں گے ان (کرتوتوں) سے جو انہوں نے کمائے اور وہ ان

وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ

پر واقع ہو کر رہے گا ۲۳ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہ جنتوں کے باغوں میں

الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾

ہوں گے۔ انہیں ملے گا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے پاس سے۔ یہی بڑا فضل ہے

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ

یہ وہ چیز ہے جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے

۲۱ وہ دین جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لیے پسند فرمایا ہے کفار اس کو تو مانتے نہیں اور ان قواعد و ضوابط کی ہر آن نافرمانی کرتے ہیں جو رحیم و کریم پروردگار نے اپنے بندوں کی فلاح و بہبود کے لیے مقرر کیے ہیں۔ حیرت ہے بندوں کے لیے دین تو وہ چل جو ان کا پیدا کرنے والا ہے جو ان کے خدا نے انہیں دیا ہے، کفار جن قواعد و ضوابط کی پیروی کر رہے ہیں، یہ خدائے برتر کے بھیجے ہوئے تو ہیں نہیں، پھر انہوں نے یہ کہاں سے لیے ہیں۔ کیا انہوں نے کوئی اور خدا بنائے ہوئے ہیں اور یہ ان کا نازل کیا ہوا دین ہے اور ان کے مقرر کردہ قواعد ہیں جن پر یہ اتنی سختی سے کاربند ہیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی اور خدا نہیں ہو سکتا، کوئی اور قانون ساز نہیں ہو سکتا۔

۲۲ اللہ تعالیٰ نے انسان کے فیصلے کے لیے ایک دن مقرر کر دیا ہے اس لیے یہ ڈھیل پر چلتے ہیں ورنہ کبھی کا ان کا کچھ مرمکل گیا ہوتا۔

۲۳ قیامت کے روز ان ظالموں کی جو کیفیت ہوگی اس کا ذکر ہو رہا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ

آپ فرمادیجئے میں نہیں مانگتا اس (دعوتِ حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے۔ ۴۲ اور جو شخص کرتا ہے

۴۲ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس زندگی کا ایک ہی مقصد تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے جو طرح طرح کی گمراہیوں کے باعث اپنے رب سے بہت دور جا چکے ہیں پھر قریب ہو جائیں۔ کفر و شرک کے اندھیروں سے نکل کر پھر نورِ ہدایت سے اپنے قلب و نظر کو روشن کریں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے حضورؐ کی لگن کا یہ عالم تھا کہ دن رات اسی میں مشغول رہتے ان کو سمجھاتے وعظ کہتے تو حضورؐ مسکرا دیتے، وہ گالیاں بکتے تو حضورؐ دعائیں دیتے، دشمن مجرمت دیکھ کر اور آیاتِ الٰہی سن کر بھی کفر سے چمٹے رہنے پر اصرار کرتے تو حضورؐ کے شفیق دل پر غم و اندوہ کے بادل گھر آتے اور آپ رات بھر اللہ تعالیٰ کی جناب میں ان کی مغفرت اور ہدایت کے لیے دعائیں مانگتے۔ اخلاص و محبت کے یہ بے مثل انداز کفار کتنے بھلا کب کہیں دیکھے تھے وہ دل ہی دل میں خیال کرتے کہ اس سارق جدوجہد اور شبانہ روز تگ و دو کے پس منظر میں کوئی بڑا مقصد ہے جس کے حصول کے لیے یہ شخص جانگسل محنت اور مشقت برداشت کر رہا ہے اور ہمارے جور و جفا پر اتنے حوصلہ اور حلم کا مظاہرہ کرتا ہے۔ یہ دولت جمع کرنا چاہتا ہے یا اقتدار کی ہوس ہے یا ہمارا بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ آخر کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے جس کے باعث انہوں نے اپنا یہ حال بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ اعلان کرنے کا حکم دیتے ہیں کہ لے کافرو! تم کس اُدھیڑبن میں ہو۔ سن لو میں اپنی ان جانکاہیوں کا ان دلسوزیوں کا تم سے کسی قسم کا کوئی معاوضہ طلب میں کرنا چاہتا نہ آج نہ کل اور نہ کبھی قیامت تک البتہ میری یہ خواہش ضرور ہے کہ تم نے آپس میں قتل و غارت کا جو بازار گرم کر رکھا ہے اور ایک دوسرے کو ایذا پہنچانے میں اپنی توانائیاں صرف کر رہے ہو اس سے باز آجاؤ اور آپس میں محبت اور پیار کرو۔ تمہاری باہمی رشتہ داریاں اور قرابتیں ہیں۔ تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ بھائی بھائی کا گلا کاٹے، چھینا جھپٹی پر اُتر آئے، کسی کی جان، کسی کا مال محفوظ نہ ہو۔ مجھے تمہارا یہ انداز پسند نہیں۔ میں تم سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ایک دوسرے سے محبت اور ایک دوسرے کا احترام کرنا سیکھو تاکہ تمہاری زندگی میں ایک خوشگوار تبدیلی نمودار ہو جائے۔

اِلَّا حرفِ استثنا ہے۔ یہاں استثنا منقطع ہے یعنی المودۃ فی القربیٰ جو مستثنیٰ ہے۔ یہ مستثنیٰ منہ میں داخل نہیں تاکہ آیت کا مفہوم ہو کہ میں تم سے کوئی اجر، کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا، میرا اجر طلب کرتا ہوں کہ تم آپس میں پیار اور محبت کرو۔ تقریباً یہی مفہوم ایک دوسری آیت میں بیان کیا گیا قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا مَنْ شَاۗءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا الفرقان ۲۵ یعنی میں اس پر تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا میرا بھی اجر ہے کہ تم میں سے کون معرفتِ الٰہی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔ اس آیت کا بھی یہی مقصد ہے کہ میں تم سے اپنے لیے کوئی اجر طلب نہیں کرتا سوائے اس کے کہ تم آپس میں محبت اور پیار کرنے لگو۔ مجھے صرف تمہاری بھلائی اور خیر خواہی مطلوب ہے اگر تم سدھر جاؤ اور تمہارے طور اطوار درست ہو جائیں تو یہی میری کاوشوں کا بہترین معاوضہ ہے۔ اقامتِ دلوں کے لیے اس سے زیادہ اثر انگیز اسلوبِ بیان اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ قرآنِ کریم میں متعدد مقامات پر مختلف انبیاء کے یہ اعلانات مذکور ہیں۔ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ میں تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا میرا اجر تو رب العالمین

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے ذمہ ہے جب وہ گویا دنیا اپنی قوموں سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کر رہے کسی مال یا اپنی منفعت کی خواہش نہیں کر رہے تو فرمایا دنیا میں الرسل کے متعلق یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ حضور نے کسی قسم کی منفعت کی خواہش کی ہو۔ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی نعمت کسی قارون کے بھرے ہوئے خزانے رفع مسکون کی فراوانی ان دعاؤں نیم شبی ان گریہ ہائے سحر گاہی کا صلہ نہیں ہو سکتی جن سے اس رحمت عالمیاں نے بنی نوع انسان کو مشرف فرمایا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس امر تحقیق طلبی دور بینی کی نوک جھوک پر لڑنا جھگڑنا ایک آسمان سے عالم سے زیادہ وقعت ہے۔ اگر حضور اپنی ان دلسوزیوں، ان اشکباریوں کے صلہ و منفعت کا تصور بھی کرتے تو شان یہ لیم سے بہت فروتر بلند و شکوہ کی گھٹا ٹوپ فضائی کا سوتے مل جاتی اور وہ سیالی جہیں ہو سکتے کہ بالے رانہوں نے تو یہاں تک کہا لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علی رب العالمین اور آسمانے رسول نے نوع قریش کو مطالبہ کر کے اپنی محنت و مشقت کا معاوضہ طلب کیا۔ العیاذ باللہ

اس آیت سے تھوڑا پہلے فرمایا کہ من کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا، جو شخص دنیا کی کھیتی کا خواہاں ہوگا ہم اسے اس میں سے دیں گے۔ اس سیاق و سباق کو پیش نظر رکھتے ہوئے میرے نزدیک آیت کی یہی تفسیر زیادہ پسندیدہ ہے۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ قرابت داروں خاندان بنو ہاشم خصوصاً اہل بیت کرام کی محبت ان کا ادب و احترام عین ایمان بلکہ جان ایمان ہے۔ جس کے دل میں اہل بیت کے لیے محبت نہیں وہ دل سمجھے کہ اس کی شمع ایمان بجھی ہوئی ہے اور وہ منافقت کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ جتنی کسی کی قرابت حضور سے زیادہ ہوگی اتنی ہی اس کی محبت و احترام زیادہ مطلوب ہوگا۔ ایک نہیں متعدد ایسی صحیح احادیث موجود ہیں جن میں اہل بیت پاک سے محبت کرنے اور ان کا ادب ملحوظ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے بے شک اہل بیت پاک کی محبت بھی ایمان ہے لیکن یہ حضور کی رسالت کا اجر نہیں بلکہ یہ شجر ایمان کا ثمر ہے یہ اس گل کی مہک ہے یہ اس خورشید کی چمک ہے۔ جہاں ایمان ہوگا وہاں حب آل مصطفیٰ ضرور ہوگی۔

یہ گرہ اب تک نہ کھلی کہ بعض لوگوں کے نزدیک حب آل مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بغض صحابہ جیسا کہ بعض کی شرط کہاں سے ماخوذ ہے۔ حضور نے اپنے اہل بیت کی محبت کا اگر حکم دیا ہے تو اپنے صحابہ کے احترام و اکرام کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں اہل بیت کے بارے میں فرمایا: مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِيْ كَمَثَلِ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَ فِيْهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ۔ یعنی میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی ہے۔ جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔ تو دوسرا ارشاد گرامی یہ ہے اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ میرے صحابہ درخشاں ستاروں کی طرح ہیں۔

بحمدہ تعالیٰ یہ شرف اہل سنت کو ہی حاصل ہے کہ ہم اہل بیت کی محبت کی کشتی میں سوار ہیں اور ہماری نگاہیں صحابہ کرام کی جگمگاتی ہوئی روشنی پر مرکوز ہیں۔ ہم زندگی کے سمندر کو آزمائشوں اور تکالیف کی کالی رات میں عبور کر رہے ہیں۔ جو اس کشتی میں سوار نہ ہوا وہ غرق ہو گیا اور جس نے ان روشن ستاروں سے ہدایت حاصل نہ کی وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ اَمْ

کوئی نیکی ہم دو بالا کر دیں گے اس کے لیے اس میں حسن ۱۲۵ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا قدر دان ہے ۱۲۶ کیا یہ

يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰي

لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے ۱۲۷ پس اگر اللہ چاہتا تو مہر لگا دیتا آپ کے

۱۲۵ اور شاید ہو رہا ہے کہ جو شخص نیک عمل کرتا ہے ہم اس کے احوال کے حسن اور دل کشی میں اپنی طرف سے اضافہ کر دیتے ہیں۔ اس کی سعی و کوشش کے باوجود خالی نہ جانے دیں گے ہم اپنے فضل و کرم سے وہ پوری کر دیتے ہیں۔ اس کا یہ مفہوم بھی بتایا گیا کہ ایک نیکی کے بدلے اسے کم از کم دس نیکیوں کا اجر دیتے ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ جتنا اس کے عجز و نیاز میں اور اس کے درد و سوز میں اضافہ ہوتا جائے گا اس کے اجر میں اتنا ہی اضافہ ہوتا جائے گا۔ یقترف، یکتسب: الاقتراف الاکتساب: واصل القرف: الکسب۔ (قرطبی) یقترف کا معنی کمانا ہے۔

آیت میں "حسنۃ" نیک عمل ہے مراد ہر نیک عمل ہے اور ان اعمالِ حسنہ کے سرفہرست حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے اہل بیت اور صحابہ کرام کی محبت ہے۔ جس کو یہ نعمت بخشی جاتی ہے اس کے مدارج رفیع سے رفیع تر ہو جاتے ہیں۔ جو شخص نصیب اہل بیت کرام اور صحابہ کرام سے بہت کم ہے اسے حبِ مصطفوی کی دولت سے مالا مال کر دیا جاتا ہے اور جس دل میں حبِ حبیب کی شمع روشن ہوتی ہے اسے محبت الٰہی کی شراب طہور کے جام پر جام پلائے جاتے ہیں۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں: من ھنا قالت الصوفیۃ یحصل للصوفی اولا الفناء فی الشیخ ثم الفناء فی الرسول ثم الفناء فی اللہ تعالیٰ والفناء عبارۃ عن شدۃ الحب بحیث یذھل فیہ عند ذکر المحبوب حتی لا یری من نفسہ ولا من غیرہ عنھا ولا شیئا عدا المحبوب۔ (مفہوم) ترجمہ: اسی لیے صوفیائے کرام نے فرمایا کہ صوفی کو پہلے فنا الشیخ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ پھر وہ فنا الرسول کے درجہ پر فائز ہوتا ہے پھر وہ فنا اللہ کی منزل تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ فنا کا معنی محبت کی وہ کیفیت ہے جب انسان اپنے محبوب کے ذکر کے وقت اپنے آپ کو بھی فراموش کر دیتا ہے اور اپنے محبوب کے علاوہ اسے کوئی چیز دکھائی ہی نہیں دیتی۔

علماء نے فرمایا ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی کیونکہ آپ کے دل میں آل بیت کرام کی ازحد محبت تھی اور وہ اپنی اولاد پر بھی خاندانِ مصطفوی کو بے انتہا ترجیح دیتے تھے۔

۱۲۶ اللہ تعالیٰ کی عنایات بے پایاں اور اس کے احسانات لامحدود ہیں۔ وہ اپنے بندوں کے بے شمار گناہوں کو بخشنے والا ہے اور ان کی قلیل اور ناقص نیکیوں کو قبول فرمانے والا ہے۔ قال تعالیٰ فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون۔ اور فرمایا: ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا۔ فرماتے ہیں کہ وہ گناہوں کو بخشنے اور نیکیوں کو قبول کرنے والا ہے اور وہ توبہ کرنے والے سے گناہ بخشنے اور نیکی قبول کرنے والا ہے۔

۱۲۷ کفار مکہ سرور عالم کی کہ تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کہنا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے محض افتراء اور بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

ولید۔ اور مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ باطل کر ﴿۲۴﴾ اور ثابت کرتا ہے حق کو اپنے ارشادات سے۔ بے شک وہ جاننے والا

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ

ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔ اور وہی ہے جو کہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی ﴿۲۵﴾ اور

یہ لوگ پر اظہار حیرت کرتے ہیں اور اس کی تردید فرماتے ہیں کہ وہ شخص جو ہر آن اپنے رب سے ڈر رہا ہو جس کا دل اس کے خوف سے ہر وقت لبریز رہتا ہو، جس کی احتیاط کا یہ عالم ہو کہ وہ اپنی زبان پر اس کے اذن کے بغیر کوئی حرف بھی نہ لاتا ہو، کیا ایسی ہستی سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے خداوند الجلال کی طرف غلط بات منسوب کرے گا۔ ہاں اگر آپ کا دل رب اللہ تعالیٰ کے خوف سے معمور نہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر سرگوشی ہوتی پھر تو ایسا ممکن تھا، لیکن آپ کا قلب مزکیٰ تو اپنے رب کے انوار و تجلیات کا مہبط ہے۔ آپ کے بارے میں تو اس افترا پردازی کا وہم تک بھی نہیں کیا جا سکتا۔

﴿۲۴﴾ اگر یہ کلام خداوند کریم کا نازل شدہ نہ ہوتا بلکہ آپ نے گھڑا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کا نام و نشان بھی مٹا دیتا۔ اس کو یہ ترقی، یہ عروج ہرگز نصیب نہ ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ وہ باطل کو آخر کار مٹا دیتا ہے اور حالات کتنے ہی سنگین کیوں نہ ہوں، حق کا بول بالا ہو کر رہتا ہے۔

اگر دجل و فریب کے باعث باطل کو چند روزہ فروغ نصیب ہوا اور اہل حق کی غفلت اور فرض ناشناسی کی وجہ سے حق کمزور اور ضعیف ہو جائے تو اس سے تو باطل حق ہو جاتا ہے اور نہ حق باطل۔ آج کل کیمونزم کو جو عروج حاصل ہو رہا ہے اس کا کون انکار کر سکتا ہے اباحیت اور رفق و فجور کو جو روز افزوں مقبولیت حاصل ہو رہی ہے یہ کیمونزم کے حق اور اباحیت اور اخلاق باختگی کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح بین الاقوامی سازشوں سے مسلمانوں میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کے لیے مرزا کی جھوٹی نبوت کو اگر چند اہل باطل لوگ تسلیم کر لیں تو اس سے مرزا کی نبوت کی سچائی ثابت نہیں ہو سکتی عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب یہ فتنہ و فساد کی آگ بجھ جائے گی اور اس کو لگانے والے اس پر پچھتا کر رہ جائیں گے اور اس سے اپنی برأت کا اظہار کریں گے، انشاء اللہ۔

﴿۲۵﴾ ان نابکاروں کے گھناؤنے جرم کے ذکر کے بعد یہ بتایا جا رہا ہے کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ جس کا بھی جی چاہے آئے اگر وہ سچے دل سے توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا اور کہنے لگا: اللّٰھم انی استغفرک واتوب الیک وکذب۔ اے اللہ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں، پھر اس نے تکبیر تحریمہ کہی اور نماز پڑھنے لگا جب نماز سے فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سرعۃ اللسان بالاستغفار توبۃ الکذابین وتوبتک تحتاج الی التوبۃ کہ زبان سے تیز تیز توبہ کرنا جھوٹوں کی توبہ ہے۔ یہ ایسی توبہ ہے جس سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اس نے عرض کیا یا امیر المومنین توبہ کیا ہے؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَعْفُوا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ

درگزر کرتا ہے ان کی خطاؤں سے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور وہی قبول کرتا ہے دعائیں ان لوگوں کی جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ

ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اور ان کے حق میں انہیں زیادہ تر عطا فرماتا ہے اپنی مہربانی سے ۲۶ اور کفار

لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا

ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ تعالیٰ رزق کو اپنے تمام بندوں کے لیے تو وہ سرکشی

فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ

کرتے لگتے زمین میں ۲۷ لیکن وہ اتارتا ہے ایک اندازے سے جتنا چاہتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کے احوال سے خوب آگاہ ہے

بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ

سب کچھ دیکھنے والا ہے ۲۸ اور وہی ہے جو برساتا ہے مینہ اس کے بعد کہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں ۲۹ اور پھیلا دیتا ہے

آپ نے فرمایا جب چھ باتیں پائی جائیں تو توبہ مکمل ہوتی ہے۔ گزشتہ گناہوں پر ندامت۔ فوت شدہ فرائض کی قضا جو کسی کا مال چھینا ہے اس کی واپسی۔ جس طرح تو نے اپنے نفس کی پرورش کی ہے اسی طرح اطاعت سے اسے گلانا۔ اسے جس طرح تو نے گناہوں کی مٹھاس چکھائی ہے اسی طرح اس کو فرمانبرداری کی تلخی چکھانا اور کثرت گریہ۔

۲۶ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی صرف دعائیں ہی قبول نہیں فرماتا بلکہ اپنے فضل و کرم سے بن مانگے انہیں اپنی نعمتیں مرحمت فرماتا ہے۔

۲۷ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ہر ایک کو کثرت دولت و ثروت سے نوازے تو وہ سرکشی اور نافرمانی کو اپنا شعار بنا لیں۔ فسق و فجور کا بازار گرم کر دیں۔ ساری زمین میں فتنہ و فساد کے شعلے بھڑک اٹھیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ وہ اندازہ اور مقدار کے مطابق ہر ایک کو رزق دیتا ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں۔ خیر العیش ما لا یلھیك ولا یطغیك۔ بہترین زندگی وہ ہے جو تجھے غافل نہ کرے اور سرکش بھی نہ بنائے۔ (ابن کثیر)

۲۸ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے خوب باخبر ہے وہ جانتا ہے کہ کس کے لیے دولت کی کثرت تباہی کا باعث بنے گی اور کس کے لیے تنگ دستی و محرومی مضر ثابت ہو گی۔ اس کی جود و عطا کا سلسلہ اس کی حکمت کا آئینہ دار ہے۔

۲۹ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جلوہ نمائی کے صدہا روپ ہیں ان میں سے ایک کا یہاں ذکر فرمایا جا رہا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَحْمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

اپنی رحمت کو اور وہی کارساز حقیقی اور سب تعریفوں کے لائق ہے اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق

وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ

ہے اور جو جاندار اس نے پھیلا دیے ہیں آسمان و زمین میں۔ اور وہ جب چاہے ان کو جمع کرنے پر

اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ

پوری قدرت رکھتا ہے ﴿۲۹﴾ اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچی ہے

اَیْدِیْكُمْ وَیَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۖ

اور بہت کچھ درگزر فرما دیتا ہے ﴿۳۰﴾ تمہارے بہت سے کرتوتوں سے اور تم عاجز نہیں کر سکتے (اللہ تعالیٰ کو) زمین میں۔

۲۸ اللہ تعالیٰ کی قدرت و کبریائی کی مزید نشانیاں بیان فرمائی جا رہی ہیں۔

۲۹ قرآن کریم نے اہل نعمت کو شکر کا حکم دیا ہے اور اہل بلا کو صبر کی تلقین کی ہے۔ شکر کو نعمت کی بقا اور اس میں اضافہ کا سبب قرار دیا ہے اور صبر کو مصیبتوں اور تکلیفوں سے نجات کا ذریعہ بتایا ہے لیکن عام انسان خوش حالی اور اقبال مندی کے دنوں میں اکثر بھول جاتے ہیں دولت مند ہیں تو طرح طرح کی اور بے نوائی پر شکایت کے گلے زبان سے نکلنے لگتے ہیں۔ اقتدار بخشا گیا ہے تو ظلم و تعدی کی آندھیاں چلنے لگتی ہیں۔ تاجر ہیں تو سامان اور نرخ کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنے کا شمار بن جاتا ہے۔ دیانت و امانت کو اپنے کاروبار کی بنیادوں سے دھکا دے کر نکال دیتے ہیں اور جب ان کی دھاندلیوں کی مدد ہو جاتی ہے اور مکافات عمل کا پکڑ چلنے لگتا ہے تو چیخنے ہیں، چلاتے ہیں، سر پیٹتے ہیں۔ ان کا ذہن ان اسباب و حالات کی طرف متوجہ نہیں ہوتا جو لوگوں کی مروجہ دنیا داری کا باعث بنے ہیں۔ اس آیت میں ایسے لوگوں کی آنکھوں سے غفلت کا پردہ اٹھایا جا رہا ہے اور انہیں کہا جا رہا ہے کہ ذرا اپنے اعمال نامے پر ایک سرسری نظر ڈالو، ذرا اپنے گریبان میں جھانکو، یہ حقیقت خود عیاں ہو جائے گی کہ تمہیں تمہارے کرتوتوں کی سزا مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بڑا کریم ہے۔ اس نے تمہاری بے شمار غلطیوں اور سرکشیوں کو معاف کر دیا ہے۔ اگر تمہیں تمہاری بداعمالیوں کی پوری سزا دی جاتی تو تمہارا نام و نشان ہی مٹ گیا ہوتا۔ یہ معاملہ تو سرکشوں اور نافرمانوں کا ہے لیکن فرمانبردار بندوں کو جو تکلیف پہنچتی ہے وہ ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ علامہ ابن کثیر نے یہ صحیح حدیث لکھی ہے کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ والذی نفسی بیدہ ما یصیب المومن من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن الا کفر اللہ عنہ بھا حتی الشوکۃ یشاکھا۔ ترجمہ: یعنی اس ذات پاک کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے مومن کو کوئی تکلیف، کوئی رنج، کوئی غم نہیں پہنچتا مگر اللہ تعالیٰ اسے اس کی غلطیوں کا کفارہ بنا دیتا ہے یہاں تک کہ کانٹا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ

اور نہ تمہارا اللہ کے سوا کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار ﴿۳۲﴾ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں

الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ

سمندر میں تیرنے والے جہاز پہاڑوں کی مانند ہیں ﴿۳۳﴾ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کر دے پس وہ ٹھہرے رہیں

رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾

سمندر کی پشت پر۔ بے شک اس میں اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں ہر بہت صبر کرنے والے شکر کرنے والے کے لیے

اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

یا اگر وہ چاہے تو تباہ کر دے انہیں لوگوں کے اعمال بد کی وجہ سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سے گناہوں سے۔ اور (اس وقت جان لیں گے) جو

جو موسیٰ کو بھیجا ہے۔ بعض بندوں کا امتحان کے لیے سمندر میں ہلاک کر دیا جانا ہے اور بعض مقربین کے مدارج اور مناصب بلند کرنے کے لیے انہیں گوناگوں تکالیف سے دوچار کر دیا جانا ہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام معصوم نبی تھے لیکن انکار یہود نے آپ کو ذبح کیا اور آپ کا سر بنی اسرائیل کی ایک پیشہ ور رنڈی کو بطور تحفہ پیش کیا۔

﴿۳۱﴾ ولی کا معنی ہے حتوليا الشئ من امورکم بالاستقلال یحمیکم من المصائب: یعنی وہ شخص جو مستقلاً تمہارے کام کا متولی ہو اور تمہیں دکھ مصیبتوں سے بچائے۔ "نصیر": یدفع عنکم، جو مصیبتوں کو تم سے دور کرے۔

﴿۳۲﴾ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور رحمت بے پایاں کی ایک اور دلیل پیش فرماتا ہے کہ اے اہل مکہ تم تجارت پیشہ لوگ ہو اور تم بحر و بر میں سفر کرتے رہتے ہو۔ یہ بتاؤ کہ وہ بادبانی جہاز جو پہاڑوں کی طرح بلند بالا اور خلوں کی طرح اہلم دہلم ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہوا کو ان اٹھائے پانی کی سطح پر تیرتے جاتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہواؤں کو چلنے سے روک دے تو تم کس طرح ان جہازوں پر سوار ہو کر جہازوں کو گھسیٹ کر منزل مقصود تک پہنچا سکتے ہو یا ان لنگر انداز جہازوں کے بجائے جن کے بل پر تمہارے جہاز فراٹے بھرتے ہوئے ساحل کی طرف بڑھ رہے ہیں اگر تند و تیز طوفان بھیج کر تمہیں اس کے بدلے میں غرق کر دے تو تم کیا کر سکتے ہو۔ اتنے بے بس اور ضعیف ہو کر رب العالمین سے اکڑ رہے ہو۔ اپنی حقیقت کو پہچانو اور ان سرکشیوں سے باز آؤ۔ "جواری" کا واحد جاریۃ ہے۔ معنی کشتی جو بحر آب پر رواں دواں ہے۔ اعلام جمع ہے علم کی۔ اس کا معنی پہاڑ بھی ہے اور جہاز بھی۔ الاعلام الجبال وقال مجاهد الاعلام القصور۔ (قرطبی)

﴿۳۳﴾ اوبق کا معنی ہے ہلاک کرنا۔ یہاں اس کی دو صورتیں ہیں: یا تو ہواؤں کو ہمیشہ کے لیے موقوف کر دیا جائے یہاں تک کہ جہاز سمندر میں کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ سخت طوفان آئیں اور جہازوں کو الٹ کر رکھ دیں۔ پرانے بادبانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَا أُوتِيتُم مِّن

جھگڑا کرتے رہتے ہیں ہماری آیتوں میں کہ ان کے لیے کوئی جائے پناہ نہیں۔ پس جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے

شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ

دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لیے جو

آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ

ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں ﴿۳۶﴾ اور جو لوگ بچتے رہتے ہیں بڑے بڑے

الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ

گناہوں اور بدکاریوں سے اور جب وہ غضب ناک ہوتے ہیں تو وہ معاف کر دیتے ہیں ﴿۳۷﴾ اور جو اپنے

جہازوں کی جگہ آج کل سٹیم انجن اور ایٹمی توانائی سے چلنے والے جہازوں نے لے لی ہے لیکن سمندر میں اٹھنے والے طوفانوں کی تباہیوں کے سامنے ان کی حیثیت بھی تنکے سے زیادہ نہیں۔ پہلے یہی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بادبانی کشتیاں ساحل تک پہنچتی تھیں آج بھی اسی کے کرم سے جدید ایٹمی توانائی سے چلنے والے جہاز سلامتی سے منزلِ مقصود تک پہنچتے ہیں۔

سمندر کے، جہاز ان کے، ہوائیں ان کی مضائیں ان کی
گرہ جنور کی کھلے تو کیونکر، گرہ ہے تقدیر کا بسانہ

﴿۳۶﴾ یہ دولت و ثروت، یہ حویلیاں اور محلات، یہ زمینیں اور کارخانے یہ سارے ٹھاٹھ فانی ہیں اور چند روزہ دنیوی زندگی میں کام آنے والی چیزیں ہیں۔ جس کم نصیب نے ان فانی چیزوں کو اپنا حاصلِ حیات بنایا اس سے بڑا گھاٹے والا کون ہوگا۔ ادھر زندگی کا چراغ بجھے گا ادھر سب کچھ درہم برہم ہو جائے گا۔ البتہ اہلِ ایمان کے لیے اور توکل کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو انمول نعمتیں اپنے پاس محفوظ رکھی ہیں وہ باقی اور بہتری ہیں۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت صدیقِ اکبرؓ نے اپنا سارا مال راہِ خدا میں قربان کر دیا تو کئی لوگ انہیں ملامت کرنے لگے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (عشری)

﴿۳۷﴾ سابقہ آیت میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو خصوصی انعامات ہیں وہ ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں۔ اس آیت میں ان لوگوں کا تعارف کرایا جا رہا ہے جنہیں یہ ابدی نعمتیں بخشی جائیں گی۔ بتایا کہ یہ اہلِ ایمان کا حصہ ہے۔ ان اہلِ ایمان کی خوبیوں اور خصائلِ حمیدہ کا بیان شروع ہے۔ ایک خوبی قرآن کی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔ اس آیت میں ان کی دو خوبیاں بیان کی جا رہی ہیں۔ ایک خوبی تو یہ ہے کہ وہ کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے دور رہتے ہیں۔ اپنے دامن کو ان سے آلودہ نہیں ہونے دیتے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ جب انہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ

رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں ﴿۳۸﴾ اور ان کے سارے کام باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں ﴿۳۹﴾

ستایا جاتا ہے یا انہیں اشتعال دلایا جاتا ہے تو بھی ان کا مظاہرہ کرتے ہوئے غضب ناک ہو کر اپنے آپ سے باہر نہیں ہو جاتے اور انتقامی نہیں بنتے بلکہ بڑے حلیم اور بردبار ہیں۔ کوئی کتنا انہیں مشتعل کرنے کی کوشش کرے یہ اشتعال میں آنے کو کام نہیں لیتے۔ شائستگی اور سنجیدگی کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا ہی نہیں بلکہ دل دکھانے والوں کو بڑا بھلا کہنے والوں کو معاف کر دیتے ہیں۔

صاحب لسان العرب نے اثم کی تحقیق کرتے ہوئے کہا الاثم: الذنب وقیل ان یعمل ما لا یحل لہ۔ اثم کا معنی گناہ ہے یا ایسا کام کرنا جس کا کرنا حلال نہ ہو۔ علامہ راغب کہتے ہیں کہ ہر وہ کام جو بلیک انجام ہیں تاخیر کا باعث ہو اسے اثم کہتے ہیں۔ الاثم الذنب الذی فعل صاحبہ عن الثواب۔ (تاج العروس) اثم اس گناہ کو کہتے ہیں جو ثواب میں تاخیر کا باعث ہو۔ کبیرہ گناہوں کی تفصیل تبیان القرآن جلد اول سورۃ النساء کی آیت ۳۱ کے ضمن میں ملاحظہ فرمائیے۔

فواحش بھی اگرچہ گناہ کبیرہ میں داخل ہیں لیکن ان کبیرہ گناہوں کو فواحش کہتے ہیں جن میں پرلے درجے کی بے حیائی اور قباحت ہو۔ اس صورت میں عطف الخاص علی العام ہوگا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ دونوں ایک ہی شے میں مختلف الفاظ سے تکرار ذکر کیے گئے ہیں۔

﴿۳۸﴾ وہ سعادت مند جن کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ابدی نعمتیں ہیں ان کی چند مزید صفات حمیدہ کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ استجابت کسی کی دعوت پر لبیک کہنا ہے جب اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے حق قبول کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے صدق دل سے اس پر لبیک کہی۔ پھر شوق و ذوق سے اس کی جماعت اس کے احکام کے مطابق بجا لاتے ہیں۔

﴿۳۹﴾ علامہ راغب شوریٰ کی تحقیق کے ضمن میں لکھتے ہیں: التشاور والمشاورۃ والمشورۃ استخراج الرای بمراجعۃ البعض الی البعض من قولہم شرت العسل اذا اخذتہ من موضعہ واستخرجتہ منہ یعنی آپس میں تبادلہ خیال اور بحث و تکرار کے بعد کوئی رائے قائم کرنے کو تشاور، مشاورت اور مشورہ کہتے ہیں۔ اس لیے جب چھتے سے شہد نکالا جائے تو عرب کہتے ہیں شرت العسل۔

امام رازی لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ دستور تھا کہ جب بھی کوئی مشکل یا پیچیدہ مسئلہ پیش آتا سب کے سب ہر کر اس کے ہر پہلو پر گفتگو کرتے اور آخر کار ایک نتیجے پر پہنچتے۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ معمول تھا کہ جب بھی کوئی ایسی مشکل پیش آتی جس کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا ہوتا تو آپ صحابہ کرام کی مجلس مشاورت منعقد فرماتے اور بحث و تمحیص کے بعد فیصلہ فرماتے صحابہ کرام کا بھی یہی طریقہ کار تھا۔ حضرت فاروق اعظم نے ایک مجلس شوریٰ مقرر کر رکھی تھی جو جلیل القدر صحابہ پر مشتمل تھی اور تمام کی سیاسی، جنگی اور انتظامی معاملات زیر بحث آتے اور مجلس کے فیصلے کے مطابق عمل کیا جاتا۔ کسریٰ اور قیصر کے مقابلہ کے لیے حضرت فاروق اعظم نے بنفس نفیس تشریف لے جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کو خلاف مصلحت بتایا اور خود جانے سے روکا اور آپ کی رائے کے مطابق عمل کیا گیا۔ اس آیت میں اسلامی ریاست کا ایک اہم ترین اصول بتایا گیا ہے جب ہر طرح کی حکومت اور شخصی سربراہ کا بلا واسطہ یا بالواسطہ انتخاب اور آسانی سے ہٹایا جانا اور اسلامی ریاست کے لیے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ

اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو وہ اس کا ۳۹

قانون بنانے کے مجاز تھے لیکن جن کے لیے قانون بنایا جا رہا ہو گا ان کی پسند اور ناپسند ان کے فائدہ اور نقصان کا جائزہ لینا قطعاً ضروری نہ خیال کیا جاتا۔ اس مطلق العنان حکمران کی جو مرضی ہوتی ہے کہ جاوہی ملک کا قانون قرار پاتا خواہ اس سے سارا ملک ہی کیوں نہ مشکلات میں مبتلا ہو جائے۔ اسلام نے جہاں زندگی کے ہر شعبہ میں تقابل قدیم و دور رس اور انقلابی نوعیت کی تبدیلیاں کیں وہاں سیاسی زندگی کو بھی ان بنیادوں سے محروم کر دیا۔ ان میں ایک شورائی نظام ہے۔ یعنی ہر کام جس کا تعلق عوام سے ہو اس کے بارے میں ان لوگوں سے مشورہ صلاح مشورہ کیا جائے جس سے نہ صرف یہ کہ رعایا کی دل جوئی ہوتی ہے بلکہ انہیں اپنی اہمیت کا احساس ہوتا ہے اور استبدادی طریقہ کار سے جو بیزاری اور بیگانگی کی گھٹن قلب و روح کو دبوچ لیتی ہے اس سے نجات حاصل ہوتی ہے نیز قومی سطح پر کسی اہم معاملہ کے متعلق فرد واحد کا یکطرفہ فیصلہ کرنے کی جرأت بہت کم زیادتی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اپنے محدود علم ناقص تجربہ یا اپنی ذاتی نخصت کے باعث کوئی غلط فیصلہ کرے جس کا نقصان ساری قوم کو برداشت کرنا پڑے اور پھر بھی اس کی تلافی نہ ہو سکے۔ اس لیے مشورہ کا حکم دیا کہ ہر ایک اپنی اپنی قابلیت تجربہ یا عقل کی صلاحیتوں کے مطابق مشورہ دے اور اس کی برکت سے منزل مقصود تک رسائی آسان ہو جائے گی۔

۳۹ اس سے پہلے اہل ایمان کی جو خصوصی صفات بیان کی گئی ہیں ان میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اسے اگر تکلیف دی جاتی ہے یا ستایا جاتا ہے تو وہ غضب ناک ہو کر اندھی جوابی کارروائیوں پر نہیں اتر آتے بلکہ بردباری اور صبر سے کام لیتے ہیں۔ اس آیت میں بندۂ مومن کی ایک اور خوبی کا ذکر ہو رہا ہے کہ اگر کوئی اس پر بیجا زیادتی کرتا ہے اور اسے کمزور سمجھ کر اس کا گلا گھونٹنا چاہتا ہے یا اس کے دینی تشخص کے خلاف کوئی محاذ قائم کر لیتا ہے تو یہ شیر نر کی طرح میدان میں اتر آتا ہے اور اس وقت تک پیچھے ہٹنے کا نام نہیں لیتا جب تک باغیوں اور سرکشوں کے غرور کو خاک میں نہ ملا دے اور ان کی قوت کو پاش پاش کر کے نہ رکھ دے۔ اس وقت وہ طوفان بن کر اُمڈتا ہے۔ ظلم و تعدی، کفر و طغیان کے مغرور و متکبر علمبرداروں کو تنکوں کی طرح بہا لے جاتا ہے۔ غرور و سرکشی ایک ایسی چیز ہے جسے ہر صاحب عقل و شعور ناپسند کرتا ہے لیکن کوئی سرکش اس سے نجات اور بچاؤ کی توقع کرے تو یہ بہت بڑی حماقت ہے۔ موسیٰ مغلوب اور ضعیف پر تو رحم کرتا ہے لیکن جو قوت و طاقت کے نشہ میں مغرور ہو کر اس کو للکارنا چاہے تو اس کی وہ ٹانگیں توڑ دیتا ہے وہ ہاتھ جن میں ظلم کی تلوار ہوتی ہے کاٹ لیے جاتے ہیں یا وہ آنکھ پھوڑ دی جاتی ہے جو ان کی طرف بری نیت سے اٹھتی ہے۔

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

ینتصرون ای ینتقمون علامہ بیضاوی کہتے ہیں الانتصار الانتقام وانتصر منه ای انتقم (سان) علامہ کرخی کہتے ہیں ای اذا نالهم ظلم من ظالم لم یستسلموا للظلمه۔ یعنی اگر کوئی ظالم ان پر ظلم کرتا ہے تو وہ اس کے سامنے سر نہیں جھکا دیتے بلکہ اس کے مقابلے کے لیے ڈٹ جاتے ہیں۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل ایمان کے طرز عمل کو یوں بیان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۝ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا

(مناسب) بدلہ لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ ۶۱ پس جو معاف کر دے

فرمایا ہے۔ انہم کانوا یکرھون ان یذلوا انفسھم فیجرأ علیھم الفساق یعنی اہل ایمان اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل و خوار بنا دیں تاکہ فاسق اور فاجر ان پر دست درازی کر سکیں۔ بلکہ ایسے لوگوں کے سامنے وہ فولاد کی چٹان بن جاتے ہیں اور بدمست مغروروں کو کچل کر رکھ دیتے ہیں۔ علامہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں خوب کہا ہے۔ وقال البیضاوی وصفھم بسائر امہات الفضائل منھا کراھۃ التذلل وھی لا تخالف وصفھم بالغفران فانہ ینبأ عن عجز المغفور والانتصار عن مقاومۃ الخصم والحلم عن العاجز محمود وعن المتغلب ملوم لانہ اجراء واغراء۔ علامہ بیضاوی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی بنیادی خوبیوں سے توصیف فرمائی۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ کسی کے سامنے اپنے آپ کو ذلیل و خوار ظاہر کرنے کو ناپسند کرتے ہیں۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ آیت پہلی آیت کے مخالف ہے جس میں غفران ان کی صفت بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عاجز اور درماندہ سے عفو و درگزر کرنا بہتر ہے اور بدمقابل دشمن سے انتقام لینا میں حکمت ہے۔ کمزور سے حلم محمود ہے اور زبردست سے حلم مذموم ہے کیونکہ اس طرح وہ ظلم کرنے پر اور زیادہ جری ہو جائے گا۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

؎ اذا انت اکرمت الکریم ملکتہ
وان انت اکرمت اللئیم تمردا

اگر تو کسی شریف آدمی کی عزت کرے گا تو وہ تمام عمر تیرا ممنون رہے گا اور اگر تو کسی کمینہ فطرت آدمی کی عزت کرے گا تو وہ اور زیادہ سرکش ہو جائے گا۔

؎ فوضع الندی موضع السیف بالعلا
مضر کوضع السیف فی موضع الندی

یعنی جہاں تلوار استعمال کرنا چاہیے وہاں سخاوت سے کام لینا مضر ہے جس طرح سخاوت کے موقع پر تلوار کا استعمال خطرناک ہے۔

۶۱ کیونکہ ظالم سے انتقام لینے کو حسن قرار دیا گیا تھا۔ ہو سکتا تھا کہ انتقام لینے والا حد سے تجاوز کر جائے اور کل کا مظلوم جوش انتقام میں خود ظالم بن جائے اس لیے فوراً متنبہ کر دیا کہ انتقام میں بھی انصاف کو نظر انداز نہ کر دینا چاہیے۔ جتنی زیادتی کسی نے تم پر کی ہے اتنی ہی زیادتی تم اس پر بھی کر سکتے ہو۔ انتقام کی اجازت سے کہیں اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے کہ اب اسے کھلی چھٹی مل گئی ہے جس طرح چاہے وہ اپنے دل کی بھڑاس نکال سکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ

اور اصلاح کرے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے ۹۴ بے شک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا ۹۵ اور جو

انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا

لے لیتے ہیں اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد پس یہ لوگ ایسے ہیں جن پر کوئی ملامت نہیں ۹۶ بے شک

السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ

ملامت ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور فساد برپا کرتے ہیں زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ

ناحق ۔ یہی ہیں جن کے لیے دردناک عذاب ہے ۔ اور جو شخص (اور) ظالم پر صبر کرے اور طاقت کے

۹۴ بسا اوقات انتقام لینے سے ظالم کا دماغ درست ہو جاتا ہے اور وہ لوگوں پر ظلم و تعدی سے باز آجاتا ہے اور بسا اوقات انتقامی کارروائی سے فتنہ بڑھتا ہے اور شر و شر میں اضافہ ہو جاتا ہے یہاں اہل ایمان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے کہ اگر عفو و درگزر سے بگڑے ہوئے حالات اصلاح پذیر ہو جاتے ہوں اور مشتعل جذبات ٹھنڈے پڑ جاتے ہوں تو اگر کوئی شخص انتقام لینے کی اجازت کے باوجود معاف کر دے اور اپنے احساسات اور طبیعت پر قابو پا لے تو گو وقتی طور پر اسے تکلیف ضرور ہو گی لیکن اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اس کا اجر خدا وند کریم ایسا عطا فرمائے گا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل مسرور ہو جائے گا۔

۹۵ وہ شخص جو ظلم کی ابتدا کرتا ہے اور وہ مظلوم جو جوشِ انتقام میں انتہا پر پہنچ جاتا ہے اور حد سے تجاوز کرتا ہے، دونوں ظالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی ظالم کو پسند نہیں کرتا۔

۹۶ بعض لوگ ضرورت سے زیادہ حلم پسند ہوتے ہیں۔ مظلوم اگر ظالم کا دستِ ظلم کاٹنے کے لیے تلوار بے نیام کرتا ہے تو شور مچانا شروع کر دیتے ہیں اور اس کو جوابی کارروائی پر ملامت کرنے لگتے ہیں۔ حقیقت میں ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے ظالم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور وہ دل کھول کر لوگوں پر جور و ستم کا تیر چلاتا ہے۔ قرآن کا یہ فلسفہ نہیں ہے۔ صاف اعلان کیا جا رہا ہے کہ ظالم سے انتقام لینے کے لیے مظلوم کو کارروائی کرنے کا پورا حق ہے بشرطیکہ وہ حدِ اعتدال سے تجاوز نہ کرے۔ اس پر کسی قسم کی ملامت نہ ہو گی۔ ملامت کے مستحق تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظلم و زیادتی کا آغاز کیا اور زمین میں ناحق فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٤٣﴾ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ

اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کا کوئی

مِنْ وَلِيٍّ مِنْ بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظّٰلِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ

کارساز نہیں اس کے بعد اور آپ ظالموں کو جب وہ دیکھیں گے عذاب (کو) کہتے جائیں گے

يَقُولُونَ هَلْ إِلٰى مَرَدٍّ مِنْ سَبِيلٍ ﴿٤٤﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا

پوچھیں گے کیا واپس لوٹنے کا بھی کوئی راستہ ہے؟ اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ پیش کیے جائیں گے اس

خٰشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ

پر اس حال میں کہ عاجز ہو رہے ہوں گے ذلت کے باعث دیکھتے ہوں گے کنکھیوں سے چوری چوری اور کہیں گے

۴۳ لفظ عزم کی تحقیق کرتے ہوئے علماء لغت نے کہا ہے قال اللیث ما عقد علیہ قلبک من امر انک فاعلہ۔ ایسے کام پر جس کرنے والا ہے تیرے دل کا پختہ ارادہ کرنا عزم کہلاتا ہے (لسان العرب) علامہ جوہری کہتے ہیں عزمت علی کذا اذا اردت فعلہ وقطعت علیہ۔ جب تو کسی کام کا قطعی ارادہ کر لے تو عرب کہتے ہیں عزمت علی کذا (الصحاح) علامہ راغب کہتے ہیں۔ العزم والعزیمۃ عقد القلب علی امضاء الامر کسی حکم کی تعمیل پر دل کا پختہ ارادہ کرنا عزم اور عزیمہ کہلاتا ہے آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی کہتے ہیں کہ صبر اور مغفرت ان امور میں سے ہیں جنہیں بندہ کو اپنے نفس کے اوپر واجب کرنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے توفیق کردہ اور پسندیدہ امور میں ای من معزومات الامور ای مما یجب العزم علیہ من الامور ویجب علی العبد علی نفسہ عقدہ من الامور المحمودۃ عند اللہ تعالیٰ (روح البیان)

۴۴ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ راست پر نہیں لا سکتا یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کس کو گمراہ کرتا ہے اس کے متعلق قرآن کریم میں بار بار صراحتہً بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ جو ہٹ دھرمی اور سرکشی سے اپنی صلاحیتوں کو برباد کر دیتے ہیں۔ دعوت حق سننے اور آیات حق دیکھنے سے اپنی گوش و چشم بند کر دیتے ہیں ان لوگوں کو گمراہ کر دیا جاتا ہے کیونکہ گمراہی کے بیج اور کسی چیز کے طلبگار ہی نہیں اور جس دل میں ہدایت کی خواہش ہو اور جو دعوت حق کو خلوص سے سنے کہ ان میں اس کا حصول ہو چکا ہو تو قدرت زبردستی اس کو ہدایت قبول کرنے پر مجبور نہیں کرتی۔

۴۵ آج کل کفار کو سمجھا جاتا ہے لیکن اس پیشگوئی کا اطلاق ہر کوئی ظالم پر ہو سکتا ہے قیامت کے روز جب ہر مجرم اور ظالم جہنم دیکھیں گے تو اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور ہوش آئے گا۔ اس وقت راہ فرار تلاش کریں گے لیکن اس روز نجات کے تمام راستے بالکل بند ہوں گے۔

۴۶ حضرت سعید بن جبیر نے طرف خفی کا معنی کیا ہے ینظرون من شدۃ الخوف۔ یعنی شدت خوف کے باعث

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ

اہل ایمان کہ حقیقی گھاٹے میں وہی لوگ ہیں جنہوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے

الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ

روز۔ سنو لو! ظالم لوگ ہمیشہ ابدی عذاب میں ہوں گے ۔ اور نہیں ہوں گے ان کے لیے

مِّنْ اَوْلِيَاۗءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

ان کے لیے مددگار جو مدد کر سکیں ان کی اللہ کے بغیر۔ اور جس کو گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ

فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

تو اس کے لیے (بچنے کی) کوئی راہ نہیں۔ (لوگو!) مان لو اپنے رب کا حکم اس سے پیشتر کہ آجائے

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ

وہ دن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں ہے ۔ ہوگی تمہارے لیے کوئی پناہ گاہ اس روز اور نہ تمہارے لیے کوئی روک ٹوک

مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ

کرنے والا ہوگا ۔ پس اگر وہ (پھر بھی) روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان کے اعمال کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ آپ کا

چوتھی پھونک میں آنکھیں اسے دیکھیں گے (قرطبی) یا نفس کہتے ہیں کہ یہاں من بمعنی باء ہے۔ ای ینظرون بطرف خفی من اثر الذل والخوف یعنی ذلت اور خوف کے باعث ان کی آنکھوں کی بینائی کمزور ہو چکی ہوگی لہٰذا وہ کنکھیوں سے جہنم کی طرف دیکھیں گے۔

ٹ اہل ایمان جب جنت میں ان اور ان جیسوں کی حالت زار کا مشاہدہ کریں گے تو کہیں گے کہ ان ظالموں سے زیادہ گھاٹا کس کو ہوا ہوگا جنہوں نے اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنایا اور اپنے اہل و عیال کو بھی تباہ و برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

ث قیامت کے روز کفار کی حالت زار بیان کرنے کے بعد انہیں پھر قبول اسلام کی دعوت دی جا رہی ہے اور انہیں اس پر برانگیختہ کیا جا رہا ہے تاکہ اس روز کف افسوس ملنے اور تکلیف ندامت بہانے کے بجائے آج ہی توبہ کر لیں جب وہ دن آئے گا تو کوئی اس کو روک نہ سکے گا۔ اے حشر کے! تمہارے لیے اس روز کوئی پناہ لینے کی جگہ نہ ہوگی۔

ج آیت کے اس آخری ٹکڑے کے متعدد مطالب بیان کیے گئے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ نکیر کا معنی انکار کرنا ہے یعنی قیامت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلٰغُ ۗ وَإِنَّآ إِذَآ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا

فرض تو صرف (احکام کا) پہنچا دینا ہے ۵۳ اور ہم جب مزا چکھا دیتے ہیں انسان کو اپنی رحمت کا تو خوش ہو جاتا ہے اس سے۔

وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ ﴿٤٨﴾

اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے اپنے کرتوتوں کے باعث (تو فوراً چلا اٹھتا ہے) بے شک انسان بڑا ناشکرا ہے ۵۴

کے روز جب ان کا دفتر عمل کھول کر ان کے سامنے رکھا جائے گا تو انہیں یہ طاقت نہ ہوگی کہ اس کے مندرجات کا انکار کر سکیں (ابن جریر) نصیر کا معنی ناصر اور مددگار کیا ہے یعنی قیامت کے دن ان کا کوئی ایسا مددگار نہ ہوگا جو انہیں عذاب الٰہی سے چھڑا سکے۔ بعض نے نکیر یعنی انکار کو تغییر یعنی بدل دینے والا تبدیل کر دینے والا لکھا ہے۔ یعنی کوئی ایسا آدمی انہیں نہیں ملے گا جو اس عذاب میں ذرہ بدل کر سکے۔ النکیر والانکار تغییر المنکر (قرطبی) ابن کثیر نے یہ مفہوم بتایا ہے تتنکرون عنہا وتغیرون عن وصفہ عز و جل۔ یعنی تم اپنی شکل و صورت کو بدل کر اور اپنا حلیہ تبدیل کر کے اللہ تعالیٰ کی آنکھوں سے چھپ نہیں سکتے اور بھاگ نہیں سکتے ہو۔

۵۳ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے رہے ہیں کہ یہ کفار آپ کی اتنی نصیحتوں کوششوں کے باوجود حق کو قبول نہیں کرتے بلکہ روگردانی کیے ہوئے ہیں تو آپ دلگیر ہرگز نہ ہوں۔ ان کی نافرمانی اور تباہی کے بارے میں آپ سے اللہ کو پرسش نہ ہوگی۔ آپ کا فرض پیغام حق کا پہنچانا تھا آپ نے اپنا فرض باحسن وجوہ ادا کر دیا ہے۔ اب بھی اگر وہ باز نہ آئے ہوئے ہیں تو یہ ان کی اپنی بدبختی ہے اور اس کی سزا بھی خود بھگتیں گے۔ حفیظ کا لفظ یہاں دو جگہ ہے۔ علامہ بانی پتی نے اس کا معنی لکھا ہے رقیبا مواخذ اعلی اعمالھم ایسا نگہبان جس سے ان کی روگردانی پر مؤاخذہ اور باز پرس کی جا سکے۔ تاج العروس میں اس کا یہ مفہوم بتایا گیا ہے الحفیظ الموکل بالشیئ یحفظہ: حفیظ اسے کہتے ہیں جسے کسی کا سپردار بنایا جائے اور اس کی نگہداشت و حفاظت اس کے ذمہ ہو۔ طاہر جرہ نے سراج میں لکھا ہے الحفیظ الحافظ: نگہبان۔ ہی تمام تصریحات سے حفیظ کا یہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے کہ ایسے نگہبان اور محافظ کو حفیظ کہتے ہیں جو ہر طرح سے کسی کا ذمہ دار ہو اور اس کے اعمال کے لیے جواب دہ ہو۔

۵۴ انسان کی نادانی بیوقوفی اور سفلہ مزاجی کا ذکر ہو رہا ہے کہ یہ حضرت بھی عجیب شے ہے۔ اگر راحت و آرام کے دن آجائیں تو خوشی سے پھولے نہیں سماتا اور اگر اپنی بداعمالیوں کی پاداش میں رنج و محن کے بادلوں میں گھر جائے تو شکوہ کی اشتکر دیتا ہے کہ میں تو ہمیشہ سے ایسی پرخسته حال زندگی بسر کر رہا ہوں۔ میں نے تو عمر بھر کبھی خوشی دیکھی ہی نہیں۔ مسرت و شادمانی کے گزرے ہوئے سارے دن اسے بھول جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی گزشتہ تمام مہربانیوں کا انکار کر دیتا ہے۔ مگر اس وقت بھی جب اپنے آپ کو مصائب میں گھرا ہوا پاتا ہے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کی بے شمار ایسی نعمتیں ہیں جن سے وہ لطف اندوز ہو رہا ہوتا ہے اُن کا بھی اعتراف نہیں کرتا۔ منہ بسورے ہوئے اپنے رب سے روٹھا روٹھا پھرتا ہے اور آئندہ کے لیے بھی مایوس و ناامید ہو کر رہ جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ

اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے

اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ

بچیاں اور عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے فرزند۔ یا ملا جلا کر دیتا ہے انہیں بیٹے اور بیٹیاں۔

وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ

اور بنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ۔ بے شک وہ سب کچھ جاننے والا اور چیز پر قادر ہے ۵۵ اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ

اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَاۗئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا

کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ (براہ راست) مگر وحی کے طور پر۔ یا پس پردہ۔ یا بھیجے کوئی پیغامبر (فرشتہ)

فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ

اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ بلاشبہ وہ بڑی شان والا حکمت والا ہے ۵۶ اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی بھیجا

۵۵ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ آسمانوں اور زمین میں اسی کی حکمرانی ہے۔ ہر چیز اسی کے تصرف میں ہے جس کو چاہے جتنا چاہے دے دے اور اگر کسی کو کسی نعمت سے محروم رکھنا چاہے تو زبردستی اسے دینے پر کوئی مجبور نہیں کر سکتا۔ اولاد کے سلسلہ میں بھی لوگوں کی چار قسمیں ہیں (۱) وہ لوگ جن کو صرف لڑکیاں ہی دیتا ہے۔ بچے کے لیے وہ ترستے رہتے ہیں اور ان کی حسرت پوری نہیں ہوتی (۲) وہ لوگ جن کو صرف بچے دیے جاتے ہیں (۳) جن کو ملے جلے بچے اور بچیاں عطا فرماتا ہے۔ (۴) وہ لوگ جو بانجھ ہیں جن میں اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت ہی منفقود ہے۔ ان کے ہاں نہ بچہ پیدا ہوتا ہے اور نہ بچی۔ آخر میں فرمایا کہ میں علیم بھی ہوں اور قدیر بھی۔ میں ہی بہتر جانتا ہوں کہ کس کو کیا دینا ہے اور کس کو کچھ نہیں دینا ہے۔

۵۶ اس مقام پر وحی کے لفظ کی لغوی تحقیق اور پھر اس کا اصطلاحی مفہوم ذکر کر دینا فائدہ سے خالی نہ ہوگا صاحب تاج العروس لفظ وحی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اصل الایحاء ان یسر الیہ ما یخصہ الی غیرہ کما فی قولہ تعالیٰ یوحی بعضہم الی بعض زخرف القول غرورا، ھذا اصل الحرف ثم قصر او حاء علی معنی الہمہ فقال ابو اسحاق اصل الوحی فی اللغۃ اعلام فی خفاء ولذلک صار الالہام یسمی وحیا قال الازھری وکذلک الاشارۃ والکتابۃ تسمی وحیا۔ (تاج العروس، ج ۱۰، ص ۳۸۵) یعنی ایحاء کا اصل معنی تو یہ ہے کہ رازداری میں کسی کو کچھ کہنا۔ قرآن کریم میں ہے یوحی بعضہم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الی بعض یہ اس کا اصل معنی ہے۔ پھر کبھی اس کا اطلاق صرف الہام پر ہوتا ہے۔ اہل سماق کہتے ہیں وحی کا اصل لغوی معنی پوشیدہ طور پر کسی کو کوئی چیز بتلانا ہے۔ اسی وجہ سے الہام کو بھی وحی کہتے ہیں۔ زاہری کہتے ہیں۔ اشارہ کرنے اور لکھ کر کوئی چیز دینے کو بھی وحی کہا جاتا ہے کیونکہ اس میں بھی دوسرے آدمی کو خبر نہیں ہوتی۔

علامہ راغب اصفہانی نے اس کی مزید وضاحت کی ہے۔ ان کی تحقیق کا خلاصہ بھی ہدیۂ ناظرین ہے:

"اصل الوحی الاشارۃ السریعۃ . . . . . وذالک یکون بالکلام علی سبیل الرمز . . . . وباشارۃ بعض الجوارح وبالکتابۃ . . . . وعلی ھذہ الوجوہ قولہ وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس والجن یوحی بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا فذالک الوسواس الشار الیہ بقولہ من شر الوسواس الخناس۔ ویقال الکلمۃ الالھیۃ التی تلقی الی انبیاءہ واولیاءہ وحی وذالک اضرب۔ حسبما دل علیہ قولہ تعالیٰ وما کان لبشر الایۃ وذالک اما برسول مشاھد یری ذاتہ ویسمع کلامہ کتبلیغ جبریل النبی فی صورۃ معینۃ واما بسماع کلام من غیر معاینۃ کسماع موسیٰ کلام اللہ تعالیٰ واما بالقاء فی الروع کما ذکر علیہ السلام ان روح القدس نفث فی روعی واما بالالھام نحو اوحینا الی ام موسیٰ ان ارضعیہ واما بتسخیر نحو قولہ تعالیٰ واوحیٰ ربک الی النحل او بمنام کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام انقطع الوحی وبقیت المبشرات رؤیا المومن فالالھام والتسخیر والمنام دل علیہ قولہ الا وحیا وسماع الکلام معاینۃ دل علیہ قولہ او من وراء حجاب وتبلیغ جبریل فی صورۃ معینۃ دل علیہ قولہ او یرسل رسولا فیوحی الیہ۔"

ترجمہ:

وحی کا اصل معنی اشارۃ سریعہ ہے۔ یہ کبھی ایسے کلام سے ہوتا ہے جو بطور رمز مستعمل ہو۔ . . . . یا بعض اعضاء کے اشارہ سے یا کتابت سے۔ ان مذکورہ جہات کے لیے ملاحظہ ہو یہ آیت وکذلک جعلنا الایۃ یعنی اسی طرح بنا دیے ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن یعنی سرکش انسان اور جن چپکے چپکے سکھاتے تھے ایک دوسرے کو خوش نما باتیں۔ (لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے) شیطانوں کی اس اپنی گفتگو کو وسواس کہتے ہیں جس کی طرف من شر الوسواس الخناس سے اشارہ کیا گیا ہے اور کلمۂ الٰہی جس کا القاء انبیاء یا اولیاء کی طرف کیا جاتا ہے اسے وحی کہتے ہیں اور ان وحی کی کئی قسمیں ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے وما کان لبشر الایۃ۔ یہ وحی یا تو بذریعہ فرشتہ ہوگی جس کو وہ نبی دیکھے گا اور اس کے کلام کو سنے گا جس طرح جبریل علیہ السلام نبی میں حاضر ہوتے تھے یا یہ وحی اس صورت میں ہوگی کہ کلام کو سنا تو رہا ہے لیکن متکلم دکھائی نہیں دے رہا جس طرح موسیٰ علیہ السلام کا کلام الٰہی سننا یا یہ وحی بصورت القاء ہوگی جیسے حضور نے فرمایا ان روح القدس نفث فی روعی روح القدس نے میرے دل میں ڈال دی یا بذریعہ الہام ہوگی جیسے واوحینا الی ام موسیٰ ہم نے موسیٰ کی والدہ کو وحی فرمائی یعنی انہیں بذریعہ الہام بتایا یا یہ وحی بذریعہ تسخیر ہوگی یعنی اس چیز کی فطرت اور طبیعت میں کوئی بات ڈال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ

آپ کی طرف ایک جان (کلام) اپنے حکم سے ۷۵ تو آپ یہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے ۷۶

وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ

لیکن ہم نے بنایا اس کتاب کو (سراسر) نور، ہم ہدایت دیتے ہیں اس کے ذریعہ جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں سے اور بلاشبہ آپ

دی گئی جس کی بجا آوری پر وہ چیز ظہور میں آئی جسے اوحیٰ ربک الی النحل۔ آپ کے رب نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی یا بذریعہ خواب ہمارے حضور نے فرمایا وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا اب خوش خبریاں رہ گئیں، یعنی لوگوں کو جو خواب دکھائے جاتے ہیں یہ الہام، تحدیث اور خواب کی شکل میں جو وحی ہوتی ہے اس پر آیت کے اس فقرہ نے دلالت کی ما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب سے تعبیر کیا اور جو وحی جبریل لے کر آتے تھے اس پر آیت کے اس فقرہ او یرسل رسولا نے روشنی ڈالی۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ یہ تیسری قسم انبیاء کرام سے مخصوص ہے۔ بل ربما تختص ببعض انبیاء علیہم السلام (روح المعانی)

۷۵ یہاں روح سے مراد قرآن کریم ہے۔ جس طرح روح جسم کو زندہ کرتی ہے اس طرح قرآن حکیم دلوں کو حیات جاوید عطا کرتا ہے اس لیے اسے بھی روح فرمایا گیا۔ کذا لک سے ماقبل وحی کی ذکر کردہ تمام قسموں کی طرف اشارہ ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی کی ان تمام قسموں کا نزول ہوتا تھا۔

۷۶ بظاہر اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبوت سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ کتاب کا علم تھا نہ ایمان کا۔

تحقیق طلب امر یہ ہے کہ کیا انبیاء کرام کو بعثت سے پہلے ایمان و کتاب کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟ آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ جب ہم قرآن حکیم کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم یہ آیت پڑھتے ہیں وآتیناہ الحکم صبیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ ابھی بچے ہی تھے کہ ہم نے انہیں علم و حکمت سے مشرف فرمایا۔ حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق آپ کی عمر تین سال تھی اور حکم سے مراد نبوت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارہ میں ہی اللہ تعالیٰ فرمایا انی عبد اللہ اٰتٰنی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا اینما کنت۔ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے جہاں بھی میں ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام ابھی کمسن ہی تھے کہ بھائیوں نے انہیں کنوئیں میں دھکیل کر کنوئیں میں نکالا تھا۔ اس وقت انہیں اللہ تعالیٰ نے یہ شوشہ دیا تاکہ وحینا الیہ لتنبئنہم بامرہم ھذا۔ یعنی ہم نے ان کی طرف وحی کی کہ آپ انہیں ان کے اس عمل پر آگاہ کریں گے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بچپن میں ہی حضرت خلیل سے عرض کیا تھا یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔ اے پدر بزرگوار! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کیجیے اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اگر ان حضرات انبیاء کرام کے بارے میں ہم ان امور پر آگاہی نہ بخش دی گئی تھی اور ان سے وہ تحریر العقول کا تقاضا ہوا ہوتے جو صرف اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان کا ہی تقاضا کرتے ہیں تو حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ کیسے فرض کر لیا جائے کہ حضور کو ایمان اور کتاب کا علم نہ تھا۔ سرور کائنات کی قبل از اعلان نبوت زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو وہ بھی اس مفروضے کی تکذیب کرتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ لما انشقت بغضت الی الاوثان وبغض الی الشعر ولما هم بشیء مما کانت الجاهلیة تفعله الا من بین فخصمتی الله منهما کل ذلک اعد۔ جب میں بڑا ہوا تو میرے دل میں بتوں اور شعر گوئی کے متعلق بغض اور نفرت پیدا کر دی گئی اور میں نے جاہلیت کے کاموں کا کبھی ارادہ نہیں کیا صرف دو مرتبہ خیال آیا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے بچا لیا اور پھر میں نے ان کا قصد نہیں کیا۔

حضور بچپن میں اپنے چچا ابوطالب کے ہمراہ کعب شام گئے۔ اسی سفر میں بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی۔ اس نے حضور میں نبوت کی علامات دیکھیں تو آزمانے کے لیے اس نے حضور کو لات و عزیٰ کی قسم کھانے کے لیے کہا۔ حضور نے اپنی کمسنی کے باوجود ارشاد فرمایا۔ لا تسئلنی بهما فوالله ما ابغضت شیئا قط بغضهما۔ یعنی اے راہب! مجھ سے ان بتوں کے واسطے کوئی بات مت پوچھو۔ بخدا مجھے جتنی نفرت ان سے ہے اور کسی سے نہیں۔

انبیاء کے بچپن کے احوال لکھنے کے بعد علامہ قرطبی فرماتے ہیں۔ ثم یتمکن الامر لهم وتترادف فتحات الله علیهم وتنشرق انوار المعارف فی قلوبهم حتی یصلوا الغایة ویبلغوا باصطفاء الله تعالیٰ لهم بالنبوة فی تحصیل الخصال الشریفة دون ممارسة ولا ریاضة۔ پھر ان کے حالات میں پختگی پیدا ہونے لگتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول پے در پے ہوتا ہے۔ ان کے دلوں میں معرفت کے انوار چمکنے لگتے ہیں یہاں تک کہ وہ انتہا تک پہنچتے ہیں اور اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نبوت کے لیے انہیں چن لیتا ہے وہ اوصاف حمیدہ میں کمال حاصل کر لیتے ہیں۔ انہیں کسی مشق اور ریاضت کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔

علامہ موصوف فرماتے ہیں الصواب انه معصوم قبل النبوة من الجهل بالله وصفاته والشک فی شیء من ذلک وقد تضافرت الاخبار والآثار عن الانبیاء بتنزیههم عن هذه النقیصة منذ ولدوا ونشأتهم علی التوحید والایمان بالله علی تشرق انوار المعارف ونفحات الطاف السعادة ومن طالع سیرهم منذ صباهم الی مبعثهم حقق ذلک۔ (قرطبی) صحیح یہ ہے کہ انبیاء کرام نبوت سے پہلے بھی اس بات سے معصوم ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات سے جاہل ہوں یا ان میں سے کسی بات میں ان کو شک ہو۔ بکثرت ایسی احادیث و آثار موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام ہی ان عیب سے پاک ہوتے ہیں اور ان کی نشوونما توحید و ایمان پر ہوتی ہے بلکہ معرفت کے انوار ان پر متواتر نازل ہوتے ہیں۔ سعادت دارین کے الطاف کی لہک سے وہ معطر رہتے ہیں۔ جس نے ان کی سیرتوں کا مطالعہ کیا ہے ان کے تحقیق میں امر مسلم ہے۔

جب حقیقت حال یہ ہے تو اب اس آیت کا مفہوم کیا ہے؟ علامہ قرطبی نے متعدد جواب نقل کیے ہیں مجھے یہ جواب ان میں سے زیادہ پسند ہے:

ما کنت تدری ما الکتاب ولا الذی علیک ولا الایمان ولا هدایتنا لک۔ یعنی آپ پر اگر ہم الطاف و انعام نہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَتَهْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۙ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی

رہنمائی فرماتے ہیں صراطِ مستقیم کی طرف ۵۲ جو اللہ کی راہ ہے وہ اللہ جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ۧ

آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے ۵۳ خبردار سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا ہے ۵۴

تو آپ کتاب کو نہ جان سکتے اور اگر ہم آپ کی رہنمائی نہ فرماتے تو آپ کو ایمان کا علم نہیں ہوتا۔

(ملخصا عن تفسیر القرطبی)

نیز روایت کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہوتی کیونکہ روایت کہتے ہیں المعرفۃ المدرکۃ بضرب من الحیل (مفردات) یعنی کسی چیز کو ظن و تخمین سے حاصل کرنے کو روایت کہا جاتا ہے۔ تاج العروس میں اس کا معنی لکھا گیا ہے وروی یروی۔ علمتہ او علمتہ بضرب من الحیلۃ ولذا لا یطلق علی اللہ تعالیٰ۔ یعنی حیلے سے کسی چیز کے جاننے کو روایت کہتے ہیں۔ اسی لیے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں کیا جاتا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جنہیں دلائل عقلیہ سے پہچانا جا سکتا ہے اور دوسری وہ ہیں جن کی معرفت دلائل سمعیہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ دوسری قسم کی معرفت نبوت سے پہلے نہ تھی۔ (کبیر)

بعض علماء نے اس آیت کا یہ مطلب بیان کیا ہے۔ ای کنت من قوم امیین لا یعرفون الکتاب ولا الایمان حتی اکون قد اخذت علما جستھم بہ حتی من کان یعلم ذلک منھم وھو کتوراۃ تعالیٰ۔ وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون۔

۵۲ یعنی ہم نے قرآن کو نور بنا دیا ہے اور اس کے ذریعہ ہم جس کو چاہتے ہیں منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں اور اے محبوب! آپ بھی صراطِ مستقیم کی طرف لوگوں کی رہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔ یہ صراطِ مستقیم اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔

۵۳ آخر میں پھر اللہ تعالیٰ کی جلالتِ شان کا ذکر فرمایا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب کا خالق و مالک وہی ہے اور اس میں ہر طرح کا تصرف کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔

۵۴ اس میں اطاعت گزار اور فرمانبردار بندوں کے لیے بشارت ہے اور سرکش اور نافرمانوں کے لیے دھمکی اور تنبیہ ہے بتایا ہے کہ سب مخلوقات کے دنیوی اور اخروی امور بارگاہِ الٰہی میں انجام پاتے ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے کام کی دیکھ بھال اللہ کرتا ہے۔ اس کی نگاہ قصد کے بغیر کوئی چیز بھی جنبش نہیں کر سکتی۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "ذا استقام ما بین السماء والارض من المخلوقات احوال بعضھا بعض وبانتظام جمیع ما یحتاج الیہ فی دستور۔ . . . . وذلک لا تعالیٰ مبدأ کل شیئ ومرجعہ ومصیرہ اما بالفناء والاختیاری او بالفناء الاضطراری" یعنی اہل تحقیق کے نزدیک تمام مخلوقات اور جملہ احوال میں ہر کام کی بازگشت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الٰہی کی جناب میں ہے جب بندے ثابت قدم رہتے ہیں اور وسائط دور ہوتے ہیں تب اس معلوم کا مشاہدہ نصیب ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز کا آغاز بھی اللہ تعالیٰ سے ہے اور انتہا بھی اسی تک ہے۔ اب چاہے کوئی اپنی مرضی اور اختیار سے اپنے آپ کو اس کی رضا میں فنا کر دے ورنہ اضطراراً قبول کرے کہ عقل مندی کا تقاضا قریب ہے کہ جس چیز سے مفر نہ ہو اسے خوشی سے قبول کر لیا جائے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک جنازے کی تدفین میں شریک ہوئے جب اس پر مٹی ڈال دی گئی تو فرمانے لگے کہ آنسوؤں سے مٹی تر ہو گئی۔ پھر فرمایا اے سوال و جواب کی گھڑی گورستان اول آخرت کی گورستان پر سہ تازید بعد اے آخرش ایست یعنی گورستان ترسیدہ از ملائے کہ تو ترسیدہ ایست یعنی گورستان اے لوگو! دنیا کا انجام قبر ہے اور آخرت کی ابتدا قبر ہے۔ اس جہان پر آزمائش کی حالت ہے جس کا انجام قبر ہے اور اس جہان سے کوئی نہیں بچ سکتا جس کی پہلی منزل قبر ہے۔

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ اول نور اشرق من شمس الازل اللّٰھم اجعل دنیانا خیر مزرعۃ للاخرۃ واجعل قبورنا روضۃ من ریاضات الجنۃ وانس وحشتنا بانسک وبرؤیۃ الوجہ الصبیح الذی لا زلنا مشتاقین الی رؤیاہ اللّٰھم صل علیٰ صاحب الوجہ الجمیل والخلق الاسیل والطرف الکحیل وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سُورۃ زخرف

نام : اس کا نام زخرف ہے۔ یہ کلمہ آیت ۳۵ میں مستعمل ہوا ہے۔ اس سورت میں سات رکوع ۸۹ آیات اور تین ہزار چار سو حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : یہ بھی ان سات سورتوں میں سے ایک ہے جن کی ابتدا حٰمٓ سے ہوئی اور اس کا زمانۂ نزول بھی اس سلسلے کی سورتوں کے زمانۂ نزول کے قریب قریب ہے۔

مضامین : جیسے قرآن کریم کی ہر سورت کی طرح اس سورت کی ہر آیت بھی فیض نور ہے جو شاہراہِ حیات کو منور کر رہی ہے جب آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو اس سے لطف اندوز ہوں گے، البتہ چند ایسی باتیں ہیں جو آپ کی خصوصی توجہ کی مستحق ہیں :

۱۔ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ اگر محسن کے احسان کا شکریہ ادا نہ کیا جائے، بلکہ الٹا ناشکری اور سرکشی کو اپنا شعار بنا لیا جائے تو محسن اپنے احسان کا سلسلہ بند کر دیتا ہے۔ لوگوں کی ہدایت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ازراہِ لطف و احسان انبیاء کی بعثت اور وحی کے نزول کا سلسلہ جاری کیا تاکہ لوگ ہدایت کی راہ سے بھٹک نہ جائیں، لیکن اس نعمت کی قدر کرنے کے بجائے کفار نے اس کا خلاق اُڑانا شروع کر دیا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ان کی ناشکری کے باعث یہ سلسلہ بند کر دیا جاتا اور گمراہی کے گھپ اندھیروں میں انہیں دھکے کھانے کے لیے چھوڑ دیا جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ استہزائی کارروائی نہیں کی جائے گی، تمہیں نفس اور شیطان کے رحم و کرم پر چھوڑ نہیں دیا جائے گا، بلکہ قرآن کریم آفتابِ ہدایت بن کر تمہارے مطلعِ حیات پر چمکتا رہے گا تاکہ اس کی روشنی سے فائدہ اٹھا کر جس وقت بھی کوئی شخص اپنی منزل کی طرف بڑھنا چاہے، تو وہ بڑھ سکے۔ ہم تم سے تمہاری سرکشیوں کے باعث ناراض ہو کر یہ نعمت سلب نہیں کر لیں گے۔

۲۔ تم خود مانتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، پھر تم ان اندھے بہرے بتوں کو خدا کیوں مانتے ہو اور ان کی پوجا کیوں کرتے ہو؟ اس وقت کہتے کہ ہمارے باپ دادا یہی کچھ کرتے آئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوتی ہے۔ اس نے چاہا، تو ہم نے بتوں کو پوجا، اگر وہ نہ چاہتا تو بھلا ہماری کیا مجال تھی کہ ان بتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھتے۔ ہم پر یہ اعتراض نہ کرو، بلکہ ہمارے خدا پر کرو جس کے ارادہ و مشیت کے ہم پابند ہیں۔ ان کے اس مغالطے کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ محض جہالت اور حماقت ہے۔ اگر ان کی اس توجیہہ کو قبول کر لیا جائے، تو پھر دنیا بھر کے گناہوں کو سند جواز مل جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو قتل، زنا، چوری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زنا وغیرہ) ہوتے ہیں، اگر وہ نہ چاہتا تو کسی کی کیا مجال تھی کہ وہ کوئی ناروا حرکت کرتا اور جب خدا کے چاہنے سے سب کچھ ہو رہا ہے کہ پھر یہ سارے کام عتاب کے مستحق کیونکر ہوئے۔ یہ جاہل لوگ رضا اور مشیت کا فرق بھی نہیں جانتے۔ بے شک اس جہان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ارادہ و مشیت سے ہو رہا ہے لیکن ضروری نہیں کہ وہ اس پر راضی اور خوش بھی ہو۔ اس کی رضا انہی کاموں سے حاصل ہوتی ہے جن کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہے۔

۳۔ انہیں اس بات پر بھی سخت اعتراض تھا کہ منصب نبوت کے لیے ایسے شخص کو چنا گیا ہے جس کے پاس مال و زر ہے اور نہ اعوان و انصار کا معقول دستہ۔ وہ کہتے جزیرۂ عرب میں دو مشہور شہر ہیں مکہ اور طائف، ان میں بڑے بڑے رئیس ہیں جن کی ثروت و امارت کی گرد دور دور تک دھوم مچی ہوئی ہے، ان کے اثر و اقتدار کے آگے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں، ان میں سے اگر کسی کو اس منصب پر فائز کر دیا جاتا تو یہ دعوت بڑی سرعت سے تمام عرب کے کونے کونے میں پھیل جاتی۔ ان کے اس اعتراض کو یہ فرما کر ٹھکرا دیا کہ نبوت اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ اس کو تقسیم کرنے کا انہیں قطعاً کوئی اختیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس فضیلت عظمیٰ کی اہلیت کس میں پائی جاتی ہے اور اس انعام کا کون حقدار ہے۔

یہ بھی بتا دیا کہ یہ کتاب مبین یہ صحیفۂ رشد و ہدایت جو ہم نے آپ پر نازل فرمایا ہے، اس کا نزول آپ کے لیے اور آپ کی ساری قوم کے لیے وجہ عز و شرف ہے۔ اس کی برکت سے تمہیں سند کی، دانیاں، سہرہ و ماہ کی تابانیاں اور عرش کی بلندیاں نصیب ہوں گی۔ اس کے فیضان سے قافلۂ انسانیت کی قیادت کا منصب تمہیں سونپ دیا جائے گا۔ اسے ایجوکیشن کمیونٹی اس کی تعلیمات کو اپنی ترقی کی راہ میں رکاوٹ مت خیال کرو، بلکہ شرح صدر سے اسے قبول کر لو اور خوشی خوشی اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

اسی ضمن میں حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے حالات کی طرف بھی اختصار کے ساتھ اشارہ فرما دیا تاکہ مجرم مصائب میں ان کی اولوالعزمی باعث تسکین ثابت ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝

سورۃ الزخرف مکی۔ اس کی آٹھ آیتیں ہیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

حا میم ۱ قسم ہے اس کتاب مبین کی ۲ ہم نے اتارا ہے اسے قرآن ۳ عربی زبان میں ۴ تاکہ تم (اس کے

۱ یہ حروف مقطعات ہیں ان کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے بعض علماء نے ارشاد فرمایا کہ "حا" حی اور "میم" قیوم کی طرف اشارہ ہے۔

۲ واؤ قسم کے لیے ہے یعنی کتاب مبین کی قسم۔ "مبین" ابان یبین باب افعال کا اسم فاعل ہے یہ لفظ لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ پہلی صورت میں معنی ہوگا کہ اس کتاب کی قسم جو بالکل واضح، ظاہر اور روشن ہے۔ اس کے مطالب اور معارف شک و شبہ سے پاک ہیں۔ اختلاف و تضاد کا وہاں شائبہ تک نہیں۔ متعدی ہونے کی صورت میں مفہوم یہ ہوگا کہ اس کتاب کی قسم جو حق اور باطل کو واضح کرنے والی ہے۔ راہ ہدایت کو راہ ضلالت سے ممتاز کرنے والی ہے۔ مبین کے ایک لفظ سے قرآن کریم کی دونوں صفات کو بیان کر دیا کہ یہ کتاب بذات خود بڑی واضح اور روشن ہے۔ اس میں کسی قسم کا الجھاؤ اور التباس نہیں نیز یہ حق و باطل کو نمایاں اور آشکارا کرنے والی ہے۔ جن لوگوں کی دل کی آنکھیں اس کے نور سے بینا ہوتی ہیں وہ کبھی گمراہی کی حالت میں نہیں رہتے۔ وہ بڑی آسانی سے ہدایت اور گمراہی کو پہچان لیتے ہیں۔ علامہ ابن منظور لسان العرب میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ابان، استبان، و تبین تتعدی هذه الثلاثة ولا تتعدی وقالوا بان الشیء واستبان وتبین وابان بمعنی واحد والکتاب المبین ای الکتاب البین وقیل معنی المبین الذی ابان طریق الهدی من طریق الضلالة وابان کل ما تحتاج الیه الامة۔"

ترجمہ: یعنی ابان، استبان اور تبین متعدی اور لازمی دونوں طرح سے استعمال ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الکتاب المبین کا ایک معنی یہ ہے کہ یہ کتاب بذات خود واضح اور روشن ہے اور دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ ہدایت کے راستوں کو گمراہی کی راہوں سے الگ کرنے والی ہے اور ہر وہ چیز جس کی طرف امت کو احتیاج ہے اس کو کھول کر بیان کرتی ہے۔

۳ کتاب مبین کی قسم اٹھانے کے بعد جواب قسم کے طور پر بتایا جا رہا ہے کہ ہم نے اس کتاب کو عربی میں جو تمہاری مادری زبان ہے نازل فرمایا اور اس کو یوں نازل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تم ان حقائق و معارف کو اچھی طرح سمجھ لو۔ ان قواعد و ضوابط کو پوری طرح ذہن نشین کر لو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَعْقِلُوْنَ ۝ وَاِنَّهٗ فِیْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَیْنَا لَعَلِیٌّ حَكِیْمٌ ۝ اَفَنَضْرِبُ

مطالب کو (سمجھ)۔ اور بے شک یہ قرآن ہمارے ہاں لوح محفوظ میں ثبت ہے جو اپنی شان و بلاغت سے سربرآوردہ کیا ہم روک لیں گے

جن پر تمہاری سعادت و ارجمندی کا دارومدار ہے۔ وہ قوم کتنی خوش بخت ہے جس کو ایسی کتاب سے سرفراز کیا گیا ہو۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جَعَلَ کے لفظ کی تحقیق ذکر کی جائے کیونکہ اس لفظ میں تدبر نہ کرنے کے باعث ایک بہت بڑا فتنہ خلق قرآن کا رونما ہوا جس نے کئی صدیوں تک امت کو گوناگوں ذہنی پریشانیوں اور دیگر مصائب و آلام میں مبتلا رکھا۔

علامہ راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں اس کی جو تحقیق کی ہے اس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ وہ کہتے ہیں جَعَلَ پانچ وجوہ پر استعمال ہوتا ہے:

۱۔ صار اور طفق کا ہم معنی۔ اس وقت یہ لازمی ہوتا ہے جیسے جعل زید یقول (زید کہنے لگا)

۲۔ یہ اوجد اور خلق یعنی پیدا کرنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اس وقت یہ فقط ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے جعل الظلمات والنور (اس نے اندھیروں اور نور کو پیدا فرمایا)

۳۔ کسی چیز سے کوئی اور چیز بنا دینا جیسے جعل لکم من الجبال اکنانا (یعنی اس نے تمہارے لیے پہاڑوں میں گھر بنا لیے)

۴۔ کسی چیز کو ایک حالت پر مخصوص کر دینا جیسے الذی جعل لکم الارض فراشا (اس نے تمہارے لیے زمین کو بستر بنایا) یا اسی معنی میں علامہ راغب نے آیت ذکر کی ہے۔ یعنی ہم نے اس کتاب کو قرآن عربی بنا دیا۔

۵۔ کسی چیز پر کسی چیز کا حجت یا سبب حکم لگا دینا، ویجعلون للہ البنات یا انا رآدوہ الیک وجاعلوہ من المرسلین۔

اس تحقیق سے واضح ہو گیا کہ جعلنا کا معنی یہاں خلقنا نہیں ہے، اور یہ ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا حالانکہ یہاں دو مفعول مذکور ہیں۔

صاحب قرطبی نے اس کا ترجمہ کیا ہے: ای انزلناہ بلسان العرب۔ خازن نے بھی لکھا ہے وقیل انزلناہ یعنوم نے اس کو عربی زبان میں اتارا ہے۔ میں نے ترجمہ انہی حضرات کی تحقیق کے مطابق کیا ہے۔

۴۔ ام الکتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ بعض علماء نے ام الکتاب کی تعبیر العلم الازلی سے کی ہے تعبیر حاصل و مآل ایک ہی ہے قیل العلم الازلی (روح المعانی)

۵۔ یہ قرآن کریم کوئی معمولی کتاب نہیں جس ہستی قدوس نے اسے نازل فرمایا ہے اس کے حضور اس کا مرتبہ بہت اونچا اور شان بڑی بلند ہے کوئی دوسری کتاب فضائل اور معنوی اعجاز اور اسرار و معارف میں اس کی ہمپایہ نہیں۔ ای رفیع الشان بین الکتب لاعجازہ واشتمالہ علی عظیم الاسرار۔ (روح المعانی) لفظ حکیم کی تشریح کرتے ہوئے علماء لکھتے ہیں۔ حکیم ذو حکمۃ بالغۃ او محکم لا ینسخہ غیرہ او حاکم علی غیرہ من الکتب (روح المعانی)

یعنی حکیم سے کئی معانی مراد لیے جا سکتے ہیں۔ یہ سراسر حکمت ہے یا یہ حکم ہے اسے کوئی دوسری کتاب یا اس کے احکام کو کوئی دوسری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَن كُنتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِينَ ﴿٥﴾ وَكَمْ أَرْسَلْنَا

تم سے اس نصیحت کو ہٹا لیں اس وجہ سے کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو ۵ اور ہم نے بھیجے

مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ﴿٦﴾ وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ

نبی پہلے لوگوں میں ۶ اور نہیں آیا ان کے پاس کوئی نبی مگر وہ (کفار) اس کا

شریعت منسوخ نہیں کر سکتی۔ یا یہ حاکم ہے یعنی جتنے بھی نظام ہائے حیات ہیں ان سب پر اس کا فیصلہ نافذ رہے گا اور اس کا حکم ناسخ ہے۔

۵ بڑی پیاری آیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے جو بے پایاں محبت ہے اور ان کے حال پر جو خصوصی نظر عنایت ہے اس آیت میں اس کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کفار و مشرکین کو آیات ربانی پڑھ کر سناتے تھے۔ عظیم معجزات سے اسلام کی صداقت ثابت کرتے تھے۔ حضور کی اپنی زندگی کا ہر پہلو آفتاب سے تابندہ تر تھا یہ کوشش تبلیغ خلوص اور جانکاہی سے برسوں سے شروع تھی۔ اس کے باوجود ان کا انکار اور اس انکار پر ان کا بے جا اصرار آئے روز بڑھتا ہی جاتا تھا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ایسے ہٹ دھرم گناہ گاروں سے سرے سے عنایت چھین لی جاتی "ان کو ہمیشہ کے لیے نظر انداز کر دیا جاتا" تاکہ وہ ابدی محرومیوں کے سنسان اندھیروں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بھٹکتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری رحمت، میری رأفت اور میری شفقت ایسا نہیں کرے گی۔ ہم ہر حالت میں انہیں دعوت حق دیتے رہیں گے۔ خواہ وہ قبول حق سے انکار کرتے رہیں اور اسلام کو ناکام بنانے میں عقل و دانش کے تمام تقاضوں کو پس پشت ڈال دیں۔

اس آیت کے کلمات بھی غور طلب ہیں۔

علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے منہ پھیر لے اور اسے نظر انداز کر دے تو عرب کہتے ہیں "قد ضربت عنه صفحا اذا اعرضت عنه وتركته" (قرطبی)

علامہ آلوسی اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ای نهملكم ولا نعرفكم ما يجب عليكم لان تكتم قوما مسرفين ای لان امسرتم (لسان العرب) یعنی کیا ہم تم کو نظر انداز کر دیں گے اور تمہیں ان فرائض و واجبات سے مطلع نہیں کریں گے جن کی تعمیل تم پر لازمی ہے اور یہ اس لیے کہ تم اسراف کے خوگر ہو۔ صفحا کے متعلق علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ یہ ضرب کا مفعول مطلق ہے جیسے قعدت جلوسا۔ اسے مفعول لہ اور حال بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس وقت صفحا صافحین کے معنی میں ہوگا۔ (روح المعانی)

۶ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مضطر کو تسلی دیتے ہیں کہ کفار کا آپ کے ساتھ یہ نامعقول اور غیر انسانی رویہ کوئی نرالی بات نہیں۔ جو رسول ہم نے آپ سے پہلے بھیجے تھے ان کے ساتھ بھی ان کی قوموں نے یہی کچھ کیا تھا۔ "کم" یہاں استفہامیہ نہیں بلکہ تکثیریہ ہے۔ "کم مما تخبرية والمراد بها التكثير" (قرطبی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۷ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۸

تمسخر اڑایا کرتے۔ پس ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا جو ان سے زیادہ طاقتور تھے اور گزر چکا ہے حال پہلے لوگوں کا

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو ضرور کہیں گے پیدا کیا ہے انہیں بڑے

الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝۹ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

زبردست سب کچھ جاننے والے نے۔ جس نے بنا دیا ہے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ اور بنا دیے ہیں تمہارے لیے

۸ جب ان قوموں کا عناد و مخاصمت حد سے متجاوز کر گیا اور ان کی ہدایت پذیری کے سارے امکانات ختم ہو گئے تو ہم نے ان کو تہس نہس کر دیا۔ ان پچھلے مکہ والوں کی کیا حقیقت ہے۔ بڑی بڑی طاقت ور اور ترقی یافتہ قومیں ہمارے غضب کے سامنے ٹھہر کے نہ دے سکیں۔ یہ تو مہلت کی گھڑیاں ہیں جو ہم نے ان کو سوچنے سمجھنے اور سنبھلنے کے لیے عنایت فرمائی ہیں اور یہ نادان اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ان کا کوئی کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ وہ اپنی تدبیر یا قربت بازو سے عذاب الٰہی کو روکے ہوئے ہیں۔ وہ اسی طرح سدا دادِ عیش دیتے رہیں گے حق کا منہ چڑاتے رہیں گے اور اہل حق کو ذلیل و رسوا کرتے رہیں گے۔ یہ ان کی کم فہمی ہے۔ جونہی مہلت کی گھڑی ختم ہو گی انہیں فوراً دھر لیا جائے گا۔

۹ گزشتہ نافرمان قوموں کا جو عبرت ناک حشر ہوا اس کا تذکرہ جابجا قرآن کریم میں بیان ہو چکا ہے اور وہ بار بار سنائے جا چکے ہیں۔ کیا پھر بھی وہ کوئی عبرت حاصل نہیں کرتے۔

۱۰ اگرچہ وہ شیطان اسلام کو گلے کر دینے کے درپے ہیں، اگرچہ وہ پیغمبر اسلام کے خون کے پیاسے ہیں، اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ سینکڑوں بتوں کی پوجا پاٹ بڑی شد و مد سے کرتے ہیں، لیکن حق اتنا واضح اور سچ اتنا بین ہے کہ اس کے انکار کی ہمت ان میں بھی نہیں۔ اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے تو انہیں ملفوظاً کہنا پڑے گا کہ ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے جو عزیز بھی ہے اور علیم بھی ـــــ لات و ہبل یا کسی دوسرے دیوی دیوتا کا ان کی تخلیق میں رائی کے برابر بھی کوئی حصہ نہیں۔ اس اعتراف کے بعد ان کا کسی کو خدا سمجھنا اور اس کی عبادت کرنا اتنی بڑی بیہودگی اور نادانی ہے کہ اس کے بطلان کے لیے کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں۔

۱۱ اللہ تعالیٰ اپنی شان کبریائی کا ذکر فرما رہا ہے۔ یعنی میں وہ عزیز اور علیم ہوں جس نے تمہارے لیے اس زمین کو یوں آرام دہ بنا دیا ہے جس طرح بچے کے لیے جھولا۔ تمہاری آسائش و راحت کے جملہ اسباب فراہم کیے گئے ہیں۔ پہاڑ سے طرح طرح کی گزرگاہیں بنا دی ہیں تاکہ تم ان پر چل کر اپنی منزل تک پہنچ سکو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٠﴾ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اس میں راستے تاکہ تم منزلِ مقصود تک پہنچ سکو۔ اور جس نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے

بِقَدَرٍ فَأَنشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿١١﴾ وَالَّذِي

مطابق۔ پس ہم نے زندہ کر دیا اس سے ایک مُردہ شہر کو۔ یونہی تمہیں بھی (قبروں سے) نکالا جائے گا ۱۱ اور جس نے

خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا

ہر قسم کی مخلوق پیدا فرمائی ۱۲ اور بنادیں تمہارے لیے کشتیاں اور مویشی جن پر تم

اگر تم ان احسانات کی قدر پہچانو گے اور ان کا شکر ادا کرو گے تو تمہیں وہ راہ بھی مل جائے گی جو تمہیں حریمِ ذات تک لے جائے گی اور تم اس کے نورِ عرفان سے اپنے دل کی دُنیا کو روشن کر لو گے۔

"مہد" گہوارے کو کہتے ہیں۔ آلوسی فرماتے ہیں۔ "مکانا تمهدتموه اى موطأ ومآلا بسطها لكم تستقرون فيها ولا ينافى ذلك كرية الكان العظم" زمین کے کروی ہونے کے منافی نہیں کیونکہ زمین کا کرہ اتنا وسیع اور کشادہ ہے کہ یہاں اس کی کرویت کا احساس نہیں ہوتا بلکہ حدِ نگاہ تک صاف چٹیل میدان دکھائی دیتا ہے۔

۱۲ ایک اور شانِ کبریائی بیان فرمائی جا رہی ہے۔ اس کا ہر کام ایک انداز کے مطابق ہوتا ہے۔ اسی طرح بارش برستی ہے تو اندھا دھند نہیں بلکہ ایک طے شدہ اندازے کے مطابق۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ بستی جس میں چند لمحے پہلے خاک اڑ رہی تھی، ہر طرف اکسر وگل اور مٹی چھائی تھی، یکایک اس میں تازگی اور شادابی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ جو خداوندِ ذوالجلال ہر جگہ میں ایک اجڑی ہوئی بستی کو آباد کر دیتا ہے وہی تمہیں قبروں سے زندہ کر کے میدانِ حشر میں لا کھڑا کرے گا۔ اس کے لیے یہ قطعاً مشکل نہیں۔

۱۳ زوج سے مراد یہاں صنف اور نوع ہے۔ آلوسی لکھتے ہیں "اى اصناف المخلوقات فالزوج هنا بمعنى الصنف لا بمعناه المشهور" اس کی تائید میں انہوں نے حضرت ابن عباسؓ کا قول نقل کیا ہے۔ عن ابن عباس الازواج الضروب والانواع كالحلو والحامض والابيض والاسود والذكر والانثى یعنی اللہ تعالیٰ نے گوناگوں اور قسم قسم کی مخلوق پیدا کی۔ ذائقہ کے اعتبار سے کوئی میٹھی، کوئی ترش، رنگ کے اعتبار سے کوئی سپید کوئی سیاہ۔ پھر کوئی بے جان اور بے شمار، پھر کوئی نر اور کوئی مادہ۔ یہ نوعِ انسان وسیع، اتنا دل چسپ اور اتنا مفید ہے کہ انسان اس میں جتنا غور کرے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت پر ایمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَرْكَبُونَ ﴿١٢﴾ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ إِذَا

سوار ہوتے ہو ﴿۱۳﴾ تاکہ تم جم کر بیٹھو ان کی پیٹھوں پر پھر یاد کرو اپنے رب کی نعمت کو جب

اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَٰذَا وَمَا

تم خوب جم کر بیٹھ جاؤ ان پر اور (زبان سے) کہو پاک ہے وہ ذات جس نے فرمانبردار بنا دیا ہے اسے ہمارے لیے اور ہم اس پر قابو پانے

كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿١٣﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنقَلِبُونَ ﴿١٤﴾ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ

کی قدرت نہ رکھتے تھے ﴿۱۴﴾ اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اور بنا دی ہے (مشرکوں نے) اس کے لیے

﴿۱۲﴾ بحر و بر میں تمہاری سواری کا بندوبست کر دیا گیا ہے تاکہ تم اپنے ساز و سامان کے ساتھ دشوار گزار راستوں کو طے کرتے ہوئے آسانی سے اپنی منزل پر پہنچ سکو۔ کشتیوں اور جہازوں میں پیدا کر تم دریاؤں اور سمندروں کو عبور کرتے ہو۔ اور گھوڑوں، اونٹوں، خچروں، گدھوں، گاڑیوں، کاروں پر سوار ہو کر تم خشکی کا سفر کرتے ہو۔

﴿۱۳﴾ تاکہ جب تم ان کی پیٹھ پر جم کر سیدھے منزل روانہ ہو تو تمہارے دل اپنے رب کریم کے شکر سے لبریز ہوں، تمہاری زبانیں اس کے احسانات کی یاد سے سرشار ہوں اور اپنی ناتوانی اور بے بسی کے اعتراف کے ساتھ ساتھ ان پاکیزہ کلمات سے اپنے رب کی پاکی کے تم گیت گا رہے ہو۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارا مطیع اور فرمانبردار بنا دیا، ورنہ آناً فاناً ٹریلر اور طاقتور سرکشی پر اتر آئے تو کسی کو نزدیک نہ پھٹکنے دے۔ ایک معمولی جھٹکے سے توڑے طاقتور انسان کا کچومر نکال دے۔ اتنی طاقت والا حیوان ہمیں اپنی پشت پر لادے ہوئے کالے کوسوں کی مسافت چٹکی بجاتے طے کرا رہا ہے۔ نہ تھکاوٹ کی شکایت اور نہ بھوک و پیاس کا شکوہ۔ یہ اطاعت، یہ سراسر بندگی اسے سر بسجود کرنے اس کے دل میں ڈال دی ہے۔ ہم اس حقیقت کو پورے صدقِ دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ ہم سب کو تیری جناب میں پلٹ کر جانا ہے۔

اسلام کی جامعیت کی یہ تین دلیل ہے کہ اس کی روشنی سے زندگی کے سارے گوشے منور ہو رہے ہیں اور اس کے فیض سے ہماری زندگی کا ہر شعبہ بہرہ ور ہو رہا ہے۔ ان آیات میں کسی مرکب پر (چاہے وہ گدھا یا کشتی ہو یا کوئی اور) پر سوار ہونے کے اسلامی آداب سکھائے جا رہے ہیں۔ ایک حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم گھوڑے پر سوار ہونے لگے تو جیسے ہی رکاب میں قدم رکھا تو فرمایا بسم اللہ۔ جب اس کی پشت پر تشریف فرما ہوئے تو الحمد للہ۔ پھر یہ آیت پڑھی سبحان الذی . . الی لمنقلبون۔ اس کے بعد تین مرتبہ الحمد للہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ پھر تین مرتبہ کہا لا الٰہ الا انت ظلمت نفسی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ پھر آپ ہنس دیے۔ عرض کی گئی امیر المومنین ہنسنے کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کو دیکھا کہ حضور نے ایسا کیا جیسا میں نے کیا۔ وجہ کلمات کی جو میں نے کہے پوچھی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنس دیے۔ ہم نے عرض کی حضور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ

اس کے بندوں سے اولاد بنا لے بے شک انسان کھلا ہوا ناشکرا گزار ہے ﴿۱۵﴾ کیا اللہ تعالیٰ نے پسند کر لیں (اپنے لیے) اپنی

بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ

مخلوق سے بیٹیاں اور خالص کر دیا ہے تمہیں بیٹوں کے ساتھ ﴿۱۶﴾ اور جب خبر دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو اس کی جس کی نسبت اس نے

آپ کہہ دیجئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جب بندہ یہ الفاظ کہتا ہے رب اغفرلی انہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے یہ کلمات سن کر بہت خوش ہوتا ہے جب کا اظہار کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرا بندہ اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ گناہوں کو بخشنے والا میں ہی ہوں، اور کوئی نہیں بخش سکتا۔ جب سفر کا مقصد پورا ہو جائے اور سواری سے اترے تو اس وقت یہ پڑھے اللھم انا نسئلک فی سفرنا ھذا البر والتقوی ومن العمل ما ترضی اللھم ھون علینا سفرنا ھذا واطو عنا بعدہ اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی الاھل والمال۔ اللھم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکآبۃ المنقلب والحور بعد الکور ودعوۃ المظلوم وسوء المنظر فی الاھل والمال۔ اے اللہ! سفر میں تو میرا ساتھی ہے اور میرے اہل اور مال کا نگہبان ہے۔ اے اللہ! میں سفر کی مشقتوں سے اور لوٹنے کے بعد کی ناگوار حالت سے اور مظلوم کی بددعا سے اور اپنے اہل و مال میں بری نظر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اب آیات کے چند کلمات پر غور فرمائیے "استوی" سواری پر جم کر بیٹھنا۔ "ظھور" تغیر کا مدرج الغلبۃ اور الاتمام ہے جو یہاں ہے۔ قادہ کے مطابق ظہور ہونا چاہیے تھا لیکن ساتر کہیں یہ ماسولہ کے نقل کی روایت کرتے ہوئے واحد مذکر کی ضمیر ذکر کر دیا۔ "مقرنین" قال الجوھری واقرن لہ ای اطاقہ وقوی علیہ قال اللہ تعالیٰ وما کنا لہ مقرنین ای مطیقین (الصحاح) یعنی کسی پر قابو پانا اور اس کو اپنا مطیع کر لینا۔

﴿۱۵﴾ کفار مشرکین کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے اور یہی اب کا جزء بنایا کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا جا رہا ہے کہ کفار کے اقوال کا فساد قابل دید ہے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ زمین اور آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اس کی بیٹیاں بھی ہیں۔ انسانی ذہن غور کرے ان کے یہ خرافات کتنے لغو اور بیہودہ ہیں۔ انسان کو اللہ کی اس بے غرض مشیت کے بڑھاپے میں وہ مصلحتیں پوری ثابت ہوں جو بعثت انبیاء کی ذات میں اس کی خدمت کے سرنے کے بعد اس کی جانشینوں کی دائمی بنے اور اس کی یاد کو تازہ رکھے لیکن خالق کائنات بڑھاپے، مرض، موت وغیرہ سے پاک ہے۔ وہ ان ضرورتوں سے بالاتر ہے۔ وہ واجب الوجود ہے۔ عقل و علم سے ہر لحاظ سے بے نیاز ہے اور جن کے بت تراش کر ان کے پجاری بنے ہوئے ہیں وہ یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

﴿۱۵﴾ الانسان سے مراد یہاں کافر ہے۔ کفور مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اور ناشکر گزار۔

﴿۱۶﴾ اللہ تعالیٰ جس طرح بیٹیوں سے مبرا ہے اسی طرح بیٹوں سے بھی برتر ہے۔ یہاں تقابل کفار کی اس بیہودہ بات کے بھونڈے پن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا

رحمان کی طرف کی ہے تو اس کا چہرہ (فرطِ رنج سے) سیاہ ہو جاتا ہے اور اس کا دل غم سے بھر جاتا ہے ﴿۱۷﴾ کیا وہ (ایسی اولاد بنے گا جو زیور

فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ

چرمتی ہے زیوروں میں اور وہ مباحثہ کے وقت اپنا مدعا واضح نہیں کر سکتی ﴿۱۸﴾ اور انہوں نے ٹھہرایا ہے فرشتوں کو

کی طرف اشارہ ہے کہ اپنے لیے تو بیٹیوں کو پسند کرتے ہیں اور بیٹوں کو اللہ تعالیٰ کے کھاتے میں ڈال دیتے ہیں۔

﴿۱۷﴾ یعنی ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ اگر ان کو بتایا جائے کہ ان کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو ان کے گھر میں صفِ ماتم بچھ جاتی ہے چہروں پر مایوسی کی سیاہی پھیل جاتی ہے۔ دل غم و اندوہ سے بھر جاتا ہے۔ بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایسی جنس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہیں انہیں حیا نہیں آتی۔ ان کی بیوی بیٹی جنے تو گھر میں آنا جانا بند کر دیتے ہیں، ان کی چہیتی بیگم ان کو چیڈیل کی مانند ڈراؤنی نظر آنے لگتی ہے۔ ایک عرب عورت اپنے خاوند کی اس بے رخی کو یوں بیان کرتی ہے:

ما لأبي حمزة لا يأتينا ... يظل في البيت الذي يلينا

غضبان ان لا نلد البنينا ... والله ما نحن ولا ما حملتا

یعنی میرے خاوند ابو حمزہ کو کیا ہو گیا ہے کہ اب وہ ہمارے ہاں آتے ہی نہیں اور ساتھ والے مکان میں ہی رہتا ہے۔ وہ اس لیے غضب ناک ہے کہ ہم بیٹے کیوں نہیں جنتیں۔ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ ہمیں جو ملنا ہے وہی ہم جنتی ہیں۔

﴿۱۸﴾ ان کی اس تقسیم کے عیب ہونے کو ایک دوسرے انداز سے بیان کیا جا رہا ہے۔ یعنی کیا ان کو اللہ تعالیٰ کی اولاد میں بیٹیاں ہی پسند آئی ہیں اور کیا یہ اس مجلس میں اپنا مدعا واضح طور پر بیان کرنے سے ہچکچاتی ہیں۔ کیا ان سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ مملکتِ خداوندی کے خارجی دفاع کو کامیابی سے انجام دے سکیں۔ نہ ان میں زورِ بازو کہ شمشیر و سناں کف میدان میں آ سکیں اور نہ ان میں حجت و بیان کی استعداد کہ وہ زبان سے حق کا بول بالا کر سکیں۔ ایسی بے مصرف اولاد کی اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے۔

اس آیت سے علماء نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ عورتوں کو زیور پہنانا جائز ہے۔ حدیثِ نبوی سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔ عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لبنی الحریر والذہب حرام علی ذکور امتی وحلال لاناثہا۔ یعنی ریشم اور سونے کا استعمال میری اُمت کے مردوں پر حرام ہے اور عورتوں کے لیے حلال ہے۔

علامہ ابوبکر جصاص متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ حدیثِ ثوبت سے لے کر آج تک عورتیں زیور پہنتی آئی ہیں اور کبھی کسی نے اس کو ناجائز نہیں کہا۔ اس لیے اختیارِ آلہ سے عورتوں کے لیے زیور کی ممانعت ثابت نہیں ہو سکتی۔ (احکام القرآن ۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ

جو (فرشتے) رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں ۲۱ کیا یہ موجود تھے ان کی پیدائش کے وقت؟ لکھ لی جائے گی

شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ

ان کی گواہی اور ان سے بازپرس ہوگی ۲۲ اور (کفار) کہتے ہیں کہ اگر چاہتا (خدا) رحمٰن تو ہم انہیں نہ پوجتے ۲۳

۲۱ یہ ان کی الف نہ زبانیاں اور لن ترانیاں حقیقت کے سراسر خلاف ہیں۔ فرشتے تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جو ہر وقت اس کے ذکر میں محو رہتے ہیں اور اس کے جلال کے بے چون و چرا اطاعت کرتے ہیں۔ ان کو قانون نے خدا کی بیٹیاں کہنا شروع کر دیا ہے یہ کتنا ظلم اور کس قدر ناانصافی ہے۔

۲۲ ایسی نامعقول اور لغو بات پر ان کا زبان اڑ جانا آخر اس کی کوئی وجہ بھی تو ہو۔ کیا یہ لوگ اس وقت موجود تھے جب اس نے فرشتوں کو پیدا کیا اور ان کی مشاہدہ کی بنا پر یہ ان کو بیٹیاں کہہ رہے ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو وہ اس پر شہادت پیش کریں۔ ان کی یہ شہادت قلمبند کر لی جائے گی۔ جب وہ روز قیامت ہمارے روبرو پیش ہوں گے تو ہم اس شہادت کے متعلق ان سے باز پرس کریں گے۔ ان کو جواب دہی کے لیے آج ہی سے تیار ہو جانا چاہیے۔

۲۳ اگر کوئی نادان اس مغالطے کا شکار ہو جائے کہ وہ بڑا زبردست اور دانا ہے یا اگر کوئی جاہل اپنی جہالت کو علم و فضل خیال کرنے لگے تو انام و تعمیم کا سرطان بڑی تیزی سے پھیلنا شروع ہو جاتا ہے اور اس کے نتیجہ خیز ہونے کے امکانات بہت قلیل رہ جاتے ہیں۔ وہ اپنی ہر سراسر نامعقول بات کو معقولیت کی جان یقین کرتا ہے اور اگر اس کو اس کی نامعقولیت کی طرف متوجہ کیا جائے تو وہ بات تک کرنے کا روادار نہیں ہوتا۔

اہل مکہ اسی قسم کی صورت حال سے دوچار تھے جب انہیں کہا جاتا کہ فرشتوں کی عبادت نہ کرو کہ وہ تو اللہ کی مخلوق اور اس کے بندے ہیں۔ یہ بڑی نامناسب بات ہے کہ خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی بندگی شروع کر دی جائے تو کہتے کہ ہم تو سنہ دراز سے ایسا کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ ہوتی تو ہماری مجال نہ تھی کہ ہم ایسا کر سکتے۔ اس نے ہمیں ایسا کرنے سے باز نہیں رکھا۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ کام اسے پسند ہے۔ یہ دلیل پیش کر کے وہ یہ سمجھتے کہ انہوں نے اپنے موقف کی حقانیت کا ایسا دلیل سے ثابت کر دیا ہے جس کی صداقت میں شک و شبہ کی ادنیٰ گنجائش ہی نہیں۔ لیکن اگر اس دلیل کا تجزیہ کیا جائے تو یہ دلیل تار عنکبوت سے بھی کمزور اور ضعیف ہے۔ اگر یہ اصول تسلیم کر لیا جائے کہ ہر کچھ ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے تو پھر شرق و غرب کی مخلوقیں ہر شب بھی ہیں۔ ظلم و ستم کی مشق ہر لمحہ مظلوموں اور کمزوروں پر ہوتی رہتی ہے۔ قتل، زنا، چوری، ڈاکہ زنی، لوٹ مار سے غارتگری کی جو مارہ آئیں کتنے دن و قوع پذیر ہوتی رہتی ہیں ان کے بیان کردہ اصول کے مطابق یہ عین صواب ہے اور ان پر کسی کو اعتراض کا حق ہے اور نہ ان کا ارتکاب کرنے والوں کو کوئی سزا ملنی چاہیے۔ کیا وہ اپنی پیش کردہ دلیل کے مطابق ان سب جرائم کو جائز اور مستحسن قرار دینے کی جرأت کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا

انہیں اس حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ وہ محض قیاس آرائیاں کر رہے ہیں ۲۴ کیا ہم نے دی انہیں کوئی کتاب

مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿٢١﴾ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا

اس سے پہلے پس وہ اسے مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں ۲۵ بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو

عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُهْتَدُونَ ﴿٢٢﴾ وَكَذٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ

ایک طریقہ پر اور ہم ان کے نقش پا پر چل رہے ہیں ۲۶ اور اسی طرح جب بھی ہم نے بھیجا

قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا

آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا تو کہا وہاں کے عیش پرستوں نے کہ ہم نے پایا

آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ ﴿٢٣﴾ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ

اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر اور ہم ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے ہیں ۲۷ اس نبی نے فرمایا اگر میں لے آؤں تمہارے

ترجمہ و تفسیر ترجیحات و دینی معاملات میں بھی اس دلیل پر اعتماد کیوں کرتے ہیں۔

۲۴ بالکل اکھڑ اور جاہل ہیں۔ علم و فہم کی انہیں ذرا بھی رمق نہیں۔ اپنی قیاس آرائیوں کو انہوں نے دلیل سمجھ رکھا ہے۔

۲۵ اگر ہم نے ان کی طرف کوئی ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہم نے انہیں شرک کرنے کی اجازت دی ہو یا ان امور و رسوم کی پابندی کا حکم دیا ہو تو وہ سب لوگوں کے سامنے پیش کریں تاکہ جھگڑا ختم ہو اور دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ان کے عقائد ان کے اعمال اس کتاب کے مطابق ہیں جو انہیں عطا کی گئی ہے۔

۲۶ ان کے پاس نہ کوئی عقلی دلیل ہے اور نہ کوئی نقلی دلیل۔ جب ہر طرف سے عاجز اور لاجواب ہو جاتے ہیں تو اپنے قدم کردہ راہ آباء و اجداد کی تقلید کا سہارا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو جس راہ پر چلتے دیکھا ہم اس کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔ الامۃ: الطریقۃ والدین۔ کسی طریقہ اور دین کو امت کہتے ہیں۔ (الصحاح للجوہری)

۲۷ یہ اہل مکہ کا ہی انداز فکر نہیں بلکہ ان سے پہلے بھی جاہل قومیں یہی باطل نعرے لگاتی رہی ہیں اپنے رسولوں کے ساتھ بھی اس لوح کی جہت بازی کیا کرتے تھے۔ اپنے موقف کی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے جب کوئی عقلی اور نقلی دلیل دستیاب نہ ہو تو آبا و اجداد کی تقلید کا آزمودہ کار اپنا ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ یہ بات غور طلب ہے کہ انبیاء کی اصلاحی تحریکوں کی مزاحمت کرنے والے ہمیشہ خوش حال طبقہ کے عیش پرست

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَاهْدِي مِنَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَقَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ

پاس زیادہ درست چیز اس سے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو (سب سے) اتفاق سے جواب دیا ہم نے کہا کہ جو اس کو

كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾

نہیں مانتے ﴿۳۶﴾ پس ہم نے ان سے انتقام لیا ذرا دیکھو کیسا (المناک) انجام ہوا جھٹلانے والوں کا ﴿۳۷﴾

لوگ کیوں ہوتے ہیں۔ چاہیے تو یہ کہ جب وہ کفر و شرک سے آزاد ہیں، معاشرہ کا ہر شخص ان کا احترام کرتا ہے، انہیں اپنی رائے کے اظہار میں ہر طرح کی آزادی میسر ہے۔ انہیں تو چاہیے تھا کہ آگے بڑھ کر حق کا جھنڈا تھام لیتے۔ سابقین اوّلین میں ان کا نام سرفہرست ہوتا۔ راہِ حق پر انہیں گامزن دیکھ کر دوسرے لوگ بھی باطل سے اپنا رشتہ منقطع کر کے ہدایت کو قبول کرتے۔ ان کے اخلاص و سوز اور کوشش سے سارا معاشرہ گمراہی و ضلالت کی گھپ تاریکیوں سے نکل کر ہدایت کی روشنی میں آجاتا، لیکن ہوا اس کے برعکس۔ اہلِ حق سے محاذ آرائی شروع کر دیتے ہیں اور اپنے حلیفوں کو درغلا کر اہلِ حق کے خلاف طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیتے ہیں۔ اس کی آخر وجہ کیا ہے؟ اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ان لوگوں کے پاس دولت کی فراوانی ہوتی ہے اور وہ اس کے نشہ میں یوں سرشار ہوتے ہیں کہ کسی کا طعن اور فقرہ برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کی سیادت کی جس مسند پر وہ بیٹھے ہوتے ہیں اس کو خالی کرنا ان پر سخت گراں گزرتا ہے۔ نیز معاشرہ میں لوٹ کھسوٹ کی جو گرم بازاری ہوتی ہے اس میں وہ برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ غریب طبقہ کا معاشی استحصال ان کی دولت و ثروت کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ اگر وہ اصلاحِ معاشرہ کی ان کوششوں میں مصلحین کا ساتھ دیں تو پیش آرام کی زندگی جس کے وہ عادی ہو چکے ہوتے ہیں اس کی بساط الٹ جاتی ہے اور سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ وہ دین اور مذہب کو مفلسوں اور کنگالوں کا دھندا سمجھتے ہیں۔ جنہیں رہنے کے لیے آرام دہ بنگلے سواری کے لیے بہترین کاریں اور ہر نفس کو بہلانے کے لیے دولت فراواں میسر ہو اسے کیا پڑی کہ وہ مذہب کے بارے میں سوچتا پھرے۔ اسی قسم کی دیگر رکاوٹیں ان لوگوں کی راہ میں پہاڑ بن کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ وہ اپنے آپ کو بدلنے کے تخلیقی عمل کے بجائے یہ آسان سمجھتے ہیں کہ حق کی بات کرنے سے دوسروں اور اہلِ حق کو پھلنے پھولنے کا موقع دیں۔ اگرچہ وہ اس کوشش میں بری طرح ناکام ہوتے ہیں۔

۳۶ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جب انہیں اس حقیقت کو روزِ روشن کی طرح واضح کر دیتے ہیں کہ ان کے آباء و اجداد کا طریقہ گمراہی اور ان کی ذہنی، مادی اور روحانی ترقیوں میں سنگِ گراں کی حیثیت رکھتا ہے اور زندگی کا جو پروگرام ہم نے پیش کیا ہے وہ ہر حیثیت سے تمہارے لیے مفید ہے تو اس وقت وہ انکار کی روش اختیار کرتے ہیں کہ تم ہمارے دلائل پیش کرنے سے پہلے ہمارے راستہ پر ظلم و تعدی کی ہزاروں تدابیر دشمن کر دیتے ہیں۔ ہم گرفت میں آئیں گے، ہر گز نہیں آئیں گے۔

۳۷ جب ان کے اصلاح پذیر ہونے کے تمام امکانات ختم ہو جاتے ہیں، پھر قدرت ان سے عبرت ناک انتقام لیتی ہے۔ اگر تمہیں دیدۂ بینا اور گوشِ شنوا میسر ہے تو ان اجڑے ہوئے کھنڈروں کی شکستہ دیواروں سے پوچھ جہاں حق کو جھٹلانے والے کبھی بڑے شاہانہ ٹھاٹ سے زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۝ اِلَّا

اور یاد کیجیے! جب کہا ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو ۲۶ مگر

الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ

اس کے جس نے مجھے پیدا فرمایا ہے بے شک وہی میری رہنمائی کرے گا ۲۷ اور آپ نے بنا دیا کلمہ توحید کو باقی رہنے والی بات اپنی

۲۶ حضور سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روشن معجزات دیکھنے کے باوجود قرآن کریم کی دل ہلا دینے والی آیات کو سننے کے باوصف کفار مکہ شرک پر اَڑے ہوئے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے باپ دادا کی پیروی چھوڑنے کے لیے تیار نہ تھے انہوں نے اپنے آپ کو اندھی تقلید کی آہنی زنجیروں میں یوں جکڑ دیا تھا کہ عقل و دانش کے تقاضوں کو وہ بڑی خوش دلی سے نظر انداز کر دیا کرتے۔ ان کے سامنے ان کے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ کار پیش کیا جا رہا ہے کہ دیکھو حضرت خلیلؑ نے جب اپنے اسلاف کو اور اپنی قوم کو راہِ حق سے بھٹکا ہوا پایا تو ان سے صاف صاف کہہ دیا کہ تم لوگ جو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد ہو اور ان کے بنائے ہوئے کعبہ کے متولی اور خدمت گزار ہو۔ اسی نسبت کے باعث تمہیں حرمت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے جب انہوں نے اپنے گمراہ پیشروؤں کی روش کو اعلانیہ ترک کر دیا تھا تو تم بھی آپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے گمراہ آباء و اجداد سے اپنی برأت کا اعلان کر دو۔ گھبراؤ مت آسمان نہیں گر پڑے گا۔ ہاں ان آیات سے انہیں یہ بات بھی سمجھا دی کہ اگر تم عقل و بینش سے کام لینا نہیں چاہتے اور تقلید کرنے پر ہی مُصر ہو تو پھر تقلید کرنا ہے تو ابراہیم علیہ السلام کی کرو۔ یہ کیا مذاق ہے کہ عقل کا چراغ بجھ گل کر رکھا ہے اور تقلید کے لیے ابراہیمؑ جیسے صدق شعار اور راست باز کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کی تقلید پر اُدھار کھائے بیٹھے ہو جو انسان کہلانے کے بھی مستحق نہیں۔

بَرَآءٌ، مصدر ہے اور اسم صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث سب حالتوں میں یہ اسی طرح مستعمل ہوتا ہے۔ علامہ قرطبی امام لغت جوہری کا قول نقل کرتے ہیں قال الجوهري "وقد يبرأ من كذا وانا منه بريء ولا يثنى ولا يجمع لانه مصدر في الاصل" اور اگر بَرِيْءٌ مستعمل ہو تو وہ تثنیہ، جمع، مذکر و مؤنث میں اپنے موصوف کے مطابق ہوگا۔

۲۷ شرک سے برأت کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں تمہارے ان تمام معبودوں سے بیزار ہوں جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ میں صرف اس کا پرستار ہوں جس نے مجھے پیدا فرمایا۔ وہی مجھے راہِ ہدایت پر ثابت قدم رکھے گا اور بلند سے بلند مقامات اور درجات کی طرف میری رہنمائی فرمائے گا۔ اي سيثبتني على الهداية ويرشدني فوق ما ارشدني اليه۔ تم جن معبودوں کی پوجا کرتے ہو وہ کسی چیز کے خالق ہیں اور وہ کسی کی رہنمائی کر سکتے ہیں اور جس پروردگار کی بارگاہ میں میری جبینِ نیاز سجدہ ریز ہے وہ کارساز عالمین ہے اور میرا دستگیر بھی۔ میں اسے چھوڑ کر کسی اور کی طرف کیوں دیکھوں؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى

اولاد میں ۳۲ تاکہ وہ واپس کی طرف رجوع کریں ۳۳ بلکہ میں نے لطف اندوز ہونے دیا انہیں اور ان کے آباء واجداد کو یہاں تک

جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا

کہ آگیا ان کے پاس حق اور کھول کر بیان کرنے والا رسول ۳۴ ۔ اور جب آگیا ان کے پاس حق تو وہ کہنے لگے یہ تو جادو

سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ

ہے اور ہم اس کے منکر ہیں ۔ اور کہنے لگے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر جو ان

مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا

دو شہروں میں بڑا ہے ۳۵ ۔ کیا وہ بانٹا کرتے ہیں آپ کے رب کی رحمت کو؟ ہم نے خود تقسیم کیا ہے

۳۲ حضرت خلیل خود ہی عقیدۂ توحید پر ایمان نہیں لائے بلکہ اپنی آنے والی نسل کو بھی تاکید کی کہ خبردار اس راہِ حق سے بھٹک نہ جانا اپنا رشتۂ عبودیت اپنے رب کریم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پختہ اور مستحکم رکھنا۔ قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اس کا ذکر کر چکا ہے ہود ۷۱ میں ان کی بابت ہے ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب نافلۃ کہ حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور اپنے پوتے یعقوب کو دینِ حق پر ثابت قدم رہنے کی وصیت فرمائی۔ العقب : الذریۃ۔ یعنی اولاد اور نسل۔

۳۳ یعنی اے محمد! آپ مکہ والوں کو حضرت ابراہیم کے حالات سنائیے شاید وہ اس طریق دینِ حق کو قبول کر لیں اور راہِ ہدایت پر گامزن ہو جائیں۔

۳۴ ان لوگوں نے عرصہ دراز سے مسلکِ ابراہیمی کو ترک کر دیا تھا اور شرک و کفر کو اختیار کر لیا تھا چاہیے تو یہ تھا کہ انہیں اس گمراہی اور نافرمانی کی فوراً سزا دی جاتی اور ان کو نیست و نابود کر دیا جاتا لیکن ہماری رحمت نے ان کو مہلت دی اور دنیوی زندگی کے ساز و سامان سے اور عیش و آرام سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ عرصہ دراز کے بعد ان کے افقِ حیات پر آفتابِ حق طلوع کیا۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ اس نورِ ہدایت سے اپنے سینوں کو روشن کرتے اور ہمارے رسولِ کریم کی حیات آفریں تعلیمات اور دروح پرور ارشادات پر عمل کرتے لیکن ان بدنصیبوں نے ایسا نہ کیا اٹھا کے جادو کے نفرت انگیز لفظ سے تعبیر کیا اور اس پر ایمان لانے سے صاف صاف انکار کر دیا۔

۳۵ پہلے تو کفارِ عرب اس بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے کہ کوئی انسان نبوت کے منصب پر فائز ہو سکتا ہے وہ کہتے اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ ایسا ہو سکتا ہے تو پھر اس منصب کے لیے کسی ایسے شخص کا انتخاب ہونا چاہیے جو اثر و رسوخ کا مالک ہو۔ سردار اور عمائد ہو اس کا رعب ہر بڑے چھوٹے کے دل میں بیٹھا ہو۔ اس لئے کے دو مشہور شہر ہیں۔ مکہ اور طائف ان میں بڑے بڑے رؤسا اور سردار رہتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

ان کے درمیان سامان زیست کو اس دنیوی زندگی میں ۔۔۔ اور ہم نے ہی بلند کیا ہے بعض کو بعض پر مراتب

ہیں منصب نبوت کے لیے ان میں سے کن کو منتخب کرنا چاہیے تاکہ لوگ اس کی زبان سے نکلی ہوئی دعوت کو فوراً قبول کر لیں اور اس کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں چنانچہ ولید بن مغیرہ سے مروی ہے کہ اس نے کہا لو کان ما یقولہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم حقا لنزل علینا او علی ابی مسعود۔ یعنی جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں اگر یہ حق ہوتا تو یہ ہم پر نازل ہوتا یا طائف کے سردار ابن مسعود ثقفی پر۔

بے شک اس بار نبوت کے اٹھانے کا حوصلہ ہر کسی میں نہیں، بے شک کوئی عظیم انسان ہی اس امانت عظمیٰ کا متحمل ہو سکتا ہے اور اس منصب جلیل کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے لیکن رب کائنات کا معیار تو کچھ اور ہی ہے اس نے مقرر کر رکھا ہے کہ بڑا دولت مند، سامان کی بہتات ہو، خدم و حشم کا لشکر جرار اس کے ساتھ ہو، اس منصب کی اہلیت کے لیے عظمت و بڑائی کا یہ معیار نہیں بلکہ اس کا معیار یہ ہے کہ دل جو ہر قیم کی آلائشوں سے پاک ہو، کردار بے داغ اور سیرت آفتاب سے تابندہ تر ہو، عزم و حوصلہ کوہ عالم ہو کر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں تو گھبرائے اور دل پریشان اعتماد کے بجائے ثابت قدمی کے ساتھ جشم کناں منزل کی طرف بڑھا چلا جائے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: فان الرسالۃ من اللہ منصب عظیم لا یلیق الا لعظیم ولم یعلموا انہا رتبۃ وہبیۃ تتوقف علی عزم النفس بالتحلی بالفضائل والکمالات القدسیۃ وکمال الاستعداد للتجلیات الالہیۃ والصفاتیۃ لا بالتخرف الدنیویۃ۔

ترجمہ: یعنی رسالت ایک منصب عظیم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے اور یہ کسی عظیم ہستی ہی کو سزاوار ہے کہ وہ ایسی ہستی ہے کہ یہ ایک وہبی رتبہ ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ نفس فضائل اخلاقی و کمالات کی جلوہ گاہ ہو اور اس میں ذاتی اور صفاتی تجلیات کو برداشت کرنے کی کامل استعداد ہو۔ دنیاوی ترہیب و زینت اور سامان کی یہاں کوئی اہمیت نہیں۔

نبوت و رسالت اللہ تعالیٰ کی خصوصی ترین رحمت ہے۔ کیا یہ لوگ اس کے رحمت کے خزانوں کی تقسیم پر مقرر ہیں۔ جس کو چاہیں کچھ دے دیں اور جس کو چاہیں محروم کر دیں۔ زمان کا یہ نظام ہے اور وہ اس بخشش و عطا میں ان کی پسند و ناپسند کا کچھ دخل ہے یہ تو خود جھک مارتے ہیں۔

یہ مال و دولت جس پر یہ پھولے نہیں سماتے اور جس کو یہ نبوت کی اہلیت کے لیے زیادتی شرط قرار دیتے ہیں یہ بھی تو ہم ہی نے ان کو عطا کی ہے اور اس عطا میں کوئی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ کسی کو غنی کر دیا، کسی کو فقیر، کسی کو جمال صورت و زیبائی بخش دی، کسی کو فہم و فراست اور کسی کو ہنر میں کمال عطا فرما دیا، کسی کو تکلم اور سب و شتم کا سلطان بنا دیا، کسی کو ریاضی اور سائنس کے دقیق اور پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کی قابلیت بخش دی، کسی کو دولت دی اور کسی کو کاروبار اور استخدام صلاحیتوں سے مالا مال کر دیا تاکہ دنیا کی ساری ضرورتیں پوری ہوتی رہیں۔ اگر سب مالدار ہوتے تو محنت کا ہوں میں تو روٹی ناپید نہ ہوتی لیکن ہل کون چلاتا اور کارخانوں میں کام کون کرتا۔ اگر سب لوگ انتظامی صلاحیت کے مالک ہوتے تو انتظام کس کا کرتے۔ اگر سارے شاعر ہوتے تو اور تو اپنی پر شاعری ہوتے کسان دنیا کو بھی شاعر ہی کہتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ؕ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا

ہیں تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں ۳۲ اور آپ کے رب کی رحمت (اس مال سے) بہت بہتر ہے جسے

يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ

یہ جمع کرتے ہیں ۳۳ اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک امت بن جائیں گے (تو ہم بنا دیتے) ان کے لیے جو اللہ کا

يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾

کفر کرتے ہیں (رحمٰن کو) ان کے مکانوں کے لیے چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں (وہ بھی چاندی کی)

وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ كُلُّ

اور ان کے گھروں کے دروازے بھی چاندی کے اور وہ تخت جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں (وہ بھی چاندی اور سونے کے) ۳۴ اور یہ سب

جائز لیکن کمائے جینے کے لیے من وسلویٰ کا انتظار کرنا پڑتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے بعض لوگوں کو بعض امور میں فضیلت دی اور بعض کو دوسرے کاموں میں فوقیت بخشی تاکہ سب ایک دوسرے سے کام لے کر اس جزو ہستی کی روزی کا باعث بنیں۔

۳۲ علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ لیستعمل بعضہم بعضا فی مصالحہم ویستخدم فی مہنہم ویسخرہ فی اشغالہم حتی یتمایشوا ویترافدوا ویصلوا الی مراتبہم (روح المعانی) یعنی تاکہ بعض لوگ دوسروں کو اپنی مصلحت میں استعمال کریں اور مختلف پیشوں میں ان سے خدمت لیں اور مختلف کاموں میں ان سے کام اٹھائیں تاکہ مل جل کر آرام و راحت کی زندگی بسر کریں اور اپنی اپنی آسائشوں پر رسائی حاصل کریں۔

۳۳ اے محبوب! تیرے رب کریم کی خصوصی رحمت یعنی منصب رسالت و ختم نبوت جس سے اس نے آپ کو سرفراز فرمایا ہے، اس کے مقابلہ میں دنیا بھر کے تاجروں کے خزانوں کی کیا حیثیت ہے "رحمت ربک" کے کلمات میں کیا لطف ہے ادب کو مارے جلالوں کا جلکہ اس کی شان ربوبیت کی جو خصوصی نسبت آپ کی ذات سے ہے وہ تو کسی دوسرے کو نصیب نہیں۔ آیئے اس سے بتا دیا کہ جب یہ دنیا کی تعمیر میں ان کا کوئی دخل نہیں تو نبوت جیسی بڑی ہی قیمتی اور گراں بہا متاع ہے اس کی بخشش میں ان کی رائے کون پوچھتا ہے۔

۳۴ ارشاد ہے کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ سارے لوگ گمراہ ہو جائیں گے تو ہم کفر کو اتنی دولت دیتے ان کے ان سونے چاندی کی اتنی افراط ہوتی کہ ان کے بیٹھکوں کی چھتیں چاندی کی بنی ہوتیں ان کے زینے ان کے مکانوں کے دروازے اور پلنگ بھی چاندی کے بنے ہوتے اور رب وقار بخشش کا یہ عالم ہوتا کہ ان کی چمک دمک اور حسن و جمال کو دیکھ کر آنکھیں خیرہ ہو جاتیں۔ سینا پسند یہ چیز ہم صرف ناپسندیدہ لوگوں کو ہی دیتے لیکن ایسا نہیں کیا گیا مبادا کم فہم لوگ کفار کی بیچ دیکھ کر ان کو ہدایت یافتہ سمجھنے لگیں اور اپنی راہ پر گامزن ہو جائیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۳۵

(سنہری روپہلی اچیزیں دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت (کی عزت و کامیابی) آپ کے رب کے نزدیک پرہیزگاروں کے لیے ہے۔)

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝۳۶

(اور جو شخص (دانستہ) اندھا بنتا ہے رحمان کے ذکر سے ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کے لیے ایک شیطان پھر وہ (ہر وقت) اس کا ساتھی رہتا ہے۔)

"زخرف" کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ راغب کہتے ہیں: الزخرف: الزینۃ المزوقۃ ومنہ قیل للذھب زخرف یعنی زخرف بمعنی زینت مزین کرنا نقش و نگار سے آراستہ ہونا اور اسی وجہ سے سونے کو بھی زخرف کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی زیب و آرائش کا ذریعہ ہے۔

لفظ زخرفا کا عطف مقدر پر ہے اس صورت میں اس کا معنی نقش و نگار زیب و زینت ہوگا۔ قال الحسن ای نقوشا وتزویقا قال ابن زید الزخرف فی کلام العرب وتجلتہ (رسالہ) آرائش و زینت ہوا اگر بطور سے ہو اور سونا ہو تو اس کا عطف "من فضۃ" پر ہوگا اور اس کا نصب محل کی وجہ سے ہوگا اور آیت کا معنی ہوگا کہ ان کی چھتیں ان کے زینے ان کے دروازے ان کے پلنگ یعنی سونے کے بنے ہوتے اور بعض چاندی کے بنے ہوتے لکن الاصل ستقا من فضۃ وزخرف یعنی بعضھا من فضۃ وبعضھا من ذھب ونصب عطفا علی المحل (روح المعانی)

یہ سب کچھ محض چند روزہ دنیا میں کام آنے والا سامان ہے اس آیت میں دنیا کے سازو سامان کی بے مائیگی اور تحقیر کو بیان کر کے نظر کو دیرپا سامان کو اپنا شعار بنانے کی رغبت دلائی جا رہی ہے یہاں ایک حدیث پاک بھی سماعت فرمائیے سہل بن سعد سے مروی ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی منھا کافرا شربۃ ماء"

(ترمذی، ابن ماجہ) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس دنیا کی قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نصیب نہ ہوتا۔

۴ قیامت کے دن ساری سرفرازیاں اور سرخروئیاں متقی لوگوں کو بخش دی جائیں گی۔

۵ اس آیت کی تشریح سے پہلے چند الفاظ کی لغوی تحقیق انتہائی ضروری ہے۔ پہلے "یعش" کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ زبیدی تاج العروس میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے کہتے ہیں:

یعش معتدیۃ اصلہ الیعش والعیش والعشا ویکون فی الناس والدواب والابل والذی فی الحکم قال الراغب: قلت تعترض العین کالعشاوۃ او ھو العمی او تعاب البصیرۃ مطلقا وقولہ تعالیٰ ومن یعش عن ذکر الرحمن ای ھم یعنی بیان کی کہ قرآن کریم کی مذکورہ خاصیات میں ہر لفظ ایسا ہے جس کو خطاب کیا ہے انسانوں، حیوانوں اور پرندوں سب میں پائی جاتی ہے۔ راغب کہتے ہیں وہ تاریکی جو آنکھوں پر چھا جاتی ہے اس کو عشا کہتے ہیں اور یہ بینائی کا بالکل ضائع ہو جانے سے بھی کم ہوتا ہے۔ علامہ زبیدی کہتے ہیں کہ اس آیت میں من یعش کا معنی ہم ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تغافل برتے۔ علامہ ابن منظور اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے کہتے ہیں عشا من الشیء یعشو: ضعف بصرہ ھو ضعف بصر عشوا وھو یعشو (لسان العرب) بینائی کا کمزور ہو جانا۔ اندھا ہونا اور کسی چیز کی طرف دیکھنے پر بینائی کا بالکل ضائع ہو جانا۔ اعشی اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کی بینائی کمزور ہو جائے اور اعشی کا لفظ اندھے کو کہتے ہیں۔ اس کے بعد علامہ موصوف کہتے ہیں یعشو کا معنی ہے کہ آنکھ کی بینائی کا کمزور ہو جانا اور اس کا معنی ہے کہ آنکھ کی بینائی کا بالکل ضائع ہو جانا اور اس آیت قرآنی میں من یعش کا یہی مفہوم ہے۔ قال الفراء معناہ من یعرض عن ذکر الرحمن (لسان العرب) فراء کہتے ہیں عشو کا معنی اور اس آیت قرآنی میں من یعش کا یہی مفہوم ہے۔ قال الفراء معناہ من یعرض عن ذکر الرحمن (لسان العرب) فراء کہتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور شیاطین روکتے ہیں ان (انسانوں) کو راہِ ہدایت سے اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں ۳۷

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ

یہاں تک کہ جب وہ (غافل) ہمارے پاس آئے گا تو (اپنے ساتھی شیطان سے) کہے گا کاش میرے درمیان اور تیرے درمیان (شیطان) مشرق و مغرب کی بُعد (دوری) ہوتی تو (بڑا)

ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ جو رحمٰن کے ذکر سے منہ پھیر لے۔

۳۶ قیض کہتے ہیں اس خول کو جو انڈے پر ہوتا ہے۔ اسی اعتبار سے فقیض لہ شیطانا کا معنی ہوگا کہ ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں جو اس پر اس طرح چھا جاتا ہے اور اس کو ہر جانب سے اس طرح گھیر لیتا ہے جس طرح انڈے کا خول انڈے کو ہر طرف سے گھیرے رہتا ہے۔ علامہ آلوسی کہتے ہیں۔ ای نُتیح لہ شیطانا لیستولی علیہ۔ استیلاء القیض علی البیض وھو القشر الاعلیٰ۔ یعنی ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں جو اس پر اس طرح چھا جاتا ہے جس طرح انڈے کا خول انڈے پر چھایا ہوتا ہے۔ علامہ راغب نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے ای نُتیح لیستولی علیہ۔ استیلاء القیض علی البیض وھو القشر الاعلیٰ۔ جو ہم اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ ہماری توفیق اس کو نظر انداز کر دیتی ہے تاکہ اس پر شیطان یوں تسلط پا لے جس طرح چھلکا انڈے پر مستولی ہوتا ہے۔

ان الفاظ کی لغوی تحقیق آپ پڑھ چکے اب اس کی روشنی میں اس آیت کا مفہوم سمجھنے کی کوشش کریں۔ لطف آجائے گا یعنی وہ شخص جو ذکرِ رحمٰن سے اندھا بن جاتا ہے یا اپنی جہالت کی کوتاہی کی وجہ سے انوار و برکات اور تجلیاتِ رحمانی کی آب و تاب کو نہیں دیکھ سکتا ہے یا جو شخص ذکرِ رحمٰن سے منہ پھیر لیتا ہے اور دوسری لغویات میں منہمک ہو جاتا ہے۔ خداوند ذوالجلال فرماتے ہیں کہ ہم اس کو اس کی غفلت کی یہ سزا دیتے ہیں کہ ہماری توفیق اس سے الگ ہو جاتی ہے اور شیطان کو اس پر اپنا تسلط کر دیا جاتا ہے جس طرح انڈے کا خول انڈے کو ہر طرف سے گھیرے ہوتا ہے۔ وہ بدنصیب مکمل طور پر شیطان کے سائے میں پناہ لے جاتا ہے۔ اس کی اکثر اوقات شیطان کی اطاعت و رضا جوئی میں کھو جاتی ہے۔ اس کے شعور و تحت الشعور میں عقل و فہم کے جتنے دیے روشن تھے بجھ جاتے ہیں۔ وہ شیطان کے پھیلائے ہوئے اندھیروں سے اتنا مانوس ہو جاتا ہے کہ اسے روشنی کی ایک کرن بھی ناگوار گزرتی ہے اور شیطان کی یہ رفاقت پل دو پل کے لیے نہیں ہوتی بلکہ وہ زندگی بھر اس کا رفیق اور ساتھی رہتا ہے۔ قرین، ایسے ساتھی کو کہتے ہیں جو ہر وقت ساتھ رہے جیسے وہ رسّی سے بندھا ہوا ہو۔

اب آپ ایسے بدنصیب لوگوں کی زندگیوں کا مطالعہ کریں۔ آپ کو اس آیت کی ہو بہو تصویر وہاں نظر آئے گی۔

۳۷ شیطان انہیں راہِ حق پر چلنے سے روک دیتے ہیں انہیں فسق و فجور کا خوگر بنا لیتے ہیں۔ دنیا کی ہوس انکے دلوں میں یوں بھڑکا دیتے ہیں کہ وہ ساری قوم کا خون چوسنے کے باوجود تشنہ لب دکھائی دیتے ہیں۔ وہ قوم کی آزادی کا سودا کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ ان تمام گمراہیوں کے باوجود وہ اپنے بارے میں بڑا حسنِ ظن رکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں بس وہی صحیح ہے جو راہ انہوں نے اختیار کر رکھی ہے وہی سیدھی راہ ہے۔ قوم کی ترقی و خوشحالی کے لیے جو پروگرام انہوں نے طے کر رکھا ہے اس سے بہتر سوچا ہی نہیں جا سکتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْقَرِيْنُ ﴿۳۹﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ

بستہ بازو ساتھی ہے ۳۹ اور یہ (شیطان) تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا آج جبکہ تم (دنیا میں) ظلم کرنے کے سبب (اس) عذاب میں

مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ

حصہ دار ہو ۴۰ کیا آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو یا راہ دکھا سکتے ہیں اندھوں کو اور (ان کو) جو

فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۱﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَوْ

کھلی گمراہی میں ہیں ۴۱ پس اگر ہم لے جائیں آپ کو (اس دنیا سے) تو پھر بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے ۔ یا ہم

نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاسْتَمْسِكْ

آپ کو دکھا دیں گے وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے پس ہم ان پر پوری طرح قادر ہیں ۴۲ پس مضبوطی سے پکڑے رہیے

۴۲ اس خود ستائی اور تفاخر و فریب میں زندگی کو سوئی ڈوب جاتا ہے موت کی ایک شام در آتی ہے۔ وہ بزم شاطر جو انہوں نے بڑے ارمانوں سے سجائی تھی اس سے انہیں اٹھا کر جادے گور در گور کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ اب آنکھیں کھلتی ہیں اور مارے حسرت و ندامت کے کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔ بڑے پچھتاتے ہیں کسمساتے ہیں اور اپنے اس دوست کے باعث جس پر وہ جان چھڑکتے رہے اور اس کے اشاروں پر ناچتے رہے اس کے باعث جب وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں گھرا ہوا پاتے ہیں تو فرطِ ندامت سے چیخ اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں۔ یالیت بینی الخ کاش ہمیں اس منحوس کو نہ جانا ہوتا۔ کاش میرے اور اس کے درمیان اتنا بُعد ہوتا جتنا دوری ہے مشرق اور مغرب کے درمیان ہے۔ اس جیسا بدبخت، منحوس اور بدتر ساتھی اور کوئی نہیں۔

۴۳ اب شروع شروع میں جو اٹکھیلیاں سب بے کار ہیں۔ تیر ظلم و طغیان کمان سے ہے۔ اب کس سے بھاگتے ہو۔ کہیں بھی اور تمہارے ان جانی دوستوں کو بھی اکٹھی سزا دی جائے گی اور ایک ہی جہنم کا ایندھن بنایا جائے گا۔

۴۴ اے محبوب! یہ جو بے ایمانی سے نہیں اور نہ کچھ دیکھیں، آفتاب چمکتا ہے، انہیں کیا دکھائی دے گا۔ دنیا بلغہ نور بن رہی ہے ان کے دلوں میں گھپ اندھیاریاں ہوں گی۔ حق کی دلنواز صدا نے سوئے ہوئے بختوں کو بیدار کر دیا لیکن ان ازلی بدبختوں نے ان کو نہ سنا اور نہ ہدایت کو قبول کیا۔ آپ ان کی خرمستی پر غمزدہ نہ ہوں۔

۴۵ ہر بدکار کو سزا ملے گی، ہر نابکار کو اپنی کشتِ عمل کا ثمر پڑے گی لیکن اللہ تعالیٰ کے سارے کام حکمت کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس نے ہر کام کے لیے ایک مناسب وقت مقرر کر رکھا ہے۔ لوگوں کے جلدی مچانے سے وہ اپنے فیصلوں کو بدلنے کا ارادہ نہیں۔ تعمیر تاخیر سے کام نہیں لیتا۔ جلد بازی تو وہ کرے جسے یہ اندیشہ ہو کہ اگر حریف اب قابو سے نکل گیا پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کو تو ایسا کوئی خدشہ نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ

اس (قرآن) کو جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں ۴۵ اور بے شک یہ بڑا شرف ہے آپ

وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

آپ کیلئے اور آپ کی قوم کیلئے اور عنقریب تم سے جواب طلبی ہوگی ۴۶ اور آپ پوچھیے ان سے جنہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے

کسی سرکش کو کتنی ڈھیل دے اور وہ اس عرصہ میں بظاہر کتنا طاقتور ہو جائے اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی حیثیت ایک چیونٹی سے بھی کم ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو فرما رہے ہیں کہ ان کفار کو سزا ملے گی اور ضرور ملے گی لیکن ہر شخص کو سزا دینے کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ ہمیں تو آپ کے سامنے کیفر کردار کو پہنچا جائیں گے اور جو بچ جائیں گے انہیں آپ کے وصال کے بعد عذاب کے شکنجہ میں کس دیا جائے گا۔

۴۴ اے میرے رسول! آپ ان کی شر انگیزیوں کا کوئی اثر قبول نہ کریں۔ جو کتاب ہدایت ہم آپ پر نازل فرما رہے ہیں، اس کو بڑی مضبوطی سے تھامے رہیں۔ بلاشبہ آپ راہ راست پر گامزن ہیں۔ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ آپ کے دین کو غلبہ نصیب ہوگا۔ آپ کا آفتاب عظمت ہمیشہ تابندہ و درخشندہ رہے گا۔ ناکامیاں اور محرومیاں تو ان لوگوں کا مقدر ہیں جنہوں نے تیرا دامن چھوڑ دیا۔ تیری ذات اقدس کے بغیر کسی اور کو اپنی عقیدت کا مرکز بنا لیا۔

۴۵ ذکر کا معنی یہاں شرف عظیم ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں لَذِكْرٌ اى لشرف عظيم (روح المعانی) یعنی یہ قرآن حکیم کوئی معمولی چیز نہیں، یہ ایسی نعمت عظمیٰ ہے کہ آپ کے لیے بھی یہ باعث صد عز و شرف ہے اور آپ کی امت کے لیے بھی سرمایہ افتخار و تاکش ہے۔ کیا پیاری بات فرمائی۔ جس نبی مکرم، رسول معظم اور عبد محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب العزت نے ایسا لازوال تحفہ مرحمت فرمایا اس کی شان رفیع کا کون اندازہ لگا سکتا ہے اور جس امت کو یہ جامع نظام حیات مرحمت فرمایا گیا وہ اس پر شکر کے جتنے سجدے کرے، بجا ہے۔

۴۶ امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ واطیب التحیۃ کو ذمہ داری کا احساس دلایا جا رہا ہے یعنی یہ نور ہمیں تمہیں اس لیے نہیں دیا گیا کہ اس سے تم صرف اپنے قلب و نگاہ کو روشن کرو بلکہ تمہارا فرض ہے کہ جہاں جہاں اندھیروں نے اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں، وہاں پہنچو اور اس نور سے وہاں اجالا کر دو۔ ہم تم سے اس کے بارے میں پوچھیں گے اور اچھی طرح باز پرس ہوگی۔

شوق توجہ ملاحظہ ہو۔ آج حالت یہ ہے کہ سب سے زیادہ اندھیرا وہیں ہے جہاں حاملین قرآن کی بستیاں ہیں معاشی اپاہنگی، اخلاقی انحطاط اپنے عروج پر ہے۔ کہیں کہیں عسرت کدے آباد ہیں۔ اس کے برعکس جگہ جگہ ثروت و افلاس کی اداسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں کل ہم کیا منہ لے کر جائیں گے؟ ہمارے لیے کیونکر ممکن ہوگا کہ اتنی زیادتیوں کے باوجود محبوب خدا کے حامی شفاعت کر سکیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَقَدْ

اپنے رسولوں سے کیا ہم نے بنائے ہیں خدا اندھیرے کے علاوہ اور خدا کہ ان کی پوجا کی جائے ۴۵ اور ہم نے

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ

بھیجا موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف ۴۶ پس آپ نے فرمایا کہ بیشک میں رب العالمین کا

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا

فرستادہ ہوں ۴۷ پس جب آپ آئے ان کے پاس ہماری نشانیاں لے کر تو اس وقت وہ ان سے ہنسنے لگے۔ اور ہم نہیں

نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۫ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ

دکھاتے تھے انہیں کوئی نشانی مگر وہ بڑی تھی پہلی سے۔ اور ہم نے پکڑ لیا انہیں عذاب میں

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ

تاکہ وہ باز آجائیں ۴۸ اور وہ بولے اے جادوگر دعا مانگ ہمارے لیے اپنے رب سے بسبب اس عہد کے جو اس نے تیرے ساتھ کیا ہے

خداوند عالم تو ہی رحم فرما ہمارے اس کاروان کے سالار تم ہی لاج رکھیو!

۴۵ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خدا نہیں سب رسولوں سے بھی اگر آپ پوچھیں گے تو وہ اس کی تصدیق کریں گے۔

۴۶ اس رکوع میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ذکر کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس سے بھی تسلی دینا چاہتے ہیں کہ قوم کی معاندانہ روش صرف آپ کے ساتھ ہی نہیں پہلے بھی کوتاہ اندیش لوگ اپنے انبیاء کے ساتھ ایسا ہی سلوک روا رکھتے تھے ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ ہم نے ان کی تنبیہ کر دی کہ فرعون کے بدتر انجام سے عبرت پکڑو تو بہتر ہے ورنہ اس نبی رحمت پر ایمان لے آؤ۔

۴۷ موسیٰ علیہ السلام فرعون کے دربار میں تشریف لے گئے۔ وہاں احیان حکمت اور صداقت اپنی قوم میں اپنی نذیر کر سکے اور بیٹھے تھے آپ نے جا کر اعلان کر دیا کہ میں سارے جہانوں کے مالک کا فرستادہ ہوں میری بات سنو اور اپنے رب کو پہچانو اور اس کی اطاعت کر کے اپنا شعار بناؤ۔ ان لوگوں نے آپ کی بات کو ذرا اہمیت نہ دی اُلٹا مذاق اُڑانا شروع کر دیا۔

۴۸ موسیٰ علیہ السلام انہیں راہ حق پر لانے کے لیے پے در پے معجزات پیش کرتے رہے اور ہر معجزہ پہلے معجزہ سے اعلیٰ ہوتا لیکن بے سود آخر اس سرکشی سے انہیں باز رکھنے کے لیے طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا کر دیا گیا تاکہ وہ خواب غفلت سے بیدار ہوں اور حق کو قبول کریں۔

۴۹ فرعون کی قوم مصائب و آلام میں گرفتار ہے۔ رہائی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی آخر کار حضرت موسیٰ سے دعا کی درخواست

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِنَّا لَمُهْتَدُونَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿۵۰﴾

ہم ضرور ہدایت قبول کریں گے۔ پس جب ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب تو فوراً وہ عہد شکنی کرنے لگے۔

وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَ

اور پکارا فرعون اپنی قوم میں (اور) کہنے لگا اے میری قوم! کیا نہیں مصر کا فرمانروا میں؟ اور

هَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿۵۱﴾ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِنْ

یہ نہریں جو میرے نیچے بہ رہی ہیں کیا تم (انہیں) دیکھ نہیں رہے؟ کیا میں بہتر نہیں ہوں

هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۙ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ

اس شخص سے جو ذلیل ہے اور بات بھی صاف نہیں کر سکتا ﴿۵۲﴾ اگر یہ پہنچی ہے تو کیوں نہ ڈالے گئے اس پر

کرتے ہیں لیکن اس وقت بھی اے رسول کے الفاظ سے آپ کو خطاب نہیں کرتے بلکہ یا ایھا الناس کہہ کر آپ کو پکارتے ہیں۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ساحران کے نزدیک بڑا معزز اور محترم ہوا کرتا تھا۔ مگر کہ وہ اشرف العلوم تصور کرتے تھے یہاں ایّا الناس تحقیر کے لیے نہیں بلکہ احترام کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ دوسرے علماء کا خیال ہے کہ غرور و سرکشی میں وہ اتنے بڑھ چکے تھے کہ اپنی انتہائی بے بسی کے باوجود آپ کو جادوگر کہہ کر پکارتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام معمولی دل گردے کے آدمی نہ تھے کہ اتنی سی بات پر گھبرا جاتے آپ نے ان کی اس بدتمیزی کے باوجود دعا مانگی۔ عذاب ٹل گیا لیکن مخاطبوں نے حق کو قبول کرنا تھا اور نہ کیا۔ نیز مکمل بربادی جو ان کا مقدر بن چکی تھی اس کی طرف وہ آہستہ آہستہ قدم بڑھ رہے تھے کہ اُدھر سے انعامات ہوتے ہیں اور اِدھر سے سرکشی، اُدھر سے پیہم عفو و درگزر، اِدھر سے مسلسل کفر و طغیان۔ حتیٰ کہ جب وہ غرق ہوتے تو ان کی اس تباہی پر کسی کو حیرت نہ ہوئی۔

لائق انسان کو چاہیے کہ ان آیات کو بار بار پڑھے اور ان میں غور و فکر کرے۔ ان آیات میں مادہ پرست ذہنیت کے خبیث نظریات، نیز آمر اور ڈکٹیٹر کی نفسیات کی ایسی بھرپور تصویر پیش کی گئی ہے جو آج بھی اسی طرح حقیقت ہے جس طرح ہزاروں سال پہلے مصر کے فراعنہ کے زمانے میں ایک حقیقت تھی۔

فرعون نے جب محسوس کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر اس کی قوم ان کی طرف مائل ہوتی جا رہی ہے ایسا نہ ہو کہ کسی وقت وہ اس کو خدا ماننے سے برملا انکار کر دیں اور اس کی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں۔ اس نے جرے دربار میں اپنی ساری قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے میری قوم! مصر کے وسیع و عریض علاقہ میں کس کی شاہی کا نقارہ بج رہا ہے؟ اس کی بیشمار نہروں میں کس کا پرچم لہرا رہا ہے۔ دریائے نیل سے نہریں کس نے نکالی ہیں اور کس کی تدبیر کا یہ اعجاز ہے کہ دور دور تک لہلہاتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِّن ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلَائِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ

سونے کے کنگن یا کیوں نہ آئے اس کے ساتھ فرشتے قطار در قطار ﴿۵۳﴾ یوں اس نے احمق بنا دیا اپنی قوم کو ﴿۵۴﴾

میں جہاں لوگ ایک ایک بوند پانی کے لیے ترستے تھے نہروں کا جال بچھا دیا گیا۔ تمہارے رگستانوں میں یہ لہلہاتے ہوئے کھیت اور شاداب باغات کس کی حسنِ تدبیر کا نتیجہ ہے۔ ان نہروں کا میں مالک ہوں۔ ان میں پانی میرے حکم سے بہتا ہے۔ اے اہلِ مصر! یہ ایسی حقیقت ہے جس کا تم اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہو۔ اب خود ہی فیصلہ کر لو کہ میں بہتر ہوں یا یہ موسیٰ جس کی نہ تو کوئی عزت ہے اور نہ ہی اس کی کوئی لاسمیت ہے اور جس ایسی ایسی کی پتی کتابیں کر کچھ لے نہیں پڑتا۔ تم یا تو کہ تم میرے جیسے صاحبِ عظمت و جبروت، وسیع اختیارات کے مالک فراعنہ کے تخت و تاج کے وارث کی اطاعت کرنا پسند کرتے ہو یا کیا موسیٰ جیسے فقیر کی غلامی اختیار کرتے ہو جس کے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے اور اس کی ساری قوم صدیوں سے تمہاری غلام چلی آ رہی ہے۔

"مہین" "ضعیف اور حقیر" لایکاد یبین" اس کا ایک مفہوم تو یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی زبان میں لکنت تھی۔ اگرچہ دعا سے اس میں بہت کمی آ چکی تھی لیکن اس کا اثر ابھی کچھ باقی تھا۔ فرعون نے اس لفظ سے اسی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی باتیں بڑی الجھی ہوئی ہیں۔ منطق کے معیار پر پوری نہیں اترتیں۔

﴿۵۳﴾ ان کے ہاں یہ رواج تھا کہ بادشاہ جس کو وزارت و سفارت کے منصب پر فائز کرتا تو اسے خلعتِ فاخرہ سے نوازتا اور بازوؤں میں سونے کے کنگن پہناتا۔ اس کو خدام کا ایک دستہ بھی دیا جاتا جو اس کے آگے پیچھے موجود رہتا اور اس کے احکام بجا لاتا۔ فرعون اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ہم تو اگر کسی کو کسی اہم منصب پر فائز کرتے ہیں تو اسے سونے کے کنگن پہناتے ہیں۔ موسیٰ کہتا ہے کہ میں سارے جہان کے مالک کا فرستادہ ہوں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کلائیاں بھی سونے کے مرصع کنگنوں سے مزین ہوتیں۔ اس کے ہمراہ بھی فرشتوں کا ایک دستہ ہوتا جو بازو سے دست بستہ اس کے پیچھے پیچھے چلتا۔ اس کی کلائیوں میں کنگن کہاں؟ اس کی جیب میں تو پھوٹی کوڑی بھی نہیں۔ فرشتوں کا جمگھٹا تو بڑی بات ہے یہ تو ترجمان سے سوا سلف بھی خود اٹھا کر لاتا ہے۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کا رسول اور برگزیدہ حالی! کیا تم اس کا دعویٰ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہو؟

﴿۵۴﴾ قرآنِ کریم کے ان کلمات نے مطلق العنان بادشاہوں، آمروں اور ڈکٹیٹروں کی نفسیات کا پردہ چاک کر دیا۔ یعنی وہ یہ باتیں اس لیے نہیں کرتا تھا کہ وہ انہیں حقیقت اور سچ مانتا تھا یا وہ اپنی قوم کا بھی خواہ تھا اور موسیٰ علیہ السلام سے اپنی قوم کو اس لیے دور رکھنا چاہتا تھا کہ وہ ان کی راہ اختیار کر کے ادبار و انحطاط کی پستیوں میں نہ گر جائیں بلکہ ان کی خوش حالی، شگفتگی و بدحالی سے بدل جائے۔ اسے محض اپنے اقتدار کی فکر تھی۔ اسے صرف اپنے تاج و تخت کی سلامتی سے مطلب تھا۔ یہ جانتے ہوئے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے، وہ ان بچکانہ چڑی باتوں سے اپنی قوم کو دھوکہ دینا چاہتا تھا اور ان کو اپنی ہمدردی اور بہی خواہی کا یقین دلا کر اپنے دام فریب میں پھانسے رکھنا چاہتا تھا۔ ایسے جابر سلطان، ظالم ڈکٹیٹروں اور بے رحم آمروں کا یہی دستور پہلے تھا، آج بھی یہی ہے اور جب تک لوگ اپنی سادہ لوحی کے باعث ایسے شاطروں اور لوسر بازوں کے بچھائے ہوئے جالوں میں پھنسنے کے لیے آمادہ ہوتے رہیں گے، ایسا ہوتا رہے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَاَطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا

سو وہ اس کی پیروی کرنے لگے۔ درحقیقت یہ نافرمان لوگ تھے ۵۹ پس جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا تو ہم نے ان سے

مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

انتقام لیا پھر ہم نے ان سب کو غرق کر دیا ۶۰ اور بنا دیا انہیں پیش رو اور کہاوت پچھلوں کے لیے ۶۱

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ

اور جب بیان کیا جاتا ہے مریم کے فرزند (عیسیٰ) کا حال تو آپ کی قوم اس سے فوراً غل مچاتی ہے ۶۲ اور

(۱۰ الاعراف فاستخف کی توضیح کرتے ہوئے کہتے ہیں فاستخف قومہ۔ فاستجھل قومہ۔ اپنی قوم کو احمق اور جاہل بنایا اور اپنی بچکانی چیڑی باتوں سے انہیں دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا۔

۵۹ فرعون کی قوم اس کے دھوکے میں آ گئی۔ انہوں نے ان مظالم کو فراموش کر دیا جو وہ ان پر توڑتا تھا انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی عظیم شخصیت ان کے بے داغ کردار اور پاکیزہ سیرت کو نظر انداز کر دیا۔ فرعون کی اطاعت کا بڑے سے بڑا شر سر پر ڈھویا۔ قرآن کریم نے ان کے اس طرز عمل کی وجہ بتا دی کہ وہ فاسق لوگ تھے۔ حق و صداقت کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہ تھی۔ انہیں اپنی ذات اور اپنے مفادات کا تحفظ مطلوب تھا۔ اس کے لیے اگر انہیں کسی ظالم کی غلامی بھی قبول کرنی پڑتی اور انہیں اپنی عزت نفس اور قومی مفاد سے بھی ہاتھ دھونا پڑتے تو وہ اس کے لیے آمادہ تھے۔ مظلوموں کی چیخیں، بے بسوں کی آہیں، ملک و قوم کی اخلاقی اور معاشی تباہی کی چیخیں (نہیں اور اپنے نہیں تو بشرطیکہ ان کی ذات محفوظ ہو اور ان کے مفادات پر کوئی آنچ نہ آئے) ظالم کے سامنے ڈٹ جانا، حق کی سربلندی کے لیے جان کی بازی لگا دینا، مظلوموں اور بے کسوں کی امداد کے لیے تمام مصلحتوں کو پس پشت ڈال کر میدان میں کود پڑنا فاسقوں کو زیب نہیں دیتا اور نہ یہ ان کے بس کا روگ ہے۔ اس کے لیے کردار کے مضبوط اور عزم راسخ ہستیاں ہی منتخب کی جاتی ہیں۔

۶۰ حضرت ابن عباسؓ "اٰسفونا" کا معنی کرتے ہیں غاظونا واغضبونا: ہمیں انہوں نے ناراض کر دیا۔ ان لوگوں نے جو سرتابی کا رویہ اختیار کیا تھا وہ ان کو غضب الٰہی سے بچا نہ سکا چنانچہ وہ غرق کر دیے گئے۔

۶۱ سلف کہتے ہیں پیش رو کو۔ والسلف المتقدم اور مثلاً کا معنی عبرت اور پند و موعظت ہے۔ مثلاً ای عبرۃ لھم یعنی قوم فرعون کے بعد جو امتیں آئیں ان کے لیے ان کے حالات میں پند و موعظت اور عبرت ہے اور ان کا ذکر مضرب المثل کے طور پر کیا جاتا ہے۔

۶۲ اس مقام پر حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے سامنے یہ آیت پڑھی انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم (یعنی اے مشرکین! تم اور جو چیز اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کا ایندھن ہیں)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًۢا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

کہتے ہیں کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ ۔ وہ تجھ سے یہ (جھگڑا) تو صرف بحث کے لیے کر رہے ہیں ۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ بڑے

خَصِمُوْنَ ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ

جھگڑالو ہیں ۔ نہیں ہے عیسیٰ مگر ایک بندہ ہم نے انعام کیا ہے اس پر اور ہم نے بنایا ہے اسے ایک نمونہ بنی

اِسْرَاۗءِيْلَ ۝ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ۝

اسرائیل کے لیے ۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہم بنا دیتے تم میں سے فرشتے زمین میں جو تمہارے جانشین ہوتے ۶۳

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ

اور بے شک وہ ایک نشان ہیں قیامت کے لیے پس ہرگز شک نہ کرو اس میں اور میری پیروی کرو ۶۴ یہ سیدھا

جب یہ سن کر مشرکین کو بہت غصہ آیا اور ابن زبعری کہنے لگا کہ یا محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا یہ خاص تمہارے اور تمہارے معبودوں ہی کے لیے ہے یا ہر امت اور ہر گروہ کے لیے ۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے لیے بھی ہے اور سب امتوں کے لیے بھی ۔ اس پر اس نے کہا کہ آپ کے نزدیک عیسیٰ ابن مریم نبی ہیں اور آپ ان کی عالمہ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ نصاریٰ ان کو اور ان کی والدہ کو پوجتے ہیں اور حضرت عزیر اور فرشتے بھی پوجے جاتے ہیں تو اگر یہ حضرات (معاذ اللہ) جہنم میں ہوں تو ہم راضی ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود بھی ان کے ساتھ ہوں اور یہ کہہ کر کفار خوب ہنسے ۔ اس پر یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى اُولٰۗىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۔ اور یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ الخ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب ابن زبعری نے اپنے معبودوں کے لیے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی مثال پیش کی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مجادلہ کیا کہ نصاریٰ انہیں پوجتے ہیں تو قریش اس کی بات پر خوب ہنسے (خزائن العرفان) علامہ ابن منظور نے یَصِدُّوْنَ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے صَدَّ يَصِدُّ صَدًّا ، اِسْتَغْرَبَ ضَحِكًا کہ حیرت و تعجب کے باعث ہنسنا اور اس کا دوسرا صیغہ ہے ضَجَّ وَضَجَّ مِنْهُ يَضِجُّوْنَ يَضِجُّوْنَ وَيَضُجُّوْنَ ۔ شور و غل مچانا وَقَالُوْٓا اٰلِهَتُنَا کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بہتر ہیں تو اگر (معاذ اللہ) وہ جہنم میں ہمارے ساتھ معبود بنے ہوئے ہیں تو ہمارے معبود بہتر ہوئے ۔ (خزائن العرفان)

۶۳ علامہ بیضاوی اس آیت کا مفہوم بتاتے ہیں وَجَعَلْنَا لَكُمْ یعنی اگر ہم چاہتے تو تم آدم کو پیدا کرتے نہ کہ اولاد آدم کو اور تم میں سے ہر ایک کو ہر گزرتی کرتے تمہیں یہ شکوہ ادا کرنا چاہیے کہ ہم نے تمہیں نیست سے ہست کیا ۔ انعام فرمایا کرتے ہو۔

۶۴ حضرت ابن عباس، مجاہد، قتادہ، حسن اور دیگر مفسرین کا قول یہ ہے کہ اس کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں کیونکہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا

راستہ ہے۔ کہیں روک نہ دے تمہیں شیطان اس راستے سے بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور جب

جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم

آئے عیسیٰ علیہ السلام کھلی نشانیاں لے کر تو فرمایا میں آیا ہوں تمہارے پاس حکمت لے کر اور میں بیان کروں گا تم سے

بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ

کچھ امر جس میں تم اختلاف کرتے ہو۔ پس ڈرتے رہو اللہ سے اور میری فرمانبرداری کیا کرو ﴿۶۵﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ وہی

آپ کا قیامت سے پہلے تشریف لانا اور وقوع قیامت کی شرائط میں سے ہے اس لیے جب آپ نازل ہوں گے تو لوگوں کو علم ہو جائے گا کہ اب قیامت قائم ہونے کا وقت قریب آ گیا ہے۔ علامہ زمخشری کہتے ہیں کہ کسی شے پر اطلاع اس شے کے اشراط کے ساتھ قطعی طور پر علم حاصل ہونے کو کشاف یعنی وقوع قیامت کی علامتوں میں سے ایک ہیں اور اس علامت اور شرط کو علم کہا گیا کیونکہ ان سے علم حاصل ہوتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جس کے انکار کی جرأت کوئی ایمان دار انسان نہیں کر سکتا۔ ان متعدد صحیح احادیث میں سے ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے جسے صحیح مسلم اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لینزلن عیسیٰ ابن مریم حکماً عادلاً ولیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیۃ ولتترکن القلاص فلا یسعیٰ علیھا ولتذھبن الشحناء والتباغض والتحاسد ولیدعون الی المال فلا یقبلہ۔ احمد۔ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ضرور عیسیٰ ابن مریم تمہارے حاکم عادل کی حیثیت سے آسمان سے نازل ہوں گے صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے جزیہ اٹھا لیا جائے گا اور اونٹنیوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے گا۔ عداوت بغض اور حسد کا نام و نشان نہ رہے گا۔ لوگوں کو مال قبول کرنے کی دعوت دی جائے گی لیکن اسے قبول نہ کیا جائے گا۔ مزید وضاحت کے لیے ملاحظہ فرمائیے سورۃ الاحزاب کی آیت ۷ کا حاشیہ نیز الماتن القرآن۔

﴿۶۳﴾ عیسیٰ علیہ السلام کو جلیل القدر معجزات سے متعین کر کے بنی اسرائیل کی اصلاح کے لیے مبعوث فرمایا گیا۔ اس وقت بنی اسرائیل کی حالت یہ تھی کہ مذہبی پیشوا اور مناصب کے ذمہ دار معمول تھے۔ ایک دوسرے کی تکفیر پسندیدہ مشغلہ تھا۔ دین ان کے لیے اتحاد و اتفاق کا منبع نہ رہا تھا بلکہ خلفشار و انتشار کا سبب بن گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ آؤ میں تو یہ حکمت لے کر آیا ہوں۔ اگر تم تعصب اور بے جا ضد کا طریقہ چھوڑ دو گے تو تمہارے بہت سارے مختلف فیہ مسائل حل ہو جائیں گے۔ مناظرہ بازی کا چکر ختم ہو جائے گا۔ ساتھ ہی یہ تلقین بھی فرمائی کہ میری رہنمائی سے وہی فائدہ اٹھا سکے گا جس کے دل میں خدا کا خوف ہو اور وہ میری اطاعت کرنے کے لیے تیار ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ فَاخْتَلَفَ

میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے پس اس کی عبادت کیا کرو یہی سیدھا راستہ ہے ۶۵ پھر اختلاف کرنے لگ گئے

الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ یَوْمٍ

(ان کے) گروہ آپس میں ۶۶ پس ہلاکت ہے ظالموں کے لیے دردناک عذاب کے دن

اَلِیْمٍ ۝ هَلْ یَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

سے ۔ کیا یہ لوگ قیامت برپا ہونے کے منتظر ہیں کہ آجائے ان پر اچانک اور انہیں

لَا یَشْعُرُوْنَ ۝ اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىِٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا

خبر تک نہ ہو ۔ گہرے دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے بجز ان کے جو متقی (اور

الْمُتَّقِیْنَ ۝ یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ

پرہیزگار) ہیں ۶۸ اے میرے (سچے) بندو آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم (کسی) غم زدہ ہوگے ۔ جو (وہ بندے) جو

۶۵ نیز آپ نے انہیں فرمایا کہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ میرا اور تمہارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی عبادت کرنا ہی راہ ہدایت ہے۔ آپ نے اپنی امت کو پہلے ہی ان اختلافات پر تنبیہ کر دی تھی جن میں وہ مبتلا ہونے والے تھے۔

۶۶ ان کے باہمی اختلافات کی تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو تیسیر القرآن جلد اول سورۃ النساء آیت ۱۷۱ نیز تیسیر القرآن سورہ مریم آیت ۳۷ ۔ جلد سوم

۶۷ قیامت کے دن دنیا کے سارے رشتے ناطے یا دوستیاں ختم ہو جائیں گی ہر شخص یہ چاہے گا کہ اس کے عوض عذاب آپ اس کے دوست پر منتقل کر دیا جائے۔ وہ ایک دوسرے سے فرار ہونے کی کوشش کریں گے ایک دوسرے سے بیزاری کا اظہار کریں گے لیکن وہ لوگ جو پرہیزگار تھے اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے ان کی دوستی اس روز بھی سلامت رہے گی چنانچہ امام مسلم نے یہ روایت نقل کی ہے عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقول یوم القیامۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلھم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی یعنی کہاں ہیں وہ لوگ جو آپس میں محبت کرنے والے؟ مجھ اپنے جلال کی قسم میں ان کو آج اپنے سائے کے نیچے جگہ دوں گا جبکہ میرے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہے۔ بیہقی نے شعب الایمان میں یہ حدیث ذکر کی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان عبدین تحابا فی اللہ عز وجل واحد فی المشرق والآخر فی المغرب لجمع اللہ بینھما یوم القیامۃ یقول ھذا الذی کنت تحب فی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

ایمان لے آئے تھے ہماری آیتوں پر اور فرمانبردار تھے ۷۱ حکم ہوگا داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں

تُحْبَرُوْنَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا

خوشی خوشی ۷۲ گردش میں ہوں گے ان پر سونے کے طشت اور جام اور وہاں

مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَتِلْكَ

ہر چیز موجود ہوگی جسے دل پسند کریں اور آنکھوں کو لذت ملے۔ (نیز بتایا) تم وہاں ہمیشہ رہو گے ۷۳ اور

الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ

یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان اعمال کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔ تمہارے لیے وہاں بکثرت پھل

فرمایا اگر دو بندے اللہ کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے اور ان میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں رہتا تھا تو کیا اللہ تعالیٰ ان کو اکٹھا کرے گا اور فرمائے گا کہ یہ وہ آدمی ہے جس کے ساتھ تو میرے لیے محبت کرتا تھا۔ (منہری)

۷۱ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کیا کرتے تھے، انہیں یہ بشارت سنائی جائے گی۔ حدیث شریف میں ہے المرء مع من احب کہ ہر شخص کو روز حشر ہر کوئی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت تھی، تو غور فرمایئے کہ جب مشاہدۂ جمال مصطفوی صاحب لولاک اور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سعادت اور ملاقات میں ہوں گے تو پھر خوف کیسا اور غم کیوں؟

۷۲ ان خوش نصیبوں کو کہا جائے گا کہ تم ہی جنت میں نظر بند ہو جاؤ اور تمہاری بیویاں بھی۔ سلام پاتی تحبرون کی تحقیق کرتے ہوئے کہتے ہیں ای تسرون سروراً یظہر حبارۃ علی وجوھکم یعنی تم اس روز سے خوش ہو گے کہ مسرت کی نشانیاں تمہارے چہروں اور چمکتی ہوئی آنکھوں سے نمایاں ہوں گی۔ تحبرون کا ایک اور معنی بھی کیا گیا ہے۔ قال الزجاج فقولہ تعالیٰ انتم و ازواجکم تحبرون معناہ تکرمون اکراماً بالغ فیہ (لسان العرب) یعنی تمہیں اور تمہاری بیویوں کو بڑی شان و عزت سے جنت میں جانے کا اذن ملے گا۔

۷۳ نفس ہر چاہیں گے اور آنکھیں جس سے محظوظ ہوں گی، ہر شخص کو دی جائے گی۔ الغرض سب نفس ایک ہی چیز کے طلب گار ہوں گے سب آنکھیں ایک جیسی چیزوں کو دیکھ کر روشن ہوں گی۔ ہر شخص کا اپنا ذوق اور ہر شخص کی اپنی منزل ہوگی۔

؎ جسے تو پسند اور جنتوں کو ملے
نگاہ اپنی اپنی، پسند اپنی اپنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٧٤﴾

ہیں ان میں سے کھاؤ گے (جی بھر کے) بے شک مجرم عذاب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے ۷۴

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا

نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے (یہ عذاب) اور وہ اس میں آس توڑ بیٹھیں گے ۔ اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن وہ (خود) ظالم تھے

هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ قَالَ إِنَّكُم

ظالم ۷۵ اور وہ پکاریں گے اے مالک! بہتر ہے کہ تمہارا رب ہمارا خاتمہ ہی کر ڈالے وہ جواب دے گا کہ تم

مَّاكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنَاكُم بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٨﴾

یہاں ہمیشہ رہنے والے ہو ۷۶ بے شک ہم لے کر آئے تمہارے پاس (دین) حق لیکن تم میں سے اکثر حق سے نفرت کرنے والے تھے ۔

حضرت ابوامامہ رسیعہ ابن کعب اور ان کے ہم مشرب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بارگاہ رسالت کی حاضری پر سب کچھ قربان کرنے والے ہوں گے، بعض دیدار الٰہی کی تمنا لیے وہاں حاضر ہوں گے فما تصوفی التی مشتھاہ الوصل الصریان بلذیذ عیش ودوام ورویۃ اللہ سبحانہ فذلک واعلیٰ قیودہ فذلک من نعم الجنۃ حاشیہ ۔ (مظہری) یعنی وہ صوفی جس کا مشتہیٰ وصل اللہ کا دیدار ہے جو اب اور وصال دائمی ہے اسے یہ نعمت بخشی جائے گی اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کو جنت کی نعمتوں سے ان کی چاہت کے مطابق سرفراز کیا جائے گا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے، ایک اعرابی نے کہا کیا دل پسند ہوں گے، دونوں کو فرمایا اگر تمہیں خدا جنت میں لے گیا تو تمہاری ہر خواہش پوری ہوگی۔ (مظہری)

۷۴ پہلے اپنے مطلب و مقصد اور بدحالی پر اپنے بے پایاں اقامت اور غیر معمولی اضافات کا ذکر فرمایا اب ان کا حال ناگہاں کیا جا رہا ہے جو عرصہ سے بنے ہوئے بغاوت و سرکشی کا علم بلند کیے ہوئے اللہ تعالیٰ کی، القرآن اور اس کے رسولوں کی دل آزاری ان کا شعار اور اسی پر کمر باندھے ہوئے تھے کہ ان کے کرتوں میں فتر آتا ہے جب شدید پیچ و تاب اور بے چینی لاحق ہو جائے تو کہتے ہیں فترت عنہ الحمی اذا سکنت قلیلا یفترون، اقیمون من الرعدۃ۔ رسے والی اس حالت میں جو شدید اذیت اور تکلیف دہ عذاب میں مبتلا ہوں گے اس کے بدلہ میں ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی وہ جیسے سوتے رہیں گے نہ سو سکتے ہیں گے فریاد کریں گے کہ ہمیں موت آجائے لیکن کوئی فریاد رس نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ اس پر مجبور ہو جائیں گے اور یقین کر لیں گے کہ اب اس عذاب سے رہائی کی کوئی شکل نہیں۔

۷۵ لیکن یہ ان کا اپنا قصور ہے ہم نے ان پر قطعاً کوئی زیادتی نہیں کی انہیں عقل و فہم کی آنکھیں دیں ان کے پاس اپنے رسول بھیجے پھر انہیں عرصہ دراز تک سوچنے اور سمجھنے کی مہلت دی۔ پھر انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے طرح طرح کے آلام و مصائب میں مبتلا کیا یہ ہر وہ دیکھے اور کفر پر اڑے رہے اب اپنے کیے کی سزا بھگت رہے ہیں۔

۷۶ زندگی بڑی عزیز چیز ہے۔ موت کو کوئی پسند نہیں کرتا لیکن دوزخی دارو غہ جہنم سے کہیں گے کہ اگر ہماری سماجت اور کوشش کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ

ہاں اگر انہوں نے کوئی پکا فیصلہ کر لیا ہے تو ہم بھی اپنا پکا فیصلہ کرنے والے ہیں ﴿٧٩﴾ کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کے رازوں اور سرگوشی

نَجْوَاهُمْ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ

کو۔ ہاں ہم سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس بیٹھے لکھتے بھی رہتے ہیں ﴿٨٠﴾ آپ فرمائیے (بفرض محال) اگر رحمٰن کا کوئی

وَلَدٌ ۖ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَابِدِينَ ﴿٨١﴾ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ

بچہ ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کا پجاری ہوتا ﴿٨١﴾ پاک ہے آسمانوں اور زمین کا پروردگار (اور)

کوئی سورت نہیں تو اے مالک! پھر اپنے رب سے عرض کر کہ وہ ہمیں موت دے دے' ہمارا کام تمام کر دے جواب ملے گا اب موت کہاں؟ تم تو ہمیشہ رہو گے اور انہی انگاروں پر تڑپتے رہو گے یہی شکلے تمہارا مقدر ہیں اور یہی جہنم تمہارا ابدی ٹھکانا ہے۔

۷۵ جوہری کہتے ہیں ابرمت الشیئ: احکمتہ (صحاح) کسی چیز کو پختہ کرنا۔ کفار نے دارالندوہ میں مجلس مشاورت منعقد کی۔ طرح طرح کی بحثیں ہوئیں کہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دینے پر سب متفق ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم نے میرے محبوب کو شہید کرنے کا پختہ فیصلہ کر لیا ہے تو ہم بھی غافل نہیں ہم نے بھی یہ پختہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم اپنے محبوب کی حفاظت کریں گے تم ان کا بال بھی بیکا نہ کر سکو گے اور تمہاری یہ سازشیں تمہارے لیے ہی ناکامی و نامرادی کا سبب بنیں گی۔

۷۶ کیا کفار یہ خیال کیے بیٹھے ہیں کہ وہ چپ چپ کر چپکے چپکے جو منصوبے بنا رہے ہیں ان کا ہمیں علم نہیں اس لیے بالا بالا جو وہ چاہیں گے کر گزریں گے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں۔ اے کفار! ہمارے فرشتے تمہاری ہر محفل میں شریک ہوتے ہیں جو سرگوشیاں تم کرتے ہو ہم ان کو سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے تمہاری زبان پر آنے والا ہر لفظ لکھ رہے ہیں۔ تمہارا کوئی راز ہم سے پوشیدہ نہیں۔

۷۷ جس طرح اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ وہ کسی کا بیٹا بنے' اسی طرح وہ اس سے بھی منزہ ہے کہ اس کی کوئی اولاد ہو' وہ خدا صاحب الوجہ و ذو ہے گا بلکہ ممکن ہو جائے گا اور جو ممکن ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ اس کے خدا ہونے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان عیوب سے منزہ ہو۔ اس مضمون کو پہلے بھی نہایت مدلل اور مؤثر انداز سے کئی بار ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں پھر نہایت ایجاز سے بیان کیا جا رہا ہے۔

اے کفار! تم سب جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا پرستار اور عبادت گزار ہوں۔ تم سب معبودان باطل کے آستانوں پر جھکتے رہے ہو۔ ایک میں ہوں کہ تمہارے طعنے سنتا ہوں' تمہاری زبان درازیاں سنتا ہوں' تمہاری ایذا رسانیوں کو برداشت کرتا ہوں لیکن اس کے باوجود اپنے معبود برحق اور اپنے مالک و خالق کے بغیر کسی کی عبادت نہیں کرتا۔ تم ذرا سوچو جس کے دل میں اپنے رب کی اتنی محبت اور اتنا عشق ہو جس کی زبان اپنے مالک کی تعریف میں ہر وقت تر و تازہ رہتی ہو جس کی یاد میں میری آنکھیں بہہ جاتی ہوں' اگر اس کا کوئی بیٹا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا

عرش کا رب پاک ہے ان باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں ﴿۸۲﴾ پس رہنے دیجئے آپ انہیں بیہودہ باتیں کرتے اور کھیل تماشا کرتے یہاں تک کہ

يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي

قیامت کے اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے ﴿۸۳﴾ اور وہی ایک آسمان میں خدا ہے اور زمین میں بھی

الْأَرْضِ إِلَٰهٌ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ

خدا ہے۔ اور وہی بہت دانا سب کچھ جاننے والا ہے ﴿۸۴﴾ اور بڑی برکت والا ہے وہ جس کی سلطنت ہے آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾

اور زمین میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اور اسی کے پاس ہے قیامت کا علم اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

رہتا تو کیا میں اس کے سامنے بے ساختہ طور پر سربسجود نہ ہو جاتا۔ میرا ایمان کہتا ہے اس بات کی روشنی میں دلیل ہے کہ اس کی کوئی اولاد نہیں ہے اس سے پاک اور بہت پاک ہے کہ کسی کو اس کا بیٹا یا بیٹی کہا جائے۔

یہاں شرط بھی حال ہے اور جزا بھی حال ہے اور ایک حال دوسرے حال کو مستلزم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہونا بھی محال اور میرا اس کی عبادت کرنا بھی محال ہے۔

اس آیت کا یہ مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہاں ان شرطیہ نہیں بلکہ نافیہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا کوئی بیٹا نہیں۔ عابدین کا معنی عابفین ہے یعنی میں اس کذب و افترا کو تسلیم کرنے سے سب سے پہلے انکار کرنے والا ہوں اور اس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والا۔ قال الجوہری: وقال ابو عمرو قولہ تعالیٰ انا اول العابدین من الانفة والغضب، قال ابن الاعرابی یقال العابدین ای الغضابین الانفین (قرطبی)

﴿۸۵﴾ کفار کی بہتان طرازیوں کے ذکر کے بعد اب اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس کا بیان ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات جو آسمانوں کا خالق بھی ہے اور مالک بھی زمین بنانے والا بھی اس نے ہے اور اس میں حکم بھی اسی کا چلتا ہے۔ عرش پر بھی اسی کی کبریائی کے پرچم لہرا رہے ہیں۔ ایسی حکیم و جلیل ہستی کو اولاد کی قطعاً ضرورت نہیں۔ ہر چیز اس کی محتاج ہے اور وہ صمد اور بے نیاز ہے۔

﴿۸۶﴾ اے نبی آپ انہیں نظر انداز کر دیجئے اور ان کے بارے میں کڑھیں نہ کیجئے اور ان باتوں کو قبول کرنے کی ملامت بھی نہیں۔ اس لئے کہ یہ خود ہی اپنے باطل معبودوں سمیت دنیا میں (قرطبی) جب قیامت کا دن آئے گا تو اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی۔

﴿۸۵﴾ آسمانوں میں بھی اسی کی عبادت کی جاتی ہے اور زمین میں بھی اسی کی عبادت کی جاتی ہے۔ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ

اور جنہیں اختیار رکھتے جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کرنے کا اہل شفاعت کا حق انہیں ہے جو حق کی گواہی دیں

بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ

اور اللہ (اس کو) جانتے بھی ہوں ۸۶ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو یقیناً کہیں گے اللہ نے

فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ

پھر کدھر الٹے پھرے جا رہے ہیں ۸۷ اور قسم ہے میرے رسول کے اس قول کی کہ اے میرے رب یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے ۸۸ پس (اے

عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۭ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

حبیب) آپ ان سے درگزر کیجیے اور فرما دیجیے کہ سلام ہو (تم پر) سو عنقریب (اس کا انجام) جان لیں گے ۸۹

اس کی کوئی اولاد ہے۔

۸۶ کفار اس گمراہی میں مبتلا تھے کہ یہ بت اور فرشتے ان کی شفاعت کریں گے۔ بتلایا کہ ایسا نہیں ہوگا ہر ایک کی مجال نہیں کہ بارگاہِ رب العزت میں شفاعت کرنے کی جرأت کر سکے اور ہر شخص اس کا اہل ہے کہ اس کی شفاعت کی جائے۔ شفاعت کرنے کا وہ مجاز ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دیتا ہو اور اس کی یہ گواہی علم و تصدیق پر مبنی ہو۔ اسی طرح شفاعت اس کی کی جائے گی جس کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔ یہ بات خوب اذہان نشین رہے کہ شفاعت صرف ان گناہگاروں کے لیے ہوگی جو ایمان کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئے اور جن کا خاتمہ کفر یا شرک پر ہوگا ان کے لیے شفاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔

۸۷ عجیب احمق لوگ ہیں، یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر اس کے علاوہ دوسروں کو اپنا معبود بناتے ہیں اور اس طرح راہِ حق سے روگردانی کرتے ہیں۔

۸۸ حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق کو آشکارا کر دیا۔ شک و شبہ کے بادل چھٹ گئے۔ قرآن کریم کے اعجاز نے ان مکذبین کے چھکے چھڑا دیے اور ان پر سکتہ طاری کر دیا۔ اس کے باوجود وہ اپنے باطل سے چمٹے رہنے پر مُصر تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے خداوند ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کی الٰہی! یہ ٹیڑھی اور ہٹ دھرم لوگ ہیں یہ نہیں مانتے ہی نہیں۔ آفتابِ ہدایت طلوع ہو چکا ہے لیکن یہ اسے تسلیم ہی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی یہ ادا بڑی پسند آئی اور اس قول کی قسم اٹھائی جو اس نے علیہ افضل التحیۃ والثناء سے نکلا۔

۸۹ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے میرے حبیب! آپ بھی ان سے صرفِ نظر کر لیجیے۔ اب ان سے اُلجھنے کی ضرورت نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کے لیے سلامتی اور ہدایت کی دعا مانگتے رہا کیجیے عنقریب ان کی آنکھیں کھل جائیں گی اور حقیقی حال جان لیں گے اگر میں کو تبدیل کیا تو اپنی سزا پائیں گے اور اگر قبول کر لیا اگر فرد قرار داد جرم پر ہیں گے دروازے ان پر کھول دیے جائیں گے۔

علامہ ابو حیان الاندلسی اور علامہ محمود آلوسی کی رائے یہ ہے کہ یہاں سلام دعا نہیں بلکہ ان سے اپنی برأت اور قطع تعلق کے اعلان کے لیے مستعمل ہوا ہے۔ فلیس ذلک امر اباۃ السلام علیھم والتحیۃ وانما امر بالمتارکۃ وحاصلہ اذا لم یقبل فاصری التسلم منکم (روح المعانی) علامہ ابو حیان کہتے ہیں وعید لھم وتھدید وموادعۃ (بحر محیط) یعنی قل سلام میں کفار کو عذاب کی وعید اور تنگی دی جارہی ہے سو ان سے جدائی کا اعلان مقصود ہے۔

اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر علی ما انعمت علیّ ووفقتنی وعلی حبیبک ومصفیک ونبیک وشفیعنا محمد وآلہ واصحابہ افضل الصلوات واجمل التسلیمات واحسن التحیات۔ ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب فاطر السموات والارضات وفی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سُورۃ الدُّخان

نام : اس سورت کا نام الدخان ہے۔ یہ کلمہ آیت ۱۰ میں مذکور ہے۔ اسی سے اس کا نام ماخوذ ہے۔ اس میں تین رکوع، ستاون یا اٹھاون آیتیں، تین سو چھیالیس کلمات اور ایک ہزار چار سو اکتیس حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : وہ سورتیں جن کی ابتدا حٰمٓ سے ہوتی ہے ان سب کا زمانۂ نزول قریب قریب ہے۔ اگرچہ سال و ماہ کے تعین کے لیے ہمارے پاس کوئی قطعی دلیل نہیں، لیکن جس واقعے کا ذکر سورہ دخان میں ہے اس سے اس کے زمانۂ نزول کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

کفار کا عناد اور اسلام سے ان کی عداوت جب حد سے بڑھنے لگی اور انھوں نے اسلام قبول کرنے کے جرم میں نہتے اہل ایمان پر ظلم و تشدد شروع کر دیا، سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حرمِ الٰہی! ان کو عہدِ یوسفی کے قحط کی طرح قحط میں مبتلا کر تاکہ دولت کافران کے دماغوں سے نکلے اور جب پے در پے فاقوں سے جان لبوں پر آئے تو شاید ان کے دل پسیج جائیں اور یہ حق کو قبول کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ مکرم کی دعا قبول فرمائی۔ مینہ برسنا بند ہو گیا۔ خشک سالی سے ہر طرف خاک اڑنے لگی۔ اشیائے خوردنی بازار میں نایاب ہو گئیں۔ وہ مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ انھیں یقین ہو گیا کہ یہ حضور کی دعا کا اثر ہے اور جب تک حضور کے دستِ مبارک دعا کے لیے بارگاہِ الٰہی میں نہیں اٹھیں گے یہ بلا نہیں ٹلے گی۔ چنانچہ ان کے متکبر سرداروں کا ایک وفد جس میں ابوسفیان بھی تھا، بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا اور التجا کی کہ حضور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس قحط سے نجات بخشے۔ ہم ضرور ایمان لائیں گے۔ سرکارِ رحمت و رافت نبیؐ کے مبارک ہاتھ دعا کے لیے اٹھے۔ مینہ برسنا شروع ہو گیا اور قحط کی ہلاکت انگیزیوں سے انھیں نجات مل گئی۔

مضامین : اہلِ مکہ کی وہی دیرینہ بیماریاں ہیں اور انھیں کا علاج یہاں مقصود ہے۔ قرآنِ کریم کو وہ کلامِ الٰہی ماننے کے لیے تیار نہ تھے۔ اس سلسلہ میں شکوک و شبہات کے وہ انبار لگایا کرتے۔ ان کے ازالہ کے لیے فرمایا یہ تو کتابِ مبین ہے۔ اس کا اندازِ بیان، اس کے پُر از حکمت مضامین خود بتا رہے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ اس کتاب کے نزول سے تم گرفتاریوں، مصائب اور پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے ہو اور تمھیں نحوست نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے یہ تمھاری کج فہمی ہے۔ یہ کتاب تو یمن و برکت کا سرچشمہ ہے۔ وہ رات جس میں یہ نازل ہوئی، اس کے نزول کے باعث دوسری راتوں پر فوقیت لے گئی۔ سال کے بعد جب وہ رات لوٹ کر آتی ہے، اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں جوش آجاتا ہے اور انگنت گناہگاروں کو لمحۂ بخشش سنا دی جاتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرا گروہ جس میں وہ بڑی طرح مبتلا تھے، شرک تھا جس نے ان کی قوتِ ناطقہ کو آخری قطرہ تک چوس لیا تھا۔ اس سورت میں اس کے علاج کی طرف قوم ثمود کی جارہی ہے۔ انہیں بتایا جارہا ہے کہ جن بتوں اور معبودانِ باطل کو تم اپنا خدا سمجھتے ہو، جو کل تک اُن گھڑے پتھر کی صورت میں کسی پہاڑ میں پڑے ہوئے تھے، تمہارے سنگتراش نے انہیں اٹھایا اور اپنے فن کی قوت سے اس سے ایک صورت تراش دی۔ تم خود ہی بتاؤ یہ بے جان پتھر بھی بھلا کہیں تمہارے نفع و نقصان کے مالک بن سکتے ہیں۔

کفار کو مخاطب کر کے فرمایا جارہا ہے کہ تم اپنی دولت اور اثر و رسوخ پر بڑے نازاں ہو اور اپنے حالات پر پوری طرح مطمئن ہو۔ تمہارا یہ خیال ہے کہ تمہیں اصلاحِ احوال کے لیے کسی نئی دعوت کو قبول کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم نے زندگی بسر کرنے کا جو طریقہ اختیار کیا ہے، وہ بالکل سیدھا راستہ ہے، جن نظریات و افکار کی دنیا دوں پر تم اپنے احوال کی دنیا تعمیر کر رہے ہو وہ بالکل صحیح ہیں، تم نے زندگی بسر کرنے کے جو انداز اختیار کر رکھے ہیں، ان میں کسی اصلاح کی گنجائش نہیں، اس لیے تم آیاتِ الٰہی میں غور کرتے ہو اور نہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول کی مخلصانہ کوششوں کو بار آور ہونے دیتے ہو۔ یہ گھمنڈ تمہیں مہنگا پڑے گا تم سے پہلے فرعون نے یہی روش اختیار کی تھی اور تم خوب جانتے ہو کہ وہاں جاہ و جلال اس کا انجام کتنا عبرتناک ہوا تھا۔

وہ لوگ قیامت کے بھی منکر تھے اور اس انکار پر انہیں شدید اصرار تھا۔ وقوعِ قیامت کی حکمت بیان فرمادی کہ اگر قیامت کے عقیدے کو خارج کر دیا جائے، تو یہ جہان ایک کھیل تماشا بن کر رہ جائے گا جس میں جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون نافذ ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَغَيْرِ اٰيَةً وَّثَلٰثُوْنَ رُكُوْعًا

سورہ دخان مکی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے آیات ۵۹ رکوع ۳

حٰمٓ ۝۱ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا

حاء میم [1] قسم ہے روشن کرنے والی کتاب کی [2] بیشک ہم نے اسے اتارا ہے [3] ایک بابرکت رات میں [4] ہمیشہ سے ہماری یہ شان ہے کہ ہم ڈرسنا

ع ۱ عدد الحقد ۱۲

[1] یہ بھی حروف مقطعات میں سے ہیں جن کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ بعض علماء نے فرمایا حا: حق اور میم قیوم کی طرف اشارہ ہے۔

[2] اس کی وضاحت بھی سورۂ زخرف میں گزر چکی ہے۔

[3] یہ قسم علیہ ہے۔ یعنی ہمیں اس کتاب مبین کی قسم۔ اس کتاب کو ہم نے ہی نازل فرمایا ہے۔ نہ یہ انسانوں اور جنوں میں سے کسی فرد یا کئی کی تصنیف ہے اور نہ دانشوروں کے کسی بورڈ نے باہمی مشوروں سے اس کا مسودہ تیار کیا ہے۔

[4] یعنی ہم نے ہی اس کو نازل کیا ہے اور بڑی خیر و برکت والی رات میں اس کو نازل کیا ہے۔ وہ کون سی رات تھی؟ علماء کے اس میں دو قول ہیں۔ حضرت ابن عباس، عکرمہ اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ وہ لیلۃ القدر تھی کیونکہ سورۃ قدر میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر۔ اور عکرمہ اور ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ پندرہ شعبان کی رات تھی لیکن صحیح پہلا قول ہے۔

ویسے نصف شعبان کی رات بھی بڑی برکتوں والی رات ہے۔ اس کی فضیلت میں متعدد احادیث مروی ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلہا وصوموا نہارہا فان اللہ تعالیٰ ینزل فیہا لغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول الا مستغفر لی فاغفر لہ۔ الا مسترزق فارزقہ۔ الا مبتلی فاعافیہ۔ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر۔ ابن ماجہ و بیہقی (روح المعانی)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات کو جاگا کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو جب سورج غروب ہوتا ہے اس وقت سے اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اس کی بخشش دوں ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ میں اس کو رزق دوں ہے کوئی مصیبت زدہ کہ میں اس کو اس سے نجات دوں۔ یہ اعلان طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

دوسری حدیث ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ کہتی ہیں کہ ایک رات میں نے حضور کو اپنے بستر پر نہ پایا تو میں حضور کی تلاش میں نکلی میں نے حضور کو جنت البقیع میں پایا کہ آسمان کی طرف حضور نے سر اٹھایا ہوا تھا مجھے دیکھ کر حضور نے فرمایا ان اللہ تعالیٰ ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب۔ رواہ الترمذی وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے جس قدر بال ہیں اتنے بے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مُنْذِرِيْنَ ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا

خبردار کرنا کہ جس شب میں فیصلہ کیا جاتا ہے ہر اہم کام کا ۔۔۔ ہر حکم ہماری جناب سے صادر ہوتا ہے ہم ہی

لوگوں کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔

علمائے کرام نے اس آیت کے ضمن میں یہ بحث بھی کی ہے کہ بعض اوقات اور مقامات کو ذاتی لحاظ سے دوسروں پر فضیلت حاصل ہے یا نہیں۔ عزبن عبدالسلام کہتے ہیں کہ ذاتی طور پر کوئی فضیلت نہیں البتہ کسی خاص وقت یا مکان میں بعض اعمال کے ادا کیے جانے کے باعث ان کو فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ نیز ان کی نسبت کسی مقدس شخصیت کی طرف ہو جانے کے باعث وہ وقت اور وہ جگہ مشرف و محترم ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر علامہ آلوسی کہتے ہیں البقعۃ التی حلت۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فانہا افضل البقاع الارضیۃ والسماویۃ۔ حتی قیل وجب۔ القول انہا افضل من العرش وروح المعانی)

ترجمہ: وہ جگہ جہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استراحت فرما ہوئی وہ زمین و آسمان کے تمام مقامات سے افضل ہے یہاں تک کہ گیا ہے اور میرا رجحان یہ ہے کہ وہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے۔ اصحاب طریقت و معرفت فرماتے ہیں اشد اللیالی برکۃ۔ وقدر لیلۃ یکون العبد فیہا حاضر القلب۔ مشاہد الرب۔ یتنعم بانوار الوصل۔ یعنی وہ رات برکت اور منزلت کے اعتبار سے بہت بڑی ہے جب بندہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں دل سے حاضر ہوتا ہے اپنے رب کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے اور قرب و وصال سے لذت حاصل کرتا ہے۔

۵ نزول کتاب کی حکمت بیان کی جا رہی ہے یعنی ہماری شان یہ ہے کہ ہم آنے والے مصائب و آلام سے بروقت آگاہ کر دیا کرتے ہیں تاکہ جو ان سے بچنا چاہے وہ اپنا بچاؤ کر لے۔ (انزلنا القرآن من شأننا الانذار والتحذیر من العقاب۔ کشاف)

۶ امام لغت جوہری نے فرق یفرق کا معنی بَیَّنَ کیا ہے یعنی کسی چیز کو واضح کر دینا (صحاح) صاحب مجمع العروس نے اس معنی کے علاوہ دوسرا معنی یہ بھی بیان کیا ہے یعنی فیصلہ کرنا (مجمع العروس) حکیم، ذو الحکمۃ او ہو الحکم ای الذی لا اختلاف فیہ ولا اضطراب (لسان العرب) حکیم کے دو معنی ہیں حکمت والا اور پختہ جس میں کوئی اختلاف نہ ہو۔

یہ بتایا جا رہا ہے کہ اس بابرکت رات میں وہ فیصلے جو عالم تکوین میں مختلف فرائض کی انجام دہی کے لیے متعین ہیں سال بھر کے لیے ان کو ان کے متعلقہ فرائض کے بارے میں تفصیل سے بتایا جاتا ہے اور اگر یفرق بمعنی بیّن ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ آنے والے امور کے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرماتا ہے۔ امر حکیم سے مراد یہ ہے کہ ایسا کام جو سراسر حکمت ہی حکمت ہو یا حکیم سے مراد محکم ہے یعنی ایسا فیصلہ کہ جس میں کسی طرح کا تغیر ممکن نہیں۔

۷ یعنی یہ فیصلے میری بارگاہ اقدس و جلالت سے صادر ہوتے ہیں اور جو فیصلہ ہماری بارگاہ سے صادر ہوگا یقیناً وہ خیر و برکت کا حامل ہوگا، عدل و احسان کا آئینہ دار ہوگا۔ اس مبارک رات میں جو فیصلے کیے جاتے ہیں ان کی عظمت شان کے اظہار کے لیے امرا من عندنا کے الفاظ ذکر کیے گئے۔ امام رازی نے امرا کے منصوب ہونے کی دو وجہیں ذکر فرمائی ہیں۔ ماف۔ نصب علی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مُّرْسِلِيْنَ ۝ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

(کتاب) رسول بھیجنے والے ہیں (یہ) تمہارے رب کی رحمت (کے سبب) سے (کہ) وہی سب کچھ سننے (اور) جاننے والا ہے (اور) جو رب ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۭ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ

اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ اگر تم ایسا یقین رکھتے ہو۔ نہیں کوئی معبود مگر وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے

الاختصاص کے مخصوص ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا۔ یا یہ حال ہے اس کا ذوالحال انزلناہ کی ضمیر فاعل ہوگی۔ یا خیر مفعول۔

۳ ہم قرآن کریم کو نازل کرنے والے اور صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمانے والے ہیں۔ قرآن مبین کتاب مبین کا نزول اور آپ جیسے رسول مکرم کی بعثت آپ کے رب کریم کی رحمت بے پایاں ہے۔ آپ کے رب کی رحمت کا آثر یہ حال ہے کہ وہ تمام اور ہر کچھ کی سننے اور جاننے والا ہے۔ اس سے کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے بندوں کو بھلا دے اور ان کے شدید تر حالات کے حوالے کر دے اور ان کی دستگیری نہ کرے۔ انہیں گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دے اور ان کی رہنمائی نہ کرے۔

۴ وہ اپنی مخلوق کی التجاؤں کو سنتا بھی ہے اور انہیں قبول بھی فرماتا ہے۔ وہ اپنی مخلوق کی ہر ضرورت سے باخبر ہے انسانوں کے دلوں کے احساسات و حالات کو بخوبی جانتا ہے۔

۵ اس آیت سے جہاں اللہ تعالیٰ کی ربوبیت عامہ کا پتہ چلتا ہے جس کی وسعتیں بلندیوں اور پستیوں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہیں اور جس کی لازوال فیاضیاں ہر ذرہ و کائنات کا سہارا بنی ہوئی ہیں۔ وہاں قرآن کی رفعت شان اور رسالت منزلت کا عالم بھی سامنے آتا ہے۔ نیز یہ بھی بتا دیا کہ جب ہر چیز کا پروردگار وہ ہے تو حکم بھی اسی کا ماننا ہوگا کسی بندے کی ترتیب نہیں دیا کہ وہ جیسا چاہے کرے۔ ان کنتم موقنین سے کلام کو ختم کیا جا رہا ہے کہ زبان سے تو تم بھی اعتراف کرتے ہو کہ زمین و آسمان کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اگر تمہارے دل بھی اس کو مانتے ہیں تو پھر تمہیں اس کتاب اور صاحب کتاب کی اطاعت و ہدایت و قبول کرنے کا کوئی حق نہیں۔ جب اللہ اور اس کا حکم نہ ماننا مالک کہنا اور اس کے بھیجے ہوئے رسول سے مخاصمت کوئی ہوشمند ایسا نہیں کیا کرتا۔

۶ یہ حقیقت جب روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ بلندیوں اور پستیوں میں جو کچھ ہے اس کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں اس کا ہر فیصلہ اس کی رحمت کا مظہر ہے۔ اب اس حقیقت سے انکار بھی پہلے دو چیزوں کی حماقت ہے کہ لا الٰہ الا ھو بے شک صرف وہی معبود ہے وہی اس کا سزاوار ہے کہ اس کی بندگی اور عبادت کی جائے۔ زندہ کرنا اور مارنا اسی کی شان ہے کان کھول کر سن لو! تمہارا خالق و مالک یہی ہے اور تمہارے آباء اجداد کا بھی۔ کام سے کہ تم جیتے ہو سب کی طرف اپنی نسبت پر تم اترتے ہو اور جن کی جائیدادوں کے مالک اور وارث ہو۔ ان کا خالق اور مالک بھی وہی ہے۔ یہ کمال اور ذوالجلال والاکرام ہستی پر ایمان نہ لانا بڑی نادانی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ ۝ فَارْتَقِبْ

تمہارا بھی رب ہے اور تم سے پہلے باپ دادا کا بھی رب ہے۔ بلکہ یہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں ۱۲ پس آپ انتظار کریں

يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

اس دن کا جب ظاہر ہوگا آسمان پر صاف نظر آنے والا دھواں ۔ جو چھا جائے گا لوگوں پر۔ یہ دردناک عذاب ہوگا۔

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ

(اس وقت کہیں گے) اے ہمارے رب ہم سے عذاب دور کر دے ہم ایمان لاتے ہیں ۱۲ ان کے نصیحت قبول کرنے کی امید کہاں حالانکہ ان

۱۲ یہ لوگ درحقیقت نورِ یقین سے محروم ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ آسمان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے ان کے دل کی آواز نہیں۔ عادت کی سنگینیاں جب انہیں اپنے شکنجے میں لے لیتی ہیں، اس وقت وہ اپنے معبودانِ باطل کو بے بس پاتے ہیں تو مجبوراً مان لیتے ہیں کہ اس عالم کا کوئی خالق ہے اور جب حالات کی شدت میں تخفیف ہونے لگتی ہے تو پھر وہ اپنے پرانے کفر کی طرف لوٹ آتے ہیں۔ انکی دلوں میں پختہ ہے ہے زندگی کا مقصد نے ایک دل گی سمجھ رکھا ہے۔ جسم و نفس کی ضروریات پوری ہوتی رہیں تو پھر انہیں کسی اور چیز سے سروکار نہیں۔ خدا کو ماننا یا نہ ماننا ان کے نزدیک کوئی اہم بات نہیں۔ ان کی ساری تر جدوجہد ساری کوششیں ایک نقطہ پر مرکوز ہیں اور وہ ہے ان کی معاشی خوش حالی۔ اس کے علاوہ تمام چیزیں کھیل اور مذاق ہیں۔

۱۲ انہیں اپنی دولت و ثروت پر بڑا ناز ہے۔ ان کے تجارتی کاروان نہ دریم سے سامنے ہمیشہ لدے آتے ہیں۔ اس خوش حالی نے انہیں مغرور بنا دیا ہے۔ واعظ کی آواز کو تو جہ سے سنتے ہی نہیں۔ قرآن کریم کی آیاتِ بینات میں تدبر کرنے کی ضرورت انہوں نے کبھی محسوس ہی نہیں کی۔ اے محبوب! آپ قدرے انتظار کریں۔ ہم انہیں قحط سالی کے شکنجہ میں یوں کس دیں گے کہ انہیں ہمیشہ کا کالا دھواں آ جائے گا۔ نہ بادل گھر کر آئیں گے نہ بیشتر سے کھلیان کے مصرفوں میں اسلاف کے کھیت بہار دکھائیں گے ان کے کھیت اور چراگاہیں ویران ہو جائیں گی، ہر طرف خاک اڑے گی، ساری فضا گرد آلود ہو جائے گی۔ یوں محسوس ہوگا کہ ہر طرف دھواں ہی دھواں پھیل گیا ہے۔ بھوک کی وجہ سے آنکھوں کی بصارت ہو جائے گی کہ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جائے گا اور یوں محسوس ہوگا جیسے ہر چیز دھوئیں میں چھپ کر رہ گئی ہے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں نزول اجلال فرمایا تو اہل مکہ اور گردونواح میں بسنے والوں کو قحط نے آلیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ مردار اور کتے کھانا شروع کر دیئے۔ اپنے چھوٹے بڑے سب بتوں کے سامنے بڑی دردمندانہ التجائیں کیں لیکن سب بے سود۔ آخر ابوسفیان بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ یہ خیال فرماتے ہیں کہ آپ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ کی قوم بھوک سے ہلاک ہو گئی ہے آپ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے ہمیں نجات بخشے۔ فدعا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واستسقوا فسقوا۔ چنانچہ حضور نے دعا فرمائی اور بارش برسنے لگی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا

کے پاس تشریف لے آیا رد شن رسول ۔ پھر انہوں نے منہ پھیر لیا تھا اس سے اور کہا سکھایا ہوا ہے، دیوانہ ہے ۱۴ ہم

كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ

دور کرنے والے ہیں عذاب کو تھوڑا ہونے کے لیے تم پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے ۔ جس روز ہم ان میں بڑی سخت سے پکڑیں گے

الْكُبْرٰى اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ

اس روز ہم (ان سے) بدلہ لے لیں گے ۱۵ اور ہم نے آزمایا تھا ان سے پہلے قوم فرعون کو اور آیا تھا ان کے پاس

یہ آیات مکہ میں نازل ہوئیں۔ ان میں قحط شدید کی آمد کی اطلاع دی گئی پھر اس قحط سے مجبور ہو کر مشرکین کے وفد نے جو تبدیلی آنے والی تھی اس کا ذکر کیا گیا۔ اَنّٰی لَھُمُ سے بتا دیا گیا کہ ان کا یہ کہنا (انا مومنون) محض وقتی مجبوری کے باعث تھا ورنہ جب انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روشن تعلیمات اور روشن معجزات کے باوجود ایمان قبول نہیں کیا تو اب اتنی سی بات سے وہ ہدایت کیسے قبول کر سکتے ہیں۔ انا کاشفوا الخ سے بتا دیا گیا کہ ان سے وہ عذاب ایک عرصہ کے لیے ٹال دیا جائے گا لیکن وہ اپنے کرتوتوں سے باز نہیں آئیں گے۔

آیات کی یہ تفسیر جو مکاری سے منقول ہے اس کو ان احادیث سے تعارض کہنا جن میں دخان علامات قیامت کے ضمن میں مذکور ہے قطعاً درست نہیں۔ بے شک قیامت سے پہلے بھی دخان ظاہر ہوگا جیسے حدیث میں مذکور ہے۔ وہ دخان علامات قیامت میں سے ہوگا اور یہ الگ واقعہ ہے جس کا ذکر ان آیات میں ہے۔ اس لیے قطعاً کوئی تعارض نہیں جیسے بعض حضرات کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

۱۳ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول کے روشن معجزات اور کمالات دیکھ کر بھی نصیحت قبول نہیں کی اور حضور سے روگردانی کر لیا اور جہالت بھائت کی باتیں بنانے لگے۔ کوئی کہتا کسی نے اس کو یہ باتیں سکھائی ہیں، کوئی کہتا نہیں، دماغ چل گیا ہے اسی لیے ایسی ان ہونی باتیں کرتا ہے کہ کوئی عقل مند انہیں مان نہیں سکتا یقیناً انہیں جنون کا مرض لاحق ہو گیا ہے۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ قال بعضھم معلم قال بعضھم مو جنون۔ (مظہری)

۱۵ جب ان سے عذاب کا کوڑا ان کی پیٹھ پر لگا تو چلا اٹھے منتیں کرنے لگے کہ اگر یہ عذاب ایک مرتبہ ٹل گیا تو ہم نافرمانی سے باز آجائیں گے۔ ہمیں علم ہے کہ وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اور اپنی کجروی سے باز نہیں آئیں گے۔ پھر بھی ہم کچھ وقت کے لیے ان سے عذاب ٹال دیتے ہیں اور ان سے انہیں بتا دیتے ہیں کہ تم وہی کرتوت کرنے لگے گے، البتہ جس روز ہم تم کو سختی سے پکڑیں گے تو بدلہ لے کر چھوڑیں گے۔ اس دن سے مراد بدر کا دن بھی ہو سکتا ہے اور قیامت کا دن بھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّ

معزز رسول ۱۷ (اس منصب پر مامور فرمایا تھا) کہ میرے حوالے کرو اللہ کے بندوں کو، میں تمہارے لیے معتبر رسول ہوں ۱۸ اور

اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَي اللّٰهِ ۚ اِنِّىْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾ وَاِنِّىْ عُذْتُ

نہ سرکشی کرو اللہ کے مقابلہ میں ۱۹ میں لے آیا ہوں تمہارے سامنے اپنی رسالت کی روشن دلیل ۲۰ اور میں نے پناہ لے لی ہے

۱۶ مشرکین مکہ کے معاندانہ رویہ کے ذکر کے بعد اب فرعون اور اس کی قوم کے حالات بیان کیے جا رہے ہیں تاکہ اہل مکہ فرعونیوں کے حشر تک انجام سے عبرت حاصل کریں۔ "فتنا" کا معنی آزمانا ہے۔ یہاں ان کی آزمائش کی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت موسیٰ کو بھیجا فرمایا جس زمان کو ان کے باطل عقائد و نظریات درست نہ کیا ان کی سیاسی و معاشرتی اجارہ داریوں پر ضرب لگائی تو وہ جن اخلاقی پستیوں میں گرے ہوئے تھے ان سے باہر نکلنے کی انہیں دعوت دی اپنی صداقت کو بیان کرنے کے لیے بڑے بڑے معجزات دکھائے۔ اس کے باوجود وہ لوگ اپنی مصلحتوں اور معاشی مفادات کے باعث حق کو قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ یہی ان کی آزمائش تھی۔ رسول کریم و رسول باوقار اب العزت ہیں جس کی بڑی قدر و منزلت ہے نیز اپنے اخلاق حسنہ اور اطوار جمیلہ کے باعث لوگوں کی نگاہ میں بڑی عزت و احترام سے دیکھا جاتا ہے۔

۱۷ فرعون اور اس کی قوم قبطی تھے۔ بنی اسرائیل کا اصل وطن کنعان تھا حضرت یوسف علیہ السلام کے عہد میں یہ کنعان سے نقل مکانی کر کے مصر میں آ کر آباد ہو گئے تھے یہاں رہتے انہیں عرصہ بیت گئیں۔ اپنی خداداد صلاحیتوں، محنت و جفاکشی کے باعث انہوں نے مصر میں اپنا مقام پیدا کر لیا ان کی خوشحالی کے باعث مصری ان سے حسد کرنے لگے قبطیوں نے قومی عصبیت کے جذبہ کو ابھار کر ان کے خلاف ایک مشکم محاذ قائم کر لیا حکومت کو بھی ان کے خلاف اکسایا جانے لگا ان پر حکومت کا تختہ الٹنے کی سازشوں کا بھی الزام لگایا جانے لگا یہاں تک کہ بنی اسرائیل کو مصر کی شہریت کے حقوق سے محروم کر کے ظالمانہ زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیا گیا ان پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے جانے لگے۔ بات بات پر سزائیں دی جاتیں ان سے جبراً مشقت کے ایسے کام لیے جاتے جن سے عورتیں بچوں کو پناہ گاہوں کے مرد کبھی لوں کی کھیتوں میں کام کرتے ان کے محلات تعمیر کرتے۔ ان کی کمی خدمت انجام دیتے۔ ان کو اقتدار بالیاں کی نگاہ ان کے گھروں میں جس سے ستم بھی گھر لیا ہو اس پر خفیہ طور پر ان کے پہلوٹھے بچوں کو قتل عام کیا جاتا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان مظلوموں کی فریاد سنی اور موسیٰ علیہ السلام کو نشانی برسالت سے مشرف کر کے فرعون کی طرف بھیجا تاکہ آپ اس کو توحید کی دعوت دیں اور اس کو بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ پیش کریں۔ آپ نے بھرے دربار میں جا کر کہا کہ بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جن کو تم نے ذلت سے اپنا غلام بنا رکھا ہے اور ان کا استحصال کر رہے ہو اور ان کو ہر قسم کے بنیادی حقوق سے محروم کر رکھا ہے اب تم اس سے باز آ جاؤ اور ان کو میرے حوالے کر دو اور ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ مجھے رب العالمین نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور میں رسول ہوں اللہ کے نزدیک معتبر ہے اور ساری قوم میں اس پر کامل اعتماد کرتی ہے۔

۱۸ یہ اور اس سے اگلی آیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی سے باز آ جاؤ تم سے زبردست دلیل اپنے حق ہونے کی لے آیا ہوں اس کو قبول کرو۔ بندوں کو بندگی ہی زیب دیتی ہے۔ بندہ اگر خدائی دکھائے گا تو خود بھی برباد ہو گا اور اپنے ماننے والوں کو بھی تباہ کر دے گا۔

۱۹ میری دعویٰ رسالت بے دلیل نہیں۔ میرے پاس معجزات اور روشن معجزات لے کر تمہارے پاس آیا ہوں کہ ان کا انکار ممکن نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾

اپنے رب کی اور تمہارے رب کی کہ تم مجھ پر پتھراؤ کرسکو ۲۰ اور اگر تم ایمان لانے کے لیے تیار نہیں تو مجھ سے کنارہ کش ہو جاؤ ۲۱

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ

پھر بچا لو مجھ کو اے اللہ (۱) بلاشبہ یہ مجرم لوگ ہیں ۲۲ (حکم ہوا) پس تم راتوں رات میرے بندوں کو لے کر چل پڑو۔ تمہارا تعاقب کیا

مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا

جائے گا ۲۳ اور (پیچھے) دریا کو تھما ہوا۔ بے شک وہ ایسا لشکر ہے جو غرق ہو کر رہے گا ۲۴ وہ چھوڑ گئے

۲۰ فرعون اور اس کی قوم سے موسیٰ علیہ السلام کی جرأت اور بے باکی پر حیرت ہوتی ہے کہ کیسے آپ کو دھمکیاں دیتے جیسے ہوش باختہ اہل اقتدار کا شیوہ ہوتا ہے۔ آپ نے ان کی اس بہتان پر نہ گھبراہٹ ظاہر کی اور نہ غلط انداز اپنایا اور فرمایا تم خواہ مخواہ گرم ہو رہے ہو اور بھاگ رہے ہو تم میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے تم جانتے ہو کہ کس طاقتور کی پناہ حاصل ہے کان کھول کر سن لو میں اس کی پناہ میں ہوں جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی۔ اگر مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ تَرْجُمُوْنِ سے مراد پتھر برسانا بھی ہے اور بدکلامی کرنا بھی۔

۲۱ بہتر تو یہ ہے کہ تم میری بات مان لو اور ایمان لے آؤ اسی میں تمہارا بھلا ہے اور دارین کی سعادت ہے لیکن اگر تمہاری قسمت ہی میں راہ ہدایت پر گامزن ہونے کی اجازت نہیں دیتی اور تم اپنی بدبختیوں ہی میں گم رہنا چاہتے ہو تو تمہاری مرضی میں نے نصیحت و خیر خواہی کا حق ادا کر دیا البتہ ایک بات سن لو میرے راستے سے ہٹ جاؤ مجھ سے کنارہ کش ہو جاؤ میرے سفر کی راہ میں مزاحم نہ ہو۔ وہ اس کا انتظام بڑا اور دنگ ہو گیا فَاعْتَزِلُوْنِ الخ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی کہتے ہیں۔ دعونی کفاف لی ولا علی قیل خلوا سبیلی کفوا عن اذای۔ یعنی میرا راستہ چھوڑ دو اور مجھے اذیت پہنچانے سے باز رہو۔

۲۲ جب وہ ظالم تبلیغ کرتے کرتے عرصہ دراز گزر گیا بڑے بڑے معجزات دکھائے گئے لیکن وہ متاثر نہ ہوئے بلکہ کفر ان کے ظلم و ستم میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا تو کلیم نے اپنے رب کریم کے حضور عرض حال کے لیے ہاتھ اٹھائے الٰہی! میں نے ان کی اصلاح میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکن یہ لوگ جرائم کے خوگر ہو گئے ہیں، یہ باز نہیں آتے اب تو ہی ان سے سمجھ۔

۲۳ حکم ہوا میرے بندوں کو راتوں رات لے کر کوچ روانہ ہو جائیں لیکن یہ خیال رہے کہ فرعونی آپ کا تعاقب کریں گے رات کو سفر کرنے کی دو حکمتیں ہو سکتی ہیں۔ تاکہ گھر سے نکلتے وقت نہ پکڑے جائیں یا دن کو گرمی میں سفر دشوار ہوتا ہے۔ اس لیے ٹھنڈے ٹھنڈے رات کو سفر کریں تاکہ سورج طلوع ہونے سے پہلے اپنی منزل پر پہنچ جائیں۔

۲۴ موسیٰ علیہ السلام جب سمندر سے بخیر و عافیت پار اتر گئے تو آپ نے چاہا کہ عصا مار کر سمندر کو اپنی پہلی حالت پر لوٹا دیں تاکہ فرعون اور اس کا لشکر جرار جو پیچھا آ رہا ہے اسی راستوں سے سمندر کو عبور کر کے ہمیں پکڑ لے۔ حکم ہوا موسیٰ! سمندر کو یونہی رہنے دو اور تم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا

بہت سے باغات اور چشمے ۔ (سرسبز کھیتیاں اور شاندار مقامات ۔ اور بہت سا آرام و سامان جس میں وہ

فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ

عیش کیا کرتے تھے ﴿۲۵﴾ یونہی ہوا۔ اور ہم نے وارث بنا دیا ان تمام چیزوں کا دوسرے لوگوں کو۔ پس نہ رویا ان (کی بربادی) پر آسمان

وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ

اور نہ زمین اور نہ انہیں مزید مہلت دی گئی ۔ اور بیشک ہم نے نجات دی بنی اسرائیل کو

الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

رسوا کن عذاب سے ﴿۲۶﴾ (یعنی) فرعون (کی غلامی) سے بلاشبہ وہ بڑا متکبر (اور) حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا۔

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰي عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ

اور ہم نے چنا تھا بنی اسرائیل کو جان بوجھ کر جہان والوں پر ﴿۲۷﴾ اور ہم نے عطا فرمائیں انہیں ایسی نشانیاں

ع ۲۴

نکلا کہ ان میں سے ایک بھی کو نہیں بچائے گا ہم سب کو غرق کر دیں گے۔ قال ابن عباس فی البحر فصاروا کنا عبرات البصر وامر قتادی کہتے ہیں کہ زمین کا کوئی حصہ نہیں بلکہ اس کا کوئی حصہ رویا ہے قریب اس کے اور وہ آسمان کا دروازہ ہے جس میں سے ان کے اعمال اترتے تھے اور جس میں سے ان کی روزی اترتی تھی ﴿۲۵﴾ کتنی بڑی عبرت ہے اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے کیا عمدہ درس ہے وہ لوگ جو بہت تھے کہ ان کے دم قدم سے ہی رونق تھی ان کی بستی کی رونق بنے ہوئے تھے اگر وہ خزاں تو گلشن عالم میں خزاں آجاتی ہے کوئی کونپل پھوٹتی ہے کوئی غنچہ چٹکتا ہے کوئی عندلیب نغمہ سرا ہوتا ہے کوئی شجر ثمر بار ہوتا ہے کوئی گل کھلتا ہے ہر طرف بہار ہی بہار ہوتی ہے حقیقت یہ ہے ان کی خوبی تھی کہ وہ اپنے کو سمجھتے تھے کہ ہم ہیں جب ان پر عذاب الٰہی آیا اور وہ نیست و نابود کر دیے گئے تو ان کی تباہی پر کوئی دل نہ پسیجا، کوئی آنکھ اشکبار ہوئی اور کسی نے دوبارہ انہیں یاد کرنے کی ضرورت محسوس کی انہوں نے جن باغوں کو اپنی ہوسناکیوں سے لوٹنے اور پامال کرنے کی کوششیں دیر تک کی تھیں ان کو سنوارنے اور اس کو آراستہ کرنے کی انہیں توفیق ہی نصیب نہ ہوئی تھی پھر ان کو یاد کرتا تو کون اور ان کے فراق میں آنسو بہاتے تو کیوں؟

﴿۲۶﴾ فلاں کو عذاب مہین کہا گیا ہے یعنی رسوا کن عذاب۔ بیشک کسی قوم پر اس سے بڑا عذاب مسلط نہیں کیا جا سکتا کہ اس کی آزادی اس سے سلب کر لی جائے اللہ تعالیٰ اپنے ہر عذاب سے خصوصاً کفار و مشرکین کی غلامی سے محفوظ رکھے آمین یا رب العالمین!

﴿۲۷﴾ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو جملہ اقوام عالم سے چن لیا اور دعوت حق کا شرف انہیں عطا فرمایا یہ سب کچھ بلاوجہ نہ تھا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا

جس میں صریح آزمائش تھی ۲۸ بے شک یہ (کفارِ مکہ) بھی کہتے ہیں ۲۹ نہیں ہے (زندگی) بس ہماری (یہی)

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

پہلی موت اور نہ ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا ۔ بھلا (اگر ایسا ہے) تو (ہمارے) باپ دادوں کو (زندہ کر کے) لے آؤ اگر تم سچے ہو ۳۰

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے ان کو اس منصبِ جلیل کے لیے منتخب فرمایا کیونکہ اس زمانہ میں جتنی قومیں تھیں ان سب سے اس بارِ امانت کو اٹھانے کی اہلیت صرف بنی اسرائیل ہی میں تھی۔

۲۸ ان کے دلوں کو نورِ یقین سے منور کرنے کے لیے انہیں بے شمار معجزات دکھائے گئے درحقیقت یہ ان کا امتحان تھا، یہ ان کی آزمائش تھی کہ آیا وہ اس اعزاز کا حق رکھتے ہیں جو انہیں بخشا گیا ہے یا نہیں۔

۲۹ پہلے گفتگو کفارِ مکہ سے ہو رہی تھی اور ان کو کفر سے باز آنے کی تلقین کی جا رہی تھی، لیکن جب ان کی ضد میں کوئی فرق نہ آیا تو ان کو سمجھانے کے لیے فرعون اور اس کی قوم کا ذکر کر دیا۔ بتایا کہ ان کی روش میں ہٹ دھرمی اور تعصب کی تھی جس طرح تمہارے ہے لیکن ان کی جاہ و حشمت اور حکومت و سلطنت سے تم کو دور کی بھی نسبت نہیں وہ بہت بڑی سلطنت کے مالک تھے ان کے دارالسلطنت چاندی سے بھرے تھے ان کے پاس بیش قیمت زرخیز زمینیں تھیں جن کو دریائے نیل سے نکلی ہوئی نہریں سیراب کرتی تھیں۔ جب انہوں نے قبولِ حق سے انکار کر دیا تو یہ ساری جاہ و حشمت ان کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا گیا۔ تم خود سوچ لو کہ تم میں یہ طاقت ہے کہ غضبِ الٰہی کا مقابلہ کر سکو؟

اس طویل بحث کے بعد اب پھر گفتگو اہلِ مکہ کے رویہ میں ہو رہی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ ہمیں خواہ مخواہ قیامت اور عذابِ جہنم سے ڈراتے رہتے ہیں۔ پہلی دفعہ جب ہم موت کا پیالہ پئیں گے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ اس کے بعد نہ کوئی زندگی ہے نہ کوئی حشر و نشر۔

الموتۃ الاولیٰ سے مراد پہلی موت۔ پہلی موت کے لیے ضروری نہیں کہ کوئی دوسری موت بھی ہو۔ قال الراغب فی التمہید الاول فی کلامھم ابتداء الشیئ ثم قد یکون لہ ثان وقد لا یکون۔ سنوسی اپنی کتاب التمہید میں کہتے ہیں کہ لغت میں اول شے کی ابتدا کو کہتے ہیں۔ کبھی اس کے بعد دوسرا ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔

۳۰ (وقوعِ قیامت پر ان کے سامنے جیسوں والائل پیش کیے گئے۔ وہ دلائل نہ مانوں کی رٹ لگائے رہے اور کہتے کہ ہم تمہاری اس بات کو تب تسلیم کریں گے جب تم ہماری مطلوبہ دلیل پیش کرو۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے آباء و اجداد جو مر چکے ہیں تم ان کو زندہ کر دو۔ ہم مان لیں گے کہ ہم بھی زندہ ہوں گے اور قیامت بھی قائم ہو گی۔ ان کا یہ مطالبہ سراسر ناحق تھا۔ بھلا ان سے کس لیے کہا جاتا کہ وہ اس دنیا میں مرنے کے بعد زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ أَهْلَكْنَاهُمْ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا

والے لوگوں (کے انجام) سے؟ کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بیشک وہ

۳۷ جس طرح ایران کے بادشاہ کو کسریٰ اور حبش کے سلطان کو نجاشی کہا جاتا تھا اسی طرح یمن اور حضرموت کے فرمانروا کا لقب تبع تھا۔ یہ علاقہ اس وقت آبپاشی کے ترقی یافتہ نظام کے باعث بڑا زرخیز اور آباد تھا۔ یہاں کے لوگ متمول اور خوش حال تھے۔ یہاں کے سلاطین کے خزانے بھرے ہوئے تھے۔ ان کی شوکت اور سطوت کے باعث ان کے ہمعصر سلاطین اور ملوک میں ان کی بڑی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اور سب ان سے خائف رہا کرتے تھے۔

اہل مکہ کو کیا جواب ہے کہ تم اتنے بدمست کیوں بنے پھرتے ہو۔ تمہاری تو بساط ہی کیا ہے۔ تبع کی قوم تم سے کہیں زیادہ دولت مند اور طاقتور تھی، انہیں زندگی کی جو راحتیں اور سہولتیں میسر تھیں تمہیں تو ان کا عشر عشیر بھی نصیب نہیں۔ ان کی عظمت و شوکت کے افسانے خود تمہارے ہاں زبان زد عوام ہیں۔ تمہیں خوب علم ہے کہ جب انہوں نے راہِ راست سے منہ موڑا اور سرکشی و نافرمانی اور بغاوت پر کمربستہ ہو گئے تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ان کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہا۔ بلکہ تم سے پہلے جتنی قومیں گزری ہیں انہوں نے جب سرکشی کو اپنا شیوہ بنایا تو ان کو اسی حسرت ناک انجام سے دوچار ہونا پڑا۔ اب ذرا یہ بتاؤ کہ تم کس بل بوتے پر ہمارے رسول کی عداوت پر کمربستہ ہو اور ہماری آیات کو جھٹلاتے ہو۔ کیا کبھی تم نے اس بات پر غور کیا کہ تمہاری اس روش کا انجام کس قدر خوفناک ہے۔ خدارا ہوش میں آؤ اور عقل سے کام لو۔

مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ ان حکمرانوں میں سے ایک تبع مشرف باسلام ہوا تھا۔ اس کا نام ابوکرب بتایا جاتا ہے۔ اس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر قیمتی غلاف چڑھایا۔ جب اس کا گزر مدینہ طیبہ کے مقام سے ہوا تو اس کے لشکر کے علماء نے اسے بتایا کہ یہ نبی آخر الزمان کی ہجرت گاہ ہے۔ اس فضیلت سے اس کشش اور روحانی جاذبیت محسوس ہوئی کہ اس نے حضورؐ کے نام ایک خط لکھا جس میں اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا اور یہ التجا کی کہ میرا ایمان قبول ہو اور روزِ قیامت مجھے اپنی شفاعت سے محروم نہ کیا جائے۔ علامہ قرطبی اور دیگر علماء تفسیر نے اس واقعہ کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ علامہ قرطبی نے وہ خط تحریر کیا ہے جس میں تبع نے اپنے ایمان لانے کا ذکر کیا ہے۔ اس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

"فان لم ادرکک فاشفع لی ولا تنسنی یوم القیامۃ فانی من اتباعک الاولین الخ"

ترجمہ: اگر میں اس حیاتِ مستعار میں حضورؐ کی زیارت سے بہرہ مند نہ ہو سکوں تو میری شفاعت فرمایئے اور قیامت کے روز مجھے فراموش نہ کیجیے کیونکہ میں آپ کے ان متبعین اولین سے ہوں جو پہلے گزرے ہیں۔"

اس کے ہمراہ علماء بھی تھے۔ ان میں سے ایک جماعت نے اسی جگہ اقامت کی اجازت چاہی۔ بادشاہ نے ان کی رہائش کے لیے مکانات تعمیر کروائے، ان کو زندگی کی ضروریات فراہم کیں اور ان میں جو معزز ترین عالم تھا اپنا مکتوب اس کے حوالے کیا اور اسے وصیت کی کہ اگر تجھے زیارت نصیب ہو تو میرا عریضہ پیش خدمت کرنا۔ وہ اپنی اولاد کو ہدایت کرتے جاتا کہ جس کو یہ سعادت نصیب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۲﴾ مَا

مجرم تھے ۔ اور نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر ۳۲ نہیں

خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ

پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں سے اکثر اس حقیقت کو نہیں جانتے ۔ یقیناً فیصلہ کا دن ان سب کو اکٹھا کرنے

مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ

کے لیے مقررہ وقت ہے ۳۳ جس روز کوئی دوست کسی دوست کے ذرا کام نہیں آئے گا اور نہ ان کی

ہو وہ میرا خلیفہ پیش کرے ۔ تبع کا زمانہ عہد رسالت سے ایک ہزار سال پہلے کا ہے ۔ جب حسبِ حالیاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچے تو جس گھر کے سامنے ناقہ مبارک بیٹھا وہ حضرت ابو ایوب انصاری کا دولت کدہ تھا اور یہ اس عالم کی اولاد سے تھے جس کو یہ خط ملا تھا ۔ انہوں نے وہ عریضہ پیش کیا ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو حکم دیا کہ پڑھ کر سنائیں ۔ حضور نے یہ خط سن کر اس کا اور اس قاصد کا بڑا اعزاز فرمایا اور اس کی شفاعت کی درخواست کو بھی منظور فرمایا ۔

۳۲ تبع کی قوم نے بھی یوم الحساب کا انکار کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رنگ رلیاں منانا اور دن بھر عیش کرنا ان کی زندگی کا مقصد بن گیا جو ان کی تباہی کا باعث ہوا ۔ اے اہل مکہ تم بھی روزِ قیامت کا انکار کر کے ممکنات عمل کے اٹل اصول سے غافل بن گئے ہو ۔ کبھی اس کے انجام پر بھی غور کیا کرو ۔ اس آیت میں ان کی توجہ کائنات کے محکم نظام اور دقیق انتظام کی طرف مبذول کرائی گئی ہے ۔

اس کارخانۂ ہستی کے ہر گوشہ میں جو نظم و ضبط پایا جاتا ہے اس کے نظام میں جو سنجیدگی اور گیرائی نظر آتی ہے اس کے مشاہدہ کے بعد کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ یہ سب کچھ کھیل تماشا ہے ۔ اس کے بنانے والے نے اسے محض تفریح طبع کے لیے بنایا ہے ۔ کائنات کی ہر چیز پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ میرا صانع بڑا حکیم ہے ۔ اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ۔ ہر چیز بامقصد ہے ۔ جب پتھر اور روڑے بھی بے کار نہیں تو اس خلاقِ عظیم کا یہ حسین جمیل شاہکار حضرت انسان جسے دیگر ان گنت نعمتوں کے علاوہ عقل و شعور کی نعمت بھی بخشی گئی ہے اس کی زندگی بلا مقصد کیسے ہو سکتی ہے ۔ اس کے اعمال و افعال بے نتیجہ کیسے رہ سکتے ہیں ۔ قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی ۔ اس روز تم اپنے خالق کے روبرو پیش کیے جاؤ گے جہاں بیگانوں سے بیگانگی کا اظہار کیا جائے گا اور اپنے عاشقانِ دلفگار پر اپنا کرم کھل کر برسے گا ۔

۳۳ وقتِ قیامت کے لیے ایک وقت مقرر ہو چکا ہے ۔ تمہیں اس کے بارے میں پہلے سے آگاہ کر دیا گیا ہے اب یہ تمہاری صوابدید پر منحصر ہے کہ چاہے اس پر ایمان لے آؤ اور اس دن کی کامیابی کے لیے تیاری شروع کر دو اور چاہے تو اس دن

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يُنصَرُونَ ﴿۴۱﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۴۲﴾ إِنَّ شَجَرَتَ

مدد کی جائے گی ۳۲ سوائے ان کے جن پر اللہ نے رحم فرمایا ہے ۳۳ بیشک وہ سب پر غالب اور بیحد رحم کرنے والا ہے ۳۴ بلاشبہ زقوم کا

الزَّقُّومِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْأَثِيمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ

درخت گنہگار کی خوراک ہوگا ۳۵ پگھلے تانبے کی مانند، پیٹوں میں جوش مارے گا جیسے کھولتا پانی جوش

الْحَمِيمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوهُ فَاعْتِلُوهُ إِلَىٰ سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ

مارتا ہے ۳۶ (حکم ہوگا) اس (نابکار) کو پکڑو اور اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم کے وسط میں لے جاؤ۔ پھر اس کے سر کے

سے بے خوف ہو کر راہ راست پر رہا اور جب قیامت برپا ہوا اور تمہیں قبروں سے نکال کر بارگاہ رب العزت میں کھڑا کر دیا جائے تو اس وقت ندامت و خجالت سے سر جھکائے کف افسوس ملتے رہو گے۔

میقات کہتے ہیں وہ وقت جو کسی کام کے لیے متعین کر دیا گیا ہو۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و حکمت سے وقوع قیامت کے لیے ایک وقت مقرر کر دیا ہے۔ تمہاری جلد بازی سے اس پروگرام میں ردوبدل نہیں کیا جا سکتا۔ تم کہتے ہو کہ ہم قیامت پر تب ایمان لائیں گے کہ ہم سے پہلے جو لوگ مر چکے ہیں انہیں سے کسی کو زندہ کر کے تمہارے سامنے لا کر کھڑا کر دیا جائے۔ اس دنیا میں تو مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کا کوئی پروگرام ہی نہیں، جب قیامت کا مقررہ وقت آ جائے گا قیامت برپا ہو جائے گی۔

۳۳ ہر وہ قرابت اور تعلق جس کی وجہ سے کوئی شخص کسی کی امداد و اعانت کرتا ہے اسے سبب کہتے ہیں۔ خواہ وہ تعلق نسب کا ہو دوستی کا ہو ہم حلیف ہونے کا ہو یا اُنس کرنے کا۔ والمعنی الذی یمنع من النصرۃ اما القرب بالدین او النسب او التعلق کالحلف والصدیق والمولی۔ آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ کوئی قریبی رشتہ دار یا دوست کسی کے کام نہیں آئے گا اور نہ کسی کی مدد کی جائے گی۔ پہلے وقوع قیامت کا ذکر کیا گیا، اب احوال قیامت کا بیان شروع ہے۔

۳۴ البتہ وہ خوش نصیب جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو گی ان کی دوستی بھی کام آئے گی اور ان کی رشتہ داری بھی۔ ان کے ساتھ کسی قسم کا بھی رابطہ ہو گا تو وہ بے ثمر نہ ہو گا۔

۳۵ یہاں دشمنوں اور دوستوں دونوں کا ذکر ہو رہا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے ایسے دو اسم یہاں ذکر کیے گئے جن سے اس سلوک کا پتہ چل جائے جو دونوں گروہوں کے ساتھ ہونے والا ہے۔ فرمایا وہ العزیز ہے یعنی سب سے زبردست اور سب پر غالب اگر اپنے دشمنوں سے انتقام لینا چاہے تو وہ اس پر قادر ہے اور اپنے دوستوں کے ساتھ وہ الرحیم ہے۔ ای المنتقم من اعدائہ الرحیم باولیائہ۔

۳۶ اہل نار کو جو غذا دی جائے گی اس کا ذکر ہو رہا ہے۔ الزقوم: درخت کا ایک درخت ہے۔ تمہارا کڑوا، کسیلا، زہریلا، نہایت بدبودار پھل، تصور سے ایک گونہ مماثلت کے باعث الزقوم کہا گیا ہے۔ اثیم: بدکار، فاجر۔ المہل: الخاص المعدنی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَأْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ إِنَّ

اوپر کھولتا پانی (اسے) عذاب دینے کے لیے ﴿۴۸﴾ (کہا جائے گا) تو چکھ تو بڑے معزز و مکرم ہو۔ بیشک

هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ إِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ أَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾

یہ وہ ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔ یقیناً پرہیزگار امن کی جگہ میں ہوں گے ﴿۵۱﴾

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّإِسْتَبْرَقٍ

باغات میں اور (بہتے ہوئے) چشموں میں۔ پہنے ہوئے ہوں گے لباس باریک اور دبیز ریشم کا۔

مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ ۖ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا

آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے ﴿۵۳﴾ ہاں ایسا ہی ہوگا اور ہم بیاہ دیں گے انہیں گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے۔ وہ منگوا لیا کریں گے وہاں

پگھلا ہوا تانبا۔ اس کا دوسرا معنی تیل کا تلچھٹ بھی کیا گیا ہے۔

۳۸ علامہ قرطبی فاعتلوہ کا معنی لکھتے ہیں الفتل: ان تاخذ بتلابیب الرجل وتسحبہ الیک۔ کسی کو گریبان سے پکڑ کر کھینچنا۔ علامہ آلوسی نے اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی اقصفوہ کما یقصف الحطب یعنی اس کو آگ میں جھونک دو جس طرح ایندھن جھونکا جاتا ہے۔ سواء الجحیم: ای وسط الجحیم یعنی جہنم کے وسط میں۔ صبّوا: انڈیلو۔

۳۹ اس عذاب الیم پر یہ سرزنش: انذرتہم: کرلو ہے جو اسے برداشت کرے۔

۴۰ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں، تقویٰ و پارسائی کو اپنا شعار بنانے والوں پر جو لطف و کرم اس روز فرمایا جائے گا اب اس کا ذکر چل رہا ہے۔ بتایا کہ جہاں انہیں ٹھہرایا جائے گا وہاں انہیں کسی قسم کا اندیشہ نہ ہوگا نہ بیماری کا، نہ تنگ دستی کا، نہ غم و اندوہ کا۔ امام مسلم اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہؓ اور ابوسعید خدریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت سے کہہ دیا جائے گا کہ یہاں تم ہمیشہ تندرست رہو گے کبھی بیمار نہ ہو گے، ہمیشہ زندہ رہو گے کبھی نہ مرو گے، ہمیشہ خوش حال رہو گے کبھی خستہ حال نہ ہو گے، ہمیشہ جوان رہو گے کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ جہاں انسان ان تمام آفات اور پریشانیوں سے ہر طرح محفوظ ہو اس سے بڑھ کر بھی کوئی امن کی جگہ ہو سکتی ہے۔

السندس: الرقیق من الدیباج۔ باریک ریشمی کپڑا۔ الاستبرق: غلیظ۔ دبیز ریشمی کپڑا۔

۴۱ دوبدو۔ آمنے سامنے۔ جنتی دلوں میں علماء اور طبائع میں کدورت نہیں ہوگی کہ ایک دوسرے کی طرف پیٹھ کیے بیٹھے ہوں۔ بلکہ باہمی محبت و مودت کی ایسی کیفیت ہوگی کہ ایک دوسرے کے روبرو بیٹھیں گے جیسے باہمی دیدار کا شوق ہو اور نگاہیں ایک دوسرے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ

ہر قسم کا پھل اطمینان سے ۵۵ نہ چکھیں گے وہاں موت کا ذائقہ بجز اس

الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰىهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۚ ذٰلِكَ

پہلی موت کے۔ اور اللہ نے بچا لیا انہیں عذاب جہنم سے ۔ محض آپ کے رب کی مہربانی سے ۵۶ یہی وہ

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

بڑی کامیابی ہے (جس کی انہیں آرزو تھی) پس ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو آپ کی زبان میں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔

فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

سو آپ بھی انتظار کیجیے وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں ۵۹

ع ۳ ۱۷ ۱۶

کی بڑائیں لے رہی ہوں۔ حُوْر ۔ حَوْرَاء ۔ اس کا معنی ہے گوری رنگت والی۔ عِیْن ۔ عین ہے عیناء کی، وہ عورت جس کی آنکھیں بڑی اور خوبصورت ہوں۔

۵۲ جو پھل طلب کریں گے جتنی بار اور جتنی مقدار میں، وہ فوراً پیش کر دیا جائے گا۔ یہ نہیں ہوگا کہ مطلوبہ مقدار نہیں ملے گی اور لذت ختم ہونے کا اندیشہ ہوگا۔

۵۳ یہ سب جنت کی نعمتیں، یہ سب فضل و احسان اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کا ثمر ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دنیا میں جن ایسے ایسے انعامات سے نوازا ہے کہ ہم عمر بھر شکر ادا کرتے رہیں تو کسی ایک نعمت کا شکر بھی ادا نہیں ہو سکتا۔ ہم میں سے بڑے سے بڑا متقی اور پارسا یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس کے اعمال صالحہ ہر لحاظ سے مکمل ہیں اور ان میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں۔ اس لیے قیامت کے روز جو نعمتیں وہ اپنے مقبول بندوں پر فرمائے گا اسے اس کا فضل و احسان ہی کہا جا سکتا ہے۔

۵۴ ہم نے قرآن کو آپ کی مادری زبان میں نازل فرمایا جس کا سمجھنا ان کے لیے آسان ہے۔ اب بھی اگر وہ نصیحت قبول نہیں کرتے تو ان کی قسمت۔ پس اے حبیب مکرم! آپ بھی انتظار فرمائیں اور وہ بھی انتظار کریں۔ جب ان کی بربادی کی مقررہ ساعت آ پہنچے گی، تو ان کو ان کے کرتوتوں کی سزا مل کر رہے گی۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ الْبَعُوْثِ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف

سُورۃ الجاثیہ

نام : اس کا نام حٰمٓ الجاثیہ ہے۔ یہ لفظ آیت نمبر ۲۸ میں مذکور ہے۔ اس سورت میں چار رکوع، چھتیس آیات، چار سو اٹھاسی کلمات اور دو ہزار ایک سو اکیانوے حروف ہیں۔

زمانۂ نزول : ان سات سورتوں میں سے ایک ہے جن کا آغاز حٰمٓ سے کیا گیا ہے۔ مضامین اور سیاق و سباق میں کیسانیت اس بات پر بھی دلالت کر رہی ہے کہ ان کا نزول یکساں حالات میں ہوا۔

مضامین : ① عقیدۂ توحید کو تسلیم کرنا ان کے لیے بڑا دشوار تھا۔ اسی دشواری کی دیوار کو منہدم کرنے کے لیے عالم رنگ و بو کی بلندیوں اور پستیوں میں بکھری ہوئی ان روشن نشانیوں کی طرف قدرے تفصیل کی توجہ مبذول کرائی جو پکار پکار کر اپنے بنانے والے کی حکمتِ بالغہ، قدرتِ کاملہ اور علمِ محیط کی شہادت دے رہی ہیں۔ چشمِ خرد کھول کر زمین و آسمان کی پہنائیوں کو دیکھو، خود اپنے وجود اور اس کی بوقلمونیوں کی سیر کرو، حیوانات کے بے شمار انواع و اقسام پر نگاہ ڈالو، گردشِ لیل و نہار کے دقیق نظام میں غور و فکر کرو، ہر چیز میں اس خالقِ علیم کا پتہ ملے گی جو قدیر و حکیم بھی ہے اور وحدہٗ لاشریک بھی! البتہ کذاب اور بدکار لوگ قدم قدم پر فروزاں ان روشن قندیلوں کو نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس کے بعد ان مرجہ اسلامات کا ذکر فرمایا جن سے انسان کو بہرہ ور کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی بتا دیا کہ ان کی قدر و منزلت وہی لوگ جان سکتے ہیں جو فکر اور تدبر کے خوگر ہیں۔

② بنی اسرائیل پر جو بے پایاں الطاف کیے گئے انھیں بیان کیا۔ بتایا کہ ہم نے اس قوم کو کتاب، حکومت اور نبوت کی گراں بہا نعمتیں ارزاں فرمائیں۔ انھی عنایات کے باعث اس خطے کی تمام اقوام عالم پر انھیں فضیلت اور برتری بخشی، لیکن کچھ عرصہ بعد ان میں باہمی حسد و عداوت کی وبا پھوٹ پڑی۔ وہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے مختلف دھڑوں میں بٹ گئے اور اس آسمانی دین کو انھوں نے اس طرح پارہ پارہ کر دیا کہ وہ ان کی اجتماعی زندگی میں رہنمائی کی قوت سے محروم ہو گیا۔

اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ ہم نے آپ کو بھی ایک شریعت، ایک جامع نظامِ حیات عطا فرمایا ہے۔ آپ پر لازم ہے کہ اس کا اتباع کریں اور ان جاہلوں اور نادانوں کی اطاعت نہ کریں جو اپنے نفسوں کی خواہشات کے بندے بن کر رہ گئے ہیں۔ اگر آپ نے (بفرضِ محال) ایسا کیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہماری گرفت سے آپ کو نہ بچا سکے گی۔

اے غلامانِ مصطفیٰ! اے سرزمینِ پاکستان میں بسنے والے فرزندانِ اسلام! اپنے خالق و مالک کا فرمان سن رہے ہو! کیا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد بھی ہمارے سربراہانِ مملکت کو ہمارے قانون ساز اداروں کو اور ان کے مقرر کردہ کمشنوں کے اراکین کو مزید کسی تجویز اور سروے کی ضرورت ہے۔ صاف صاف بتا دیا کہ ہماری دی ہوئی شریعت پر عمل کرو ورنہ عذابِ الٰہی سے تمہاری نجات کی سب راہیں بند ہو جائیں گی۔

آیت ۲۳ میں بھی غور فرمایئے۔ ارشاد ہے "ہمارے قانون پر عمل نہیں کرتا گویا وہ ہمیں خدا نہیں مانتا اور ہر نفس کی ہر فرمائش کو پورا کرتا ہے گویا اس نے اپنا خدا اور معبود بنا لیا ہے۔ ایسا شخص علم و فضل کا پتلا ہی کیوں نہ ہو، وہ راہِ راست سے بھٹک جاتا ہے۔ ایسے بدبخت سے فہم و تدبر کی توفیقیں سلب کر لی جاتی ہیں اور اس کے ہدایت قبول کرنے کا امکان ہی باقی نہیں رہتا۔

کفار کا عقیدہ تھا کہ بس یہی زندگی ہے۔ گردشِ زمانہ ان کی موت کا پیغام لاتی ہے۔ نہ قیامت برپا ہوگی اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کا سوال پیدا ہوگا۔ یہ عقیدہ انہیں اپنے آباء و اجداد سے ورثے میں ملا تھا۔ وہ کسی قیمت پر اس سے دستبردار ہونے کے لیے تیار نہ تھے۔

سورت کے اختتام سے پہلے ان کو اس رویے سے تائب ہونے کی طرف توجہ دلائی گئی اور ارشاد ہوا کہ قیامت کا برپا ہونا خلافِ عقل نہیں، بلکہ عین حکمت ہے اور عقل کے تقاضوں سے کلیۃً ہم آہنگ ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص جس نے عمر بھر تعقل کو اپنا شعار بنائے رکھا اور آیاتِ بینات دیکھنے والا شخص دونوں یکساں ہوں۔ دنیاوی عیش و عشرت نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے، اور وہ اس روشن حقیقت سے انکار کرتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ جاثیہ مکی ہے اور اس کی سینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ

حٰمٓ۔ اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ بے شک آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾ وَفِيْ خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ

میں (اس کی) کاریگری اور قدرت کی نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لیے۔ اور (خود) تمہاری پیدائش میں اور جو جاندار (حیوانات) وہ پھیلا رہا ہے

اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔ نیز گردش لیل و نہار میں اور جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے

۱؎ پہلی دو سورتوں کی طرح اس سورت کا آغاز بھی اس حقیقت کو آشکارا کرنے سے ہو رہا ہے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے کفار کا یہ خیال سراسر باطل ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود اس کے مصنف ہیں یا کوئی اور شخص آپ کو یہ کلام سکھاتا ہے۔ کفار کی یہ آیتیں بالکل لغو اور بیہودہ ہیں۔ اس کا پُرشکوہ اسلوبِ بیان اس کے الہامی اور حکیمانہ مواعظ اس کا بیان کردہ فلسفۂ حیات سب بتا رہے ہیں کہ یہ اس ارفع، اعلیٰ، ہر دان، ہمہ دان ہستی کا کلام ہے جو عزیز بھی ہے اور حکیم بھی۔ اس لیے تمہاری فلاح اس میں ہے کہ اس عزیز و حکیم کے ارشادات پر پورے اطمینان سے عمل پیرا ہو اور یقین کرو کہ کامیابی ہستی کی فرمانبرداری میں ہی تمہاری کامیابی اور کامرانی کا راز مضمر ہے۔

تنزیل، مصدر ہے اسم مفعول مُنَزَّل کے معنی میں۔

۲؎ اسلام کرۂ ہوائی کو گواہ ٹھہرا کر انسان کو غفلت کی چادر تانے سوتے رہنے پر ملامت کرتا ہے۔ موت و حشرت کا گھٹن زندگی کی تعمیری صلاحیتوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔ فسق و فجور کے بے خار باغ ان کی انسانیت کو مسخ کر رہے ہیں۔ اسلام اس صورتِ حال کے خلاف علمِ جہاد بلند کرتا ہے اور انسانیت کو سیراب کرنے کے لیے اپنی ساری قوت بروئے کار لاتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ وہ جبر و تشدد کا قائل نہیں۔ وہ زبردستی اپنے نظریات کسی پر نہیں ٹھونستا۔ وہ صرف غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ وہ آیاتِ بینات جو خالقِ کون و مکان کی وحدانیت اور اس کی صفاتِ کاملہ پر ناقابلِ تردید شہادت دے رہی ہیں، ان کی طرف مزید توجہ کرتا ہے تاکہ اگر دل میں حق پذیری کی صلاحیت موجود ہے تو وہ اسے شرق و غرب سے قبل کرے۔ اگر آنکھوں میں بینائی ہے تو وہ حق و باطل کی واضح لکیروں سے لطف اندوز ہو سکے۔ اسی مقصد کے لیے قرآن کریم اپنے قارئین کو آفاقی عالم کی ان تابندہ آیات میں غور کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ

آسمان سے رزق کا سبب یعنی پانی نازل کر دیا اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مُردہ ہونے کے بعد سے اور ہواؤں کے گھمانے

الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ۚ

میں نشانیاں ہیں ان کے لیے جو عقلمند ہیں ۝ یہ سب نشانیاں ہیں اللہ کی قدرت کی ہم یہ آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں ٹھیک ٹھیک کے ساتھ۔

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ۝ وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ۝

پس وہ کونسی ایسی بات ہے جس پر وہ اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد ایمان لائیں گے ۝ ہلاکت ہے ہر جھوٹے بدکار کے لیے ۝

۳ اگر ہمیشہ رات ہوتی یا ہمیشہ ہی دن رہتا تو دنیا کا انتظام اس طرح ہرگز نہ چلتا اور نہ تعریف ہوتا جس طرح اب ہے۔ رات دن کا بڑی باقاعدگی سے یکے بعد دیگرے آنا، پھر ایک کا آہستہ آہستہ گھٹتے چلے جانا اور دوسرے کا بڑھنا اپنے اندر انتہائی فوائد رکھتا ہے جو اہلِ بصیرت کو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اس نظام کا پیدا کرنے والا بڑی قدرت، وسیع علم اور گہری حکمت کا مالک ہے۔

۴ اس کرۂ ہوا کی پرتوں پر نظر ڈالو۔ اس کی کیمیائی ترکیب میں حیران کن تنوع ہے اور اس تنوع میں جو انتہائی باریک اثرات مضمر ہیں اس کا اندازہ لگانا اہلِ علم کے لیے مشکل نہیں۔ کہیں ہوا و نسیم کے جھونکے خوابِ آلود غنچوں کو جگا رہے ہیں، کہیں سبزہ زاروں پر شبنم کے موتی بچھا رہے ہیں، کہیں طوفان بن کر آ رہے ہیں، کہیں بادل کے ٹکڑے ہوئے ٹکڑوں کو یکجا کرنے کی خدمت انجام دی جا رہی ہے، کہیں گھنگھور گھٹاؤں کو آبادیوں سے ہٹا کر دور لے جا رہے ہیں، کبھی بہار کا پیغام لا رہے ہیں، کبھی خزاں کی چیرہ دستیوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ کہیں انسان کے حق سے حملے ہیں تو انسان کو تمام کرہ میں آفات پھیلا رہے ہیں۔ کرۂ ہوا کی ان قلابازیوں کو دیکھتے ہی انسان یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اس کے پیدا کرنے والے کی قدرت، حکمت اور علم بے نظیر اور لاجواب ہے اور ان حقائق کے مشاہدہ کے بعد ہر وہ شخص جس کے حواس بالکل ماؤف اور یقین کا نور مفقود ہے اور عقل و فہم کا چراغ روشن ہے اسے آسانی سے عرفانِ الٰہی نصیب ہو سکتا ہے۔

۵ شروع طلوع ہو چکا ہے۔ اس کی کرنوں سے زمین کا گوشہ گوشہ جگمگا رہا ہے۔ پھر یہاں اگر کسی کو کچھ نظر نہ آئے اسے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا محسوس ہو تو کیا ایسے شخص کی رائے میں کوئی وزن یا اعتبار کر لیا جائے گا اس کو کچھ نظر آئے گا۔ قرآن کریم کی آیاتِ بینات کے بعد بھی اگر کسی کو ہدایت نصیب نہیں ہوتی تو اس کے ظلمت کدۂ دل میں کسی اور ذریعہ سے اجالا کرنا ناممکن ہے۔

۶ ان آیات میں کفار کے ایک مخصوص گروہ کے طرزِ عمل کو بیان کیا جا رہا ہے کہ وہ آیاتِ الٰہی کو سنتے ہیں لیکن مانتے اور ایمان لانے کے لیے نہیں بلکہ ان کو جھٹلانے کے لیے۔ ان کا طریقہ و پروگرام ہے کہ وہ آیاتِ قرآنی کو ہرگز نہیں مانیں گے بلکہ اس خیال سے سنیں گے کہ اس میں کوئی عیب نکال سکیں یا اس کا مذاق اڑا سکیں۔ ایسے لوگوں کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا جس سے چھٹکارا ممکن نہ ہو گا۔ دنیا کی کمائی ہوئی دولت ان کے کام آئے گی اور نہ ان کی اولاد ان کو اس مصیبت سے بچا سکے گی۔ نہ وہ بت جن کی وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ

جو سنتا ہے اللہ کی آیتوں کو جو پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے پھر بھی اڑا رہتا ہے غرور کرتے ہوئے گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں۔

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۭ

پس تو اسے دردناک عذاب کا مژدہ سنا دے۔ اور جب وہ آگاہ ہوتا ہے ہماری آیتوں میں سے کسی پر تو ان کا مذاق اڑانے لگتا ہے۔

اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ مِّنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا

یہی وہ (بدنصیب) ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ ان کے آگے جہنم ہے۔ اور ان کے کچھ کام نہ آئے گا جو انہوں نے کمایا

كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

اور نہ وہ کسی کام آئیں گے جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوست بنایا تھا ۔ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہوگا

هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝

یہ قرآن سراسر ہدایت ہے اور جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا ان کے لیے دردناک عذاب ہے سخت قسم کے عذاب میں سے۔

عبادت کیا کرتے تھے اور وہ رؤسا جن کو خوش کرنے کے لیے نبی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور شیعۂ اسلام کے پیروؤں کو اذیت دیا کرتے تھے ان کی دستگیری کر سکیں گے۔ افاک، کذاب۔ بہت جھوٹا۔ اثیم: بڑا بدکار۔

ف ان کے ایمان نہ لانے کی یہ وجہ نہیں کہ آیاتِ قرآنی پر انہیں کوئی معقول اعتراض ہے جن اعتقادی گمراہیوں کی گنتی ہے وہ تمام کی تمام جس نظامِ حیات کو پیش کیا گیا ہے وہ فطرت و عقل انسانی کی تہ میں رکھا ہوا ہے۔ ان میں سے کوئی وجہ ان کے ایمان نہ لانے کی نہیں رکھتی بلکہ غرور و نخوت انہیں اجازت نہیں دیتی کہ وہ اس نبی کریم کی اطاعت قبول کریں۔ اس لیے وہ باطل پر اڑ گئے ہیں اور اس سے چمٹے ہوئے پڑھ رہی ہیں آیاتِ الٰہی کا تمسخر اڑانا ظالموں کا شیوہ ہے۔

ف اس سے مراد یا تو وہ بت ہیں جن کی وہ پوجا کیا کرتے تھے یا وہ رئیس، سردار اور سیاسی لیڈر ہیں جن کی خوشامد میں وہ ہر طرح کی خسیس حرکت کرنے کے لیے تیار رہتے تھے۔ حتیٰ کہ قرآن اور منزلِ قرآن کی نافرمانی بھی ان کا شعار بن گئی تھی۔

ف یعنی یہ قرآن سراسر ہدایت ہے۔ جو اس کی بتائی ہوئی راہ پر چلے گا منزلِ مقصود پر پہنچ جائے گا۔ جو اس کے نور سے اکتسابِ نور کرے گا اس کا دل بھی منور ہو جائے گا۔

ف اس آیت میں رجز کا لفظ غور طلب ہے۔ علماء دین اس کی تحقیق کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ قال ابو اسحٰق وغیرہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا

اللہ وہ ہے جس نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لیے سمندر کو تاکہ رواں رہیں اس میں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تم (اس کی تجارت سے)

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

تلاش کرو اس کا فضل ۱۲ اور تاکہ تم اس کا شکر ادا کیا کرو۔ اور اس نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

الرجز فی القرآن ھو العذاب المُثقِل لشدتہ ولہ تقلقلۃ شدید ذا متابعۃ (لسان العرب) یعنی ابو اسحٰق کہتے ہیں کہ رجز کا لفظ جو قرآن میں مذکور ہے اس کا معنی ہے ایسا عذاب جو اپنی شدت کے باعث لرزہ خیز ہو۔ اس کے بھی شدید اور دشوار ہوں۔ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ بدبخت جو اپنے ظن و تخمین سے اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں انہیں شدید عذاب میں سے بڑے دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

۱۱ پہلے ان آیاتِ بینات کے ذکر کا سلسلہ شروع تھا جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی صفاتِ کمال پر دلالت کرتی تھیں۔ درمیان میں کفار کے ایک گروہ کی ہٹ دھرمی کا ذکر آ گیا۔ اب پھر انہی آیات کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔

علامہ لغت لفظ تسخیر کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ سخرہ تسخیرا، کلفہ عملا بلا اجرۃ والصحاح للجوہری کسی کو اجرت اور معاوضہ دیئے بغیر کوئی کام کرنے پر مجبور کرنا۔ علامہ ابن منظور لسان العرب میں تسخیر کا یہی مفہوم نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ قال الزجاج: تسخیر ما فی السموات تسخیر الشمس والقمر والنجوم الدائبین وھو الانتفاع بھا فی بلوغ منافعھم والاقتدار بھا فی مالکھم وتسخیر ما فی الارض تسخیر بحارھا وانھارھا ودوابھا وجمیع منافعھا یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے سمندر کو تمہاری خدمت انجام دینے پر مامور کر دیا ہے۔ اس کی سطح کو اس طرح نرم بنا دیا ہے کہ تم اس میں خوطہ لگا سکتے ہو۔ تمہارے بڑے بڑے مسافر بردار جہاز، مال بردار جہاز اور وہ ٹینکر جو لاکھوں ٹن تیل اٹھا کر دور دراز مقامات تک پہنچتے ہیں وہ اس پر تیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ تم ان میں غوطہ لگا کر آبدار موتی نکالتے ہو، مچھلیاں پکڑ کر ان کو بیچتے ہو اور کھاتے بھی ہو۔ اس کے علاوہ اور بے شمار خدمات ہیں جو سمندر انجام دے رہا ہے اور تم سے ان خدمات کا کوئی معاوضہ بھی طلب نہیں کیا جاتا۔

غور سوچو اگر سمندروں کی سطح سخت ہوتی تو تم اس میں غوطہ کیسے لگا سکتے۔ اگر ان میں بھاری بھرکم جہازوں کو اٹھانے کی صلاحیت نہ ہوتی تو بین الاقوامی تجارت کی یہ گرم بازاری سرے سے مفقود ہوتی۔ یہ سب اس کا فضل ہے جس کو تم تلاش کرتے ہو۔

۱۲ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کسب حلال کی ترغیب دلاتا ہے اور پاکیزہ رزق تلاش کرنے کے لیے بحر و بر میں سفر اختیار کرنے والوں کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ میرے فضل کے متلاشی ہیں۔ اس لفظ میں کسب حلال کی جو عزت افزائی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ

زمین میں سب کا سب اپنے حکم سے ۱۳ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں ۱۴ اے حبیب! ان

اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا

فرمادیں ایمان والوں کو کہ درگزر کریں ان لوگوں سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی تاکہ اللہ خود بدلہ دے ہر قوم کو جو وہ کیا

۱۳ صرف سمندروں پر ہی کیا منحصر ہے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، وہ تمہاری خدمت گزاری کے لیے وقف ہے علاوہ اس تسخیر میں تمہارا یا تمہارے دیوتاؤں کا کوئی دخل نہیں۔ یہ محض اس کا فضل و کرم ہے۔ سائنس دان اپنی تمام تر العقول یا کیجادات کے باوجود کسی چیز کے خالق اور موجد نہیں۔ انہوں نے تو صرف ان مستور قوتوں کو آشکارا کر دیا ہے جو پہلے سے موجود تھیں اور نامعلوم تھیں۔ مثلاً جب انسان بولتا ہے اور اس کے متحرک ہونٹ ہوائی لہروں سے ٹکراتے ہیں تو سارے کرۂ ہوائی میں ایک ارتعاش سا پیدا ہوتا ہے اور وہ آواز دنیا کے کونے کونے تک گونج جاتی ہے۔ سائنس کے قدیم ماہرین کو اس راز کی خبر نہ تھی اس لیے وہ اس سے استفادہ نہ کر سکے۔ اب انہوں نے اس راز کو پا لیا، اس لیے اب ریڈیو وغیرہ کے ذریعے آپ دور دراز کی آوازیں سن لیتے ہیں۔ صنعت سے اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

امریکہ کا مشہور آفاق سائنس دان تھامس ایڈیسن جس نے ایک ہزار سے زیادہ کیجادات کیں، ایک روز کہنے لگا میرے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ میں بہت بڑا موجد ہوں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ میں قطعاً ایسا موجد نہیں ہوں جو قابل ذکر ہو۔ جب میں سوچتا ہوں کہ میں ایک زبردست انسان تو کجا ایک بے وقوف آدمی بنانے پر بھی قادر نہیں جو العقول کی سی باتیں کر سکے، اس کے باوجود مجھے موجد کہنا بڑی بے انصافی ہے۔ پھر اس نے اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ "THAT IS THE REAL INVENTOR" حقیقی موجد اس کی ذات ہے۔

("ریڈرز ڈائجسٹ" اگست ۱۹۷۲ء)

۱۴ ان آیات کے آئینوں میں حسن حقیقی اور کمال ازلی کا عکس جمیل وہی دیکھ سکتے ہیں جو غور و فکر کرنے کے عادی ہوں۔ لیکن جنہوں نے طرز فکر کی کٹھن وادیوں میں قدم رنجہ فرمانے کی کبھی زحمت نہیں کی، انہیں ان جلووں کی رعنائیوں کی کیا خبر۔ تاریخ کا یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ وہ قوم جو قرآن جیسی کتاب کی حامل ہے، بے حسی اور جمود کے آغوش میں اونگھ رہی ہے۔ اسے اونگھتے صدیاں بیت چکی ہیں اور ابھی تک وہ جاگنے کا نام نہیں لیتی۔ اقبال نے اسی لیے بددعا یا دعا کی تھی۔

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ ثُمَّ

کرتے تھے ۱۵ جو نیک عمل کرتا ہے پس وہ اپنے بھلے کے لیے کرتا ہے۔ اور جو برا کرتا ہے تو اس کا وبال اس پر ہوگا ۱۶ پر

اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ

اپنے رب کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا۔ ۱۷ اور بے شک ہم نے عطا فرمائی بنی اسرائیل کو کتاب ۱۸ حکومت

وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۷﴾

اور نبوت ۱۹ اور ہم نے ان کو پاکیزہ رزق دیا ۲۰ اور انہیں برتری دی اپنے زمانے کے اہل جہاں پر ۲۱

۱۵ اہل ایمان کو عفو و درگزر کی تلقین کی جا رہی ہے کہ گھبرائیں نہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوئی خوف نہیں وہ تمہیں طرح طرح کی اذیتیں دیتے ہیں اور دکھ دیتے ہیں تم ان سے الجھنا شروع کر دو اللہ کے ہاں سے انتقام لینے کے درپے ہو جاؤ عفو و درگزر سے کام لیا کرو۔ تمہارے مقام رفیع کو یہی بات زیب دیتی ہے۔ رہا ان کی سزا کا معاملہ تو اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے اسے اس کا علم بھی ہے اور وہ حکیم بھی ہے جب مناسب ہوگا ان کو عذاب کے شکنجہ میں کس لے گا۔ قوما سے مراد اہل ایمان بھی ہو سکتے ہیں۔ اس صورت میں معنی ہوگا کہ اہل ایمان قدرت و طاقت کے باوجود حکم الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے ان منکرین سے درگزر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اجر دے گا۔

بڑی اہمیت کے تاریخی واقعات کو بھی ایام اللہ کہا جاتا ہے، چنانچہ وہ جنگیں جو زمانہ جاہلیت میں لڑی گئیں جن میں انسانی خون پانی کی طرح بہایا گیا جن کی تلخ یادیں مدت مدید تک تازہ رہیں انہیں ایام العرب کہتے ہیں۔ نیز ایام کا معنی عذاب بھی کیا گیا ہے۔ اس صورت میں یرجون۔ یخافون کا ہم معنی ہوگا۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔

۱۶ ہر شخص اپنے اعمال نیک و بد کا خود ذمہ دار ہے۔

۱۷ بنی اسرائیل پر جو انعامات فرمائے گئے اب ان کا ذکر ہو رہا ہے پہلے ان انعامات کا ذکر کیا جو دین سے متعلق ہیں یعنی ہم نے ان کو تورات جیسی عظیم کتاب مرحمت فرمائی۔ پھر انہیں محکم سے سرفراز فرمایا۔ محکم سے مراد حکومت ہے یعنی ہم نے ان کو حکومت عطا فرمائی تاکہ وہ احکام الٰہی کی تنفیذ کر سکیں اور ارشاد خداوندی کے مطابق اپنے مقدمات کا فیصلہ کر سکیں اور حکم کا دوسرا معنی کتاب کا فہم اور اس کے مطالب کا ادراک بھی ہو سکتا ہے یعنی ہم نے انہیں کتاب الٰہی اور اس کے اسرار و معارف کی سمجھ بھی ارزانی فرمائی۔

۱۸ ان دینی عنایات کے علاوہ انہیں پاکیزہ رزق بھی عطا فرمایا جب تک وہ شریعت حقہ پر رہے تو ہر طرح کی برکات سے نوازے گئے جب شام و فلسطین پر ان کی حکومت قائم ہوئی تو وہاں کی سرسبز و شاداب زمینوں نے ان کو مالا مال کر دیا۔

۱۹ یعنی اس زمانے میں جتنی قومیں موجود تھیں ان میں سب سے زیادہ یہی لوگ بابرکات کو اٹھانے کی صلاحیت رکھتے تھے اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

اور ہم نے انہیں دین کے معاملہ میں واضح دلائل دیئے ۲۰ پس آپس میں انہوں نے جھگڑا شروع نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ انہیں (حقائق) کا

الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

علم آگیا (محض) باہمی حسد و عناد کے باعث ۲۱ یقیناً آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن جن باتوں

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا

میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے ۲۲ پھر ہم نے مقرر کر دیا آپ کو صحیح راہ پر دین کے معاملہ میں ۲۳ پس آپ اس کی

لیے اپنی ہمعصر اقوام جہان کی فضیلت بخشی گئی اور تبلیغ حق کی ذمہ داری ان کے سپرد کی گئی۔

۲۰ الامر سے مراد دین ہے۔ یعنی دین کے معاملہ میں انہیں کسی مخمصہ و ابہام میں نہیں رہنے دیا گیا بلکہ عقائد صحیحہ، اعمال حسنہ اور اخلاق پسندیدہ کے بارے میں انہیں واضح ہدایات دے دی گئیں اور پختہ دلائل سے انہیں ثابت کر دیا گیا۔ (دلائل ظاہرۃ فی امر الدین۔ (روح المعانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ الامر سے مراد حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے یعنی حضور کے متعلق ایسی واضح نشانیاں انہیں بتا دی گئیں جن سے وہ بآسانی حضور کو پہچان کر ایمان لا سکتے تھے۔ (روح المعانی۔ قرطبی)

۲۱ بنی اسرائیل متعدد فرقوں میں بٹے ہوئے تھے اور ان کا یہ اختلاف شدید نوعیت کا تھا۔ اس اختلاف نے ان کی دینی اور اخلاقی زندگی کو گوناگوں خرابیوں کی آماجگاہ بنا دیا تھا۔ فرقہ بندی کے باعث ان کی ظاہری قوت بھی پاش پاش ہو گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے اس اختلاف اور انتشار کی وجہ ان کی بے عملی اور جہالت نہ تھی سب کچھ جانتے تھے۔ محض باہمی حسد اور کینہ کے باعث وہ الگ الگ ٹکڑیوں میں بٹ گئے تھے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں اپنی توانائی کا زور صرف کرنے لگے۔

۲۲ قیامت کے روز ان کے باہمی اختلاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

۲۳ لغت میں شریعت نہر اور دریا کے اس مقام کو کہتے ہیں جہاں لوگ آسانی سے گھاٹ کر پانی پی سکتے ہیں اور غسل وغیرہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح وہ راستہ جو منزل کی طرف لے جاتا ہے اس کو عربی میں شارع کہتے ہیں۔ یہاں شریعت کا معنی ہے ما شرع اللہ للعباد من الدین۔ یعنی وہ عقائد، عبادات اور معاملات جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مقرر فرمائے ہیں جن کی پابندی سے وہ اپنے مالک کے شکر گزار بندے کہلا سکتے ہیں اور ان کا وجود ان کے اپنے لیے اور سارے سماج کے لیے رحمت و برکت کا باعث بن جاتا ہے۔

بنی اسرائیل پر جو عنایات کی گئی تھیں اور انہوں نے باہمی حسد بغض سے جس طرح اپنے آپ کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨﴾ إِنَّهُمْ لَن يُغْنُوا عَنكَ مِنَ

پیروی کرتے ہیں اور ان لوگوں کی خواہشات کی بالکل پیروی نہ کریں جو بے علم ہیں ﴿۱۸﴾ یہ لوگ اللہ کے مقابلے میں آپ کو ذرا بھی فائدہ نہ

اپنی افادیت کھو دی تھی اور اب وہ اس قابل نہ رہے تھے کہ دعوتِ حق کے منصب پر متمکن رہتے۔ ان کے حالات بیان کرنے کے بعد اللہ نے اپنے محبوب رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی کی ہے۔ یعنی ہم نے آپ کو دین کے معاملہ میں ایک واضح شریعت عطا فرما دی ہے جس میں کسی قسم کا نقص نہیں۔ دین و دنیا کی تمام ضرورتوں کو پورا کرنے والی ہے اور اس پر عمل کرنے والا "فَرْدٌ جَمِيعٌ اُمَّتْ" کے تاج دار دین کے شرف سے مشرف ہوگا۔

﴿۱۸﴾ اے میرے پیارے حبیب! اب آپ پر فرض ہے کہ آپ اس کی پیروی کریں۔ نفس کے پرستار اور دنیا کے پجاری لاکھ شور مچائیں آپ ان کی طرف قطعاً التفات نہ کریں۔ قرآنی ثابت قدمی اور استقامت کے ساتھ آگے بڑھتے جائیں جس ذات نے آپ کو یہ جامع شریعت عطا فرمائی ہے وہ علیم و خبیر ہے اور اعتراض کرنے والے لوگ جاہل اور نفس پرست ہیں۔ اگر علم و خبیر کی واضح ہدایات پر ان جاہلوں کی نفسانی خواہشات کو ترجیح دی جائے گی تو اس پر جو نتیجہ مرتب ہوگا وہ واضح ہے۔

﴿۱۹﴾ یاد رکھو اگر تم نے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ کی نظرِ لطف و کرم سے محروم کر دیئے گئے تو پھر اس کے غضب سے دنیا کی کوئی طاقت تمہیں بچا نہیں سکے گی۔

اہلِ پاکستان کے لیے یہ آیات خصوصی توجہ کی مستحق ہیں۔ ہم آزادی کے بعد ابتدائی سالوں میں یورپ اور امریکہ کی نام نہاد جمہوریت سے متاثر رہے۔ اپنی پاکیزہ ثقافت اور خوبصورت تمدن کو مغربی تہذیب کی کمینہ پنے پر قربان کرتے رہے۔ ان کے اولیٰ اشارے پر اپنی سیاست کو رنگ دیتے رہے۔ بیس پچیس سال تک مغرب کی کورانہ تقلید کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری اساسیات "سرمایہ داری نظام" کے قالب میں ڈھل گئی۔ پنپنے کے امکان ہی ختم ہو گئے۔ باقی ساری قوم تلاشِ بسیار کے باوجود اس تباہ کن پالیسی کے خطرناک اثرات ظاہر ہوتے تو ہم ہمت ہار بیٹھے اور اپنے آپ کو کوسنا شروع کر دیا لیکن شکر ہے کہ ہمارے حکمران طبقہ اور اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد میں ایک معقول تعداد ایسی موجود ہے جو اگر پہلے اندھیرے اور واٹرلو ہماری مرکزِ عقیدت تھا تو اب ماسکو بھی اپنا قبلۂ حاجات بنتا جا رہا ہے اور حالات بتا رہے ہیں کہ ہمارے موجودہ قائدین بہت جلد سوشلزم کی دلدل میں پھنسا کر دم لیں گے۔ کاش! کوئی مردِ دانا ان نادان لوگوں میں ہمیں قرآن کریم کے بتائے ہوئے نظام پر عمل پیرا کر دیتا اور اسلام کا وہی نظام جسے رحمتِ عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرب کے ہمہ زار میں نافذ کر کے اسے رشکِ فردوس بنا دیا تھا، اسی کو وہ اس پاکستان میں نافذ کر کے ہماری کشتی کو بھی ساحلِ آشنا کر دیتا۔ ہم کب تک دوسروں کے دروازوں کی ٹھوکریں کھاتے رہیں گے۔ اپنے تئیں رحمتِ حق کے دامنِ محبت کو چھوڑ کر اغیار کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے رہیں گے؟ اس انقلاب کے لیے ضرورت ہے کہ قوم میں فکری اتحاد بھی ہو اور قیادت اتنی جاندار اور نورِ ایمان سے مالا مال ہو کہ مخالفین کی خود آرائی میں قرآن کی اس آیت پر فاتبعوہ ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون پر عمل پیرا ہونے کی ہمت رکھتی ہو۔

قافلۂ حجاز میں ایک حسینؓ بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾

دے سکیں گے۔ بلاشبہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کا دوست ہے ۱۹

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ

یہ بصیرت افروز باتیں ہیں سب لوگوں کے لیے اور راہ ہدایت و رحمت ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں ۲۰ کیا خیال کر رکھا ہے

الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

ان لوگوں نے جو اتکاب کرتے ہیں برائیوں کا کہ ہم بنا دیں گے انہیں ان لوگوں کی مانند جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ

ع ۱۸ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ

یکساں ہو جائے ان دونوں کا جینا اور مرنا ۲۱ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں

۱۹ اگر تم قرآن کریم کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑ دو گے تو ظالم بن جاؤ گے پھر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید کے مستحق نہیں ہو گے اللہ تعالیٰ تو صرف ان لوگوں کی اعانت فرماتا ہے اور دستگیری کرتا ہے جو اس کی نافرمانی سے اپنے دامن بچاتے ہیں اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو اپنی زندگی کا شعار بناتے ہیں۔

۲۰ قرآن کریم تمام انسانوں کے لیے نور ہدایت کا سرچشمہ ہے جو اس سے مستفید ہونا چاہے وہ محروم واپس نہیں جاتے گا۔ اور خوش نصیب جو اس کی بیان کردہ حقیقتوں پر یقین رکھتے ہیں ان کے لیے یہ سراپا ہدایت و رحمت ہے۔ اس کا ہر حکم اور اس کے ارشادات کو دستور العمل بنا کر ہم اپنی منزل مراد تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔

۲۱ کفار عرب قیامت پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ ہر طرح کی باز پرس سے بے غم تھے ان کی زندگی کا سب سے اعلیٰ مقصد یہ تھا کہ وہ خوب داد عیش دیں اور معاشرہ میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جائیں۔ جب اسلام نے انہیں قیامت کے مہیب سے ڈرایا اور انہیں اللہ کے حضور پیش ہونے کی تلقین کی تو کاروبار تکاب کیا کرتے تھے ان میں سے جو بڑے سرکش تھے نہ ملا کہنے لگے کہ پہلے تو قیامت کا برپا ہونا ہی خلاف عقل اور محال ہے اگر بالفرض ایسا ہو بھی گیا تو وہاں بھی ہماری ہی بہتری ہے جب اس نے ہمیں یہاں مگر نگاروں اور آسائشوں سے بہرہ ور کیا ہے تو ہمیں اس روز بھی محروم نہیں رکھے گا۔ وہ بڑی شوخی سے کہا کرتے لَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى: اگر بالفرض میں اپنے رب کی طرف لوٹ کر گیا تو مجھے وہاں بڑی بڑی نعمتیں ملیں گی۔ ان کی اس غلط فہمی کو رد کیا جا رہا ہے کہ کیا یہ کفار اور فجار اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ان کی زندگی اور موت ان لوگوں جیسی ہو گی جو اللہ تعالیٰ اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لائے اور ساری عمر اطاعت و فرمانبرداری میں گزار دی؟ کیا وہ لوگ ان کے ہم پلہ ہو سکتے ہیں جو ہر طرح شرک کرتے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور زمین کو حق کے ساتھ ۲۹ تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر (قطعاً) ظلم نہیں کیا جائے گا۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى

تو اس کی طرف تو دیکھ جس نے بنا لیا ہے اپنا خدا اپنی خواہش کو ۳۰ اور گمراہ کر دیا ہے اسے اللہ نے باوجود علم کے اور مہر لگا دی

نفس کی رسمی خواہشات کی تکمیل کے لیے تمام اخلاقی ضابطوں کو روندتے رہے اور حصول مال و جاہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدوں کو توڑتے رہے مگر ایسا ہے تو پھر اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے۔ ان کھلی کرشن لرایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ بلکہ جس طرح ان کی دنیوی زندگیاں یکساں نہیں تھیں اسی طرح ان کی آنے والی زندگیاں بھی یکساں نہیں ہوں گی۔ اطاعت گزاروں اور فرمانبرداروں کو فردوس بریں میں بصد عزت و اکرام داخل کیا جائے گا اور بدکاروں اور سرکشوں کو دھکے دے کر جہنم کے شعلہ زاروں میں پھینک دیا جائے گا۔

اس آیت کی ترکیب پندرہ سری نظر انداز کیجیے۔ اہم متعلقہ ہے اس کا کوئی خاص مدلول نہیں۔ محض ایک بیان سے دوسرے بیان کی طرف انتقال کے لیے ذکر کیا گیا ہے یا استفہام انکار کے لیے ہے یعنی انہ لا یلیق و لا ینبغی لاحد ان یظلم خلافہ۔ حسب کا فاعل الذین ہے۔ قاعدہ کے مطابق حسب کے دو مفعول ہونے چاہئیں یہاں صرف ایک مفعول ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان نجعلہم اگرچہ بظاہر ایک مفعول ہے لیکن دو کے قائم مقام ہے۔ نجعل کا معنی نصیر ہے۔ ھم اس کا مفعول اول ہے اور کالذین اٰمنوا مفعول ثانی ہے۔ سواء محل ہے اور کاف محل رفع ہے جو یہاں مثل کے معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ سواء مصدر ہے اور مستوٍ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ محیاھم و مماتھم اس کا فاعل ہیں۔ اگرچہ اور بھی اقوال ہیں لیکن زیادہ صحیح اور صاف یہی ترکیب ہے۔

اب آیت کا مطلب واضح ہو گیا کہ بدکاروں کا یہ خیال باطل محض ہے۔ ہم انہیں اور اہل ایمان کو ایک جیسا کریں گے دونوں سے یکساں سلوک کیا جائے گا۔ یعنی ہم کفار کی زندگی اور موت، اہل ایمان کی زندگی اور موت کی طرح کریں گے۔ ان کا خیال بالکل غلط ہے۔

۲۹ یہ کارخانہ ہستی کھیل تماشا نہیں بلکہ بڑی سنجیدگی اور متانت سے اس کی تخلیق کی گئی ہے اور اس کو برقرار رکھنے کے انتظامات کر دیے گئے ہیں۔

۳۰ اپنی خواہش کو خدا بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کام کو کرتا ہے جو اس کے نفس کو پسند ہو اور جو ایسے کام سے مدد گردانی کرتا ہے جس سے اس کا نفس انکار کرے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات کی خلاف ورزی اس لیے کرے کہ جب کسی شخص پر اس کی خواہشات کا اس طرح غلبہ ہو جائے تو گویا وہ اپنی خواہش کا بندہ بن گیا ہے اور اس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا ہے۔ قرآن کریم نے جن جن نفس کی اتباع کی جگہ جگہ مذمت کی ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی اس سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الکیس من دان نفسہ و عمل لما بعد الموت والفاجر من اتبع نفسہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ

ہے اس کے کانوں اور اس کے دل پر ۳۱ اور ڈال دیا ہے اس کی آنکھوں پر پردہ ۳۲ پس کون ہدایت دے سکتا ہے اسے اللہ کے

ھواھا وتسمّٰی علی اللہ۔ یعنی نام رکھ دیا ہے جس کا نفس حکم الٰہی کا پابند ہوتا ہے اور آنے والی زندگی کے لیے عمل کرتا ہے اور ظاہر ہے جو اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتا رہتا ہے اور بھلا اللہ تعالیٰ سے بڑی بڑی توقعات وابستہ رکھتا ہے۔ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثلاث مُہلکات وثلاث مُنجیات۔ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں اور تین چیزیں نجات دینے والی ہیں۔ المہلکات شُحٌ مطاع، وھوی متبع، واعجاب المرء بنفسہ۔ المنجیات خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ، والقصد فی الفقر والغنیٰ، والعدل فی الرضا والغضب۔ پس ہلاک کرنے والی یہ چیزیں ہیں۔ بخل جو مسلط ہو جائے۔ خواہش نفس جس کی پیروی کی جانے لگے اور خود بینی، یعنی اپنے آپ کو سب کچھ سمجھنے کی عادت۔ اور نجات دینے والی چیزیں یہ ہیں، ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا خوف، خاموشی اور ناراضگی میں عدل و انصاف اور خوش حالی اور افلاس میں میانہ روی۔

مراد اس بیان سے یہ ہے کہ انسان ہوائے نفس کا مقابلہ کرے اس کی ترغیبات و تحریصات کے باوجود راہ حق پر ثابت قدم رہے اور اگر کوئی شخص اس ضروری کا مظاہرہ کرتا ہے تو نفس سرِ اطاعت خم کر دیتا ہے اور آہستہ آہستہ اس کی خواہشات اور مطالبات احکام الٰہی سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ صاحب قصیدۂ بُردہ کہتے ہیں۔

النفس کالطفل ان تھملہ شب علی
حب الرضاع وان تفطمہ ینفطم

ترجمہ: نفس بچے کی مانند ہے اگر تم اس کا دودھ چھڑانا تو وہ اسی عادت پر جوان ہو جائے گا اور اگر تم اس کا دودھ چھڑا دو تو وہ دودھ پینا چھوڑ دے گا۔ یعنی اگر نفس کا مطالبہ فوراً مسترد کر دیا جائے تو نفس کے مطالبات میں ہر لحظہ اضمحلال ہوتا چلا جائے گا۔

ابو عبید الطوسی کہتے ہیں ؎ والنفس ان اعطیتھا مناھا
قاطرۃ تحمو ھوا فاھا

ترجمہ: اگر تو نفس کی خواہشات کی تکمیل کرتا رہے تو وہ اپنی مزید خواہشات کی طرف منہ کھولے ہوئے بڑھتا جائے گا۔

۳۱ علیٰ علم حال ہے، اس کا ذوالجلال یا مضل کا فاعل اللہ جل جلالہ بھی ہو سکتا ہے اور مفعول اَضَلَّہٗ ھو ضمیر ہو، پہلی صورت میں معنی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ پہلے سے جانتا ہے کہ یہ شخص صرف اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کرے گا، دعوت حق کی طرف قطعاً التفات نہ کریگا اس کے دل میں ہدایت کا شوق ہے اور نہ اس نے حصول ہدایت کے لیے کوئی کوشش کی ہے اس لیے اس کو گمراہ کر دیا گیا۔ دوسری صورت میں آیت کا معنی ہوگا کہ یہ شخص جانتے بوجھتے حق سے گریزاں رہا اور باطل سے چمٹا رہا۔ وہ اسی قابل تھا کہ اسے توفیق ہدایت سے محروم کر دیا جائے اور بادیۂ ضلالت میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔

۳۲ اس اشتباہ ہونے کی نوعیت اس پر ایسی پڑی کہ کان آواز حق سننے سے بہرے ہو گئے اور دلوں میں عرفان و صداقت کی ہر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا

ہم۔ (لوگو!) کیا تم غور نہیں کرتے۔ اور وہ کہتے ہیں (کہ کوئی دوسری) زندگی (کچھ) ہماری دنیا کی زندگی کے (نہیں) ہم (یہیں) مرتے اور جیتے

وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا

رہتے ہیں اور نہیں ہلاک کرتا ہمیں مگر زمانہ ۳۳ حالانکہ انہیں اس حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ وہ محض ظن (و تخمین) سے

استعداد بھی ختم ہو گئی، آنکھوں سے نورِ حق کو دیکھنے کی بینائی سلب کر لی گئی۔ اب ایسے بدبخت کو کون ہدایت دے سکتا ہے۔

۳۳ کفارِ عرب کی نوعیت یہاں بالکل بے نقاب ہو کر سامنے آ گئی ہے۔ وہ صرف تیامت اور حیاتِ بعد الموت کے ہی منکر نہ تھے بلکہ وہ ایسی ہستی کے بھی قائل نہ تھے جو اس سارے جہان کی خالق ہو اور اس میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات، تغیرات اور احوال کی حقیقی فاعل ہو۔ حیات اور موت، فتح و شکست، عروج اور زوال اس کے قبضۂ قدرت میں ہو۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ زمانہ ہی موثرِ حقیقی ہے۔ رنج و راحت، ادبار و اقبال، کامیابی و ناکامی، صحت اور مرض، بہار اور خزاں سب کا تعلق فلک الافلاک کی گردش سے ہے۔ جب وہ خالقِ کائنات کے ہی منکر تھے تو پیغمبر، رسالت، قیامت، زندگیِ دوبارہ کا ایمان کیسے ہو سکتا تھا اس لیے وہ اسی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھتے تھے اسی کو خوب سے خوب تر بنانا ان کے تخیل کی پرواز کی انتہا تھی۔

"الدھر" کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: الدھر فی الاصل اسم لمدۃ العالم من مبدأ وجودہ الی انقضاءہ ۔ ۔ ۔ ۔ ثم یستعمل عن کل مدۃ کثیرۃ۔ یعنی دہر اصل میں جہان کی ابتداء سے لے کر اس کے اختتام تک کی مدت کو کہتے ہیں۔ پھر طویل مدت کو بھی دہر کہا جاتا ہے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں ہے "فان اللہ ھو الدھر" کہ زمانہ ہی اللہ تعالیٰ ہے۔ علامہ ابوبکر جصاص کہتے ہیں کہ صحیح حدیث کے الفاظ یہ ہیں، عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال یقول اللہ تعالیٰ یؤذینی ابن آدم یسب الدھر وانا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنھار۔ اس کا معنی یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابنِ آدم مجھے اذیت دیتا ہے کیونکہ وہ دہر کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ (اصل) الدھر میں زمانہ کا موجد ہوں۔ سارا اختیار میرے دستِ قدرت میں ہے۔ میں رات اور دن کو بدلتا رہتا ہوں۔

اس حدیث میں الدھر مرفوع نہیں ہے تاکہ اس کا معنی ہو کہ میں دہر ہوں، اور نہ الدھر یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ سے ہے بلکہ انا الدھر ہے اور الدھر ظرفیت کے باعث منصوب ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کفارِ عرب مصائب و آلام کا حقیقی فاعل دہر کو سمجھتے ہیں اور دہر کو برا بھلا کہتے ہیں، حالانکہ حقیقی فاعل دہر نہیں ہے میں ہوں۔ جس نے زمانہ کو پیدا کیا اور مختلف تغیرات کا اس کو سبب بنایا۔ گویا ان کا سب و شتم میری طرف منسوب ہوتا ہے۔ علامہ موصوف لکھتے ہیں، انما غلط بعض الرواۃ فنقل المعنی عندہ وقال وانتم الدھر فان اللہ ھو الدھر (احکام القرآن للجصاص) یعنی بعض راویوں نے اس حدیث کے بعینہٖ الفاظ نقل نہیں کیے بلکہ روایت بالمعنی کی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَن

کام لے رہے ہیں ۳۴ اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری واضح آیتیں تو ان کے جواب میں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں

قَالُوا ائْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ

ہوتی بجز اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ لے آؤ ہمارے باپ دادا اگر تم سچے ہو ۳۵ فرمائیے اللہ تمہیں زندہ فرماتا ہے تمہیں پھر وہی مارے گا تمہیں

ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

پھر جمع کرے گا تمہیں روزِ قیامت جس میں کوئی شک نہیں ۳۶ لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو)

اس طرح ان سے یہ لفظی سرزد ہو گئی اور انہوں نے فان اللہ ھو الدھر نقل کیا حالانکہ حدیث کے صحیح الفاظ یہ تھے انا الدھر۔

یہ نظریہ عرب کے بادیہ نشینوں کا تھا جو جہالت اور بربریت کی آغوش میں پروان چڑھے تھے۔ اسی نظریہ کو عصرِ حاضر کے کچھ فلسفی مائل مادہ پرست سائنس دان بڑی شدومد سے پیش کرتے ہیں اور ہمارے سادہ لوح نوجوان جو جدید علم و حکمت کے بھرپور پیامکار ہیں خرافاتی کی جرأت نہیں کرتے کیونکہ ان کی ژرف آسانی اور غلطت کیشی انہیں ان جانشانیوں اور زہرہ گداز دلیلوں کی اجازت نہیں دیتی جو ایک طالب علم کے لیے ناگزیر ہیں۔ وہ صرف ظنِ پیش پا پر قانع ہیں اور دانستہ طور پر اتنے مرعوب ہیں کہ وہ یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہ تو وہی پرانا بوسیدہ اور ناکارفتہ نظریہ ہے جس کو عرب کے گنواروں نے اختیار کیا ہوا تھا۔ عہدِ جدید کے بعض طلامدہ اگر یہی جعلی کہتے ہیں تو اس کو ترقی یافتہ اور محققانہ نظریہ نہیں کہا جا سکتا۔ ترقی یافتہ اور محققانہ نظریہ وہی ہے جسے قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور جس کا اعلان اور تبلیغ محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی ہے۔

۳۴ خالقِ مختار کے احکام، بعثت و قیامت کے بطلان کے لیے ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ وہ محض ظن و تخمین کے گھوڑے دوڑا رہے ہیں۔

۳۵ وقوعِ قیامت کے امکان بلکہ اس کے ضروری اور عین حکمت ہونے پر تو ٹھوس اور ناقابلِ تردید دلائل پیش کیے جا چکے ہیں لیکن ان کے پاس انکارِ قیامت کی کوئی دلیل نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر وہ کچھ کہتے ہیں تو اتنا ہی کہتے ہیں کہ ہمارے مرے ہوئے باپ دادوں کو زندہ کر دکھاؤ ہم مان جائیں گے کہ قیامت برپا ہو گی۔ ان کے اس قول کی لغویت واضح ہے۔ ان سے یہ کس نے کہا ہے کہ اس دنیا میں انہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ روزِ قیامت انہیں زندہ کیا جائے گا۔ ان کے اس قول کو حجت اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ اسے ایک قوی حجت کے طور پر پیش کرتے تھے۔ (۱) ھم اصحاب کما یدلی الحجج لھم او لانفسھم فی خصامھم وتقدیرہ ھم حجۃ۔

۳۶ ان کے تمام تقریباتِ باطلہ کی تردید کر دی گئی۔ انہیں بتا دیا گیا کہ زمانہ پر اور خود مخلوق ہے۔ اس کی مٹھی میں اور شاہی اس کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

نہیں جانتے ۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی ۳۷ اور جس روز برپا ہوگی قیامت

يَوْمَىِٕذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ

اس روز سخت نقصان اٹھائیں گے باطل پرست ۔ اور آپ دیکھیں گے ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا ۳۸ ہر گروہ کو بلایا جائے

تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۭ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ هٰذَا كِتٰبُنَا

گا اس کے صحیفۂ (عمل) کی طرف (انہیں کہا جائے گا) آج تمہیں بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے ۔ یہ ہمارا نوشتہ ہے

يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا

جو بولتا ہے تمہارے بارے میں ٹھیک ۳۹ ہم لکھ لیا کرتے تھے جو تم (دنیا میں) عمل کیا کرتے تھے ۔ پس

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو انہیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا ۔

بہار اور خزاں، اس کے خالق کے ارشاد کی سرتوپا سنت ہیں نہ اس میں شعور و ادراک، نہ قدرت و اختیار، وہ کیسے نورِ حقیقی ہو سکتا ہے، دہر میں بلکہ خالقِ دہر تمہیں زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے وہی تمہیں قیامت کے دن ایک جگہ جمع کرے گا اس میں ذرا شک نہیں، ناواقف اور بے خبر لوگ ہی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے۔

۳۷ آسمانوں اور زمین کا خالق بھی وہی ہے اور مالک بھی وہی۔ ایسے قادر و قیوم کے لیے تمہیں دوبارہ زندہ کرنا کیا مشکل ہے اس حقیقت کو آج تسلیم کرو یا روزِ قیامت کے روزِ فردا ندامت سے ہونٹ کاٹو گے اور اس وقت حسرتِ ندامت کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

۳۸ حساب کے خوف اور بازپرس کی ہیبت سے لوگ اتنے مرعوب اور دہشت زدہ ہوں گے کہ ان کے لیے سیدھا کھڑا ہونا مشکل ہو جائے گا بڑے بڑے سرکش اور مغرور لوگ گھٹنوں کے بل کھڑے ہوں گے ہر گروہ کو ان کے صحیفۂ عمل کی طرف بلایا جائے گا اور اسی کے مطابق ان سے بازپرس ہوگی۔

۳۹ انہیں کہا جائے گا یہ صحیفۂ اعمال ہے جو آج تمہارے متعلق ٹھیک ٹھیک راست سچی گواہی دے گا تمہارے اعمالِ حسنہ میں سے کسی عمل کو نظر انداز نہیں کیا گیا اور تمہیں مجرم گردانے کے لیے تم پر غلط الزامات نہیں لگائے گئے جو نیک و بد اعمال تم کرتے رہے یہ اسی کا مصدقہ ریکارڈ ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۣ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ

یہی وہ روشن کامیابی ہے ۝ اور جو لوگ کفر کرتے رہے (ان سے کہا جائے گا) کیا میری آیتیں تمہارے

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ

سامنے تلاوت نہیں کی جاتی تھیں پھر تم (ان کو) سن کر تکبر کیا کرتے تھے اور تم لوگ (از خود) مجرم تھے ۔ اور جب (تمہیں) کہا جاتا تھا کہ

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا

اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت (کے آنے) میں کوئی شک نہیں تو تم (جواب میں) کہتے ہم نہیں جانتے قیامت

السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ

کیا ہے ۔ ہمیں تو (اس میں) ایک گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں اس پر (قطعاً) یقین نہیں ۔ اور ظاہر ہو گئے ان کے لیے

سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ وَقِيْلَ

برے نتائج ان کے کرتوتوں کے اور گھیر لیا انہیں اس (عذاب) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے ۔ اور (انہیں) کہہ دیا گیا

ہمارے حکم سے فرشتے تمہارے اعمال کو ضبطِ تحریر میں لاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کس طرح ہمارے جملہ اعمال کو لکھواتا ہے اس کی حقیقت کے ادراک سے اگرچہ ہم قاصر ہیں ہوں تاہم اس کا انکار ممکن نہیں۔ کسی کی گفتگو کو بعینہٖ اس کے قولی لہجوں کے ساتھ محفوظ کرنے کے کتنے طریقے چند سالوں میں ایجاد کر لیے گئے ہیں جن کا کل تک ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ٹیپ کی ایک چھوٹی سی ریل میں کیا کچھ محفوظ نہیں کر لیا جاتا۔ یہ ممکن ہے کہ کل ہم اس سے بھی زیادہ محیر العقول طریقے دریافت کر لیں جن کے ذریعے الفاظ، حرکات و سکنات کو اسی طرح منضبط کیا جا سکے جب انسانی صناعت کا یہ عالم ہے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کیا بعید ہے کہ وہ ہماری زندگی کے روز و شب کی سرگرمیوں کو پوری طرح ریکارڈ کر لے۔

۳۱ وہ اہلِ ایمان جو عمر بھر صراطِ مستقیم پر گامزن رہے نفس و شیطان کے بہکانے میں نہ آئے ان کو اللہ تعالیٰ اپنے خیابانِ جنت میں داخل فرمائے گا۔ اس بہشت خاص کی شان ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ کے آئینہ میں ملاحظہ فرمائیے طالب مولیٰ کو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے کہ اس کو صاحبِ کریم اس کا محبوب حقیقی اس کو شاندار کامیابی کا مژدہ سناتے۔ اے میرے بندے! تمہیں لاکھ لاکھ مبارک ہو تو نے اس امتحان میں شاندار کامیابی حاصل کر لی ہے۔

۳۲ ان آیات میں کفار کے عبرت ناک انجام کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ ہم نے تمہیں خوابِ غفلت سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ

آج ہم تمہیں فراموش کر دیں گے جس طرح تم نے فراموش کیے رکھا اپنے اس دن کی ملاقات کو اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور

مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ

تمہارا کوئی مددگار نہیں ۔ یہ اس لیے کہ تم نے بنا رکھا تھا اللہ کی آیتوں کو مذاق اور فریب میں مبتلا کر دیا تھا

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾

تمہیں دنیوی زندگی نے پس آج وہ نہیں نکالے جائیں گے آگ سے اور نہ انہیں کرنا پڑے گا کہ اپنے رب کو راضی کر لیں کہ انہیں کر دیا جائے گا ۴۲

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَلَهُ

پس اللہ کے لیے ہیں سب تعریفیں جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا رب سارے جہانوں کا اور پروردگار ہے ۴۳ اور خاص

الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾ ع

کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت والا حکمت والا ہے ۔

پیدا کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ سرکشی اور نافرمانی کی جو راہ تم نے اپنے لیے پسند کی تھی ہم نے اس کے ہولناک انجام سے تمہیں بار بار آگاہ کیا، لیکن تم ماننے سے انکار کرتے رہے اور ہماری آیتوں کا مذاق اڑاتے رہے۔ جاؤ جہنم میں! آج تمہاری فریاد رسی کرنے والا کوئی نہیں۔

۴۲ے الاستعتاب : طلبت الی المسیء الرجوع عن اساءتہ۔ یعنی کسی بدکار سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ اپنی بدکاری سے رجوع کرے مقصد یہ ہے کہ قیامت کے روز جب حقیقت ان پر عیاں ہو جائے گی، ان کی ساری غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی، اپنے طرز عمل اور سرکشی کے برے نتائج ان کو اپنے سامنے نظر آ رہے ہوں گے، عذاب کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ اس وقت وہ چاہیں گے کہ انہیں ایک بار پھر موقع دیا جائے تاکہ ایک مرتبہ اپنے کریم و رحیم پروردگار کو راضی کرنے کی کوشش کر لیں، لیکن ایسا نہ ہوگا۔ ای لا یطلب منہم ان یرضوا ربہم بالتوبۃ لفوات اوانہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا یعد الموت من استعتب۔ (مظہری) حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ موت کے بعد توبہ کرنے کی مہلت نہیں ملے گی۔

۴۳ے اس سورت کا اختتام کس شاندار اور اثر آفریں انداز سے ہو رہا ہے۔ عالم کے عالی تختار کا انکار کرنے والے انکار کرتے رہیں اور اس پر اپنے باطل دلائل کا اعتبار لگاتے رہیں۔ شرک کرنے والے اپنا منہ کالا کرتے رہیں اور شرک کو ثابت کرنے کے لیے دلائل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جتن کرتے رہیں، ان کے امکان سے حقیقت نہیں بدل جائے گی۔ کوئی مانے یا نہ مانے ہر قسم کی تعریفوں اور ثناگستریوں کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے جو آسمانوں کا رب، زمین کا رب بلکہ سب جہانوں کا رب ہے۔ بڑائی اور سربلندی عظمتیں اور ہر نوع کی بڑائیاں اسی کو زیبا ہیں۔ آسمانوں اور زمین میں اسی کی کبریائی کا ڈنکا بج رہا ہے۔ وہی سب پر غالب اور بڑا دانا ہے۔

فللہ الحمد رب السموات ورب الارض رب العلمین ولہ الکبریاء فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم۔

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ النبی الامی سیدنا ومولانا محمد شفیع المذنبین انیس الغریباء والمساکین وعلی الہ وصحبہ ومن تبعہ الی یوم الدین۔

فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔

ربنا اغفر لنا ولوالدینا کما ربیانی صغیرا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سُورۃ الاحقاف

نام: آیت ۲۱ میں الاحقاف کا لفظ مذکور ہے جس اس سورۃ کا نام ہے۔ اس سورت میں چار رکوع اور چونتیس آیتیں ہیں۔ اس کے کلمات کی تعداد چھ سو چوالیس اور حروف کی تعداد دو ہزار پانچ سو چوالیس ہے۔

زمانۂ نزول: یہ سورت ہجرت سے کچھ پہلے مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کی آخری آیت فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل (اے حبیب! آپ ویسا ہی صبر فرمائیے جیسا اولوالعزم رسولوں کا شیوہ تھا) کے کلمات صاف بتا رہے ہیں کہ یہ مکی زندگی کے اس دور میں نازل ہوئی جب کفار کے ظلم و تشدد کی انتہا ہو گئی تھی۔ وہ اسلام کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر غضب ناک ہو رہے تھے اور ہر قیمت پر اس شمع کو بجھا دینا چاہتے تھے۔ قرابت دار شتہ داری، ہمسائیگی کے معاملہ رشتوں کو پامال کئے ہوئے تھے۔ ہم وطنی اور ہم قوم ہونے کا بھی کوئی پاس نہ رہا تھا۔ حتیٰ کہ انہوں نے کہ کے تمام کافر قبائل کو جمع کر کے بنو ہاشم اور مسلمانوں سے معاشرتی قطع تعلق اور سوشل بائیکاٹ کا تحریری معاہدہ کیا تھا اور اس کو ایک صندوقچی میں بند کر کے بڑی حفاظت سے کعبہ میں رکھ دیا تھا۔ اس معاہدے میں یہ تحریر کیا گیا کہ سارے قبائل بنو ہاشم سے لین دین، شادی بیاہ کا سلسلہ کلیۃً بند کر دیں گے۔ کھانے پینے کی اشیاء بھی انہیں فروخت نہیں کریں گے۔ تین سال تک حضور اپنے خاندان اور اپنے جاں نثاروں کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور رہے۔ الغرض کفار نے ایذا رسانی کی حد کر دی۔ مکی زندگی کے یہ آخری سال تھے جب اس سورۂ کریمہ کا نزول ہوا۔

اس سورت میں جنات کی حاضری کا بھی ذکر ہے۔ جنات نے متعدد بار شرف باریابی حاصل کیا۔ جس حاضری کا ان آیات میں ذکر ہے اس کے بارے میں متعدد اقوال ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوق عکاظ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ حضور کے ہمراہ چند صحابہ بھی تھے اور صبح کی نماز ادا کی جا رہی تھی۔ حضرت ابن عباسؓ، سعید بن جبیرؒ، مجاہد اور دیگر اکابر کا خیال یہ ہے کہ جب حضور طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے، اس وقت جنات نے حاضری دی۔ اس قول کے مطابق سورت کا زمانۂ نزول نبوت کا دسواں سال یا گیارہویں سال کا آغاز ہوگا، کیونکہ دسویں سال میں جناب ابوطالب کی وفات ہوئی ایک ماہ بعد ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انتقال فرما گئیں۔ حضور کے قلب مبارک کو سخت صدمہ پہنچا۔ اس سال کو حضور نے عام الحزن (غم و رنج والا سال) قرار دیا۔ کفار کے جور و ستم میں بے حد اضافہ ہو گیا۔ انہی روح فرسا حالات میں حضور نے طائف کا رخ کیا کہ شاید بنی ثقیف کے سردار اس دعوت کو قبول کر کے پرامن ہو جائیں، لیکن انہوں نے انتہائی شقاوت کا مظاہرہ کیا۔ تین بھائی تھے۔ عبد یالیل، مسعود، حبیب۔ قریش کی ایک خاتون بھی ان کے ہاں بیاہی ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو ایمان لانے کی دعوت دی۔ ان میں سے ایک صاحب کہنے لگے: اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے تو میں فلاں کعبہ کو توڑ کر پھینک دوں گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرے پر لے، کیا خدا کو آپ کے سوا رسول بنانے کے لیے کوئی اور سزاوار نہ تھا؟ تیسرے بھائی نے یوں اظہار خیال کیا: بھائیو میں آپ سے ہرگز بات نہیں کروں گا کیونکہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو آپ کی شان اتنی ارفع ہے کہ میری مجال نہیں کہ میں آپ کی بات کا جواب دوں اور اگر آپ خود ساختہ رسول ہیں تو پھر آپ اس قابل نہیں کہ آپ سے گفتگو کی جائے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب واپس جانے لگے تو انہوں نے شہر کے غنڈوں اور اوباشوں کو پیچھے لگا دیا۔ وہ طرح طرح کے آوازے کستے، گالیاں دیتے اور پتھر مارتے پیچھے ہو لیے۔ حضور کی پنڈلیاں زخموں سے لہولہان ہو گئیں، جوتیاں خون پاک سے بھر گئیں، ایسی حالت میں طائف سے باہر تشریف لائے۔ قریب ہی ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کا ایک باغ تھا۔ حضور وہاں ستانے کے لیے تھوڑی دیر اپنے دل درد مند کی فریاد اپنے کریم اور قدیر رب کی بارگاہ میں بایں الفاظ پیش کی:

"الٰہی! اپنی کمزوری، اپنی بے بسی اور لوگوں کے نزدیک اپنی بے مائیگی کا شکوہ میں تیری جناب میں کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! کمزوروں کا تو ہی آسرا ہے اور بیکسوں کا تو ہی ہے۔ تو مجھے کس کے سپرد کر رہا ہے؟ ایسے بندے کی طرف جو تُرش روئی سے مجھ سے پیش آتا ہے کیا کسی دشمن کو تو نے میرے کام کا مالک بنا دیا ہے؟ مجھ پر تیری ناراضگی نہ ہو تو مجھے (ان آلام و مصائب) کی ذرا پروا نہیں لیکن تیرا عافیت میرے لیے بہت وسیع ہے۔ میں تیرے نور ذات پاک کے کرم کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیری ناراضگی مجھ پر اترے۔"

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ" (ترجمہ: عتبہ اور شیبہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس حالت میں دیکھا تو ان کا دل پسیج گیا۔ انہوں نے اپنے غلام عداس کو بلایا اور کہا کہ انگوروں کا ایک گچھا لے کر اس کو ایک طشتری میں رکھو اور اس کے پاس لے جاؤ۔ جب عداس نے وہ طشتری حضور کی خدمت میں پیش کی تو حضور نے بسم اللہ کہا اور کھانا شروع کیا۔ عداس نے تعجب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھا اور کہا کہ اس علاقہ کے لوگ تو کھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا کرتے۔ حضور نے پوچھا تم کس علاقہ کے رہنے والے ہو اور تمہارا دین کیا ہے؟ کہنے لگا میں نصرانی ہوں اور نینوی کا رہنے والا ہوں۔ حضور نے پوچھا کیا تم مرد پاک یونس بن متی کے شہر کے رہنے والے ہو۔ عداس کہنے لگا آپ کو یونس کا کیسے علم ہے؟ فرمایا وہ میرے بھائی ہیں۔ وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔ عداس نے جھک کر حضور کے سر مبارک کو، دونوں رخسار اور پاؤں کو چوم لیا۔ واپس گیا تو عتبہ اور شیبہ نے پوچھا تم نے ان کی قدمبوسی کیوں کی؟ کہنے لگا اس وقت روئے زمین پر ان سے بہتر کوئی شخص نہیں۔ انہوں نے مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے جو نبی کے بغیر کوئی نہیں بتا سکتا۔

وہاں سے روانہ ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وادی نخلہ میں پہنچے۔ وہاں شب باش ہوئے۔ صبح کی نماز میں حضور تلاوت فرما رہے تھے کہ نصیبین کے جنات کا ایک گروہ وہاں سے گزرا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تلاوت سنی تو سب وہیں جم کر کھڑے ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے پاک کلام کو اس کے نبی کی پاک زبان سے سننے میں محو ہو گئے۔ جب اپنی قوم میں واپس گئے تو قرآنی تعلیمات سے انہیں بھی آگاہ کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مضامین: جیسے مندرجہ بالا سطور سے واضح ہوا کہ یہ سورت نبوت کے دسویں سال کے آخر یا گیارہویں سال کے آغاز میں مکہ میں نازل ہوئی۔ اس لیے اس میں ان کی اصلاح کی طرف پہلی توجہ دی گئی ہے۔ ان کے معبودانِ باطل کی بے بس اور بیکس کا پردہ چاک کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر استدلال کیا گیا ہے۔ قیامت کے بارے میں وہ جن شبہات میں بڑی طرح الجھے ہوئے تھے ان سے نکلنے کا نہیں راستہ بتایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ان کے جاہلانہ ذہن جس خود ستائی اور خود فریبی کے مرض کا شکار تھے اس کو عیاں کیا گیا ہے۔

عوام الناس اسلام کی پہلی تعلیمات سے متاثر ہو کر اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت و صورت سے متاثر ہو کر اسلام کی طرف راغب ہونے لگتے تو یہ لوگ ان سادہ منش عوام کو یہ کہہ کر اسلام سے برگشتہ کر دیتے کہ ارے لوگو! ہمیں دیکھو، اس پورے شہر میں اس سارے علاقے میں علم و فہم میں ہمارے پائے کا کوئی دوسرا آدمی ہے؟ کوئی ایسا شخص ہے جسے احوالِ عالم کا تجربہ ہم سے زیادہ ہو؟ ہمارا شمار ہے کہ جنگ اور صلح ہر حالت میں ہماری رائے ہی صائب اور درست ہوتی ہے۔ مزید برآں ہماری فوقیت کا ستارہ بڑی بلندی پر ہے۔ اپنے بخت کی ارجمندی کے باعث ہر اچھی بات کی طرف ہم سب لوگوں پر سبقت لے جاتے ہیں۔ اگر اسلام کوئی اچھا دین ہوتا تو ہمیں علم و فہم، تجربہ اور فراست کیا اس کو قبول کرنے میں ہم پیچھے رہ جاتے اور یہ بازہ جھگڑنے والے اس معاملے میں ہم سے سبقت لے جاتے یہ کہہ کر ظلم کرتا ہے اس لیے ہمارا اس دین کو قبول نہ کرنا اس بات کے لیے کافی دلیل ہے کہ یہ دین کسی تعریف کا نہیں بیکار محض ہے۔

یہاں کی ابادفریبی تھی جس میں وہ ہمیشہ مبتلا رہے۔ خود بھی اسلام کے سرچشمہ نور سے فیض یاب نہ ہوئے اور جہاں تک بن پڑا عوام کو بھی اس سے دور رکھتے رہے۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیمات جس دور میں پروردگار انقلاب سے اپنے ماننے والوں کو ہمکنار کر رہی ہیں اس کی دعوت و داعیوں کے خیالات کا جائزہ کہ کہ کے ذہنی ایک مرض اور دوسرا فکر۔

آیت ۱۵ کے آخر میں جو وعدہ ہے اس کے آئینہ میں پیغمبر کی آرزوؤں اور تمناؤں کا عکس جمیل آپ کو نظر آئے گا اور آیت ۱۷ میں ایک کافر کی کج خلقی اس کی تصویر صاف صاف دکھائی دے رہی ہے۔

اہل مکہ کو قوم عاد کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ان کی بربادی کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی قوت و طاقت عطا فرمائی تھی۔ انہیں ظاہری اور باطنی صلاحیتیں مرحمت کی تھیں۔ وہ اگر چاہتے تو اپنے پروردگار کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے اور مرد جانفشانی و احسانات کے مستحق بن جاتے لیکن آیاتِ الٰہی سے بے اعتنائی، بلکہ ان کا استہزاء اور انبیاء کی تکذیب کی عادت نے انہیں برباد کر کے رکھ دیا۔ پھر زوال دولت ان کو جاہ سے عذاب سے بچانے کی نہ علم و فن میں ان کا کمال و مہارت ان کے کسی کام آئی۔ اپنی بدکاریوں کے باعث وہ حرفِ غلط کی طرح نیست و نابود کر دیے گئے۔

کفار و مشرکین کی طرف سے جب حد درجہ عناد و عداوت کا اظہار کیا جانے لگا، وہ مسلمانوں کو اذیت پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھتے، خود ذاتِ پاک نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء کو بھی جبر کرتے تو ان کی بربریت کا مقابلہ کرنے کے لیے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو صبر کی ڈھال استعمال کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد فرمایا فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل۔ بے شک اہل حق کے لیے ہمیشہ سے صبر ہی ایک ایسا ہتھیار ہے جس سے دوست دشمن کے مکر و فریب کا بھی مقابلہ کرتے ہیں اور اسی سے مسلح ہو کر دشمنان حق کے جدید ترین اسلحہ جنگی کو بھی ناکارہ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی ہتھیار سے باطل کو شکست دی اور حق کا پرچم بلند کیا اور ہم غلاموں کے لیے بھی کامیابی اور فلاح کا یہی طریقہ ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ الاحقاف مکی ہے اور اس کی پینتیس آیات اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ مَا خَلَقْنَا

حا۔ میم۔ اللہ کی طرف سے یہ کتاب اللہ کی طرف سے جو سب پر غالب بہت دانا ہے [1] نہیں پیدا فرمایا ہم نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ [2] اور مدت مقررہ تک [3]

[1] کفار کی مخالفت اپنے شباب پر ہے بڑی شدومد سے اس بات کا انکار ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے سورۂ جاثیہ کی طرح یہاں بھی سورت کا افتتاح کتاب کی بڑی فصاحت و بلاغت سے بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے وہ اللہ تعالیٰ جو زبردست ہے اور حکیم بھی ہے اس قرآن پاک کی ہر آیت اس کی عزت اور اس کی حکمت کی گواہی دے رہی ہے تنزیل مصدر ہے اور اسم مفعول منزل کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

[2] آسمانوں اور زمین کی تخلیق بے مقصد اور محض کھیل تماشا نہیں بلکہ اس میں بڑی حکمتیں ہیں۔ علامہ آلوسی آیت کے اس حصے کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں، خلقنا متلبسا بالحق الذی تستتبعہ الحکمۃ التکوینیۃ والتشریعیۃ وروح المعانی یعنی تکوینی اور تشریعی حکمتوں اور مصلحتوں کا پورا لحاظ کرتے ہوئے اس کی تخلیق کی گئی ہے بنانے والے نے اسے اس خوبی اور مہارت سے بنایا ہے کہ اس میں کسی قسم کی اصلاح اور ترمیم کی گنجائش نہیں، جو چیز جیسی بنادی ویسے ہی بننی چاہیے تھی جو چیز جہاں بنادی گئی ہے وہی اس کی موزوں ترین جگہ ہے۔ کوئی مقدس سے کوئی مقدس، کوئی مقرب فرشتہ کا کوئی ماہر نہیں کہہ سکتا کہ اگر یوں نہ ہوتا یا ایسا ہوتا تو زیادہ مفید ثابت ہوتا کائنات کا حسن و خوبی کے اعتبار سے زیادہ دل کش ہونا تو بہت دور کی بات ہے کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ خرد بھی کہہ سکے گا اس نظام کی خرابیوں اور نقائص کو دیکھ کر دنگ رہ جائے گا۔ اے انسان! تو تو اس تخلیق عظیم کا شاہکار ہے تیرے بارے میں اس نے بڑے فخر سے فرمایا لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔ لہٰذا اپنی رعنائیوں اور دلربائیوں کو آئینہ فطرت میں دیکھ، تجھے محسوس ہوگا کہ زمین کی وسعتیں، پہاڑوں کی چوٹیاں، سمندروں کی روانیاں، آسمانوں کی پہنائیاں تیری عظمت کو سلام کر رہی ہیں۔ تو ان میں نہ کھو جا۔ تو مخدوم ہے، خادم نہ بن۔ تو مطلوب ہے طالب نہیں۔ اگر طالب بننا ہے تو اس کا بن جس نے تجھے یہ حسن، یہ رعنائی عطا فرمائی ہے۔

[3] اجل مسمّٰی فرما کر بتایا کہ اس جہان کی کوئی چیز ہمیشہ رہنے والی نہیں، ہر چیز کو اس کے خالق نے جس طرح بڑی حکمت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

اور کفار اس چیز سے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے روگردانی کرنے والے ہیں۔ فرمایئے (اے کفار) کبھی تم نے غور سے دیکھا ہے جنہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

تم اللہ کے سوا (خدا) بنا کر پکارتے ہو (مجھے) دکھاؤ کہ انہوں نے زمین سے کیا (چیز) پیدا کیا ہے یا ان کا آسمانوں (کی تخلیق) میں

فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ

کچھ حصہ ہے؟ اور میرے پاس کوئی کتاب (اس سے) پہلے (کی) اتری ہوئی یا کوئی (دوسرا) علمی ثبوت لاؤ

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ

اگر تم سچے ہو۔ اور کون زیادہ گمراہ ہے اس (بدبخت) سے جو پکارتا ہے اللہ کو چھوڑ کر

سے پیدا فرمایا ہے اسی طرح اس کے لیے ایک میعاد بھی مقرر کر دی ہے۔ جب مقررہ میعاد پوری ہو جائے گی تو وہ چیز فنا ہو جائے گی۔ تم آسمانوں کی پیچیدگی اور زمین وغیرہ کی مسند طے کر کے یہ اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جاؤ کہ دنیا یوں ہی رہے گی کبھی فنا نہ ہو گی۔ اس دنیا کی عمر طویل ہو سکتی ہے لیکن اسے ایک روز ختم ضرور ہونا ہے۔ اس کے بعد تمہیں پھر زندہ کیا جائے گا اور تم سے تمہارے اعمال کی جزا سزا کا معاملہ ہو گا۔ خوش نصیب وہ ہے جو بروقت ہوشیار ہو جائے اور اپنے مستقبل کو روشن کرنے کے لیے سرگرم عمل رہتا ہے۔ وہ لوگ جو شرک و کفر کی بدولت قلب سلیم کی نعمت سے محروم ہو چکے ہیں وہ اس پند و موعظت کی قدر نہیں کرتے بلکہ الٹا ناراضگی اور برہمی کا اظہار کرتے ہوئے منہ موڑ لیتے ہیں۔

۴ مشرکین جو بڑے زور شور سے اپنے بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اور اگر اس پر انہیں ٹوکا جاتا تو وہ بہت برہم ہوتے۔ ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ جن کو تم نے معبود بنا رکھا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر تم نے ان کی پوجا شروع کر رکھی ہے۔ کیا اس کی کوئی معقول وجہ بھی تم بتا سکتے ہو؟ کیا کبھی زمین کی کسی چیز کے وجود میں آنے یا پیدا کرنے میں ان کا کوئی حصہ ہے؟ اگر تمہارے پاس کوئی تحریری ثبوت ہے تو پیش کرو اور اگر تم خود اس بات کا اعتراف کرتے ہو کہ اس وسیع و عریض کائنات کی ہر چھوٹی بڑی چیز کا خالق اللہ ہے تو پھر اس لاشریک خالق کو چھوڑ کر کسی پتھر کسی بے روح یا بے روح شے کی پوجا کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔ ماتدعون: ماتعبدون (روح المعانی) اس آیت میں ماتدعون کا معنی ماتعبدون ہے یعنی جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ ماتدعون: ماتعبدون (خازن) ماتدعون: تعبدون (بحر)

۵ اگر تمہارے بتوں نے زمین و آسمان کی تخلیق میں کچھ حصہ لیا ہے تو اسے دلیل سے ثابت کرو۔ قرآن کریم کو تو تم تسلیم نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىِٕهِمْ

ایسے معبود کو جو قیامت تک اس کی فریاد قبول نہیں کر سکتا اور وہ ان کے پکارنے سے ہی

غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ

غافل ہیں ۝ اور جب جمع کیے جائیں گے لوگ (روزِ محشر) تو وہ معبود ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا صاف

کرنے آخر اس سے پہلے بھی کوئی آسمانی کتاب نازل ہوئی ہے؟ ان میں سے کسی میں یہ لکھا ہوا دکھاؤ کہ تمہارے فلاں بت یا فلاں معبود نے زمین و آسمان کی فلاں چیز بنائی ہے۔ اگر تم اس قسم کا کوئی حوالہ کسی آسمانی کتاب سے نہیں دکھا سکتے تو پھر کوئی معقول شہادت پیش کرو۔

علامہ ابن حیان اندلسی اثارۃ من علم کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں او بقیۃ من علم ای من علوم الاولین۔ یعنی وہ علم جو پہلے علماء و حکماء سے منتقل ہوتا چلا آرہا ہے۔ ابو علی بن عبدالرحمٰن اور قتادہ نے فرمایا او خاصۃ من علم یعنی وہ علم جو صرف تمہیں حاصل ہوا۔ تم سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں ان کی رسائی اس تک نہیں ہوئی۔ اگر تمہارے پاس نہ کوئی نقلی دلیل ہے اور نہ عقلی دلیل، تو پھر بادبِ جان بوجھ کر ایسی غلطی نہ کرو جس کی سزا آدمی جہنم ہے۔

مشرکین عرب بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے انہوں نے بیت اللہ شریف میں ۳۶۰ بت نصب کر رکھے تھے اپنے گھروں میں جو مورتیاں انہوں نے بنا رکھی تھیں وہ ان کے علاوہ تھیں۔ ان کی اس کھلی گمراہی کی حماقت کو بڑے پیرائے میں پیش کیا جا رہا ہے کہ اے عقل کے اندھو! تم ان بتوں کی پوجا کرتے ہو جو دیکھ سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں۔ بھلا کسی مشکل وقت میں تمہاری مدد کیا خاک کریں گے اس سے زیادہ نادان اور گمراہ اور کون ہو سکتا ہے۔ علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں ای اضل من یدعو من دون اللہ اصناما و یطلب منہا ما لا تستطیعہ الی یوم القیامۃ وہی غافلۃ عما یقول لا تسمع ولا تبصر ولا تعقل ولا تنفع جمادۃ حجارۃ صمّ لا تسمع ولا تعقل۔

یعنی اس آدمی سے زیادہ گمراہ اور کوئی نہیں ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو پوجا کرتا ہے اور ان سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جو وہ قیامت تک نہیں دے سکتے جو وہ کر رہا ہے وہ اس سے غافل ہیں، نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں جو بالکل بہرے اندھے ہیں۔

علامہ ابو حیان اندلسی کی عبارت بھی ملاحظہ ہو:

یدعون من دونہ جمادا لا یستجیب لہم ولا قدرۃ لہ علی استجابۃ۔

یعنی وہ ایسے بے جان پتھر کو پکارتے ہیں جو انہیں نہ جواب دے سکتا ہے اور نہ اس میں جواب دینے کی طاقت ہے۔

بعض نام نہاد مسلمان جو امت کے اتحاد کا شیرازہ بکھیرنا چاہتے ہیں رات دن اس دھن میں لگے رہتے ہیں کہ امت میں نئی نئی تفریق پیدا کریں۔ وہ یہ آیت اہل سنت پر چسپاں کرتے ہیں (معاذ اللہ) جو اللہ تعالیٰ اہل سنت میں سے کوئی اللہ والے سے مدد مانگتا ہے اللہ جل جلالہ کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کسی کی لڑائی اور الوہیت کا عقیدہ فاسد نہیں رکھتا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام نبیوں کے سردار تمام رسولوں کے سرتاج اپنے آقا و مولیٰ اور دونوں جہان کے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ اور نماز میں کئی کئی بار اس شہادت کا اعادہ کرتا ہے تو وہ کسی اور کو کیونکر خدا یا خدا کا ہمسر اور شریک قرار دے سکتا ہے یہ محض بہتان اور افترا عظیم ہے کہ اہل سنت کسی کو خدا کا شریک بناتے ہیں۔ ھذا افک مبین وبہتان عظیم۔

ضیاء القرآن میں مختلف مقامات پر اس کی تشریح کر چکا ہے۔

خیر جہاں احمد یار اور تقویم کے علاوہ تمام امت اس بات پر متفق ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں جب کوئی غلام صلوٰۃ وسلام عرض کرتا ہے تو حضور اس کا سلام کا جواب فرماتے ہیں جس کو عوام اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور فقیہ جواب سے سرشار ہوتے ہیں۔ جس کے مشہور ولی کامل حضرت شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب روضۂ اقدس پر حاضر ہوئے تو بصد ادب و نیاز عرض کی الصلوٰۃ والسلام علیک یا جدی۔ اے میرے نانا پاک آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو۔ روضۂ اقدس سے جواب آیا۔ وعلیک السلام یا ولدی اے میرے بچے تجھ پر بھی سلام۔ یہ سن کر آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اور فی البدیہہ یہ شعر عرض کی:

لَمَّا دَنَا قَلْبِیْ لِتُرْبٍ حَلَّ فِیْہِ الْمُصْطَفٰی ۔۔۔ قَبَّلَ الْاَرْضَ عَسٰی فَوْزًا بِہٖ اَحْظٰی بِہٖ

جب میرا جسد خاکی یہاں سے دور تھا تو میں آستانہ بوسی کے لیے اپنی روح کو بھیجا کرتا تھا

وَلِذَا حِیْلَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ ۔۔۔ فَلْاَمُدَّ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِہَا شَفَتِیْ

اب آئیں خود بارگاہ اقدس میں حاضر ہوں۔ دست پاک کو لیے آگیں بوسے کر دل کی حسرت پوری کر سکوں۔

دست مبارک باہر آیا جس کو آپ نے بوسہ دیا ہزارہا آدمیوں نے اس کو دیکھا۔

اس واقعہ کو دیگر علماء کے علاوہ علامہ سید علی نے شرح الصدور میں اور مولانا تھانوی نے اپنے رسائل میں بیان کیا ہے۔

حضرت شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کو فالج کا مرض لاحق ہوا۔ نصف جسم بیکار ہو گیا آپ نے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں فریاد کی اسی رات زیارت سے مشرف ہوئے حضور نے دست مبارک ان کے بدن پر پھیرا یہ فوراً شفایاب ہو گئے مولانا اشرف علی تھانوی نشر الطیب صفحہ ۲۳۲ پر اس واقعہ کو لکھنے کے بعد تحریر کرتے ہیں اسے آپ بھی پڑھیے:

"اور یہ اپنے گھر سے نکلے تھے کہ ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور اس نے درخواست کی کہ مجھ کو وہ قصیدہ سنا دیجیے جو آپ نے مدح نبوی میں کہا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کون سا قصیدہ؟ اس نے کہا جس کے اول میں ہے اَمِنْ تَذَکُّرِ جِیْرَانٍ بِذِیْ سَلَمٍ الخ جب یہ سنا تو پہچان گئے کہ انہوں نے کسی کو اطلاع نہیں دی تھی۔ اس درویش نے کہا واللہ! میں نے اس کو اس وقت سنا ہے جب یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پڑھا جا رہا تھا اور آپ خوش ہو رہے تھے۔"

یہ قصیدہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے پسند فرمایا ہے اس کا ایک شعر آپ بھی سن لیں۔ اس شرک سازوں کے فتاویٰ کی حقیقت کھل جائے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كٰفِرِيْنَ ۝ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

انکار کریں گے اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں ہویدا کہتے ہیں منکر

لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ

حق کے بارے میں جب ان کے پاس آیا کہ یہ کھلا جادو ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ نبی نے اس کو خود گھڑ لیا ہے۔ فرمائیے

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ ۔۔۔ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

اے ساری مخلوق سے زیادہ کرم والے حضور کے مصائب حضور کے سوا میں کس کے دامن میں پناہ لوں۔

ہمارے عہد کے نابغہ روزگار شاعر عبدالعزیز خالد کے یہ اشعار بھی سن لیجیے:

تو خورشید ہدایت ہے تو کامل ہے مرا ایماں ۔۔۔ تجلی بخش دے اس میں جنابِ شاہِ دیں یا رسول اللہ

تیری رحمت کے دریا جوش میں ہر گام ہر لمحہ ۔۔۔ ہے تو واحد امیدِ مستمنداں یا رسول اللہ

عزیزِ خاطرِ آشفتہ حالاں کون ہے تیرے ۔۔۔ ترے دیوانے تیرے کس کے ہیں ناداں یا رسول اللہ

آخر میں شاہ اسماعیل دہلوی کی یہ عبارت بھی پیش نظر رکھیے جو اپنے پیر سید احمد بریلوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم اور حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہما سے ان کو بیک وقت قادری اور نقشبندی سلسلہ کا فیض پہنچا۔ چشتی سلسلہ سے حصول فیض و نسبت کے متعلق دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"دوئے حضرت ایشاں بسوئے مرقدِ منور حضرت خواجہ خواجگاں خواجہ قطب الاقطاب کفیار کا قدس سرہ العزیز تشریف فرما شدند و بر مرقدِ مبارک ایشاں مراقب نشستند و دریں اثنا بدرجۂ فنا فی الشیخ فائز گشتند و آنجناب بہ حضرت ایشاں توجہ بلیغ نمودند کہ بسبب آں در ابتدائی حصول نسبت چشتیہ متحقق شد" (صراط مستقیم۔ ص ۱۲۹ مطبع مجتبائی لکھنؤ)

یعنی ایک دن سید احمد صاحب حضرت خواجہ خواجگان خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر تشریف لے گئے اور وہاں مراقبہ میں بیٹھے۔ اسی اثنا میں حضرت کی روح پر فتوح سے ملاقات نصیب ہوئی۔ خواجہ خواجگاں نے آپ پر بڑی توجہ فرمائی۔ اس توجہ کی برکت سے نسبت چشتیہ کے حصول کی ابتدا ہوئی۔

ف۱ جنوں کی کہانیوں کو سنتا ہوا ہے کہ روزِ حشر جب تمہیں پکڑ کر لایا جائے گا تو اپنے عقائد باطلہ اور اعمال سیئہ کی باز پرس شروع ہوگی تو اپنے جھوٹے معبود جن کی عبادت تم عبادت کرتے رہے تھے وہ تمہارے دشمن بن جائیں گے اس وقت تمہیں معلوم ہوگا کہ جن کو تم اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے تھے وہ تمہاری تباہی و بربادی کا سبب بن گئے یہاں تمہاری بُت پرستی کا صاف صاف انکار کریں گے۔ سابقہ آیت میں یدعوا اور عن دعائھم کے الفاظ میں مفسرین نے ان کا معبود ہونا اور عبادتم سے کیا ہے اس آیت نے ان کی اس تفسیر کی تصدیق کر دی فرمایا کانوا بعبادتھم کافرین۔

ف۲ انصاف اور عقلمندی کا تقاضا تو یہ تھا کہ آیت ربانی کو سن کر دل اپنی ہٹ دھرمی سے باز آجاتے حق کو قبول کر لیتے اور ان کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا

اگر میں نے اس کو خود گھڑا ہے تو تم اس طاقت کے مالک نہیں کہ مجھے اللہ سے بچا لو۔ وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَهُوَ الْغَفُوْرُ

مشغول ہو ۔۔۔ وہ کافی ہے بطور گواہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان ۔۔۔ اور وہ بہت بخشنے والا مہربان

الرَّحِيْمُ ۝ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ

رحم فرمانے والا ہے۔ آپ کہیے میں کوئی انوکھا رسول تو نہیں ہوں ۔۔۔ اور میں (لاعلم) نہیں جان سکتا کہ کیا کیا جائے گا

دونوں جہان سنور جاتے لیکن ان بدبختوں نے اس کو مذاق بنانا شروع کر دیا کہ یہ بات صاف جھوٹ ہے۔

۹ کفار کے اس الزام اور بہتان کا جواب دینے کا حکم ہو رہا ہے۔ اگر یہ کتاب اللہ تعالیٰ کے نازل نہیں کی میں نے خود اس کو گھڑ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی جھوٹی نسبت کر دیا ہے تو ایک سنگین جرم ہے جس کی سزا بڑی ہولناک ہے اور تم میں سے کسی میں یہ ہمت اور قوت نہیں کہ اگر مجھے سزا دینے لگے تو تم مجھے چھڑا سکو۔ تم خود سوچ کر کیا میں اتنا بڑا ظلم ڈھا سکتا ہوں اور اپنے آپ کو خدا کے غضب کا ہدف بنا سکتا ہوں، ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ تم کیا یہ سمجھ لو کہ یہ مذاق تم کر رہے ہو اور جس مشغلہ میں تم لگے ہوئے ہو اللہ تعالیٰ اس کو بھی خوب جانتا ہے اور تمہاری اس بہتان تراشی کی سزا ضرور تمہیں ملے گی۔

تفیضون الافاضة فی الشیء الخوض فیہ والاندفاع افاضوا فی الحدیث ای اندفعوا فیہ کسی کام میں کود پڑنا۔ مشغول ہونا۔ کسی گفتگو میں محو ہو جانا۔

۱۰ میں حق پر ہوں یا تم اس کا گواہ خود اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کی گواہی کے بعد کسی دوسرے گواہ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ بینی میں ب آلہ کا ہے اور ضمیر یرجع فاعل ہے۔ فالباء زائدۃ والضمیر فاعل الرابع علی الفاعلیۃ۔ (مظہری)

۱۱ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر کفار طرح طرح کے اعتراضات کرتے کبھی کہتے یہ تو بالکل ہماری طرح کھاتا پیتا ہے، بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، ہمارا رسول ہونے سے بھی ایسے معمولی کام سر زد ہوتے ہیں؟ کبھی کہتے اگر خدا کو رسول بنانا ہی تھا تو وہ کیا ایسے شخص کو رسول بناتا جس کے پاس نہ مال، نہ دولت، نہ خدم نہ حشم، نہ جائداد، نہ اعوان و انصار، بھلا یہ بھی کوئی بات ہے؟ ہمارے ہاں بڑے بڑے دولت مند ہیں اور تجربہ کار بھی ان کے ہوتے ہوئے کوئی بڑا سیٹھ ہے عرب کے تمام قبائل کے دلوں پر ان کی دھاک بیٹھی ہوئی ہے۔ ان کی دولت و ثروت کے افسانے دور دور تک مشہور ہیں۔ منصب رسالت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو منتخب نہ کیا۔ پھر وہ فرمانے لگے ہیں کہ ہم تب مانیں گے اگر یہ ٹیلے کے پہاڑ یہاں سے دور ہٹا دیے جائیں، مدینہ تک ہموار میدان ہو، اس میں چشمے ابلنے لگیں، نہریں بہنے لگیں وغیرہ وغیرہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِیْ وَلَآ بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤی اِلَیَّ وَمَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۹

میرے ساتھ اور کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ۔ میں تو بس وہی کرتا ہوں جو وحی میری طرف کی جاتی ہے اور میں تو بس صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔

ان سب ہرزہ سرائیوں کے جواب میں صرف ایک ہی پُرمغز بات فرمانے کا حکم دیا گیا کہ اے سرورِ بزمِ ہستی! اے شمعِ محفلِ امکان! آپ انہیں کہیں کہ کیا میں انوکھا رسول ہوں؟ مجھ سے پہلے کوئی نبی اور رسول نہیں آیا؟ اگر میں پہلا رسول ہوتا تو تمہاری ان اکثر بیہودہ باتوں میں کچھ وزن ہوتا اور ان کے جواب کی طرف توجہ کی جاتی۔ جب مجھ سے پہلے کثیر تعداد میں پیغمبر آ چکے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم بھی مانتے ہو اور ان کا احترام کرتے ہو کیا وہ انسان نہ تھے؟ کیا وہ کھاتے پیتے نہ تھے؟ کیا وہ درہم و دینار کے انباروں کے مالک تھے اور کیا ان کی امت کی ایسی بے ہودہ فرمائشوں کو پورا کیا کرتے تھے؟ جب ایسا نہیں تھا تو تم میرے متعلق یاوہ گوئی کیوں کرتے ہو۔ میرا کام ظاہری چشمے جاری کرنا نہیں۔ میں تو سرچشمۂ الٰہی کے چشموں سے تمہارے ٹوٹے پھوٹے مُردہ حیات کو از سرِ نو جاں آشنا کرنے آیا ہوں۔ ان پہاڑوں کو تو تم ڈائنامائٹ سے بھی اُڑا سکتے ہو۔ میں ایسے جہانوں کو اٹھانے کے لیے آیا ہوں جنہوں نے تمہارے دلوں کی آنکھوں کو اندھا بنا رکھا تھا۔ مجھ سے نہ اندھے بننے کے بہانے ڈھونڈو۔ مجھ سے اپنے ربِ کریم کے قرب و رضا کے طریقے سیکھو۔ میں تمہیں اس بیکنڈ تصورات سے نکال کر حریمِ ذات تک لے جاؤں گا۔ مجھ سے اس چز کے بارے میں سوال نہ کرو جو تمہارا گھوڑا اور اونٹ چرا کر لے گیا ہے۔ مجھ سے اس لٹیرے اور ڈاکو کا پتہ پوچھو جو تمہارے ایمان و ایقان کے خزانوں پر ڈاکہ ڈال رہا ہے۔ اس کا پورا پتہ اور نشان بتاؤں گا تم اسے رنگے ہاتھوں پکڑ لو گے۔ کیا ہوا اگر میرے پاس خزانے نہیں۔ کیا دنیا کے شہنشاہوں کے خزانوں کے تقسیم ہونے، علوم و معارف، اسرار و لطائف کے ان دریائے آبدار کا مقابلہ کر سکتے ہیں جن سے میرے رب نے مجھے سرفراز فرمایا ہے۔ پیغمبر تمہارا کوکر نہیں ہوتا کہ تمہاری فرمائشوں کی تعمیل میں لگا رہے، وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور تمہارا آقا ہے۔ وہ تو صرف اور صرف اپنے رب کی فرمانبرداری کرے گا۔ اِں! تمہاری عزت و شرف اس میں ہے کہ تم بے چون و چرا اس کی اطاعت کرو۔

ایک ہی فقرے سے ان کی تمام ہرزہ سرائیوں کا زبان شکن رد فرما دیا۔

۹ آیت کے اس حصے کی تفسیر کرتے ہوئے علماء کرام نے متعدد اقوال ذکر کیے ہیں۔ پہلے میں ان کے اشارات نقل کروں گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جو مفہوم میں سمجھا ہوں اسے آپ کی خدمت میں پیش کروں گا۔

بعض کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی عاقبت اور انجام کے بارے میں (معاذ اللہ) کچھ خبر نہ تھی اور نہ ہی دوسرے لوگوں کے احوالِ آخرت کا کوئی علم تھا۔ اس قول کے مطابق آیت کا معنی ہوگا کہ مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کے روز میرے ساتھ کیا سلوک ہوگا اور نہ مجھے یہ علم ہے کہ تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے گا۔

کفار، یہود اور منافقین نے جب یہ آیت سنی تو کہنے لگے کہ ایسے نبی پر ایمان لانے سے کیا حاصل! جسے اپنے انجام کی بھی خبر نہیں۔ ہم کہتے تھے کہ یہ قرآن ان کا اپنا گھڑا ہوا ہے۔ اگر یہ منزل من اللہ ہوتا تو کیا اللہ تعالیٰ نہیں بتاتا کہ روزِ حشر ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی ہر سوال کو ختم کرنے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ. اس آیت سے دو پہلی آیت (مَآ اَدْرِیْ) منسوخ ہو گئی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ مبارک ہو۔ حضور کو آپ کے بارے میں علم ہو گیا لیکن ہم غلاموں کا کیا حال ہو گا؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ. اللہ تعالیٰ ایمان والے مردوں اور عورتوں کو جنت میں داخل کرے گا جہاں نہریں بہتی ہیں۔

علماء محققین نے اس قول کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ خبر سے بعد نسخ اخبار کا نہیں ہوتا۔ اوامر و نواہی کا ہوتا ہے نیز آیت کی ہے اور سورۂ فتح کی آیت صلح حدیبیہ کے موقع پر سال سات سال بعد نازل ہوئی حالانکہ اگر کسی آیت میں اجمال ہو تو اس کے بیان اس آخر نازل ہوا ہے۔ نیز سورت کی ابتدا سے خطاب کفار و مشرکین سے ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو حکم دیں کہ تم کفار کو بتا دو کہ مجھے اپنے انجام کی کوئی خبر نہیں۔ کفار بڑی آسانی سے یہ کہہ کر حضور کی دعوت کو مسترد کر سکتے تھے کہ جب آپ کو اپنے بارے میں کچھ خبر نہیں تو پھر ایک غیر یقینی چیز کی طرف دعوت دینے کے لیے یہاں کیسے آ گئے؟ جائیے تشریف لے جائیے۔ چنانچہ ابن جریر طبری، قرطبی، منذری اور دیگر اکابر نے اس قول کو تسلیم نہیں کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روز اول سے اپنی نجات کا یقین تھا۔

قرآن کریم کی کثیر التعداد آیات ہیں جن میں اہل ایمان کو مغفرت کا مژدہ ہے اور منکرین کو دوزخ کی وعید۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعزازات کا ذکر قرآن میں بڑی شرح و بسط سے موجود ہے اور احادیث طیبہ میں بھی۔ مقام محمود، مقام شفاعت کبریٰ، کوثر وغیرہ ان امور کو کیسے انکار کیا جا سکتا ہے؟ ایک مرتبہ حضور نے ارشاد فرمایا اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ بِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ تَحْتَ لِوَائِيْ وَلَا فَخْرَ۔ قیامت کے روز اولاد آدم کا میں سردار ہوں گا۔ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا آدم اور دیگر پیغمبروں کو میرے جھنڈے کے نیچے پناہ ملے گی۔ یہ باتیں فخریہ طور پر نہیں کہہ رہا، حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں۔

ایسی بے شمار احادیث ہیں جن میں حضور کے مقامات رفیعہ اور درجات سنیہ کا ذکر موجود ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے متعدد غلاموں کے بارے میں نام لے کر ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی۔ عشرۂ مبشرہ کے اسمائے گرامی سے کون واقف نہیں حضور نے ان کے متعلق فرمایا سیدا شباب اھل الجنۃ۔ یہ دونوں شہزادے اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہوں گے۔ حضرت ثابت بن قیس جن کا تفصیلی ذکر سورۂ حجرات میں آ رہا ہے کے متعلق فرمایا اے ثابت! اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَعِيْشَ حَمِيْدًا وَتُقْتَلَ شَهِيْدًا وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔ کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ تم عزت و آرام سے زندگی بسر کرو۔ تمہیں شہادت کا شرف بخشا جائے اور تم جنت میں داخل ہو۔ اس قسم کے سینکڑوں واقعات سے کتب احادیث بھری پڑی ہیں۔

ان آیات محکمات اور احادیث صحیحہ کی موجودگی میں یہ کہنا بڑی گستاخی ہے کہ حضور کو اپنے انجام کی خبر نہ تھی۔ (معاذ اللہ)

دوسرا قول یہ ہے کہ دنیا کے حالات سے بے خبری کا اظہار مقصود ہے کہ مجھے اس کا علم نہیں کہ دنیا میں میرا کیا حال ہو گا۔ میں شہید کیا جاؤں گا یا یہاں سے نکال دیا جاؤں گا۔ اسلام کامیاب ہو گا یا کفر کو غلبہ ہو گا۔ مسلمانوں کا مستقبل تابناک ہو گا یا تاریک وغیرہ وغیرہ لیکن اگر اس آیت کو دوسری قرآنی آیات کی روشنی میں دیکھا جائے اور منکرین حدیث کی طرح تمام احادیث کو من گھڑت نہ قرار دیا جائے تو یہ قول بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے دین حق کے غلبہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابی کا ذکر قرآن کریم میں بار بار فرمایا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔ دوسری جگہ ہے اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔ ارشاد ہے قَالَ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کہ مسلمانوں کے ساتھ نصرت اور کامیابی کا پختہ وعدہ کیا گیا ہے۔ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی ہمارے ذمہ کرم پر یہ لازم ہے کہ ہم اہل ایمان کی مدد ضرور کریں گے۔

وہ آیات جو عہد نبوت کے بالکل ابتدائی ایام میں نازل ہوئیں ان کے نزول کے وقت ہی اپنے مستقبل کے بارے میں حضور کو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ سورۃ والضحیٰ میں صاف طور پر ارشاد فرمایا وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی۔ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔ اے حبیب! آپ کا ہر آنے والا لمحہ گزرے ہوئے لمحہ سے بہتر ہوگا۔ آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

غزوۂ خندق پر نگاہ ڈالیے صرف کفار مکہ نہیں بلکہ جزیرۂ عرب کے تمام مشرک قبائل نے مدینہ پر حملہ بول دیا ہے۔ ان کا ایک لشکر جرار مدینہ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ ان کے دفاع کے لیے خندق کھودی جا رہی ہے۔ کڑاکے کی سردی ہے' کئی کئی وقت کا فاقہ ہے۔ یہودی جو مدینہ طیبہ میں آباد ہیں انہوں نے کفار مکہ کے ساتھ ساز باز کر رکھی ہے کہ باہر سے تم حملہ کرو دینا' اندر سے ہم یلغار کریں گے۔ ظاہری حالات اس قدر خوفناک ہیں اور غذا اتنی ناسازگار ہے کہ ایک عام شخص بڑی خوش فہمی کے باوجود مسلمانوں کی کامیابی کی پیش گوئی نہیں کر سکتا۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کا محبوب جب ایک چٹان کو توڑنے کے لیے ضرب لگاتا ہے تو چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ کر الگ ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی زبان نبوت سے یہ اعلان ہوتا ہے کہ مجھے ملک ایران کی کنجیاں دے دی گئیں۔ مجھے قیصر کے شاہی خزانے دیے گئے۔ مجھے یمن کی کنجیاں دے دی گئیں اور یمن ممالک کی کنجیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمائی تھیں ان کا عملی طور پر ظہور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ہوا۔

حضرت حذیفہ بن یمان جن کا لقب رازدان رسول ہے فرماتے ہیں واللہ انی لاعلم الناس بکل فتنۃ ھی کائنۃ فیما بینی وبین الساعۃ وما بالی الا یکون رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسر الی فی ذالک شیئا لم یحدث بہ غیری (مسلم شریف جلد دوم ص ۳۹۰)

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ آج سے لے کر قیامت تک آنے والے جتنے فتنے ہیں ان میں سے ہر فتنہ کے متعلق میں تمام لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان فتنوں کی ہمیں خبر دی۔

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد کتاب الفتن)

ترجمہ: حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔

ان آیات واحادیث کی موجودگی میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ حضور کو یہ علم نہیں تھا کہ دنیا میں آپ کے ساتھ آپ کے دین کے ساتھ اور آپ کی امت کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ ما ادری سے تفصیلی علم کی نفی ہے کہ میں تفصیلاً نہیں جانتا۔ اگرچہ اجمالاً جانتا ہوں۔ ان تینوں اقوال سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کوئی بھی ایسا نہیں جو دل کو مطمئن کر سکے لیکن اگر ما ادری کی تحقیق کی جائے تو ساری تشویش دور ہو جاتی ہے حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

علامہ راغب اصفہانی اپنی شہرۂ آفاق مفردات القرآن میں اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الدایۃ: الملجۃ المدرکۃ یضرب من الفعل یقال دویت بہ مدریۃ نحو فطنت وشعرت . . . . . والدرایۃ لا تستعمل فی اللہ تعالیٰ وقول الشاعر لا ہم لا ادری وانت الدارٰی فمن تعریف اجلاف العرب (مفردات راغب) درایت اس معرفت کو کہتے ہیں جو غور و فکر سے حاصل ہوتی ہے۔ فہم و ذہانت سے کسی چیز کو سمجھنا۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ درایت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال نہیں ہوتا۔ شاعر کا یہ مصرع جس میں اللہ تعالیٰ کو الدارٰی کہا گیا ہے، یہ شاعر کا جاہلانہ اجتہاد ہے۔

علامہ زبیدی شارح قاموس اپنی مایۂ ناز تصنیف تاج العروس میں اس کی تحقیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ودیت کرمیہ . . . . علتہ قال شیخنا صریحہ اتحاد العلم والدرایۃ۔ وصرح غیرہ بان الدرایۃ اخص من العلم وعلۃ تضریب من الحیلۃ ولذا لا یطلق علی اللہ تعالیٰ ولما قول الراجز لا ہم لا ادری وانت الدارٰی فمن تعریفۃ الاعراب (تاج العروس)

ترجمہ: یعنی درایت بذات خود ہی متقدی ہوتا ہے اور بکر کے ساتھ بھی اس کا تعدیہ کیا جاتا ہے۔ درایت کا معنی ہے میں نے جان لیا۔ میرے شیخ کہتے ہیں کہ علم و درایت ہم معنی ہیں لیکن دوسرے علماء لغت نے تصریح کی ہے کہ درایت علم سے خاص ہے یا حیلہ و قیاس سے کسی کو جاننا درایت کہلاتا ہے۔ اسی لیے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر نہیں کیا جاتا اور ایک رجز گو نے درایت کی نسبت اس مصرعہ میں ذات باری کی طرف کی ہے "یہ اس کا گنوار پن ہے۔

علامہ ابن عابدین نے درایت کی تشریح ان الفاظ سے کی ہے الدرایۃ ای ادراک العقل بالقیاس علی غیرہ۔ یعنی عقل کا بذریعہ قیاس کسی چیز کو جاننا۔ (ردالمحتار جلد اول صہ ۹۷)

ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ درایت کا مفہوم یہ ہے کہ غور و فکر، ظن و تخمین اور قیاس آرائی سے کسی چیز کا علم حاصل کرنا۔ یہ مفہوم ذہن نشین کر کے اب آیت میں غور کریں، اول تو شبہ ہی بالکل نہ رہے گا کہ تخصیص کی ضرورت پڑے گی۔ نہ نسخ کا قول کرنا پڑے گا۔ آیات قرآنی میں باہمی تضاد یا احادیث صحیحہ سے تعارض کی نوبت ہی نہ آئے گی۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دے رہے ہیں کہ آپ ان کفار کو بتا دیجیے کہ میں اپنی عقل و فہم، ذہانت و فطانت اور قیاس سے نہ یہ جانتا ہوں کہ آخرت میں میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔ نہ میں یہ جان سکتا ہوں کہ اس دنیا میں میرا مخالف ایمان لانے والوں کا اور میری اس دعوت کا انجام کیا ہوگا یا تمہاری سرکشی کی تمہیں کب اور کیا سزا ملے گی۔ ان امور کو میں اپنی فہم و فراست سے نہ تفصیلاً جان سکتا ہوں اور نہ اجمالاً میرا علم سوا میری عقل و شعور کا اثر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اگر میں نے غور و فکر سے ان حقائق کو پانا چاہا تو اس میں شک و شبہ کی گنجائش ہو سکتی تھی اور تمہیں یہ حق پہنچتا تھا کہ اس کو جانچو اور اپنی کسوٹی پر پرکھو، لیکن میرا علم تو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ اس میں شک و شبہ کا ذرا شائبہ نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مما احدثوا سے روایت کی نفی ہے۔ صحابہؓ کی بات سے علم خدا اور کا ثبوت ہے۔ سکھلانے والا اللہ تعالیٰ ہو اور سیکھنے والا مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا ہو استاد عالم الغیب والشہادہ ہو اور تلمیذ فارحرا کا گوشہ نشین ہو بھیجنے والا رب العالمین ہو اور آنے والا رحمۃ للعالمین ہو وہاں کمی رہے گی تو کیسے؟ کوئی نقص ہو گا تو کس جانب سے؟

آخر میں مفسرین کرام کی چند آرا بھی ملاحظہ فرمائیے آپ کا آئینہ دل ہر قسم کے گرد و غبار سے پاک ہو جائے گا۔

علامہ ابن جریر طبری نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے متعدد اقوال لکھے ہیں ان میں سے ایک قول حضرت حسن بصریؒ کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اما فی الآخرۃ فما اذا اللہ قد علم انہ فی الجنۃ حین اخذ میثاقہ فی الرسل ولکن قال ما الذی یفعل بی ولا بکم فی الدنیا اخرج کما اخرجت الانبیاء۔

یعنی یہ کہنا کہ حضورؐ کو یہ علم نہ تھا کہ آخرت میں حضورؐ کے ساتھ کیا کیا جائے گا تو ایسی نازیبا بات سے ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ حضورؐ کو اس وقت سے اپنے ناجی ہونے کا علم تھا جب روز اوّل ارواح انبیاء سے حضورؐ پر ایمان لانے کا وعدہ لیا گیا تھا۔ بلکہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ دنیا میں مجھے سابقہ انبیاء کی طرح جلاوطن کر دیا جائے گا یا نہیں۔ ابن جریر، حسن بصری کے قول کو صحیح قرار دیتے ہیں ولکن ذلک کما قال الحسن ثم بین اللہ لنبیہ ما ھو فاعل بہ وبمن کذب بما جاء بہ من قومہ وغیرہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس دنیا میں جو معاملہ حضورؐ سے کیا جانے والا تھا اور جو سلوک آپ کی قوم اور دوسرے مکذبین کے ساتھ ہونے والا تھا اس کو بیان کر دیا۔

علامہ نیشاپوری لکھتے ہیں: وانہ لم ینف الا الدرایۃ من قبل نفسہ وما نفی الدرایۃ من جہۃ الوحی۔ یعنی خود بخود جان لینے کی نفی کی گئی ہے اور جو چیز بذریعہ وحی بتلا دی جائے اس کی نفی نہیں۔

علامہ آلوسی نے قدرے شرح و بسط کے ساتھ اس حقیقت کو بیان کیا ہے۔ والذی اختار ان المنفی علی نفی الدرایۃ من غیر جہۃ الوحی سواء کانت الدرایۃ تفصیلیۃ او اجمالیۃ وسواء کان ذلک فی الامور الدنیویۃ او الاخرویۃ واعتقادنا انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لم ینتقل من الدنیا حتی اوتی من العلم باللہ تعالیٰ وصفاتہ وشئونہ والعلم بالاشیاء یعتد بہا کما ینبغی ما لم یعطہ احدا غیرہ من العالمین۔ (روح المعانی)

ترجمہ: میرے نزدیک پسندیدہ قول یہ ہے کہ نفی اس درایت کی ہے جو وحی کے بغیر ہو خواہ تفصیلی ہو یا اجمالی، اس کا تعلق دنیوی واقعات سے ہو یا اخروی حالات سے۔ آلوسی کہتے ہیں کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دنیا سے انتقال نہیں فرمایا جب تک حضورؐ کو اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات اور اس کے شئون کا علم اور تمام ایسی اشیاء کا علم جو وجہ کمال ہے عطا نہ فرما گیا۔

واللہ اعلم بالصواب وعندہ حسن الثواب والیہ المآب۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ

فرمائیے کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کر دو تو اس کا انجام کیا ہوگا؟ ۱۲ حالانکہ گواہی دے چکا

شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۱۳

ہے ایک گواہ بنی اسرائیل سے اس کی مثل پر اور وہ ایمان بھی لے آیا اور تم نے تکبر کیا ۱۳

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۱۰ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ ع

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو۔ اور کفار اہل ایمان کے بارے میں

اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ۭ وَاِذْ لَمْ يَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَيَقُوْلُوْنَ

کہتے ہیں کہ اگر یہ اسلام کوئی اچھی چیز ہوتی تو ہم سے بڑھ کر وہ اس کی طرف نہ جاتے اور کیونکہ انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوئی قرآن سے تو یہ

۱۲ اے کفار مجھے یہ بتاؤ کہ اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہو اور تم اس کا انکار کر رہے ہو تو تم نے کبھی سوچا اس کا انجام کس قدر ہولناک ہوگا۔ اس لیے ضد اور عناد کو دل سے نکال دو اور اس کتاب الٰہی کو تسلیم کر لو۔

۱۳ تعجب ہے کہ خود اسرائیل کے پاس موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ انہیں تورات عطا کی گئی۔ بنی اسرائیل نے اس کتاب کو بھی مان لیا اور موسیٰ علیہ السلام کی نبوت پر بھی ایمان لے آئے۔ تمہارے پاس قرآن کریم جیسی عظیم الشان بے مثل کتاب آئی ہے اور اس کتاب کو لے کر آنے والی وہ ہستی ہے جس کی عظمتوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے باوجود تم کتاب پر ایمان لائے اور نہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول پر تم نے غرور و سرکشی کی روش اختیار کر رکھی ہے۔ سن لو! جو قوم ظلم کو اپنا شعار بنا لیتی ہے اللہ تعالیٰ حق قبول کرنے کی توفیق سے اس کو محروم کر دیتا ہے۔

بعض مفسرین نے شَاهِدٌ سے مراد عبداللہ بن سلامؓ کو لیا ہے لیکن یہ درست نہیں۔ کیونکہ حضرت عبداللہ ہجرت کے بعد ایمان لائے اور یہ آیت ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہوئی۔ حضرت مسروق کا قول ہے: "قال مسروق فالتوراة مثل القرآن وموسیٰ مثل محمد ولم نروا بالتوراة وبموسیٰ ولم یکفروا بمحمد" (ابن جریر)

۱۵ غرور اور تکبر نے انہیں اس غلط فہمی میں مبتلا کر دیا تھا کہ وہ عقل کل ہیں۔ جس بات کو وہ پسند کریں وہی پسندیدہ ہے اور جس کو وہ مسترد کر دیں اسے ردی کی ٹوکری میں پھینکنا چاہیے۔ حق و باطل کو پرکھنے کے لیے وہ اپنے آپ کو معیار قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ جب وہ عرب اسلام کو لوگوں کو اپنی طرف کھینچنے لگی اور ان میں اکثریت غلاموں، کنیزوں، غریبوں اور فقیروں کی تھی تو انہوں نے لوگوں کو اسلام سے دور رکھنے کے لیے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر اس دین میں کوئی خوبی نہ ہوتی تو بھلا ہم اس کو رد کر سکتے۔ کیا یہ ممکن ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ

اب غور کریں گے کہ (اللہ کی بیان کردہ) یہ بات جھوٹ ہے ۱۹ حالانکہ اس سے پہلے کتاب موسیٰ رہنما اور رحمت بن کر آچکی ہے۔ اور

هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۠ وَبُشْرٰى

یہ کتاب (قرآن) اس کی تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے تاکہ بروقت خبردار کرے ظالموں کو اور خوش خبری ہے

لِلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ

نیکوکاروں کے لیے ۱۸ بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے پس کوئی خوف نہیں

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ

انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۱۸ یہی لوگ جنتی ہیں ہمیشہ رہیں گے اس

کو ایک اچھی چیز کو قبول کرنے میں یہ لوگ ہر علم، تجربہ، دولت، شہرت ہر لحاظ سے ہم سے فروتر ہیں، سبقت لے جاتے؟ — ہرگز نہیں — ہم نے اسلام کو خوب جانچا ہے۔ اس میں ایسی خرابیاں دیکھی ہیں جن کی وجہ سے ہم نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اے لوگو! تم خود بتاؤ کہ تم ان غلاموں، مفلسوں جو بے علم بھی ہیں، کم سمجھ بھی ہیں اور ناتجربہ کار بھی، ان کا منتخب کیا ہوا راستہ اپنے لیے پسند کرنا چاہتے ہو یا ہر راہ ہم دانشوروں اور دیرینہ مشائخ و نوسلانے اختیار کی ہے اس پر چلنا چاہتے ہو۔

۱۷ یہ لوگ خود بے نصیب تھے۔ شقاوت نے ان کو قبولِ حق سے محروم رکھا۔ اب ان کی مرضی ہے کہ ساری دنیا اس نعمت سے محروم رہے، اس لیے وہ بڑی شدومد سے اسلام کے بارے میں غلط پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے، ایسا جھوٹ جو صدیوں سے بولا جا رہا ہے۔ تعجب ہوتا ہے اس کے نزدیک نہ جانا۔

۱۸ ان کے اس دعوے کے رد میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ قدیم جھوٹ نہیں بلکہ قدیم سچائی ہے۔ ایسی سچائی جس کو ہر زمانہ کے پاکباز لوگوں نے قبول کیا اور جو زبان بنا یا۔ قرآن کریم سے پہلے موسیٰ علیہ السلام پر کوئی نازل کی جو لاکھوں دلوں کی رہنما و رحمت تھی جس کی دعوت قرآن دیتا ہے۔ قرآن کریم کوئی کی تصدیق کرتا ہے اور جو لوگ ظلم اور نافرمانی کی روش اختیار کیے ہوئے ہیں ان کو بروقت ہولناک انجام سے آگاہ کرتا ہے اور جن لوگوں نے تقویٰ و پارسائی کو اپنا شعار بنا رکھا ہے انہیں کو بشارت سناتا ہے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

۱۹ اس کا بیان حٰمٓ السجدہ میں گزر چکا ہے آیات ۲۰، ۲۱، ۲۲ کے حواشی ملاحظہ ہوں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِيهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ

ہیں۔ یہ جزا ہے ان نیکیوں کی جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا

إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ

سلوک کرے۔ اس نے اپنے حکم میں اٹھائے رکھا اس کو اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اور جنا اس کو بڑی تکلیف سے اور اس کے حمل اور اس کے دودھ

۱۵ عام طور پر قرآن کریم میں توحید، دلائل توحید اور فرائض بندگی کے ذکر کے بعد حقوق والدین کی طرف زور دار الفاظ میں توجہ دلائی جاتی ہے۔ یہاں بھی مشرکین کی غلط فہمیوں کے ازالہ کے بعد اور اہل استقامت کی کامرانیوں کے بیان کے بعد قارئین کی توجہ والدین کی خدمت اور بھلائی کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے۔ علامہ ابن منظور کہتے ہیں کہ وصیت کا فاعل جب اللہ تعالیٰ ہو تو اس کا معنی فرض کرنا ہوتا ہے۔ لان الوصیۃ من اللہ انما ھی فرض (لسان العرب) اگرچہ ماں باپ دونوں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت اور ہر طرح سے بھلائی کا حکم یا بار دیا ہے۔ بایں ہمہ اس آیت سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یہاں ان تکالیف اور مشقتوں کا مفصل ذکر کیا ہے جو بچے کے سلسلہ میں صرف ماں برداشت کرتی ہے۔ جس روز رحم مادر میں حمل قرار پکڑتا ہے اس وقت سے ماں کی ساری جسمانی قوتیں جنین کی پرورش اور نگہداشت میں صرف ہونے لگتی ہیں۔ اس کی اپنی صحت کا نظام بُری طرح متاثر ہوتا ہے۔ قے، ہچکی وغیرہ معمولات میں نمایاں فرق رُونما ہوتا ہے طبیعت گراں اور افسردہ رہتی ہے اور آئے دن ان مشقتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ پیدائش کے لمحے تو ماں کو جان کنی کی کیفیت سے دوچار کر دیتے ہیں۔ ان جان لیوا مراحل سے گذرنے کے بعد پھر ایک طویل رضاعت کا عمل شروع ہو جاتا ہے دُودھ پلانا، صبح و شام اس کی نگہداشت کرتے رہنا، بیماری کی صورت میں رات رات بھر اس کو گود میں اٹھائے رکھنا اس کے آرام کی خاطر اپنا آرام بڑی خوشی اور محبت سے قربان کرنا صرف ماں کا حصہ ہے۔ ان تمام مشقتوں کا ذکر کر کے بتا دیا کہ ماں کی خدمت کا حق باپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ ایک شخص نے دربار عالیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! میں کس سے نیکی کروں؟ فرمایا ماں سے۔ اس نے عرض کی اس کے بعد؟ فرمایا ماں سے۔ عرض کی اس کے بعد۔ فرمایا ماں سے۔ عرض کی اس کے بعد۔ چوتھی بار فرمایا اپنے باپ سے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جو مفسر ہونے کے علاوہ اپنے عہد کے مایۂ ناز فلسفی بھی تھے۔ انہوں نے اس آیت کے ضمن میں ان تبدیلیوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے جنین کو دوران حمل گذرنا پڑتا ہے۔ آپ بھی اس کا خلاصہ سماعت فرمائیے اور دیکھیے کہ وہ خلاق عظیم انسان کی پیچیدہ ترین مشینری کو کس طرح بناتا ہے۔

امام لکھتے ہیں کہ جب منی رحم مادر میں پہنچتی ہے تو وہاں کی حرارت کی وجہ سے اس کی ہیئت میں گوناگوں تبدیلیاں رُونما ہونے لگتی ہیں۔ پہلے دن وہ جھاگ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ پھر اس میں خون کے تین نقطے ظاہر ہوتے ہیں، درمیانی نقطہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ

چھڑانے تک تیس مہینے لگ گئے ۔۔۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا

بعد میں جا کر دل تک ہے۔ اوپر والا داغ اور دائیں طرف والا مگر، پھر سرخ لگ کے بعد گے ظاہر ہوتے ہیں، جو ان کو اپس میں ملاتے ہیں۔ یہ عمل آپس میں ہوتا ہے۔ نو ماہ کے بعد یہ سارا مادہ خون میں ملنے لگتا ہے اور چھ روز کی مدت میں وہ لوتھڑا سی جاتا ہے۔ پھر دو روز کے بعد یہ لوتھڑا گوشت کی شکل اختیار کرنے لگتا ہے۔ بارہ دن کی مدت میں یکبارگی اعضا تمیز پانے لگتے ہیں اور مغز کا گودا پھیلنے لگتا ہے۔ ستائیس دن کے بعد پانچواں مرحلہ شروع ہوتا ہے۔ سر، کندھوں سے لگ جانے لگتا ہے۔ پسلیاں، ہاتھ اور پیٹ اپنی ابتدائی شکل اختیار کرتے ہیں۔ اس تبدیلی میں نو دن لگتے ہیں۔ چھٹا مرحلہ جو چار دن کا ہوتا ہے، اس میں مختلف اعضا اپنی مخصوص شکلیں اختیار کر لیتے ہیں۔ اس طرح چالیس دن کے عرصہ میں حضرت انسان کا ابتدائی ڈھانچہ تیار ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ عرصہ پینتالیس دن کا ہو جاتا ہے اور اس کی کم از کم مدت تیس دن ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں کہ ان طبی تحقیقات نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی تصدیق کر دی۔ یجمع خلق احدکم فی بطن امہ اربعین یوما۔ یعنی ماں کے شکم میں تمہاری آفرینش چالیس دن میں پوری ہوتی ہے۔ اتنی عرصہ اس ڈھانچہ کو کامل دکمل کرنے اور اس کی ہر ایک سنسار نے میں صرف ہوتا ہے۔

سبحان من یصور فی الارحام کیف شاء۔ یقیناً ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جو رحموں میں کیسی چاہتی ہے۔

۱۵ اس آیت سے اہل علم نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے۔ کیونکہ یہ تیس مہینے حمل اور دودھ پلانے کی مجموعی مدت ہے۔ دودھ پلانے کی مدت دوسری آیت میں دو سال بتائی ہے۔ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین یعنی مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال دودھ پلائیں۔ اس کے بعد بچہ پیدا ہوتے ہی یا اور حمل کی اقل مدت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک عورت پیش کی گئی جس نے شادی کے چھ ماہ بعد بچہ جنا تھا۔ آپ نے اس کے متعلق صحابہ کرام سے مشورہ کیا۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پر کوئی رجم نہیں۔ کیا آپ نے سورۃ احقاف میں نہیں پڑھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وحمله وفصاله ثلاثون شهرا۔ اس کے حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ پھر فصال کی مدت کے متعلق فرمایا وفصاله فی عامین دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہے۔ اس کے بعد حمل کے لیے عرصہ چھ ماہ رہ جاتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ (ابن کثیر)

قدیم اطباء کی بھی یہی تحقیق ہے۔ حکیم جالینوس سے منقول ہے کہ میں اس امر کی کھوج میں لگا رہا کہ حمل کی کم سے کم مدت کتنی ہے۔ یہاں تک کہ میں نے ایک ایسی عورت دیکھی جس نے ۱۸۲ دن (چھ ماہ چار دن) میں بچہ جنا۔ جدید تحقیقات سے بھی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بچے کو کم از کم ۲۸ ہفتے یعنی ۱۹۶ دن رحم میں رہنا پڑتا ہے۔ چھ ماہ اور سولہ دن بنتے ہیں۔ دنوں کا یہ شمار اس وقت سے شروع ہوتا ہے جب عورت حیض سے فارغ ہوتی ہے اور اس طہر کا آغاز ہوتا ہے جس میں حمل قرار پاتا ہے۔ عموماً حیض کو طہر کے پہلے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ

ہو گیا ۲۱ تو اس نے عرض کی اے میرے رب! مجھے توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کرتا رہوں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور

وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ

میرے والدین پر فرمائی اور میں ایسے نیک کام کروں جن کو تو پسند فرمائے اور میری اولاد (صالح اور درست) کر میرے لیے میری اولاد

دلوں میں ہی حمل قرار پائے بلکہ جدید تحقیقات سے تو یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ آئندہ حیض سے ۱۲ دن پہلے دو چار روز کے عرصہ میں حمل تلقیح و وقوع پذیر ہوتا ہے۔ اس طرح یہ سولہ دن کا فرق بھی نہیں رہتا۔

حمل کی زیادہ سے زیادہ کتنی مدت ہے؟ قرآن کریم میں اس کا ذکر نہیں البتہ علی سینا نے اپنی مشہور کتاب "الشفاء" کے ناشریں مقالہ میں لکھا ہے کہ مجھے نہایت باوثوق ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایک عورت کے ہاں حمل کے چوتھے سال بچہ پیدا ہوا اس کے منہ میں دانت اگے تھے۔ پھر وہ زندہ سلامت رہا۔ ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ درندہ حیوانات کے لیے تو حمل کی مدت مقرر ہے لیکن انسان کے بارے میں یقینی تحدید مشکل ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ قرآن کریم نے دودھ چھڑانے کی تو زیادہ سے زیادہ مدت بیان کی اور حمل کی کم سے کم مدت؟ اس کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں: ان المقصود من تقدیر اقل الحمل ستة اشهر وتقدیر اکثر الرضاع حولین کاملین السعی فی دفع المضار والفواحش وانواع التهمة عن المرأة فسبحان من لا تحیط کل کلمة من هذا الکتاب باسرار عجیبة ولطائف لطیفة تعجز العقول عن الاحاطة بکمالها۔ (تفسیر کبیر)

ترجمہ: یعنی اس میں حکمت یہ ہے تاکہ عورت سے ہر قسم کی تہمت کا سدباب کیا جائے کہ حمل زیادہ رسانی اور فحاشی کا قلع قمع ہو سکے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس کتاب کے ہر کلمہ میں ہزاروں حکمتیں اور لطیفے ودیعت فرمائے ہیں جن کے احاطے سے عقل قاصر ہے۔

۲۱ جب انسان کی عمر چالیس سال ہوتی ہے تو اس کی جسمانی اور ذہنی قوتیں پورے شباب پر ہوتی ہیں۔ اس وقت عنفوان شباب کا وہ نشہ ہوش ہاتی رہتا ہے نہ بڑھاپے کی کمزوریوں نے پنجے گاڑے ہوتے ہیں۔ جسمانی اور ذہنی اعتبار سے یہ وقت بڑا معتدل ہوتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان الشیطان یجئ یده علی وجهه من تلا علی الاربعین ولم یتب ویقول بأبی وجهٌ لا یفلح۔ یعنی وہ آدمی جس کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو اور پھر بھی وہ تائب نہ ہو تو شیطان اس کے منہ پر ہاتھ پھیرتا ہے (تعجب کرتا ہے) اور کہتا ہے کہ یہ ایسا چہرہ ہے جو کبھی فلاح نہ پائے گا۔ حضرت ابن عباس سے منقول ہے من اتی علیه الاربعون سنة فلم یغلب خیرہ شره فلیتجهز الی النار (روح المعانی)

ترجمہ: جس کے چالیس سال گزر جائیں پھر بھی اس کی نیکی اس کی برائی پر غالب نہ ہو تو ایسے شخص کو دوزخ کی تیاری کر لینی چاہیے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ

میں راسخ فرمادے۔ بے شک میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں تیرے حکم کے سامنے سر جھکانے والوں میں سے ہوں ﴿۱۵﴾ یہی وہ

الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ

(خوش نصیب) ہیں قبول کرتے ہیں ہم جن کے بہترین اعمال کو اور درگزر کرتے ہیں ہم جن کی برائیوں سے ،

۲۲ بندہ مومن کے عقائد و نظریات، اس کے افکار اور سوچ کا انداز، اس کی آرزوؤں اور امنگوں اور اس کی منزل مراد کا مکمل جمیل اس آیت کے آئینے میں دیکھا جا سکتا ہے۔

سب سے پہلے وہ ان انعامات و احسانات کا اعتراف کرتا ہے جو اس پر کیے گئے ہیں، جن سے نہ صرف اس کو بلکہ اس کے والدین کو بھی نوازا گیا ہے۔ اعتراف نعمت پر بس نہیں کرتا بلکہ ان کا کما حقہ شکر ادا کرنے کی توفیق مانگ رہا ہے اور یہ توفیق وَفِّقْنِيْ کے لفظ سے نہیں بلکہ اَوْزِعْنِيْ کے لفظ سے طلب کی جا رہی ہے کیونکہ اس لفظ سے طلب توفیق کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس چیز کی توفیق مانگی جا رہی ہے اس کے دل میں اس کی شدید لگن اور صدق دلی سے شیفتگی بھی پائی جاتی ہے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں وَرَغِّبْنِيْ وَوَفِّقْنِيْ مِنْ اَوْزَعْتُهُ بِكَذَا اِذَا جَعَلْتُهُ مُولَعًا بِهٖ رَاغِبًا فِيْ تَحْصِيْلِهٖ (روح المعانی) علامہ ابن عجلون فرماتے ہیں اس آیت میں اَوْزِعْنِيْ کا معنی یہ ہے کہ میرے دل میں شکر کا جذبہ القا کر اور مجھے اس کا شوق دے وَمَعْنٰى اَوْزِعْنِيْ اَلْهِمْنِيْ وَاَلْهِمْنِيْ (لسان العرب)

اس لفظ نے اس دعا کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔

اس کے بعد عمل صالح کے لیے التجا کی جا رہی ہے، لیکن وہ عمل صالح نہیں جس کو لوگ عمل صالح کہیں، لوگ آستین و آفرین کے پھول برسا بھی لیکن دیا یا کسی دوسری خرابی کے باعث بارگاہ الٰہی میں اسے مسترد کر دیا جائے۔ اس لیے عرض کی کہ ایسے نیک اعمال کی توفیق مرحمت فرما جو تجھے بھی پسند ہوں۔ پھر عرض کرتا ہے کہ الٰہی ایسا ہو کہ جب تک میری شمع حیات روشن ہے نیکی کا دیا روشن کا اُجالا پھیلتا رہے، ادھر یہ شمع گل ہو اور ادھر غفلت کا اندھیرا چھا جائے۔ میرے اللہ جو اولاد تو نے اپنے اس بندے کو عطا فرمائی ہے میرے سفید بالوں کی لاج رکھنا، ان کو شیطان کے نرغے میں پھنسنے سے بچانا، ان کی جبینیں تیرے حضور میں جھکتی رہیں، ان کے دلوں پر تیرے انوار رحمت کی برکھا ہوتی رہے۔ ان کے سینوں کو اپنے محبوب کریم شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی غلامی اور زندہ عشق کی دولت سے مالا مال فرما تاکہ جب تک زندہ رہیں تیرے بندے بن کر، تیرے پیارے رسول کے غلام بن کر اور تیرے دین حنیف کے سچے مخلص اور جانثار خادم بن کر زندہ رہیں۔

واصلح لی فی ذریتی میں "لی" اور "فی" کے الفاظ بڑے معنی خیز ہیں۔

دعا کے آخری جملے کیا ہیں اظہار بندگی کی انتہا، تسلیم و رضا کا مظہر اتم، بندہ عرض کرتا ہے میرے رب! سب سے مشکل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ

یہ جنتیوں میں سے ہوں گے۔ یہ سچا وعدہ ہے جو (اہل ایمان سے) کیا گیا ہے ۱۷ اور جس نے

قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ

کہا اپنے والدین کو ۱۸ افسوس ہے تمہارے حال پر کیا تم مجھے دھمکی دیتے ہو اس کی کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ گزر چکی ہیں کئی صدیاں

مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ۡ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

مجھ سے پہلے (اور ان میں سے کوئی واپس نہیں آیا) اور وہ دونوں اللہ سے مدد مانگتے ہیں (اور بیٹے سے کہتے ہیں) تیرا ناس ہو ایمان لے آ۔

حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ

یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے تو وہ (جواباً) کہتا ہے نہیں (یہ) حکایتیں ہیں پہلے لوگوں کی (لکھی ہوئی) ۱۹ یہ وہ (بدبخت) ہیں جن پر

حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

ثابت ہو چکا ہے عذاب کا فرمان ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں جنوں

مؤلف: میں تیری طرف، صرف تیری طرف رجوع کرتا ہوں، میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جنہوں نے حضرت خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تواضعاً اسلمت لرب العالمین کا تحفہ پیش کیا اور اپنی گردنیں جھکا دیں۔

مومن کو چاہیے کہ اس دعا کو یاد کرے اور دور رحمت پر ہر وقت ان پاکیزہ کلمات سے صدا دیتا رہے۔

۱۷ پہلے شانِ بندگی کا اظہار تھا یہاں شانِ بندہ نوازی یعنی اللہ سے دلبری سے جلوہ نما ہے۔ انسان کو یہ مقام نصیب ہو جائے تو اسے اور کیا چاہیے۔

۱۸ سابقہ آیات میں بندۂ مومن کا کردار بیان کیا گیا کہ وہ اپنے رب کا اطاعت گزار اپنے والدین کا فرمانبردار ہوتا ہے جن کا نگوں فرمان سے سرفراز کیا جاتا ہے ان کا شکیبا اور تدبر سے کام لینے والا ہوتا ہے اب ایسے شخص کا کردار بیان کیا جا رہا ہے جسے آخرت پر ایمان نہیں۔ وہ اپنے خالق سے نگوں ہے اپنے ماں باپ کا گستاخ ہے انہیں بات بات پر جھڑکتا ہے اگر وہ اس کی اصلاح احوال کے لیے کوشش کرتے ہیں تو ان کا مذاق اڑاتا ہے ان کو احمق اور بیوقوف سمجھتا ہے کہتا ہے یہ پرانے لوگوں کے من گھڑت قصے ہیں ان دونوں کردار میں کس قدر تضاد ملاحظہ کیجیے آپ کا ارشاد ہے چل جائے گا کہ آخرت پر ایمان لانے والے اور آخرت کا انکار کرنے والے میں کتنا اور کیسا فرق ہوتا ہے۔

۱۹ ماں باپ کی شفقت ملاحظہ ہو بارگاہِ الٰہی میں بیٹے کی ہدایت یافتہ ہونے کی عاجزانہ دعائیں کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ

اور آدمیوں میں سے ۲۶ بے شک وہ سراسر گھاٹے میں تھے۔ اور ہر ایک کے لیے مرتبے ہوں گے ان کے اعمال کے مطابق ۲۷

وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ پورا پورا دے گا انہیں ان کے اعمال کا بدلہ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور جس روز لاکر کھڑا کر دیا جائے گا

كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ

کفار کو آگ کے سامنے (تو انہیں کہا جائے گا) تم نے ختم کر دیا اپنی نعمتوں کو اپنی دنیوی زندگی میں اور خوب لطف اٹھایا تم نے

بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي

ان سے ۲۸ آج تمہیں رسوائی کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا جو تم

اسے بھی سہارا دیتے ہیں۔

۲۶ بس لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبرؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن یا عبداللہ کے حق میں نازل ہوئی کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اس قسم کا سلوک کرتے تھے اس آیت سے اس رائے کی تردید ہوتی ہے کیونکہ ان لوگوں کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے ان کے بارے میں عذاب کا فیصلہ قطعی ہے، لیکن حضرت عبداللہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما دونوں مشرف اسلام ہوئے اور ان کا شمار اکابر اسلام میں ہوتا ہے۔

۲۷ اہل زیغ و ضلال کو بھی دوزخ میں ان کے اعمال کے مطابق جگہ ملے گی۔

۲۸ کفار کو روز حشر جہنم کے کنارے لا کر کھڑا کیا جائے گا انہیں اپنی دنیوی شان و شوکت یاد آئے گی دنیا میں جو اچھے کام انہوں نے کیے تھے وہ انہیں یاد کریں گے انہیں بتایا جائے گا کہ تم نے اچھے کام کیے تھے ان کا معاوضہ تمہیں دنیا ہی میں دے دیا گیا تھا تمہیں دولت ملی حشمت ملی شہرت ملی تمہارا حساب چکا دیا گیا آج تو تمہیں اس کفر و شرک کی سزا دی جائے گی اور ذلت کی مار مارے جانے کے بعد آگ میں ڈالا جائے گا۔

حضور فخر دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عمدا زندگی کی آسائشوں، لذیذ کھانوں اور شاندار مکانات سے اجتناب فرمایا کرتے تھے ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے کیا دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول ایک چٹائی پر آرام فرما ہے جو ریت پر بچھی ہوئی ہے اور ریت کی سلوٹیں جسم پر لگی ہوئی ہیں چمڑے کا ایک گدا ہے جس میں کھجور کے پتے بھرے ہیں حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ! کیسروکسریٰ کی آرام و عیش کی زندگی بسر کریں اور اللہ تعالیٰ کا حبیب یوں ریت پر لیٹے یا رسول اللہ! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ کی امت کو بھی رزق عطا فرمائے سرور کائنات نے فرمایا اما ترضیٰ ان تکون لھم الدنیا ولنا الآخرۃ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِاَنَّهُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ

زمین میں ناحق کیا کہ کے تھے اور یہ جو تمہاری نافرمانیوں کے ۔ (اے حبیب) ذکر سنایئے انہیں قوم عاد کے بھائی

اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ

جب ڈرایا اس نے اپنی قوم کو احقاف میں ۲۹ اور گزر چکے تھے ڈرانے والے ان سے پہلے بھی اور

اے عمر! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ انہیں دنیا دے دی جائے اور ہمیں آخرت۔

اس خشیت، تربیت اور بیکسو شکلت کا نتیجہ تھا کہ حضرت فاروق اعظمؓ ہمیشہ ملائمت و عشرت سے کنارہ کش رہے۔ اپنے عہد خلافت میں بھی سادگی کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ فتح بیت المقدس کے سلسلہ میں آپ شام تشریف لے گئے آپ کے اعزاز میں بڑی پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا۔ دسترخوان پر چنے ہوئے رنگ برنگ کھانوں کو دیکھ کر فرمایا یہ تمہارے لیے ہے ان فقیر مسلمانوں کو کیا جنہوں نے عمر بھر جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہ کھائی۔ حضرت خالد نے عرض کی لعلہم الجنۃ۔ انہیں تو جنت مل گئی۔ یہ سن کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کاش کہ ہمارے لیے دنیا کا یہ پسند ہے اور انہیں جنت مل گئی ہے تو وہ ہم سے بہت آگے نکل گئے۔

۲۹ قریش مکہ کو کیا ایسی قوم کی تباہی کا حال سنایا جا رہا ہے جو ان سے جسمانی قوت، مال و دولت کے اعتبار سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور اپنے سیاسی اثر و رسوخ کے باعث سارے عرب میں معروف تھے لیکن جب انہوں نے راہ حق سے انحراف کر لیا اور اپنے نبی حضرت ہود علیہ السلام کے سمجھانے کے باوجود باز نہ آئے تو ان کو نیست و نابود کر دیا گیا۔

الاحقاف: مشہور حنفی فقیہ ابان یا قوت حموی اس عنوان کے تحت میں لکھتے ہیں:

الاحقاف جمع حقف من الرمل والعرب تسمی الرمل المعوج حقفا واحقافا والاحقاف المذکور فی الکتاب العزیز الاحقاف رمل فیما بین عمان الی حضرموت۔ (معجم البلدان جلد دوم)

(ترجمہ: احقاف، حقف کی جمع ہے اور عرب ریت کے بل کھاتے ہوئے ٹیلے کو حقف یا احقاف کہتے ہیں۔ قرآن کریم میں احقاف سے مراد وہ ریگستان ہے جو عمان سے حضرموت تک پھیلا ہوا ہے۔

اس کا کل رقبہ تین ہزار کلومیٹر بتایا جاتا ہے۔ اسے الربع الخالی بھی کہتے ہیں۔ بعض مقامات پر ریت اتنی باریک ہے کہ جو چیز وہاں پھینکی اندر دھنستی چلی جاتی ہے۔ بڑے بڑے لہم جو شیاع بھی اس کو عبور کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔

یعنی وہ علاقہ ہے جہاں کسی زمانہ میں اپنے عہد کی ایک طاقتور، زبردست اور مستقل قوم آباد تھی جس کی دولت و ثروت کے افسانے دور و نزدیک تک زبان زد عام تھے۔ جب انہوں نے اپنے نبی کی دعوت کو ٹھکرا دیا تو غضب الٰہی نے ان کا نام و نشان تک بھی باقی نہ رہنے دیا۔ آج اس علاقہ کی ویرانی اور بربادی کو دیکھ کر یہ اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا کہ یہ علاقہ قوم عاد کا مسکن تھا یہاں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

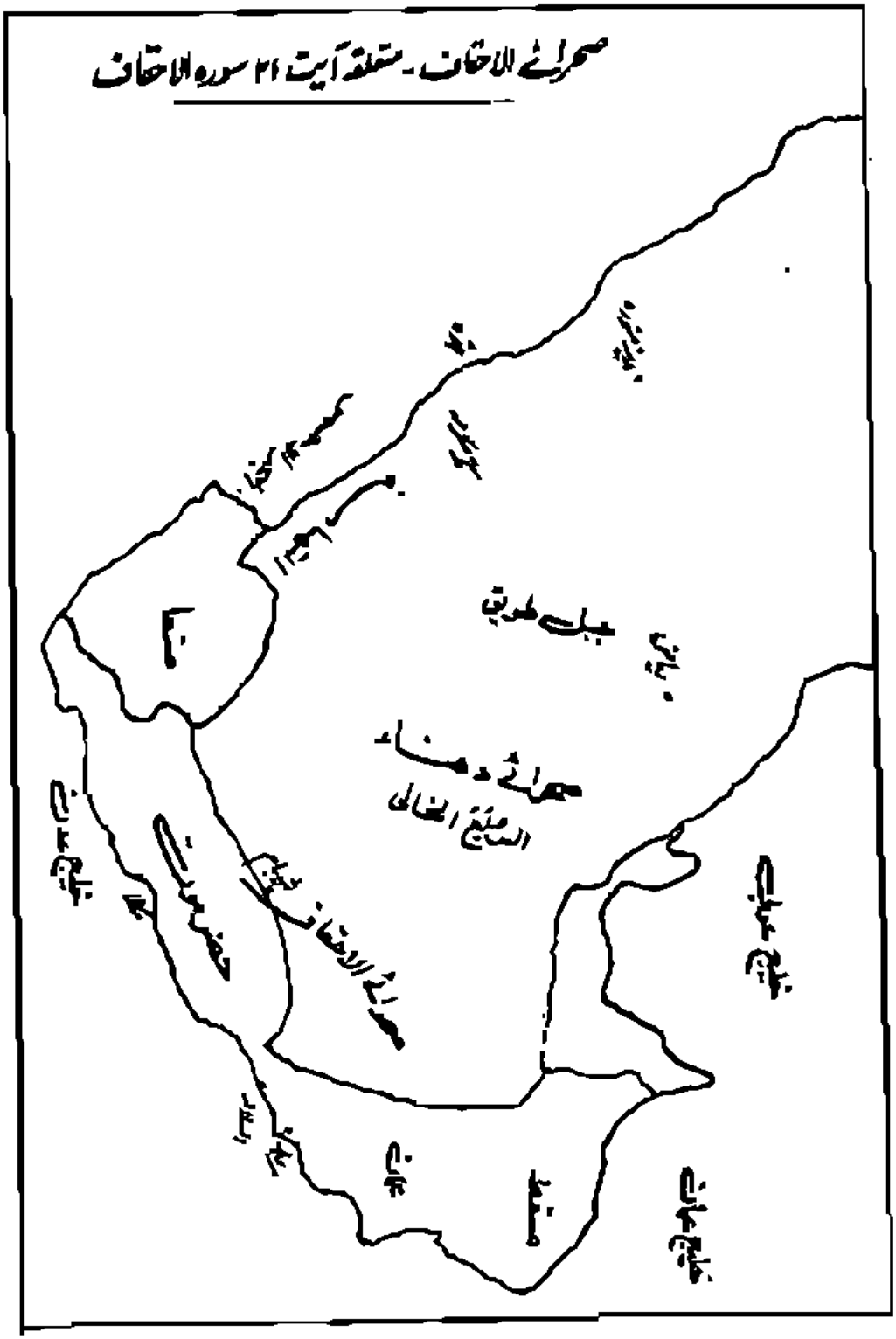

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

ان کے بعد یہی نصیحت کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو (دوسرا) مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر بڑے دن کا عذاب

عَظِيْمٍ ﴿۲۱﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ

آجائے ۔ وہ (اور) فرشتہ ہوکر بولے (کہ) کیا تم اس لیے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہمیں ہمارے خداؤں سے برگشتہ کر دو تو جس عذاب کا تم

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ

کی ہمیں دھمکیاں دیتے ہو اگر تم سچے ہو۔ نبی نے فرمایا کہ اس عذاب کا علم تو اللہ کے پاس ہے[۳۰] اور میں (برابر) پہنچا رہا ہوں

اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا

کیں وہ پیغام جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم جاہل قوم ہو۔ پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو

مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا

بادل کی صورت میں کہ وہ ان کی وادیوں کی طرف آرہا ہے تو کہنے لگے یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے[۳۱] (نہیں نہیں) بلکہ یہ تو وہ

کبھی گنجان شہر اور بارونق بستیاں آباد تھیں، یہاں کبھی پھول کھلتے اور بلبلیں چہچہاتی تھیں، یہاں کبھی میٹھے پانی کے چشمے ابلتے اور ہری بھری کھیتیاں لہلہاتی تھیں۔ اے مکہ کے سرکشو! غور کرو کیا تم ایسے عبرت ناک انجام کے لیے تیار ہو؟

۳۰ یہ جملہ معترضہ ہے جتلایا حضرت ہود ان میں آنے والے پہلے پیغمبر نہ تھے بلکہ ان سے پیشتر کئی نبی تشریف لا چکے تھے اور بالشبہ انبیاء کا سلسلہ ان کے بعد بھی جاری رہا۔

۳۱ انہوں نے ہود علیہ السلام کی دعوت کو سنا اور ٹھٹھہ سے ٹال دیتے گئے کہنے لگے اچھا تم اس لیے آئے ہو کہ ہمیں اپنے خداؤں سے برگشتہ کر دو ہمیں اپنے آباء واجداد کے مذہب سے پھیر دو۔ جاؤ ہم تمہاری بات نہیں مانتے جس عذاب سے تم ہمیں ہر وقت ڈراتے ہو اسے لے آؤ۔

۳۲ آپ نے فرمایا عذاب کا وقت مقرر ہو چکا ہے جب موعودہ گھڑی آئے گی تو عذاب خود بخود آجائے گا اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس نے تمہاری تباہی کے لیے کون سی تاریخ مقرر فرمائی ہے۔ میرا کام تمہیں بروقت خبردار کرنا ہے اور تم ہو کہ جاہلوں (اور ضدیوں) کی سی باتیں بنا رہے ہو۔

۳۳ جب مقررہ وقت آپہنچا تو اچانک پہاڑوں کی گھٹا نظر آئی جو ان کی وادی کی طرف مستانہ وار بڑھتی چلی آرہی تھی اسے دیکھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ

عذاب ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے، ایک ہوا ہے اس میں دردناک عذاب ہے ۲۴ جس جس کو کہ کر ڈالے گی ہر چیز کو اپنے

رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

رب کے حکم سے پس رہ گئے ایسے حال پر کہ صبح ہوئی تو نہ دکھائی دی کوئی چیز بجز ان کے (ویران) مکانوں کے۔ اسی طرح ہم سزا دیتے

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا

ہیں مجرموں کو۔ اور ہم نے ان کو وہ قوت و طاقت بخشی تھی جو ہم نے تمہیں نہیں دی اور ہم نے عطا کیے تھے

لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّاَفْـِٕدَةً فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَآ

انہیں کان، آنکھیں اور دل ۲۵ لیکن ان کے کسی کام نہ آئے ان کے کان، نہ

اَبْصَارُهُمْ وَلَآ اَفْـِٕدَتُهُمْ مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ بِاٰيٰتِ

ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل کیونکہ وہ انکار کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں

کر دیا خاتمہ ہو گئے۔ لو اول آیا، ابھی برسے گا کہ وہ دیکھیں سیراب ہو جائیں گے، میدان، نالے اور وادیاں پانی سے لبریز ہو جائیں گی۔

۲۴ اول آیا یہ بارش نہیں، بلکہ عذاب ہے جو تند و تیز آندھی کی شکل میں نمودار ہو رہا ہے۔ چنانچہ سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل بھگڑ چلتا رہا۔ وہ لاکھوں فٹ ریت کے نیچے دفن ہو گئے۔ ان کے باغات کا نام و نشان باقی نہ رہا اور مستحکم عمارات کی بنیادیں لرز گئیں۔

۲۵ قوت و مال میں وہ تم سے کہیں زیادہ تھے۔ انہیں سننے کے لیے کان، دیکھنے کے لیے آنکھیں اور سمجھنے کے لیے دل دیے گئے تھے لیکن انہوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور آیات الٰہی کا پیہم انکار کرتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی ساری صلاحیتیں بالکل بیکار ہو کر رہ گئیں اور ان کا انجام بڑا دردناک ہوا۔

ان آیات کو پڑھ کر یوں ہی آگے نہ بڑھ جایئے بلکہ لمحہ دو لمحہ کے لیے توقف فرمایئے۔ ان آیات میں آپ کے لیے بڑی عبرت ہے، اس کو سمجھنے کی کوشش کیجیے۔

قرآن حکیم نے ان واقعات کو کہانی اور افسانے کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ اپنے قارئین کے شعور کو جھنجھوڑنے کے لیے، ان کو اپنا محاسبہ کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے، ان کے اعمال کے آئینہ میں انہیں ان کا چہرہ دکھانے کے لیے ان واقعات کو پیش کیا ہے۔ غور کیجیے اور بتایئے کیا ہم اپنے کانوں، اپنی آنکھوں اور فہم و فراست کی قوتوں کو صحیح استعمال کر رہے ہیں۔ یا ہم بھی قدرت کے قوانین اٹل ہیں۔ یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا

گا اور احاطہ کر لیا ان کا اس (عذاب) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اور ہم نے برباد کر دیئے وہ گاؤں

حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا

جو تمہارے ارد گرد (آباد) تھے ۳۷ اور ہم نے مختلف طرح کی نشانیاں بیان کیں شاید وہ (حق کی طرف) لوٹ آئیں۔ پس کیوں

نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ۭ بَلْ ضَلُّوْا

مدد نہ کی ان کی ۳۸ ان معبودوں نے جنہیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہوں نے تقرب کے لیے اپنے خدا بنا رکھا تھا ۳۹ بلکہ وہ تو ان سے

عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ

گم ہو گئے اور یہ محض ان کا جھوٹ تھا اور بہتان جو وہ باندھتے تھے۔ اور جس وقت ہم نے متوجہ کیا آپ کی

ہمیشہ کیساں رہتے ہیں کسی کی خاطر ان میں رد و بدل نہیں کیا جاتا۔

۳۷ اے اہل مکہ! تمہارے قرب و جوار میں بھی جو ثمود، قوم لوط کے کئی بگڑے ہوئے شہر اور ویران بستیوں کے کھنڈرات موجود ہیں۔ تمہارے تجارتی قافلے ان کے پاس سے گزرتے ہیں۔ ان کے اس درد و الم سے پُر چپہ کو ان پر کیا بیتی۔ وہ تمہیں بتائیں گے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں نے یہاں بسنے والوں کو کیسے کیسے طرح طرح کے معجزات دکھائے، لیکن بدبخت قوم ان پر ٹوٹ پڑی۔ جو کچھ کہ ان کی ایک دنیا کہتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر معبودانِ باطل کی بندگی کا دم بھرتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو گئے۔

۳۸ انہیں اپنے بتوں اور دیوی دیوتاؤں کی قوت پر بڑا ناز تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا تو وہ یوں غائب ہو گئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ اس آڑے وقت میں انہوں نے اپنے پجاریوں کی ٹھیکیدار نما ان بتوں کی خدائی کا دعویٰ ان بے جان معبودوں کی مدد پر بھروسا اور ان کی شفاعت پر یقین سراسر فریب ہے۔ اس میں کوئی حقیقت نہیں۔ اس آیت سے یہ کفار کے عقیدہ کی حقیقت واضح ہو گئی کہ وہ اپنے بتوں کو الٰہۃ یعنی خدا اور معبود تسلیم کرتے تھے۔ جو بھی کسی کو اللہ تعالیٰ کے سوا خدا اور معبود تسلیم کرتا ہے اس کا یہی حال اور انجام ہو گا۔

۳۹ علامہ طیبی الذین اتخذوا من دون اللہ قربانا الٰہۃ کی ترکیب کرتے ہوئے لکھتے ہیں اتخذوا کا مفعول اول ضمیر محذوف ہے جس کا مرجع الذین ہے اور الٰہۃ مفعول ثانی ہے اور قربانا حال ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قربانا کو مفعول ثانی اور الٰہۃ کو اس کا بدل بنانا درست نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا

طرف جنات کی ایک جماعت کر کہ وہ قرآن سنیں لگے تو جب آپ کی خدمت میں پہنچے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے خاموش ہو کر سنو۔

فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ﴿٢٩﴾ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا

پھر جب تلاوت ہو چکی تو لوٹے اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے۔ انہوں نے (جا کر) کہا اے ہماری قوم!

سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

ہم نے (آج) ایک کتاب سنی ہے جو اتاری گئی ہے موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد تصدیق کرنے والی ہے پہلی کتابوں کی

يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾ يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ

رہنمائی کرتی ہے حق کی طرف اور راہ راست کی طرف۔ اے ہماری قوم! قبول کرو اللہ کی طرف

۱۔ جنات بھی حضور کی امت دعوت میں شامل ہیں۔ اس آیت میں بارگاہ رسالت میں جنات کی پہلی حاضری کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق یہ واقعہ وادی نخلہ میں پیش آیا جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام عشاء کی نماز یا صبح کی نماز میں قرأت فرما رہے تھے۔ جنوں کے ایک گروہ کا گذر اس وادی سے ہوا۔ یہ اثر انگیز کلام سن کر وہ رک گئے اور ایک دوسرے کو تاکید کی کہ خاموشی سے سنیں۔ جب انہوں نے قرآن کریم کی آیات کو سنا تو ان کے دل کی دنیا بدل گئی۔ خود اسلام قبول کیا اور اسلام کے داعی اور مبلغ بن کر اپنی قوم کے پاس پہنچے۔ انہیں بتایا کہ کس طرح انہیں کلام الٰہی سننے کی سعادت نصیب ہوئی ہے۔ وہ ایسا کلام ہے جو گزشتہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے، راہ حق کو واضح کرتا ہے۔ ان جنوں نے اپنی قوم کو دعوت دی کہ وہ ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اس پر ایمان لائیں۔ ان کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ انہیں عذاب الٰہی سے نجات مل جائے گی۔

اس کے علاوہ ہجرت سے پہلے اور ہجرت کے بعد جنات کی حاضری کا سلسلہ جاری رہا۔ وہ حضورؐ کی زبان اقدس سے کلام الٰہی سنتے، شریعت کے مسائل دریافت کرتے اور اپنی قوم میں جا کر ان کی تبلیغ کرتے۔ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہجرت سے پہلے چھ بار جنات حاضر خدمت اقدس ہوئے۔ اس طرح وہ احادیث جن میں اس واقعہ کو مختلف انداز سے بیان کیا گیا ہے ان میں بھی تطبیق ہو جائے گی۔

جنات کی تبلیغ کا ایک عجیب واقعہ علامہ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے:

"حضرت برادبن مالک فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت فاروق اعظمؓ محفل میں ارشاد فرما رہے تھے کہ آپ نے پوچھا تم میں سواد ابن قارب ہے؟ خاموشی طاری رہی۔ آئندہ سال پھر آپ نے یہی سوال دہرایا۔ میں نے عرض کی یہ سواد کون صاحب ہیں؟ فرمایا اگر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نقشہ متعلقہ سورہ الاحقاف
آیت نمبر ۲۹

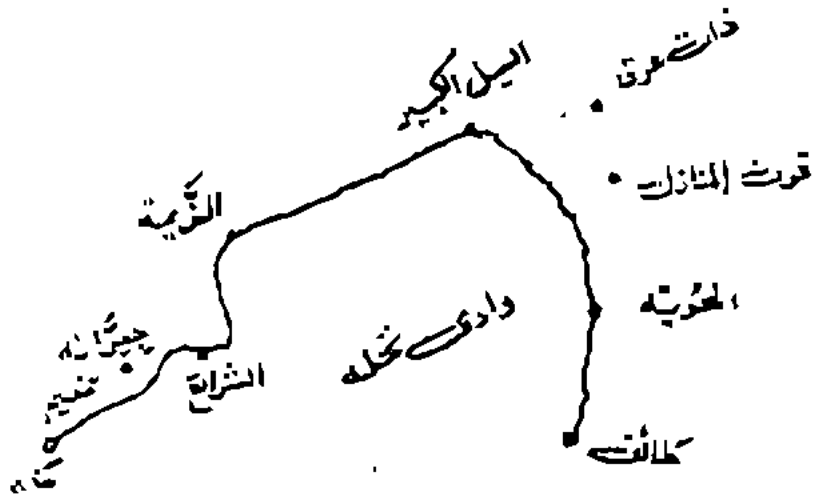

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ

بلانے والے کی دعوت کو اور اس پر ایمان لے آؤ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو اور بچالے گا تمہیں دردناک عذاب

اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ

سے۔ اور جو قبول نہیں کرتا اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو تو وہ اللہ کو عاجز کرنے والا نہیں زمین میں اور نہیں اس کے لیے اس سے سوا

لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَوَلَمْ

بھاگ نکلنے والا اور نہیں اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار۔ یہ (سب لوگ) کھلی گمراہی میں ہیں۔ کیا انہوں نے

کے ایمان لانے کا واقعہ بڑا عجیب و غریب ہے۔ اسی اثنا میں حضرت سواد بھی آپہنچے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے سواد! اپنے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرو۔ سواد نے کہا اے امیر المومنین! میں ہند میں تھا اور ایک چین میرا آرام تھا۔ ایک شب میں سویا ہوا تھا اور اس نے آکر مجھے خواب میں کہا اٹھو اور میری بات غور سے سنو۔ اللہ تعالیٰ نے قبیلہ لؤی بن غالب سے ایک نبی مبعوث فرمایا ہے۔ دو راتوں اس پر ایمان لاؤ۔ تین رات یوں ہی ہوتا رہا۔ اس کے بار بار کہنے سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی۔ میں اونٹنی پر سوار ہوا اور مکہ میں پہنچا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ لوگ حضورؐ کے آس پاس حلقہ بنائے بیٹھے ہیں۔ جب حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا مرحبا بك یا سواد بن قارب! قد علمنا ما جاء بك۔ اے سواد! خوش آمدید جو تجھے لے کر آیا ہے ہم اس کو بھی جانتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے چند شعر عرض کیے ہیں۔ اجازت ہو تو پیش کروں۔ حضورؐ نے اجازت دی۔ انہوں نے قصیدہ پیش کیا۔ ابتدا میں اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا۔ پھر بڑے محبت بھرے انداز میں اپنے ایمان کا اعلان کیا چند شعر آپ بھی سنیے:

(۱) فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ رَبُّ عَبِيْدِهٖ ۔۔۔ وَاَنَّكَ مَاْمُوْنٌ عَلٰى كُلِّ غَائِبٍ

(۲) وَاَنَّكَ اَدْنَى الْمُرْسَلِيْنَ وَسِيْلَةً ۔۔۔ اِلَى اللّٰهِ يَا ابْنَ الْاَكْرَمِيْنَ الْاَطَايِبِ

(۳) اَمَرْتَنَا بِمَا يَاْتِيْكَ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ ۔۔۔ وَاِنْ كَانَ فِيْمَا جَاءَ شَيْبُ الذَّوَائِبِ

(۴) فَكُنْ لِّيْ شَفِيْعًا يَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ ۔۔۔ سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ

ترجمہ (۱) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی رب نہیں ہے اور آپ کو ہر قسم کے غیبوں کا امین بنایا گیا ہے۔

(۲) اے بزرگوں اور پاکبازوں کے فرزند تمام رسولوں سے آپ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت قریب ہے۔

(۳) جو حکم آپ کے پاس آیا ہے آپ ہمیں اس کا حکم دیجیے ہم حضور کے ارشاد کی تعمیل کریں گے خواہ تعمیل حکم میں ہمارے بال ہی سفید ہو جائیں۔

(۴) یا رسول اللہ! اس روز سواد بن قارب کی شفاعت فرمائیے جبکہ حضور کے بغیر کسی کی شفاعت کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ

نہ دیکھا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ذرا تکن محسوس نہ کی ان کے بنانے میں

بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۳۳

وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مُردوں کو زندہ کر دے [۳۱] بلکہ وہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَي النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ

اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ حق نہیں۔

قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۳۴

کہیں گے ہمارے رب کی قسم یہ حق ہے [۳۲] اللہ فرمائے گا اچھا اب چکھو مزا اب کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔

عشق و محبت، ایمان و یقین سے سرشار یہ اشعار کہہ کر حضرت حسن نے رخصت لی یہاں تک کہ وہ ان سب کی نظر سے غائب ہو گئے اور مجھے فرمایا اٹھو اور جاؤ تم دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گیا۔

امیر المومنین نے پوچھا کیا وہ جن اب بھی تمہارے پاس آتا ہے؟ عرض کی جب سے میں نے قرآن کریم پڑھنا شروع کیا پھر نہیں آیا میں خوش ہوں کہ اس جن کے عوض مجھے قرآن کریم جیسا عمدہ ہدایت مل گیا۔

اس آیت میں بنی اسرائیل کے افراد سے پتہ چلتا ہے کہ وہ جن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبع تھے۔

[۳۱] رد ہے ان کفار مکہ کی طرف ہے جو قیامت کے منکر تھے انہیں بتایا جا رہا ہے کہ اس کائنات حیات کو پیدا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ تھک نہیں گیا کہ اب وہ تمہاری موت کے بعد تمہیں زندہ نہ کر سکے۔ اس کی قدرت اور اس کی طاقت کے سامنے اس کائنات حیات کو پہلی مرتبہ پیدا فرما دینا کوئی مشکل کام تھا اور نہ اس کو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے کچھ دشوار ہے تم مر کر خاک میں مل جاؤ تمہارا سب خاک کے ذرات میں بکھر جائے جب وہ نہیں دوبارہ زندہ کرنا چاہے گا تو صرف کن کہے گا اور تم زندہ ہو جاؤ گے اس کے برعکس تورات میں متعدد جگہ مرقوم ہے کہ چھ دن میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان وغیرہ کو پیدا کیا اور ساتویں دن اپنی تھکاوٹ دور کرنے کے لیے اور اپنے آپ کو تازہ دم کرنے کے لیے آرام کیا ایک جگہ آپ بھی ملاحظہ فرمائیے چنانچہ تورات کتاب خروج باب ۳۱ کی آیت ۱۷ میں ہے،

"اس لیے کہ چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو بنایا اور ساتویں دن آرام کر کے تازہ دم ہوا"

(بائبل ہماری کے متعلق قرآن کریم نے جو تبصرہ پیش کیا ہے اس کی روشنی میں تورات کی اس آیت کو ملاحظہ فرمائیے)

[۳۲] کفار مکہ کو تنبیہ کی جا رہی ہے کہ ضلالت و گمراہی سے باز آ جاؤ اور دین اسلام کو قبول کر لو۔ قیامت کے دن جب انہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۚ

پس (اے محبوب!) آپ صبر کیجیے جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا تھا ۳۴ اور ان کے لیے (بددعا کرنے میں) جلدی نہ کیجیے۔

كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ

جس روز وہ اس عذاب کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو خیال کریں گے کہ وہ (دنیا میں) دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ٹھہرے تھے۔

بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾

یہ پیغام حق ہے۔ پس کیا نافرمانوں کے علاوہ بھی کسی کو ہلاک کیا جائے گا ۳۵

دوزخ کے سامنے لاکھڑا کیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا یہ وہ دوزخ ہے جس کا تم عمر بھر انکار کرتے رہے بتلاؤ یہ ایک حقیقت ہے یا نہیں۔ اس وقت انہیں تسلیم کیے بغیر چارہ نہ ہوگا لیکن اب بخشش کہاں انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

۳۴ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہیں کہ اے محبوب! کفار کی شر انگیزیوں، تحقیر آمیزیوں اور اسلام کے خلاف ان کی سازشوں سے دل برداشتہ نہ ہوں بلکہ صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھنا آپ سے پہلے بھی جو انبیاء و رسل ہم نے مبعوث فرمائے تھے ان کے ساتھ بھی ان کی قوموں کا سلوک بڑا ظالمانہ اور سنگدلانہ تھا انہوں نے ہمیشہ عزیمت و حوصلہ سے کام لیا ان کی مخالفتوں کی پرواہ نہ کی اور اپنا فریضہ دعوت انجام دیتے رہے۔ آپ بھی انہی کی سنت پر عمل کرتے رہیں۔ بڑی اولوالعزمی اور پامردی سے اسلام کی دعوت دیتے رہیں۔ فریضہ تبلیغ پوری قوت سے انجام دیں۔ اگر یہ کفر و عصیان سے باز نہیں آتے تو خود ہی پچھتائیں گے۔ آیت میں بلاغ کا لفظ ہے، وہ مرفوع ہے اور اس کی بنا پر اس کا مخدوف ہے۔

۳۵ یہی لوگ ہلاک ہوتے ہیں جو نافرمانی کی راہ پر گامزن رہتے ہیں اور فسق و فجور میں اپنی قیمتی زندگی اور گراں بہا صلاحیتیں برباد کرتے رہتے ہیں۔ جو لوگ اطاعت و عبادت کو اپنا شعار بنالیتے ہیں اللہ تعالیٰ خود ان کا محافظ و نگران ہوتا ہے۔ دشمن کی شر انگیزیوں سے خود ان کو بچاتا ہے نفس و شیطان کے مکر و فریب سے خود ان کی نگہداشت کرتا ہے۔

○

اللھم لک الحمد ولک الشکر
وعلی حبیبک المصطفیٰ وصفیک المجتبیٰ ــــ التحیۃ والثناء
اللھم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آل سیدنا ومولانا محمد وبارک وسلم
فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین ــــ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نام: اس سورۃ مبارکہ کے دو مشہور نام ہیں۔ سورۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور سورۃ القتال۔ اس سورت میں چار رکوع، اڑتیس آیتیں، پانچ سو اٹھارہ کلمات اور دو ہزار چار سو پچیس حروف ہیں۔ دوسری آیت میں یہ نام نامی مذکور ہے۔ یہی اس سورت کا نام بھی مقرر کیا گیا، کیونکہ انسانیت کو بھی دو حصوں، سعداء اور کفار میں تقسیم کیا جا رہا ہے، اس کا معیار و مدار اس کی سب پر ایمان لانے یا نہ لانے پر ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کے رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ نیز اس سورت کی آیت ۴ میں قتال کا حکم بھی موجود ہے۔ اس کو اس سورت کا عنوان بنایا گیا۔ اس سورت میں اسلام اور کفر کے مابین جنگ کا حکم اور اس کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

زمانۂ نزول: جب مکہ کی سرزمین کفار کے ظلم و ستم کے باعث اہل اسلام کے لیے تنگ ہو گئی تو وہ اپنے دولت ایمان کو ان کی دست برد سے بچانے کے لیے اپنے گھر بار، زمینیں اور کاروبار سب چھوڑ چھاڑ کر مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ سب کچھ ان سے چھن گیا تھا لیکن وہ خوش تھے کہ دین مصطفیٰ تو ان کے ہاتھوں سے نہیں چھوٹا۔ ان کا خیال تھا کہ اب وہ یہاں پوری دلجمعی کے ساتھ اپنے رب کے ذکر اور اس کی عبادت میں اپنے شب و روز بسر کریں گے۔ وعبادت رب کا جو کام مکہ میں پوری طرح نہیں ہو سکا، یثرب کے پُرامن ماحول میں آسانی سے انجام پذیر ہوگا، لیکن اہل کفر نے انہیں یہاں بھی آرام کا سانس نہ لینے دیا۔ ان کی مختلف ٹولیاں آتیں، مدینے کے گرد و نواح میں لوٹ مار مچاتیں، اونٹ، بھیڑ بکریاں ہانک کر لے جاتیں۔ آئے دن مسلمان چھیڑ چھاڑ تو اس کو بھی تحمل کرنے سے گریز نہ کرتیں۔

غریب الوطن مسلمانوں کے لیے انہوں نے ایسے حالات پیدا کر دیے کہ یا تو مسلمان بے حسی کا مظاہرہ کریں، یہاں تک کہ سے اٹھنے والی آندھیاں کسی روز اسلام کی شمع ہی کو گل کر دیں اور ان کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹا دیں اور اگر وہ اس دین جو فرزندان اسلام کو جان و مال سے بھی زیادہ عزیز ہے اس کے چراغ کو بجھتا نہیں دیکھ سکتے اور اپنی اہمیت کا یہی احساس ہے کہ بزم عالم کو نور ہدایت سے منور کرنے کے لیے ان کا زندہ رہنا بلکہ شان و شوکت اور قوت و سطوت کے ساتھ زندہ رہنا ضروری ہے تو پھر انہیں صبر کا دامن چھوڑ کر میدان جنگ میں آنا ہوگا۔ انہوں نے تیرہ سال صبر کیا، بڑے ضبط و تحمل کے ساتھ مظالم برداشت کیے۔ اس بارے میں اب مزید صبر و خودکشی کے مترادف ہے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول کے حکم کے پابند تھے اور خود تو کچھ نہیں کر سکتے تھے، چنانچہ سورۃ الحج کی آیت ۳۹ میں کفار سے جنگ کرنے کی اجازت مرحمت ہوئی۔ سورۃ البقرہ کی آیت ۱۹۰ نے جہاد کا حکم دیا وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں۔ حد سے تجاوز نہ کرو۔ بے شک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

حالات بے شک اس امر کا تقاضا کر رہے تھے کہ کفار کے ساتھ پنجہ آزمائی کی جائے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا مسلمان اس پوزیشن میں تھے کہ وہ کفار کے خلاف مسلح جدوجہد کا آغاز کر سکیں۔

افرادی طاقت بہت قلیل تھی پہلے معرکے میں صرف تین سو تیرہ مجاہد شریک ہو سکے تھے۔ مدینہ کی چھوٹی سی بستی جس کے وسائل بڑے محدود تھے کیا جنگ کی ضروریات اسلحہ، خوراک اور رسد کی فراہمی کا جائز دینا کر سکتی تھی؟ کہ مدینہ کے مقابلے میں کئی گنا بڑا شہر تھا وہاں کے اکثر لوگ تجارت پیشہ تھے۔ مدینہ دولت کی وہاں کی تھی نہ وسائل کی قلت۔ افرادی تعداد بھی مسلمانوں سے کئی گنا زیادہ تھی لیکن ایسی ناسازگار حالات کے باوجود مسلمانوں کے لیے فیصلہ کن گھڑی آپہنچی تھی۔ یہ حالات تھے جب یہ سورہ مبارکہ نازل ہوئی۔

مضامین: اس سورت کے نزول سے تذبذب کی کیفیت ختم ہو گئی۔ کفار کی تعداد کی کثرت، وسائل کی فراوانی کے باعث مسلمانوں کو جو خدشہ تھا، وہ دور ہو گیا۔ ابتدائی آیتوں ہی میں واضح طور پر بتا دیا کہ کفار جو خود بھی گمراہ ہیں اور نور حق کو پھیلنے سے بھی روک رہے ہیں، اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ان کی جدوجہد کبھی کامیاب نہ ہو گی۔ ان کی ساری محنت اور کوشش خاک میں مل جائے گی۔ اہل ایمان کی کمزوریوں کو دور کر دیا جائے گا اور کامیابی کا تاج ان کے سر پر سجایا جائے گا۔

یہ فرمانے کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ میدان جنگ میں وہ کفار کے پرخچے اڑا دیں۔ ایسی جنگ کے ساتھ جو جرأتمندانہ سلوک کرنا ہے، اس کے اصول بتا دیے۔ ساتھ ہی واضح کر دیا کہ میدان جہاد میں جو مسلمان قتل ہو گا، اسے شہادت کی خلعت فاخرہ سے نوازا جائے گا۔ اسلام کے جس گلشن کی آبیاری وہ اپنے خون سے کریں گے وہ سدا شاداب و سرسبز رہے گا اور ان کی قربانیوں کے طفیل آنے والی نسلیں بھی نور حق سے اپنے دلوں کو منور کرتی رہیں گی۔

اہل ایمان کو صاف لفظوں میں بتا دیا کہ اگر تم نے سچے دل سے اپنی پوری قوت اور توانائیوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دین اسلام کی مدد کی تو کفر کے تمام تدابیر پہلے کے سامنے اللہ تعالیٰ تمہیں تنہا نہیں چھوڑے گا، بلکہ اس کی نصرت تمہاری پشت پناہی کرے گی۔ آسمان کے فرشتے تمہارے دوش بدوش کفار سے نبرد آزما ہوں گے اور اس کی تائید تمہیں نازک حالات میں بھی ثابت قدم رکھے گی۔ کفار کی ظاہری سج دھج کو دیکھ کر مت گھبراؤ، کفر کا انجام تباہی اور بربادی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم اگر پورے کر دو ہے فواہ تمہیں فرمادا مدد گار اللہ تعالیٰ ہے جو بڑی قوت و طاقت کا مالک ہے، کفار کو تائید الٰہی نصیب نہیں اور یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ کامیاب وہی ہوتا ہے جس کی مدد خدا کرتا ہے۔

اس ضمن میں منافقین کے ایمان کا حال بھی آشکارا کر دیا۔ جہاد کے حکم کے نزول سے پہلے بڑی بڑی شیخیاں مارا کرتے تھے، اپنی بہادری اور جاں نثاری کے لمبے چوڑے دعوے کیا کرتے تھے۔ کہتے ہم بڑی بے تابی سے اس گھڑی کا انتظار کر رہے ہیں جب ہمیں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کا اذن ملے گا۔ اس کے بعد دنیا دیکھے گی کہ ہم کس طرح شمع اسلام پر پروانوں کی طرح جان قربان کرتے ہیں۔ اب جب کہ جہاد کے تقاضے پر چوٹ لگ گئی ہے ان کی حالت قابل دید ہے۔ یوں پتہ چلتا ہے جیسے موت کی نشانیاں ہو گئی ہوں آنکھیں پتھرائی ہیں، چہرے کی رنگت زرد ہو گئی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ پر سچے دل سے ایمان لانے والوں کی آزمائش کی گھڑیاں ہیں، حالت ہاں کی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے جانباز اور غیور سپاہیوں کو آیت ۳۵ میں ایک خصوصی حکم دیا کہ جنگ میں حالات کتنے ہی نازک کیوں نہ ہوں کمزوری کا مظاہرہ نہ کرو صلح کی درخواست مت کرو۔ اگر تم نے کمزوری کا مظاہرہ کیا یا صلح کے لیے اپنی بے بسی کا اظہار کیا تو دشمن جری ہو جائے گا۔ تمہاری اس پیش کش کو کمزوری اور بزدلی پر محمول کرے گا۔ تم خوب جانتے ہو کہ اس کا انجام کتنا خطرناک ہوتا ہے۔ سن لو تم ہی سربلند ہو گے کیونکہ خود اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تمہاری محنت اور کوشش کو وہ ضائع نہیں ہونے دے گا۔

آخر میں مالی جہاد کی طرف متوجہ کیا۔ اگر اسلام کو تمہارے مال کی ضرورت پڑے تو بڑی دریا دلی سے اس کو پیش کرو۔ اگر تم نے مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لیا تو اس سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا البتہ تمہارا استیصال ہو جائے گا اور تمہاری جگہ پر قوت کسی اور کو بخش دی جائے گی۔ پھر تم ہاتھ ملتے رہ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کا حکم کو اس لیے آیا ہے کہ اگر کوئی قوم اس کو اختیار نہ کرے گی تو دوسری قوم شوق سے یہ خدمت بجالانے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرے گی۔

اہلسنت کے علماء و شارح اس پُر جلال آیت کو اس پر پڑھیں۔ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سورۃ محمد مدنی بسم اللہ الرحمن الرحیم وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے ۳۸ آیات ۴ رکوع

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ①

جنہوں نے (خود بھی) حق کا انکار کیا اور (دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ سے روکتے رہے اللہ نے ان کے عملوں کو برباد کر دیا ①

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایمان لے آئے جو اتارا گیا (رسول مسلم) محمد پر اور وہی

① جو لوگ حق کو قبول نہیں کرتے اور باطل سے چپٹے رہنے پر اصرار کرتے ہیں وہ دراصل خواہشوں کا اسیر بنتے ہیں۔ پہلی خرابی تو یہ کہ ان کی اپنی زندگی نورِ ہدایت سے محروم رہتی ہے وہاں اندھیرا ہی اندھیرا ہوتا ہے ان کی ساری عمر ٹھوکریں کھاتے گزر جاتی ہے جو بہت سی صلاحیتیں قدرت نے انہیں ودیعت کی ہیں وہ پرورش نہیں پاتیں ان کا وزن گھٹ کر رہ جاتا ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ ان کا وجود دوسرے لوگوں کے لیے حجاب بن جاتا ہے۔ سادہ لوح عوام جو خود فکر کرنے کے عادی نہیں ہوتے وہ انہیں دیکھ کر ان کی گمراہی کی تقلید کرنے لگتے ہیں۔ نیز حق سے انہیں جو عناد واسطے کا بیر ہوتا ہے وہ انہیں مجبور کرتا ہے کہ وہ حتی المقدور حق کی ترقی میں روڑے اٹکاتے رہیں اور لوگوں کو لطائف الحیل سے حق سے متنفر کرتے رہیں۔ خود بھی اندھے بنے رہے اور لوگوں کی آنکھوں میں بھی دھول ڈالتے رہے۔ خود بھی حق کو قبول کرنے سے گریزاں رہے اور دوسرے لوگوں کو بھی حق سے دور کرنے کے لیے جتن کرتے رہے۔ اس سے بڑی بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ان کے اعمال ضائع اور رائیگاں جاتے ہیں۔ انہیں کامیابی اور کامرانی نصیب نہیں ہوتی۔ بظاہر جو نیک کام وہ کرتے ہیں آخرت میں انہیں ان کا کوئی صلہ نہیں ملے گا۔ انہوں نے رضائے الٰہی کے لیے کوئی قدم اٹھایا اور نہ انہیں رضائے الٰہی کی سعادت سے نوازا گیا دنیا میں شہرت، نیک نامی، کاروباری ترقی وغیرہ جو چیزیں انہیں مطلوب تھیں وہ ان کو مل گئیں۔

واضل اعمالهم کا ایک مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کو ناکام کرنے کے لیے جو جتن انہوں نے کیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جو سازشیں انہوں نے کیں، شمع اسلام کو گل کرنے کے لیے جو منصوبے انہوں نے بنائے وہ سب ناکام ہو کر رہ گئے ان کی ساری کوششوں کے باوجود اسلام کا آفتاب اقبال بلند ہوتا گیا قدم قدم پر انہیں منہ کی کھانی پڑی ان کی ہر تدبیر الٹی ہو گئی۔ المعنی فبطل حیلہم وخاب مسعاہم فلم یرجعوا من الکید بشیء مما یشتہونہ ولم یشف غیظہم من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنصر ولیہ ولطفہ بہ وتاییدہ علی الذین یحاربونہ لعلمہ بانہم لیسوا باہل لذلک۔ (روح المعانی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ

حق ہے ان کے رب کی طرف سے ۲ اللہ تعالیٰ نے دور کر دیے ان سے ان کے برے اعمال اور سنوار دیا ان کے حالات کو ۳ (ہاں) اس

بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا

لیے کہ جنہوں نے کفر کیا وہ باطل کی پیروی کرتے تھے اور جو ایمان لائے تھے وہ حق کی پیروی کرتے تھے ہر

الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝ فَاِذَا لَقِيْتُمُ

ان کے رب کی طرف سے ۴ اللہ اسی طرح بیان کرتا ہے لوگوں کے لیے ان کے حالات۔ ۵ پھر جب (میدان جنگ میں)

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا

تمہارا کفار سے آمنا سامنا ہو تو ان کی گردنیں مارو ۶ یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر لو تو (قیدی) مضبوط باندھو

صَدَّ فعل لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے لیکن یہاں مناسب وہ معنی ہے کیونکہ لازمی کا مفہوم کفار میں آگیا۔

۲ ان کے برعکس جو خوش نصیب دولت ایمان سے مالا مال ہوئے، گمراہی کو چھوڑ کر انہوں نے راست روی اختیار کی اپنے اعمال کو رضائے الٰہی اور اطاعت مصطفوی کے سانچے میں ڈھال لیا۔ قرآن کریم جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل کیا اس کو تسلیم کر لیا، ان کے ساتھ ہمارا وعدہ یہ ہوا کہ جو گناہ آج تک وہ کرتے چلے آئے ہیں وہ سب معاف کر دیے جائیں گے عادات و شمائل کی طرح طرح کی جو خرابیاں ان میں پیدا ہو گئی ہیں وہ دور کر دی جائیں گی۔ اب وہ سنور جائیں گے، توقع ہے کہ صحیح نہج پر قدم اٹھائیں گے، راہ راست پر آجائیں گے۔

۳ لفظ بال کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ مجاہد نے اس کا معنی شان، قتادہ نے اس کا معنی حال اور ابن عباس نے اس کا معنی امور کیا ہے۔ مفہوم کے لحاظ سے ان میں کوئی فرق نہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے حالات کو درست کر دیا ہے۔ پہلے وہ مفلس و قلاش تھے، اب وہ تونگر اور وسائل سے مالا مال ہیں، پہلے وہ کفار کے چیرہ دستوں کا نشانہ بنے رہتے تھے اب کفار ان کے دامن رحمت میں پناہ تلاش کرتے ہیں، پہلے وہ آزادی سے عبادت نہیں کر سکتے تھے اب ان کی عظمت کا پرچم سارے جزیرہ عرب میں لہرا رہا ہے۔

۴ دونوں گروہوں کے ساتھ جو الگ الگ برتاؤ کیا جا رہا ہے اس کی وجہ بتا دی۔ پہلا گروہ باطل کا پرستار ہے، جو شخص جھوٹ اور گناہ کا بیڑا پار کرے گا اسے بہرحال نقصان اٹھانا پڑے گا اور جو شخص نور حق کی پیروی کرے گا منزل خود کھنچی کر اس کے قریب آجائے گی۔ فوز و فلاح اسے بہرحال اس کی طرف بڑھے گی۔

۵ پہلے کفار کے معاندانہ اور جارحانہ طرز عمل کے بارے میں بتایا گیا اور ان کے مقابلہ میں مقربان اسلام کی حق پرستی اور راست روی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۚ

رسیاں ۔ بعد ازاں یا تو احسان کر کے ان کو رہا کر دو یا ان سے فدیہ لو یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے ۔

کا ذکر کیا گیا۔ ان حالات میں ان دو مستند اور قوتوں کا ٹکراؤ ناگزیر ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر جنگ کے بغیر چارہ نہ ہو تو پھر کمزوری، سستی، کوتاہ اندیشی اور بزدلی کا مظاہرہ مت کرنا بلکہ بڑی جرأت اور بہادری سے باطل کے ساتھ ٹکرانا اور سر دھڑ کی بازی لگا دینا۔ اس وقت رحم و شفقت کا اظہار کمزوری اور ضعف کی علامت ہے۔ جو کافر ساتھ آئے اس کی گردن اس کر دو۔ باطل کا کوئی سرغنہ تمہاری ضرب سے جان بچا کر بھاگ نہ جائے۔ ایسے حوادث بار بار میسر نہیں آتے۔ دشمن کی طاقت کو کچل کر رکھ دو تاکہ وہ پھر سر اٹھانے کے قابل ہی نہ رہے یہاں ضَنْبٌ مصدر ہے ضَرْبًا امر کا قائم مقام ہے اور اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے جو رَحِمَ اور حلال ضَرْبَ الرِّقَابِ میں ہے وَفَكَّ الْمُكَاتَبَ کے اضافہ میں نہیں۔

۶ وہ کپڑا جس کی بُنائی گھنی اور مضبوط ہو اسے ثَوْبٌ ثَخِينٌ کہتے ہیں۔ ابو العباس نے اس کا معنی غلبتموهم وكثرقيهم الجراح کیا ہے یعنی جب تم ان پر غالب آ جاؤ اور ان کی اکثریت زخمی ہو جائے۔ ابن اعرابی نے اس کا معنی کیا ہے الاثخان فی القتل المبالغة فيه والاكثار منه۔ یعنی کسی چیز میں مبالغہ کرنا اور اس میں کثرت کرنا مقصد ہے کہ جب تم ان کے گلوں کے لیے آلۂ انہیں نہ رہنے سے چور چور کر دو حتیٰ کہ وہ بالکل مقہور و مغلوب ہو کر رہ جائیں تو اس وقت جنگ بند کر دو اور بقیۃ السیف کو اسیر کر لو ان کی گلیں ضرب لگا کر ان کو ایمان لا کر رہا ہو جائیں اور تمہارے لیے نئی مصیبت کھڑی کر دیں۔

۷ اسیران جنگ کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا جانا چاہیے اس کو بیان کیا جا رہا ہے۔ بعض علماء ابن جریج، سدی اور قتادہ کا خیال ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم ہے۔ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں اور اسیر کو قتل کرنا جائز نہیں۔ اسیر کے ساتھ وہی معاملہ کیا جا سکتا ہے جو اس آیت میں مذکور ہے چنانچہ استدلال کے طور پر وہ روایت پیش کرتے ہیں کہ جماعت نے حضرت ابن عمر کو کہا کہ فلاں اسیر جنگ کو قتل کر دو آپ نے فرمایا میں بھذا امرنا کہ ہمیں قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز بھی اسیران جنگ کو قتل نہیں کرتے تھے۔ علامہ ابن جریر یہ اقوال لکھنے کے بعد اپنی تحقیق کا یوں اظہار کرتے ہیں:

والصواب من القول عندنا ان هذه الاية محكمة ليست منسوخة کہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں ہے۔ اس کی وجہ بھی ساتھ ہی بیان کر دی کہ نسخ کی ضرورت تب پیش آتی ہے جب دونوں کو جمع کرنا ممکن نہ ہو یہاں ایسی صورت نہیں۔ وغير مستنكر ان يكون جعل الخيار فى المن والفداء والقتل الى الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم والى القائمين بعده بامور الامة۔ یعنی یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قیدیوں کے ساتھ مذکورہ دو سلوکوں میں سے کسی کو اختیار دینے کا حق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے خلفاء کے سپرد فرما دیا ہو کیونکہ ان کے یہاں قتل کو اس لیے ذکر نہیں کیا کہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احادیث میں جہاں کسی اسیر کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں مخصوص حالات کی بنا پر دیا گیا ہے۔ اس آیت کی وضاحت امام ابو عبید القاسم ابن سلام (وفات ۲۲۴ھ) وفات ۲۲۴ھ نے اپنی تصنیف کتاب الاموال میں کی ہے جو بہت عمدہ ہے۔ ناظرین کرام کی خدمت میں اس کا خلاصہ پیش ہے۔

ابو عبید فرماتے ہیں حدیث نبوی سے پتہ چلتا ہے کہ مشرک اسیر اہل جنگ کے ساتھ تین طرح کا سلوک روا رکھا جا سکتا ہے۔ قتل، فداء قتل قرآن حکیم میں بھی یہی ارشاد ہے فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً۔ اس میں پہلی اور دوسری صورت کا بیان ہے۔ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا میں تیسری صورت کا ذکر ہے۔ احسان و مروت کی مثال اہل مکہ سے حضورؐ کا سلوک ہے۔ اس روز حضورؐ کی طرف سے ایک منادی کرنے والے نے اعلان کیا اَلَا لَا يُجْهَزُ عَلٰى جَرِيْحٍ وَلَا يُتْبَعُ مُدْبِرٌ وَلَا يُقْتَلُ اَسِيْرٌ وَمَنْ اَغْلَقَ بَابَهٗ فَهُوَ اٰمِنٌ۔ یعنی زخمی کا کام تمام نہ کرنا، پیٹھ پھیرنے والے کا تعاقب نہ کرنا، کسی قیدی کو قتل نہ کرنا اور جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا وہ امن میں۔ فتح مکہ کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار آدمیوں کے سوا سب کو امان دے دی اور معاف فرما دیا اور جن چار کو مستثنیٰ فرمایا ان کی خاص وجوہات تھیں۔ خیبر فتح ہوا تو وہاں کے یہودیوں کو بھی حضورؐ نے امان دی اور معاف فرما دیا۔ بدر کے اسیران جنگ کے بارے میں مفسرین عظام نے بتایا کہ یہ جنگی قیدیوں کی مفاداتی کرنے کے لیے حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت حضورؐ طرب یا مشاہد کی فرما رہے تھے جب حضورؐ نے یہ آیت تلاوت کی اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ یعنی تیرے رب کا عذاب ضرور واقع ہو گا اور اسے کوئی روک نہیں سکتا، تو دشت کے مارے سیاہ دل بیٹھے لگے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے اپنی حاضری کی وجہ بیان کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا شیخ لو کان اطعانیھم شدستاد یعنی اگر مطعم بن عدی یعنی یہ اس سردار کا بیٹا ہے کہ اگر وہ ہمارے پاس ان لوگوں کی شفاعت کرتے تو ہم ان کی شفاعت قبول کرتے۔

یہ واقعات نقل کرنے کے بعد امام ابو عبید کہتے ہیں فھذا ما سنّ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی المن وقد عملت بہ الائمۃ بعدہ (کتاب الاموال ص ۱۱۲)

یعنی قیدیوں کے ساتھ احسان کرنے کا یہ طریقہ ہے جو حضورؐ نے ہمارے لیے سنت بنایا۔ بعد ازاں انہوں نے خلافت راشدہ کے حوالے سے واقعات لکھے ہیں جہاں حضرت صدیق رضؓ و فاروق رضؓ نے جنگی قیدیوں کو آزاد کر دیا۔

فدیہ کے متعلق علامہ آلوسی نے تفصیلاً لکھا ہے کہ امام صاحب کا ایک قول یہ ہے کہ مسلمان قیدیوں کے ساتھ غیر مسلم قیدیوں کا تبادلہ کیا جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ رہا کیا جائے۔ امام احمد، امام ابو یوسف، امام شافعی، امام مالک اور اسحٰق کا یہی قول ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں الامام ان یختار احد اربعۃ امور القتل والاسترقاق والمن وھو الاطلاق من غیر عوض والفداء بالاسیر من المسلمین او مال (نیشاپوری) یعنی امام قیدیوں کے ساتھ ان چار امور سے کوئی ایک اختیار کر سکتا ہے۔ مناسب سمجھے تو قتل کر دے، چاہے قیدی بنا لے، یا بلا عوض آزاد کر دے یا فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں وھذا ھو روایۃ الجامع الکبیر قیل ھو اظہر الروایتین عن الامام ابی حنیفۃ یعنی السیر الکبیر میں یہی روایت مروی ہے اور حضرت امام کا یہی قول اظہر اور راجح ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ ۚ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ

یہ حکم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود ہی ان سے بدلہ لے لیتا لیکن وہ آزمانا چاہتا ہے تمہیں بعض کو

بِبَعْضٍ ۗ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝

بعض سے ۔ اور جو مارے گئے اللہ کی راہ میں پس اللہ ان کے اعمال ضائع نہیں ہونے دے گا ۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ قیدیوں کی تقسیم سے پہلے کوئی تاوان جائز ہے لیکن تقسیم کے بعد ناجائز۔ اور امام محمد کے نزدیک ہر وقت جائز ہے۔ اس کی دلیل میں انہوں نے یہ حدیث پیش کی ہے۔ حضرت سلمہ سے مروی ہے کہ حضور نے حضرت ابوبکر کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ میں بھی اس میں شریک تھا۔ فتنیست میں ایک کنیز مجھے ملی۔ دوسرے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بازار میں شرف ملاقات حاصل ہوا۔ حضور نے فرمایا سلمہ کنیز مجھے دے دو جو تجھے غنیمت میں ملی ہے۔ میں نے عرض کی حضور مجھے بہت پسند ہے دوسرے روز پھر ملاقات ہوئی۔ حضور نے پھر یہی ارشاد فرمایا۔ میں نے عرض کی ھی لک یا رسول اللہ! میں حضور کی خدمت میں پیش کی ہوں پس حضور نے اسے کہ بھیجا اور انہوں نے اس کے بدلے میں مسلمان قیدی دے دیے۔

کیا مال لے کر ایسے اہل جنگ کو رہا کرنا درست ہے؟ اس کے متعلق آئمہ کہتے ہیں کہ احناف کا مشہور مذہب تو یہ ہے کہ ایسا کرنا درست نہیں کیونکہ یہ قیدی دوبارہ جا کر ہمارے خلاف تلوار اٹھائیں گے لیکن ایسا کہنے میں ہے اشکال ہے فاما کان بالمسلمین حاجۃ دفع العدائی اگر انہیں آزاد کرنا مصلحت ملکی کے خلاف ہو اور مشرکین ضرر ناک کرنے کے لیے تیار ہوں اور مسلمان جنگی قیدیوں کے بدلے کی صورت بھی نہ ہو تو پھر انہیں ہمیشہ کے لیے قیدی بنا کر نہیں رکھا جائے گا بلکہ غازیوں میں انہیں تقسیم کر دیا جائے گا ان کو عملی زندگی میں بھرپور حصہ لینے کی اجازت ہوگی، اپنے مالک کی اجازت سے وہ کاروبار وغیرہ میں بھی حصہ لے سکتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسیران جنگ کا معاملہ حکومت وقت کی صوابدید پر موقوف ہے۔ مندرجہ بالا طریقوں میں سے جو طریقہ مناسب حال یا کوئی اور نئی صورت ہم آہنگ پائیں اس کو اختیار کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۸ ذٰلِكَ تو منصوب ہے اور لفظ امر ہے یعنی ایسا کرنا چاہئے اور فرع ہے اس کی خبر ذلک حکم اللہ یعنی کفار کا یہ حکم ہے بسبب اس کے کہ ان میں خلل ایسا ہے کہ جب کوئی صحیح ایک کلام سے دوسرے کلام کی طرف انتقال کرنا چاہتا ہے تو اسے استعمال کیا جاتا ہے۔

۹ یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں زحمت جہاد دیتا اور خود بخود ان سرکشوں کا خرد خاک میں ملا دیتا لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ میدان کارزار گرم ہو۔ اہل حق، حق کو سربلند کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائیں، کفار و مشرکین، اہل کفر کا ساتھ دینے کے لیے اپنا سب کچھ لٹا دیں سب دنیا کو پتہ چل جائے کہ مومن و کافر میں کتنا فرق ہے۔ مومن کا منصب حیات کتنا بلند اور پاکیزہ ہے اور کافر کا کتنا حقیر اور ذلیل ہے۔

۱۰ اُحد کے معرکہ میں مسلمان کثرت سے شہید اور زخمی ہوئے۔ ابوسفیان نے خوشی سے دیوانہ ہو کر نعرہ لگایا اُعْلُ ھُبَلْ ہبل زندہ باد۔ مسلمانوں نے جوابی نعرہ لگایا اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ اللہ تعالیٰ بلند اور بزرگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یوم بدر کا بدلہ ہو گیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ﴿٥﴾ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿٦﴾

پہنچائے گا انہیں بلند مقام پر اور سنوار دے گا ان کے حالات کو ۱۱ اور داخل کرے گا انہیں بہشت میں جس کی پہچان اس نے انہیں کرا دی ہے ۱۲

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴿٧﴾

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور (میدان جہاد میں) تمہیں ثابت قدم رکھے گا ۱۳

لڑائی کا پانسہ پلٹ رہا ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا اے فرزندان اسلام! اس سے کہو تم ہم سے برابری کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہو۔ ہمارے مقتول اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ کا ایندھن۔ مشرکین نے کہا اِنَّ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ ہمارا عزیٰ ہے اور تمہارے پاس کوئی عزیٰ نہیں۔ فقال المسلمون اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ۔ مسلمانوں نے جواب میں کہا اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

فلن یضل اعمالھم کا جملہ بڑا معنی خیز ہے یعنی ان شہیدان حق کی قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی کہ ان پر بڑے خوش آئند نتائج مرتب ہوں گے۔ اس قربانی کا صلہ انہیں کیا ملے گا کہ جنت میں رفیع الشان مقامات پر وہ تشریف فرما ہوں گے اور ان کی خدمت کو ان کی جانفشانیوں کے صدقے عزت و سربلندی نصیب ہوگی اور جس مقصد کے لیے انہوں نے اپنی جانیاں نثار کی تھیں' وہ مقصد حاصل ہوگا حق کی روشنی سے کرہ ارض کا گوشہ گوشہ منور ہو جائے گا۔ ان پاکبازوں نے جان دیکر اتنے عظیم مقاصد حاصل کرنے کے لیے ان سے بڑھ کر کون خوش نصیب ہو سکتا ہے۔

۱۱ یعنی جنت اور رضائے الٰہی کی ذی شان منزل تک انہیں رسائی حاصل ہو جائے گی۔ راہ کی رکاوٹیں دور کر دی جائیں گی۔ فاصلے سمٹ کر رہ جائیں گے اور ان کے حالات سنور جائیں گے' یعنی جو لغزشیں ان سے ہوئی تھیں' جن گناہوں کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا وہ سب معاف کر دیے جائیں گے۔ متقین اور صالحین کے زمرہ میں ان کا شمار ہوگا۔

اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی برکت سے دوسرے لوگ راہ ہدایت پر گامزن ہو جائیں گے۔ ان کی قوم کی بگڑی ہوئی حالت سنور جائے گی۔ شکست و نامرادی کے جو داغ ان کی قوم کے چہرے کو بدنما بنا رہے تھے وہ دور ہو جائیں گے' نور کا طوفان کفر و ظلمت پر فتح نشانی کرنے لگے گا۔

۱۲ جب جنت میں قدم رنجہ فرمائیں گے تو اپنے محلات کی طرف اس طرح جائیں گے جیسے وہ مدت سے یہاں آباد ہیں اور جملے راستے ان کے جانے پہچانے ہیں' کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں۔

۱۳ دین اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امداد کو اللہ تعالیٰ کی امداد فرمایا گیا ہے۔ جان کی بازی لگانے والوں کے لیے اس سے بڑھ کر مژدہ کیا ہو سکتا ہے۔ وہ مجاہد ضربت الٰہی کی پشت پناہی کر رہی ہو' ہر نازک مرحلہ پر تائید ایزدی جن کے دلوں کی ڈھارس ہو' دشمن کا کوئی طوفانی حملہ ان کے قدموں میں لغزش نہ پیدا کر سکے' ایسے جانباز مجاہدوں کو دنیا کی کوئی طاقت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا

اور جنہوں نے (حق کا) انکار کیا انکے لئے (ہر) خرابی ہے اور اللہ ان کے اعمال برباد کر دے گا ۱۲ یہ اس لئے کہ انہوں نے ناپسند کیا

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تو اللہ نے ضائع کر دیئے ان کے اعمال ۱۳ تو کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں تاکہ وہ خود دیکھ لیتے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

کہ کیسا انجام ہوا ان (منکروں) کا جو ان سے پہلے گزرے ۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تباہی نازل کر دی اور کفار کے لیے اسی قسم

اَمْثَالُهَا ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ

کی سزائیں ہیں ۱۴ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے ۱۵ اور کفار کا کوئی

شکست نہیں ہے سکتی شرط یہ ہے کہ یہ جنگ وہ دنیاوی مفادات کے لیے نہ کر رہے ہوں یہ خونریزی کسی حقیر مقصد کے لیے نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند کرنے کے لیے ہو اور دین حق کو غالب کرنے کے لیے ہو۔

۱۳ اب کفار کا حال بیان کیا جا رہا ہے۔ تعس کی تحقیق کرتے ہوئے ابن منظور لکھتے ہیں التعس: الانحطاط والشر۔ گرنا (اور) ٹھوکر کھا کر پھسلنا۔ فراء کہتے ہیں کہ یہاں تعسا مصدر منصوب ہے اور بطور بد دعا کہا گیا ہے۔ قال الفراء انتصب على المصدر على سبيل الدعاء۔ ابی منظور کہتے ہیں یہاں یتعسہا اللہ لتعفیرہا ضا انہیں منہ کے بل گرائے۔ میں نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا ہے۔

اضل اعمالہم سے ان کی جہاں تعیین کی گئی کہ انہوں نے حق کو نیچا دکھانے کے لیے مال و دولت پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ جنگوں سے منہ موڑ رہے تھے اکھڑے اپنے سر بھی کٹائے اور جانیں بھی دیں لیکن نتیجہ؟ دنیا میں ذلت و رسوائی آخرت میں عذاب الیم۔

۱۵ اتنے زبردست اور تجربہ کار سپہ کے بل گر کر کیوں رہ گئے؟ کیوں ان کی قربانیاں رائیگاں گئیں؟ اس کی وجہ بتا دی کہ انہوں نے احکام الٰہی کو ناپسند کیا تھا۔ جن اعمال پر یہ مغرور ہو چکے تھے انہیں چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ نتیجہ یہ کہ ان کی ساری زندگی ضائع ہو گئی۔

۱۶ وہ متعدد ممالک کی سیاحت پر گئے انہوں نے پہلی بگڑی قوموں کے اجڑے ہوئے کھنڈرات دیکھے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان کو نیست و نابود کیا تھا اس سے یہ بے خبر نہیں لیکن انہوں نے خود یہ سیاحت سے کوئی عبرت حاصل نہ کی اور ان پر بھی عذاب نازل ہوا جو ان جیسے کفار پر پہلے نازل ہو چکا تھا۔

۱۷ اعمال اور جہد و جہد کی ظاہری صورت کے اعتبار سے تو کیساں تھے۔ اہل ایمان نے بھی مال خرچ کیا اور انہوں نے بھی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

مددگار نہیں ۔ بے شک اللہ تعالیٰ داخل فرمائے گا جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ

(سدا بہار) باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں ۱۸ اور جنہوں نے کفر کیا وہ عیش اڑا رہے ہیں اور

يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ

نفس کے بندے ہیں معروف ہیں دنگروں کی طرح حالانکہ آخر کار جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ اور بہت سی ایسی بستیاں تھیں

هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ

جو قوت میں تمہاری اس بستی سے کہیں زیادہ تھیں جس نے آپ کو نکالا تھا ہم نے ان کو ہلاک کر دیا

مال غنیمت کیے، دوسری میدان جہاد میں زخمی ہوئے، یہ بھی زخمی ہوئے انہوں نے بھی شمع حق پر جانیں قربان کیں، انہوں نے بھی ہجرت کرنے میں تجمل سے کام نہیں لیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ نتائج بالکل مختلف رونما ہوئے؟ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا حامی و ناصر تھا۔ اس کو راضی کرنے کے لیے انہوں نے یہ سب کچھ کیا۔ سو اس نے اپنے مخلص بندوں کی تائید و حمایت کی اور ان کفار کا حامی اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ تھا۔ اس لیے ان کی دستگیری نہ کی۔ جن بتوں کو انہوں نے اپنا معبود بنا رکھا تھا، ان کے کسی کام نہ آئے اس لیے نتائج کا مختلف ہونا ایک طبعی امر ہے۔

۱۸ اہل ایمان تو خلوص نیت اور شرعی عمل کی برکت سے جنت کی بہاروں سے لطف اندوز ہوں گے اور کفار کا ٹھکانہ دوزخ کا جہنم کتنا ہولناک منظر پیش کرے ہوگا۔ انہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی نہ پہچانا۔ ساری عمر عیش و عشرت میں گزار دی۔ ڈنگروں کی طرح عمدہ، لذیذ اور زیادہ سے زیادہ مقدار میں کھانا کھانا ہی ان کا محبوب شغل بنا رہا۔ نہ انہوں نے اپنے انجام کے بارے میں سوچنے کی زحمت گوارا کی نہ اپنے خالق کو پہچانا، نہ اس کو راضی کرنے کا شوق ان کے دل میں پیدا ہوا۔ ان کے طرز عمل کا انجام وہی ہونا چاہیے تھا جس سے وہ اب دوچار ہیں۔

۱۹ اہل مکہ کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ تم نے اپنے نبی کریم کو بڑی سنگدلی سے اپنا پیارا وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ سنو! یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ اس پر تمہیں کوئی سزا نہ ملے گی، بلکہ تم سے پہلے جن قوموں نے اپنے نبیوں کے ساتھ ایسا ناروا سلوک کیا وہ اگرچہ تم سے زیادہ طاقت ور، زور آور اور مرفہ حال تھیں لیکن ہم نے ان کو ملیامیٹ کر دیا اور کسی کو جرأت نہ پڑی کہ ان کی مدد کرے۔ سن لو! اگر تم باز نہ آئے اور توبہ نہ کی تو تمہارے ساتھ بھی ایسا سلوک ہی کیا جائے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ ۝١٤ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ

پس کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے روشن دلائل پر ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جس کے لیے اس کے برے اعمال خوشنما بنا دیے گئے ہیں

وَاتَّبَعُوٓا أَهْوَآءَهُمْ ۝١٥ مَّثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِى وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ فِيهَآ أَنْهَٰرٌ

اور جنہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی؟ ۱۵ متقیوں سے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی مثال یہ ہے

مِّن مَّآءٍ غَيْرِ ءَاسِنٍ ۖ وَأَنْهَٰرٌ مِّن لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُۥ ۖ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ

اس میں پانی کی نہریں ہیں جس کی بو اور مزہ نہیں بگڑتا ۱۶ اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا ذائقہ نہیں بدلتا۔ اور نہریں ہیں شراب

خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّٰرِبِينَ ۖ وَأَنْهَٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا

کی جو لذت میں سراسر پینے والوں کے لیے۔ اور نہریں ہیں شہد کی جو صاف مستقرا ہے۔ اور ان کے لیے اس میں

مِن كُلِّ الثَّمَرَٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَٰلِدٌ فِى النَّارِ

ہر قسم کے پھل ہوں گے اور (مزید برآں) ان کے لیے بخشش ہوگی اپنے رب کی طرف سے (کیا جنت کے یہ باشندے) کبھی ان کی مانند ہو سکتے ہیں جو ہمیشہ آگ میں

وَسُقُوا مَآءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَآءَهُمْ ۝١٥ وَمِنْهُم مَّن يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ

رہیں گے اور انہیں کھولتا پانی پلایا جائے گا اور وہ کاٹ دے گا ان کی آنتوں کو ۱۷ اور ان میں کچھ ایسے ہیں جو کان لگائے رکھتے ہیں آپ کی طرف

۱۴ بتا دیا کہ جس کے پاس اپنے رب کی طرف سے روشن دلائل ہیں اور ان کی روشنی میں زندگی کی مسافت طے کر کے منزل مقصود کی طرف بڑھتا چلا آ رہا ہے۔ اس کا انجام اس بدبخت کے انجام سے بالکل مختلف ہوگا جس کے برے اعمال اس کی نگاہوں میں خوشنما بنا دیے گئے ہیں اور وہ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں گم ہو رہا ہے۔

۱۵ متقی اور پرہیزگار لوگوں کو جو جنت عطا ہوگی اس کا قدرے تفصیلی بیان ہو رہا ہے۔ غیر آسن کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں ای غیر متغیر الرائحۃ وقد آسن الماء یاسن اسنا اذا تغیرت رائحتہ۔ وہ چیز جس کی بو بدلے اس کو غیر آسن کہتے ہیں۔ اس کا مادہ اسن یاسن آتا ہے جس کا معنی ہے بو کا بدل جانا۔

۱۶ اس جنت میں لطف و سرور کی زندگی بسر کرنے والے خوش نصیب کے ساتھ اس بدنصیب کو کیا نسبت جو اپنے کرتوتوں کی پاداش میں جہنم رسید کر دیا گیا۔ اس کی رہائی پانے کی امید ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔ انہیں ایسا گرم کھولتا ہوا پانی ملے گا جو ان کی آنتوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۭ

حتیٰ کہ جب نکلتے ہیں آپ کے پاس سے تو کہتے ہیں اہل علم سے (کہ ابھی) کیا فرمایا ہے صاحب (ﷺ) نے ابھی ابھی کیا کہہ رہے تھے ۲۳

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ

یہی وہ (بدبخت) ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے اور وہ پیروی کرتے ہیں اپنی خواہشوں کی۔ اور جو لوگ راہ

اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ۝ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا

ہدایت پر چلے اللہ تعالیٰ (ہدایت میں) بڑھاتا ہے ان کے (لئے) ہدایت کو اور انہیں تقویٰ کی توفیق بخشتا ہے ۲۴ پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں

السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَاۗءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَاۗءَتْهُمْ

قیامت کا کہ آجائے ان پر اچانک ۲۵ بے شک اس کی نشانیاں تو آ ہی چکی ہیں ۲۶ (جب قیامت ان پر آ گئی تو اس وقت ان

کے نصیحت کہاں سے کرے گا۔

۲۳ جمعہ کے خطبوں اور دیگر اجتماعات میں اہل ایمان کے ساتھ منافقین بھی شریک ہوا کرتے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات عالیات اہل ایمان تو ہمہ تن گوش ہو کر سنتے اور اپنے دلوں میں انہیں محفوظ کر لیتے لیکن منافقین حضور کے فرامین تو سنتے مگر ان کی طبیعت پر یہ بڑے گراں گزرتے جب محفل برخواست ہوتی تو صحابہ کرام سے پوچھتے کہ ابھی ابھی انہوں نے کچھ فرمایا ہے ذرا بتایئے تو انہوں نے کیا فرمایا ہے؟ ہمیں تو یاد نہ رہا یا ہم سمجھ نہیں سکے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی اور وہ صرف اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی میں لگے رہتے ہیں اس لیے انہیں سرور عالم کے ارشادات کیسے یاد رہ سکتے ہیں۔

۲۴ جونہی بخت حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات اور کلام بلاغت نظام سے ہدایت حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان پر مزید کرم یہ کیا جاتا ہے کہ انہیں علم بصیرت اور شرح صدر کی دولت سے مالا مال کر دیا جاتا ہے اور انہیں احکام الٰہیہ پر عمل کی توفیق بھی بخشی جاتی ہے یا ان چیزوں سے بچا لیا جاتا ہے جو دوزخ میں لے جانے کا باعث ہوتی ہیں۔ تقویٰ کے یہ دونوں مفہوم درست ہیں۔

۲۵ حق واضح ہو گیا، دلائل و براہین سے شک و شبہ کا خانہ صاف ہو گیا، اس کے باوجود یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے کیا وہ اس انتظار میں ہیں کہ اچانک قیامت بپا ہو جائے تب وہ ایمان لے آئیں گے۔

۲۶ قیامت کی علامات کے بارے میں احادیث نبویہ میں واضح ارشادات ہیں۔ مندرجہ ذیل دو احادیث ملاحظہ فرمایئے۔ (تفہیمی)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

(۱) عن ابی ھریرۃ قال بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحدث اذ جاء اعرابی فقال متی الساعۃ فقال اذا ضُیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قال کیف اضاعتھا قال اذا وُسِّد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ (رواہ البخاری)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گفتگو فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اس نے پوچھا قیامت کب آئے گی۔ ارشاد فرمایا جب امانت کو ضائع کیا جائے گا تو اس وقت قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے عرض کی امانت ضائع کرنے کی کیا صورت ہوگی فرمایا جب کام نااہلوں کے سپرد کیے جائیں گے تو پھر قیامت کا انتظار کرنا۔

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک اور جامع فرمان ہے جس میں ہم سب کے لیے عبرت کے ہزاروں سامان ہیں۔ ذرا غور سے پڑھیے:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا فُعِلَ خمسۃ اشیاء حلّ بھا البلاء من اللہ تعالیٰ اذا اتخذ الفیء دُوَلًا والامانۃ مغنمًا والزکاۃ مغرمًا وتُعلِّم لغیر الدین واطاع الرجل امراتہ وعقّ امّہ وادنیٰ صدیقہ واقصیٰ ابیہ وظھرت الاصوات فی المساجد وساق القوم فاسقھم وکان زعیم القوم ارذلھم واکرم الرجل مخافۃ شرہ وظھرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن آخر ھذہ الامۃ اولھا فارتقبوا عند ذلک ریحًا حمراء وزلزلۃ وخسفًا ومسخًا الخ (ترمذی)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مال غنیمت کو باہم بانٹ دیا جائے گا اور امانت کو لوٹ کا مال سمجھا جائے گا اور زکوٰۃ کو تاوان خیال کیا جائے گا اور دینی مقاصد کے لیے دینی تعلیم حاصل کی جائے گی، جب مرد اپنی بیوی کا فرمانبردار اور اپنی ماں کا نافرمان ہو جائے گا، جب وہ اپنے دوست کو قریب کرے گا اور اپنے باپ کو دور ہٹائے گا، جب مسجدوں میں طرح طرح کی آوازیں بلند ہونے لگیں گی، جب فاسق قوم کا سردار بن جائے گا، جب رذیل شخص قوم کا قائد ہوگا، جب کسی شخص کی عزت اس کی برائیوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کے شر سے بچنے کے لیے کی جائے گی، جب گانے والیاں اور گانا بجانا عام ہو جائے گا، جب کھلے بندوں شراب پی جائے گی۔ جب بعد میں آنے والے امت کے پہلے حضرات پر لعنت بھیجیں گے۔ اس وقت سرخ آندھی کا، زلزلہ کا، خسف اور مسخ کا انتظار کرو۔

علامہ آلوسی نے اس موضوع پر کھل کر لکھا ہے فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں نے قیامت کے بارے میں مختلف قسم کی قیاس آرائیاں کی ہیں۔ کسی نے چھ ہزار سال، کسی نے کم و بیش مدت مقرر کی ہے۔ بعض نے خلاصۂ زمان سے دنیا کی عمر اٹھتر ہزار سال نقل کی ہے۔ بعض نے چھتیس ہزار برس۔ کل ذالک خبط لاتعویل علیہ۔ یہ سب تخمینے بے کار ہیں اس پر کوئی دلیل نہیں۔ اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز بات وہ ہے جو بعض اسلامیوں سے منقول ہے کہ قیامت پر وہ سو سات ہجری میں قائم ہوگی۔ علامہ موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں: والذی نعلم ان مثل ذالک مما لاینبغی العاقل ان یُعوّل علیہ اویلتفت الیہ والجزم والجزم بانہ لایعلم ذالک الا اللہ العلیم الخبیر۔ (روح المعانی)

یعنی ہر جاننے والا جانتا ہے کہ عقل مند کو ان ایسے اقوال کی طرف التفات ہی نہیں کرنا۔ احتیاط اور یقین کا فیصلہ یہ ہے کہ قیامت کے وقوع پر بھروسہ کرے صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو علیم و خبیر ہے۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ذِكْرُهُمْ ﴿١٩﴾ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ

تو سمجھ لو کہ سب نصیحت کی باتیں آپ ہی کی ہیں کہ تمہیں کوئی معبود بجز اللہ کے نہیں اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو آپ کے گناہ سے محفوظ رکھے ۲۵ اور مسلمان مرد اور عورتوں کے لئے مغفرت طلب کریں

۲۴ اہل ایمان کی سعادت اور کفار کی شقاوت کا حال بیان کرنے کے بعد اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ توحید کا عرفان کامل جو آپ کو بخشا گیا ہے اسے ہمیشہ یاد رکھیے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس بات میں تو ادنیٰ شائبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا علم حضورؐ کو ان آیات سے حاصل نہیں ہوا بلکہ رسوخ الست سے حاصل ہے۔ اس لیے یہاں العلم بمعنی الثبات ہے۔ یعنی آپ اس پر ثابت قدم اور پختہ رہیے لیکن بعض اہل علم نے فرمایا کہ حضورؐ کو اس عقیدہ پر ثبات اور پختگی بھی پہلے سے حاصل ہے اس لیے فاعلم بمعنی تذکر ہے یعنی اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھیے۔

۲۵ علامہ قرطبی نے اس کے دو معنی ذکر کیے ہیں یعنی ① اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اَنْ تَقَعَ مِنْكَ ذَنْبٌ۔ یعنی آپ اس بات سے اللہ کی مغفرت طلب کریں کہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہو۔ میں نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا ہے۔

② اِسْتَغْفِرْ لِخَصَائِصِكَ مِنَ اللَّذُنُوْبِ۔ یعنی استغفار کریں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کو گناہوں سے بچائے رکھے۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درجات میں ہر لحظہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اوپر والے درجے پر پہنچ کر جب نیچے والے درجے پر نگاہ پڑتی تو موجودہ رفعت کے مقابلہ میں وہ قصور محسوس ہوتا اس لیے حضورؐ کثرت سے استغفار کیا کرتے۔ وقد کانوا ان لنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی کل لحظۃ عروجا الی مقام اعلیٰ مما کان فیہ۔ فیکون ما عرج منہ فی نظرہ الشریف دنیا بالنسبۃ الی ما عرج الیہ فیستغفر منہ (روح المعانی)

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس حکم میں دو حکمتیں ہیں: ① اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے احکام کی بجاآوری میں خواہ کتنی ہی کوشش کی جائے انسان پر لازم ہے کہ اپنے قصور کا اعتراف کرے اور یہ سمجھے کہ جیسا کچھ ہونا چاہیے تھا ہم سے نہیں ہو سکا۔ ہم حقیقی نے جو بے پایاں احسانات ہم پر فرمائے ہیں ہمیں ان کا حق شکر ادا نہیں کر سکا۔ یہ صفت انسان کا کمال ہے نقص نہیں۔ هذا عند النفس واظہار التقصیر فی العبادۃ بالنسبۃ الی جلال ربک وعظمتہ یعنی آپ از راہ تواضع یہ کہیے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے پیش نظر اپنی تقصیر کا اعتراف کیجیے۔

② دوسری حکمت یہ ہے کہ استغفار امت کے لیے سنت بن جائے۔

امام فخر الدین رازی نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس آیت کی دو توجیہیں کی گئی ہیں۔ ایک توجیہ یہ ہے کہ خطاب اگرچہ حضورؐ سے ہے لیکن مراد امت ہے۔ یہ توجیہ درست نہیں کیونکہ مومنین کے لیے استغفار کا مطلوب حکم ہے۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہاں ذنب سے مراد گناہ یا لغزش نہیں بلکہ ترک الافضل ہے۔ امام کہتے ہیں وھذا شاہد من ذالک کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا صفات اس سے منزہ ہے کہ وہ افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کریں۔ اس لیے امام رازی نے اپنی توجیہ پیش کی ہے۔ فرماتے ہیں ان المراد توفیق العمل الحسن واجتناب العمل السیئ۔ اچھے کام کی توفیق اور برے کاموں سے اجتناب۔ کیونکہ استغفار کا معنی طلب غفران

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۝ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

کو جن مردوں اور عورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے چلنے پھرنے اور آرام کی جگہوں کو۔ اور اہل ایمان کہتے ہیں

اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا

کیوں نہیں اتری کوئی نئی سورت جہاد کے بارے میں پھر جب اتاری جاتی ہے کوئی واضح سورت اور اس میں جہاد کا ذکر

الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ

ہوتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں ان لوگوں کو جن کے دلوں میں نفاق کا روگ ہوتا ہے کہ وہ تکتے ہیں آپ کی طرف

ع ۲۰ ۶

ہے اور غفران کا معنی کسی قبیح چیز کا ڈھانپ دینا۔ اس کی دو صورتیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قبیح چیز کے ارتکاب سے ہی محفوظ رکھے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کی شان ہے یا گناہ کے ارتکاب کے بعد اس کو ڈھانپ دے جس طرح کہ مومنین اور سنت کا حال ہے۔

آپ کے سامنے علماء نے تین مومنین کے اوصاف بیان کیے ہیں۔ ان کا خلاصہ وہی ہے جو علامہ قرطبی نے ذکر کیا ہے۔

۲۹ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ ان کے لیے استغفار کرنے کا حکم اپنے محبوب کو دیا۔ علامہ نیشاپوری کہتے ہیں۔ هذا اكرام من الله تعالى لهذه الامة حيث امر نبيهم صلى الله تعالى عليه وسلم ان يستغفر لذنوبهم وهو الشفيع المجاب اليهم یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی یہ عزت افزائی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ امت کے گناہوں کے لیے مغفرت طلب کریں اور حضور کی ذات پاک وہ شفیع ہے جس کی شفاعت اور دعا مقبول ہے۔

۳۰ مسلمان ہجرت سے پہلے بڑے صبر و سکون کے ساتھ کفار کے مظالم برداشت کرتے رہے اور زیادتیاں سہتے رہے یہاں تک کہ انہیں ہجرت کی اجازت مل گئی۔ ان کا خیال تھا کہ مدینہ تین منزل دور ہے یہ طیبہ میں آرام کا سانس لینا نصیب ہوگا لیکن کفار مکہ کی دست درازیوں نے یہ خواب حرام کر دیا۔ کوئی مسلمان تنہا آتا اسے قتل کر دیتے۔ مدینہ کے لوگ میں جو چراگاہیں تھیں ان پر دھاوا بول دیتے اور جو مویشی ہتھے چڑھتے لے کر بھاگ جاتے مسلمان اس صورت حال سے تنگ آ گئے تھے وہ بڑی بے چینی سے اذن جہاد کے منتظر تھے۔ منافقین جو بزدل دیکھیں مارے ہوئے تھے کہ اگر جہاد کا اذن مل گیا تو ہم کافروں کو عبرت انگیز سزائیں دیں گے اور میدان جہاد میں اپنی شجاعت کے لیے کارنامے دکھائیں گے کہ دنیا عش عش کر اٹھے گی۔ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار کے ساتھ جہاد کرنے کا اذن دے دیا تو اہل ایمان نے شکر الٰہی ادا کیا لیکن اس وقت منافقین کی حالت دیدنی تھی' حواس باختہ ہو گئے تھے اوسان خطا ہو گئے یوں محسوس ہوتا کہ نزع کا عالم ہے۔ موت کی غشی ان پر طاری ہو گئی ہے۔ سامنے موت کھڑی ہے۔ بے شک امتحان کے وقت ہی مومن اور منافق کی پہچان ہوتی ہے۔ پانچ منٹ میں تو منافقین بڑے چرب زبان ہوتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ

جیسے غش کھا رہے ہیں جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ پس ان کے لیے بہتر یہ تھا ﴿۲۱﴾ کہ اطاعت کرتے اور اچھی بات کہتے۔

فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ ۚ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿٢١﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

پھر جب حکم نافذ ہو چکا تو اگر وہ سچے رہتے اللہ تعالیٰ سے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ پھر تم سے یہی توقع ہے کہ

إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾ أُولَٰئِكَ

اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم فساد برپا کرو گے زمین میں اور قطع کرو گے اپنی قرابتوں کو ﴿۲۲﴾ یہی وہ لوگ ہیں جن پر

﴿۲۰﴾ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کے لیے بہتر تو یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے اور جب جہاد کے بارے میں قطعی حکم نازل ہو گیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنے کے جو وعدے اور دعوے انہوں نے کیے تھے انہیں پورا کر دکھاتے۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ان کے دونوں جہان سنور جاتے، لیکن ان کے دل ایمان کے نور سے محروم ہیں۔ ان سے یہی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اہل ایمان کی طرح اسلام کو سربلند کرنے کے لیے جان کی بازی لگا دیں گے۔

لفظ اَوْلٰی کی تحقیق کرتے ہوئے علماء سے دو قول منقول ہیں ① اَوْلٰی یعنی اَلْیَقُ وَاَحَقُّ یعنی زیادہ مناسب، زیادہ سچی۔ اس صورت میں طاعۃ مبتدا مؤخر ہوگا اور یہ خبر مقدم۔ ای الطاعۃ اَوْلٰی وَاَلْیَقُ بھم۔ ② وَیْلٌ سے اَفْعَلُ کے وزن پر بنایا گیا ہے پہلے وَیْلٌ میں قلب کیا گیا یعنی پہلے کلمہ کو لام کلمہ اور لام کلمہ کو پہلا کلمہ بنایا گیا۔ پھر اَفْعَلُ کے وزن پر اَوْلٰی بنایا گیا۔ اس صورت میں اس کا معنی ہلاکت و بربادی ہوگا۔ اسی نے اَوْلٰی لَھُمْ کا یہ معنی کیا ہے مَنَاہُ فَقَارَبَہٗ مَا یُھْلِکُہٗ۔ یعنی اس کو ہلاک کرنے والی چیز قریب ہو گئی۔ ثعلب کہتے ہیں لَمْ یَقُلْ اَحَدٌ فِی اَوْلٰی اَحْسَنَ مِمَّا قَالَ الْاَصْمَعِیُّ (قرطبی) یعنی اَوْلٰی کی تحقیق میں اصمعی کا قول نہایت پسندیدہ ہے۔

﴿۲۱﴾ اس آیت میں خطاب ان منافقین سے ہے جو جہاد کا حکم سن کر رو رہے جا رہے تھے۔ آیت میں تَوَلَّیْتُمْ کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اوّل: تَوَلَّیْتُمْ ای اَعْرَضْتُمْ عَنِ الْاِسْلَامِ (کبیر) یعنی اگر تم اسلام سے منہ پھیرو تو تم سے توقع نہیں کہ ہدایت کی طرف لوٹ آؤ گے۔ زمین میں فتنہ و فساد برپا کرو گے، ایک دوسرے کا گلا کاٹو گے، تم میں عدل و انصاف کے تقاضے پامال ہوں گے اور تم ایک دوسرے کے ساتھ احسان و مروت کا سلوک کرنے کے بجائے سابقہ وحشت و بربریت کا دور پھر آ جائے گا۔

دوم: تَوَلَّیْتُمْ، ولایت سے ہے یعنی اگر تم اقتدار کے مالک بن جائے تو تم سے کسی بھلائی کی توقع عبث ہے تم جیسے بزدل جو راہ حق میں جہاد کرنے سے جی چراتے ہیں ان سے یہ کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ مسند اقتدار پر بیٹھ کر عدل و انصاف قائم کریں گے، ایثار و خلوص کے حقوق ادا کریں گے۔ ان نااہلوں کو اگر حکومت مل جائے تو وہ جور و ستم کی آگ بھڑکائیں گے۔ بک بک کے ان دکانوں کو تہ و بالا کر کے رکھ دیں گے۔ بزدل ہمیشہ ظالم اور ستم گر ہوا کرتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ

اللہ نے لعنت کی پھر حق سننے سے انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ۲۳ کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے

الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ

قرآن میں یا ان کے دلوں پر قفل لگا دیے گئے ہیں ۔ بے شک جو لوگ پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹ گئے

مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾

باوجود یکہ ان پر ہدایت (کی راہ) ظاہر ہو چکی تھی۔ شیطان نے انہیں فریب دیا اور انہیں لمبی زندگی کی آس دلائی ۲۴

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ

یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں کو جنہوں نے ناپسند کیا جو اللہ نے اتارا کہ ہم تمہاری کئی بات میں اطاعت

الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ

کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے پوشیدہ مشوروں کو جانتا ہے ۲۵ پس ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روحوں کو قبض کریں گے اور جو میں

۲۳ یہی وہ بدنصیب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دور کر دیتا ہے۔ ان کی ہٹ دھرمی اور ان کے ظلم و عدوان کے باعث ان کے کان بہرے ہو جاتے ہیں۔ وہ حق کی صدائے دلنواز سن ہی نہیں سکتے۔ ان کی آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔ نور ہدایت انہیں نظر ہی نہیں آتا۔

۲۴ حق جب نکھر کر سامنے آ جاتا ہے تو اس کی کشش بعض دلوں کو اپنی طرف جذب کئے بغیر نہیں رہتی ہے۔ اس کے باوجود جو لوگ حق کو قبول کرنے سے دوگردانی کرتے ہیں اور باطل سے چمٹے رہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ شیطان باطل عقائد اور برے اعمال کو ان کے سامنے آراستہ و پیراستہ کر کے پیش کرتا ہے۔ ان کو جھوٹی امنگوں سے لبھاتا ہے۔ ان کے دل میں ڈالتا ہے کہ ابھی تو عنفوان شباب ہے موت تو ابھی دیر کے بعد آئے گی۔ ان لمحوں کو غنیمت سمجھ کر دنیا بھر کی عیش و نشاط کر۔ سول لھم تزین لھم خطیاتھم یعنی ان کے گناہوں کو ان کے سامنے خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے۔ املی لھم ای منلھم الشیطان وقال لھم وعدھم طول العمر۔ یعنی شیطان انہیں طرح طرح کی امیدیں دلاتا ہے اور ان سے وعدہ کرتا ہے کہ تمہاری عمر بڑی لمبی ہوگی۔ توبہ کرنے کی آخری جلدی کیا ہے جب بڑھاپا آ جائے گا اس وقت توبہ کر لینا۔

۲۵ منافقین اور دل پردہ مشرکوں سے ساز باز کرنے میں معروف رہتے تھے اور انہیں یقین دلاتے تھے کہ اگر ہم بظاہر مسلمان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا

تکلیفیں گے ان کے چہروں اور پشتوں پر۔ یہ درگت اس لیے بنے گی کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جو اللہ کو ناخوش کرنے والا تھا اور ناپسند کیا اس

رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

کی خوشنودی کو پس اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیے ۝ کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں النفاق کی بیماری ہے کہ اللہ نہیں

اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ

ظاہر نہیں کرے گا ان کے دل کھوٹوں کو ۝ اور اگر ہم چاہیں تو آپ کو دکھا دیں یہ لوگ ۝ سو آپ پہچان تو لیتے ان

بنے ہوئے ہیں لیکن اگر مسلمانوں پر حملہ کر دیں گے تو ہم تمہارے مقابلہ کے لیے میدان جنگ میں نہیں آئیں گے۔ تم ہماری طرف سے مطمئن رہو۔ منافقین کی یہ یقین دہانیاں اگرچہ بڑی مؤثر تھیں لیکن اللہ تعالیٰ سے تو پوشیدہ نہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی سازشوں سے آگاہ کر دیا۔

قالوا کا فاعل منافق دیہاتی ہیں۔ الذین کفروا سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔ بعض الامر سے مراد جنگ کی صورت میں مسلمانوں کے ساتھ تعاون نہ کرنے کا معاہدہ ہے۔

۳۰ ان کی موت اتنی لمبی مدت تک کیوں ہوگی اس کی وجہ بیان کی جا رہی ہے۔

۳۱ منافقین تصنع اور ریاکاری کے پردے ڈال کر اپنے دلوں کے بغض کو چھپانے کی بڑی کوشش کرتے ہیں لیکن کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنے نفاق کو چھپانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف نفرت و عداوت کے جو شعلے بھڑک رہے ہیں کیا کسی کو ان کی خبر نہ ہوگی یہ ان کی خام خیالی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا پردہ چاک کر دے گا اور ان کے دلوں میں چھپے ہوئے دائمی کفار بے نقاب ہو جائیں گے۔ اضغان جمع ہے۔ اس کا واحد ضغن ہے۔ بغض اور کینہ۔ الضغن والضغینۃ : الحقد۔ (جوہری)

۳۲ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ما عرفنا علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد ھذہ الآیۃ احدا من المنافقین۔ یعنی اس آیت کے نزول کے بعد کوئی منافق حضور پر مخفی نہ رہا۔ علامہ ابن جریر طبری نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو منافقین کا علم عطا فرما دیا تھا۔

منکرین آیات کی تسلی اسی وقت ہو سکتی ہے جب حضور کو منافقین کے بارے میں پورا پورا علم ہو۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (توبہ) کہ آپ کبھی منافق کی نماز جنازہ نہ پڑھیے اور نہ کسی کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ لَنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا۔ اے محبوب آپ منافقین کو فرمایئے کہ اس کے بعد تم کبھی میرے ساتھ جہاد کے لیے روانہ نہ ہو گے اور نہ میرے ساتھ مل کر کسی دشمن کے ساتھ جنگ کرو گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسِيمٰهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ۝

ان کو ان کے چہروں سے[۳۹] اور آپ ضرور پہچان لیا کریں گے انہیں ان کے انداز گفتگو سے اور اللہ جانتا ہے تمہارے اعمال کو۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ۝

اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں یہاں تک کہ ہم دیکھ لیں تم میں سے جو صرف جہاد کرنے والے ہیں اور صبر کرنے والے ہیں اور ہم پرکھیں گے تمہارے حالات کو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَاۗقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ

بے شک جو لوگ خود بھی کفر کرتے رہے اور لوگوں کو بھی روکتے رہے اللہ کی راہ سے اور مخالفت کرتے رہے رسول (کریم) کی باوجود یکہ

مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى ۙ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـــًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ۝

ظاہر ہو چکی تھی ان کے لیے راہ ہدایت وہ قطعاً اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی محنت کو ڈبو دے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝

اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (کریم) کی اور برباد نہ کرو اپنے عملوں کو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ

بے شک جو لوگ خود بھی کفر کرتے رہے اور دوسروں کو بھی راہ حق سے روکتے رہے پھر مر گئے کفر کی حالت میں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز

فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۠ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۚ

نہیں بخشے گا۔ پس اے مسلمانو! ہمت نہ ہارو اور (کفار کو) صلح کی دعوت مت دو[۴۰] تم ہی غالب آؤ گے۔

---

[۳۹] اس جملہ کا میں نے وہ ترجمہ کیا ہے جو مولانا محمد احسن صاحب نے کیا ہے۔

[۴۰] اسلام کے خلاف ان کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ ان کی ہر سازش ناکام ہو گی یا جو تدبیریں انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر کی ہیں ان کا انہیں کوئی اجر نہ ملے گا۔

[۴۱] اللہ تعالیٰ کی رحمت ان دشمن اور مسلمانوں کی حوصلہ افزائی فرما رہی ہے جنہیں چاروں طرف سے کفار نے نرغہ میں لے رکھا ہے جن کی تعداد کم ہے جن کے وسائل محدود ہیں اور سارا ماحول جن کے خلاف تبرا کر رہا ہے۔ انہیں فرمایا جا رہا ہے کہ ہمت مت ہارو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے وہ تمہارے اعمال (کے ثواب) کو تمہارے لئے ضائع نہیں ہونے دے گا۔ یہ دنیوی زندگی تو محض ایک کھیل اور تماشا ہے۔

وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝

اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیزگار بن جاؤ تو وہ تمہیں تمہارے اجر عطا کرے گا اور وہ طلب کرے گا تم سے تمہارے مال ۳۷

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝ هٰٓاَنْتُمْ

اگر وہ طلب کرے تم سے تمہارے مال پھر اس پر اصرار کرے تم بخل کرو اور وہ ظاہر کر دے تمہاری ناگواریوں کو۔ ہاں تم ہی

دشمن کی کثرت و قوت سے ڈر کر صلح کی خواہش مت کرو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ دنیا کی کوئی طاقت تمہیں مغلوب نہیں کر سکتی۔ تم سربلند اور غالب رہو گے۔ اسلام کی سربلندی کے لیے جو مخلصانہ کوششیں کر رہے ہو گلشن توحید کو سیراب کرنے کے لیے جس طرح تم اپنے خون کے دریا بہا رہے ہو وہ ضائع نہیں جائیں گے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو صلح کی درخواست میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔ اس طرح دشمن دلیر ہو جائے گا اور اپنے لوگ اپنے آپ کو کمزور اور بے بس محسوس کرنے لگیں گے۔ دشمن کے تابڑ توڑ حملوں کے سامنے ڈٹ جاؤ، اس کا بے جگری سے مقابلہ کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے ساتھ ہے چنانچہ علمائے اسلام نے تصریح کی ہے۔ لَا يَجُوْزُ مُهَادَنَةُ الْكُفَّارِ اِلَّا عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ (قرطبی) یعنی کفار کے ساتھ جنگ بندی شدید ضرورت کے بغیر جائز نہیں۔

۳۷ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم نہیں دے گا کہ تم اپنا سارا سرمایہ اس کی راہ میں خرچ کر دو۔ اس کو تمہاری ضرورتوں اور کمزوریوں کا کامل علم ہے۔ اگر وہ تمہیں اپنی ساری دولت خرچ کرنے کا حکم دے تو تم بخل کرنے لگو گے اور تمہارے دلوں میں مال و دولت کی محبت جو مخفی ہے وہ آشکارا ہو جائے گی۔

صاحب تاج العروس ضغن کی تحقیق کرتے ہوئے کہتے ہیں قد ضغن الیہ وعلیہ مال واشتاق وحقد۔ اس لفظ کے تین معنے ہیں کسی چیز کی طرف مائل ہونا، کسی چیز کا شوق دل میں پیدا ہونا اور کینہ بغض۔ اس آیت میں ان معنے کو سننے والے کی طرف ہو گا کہ تمہارے دلوں میں اسلام کے بارے میں جو بغض و عناد ہے جسے تم بڑی مہارت سے چھپائے ہوئے ظاہر ہو جائے گا۔ لیکن اگر اس سے مراد اہل ایمان ہوں تو پھر اس سے مراد دولت کی محبت ہو گی کیونکہ ہر شخص صدیق اکبرؓ نہیں ہو سکتا کہ اپنے محبوب کریم کے اشارۂ ابرو پر اپنے گھر کا سارا اثاثہ اٹھا کر لے آئے اور اس کے قدموں میں ڈھیر کر دے۔ بعض لوگوں کو دنیا سے محبت ہوتی ہے وہ کسی حد تک تو قربانی کے لیے آمادہ ہو جاتے ہیں لیکن اگر انہیں سارا مال خرچ کرنے کا حکم دیا جائے اور اس پر اصرار کیا جائے تو بعض لوگ دولت سے اپنے دل لگاؤ کو چھپا نہیں سکتے۔ ضغن کے یہ متعدد معانی ہیں محل اور موقع کی مناسبت سے اس کا معنی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَ

وہ لوگ ہو تمہیں دعوت دی جاتی ہے کہ اپنے مال خرچ کرو اللہ کی راہ میں سو تم میں سے کچھ لوگ کنجوسی کرنے لگتے ہیں اور جو

مَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ

شخص بخل کرتا ہے تو وہ اپنی ذات سے بخل کر رہا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو غنی ہے اسکو کسی کا محتاج نہیں رہا تم لوگ اس کے محتاج ہو۔

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ﴿۳۸﴾

اور اگر تم روگردانی کرو گے تو اس سعادت سے محروم کر دیئے جاؤ گے اور تمہاری جگہ اور قوم لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے ۴۳

متعین کیا جائے گا۔

۴۳ ما آعرف تصحیح ہے۔ انتم مبتدا اور هٰٓؤُلَآءِ خبر ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہیں دعوت دیتا ہے کہ تم اس کی راہ میں اپنے مال خرچ کرو۔ اس میں سراسر تمہارا ہی بھلا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرو گے اور اپنے معاشرہ کے غریب اور مفلوک الحال لوگوں کی ضروریات بہم پہنچاؤ گے تو تمہیں معاشی سکون اور اطمینان نصیب ہوگا اگر جہاد کے مورچہ پر مجاہدین کی ضروریات کا انتظام کرو گے اور وہ میدان جنگ میں دشمن کو شکست دیں گے تو تمہاری عزت میں اضافہ ہوگا۔ تمہاری مالی حالت میں خوش آئند تبدیلی ہوگی۔ اس میں سراسر تمہارا ہی فائدہ ہے۔ ہم اپنے لیے آپ سے کچھ طلب نہیں کرتے۔ اس کے باوجود تم میں ایسے کوتاہ اندیش لوگ بھی ہیں جو اس حقیقت کو نہیں سمجھتے درحقیقت وہ ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا رہے بلکہ اپنے آپ کو ثواب سے محروم کر رہے ہیں نیز قوم کے مزید مخلص طبقہ میں ان کے خلاف نفرت کے جذبات پرورش پائیں گے اور ان کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تو غنی ہے۔ اس کو تمہاری دولت کی ضرورت نہیں تم محتاج ہو تمہیں اس کی عنایت و رحمت کی ہر لحظہ حاجت ہے۔ تم کم نگاہ ہو اس جہان اور جہانیوں کی رہنمائی کے بغیر تم منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتے۔

حضرت ابی مسعود سے مروی ہے ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا تم میں سے کون شخص ہے جس کو اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال محبوب ہو۔ لوگوں نے عرض کیا رسول اللہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ عزیز ہو۔ حضور نے ارشاد فرمایا فَاِنَّ مَالَهٗ مَا قَدَّمَ وَمَالَ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ۔ کہ انسان کا اپنا مال وہ ہے جو اس نے راہ خدا میں خرچ کر دیا اور جو پیچھے چھوڑ گیا وہ اس کا مال نہیں اس کے وارث کا مال ہے۔

۴۴ اللہ تعالیٰ جس قوم کو اپنے دین کا علمبردار بنانے کی سعادت بخشتا ہے اور اصلاح عالم کا اہم اور عظیم فریضہ تفویض کرتا ہے جب تک وہ قوم اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوشاں رہتی ہے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اس کے شامل حال رہتی ہے اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی ہر تدبیر ہم آہنگ تقدیر ثابت ہوتی ہے۔ اس کا ہر قدم منزل کی طرف اٹھتا ہے اور ہر گرم کی ہر زمین اور سرفلزیاں اس پر نچھاور کی جاتی ہیں لیکن جب کوئی قوم اس نعمت کی قدر نہیں کرتی، اللہ کی راہ میں جان دینے سے کتراتی ہے اور مال خرچ کرنے میں بخل سے کام لینے لگتی ہے، اس کی قوت عمل میں کاہلی اور سستی کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں تو اس کو مناسب انداز سے اس کی کوتاہیوں پر متنبہ کیا جاتا ہے۔ اگر پھر بھی وہ اپنی اصلاح نہیں کرتی تو اسے اس منصب جلیل سے ہٹا دیا جاتا ہے اور کسی دوسری قوم کو وہ منصب سپرد کر دیا جاتا ہے۔ وہ نئی قوم جان کی بازی لگانے میں پس و پیش کرتی ہے اور مال خرچ کرنے میں دریغ کرتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور قرآن حکیم کا فیصلہ ہے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ جو قومیں بلکہ جو افراد اس منصب پر فائز ہیں انہیں اپنے اس منصب کی نازک ذمہ داریوں کا پورا پورا احساس ہونا چاہیے اور انہیں ہر لمحہ چوکنا رہنا چاہیے کہ ایسا نہ ہو فرض میں ان سے کوئی کوتاہی سرزد ہونے پائے۔

الحمد لله رب العلمين الذي جعلنا من امة حبيبه سيد المرسلين
ومن حملة كتابه القرآن العظيم۔
اللهم صل عليه وعلى آله واصحابه وبارك وسلم
انك الموفق لمن شاء من عبادك الصالحين
الذين بذلوا ارواحهم واموالهم وتعبوا بكل ما عليه يكون من قوة وعلم ونباهة
فكرك تكون كلمة الله هي العليا وكلمة الذين كفروا السفلى
لا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سُورۃ الفتح

نام: یہ سورہ سارکہ الفتح کے نام سے موسوم ہے۔ جو اس کی پہلی آیت میں مذکور ہے۔ یہ اس کا نام بھی ہے اور اس میں بیان کیے گئے مضامین و مطالب کا عنوان بھی۔ یہ چار رکوع اور انتیس آیات پر مشتمل ہے۔ اس کے کلمات کی تعداد پانچ صد ترسٹھ اور حروف کی تعداد دو ہزار پانچ صد اسّی ہے۔

زمانۂ نزول: اس بات پر سب علماء متفق ہیں کہ یہ سورت ماہ ذی القعدہ ۶ ہجری میں اس وقت نازل ہوئی جب سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر مشرکین مکہ سے صلح کا معاہدہ کرنے کے بعد مدینہ طیبہ واپس تشریف لے جا رہے تھے۔

تاریخی پس منظر: مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر مسلمان مکہ کو چھوڑ کر اڑھائی تین سو میل دور مدینہ طیبہ میں جا کر آباد ہو چکے تھے پھر بھی کفار نے انہیں آرام کا سانس نہ لینے دیا۔ اتحاد دشمناں کے علاوہ یکے بعد دیگرے بدر، اُحد اور خندق کی جنگیں ہوئیں۔ جنگ و جدال کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ اہل مکہ نے مسلمانوں کے لیے مکہ کے دروازے بند کر دیے۔ خانہ کعبہ کے طواف و زیارت کے لیے سرزمینِ عرب کا ہر شخص آ سکتا تھا لیکن مسلمانوں پر یہ حق بھی کر وہ حرم شریف کی زیارت کا قصد نہیں کر سکتے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس نامزد اقدام کی متعدد مقامات پر مذمت کی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے: وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ یعنی اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو کیوں عذاب نہ دے حالانکہ انہوں نے اہل ایمان کو مسجد حرام میں آنے سے روک دیا ہے۔

مدینہ طیبہ میں مہاجرین و انصار کو بیت اللہ شریف کی زیارت کا شوق ہر وقت بے چین رکھتا تھا اپنی اس خواہش کا اظہار وہ بارگاہِ رسالت میں بھی کرتے رہتے تھے حضور انہیں صبر کی تلقین کے ساتھ ساتھ یقین دلاتے کہ عنقریب وہ دن آنے والا ہے جب یہ سب رکاوٹیں دُور ہو جائیں گی اور تم بڑی آزادی سے حج و عمرہ کے ارکان ادا کر سکو گے۔

ایک روز نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو یہ نوید جانفزا سنائی کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ ہم سب امن و سلامتی کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر صحابہ کرام کی خوشی کی حد نہ رہی۔ انہوں نے اللہ کریم کی حمد و شکر کے نعرے بلند کیے اور یہ خبر آنِ واحد میں سارے شہر میں پھیل گئی صحابہ کرام یہ جانتے تھے کہ نبی کریم کا خواب عام خواب نہیں ہے بلکہ یہ وحی الٰہی ہے اور اس میں ہماری دیرینہ آرزو کے بر آنے کی بشارت دی گئی ہے۔ اتنا تو انہیں یقین تھا کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایا ضرور ہوگا لیکن کس طرح ہوگا اس کے بارے میں مختلف وسمت ان کو پریشان کرنے لگے کیا قریش کے ساتھ جنگ ہوگی اور وہ انہیں شکست دے کر سجد حرام میں داخل ہوں گے؟ کیا وہ زور بازو سے اہل مکہ کو شہر خالی کرنے پر مجبور کر دیں گے؟ کیا اہل مکہ خود مسلمانوں کے لیے شہر کے دروازے کھول دیں گے۔ بہرحال سفر کی تیاریاں زور شور سے شروع ہو گئیں۔ مدینہ طیبہ سے بلا مبالغہ قبائل مسلمان ہو چکے تھے انہیں بھی دعوت دی گئی کہ وہ بھی اس سفر میں شریک ہوں۔

یکم ذیقعدہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قیادت میں مشاق کا یہ قافلہ سوئے حرم روانہ ہوا۔ اس کی تعداد چودہ سو اور پندرہ سو کے درمیان تھی۔ حضور اپنی ناقہ قصوی پر سوار تھے۔ ستر اونٹ قربانی کے لیے ساتھ تھے۔ ان کے گلوں میں علامتی ڈال دیے گئے تھے تاکہ پہچان ہو سکے کہ یہ قربانی کے جانور ہیں۔ یہ قافلہ جب مدینہ طیبہ سے چھ سات میل دور ذوالحلیفہ نامی گاؤں میں پہنچا تو سب نے عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ ان کے پاس ایک ایک تلوار تھی جو میان میں بند تھی۔ اس کے علاوہ کوئی ہتھیار نہ تھا۔ ان مقدس مسافروں میں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس سفر میں حضور کی ہمرکابی کا شرف حاصل ہوا۔

قریش کو جب نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روانگی کی اطلاع ملی تو ان کے دلوں میں وسوسوں اور اندیشوں کے طوفان امڈ آئے انہوں نے یہ خیال کیا کہ عمرہ محض بہانہ ہے۔ اصل مقصد مکہ پر قبضہ کرنا ہے انہوں نے طے کر لیا کہ وہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو شہر میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

حضور جب عسفان کے مقام پر پہنچے جو مکہ سے تقریباً دو دن کی مسافت پر واقع ہے تو یہی کعب قبیلہ کا ایک آدمی ملا۔ حضور نے اس سے قریش مکہ کے بارے میں دریافت کیا۔ اس نے جواب دیا کہ انہیں آپ کی روانگی کی خبر پہنچ گئی ہے۔ وہ مکہ سے نکل کر ذوطویٰ کے مقام پر خیمہ زن ہو گئے ہیں۔ انہوں نے یہ عہد کر لیا ہے کہ آپ کو مکہ میں ہرگز داخل نہیں ہونے دیں گے۔ خالد نے آپ کی پیشقدمی کو روکنے کے لیے دو صد شہسواروں کا دستہ دے کر خالد بن ولید کو کراع الغمیم کی طرف بھیج دیا ہے۔ یہ بستی عسفان سے صرف آٹھ میل کے فاصلہ پر تھی۔

یہ سن کر حضور نے فرمایا: صد حیف! قریش کو جنگوں نے کھوکھلا کر دیا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی ضد سے باز نہیں آئے۔ کیا حرج تھا اگر وہ میرے اور دیگر عرب قبائل کے درمیان حائل نہ ہوتے اگر عرب قبائل ہمارا خاتمہ کر دیتے تو ان کا مقصد پورا ہو جاتا اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غلبہ بخشتا تو وہ اپنی مرضی کثرت کے ساتھ اسلام میں داخل ہو جاتے اور اگر اس وقت بھی اسلام قبول کرنے کے لیے تیار نہ ہوتے تو پھر مجھ سے جنگ کرتے، اس وقت وہ طاقتور ہوتے۔ آخر میں حضور نے فرمایا: فما تظن قریش! فوالله لا ازال اجاهد على الذي بعثني الله به حتى يظهره الله او تنفرد هذه السالفة۔ ترجمہ: قریش کیا سوچ رہے ہیں! بخدا میں اس وقت تک اس دین کے لیے جہاد کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو غالب کر دے یا میری زندگی ختم ہو جائے۔

حضور نے جنگ و قتال سے بچنے کے لیے یہ مناسب سمجھا کہ اس مشہور راستہ کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کر کے مکہ پہنچیں حضور نے پوچھا: تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو کسی غیر معروف راستہ سے ہمیں مکہ لے جائے۔ ایک شخص نے حامی بھری:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ ایک نہایت ہی کٹھن اور دشوار گزار راستہ پر چل کر حضور حدیبیہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ یہ مکہ حرم شریف کی سرحد پر واقع ہے۔ اس طرح خالد کے گھوڑ سوار دستے سے ٹکراؤ ٹل گیا اور قریش کی یہ تدبیر ناکام ہو گئی کہ مسلمانوں کو راستہ میں ہی الجھا دیا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو حضور کی ناقہ قصویٰ بیٹھ گئی۔ لوگوں نے خیال کیا کہ تھکاوٹ کی وجہ سے بیٹھ گئی ہے۔ نبی کریم نے فرمایا: انما حبسها حابس الفیل عن مکة۔ اسے اس ذات نے آگے بڑھنے سے روک دیا ہے جس نے ہاتھیوں کو مکہ جانے سے روکا تھا۔ حضور نے حکم دیا کہ یہیں قیام کرو۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہاں تو پانی کی ایک بوند نہیں! سارے کنوئیں خشک پڑے ہیں۔ یہاں لشکر اسلام نے قیام کیا تو پانی کی نایابی کی وجہ سے بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ حبیب کبریا نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور ایک صحابی کو حکم دیا کہ کسی کنوئیں میں اتر جائے اور یہ تیر اس میں گاڑ دے۔ انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ تیر گاڑنے کی دیر تھی کہ پانی جوش مار کر ابلنا شروع ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے کنواں پانی سے بھر گیا۔

قریش بضد تھے کہ وہ کسی قیمت پر حضور کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے۔ حضور کی خواہش تھی کہ جنگ نہ ہو تو بہتر ہے اور سارے معاملات حسن و خوبی سے طے پا جائیں۔ اسی اثنا میں بُدَیل بن وَرقاء جو بنی خزاعہ قبیلہ کا سردار تھا اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حضور کی خدمت میں آیا اور حضور سے یہاں آمد کا مقصد پوچھا۔ حضور نے اسے بتایا کہ ہم حج کے ارادہ سے نکلے ہیں۔ بیت اللہ شریف کی زیارت کا شوق ہمیں کشاں کشاں یہاں لے آیا ہے۔ جنگ کرنے کا ہمارا قطعاً کوئی ارادہ نہیں اور نہ ہی ہم کسی سے لڑنے پر قابل ہونا چاہتے ہیں۔ احرام کی دو چادریں ہمارے زیب تن ہیں۔ قربانی کے جانور ہمارے ساتھ ہیں۔ کیا تم یہ بات کر سکتے ہو کہ کچھ لے دے کر ہم تمہارے ساتھ اتنی مسافت طے کر کے لڑنے کے ارادے سے آئے ہیں۔ بُدَیل کو اطمینان ہو گیا۔ چنانچہ وہ اہل مکہ کے پاس گیا اور انہیں جا کر کہا کہ مسلمان صرف کعبہ کی زیارت اور طواف کے لیے آئے ہیں۔ جنگ کرنے کا ان کا قطعاً کوئی ارادہ نہیں تم ان کا راستہ نہ روکو۔ قریش نے اسے ڈانٹ دیا اور صاف کہا کہ تم بدو لوگ ان باریکیوں کو نہیں سمجھتے ہم کسی قیمت پر مسلمانوں کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتے۔

چند قبائل جنہیں احابیش کہا جاتا تھا مکہ کے نواح میں آباد تھے۔ قریش کے ساتھ ان کا دوستانہ معاہدہ تھا۔ مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اہل مکہ کو ان کی بڑی ضرورت تھی۔ یہ لوگ بلا کے تیر انداز اور جنگجو تھے۔ اہل مکہ نے ان کے سردار حُلیس بن علقمہ کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ مجبور کرے کہ حضور واپس چلے جائیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر حضور نے اس کی بات نہ مانی تو وہ برافروختہ ہو کر مسلمانوں کے خلاف اپنی پوری قوت استعمال کرے گا۔ حضور نے جب اسے اپنی لشکر گاہ کی طرف آتے دیکھا تو صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ قربانی کے جانوروں کی قطاریں اس کے سامنے سے گزارو۔ حُلیس نے جب یہ منظر دیکھا تو بہت متاثر ہوا۔ حضور سے گفتگو کیے بغیر قریش کے پاس واپس آ گیا اور جو کچھ دیکھا تھا وہ آ کر بیان کر دیا اور انہیں یقین دلایا کہ مسلمان تو جنگ کرنے کی غرض سے گئے ہیں اور نہ مکہ پر قبضہ کرنے کا کوئی ارادہ ہے۔ اس کی بات سن کر قریش کے غیظ و غضب کی حد نہ رہی۔ اُسے کہا او بدو! بیٹھ جاؤ تمہیں ان چیزوں کا کیا علم ہے۔ حُلیس غصہ سے بے قابو ہو گیا اور انہیں کہا کہ ہم نے تو سمجھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساتھ اس لیے دوستی نہیں کی کہ زائرین کعبہ کا راستہ روکنے کے لیے تمہاری امداد کریں۔ اگر تم اپنی ضد سے باز نہ آئے تو میں اپنے قبیلے کے لوگوں کو لے کر یہاں سے چلا جاؤں گا۔ قریش اس کی سخت سماجت کرنے لگے کہ ذرا صبر سے کام لو ہمیں سوچنے کا موقع دو۔ اس کے بعد اہل مکہ نے عروہ بن مسعود ثقفی کو کہا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جا کر گفتگو کرے اور انہیں واپس چلے جانے پر آمادہ کرے۔ اپنے پہلے سفیروں کے ساتھ انہوں نے جو برتاؤ کیا تھا۔ وہ اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اس لیے عزت کرتے ہوئے کہا کہ تم میرے ساتھ بھی وہی سلوک کرو گے اس لیے میں یہ خدمت انجام دینے سے قاصر ہوں۔ قریش نے اسے یقین دلایا کہ اس کی شخصیت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اس کی دانائی اور فراست پر انہیں کامل اعتماد ہے! چنانچہ وہاں سے روانہ ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور بڑی سلیقہ مندی سے گفتگو کا آغاز کیا کہنے لگا محمد آپ کی قوم کا مرکز ہے اگر آپ ان آوارہ منش لوگوں کی فوج اکٹھی کر کے اس پر حملہ کر کے اس کو ویران کر دیں گے اور یہاں کے باشندوں میں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیں گے تو یہ طائفہ پھر کبھی نہیں ملے گا اور اگر جنگ کی نوبت آئی تو آپ کے یہ ساتھی آپ کو تنہا چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگ جائیں گے۔ حضرت صدیق اکبر اس کی یہ گفتگو سن رہے تھے۔ جب اس نے یہ آخری بات کہی تو آپ کو یارائے ضبط نہ رہا اور کڑک کر فرمایا اولات کے فلیٹ چیتھڑے کو چوسنے والے! تم نے کیا کہا کیا ہم حضور کو چھوڑ کر چلے جائیں گے؟ عروہ نے یہ سنا تو ہکا بکا ہو کر رہ گیا۔

عرب کے دستور کے مطابق عروہ اثنائے گفتگو کبھی کبھی اپنے ہاتھ سے سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک کو چھو لیتا۔ حضرت مغیرہ جو پاس کھڑے تھے اس کے ہاتھ کو کئی سے جھٹک دیتے۔ اگرچہ آپ عروہ کے ممنون احسان تھے کہ اس نے ان کی طرف سے تیرہ آدمیوں کا خوں بہا ادا کیا تھا جو ان سے قبل از اسلام قتل ہوئے تھے۔

عروہ نے حضور سے تبادلہ خیال کر کے اسے یقین ہو گیا کہ حضور کا مقصد نہ اہل مکہ سے جنگ کرنا ہے اور نہ مکہ پر قبضہ کرنا ہے بلکہ حضور اپنے مخلص ساتھیوں کے ساتھ حج بیت اللہ کی غرض سے یہاں آئے ہیں؛ چنانچہ اسلامی کیمپ میں کچھ وقت گزارنے کے بعد جب وہ واپس گیا تو اس نے اہل مکہ کو اپنے مشاہدات کے نتیجہ سے آگاہ کیا اور انہیں یہ مشورہ دیا کہ وہ مسلمانوں کی مزاحمت کا ارادہ ترک کر دیں۔ انہیں حج و زیارت بیت اللہ سے نہ روکیں۔ وہ چند دن یہاں ٹھہر کر واپس مدینہ چلے جائیں گے اس نے انہیں یہ بھی بتایا کہ وہ قیصر و کسریٰ اور کئی دوسرے بادشاہوں کے دربار میں گیا ہے لیکن جاں نثاری اور عقیدت کا جو جذبہ اس نے غلامان محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دلوں میں موجزن دیکھے ہیں ان کی نظیر اسے کہیں بھی نظر نہیں آئی۔ وہ اگر تھوکتے ہیں تو لعاب دہن کو تبرک سمجھ کر ہاتھوں پر لے لیتے ہیں۔ اگر وہ وضو فرماتے ہیں تو وضو کے پانی کا ایک قطرہ زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ آگے بڑھ کر اسے اپنے چہروں اور اپنے سینوں پر مل لیتے ہیں۔ اگر کوئی کام کرنے کا اشارہ کرتے ہیں، تو حکم بجالانے میں سب ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لیے بیتاب ہو جاتے ہیں میں نے اطاعت کیشی جاں نثاری خلوص اور محبت کے یہ دلکش مناظر کسی شاہی دربار میں نہیں دیکھے۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ مشکل وقت میں مسلمان اپنے نبی کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو یہ تمہاری خام خیالی ہے میں نے حقیقت حال سے تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔ اب جو تم مناسب سمجھو کرو۔

قریش نے مسلمانوں کے خلاف جو روش اختیار کر رکھی تھی۔ انہیں اس بات کا اندیشہ تھا کہ جزیرۃ عرب کے طول و عرض

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں اس کارروائی کے خلاف ہوگا۔ لوگ یہ سمجھنے لگیں گے کہ قریش کعبہ کے خادم نہیں ہیں بلکہ مالک ہیں انہیں یہ اختیار ہے کہ جس کو چاہیں وہاں آنے دیں اور جس کو چاہیں وہاں آنے سے روک دیں۔ قریش کی کوشش تھی کہ اہلِ مکہ کے اذہان میں ان کے متعلق یہ تاثر پیدا نہ ہو یہی وجہ تھی جس کے باعث وہ مسلمانوں پر فوراً حملہ کرنے سے گریزاں تھے۔ ان کی یہ خواہش تھی کہ ایسے حالات پیدا کر دیے جائیں کہ مسلمان مشتعل ہو کر جنگ کا آغاز کریں؛ چنانچہ انہوں نے بار بار ایسی حرکتیں کیں جس سے جنگ کے شعلے بھڑک سکتے تھے۔ ایک دفعہ رات کی تاریکی میں ان کے چالیس پچاس آدمی اسلامی کیمپ میں گھس آئے اور مسلمانوں پر پتھروں اور تیروں کی بارش شروع کر دی مسلمانوں نے صبر و ضبط سے کام لے کر جنگ کو پھیلنے نہیں دیا۔ بلکہ ان سب کو گرفتار کر کے حضور کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دیا۔ رحمتِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی سے انتقام نہیں لیا بلکہ سب کو آزاد کر دیا۔ اس طرح قریش کی اس سازش کو ناکام بنا دیا۔ ایک روز مسلمان صبح کی نماز ادا کرنے میں مصروف تھے تنعیم کی طرف سے ۸۰ آدمیوں کے ایک دستہ نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا مسلمانوں نے ان سب کو بھی گرفتار کر لیا لیکن سرورِ عالم نے ان کے لیے بھی عفو عام کا اعلان کر دیا یوں قریش کی دوسری سازش بھی ناکام بنا دی گئی۔

حالات کوئی فیصلہ کن صورت اختیار نہیں کر رہے تھے۔ اہلِ مکہ نے جتنے سفیر بھیجے مسلمانوں کی حسنِ نیت کے بارے میں وہ خود تو مطمئن ہو کر آئے لیکن اہلِ مکہ کو مطمئن نہ کر سکے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو اپنا سفیر بنا کر اہلِ مکہ کی طرف بھیجا تاکہ یہ اپنی ذاتی وجاہت اور خاندانی اثر و رسوخ کے باعث اہلِ مکہ کی غلط فہمیوں کو دور کر سکیں اور قریش کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ مسلمانوں کو زیارتِ طوافِ کعبہ سے نہ روکیں۔

آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رخصت ہو کر مکہ گئے۔ روسائے قریش سے ملاقات کی۔ صحیح صورتِ حال سے انہیں آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا اے عثمان! تمہیں کعبہ کا طواف کرنے کی اجازت ہے۔ آپ نے جواب دیا: مَا كُنْتُ لِأَطُوفَ بِالْبَيْتِ وَرَسُولُ اللّٰهِ لَمْ يَطُفْ۔

ترجمہ: جب تک اللہ تعالیٰ کا پیارا رسول خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرے گا میں طواف نہیں کروں گا۔

آپ نے انہیں بتایا کہ ہم جنگ کرنے کی غرض سے نہیں آئے ہم نے احرام باندھا ہوا ہے قربانی کے جانور ہمارے ساتھ ہیں۔ اسلحہ ہمارے پاس نہیں۔ اگر ہمارا ارادہ مکہ پر قبضہ کرنے یا تم سے جنگ آزمائی کا ہوتا تو کیا ہم اس بے سروسامانی کی حالت میں یہاں آتے آپ نے انہیں یقین دلانے کی کوشش کی کہ ہم یہاں چند روز قیام کرنے کے بعد واپس چلے جائیں گے لیکن وہ اپنی ضد پر اڑے رہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قسم کھائی ہے کہ مسلمانوں کو مکہ میں نہیں آنے دیں گے۔ آپ اس وقت واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔ اہلِ مکہ نے حضرت عثمان کو اپنے پاس روک لیا تاکہ بات چیت کا سلسلہ جاری رہے۔

لہ یہ مکہ کے قریب حرم کی حدود سے باہر ایک مقام ہے۔ مکہ کے لوگ بالعموم عمرہ کرنے کی خاطر اسی مقام پر جا کر احرام باندھتے ہیں اور پھر واپس آ کر عمرہ ادا کرتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسی اثناء میں یہ افواہ پھیل گئی کہ اہل مکہ نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کر دیا کہ جب تک عثمان کے خون کا بدلہ نہیں لے لیں گے یہاں سے نہیں ٹلیں گے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ جان کی بازی لگا دینے کے لیے بیعت کریں۔ سرورِ عالم ایک درخت کے نیچے جلوہ افروز ہیں صحابہ کرام پروانوں کی طرح شوقِ شہادت سے سرشار بیعت کر رہے ہیں، اس سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ اپنے مرکز سے اٹھائی سو میل دور ہیں۔ ان کی تعداد صرف چودہ پندرہ سو ہے۔ جنگ کے لیے جس قسم کے سلحہ اور سازو سامان کی ضرورت ہوتی ہے اس کا فقدان ہے۔ بادیہ نشین قبائل میں سے کوئی بھی ان کی مدد کرنے کے لیے تیار نہیں۔ دشمن اپنے علاقہ میں ہے وہ مکہ کے سامنے شکست خوردوں کو میدان میں لا سکتا ہے ضرورت کے وقت دوست قبائل بھی ان کی کمک کر پہنچ سکتے ہیں۔ ان حالات کو سمجھتے ہوئے بھی وہ عشق اور ایمان کے تقاضوں سے باطمینان ہیں اور ان کو موت سے بڑا کرنے کی جرأت بھی رکھتے ہیں۔ نتائج سے بے نیاز ہو کر وہ اپنے ہادی و مرشد کے دستِ مبارک پر سر کٹانے اور جان دینے کی بیعت کر رہے ہیں۔ سرفروشی اور جاں نثاری کا یہ نادر جذبہ بارگاہِ رب العزت میں کیسے نہ مقبول ہوگا۔ ان پاکباز اور نیک نہاد مخلصوں کے جذبۂ ایثار پر عالم بالا کے مکینوں کو بھی وجد آ گیا ہوگا۔ اسی حالت میں جبریلِ امین آئے اور خداوند کریم کا یہ پیغام سنا کر شمع جمالِ مصطفوی کے پروانوں کو یوں مژدہ جانفزا سنایا:

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ۔

ترجمہ: "بیشک راضی ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ مومنین سے جب وہ درخت کے نیچے آپ کے دستِ حق پرست پر سر جھکا کر بازی لگانے کی بیعت کر رہے تھے۔"

یہ بیعت تاریخ اسلام میں بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ آج بھی اس کے تذکرہ سے ایمان کو جلا اور عشق کو نئی توانائیاں نصیب ہوتی ہیں۔

اس بیعت کی اطلاع جب اہل مکہ کو ملی تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ جس ہٹ دھرمی کا وہ اب تک مظاہرہ کرتے رہے تھے، اس کی تندی کافور ہو گئی۔ انہوں نے صلح کی بات چیت کرنے کے لیے سہیل بن عمرو کو حضرت عثمان کے ہمراہ حضور نبی کریم کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔

گفت و شنید کا سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ آخر کار ایک معاہدہ صلح طے پایا جس کی اہم شرائط درج ذیل ہیں:

۱۔ فریقین دس سال تک ایک دوسرے سے جنگ نہیں کریں گے۔ اور کوئی فریق خفیہ یا اعلانیہ ایسی حرکت نہ کرے گا جو امن و آشتی کو درہم برہم کر دے۔

۲۔ اس عرصہ میں اگر کوئی قریشی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مکہ سے بھاگ کر حضور کے پاس چلا جائیگا تو حضور اسے واپس کر دیں گے لیکن اگر کوئی مسلمان اپنے دین سے مرتد ہو کر مکہ چلا جائیگا تو اہل مکہ اسے واپس نہیں کریں گے۔

۳۔ عرب کے بادیہ نشین قبائل آزاد ہیں مسلمانوں یا کفار جس کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر سکتے ہیں۔

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کیے بغیر امسال واپس چلے جائیں گے۔ البتہ آئندہ سال آکر عمرہ ادا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کر سکیں گے۔ انہیں تین دن تک مکہ میں ٹھہرنے کی اجازت ہوگی۔ مسافر کے سوا ان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں ہوگا اور تلوار بھی میان میں رہے گی۔

۵۔ اہل مکہ ان تین دنوں میں مکہ سے باہر چلے جائیں گے لیکن مسلمان جب واپس جائیں گے تو مکہ کے کسی شخص کو ساتھ نہیں لے جائیں گے۔

مسلمانوں نے معاہدہ کی جب یہ شرائط سنیں تو ان پر رنج و اندوہ کا گویا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ ان کی غیرتِ ایمانی یہ کب گوارا کر سکتی تھی کہ حق و صداقت کے علمبردار ہوتے ہوئے وہ باطل سے دب کر صلح کریں۔ راہِ حق میں جان دے دینا اور سر کٹا دینا انہیں ہر گز گراں نہ تھا لیکن یہ بات ان کے لیے ناقابلِ برداشت تھی کہ کفار من مانی شرائط پر ان سے صلح کریں۔ ہر شخص سخت بے تاب تھا۔ دل میں بے چینی اور بیقراری تھی۔ حتیٰ کہ حضرت فاروقِ اعظم جیسا بالغ نظر بھی مضطربانہ حالت میں اپنے قلبی اضطراب کا اظہار کرنے پر مجبور ہو گیا۔ ایک اللہ تعالیٰ کا نبی تھا جس کی نگاہ نبوت ان خوش آئند نتائج اور عواقب کو دیکھ رہی تھی جو مستقبل قریب میں اس معاہدہ پر مرتب ہونے والے تھے اور ایک اس کے یار غار صدیق اکبر کی شخصیت تھی جس کے دل میں اطمینان اور سکون تھا۔ اسے یقین تھا کہ اللہ کا رسول جو کرتا ہے اپنے رب کے حکم سے کرتا ہے اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں بندوں کی بھلائی اور سرفرازی ہے۔

ابھی معاہدہ لکھا جا رہا تھا کہ کفار کے نمائندے سہیل بن عمرو کا لڑکا ابو جندل جو مسلمان ہو چکا تھا اور جسے زنجیروں میں جکڑ دیا گیا تھا، زنجیروں کو گھسیٹتا ہوا حدیبیہ کے میدان میں پہنچ گیا اور دادرسی کے لیے فریاد کی۔ حضور نے فرمایا ہم معاہدہ کر چکے ہیں، اب معاہدہ کو نہیں توڑ سکتے تم صبر کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری خلاصی کی کوئی صورت پیدا فرمائے گا۔ اس چیز نے صحابہ کے زخمی جذبات پر نمک پاشی کا کام کیا، لیکن کسی کو دم مارنے کی مجال نہ تھی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہیں احرام کھول دیا، اپنے قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا۔ حضور کے سارے ساتھیوں نے اپنے آقا کے عمل کی اقتدا کرتے ہوئے احرام کھول دیے اور اپنے جانوروں کو ذبح کر دیا۔ اور یہیں سے یہ پکا ارادہ تسلیم و رضا مراجعت فرمائے مدینہ طیبہ ہوئے۔ راستہ میں جب ضجنان کے مقام پر پہنچے جو مکہ سے چھبیس میل کے فاصلہ پر ہے، دیا بقول بعض کراع الغمیم کے مقام پر پہنچے، یہ سورت مبارکہ نازل ہوئی جس کی پہلی آیت انا فتحنا لک فتحاً مبیناً نے اس حقیقت کو آشکارا کر دیا کہ جس صلح سے تم کبیدہ خاطر ہو جن شرائط کے باعث تمہارے دل غمزدہ ہو گئے ہیں یہ حقیقت میں فتح مبین ہے۔ چنانچہ چند سال میں ہی جب اس معاہدہ میں مضمر برکات کا ظہور ہوا تو ہر ایک کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ واقعی یہ صلح اسلام کے لیے اور ہادیٔ اسلام کے مشن کی تکمیل کے لیے اور امتِ مسلمہ کے لیے ایک عظیم الشان فتح تھی۔ کفار نے ان شرائط کو مان کر مسلمانوں کی آزاد حیثیت کو گویا تسلیم کر لیا تھا۔ وہ اب اپنی قوم سے بچھڑے ہوئے چند آزاد کی قول نہیں تھے، بلکہ ایک آزاد قوم تھے جن کی آزاد مملکت تھی جس کے اپنے سیاسی حقوق تھے اور وہ لوگ جو اس کی اس حیثیت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ انہوں نے بھی آج اس حقیقت کو تسلیم کر لیا تھا۔ نیز صلح ہو جانے کے بعد مکہ اور مدینہ کے درمیان حالتِ جنگ کی کیفیت اختتام پذیر ہو گئی۔ آنے جانے پر پابندیاں اٹھ گئی تھیں، چنانچہ تبلیغ اسلام کا کام اس

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

زور شور سے ہوا اور ایسی کامیابیاں حاصل ہوئیں کہ گزشتہ اُنیس سال کی جدوجہد ایک طرف اور صلح کے بعد دو سال کی جدوجہد ایک طرف۔ قبائل کے قبائل فوج در فوج مدینہ طیبہ کا رُخ کر رہے تھے اور حضور کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کر رہے تھے۔ اس سفر میں حضور کے ہمراہیوں کی تعداد چودہ سو کے قریب تھی اور دو سال بعد جب فتح مکہ کے لیے حضور روانہ ہوئے تو دس ہزار کا لشکرِ جرار ہمراہ تھا۔

نیز امن قائم ہو جانے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ موقع مل گیا کہ جو علاقے اسلام کے زیرِ نگین ہو چکے ہیں انہیں اسلامی حکومت کو مستحکم بنیادوں پر قائم کر دیا جائے اور اسلامی قانون کے نفاذ سے مسلم معاشرہ کو ایک نئی تہذیب اور تمدن کے سانچے میں ڈھال دیا جائے۔

اس صلح کا یہ فائدہ بھی کچھ کم اہم نہیں کہ قریش کی جانب سے جب اطمینان ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شمالی عرب اور وسط عرب کی مخالف طاقتوں کو مسخر کرنے کے لیے عنانِ توجہ مبذول فرمائی۔ صلح حدیبیہ کے تین ماہ بعد یہودیوں کے اہم مرکز خیبر فدک وادی القریٰ تیما اور تبوک پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا اور وسط عرب میں پھیلے ہوئے بادیہ نشین قبائل جو پہلے قریش کے حلیف تھے ایک ایک کر کے حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے یا حضور کی اطاعت قبول کر لی۔

صلح نامہ کی جو شرط مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ پریشانی کا باعث بنی تھی وہ شرط نمبر ۲ تھی جس کی رُو سے اگر اہلِ مکہ کا کوئی آدمی بھاگ کر مدینہ طیبہ میں چلا جاتا تو اس کو واپس کرنا ضروری تھا۔ اس کے برعکس اگر مسلمانوں کا کوئی آدمی بھاگ کر مکہ چلا جاتا تو مسلمان اسے واپس نہیں لے سکتے تھے لیکن قلیل عرصہ کے بعد خود اہلِ مکہ کی درخواست پر یہ شرط معاہدہ سے خارج کر دی گئی۔

ہوا یوں کہ ابو بصیر جو اسلام لا چکا تھا اور جسے اہلِ مکہ نے اس جرم کی پاداش میں قید کر دیا تھا۔ قید سے بھاگ نکلا اور مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ کفار نے اسے واپس لانے کے لیے آدمی بھیجے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاہدہ کا احترام کرتے ہوئے اسے واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ راستہ میں وہ چپکے ان لوگوں کے قبضہ سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اور بحرِ احمر کے ساحل پر اس جگہ ڈیرا لگایا جہاں سے قریش کے تجارتی قافلے گزرتے تھے۔ جب دوسرے مسلمانوں کو پتہ چلا جو مکہ میں قید و بند کی سختیاں جھیل رہے تھے تو وہ قید سے جان چھڑا کر ابو بصیر کے پاس جمع ہونے لگے یہاں تک کہ ستر آدمی وہاں جمع ہو گئے۔ قریش کا جو قافلہ ادھر سے گزرتا وہ اسے لوٹ لیتے۔ اور اگر کوئی جو کافر بنتا اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے۔ اس صورتِ حال سے اہلِ مکہ بہت پریشان ہو گئے؛ چنانچہ انہوں نے اپنا ایک وفد مدینہ طیبہ بھیجا اور یہ درخواست کی کہ ابو بصیر اور ان کے ساتھیوں کو اپنے پاس مدینہ بلا لیں اور اس شرط کو منسوخ کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس طرح انا فتحنا لک فتحاً مبیناً کی عملی تصویر اپنوں اور بیگانوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔

اس سورت کے اس تاریخی پس منظر کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اگر آپ اس کا مطالعہ کریں گے تو زیادہ مفید ہوگا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الفتح مدنی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے انتیس آیات اور چار رکوع

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ

یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے[1] تاکہ درگزر فرمائے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ[2] جو الزام آپ پر (نبوت سے) پہلے لگائے گئے

[1] اگرچہ بعض روایات میں اس فتح مبین سے مراد فتح مکہ بیان کی گئی ہے اور بعض حضرات نے اس سے مراد فتح خیبر لی ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ اس فتح مبین سے مراد صلح حدیبیہ ہے چنانچہ امام زہری کہتے ہیں۔ لم یکن فتح فی الاسلام قبلہ اعظم منہ انما کانوا یلتقون للحرب فلما کانت الھدنۃ وضعت الحرب اوزارھا وامن الناس بعضھم بعضا والتقوا فتفاوضوا فی الحدیث والمنازعۃ فلم یکلم احد بالاسلام یعقل الا دخل فیہ فی تلک المدۃ لقد دخل فی ھاتین السنتین مثل ما کان فیہ قبل ذلک او اکثر۔ (فتح الباری) اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ انتم تعدون الفتح فتح مکۃ وقد کان فتح مکۃ فتحا ونحن نعد الفتح بیعۃ الرضوان یوم الحدیبیۃ کنا مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جالسین فی الف واربعمائۃ فلما وقعت الصلح حتی الناس بعضھم فی بعض رطوا وسمعوا عن اللہ تعالیٰ فما اراد احد الاسلام الا دخل منہ فما مضت تلک السنتان الا والمسلمون قد جاءوا الی مکۃ فی عشرۃ آلاف (قرطبی)

ترجمہ: صلح حدیبیہ ایک عظیم الشان فتح تھی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس موقع پر صرف چودہ سو صحابہ حضورؐ کے ہمرکاب تھے صلح کے بعد لوگوں نے آنا جانا شروع کر دیا۔ اس طرح انہیں اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں جاننے اور سمجھنے کے مواقع میسر آئے تو جس نے اسلام لانے کا ارادہ کیا وہ بآسانی اسلام لے آیا۔ صرف دو سال کے عرصہ کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ فتح کرنے کے لیے جب تشریف لائے تو دس ہزار جانثار حضورؐ کے ہمرکاب تھے۔

[2] بظاہر اس آیت کا مفہوم یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ حضور غفران کا مژدہ سنایا۔ لیکن اس سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ حضورؐ سے گناہوں کا صدور پہلے بھی ہوتا رہا اور بعد میں بھی ہوتا رہے گا (العیاذ باللہ) حالانکہ اس عقیدہ پر امت کا اجماع ہے کہ سیدنا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معصوم ہیں۔ حضورؐ کے دامن عصمت پر گناہ کا کوئی داغ نہیں ہے۔

اس شبہ کو دور کرنے کے لیے علمائے تفسیر نے متعدد جواب دیے ہیں جن کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

۱۔ یہاں گناہ سے مراد گناہ صغیرہ ہے۔

۲۔ یہاں گناہ سے مراد خلاف اولیٰ ہے اور حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ کے قاعدے کے مطابق خلاف اولیٰ کو گناہ کہا گیا ہے۔

۳۔ وہ فعل اگرچہ نہ گناہ صغیرہ ہے نہ خلاف اولیٰ لیکن حضورؐ کی شان عالی میں وہ نہیں جچتا اس لیے حضورؐ کے مقام رفیع کے باعث اسے ذنب (گناہ) کہہ دیا گیا ہے۔

۴۔ بعض علماء نے غفر کا معنی یہ کیا ہے اور محفوظ کر لیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور معصوم رکھا ہے۔ اس حفاظتِ ربانی کے باعث نہ پہلے آپ سے کبھی کوئی گناہ سرزد ہوا اور نہ آئندہ کبھی کوئی گناہ سرزد ہوگا۔

۵۔ بعض علماء نے یہ توجیہ کی ہے کہ آیت کا مقصد یہ ہے کہ مغفرتِ ماسکی بشارت دے کر حضورؐ کے قلبِ مبارک کو مطمئن کر دیا جائے۔ یعنی پہلے تو آپ سے کوئی غلطی سرزد ہی نہیں ہوئی، بالفرض اگر کوئی سہو اسرزد ہو گئی ہو تو بھی اس سے صرفِ نظر کا سرٹیفکیٹ دیا جاتا ہے تاکہ کسی قسم کی ٹینشن یا سوا حتے کا اندیشہ نہ رہے۔

یہ سارے جوابات اپنی اپنی جگہ نہایت اہم ہیں، لیکن کلام کے سیاق و سباق کو پیشِ نظر رکھا جائے تو ان میں سے کوئی مفہوم یہاں چسپاں نہیں ہوتا۔ فتح مبین کی غرض و غایت یا اس کا نتیجہ اور انجام مغفرت بتایا گیا ہے، لیکن فتح اور مغفرت میں کوئی مناسبت نہیں۔ اس لیے اس آیت میں مزید غور و خوض کی ضرورت ہے تاکہ آیات کا باہمی ربط بھی واضح ہو جائے اور عصمتِ نبوت پر بھی کسی کو انگشت نمائی کا موقع نہ ملے۔

ذنب کے لفظ پر غور کیا جائے تو یہ مشکل آسان ہو جائے گی۔

ذنب کا معنی عام طور پر گناہ کیا جاتا ہے۔ گناہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی کو، لیکن اہل لغت لفظ ذنب کو الزام کے معنی میں بھی استعمال کرتے رہتے ہیں اور الزام میں یہ ضروری نہیں کہ وہ فعل اس شخص سے صادر بھی ہوا ہو، بلکہ بسا اوقات بلاوجہ اس فعل کی نسبت اس شخص کی طرف کر دی جاتی ہے۔ اسی مادہ کے دو اور لفظ ہیں ذَنَبٌ اور ذَنُوْبٌ۔ ذَنَبٌ کا معنی دُم ہے جو جانور کے جسم کے آخر میں لٹکی ہوتی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس کے جسم کا حصہ نہیں، بلکہ باہر سے اس کے ساتھ چپکا دی گئی ہے۔ اور پانی نکالنے والے ڈول کو ذَنُوْبٌ کہتے ہیں جو رسی کے ایک سرے سے بندھا رہتا ہے۔ اسی مناسبت سے ذَنُوْبٌ کا اطلاق الزام پر بھی ہو سکتا ہے جو کسی شخص کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے، خواہ اس نے اس کا ارتکاب نہ کیا ہو۔

قرآن کریم میں بھی ذَنْبٌ کا لفظ الزام کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ ایک روز موسیٰ علیہ السلام نے ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کو باہم لڑتے دیکھا، قبطی اسرائیلی کو زدوکوب کر رہا تھا۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰؑ کو دیکھا تو انہیں مدد کے لیے پکارا۔ آپ نے پہلے قبطی کو منع کیا کہ غریب اسرائیلی پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔ جب وہ باز نہ آیا تو آپ نے اسے ایک مُکّا دے مارا جس کے لیے جان لیوا ثابت ہوا۔ اپنے زیردست ساتھی کی مدد کرنا، اس کے بچاؤ اور اپنے دفاع کے لیے حملہ اور کو مُکّا مارنا نہ شرعاً کوئی جرم ہے نہ عرف میں یہ فعل قبیح ہے، لیکن فرعون چونکہ آپ کا دشمن تھا اور انہیں حکومت کا باغی تصور کرتا تھا، اس نے آپ پر قتل کا الزام رکھا تھا اور اگر اس کا بس چلتا تو وہ آپ کو قصاصاً سزائے موت قتل عمد کی دیتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اسے دعوتِ حق دو، تو آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی:

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ۔ (۲۶:۱۴)

ترجمہ: انہوں نے مجھ پر الزام قتل لگا رکھا ہے، پس مجھے اندیشہ ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں ذنب سے مراد گناہ نہیں بلکہ الزام ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے اور اپنے امتی کے بچاؤ کے لیے یہ اقدام کیا تھا۔ آپ کا ارادہ اس کو قتل کرنے کا ہرگز نہ تھا اور نہ عام حکم پر مرنے سے موت واقع ہوتی ہے۔

ان آیات کے سیاق و سباق کو مدنظر رکھا جائے تو یہی معنی (الزام) یہاں موزوں اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔

غفر کا معنی چھپا دینا، دور کر دینا۔ ما تقدم سے مراد ہجرت سے پہلے اور ما تاخر سے مراد ہجرت کے بعد۔

یعنی اے حبیب! جو الزامات کفار آپ پر ہجرت سے پہلے عائد کیا کرتے تھے اور جو الزامات ہجرت کے بعد اب تک وہ لگاتے رہے ہیں اس فتح مبین سے وہ سارے کے سارے یکسر دنابود ہو جائیں گے اور ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔

پہلے ہم قرآن حکیم اور کتب حدیث سے ان الزامات کی چھان بین کرتے ہیں اور اس کے بعد یہ وضاحت کریں گے کہ وہ الزامات اس فتح مبین سے کس طرح دور ہو گئے۔

ہجرت سے پہلے جو الزامات کفار کی طرف سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عائد کیے جاتے تھے وہ یہ ہیں: یہ کاہن ہے، یہ شاعر ہے، یہ مجنون ہے، یہ ساحر ہے، یہ اوروں سے سنی سنائی کر فلانے بنا لیتا ہے، اسے کوئی اور پڑھاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہجرت کے بعد الزامات کی فہرست کچھ یوں ہے:

وہ کہتے یہ قوم میں اختلاف، انتشار پیدا کرنے والا ہے، اس نے جنگ کی آگ بھڑکا کر کہ کو اجاڑ ڈالا ہے، بیٹی کو بھائی سے، اولاد کو اپنے ماں باپ سے جدا کرنے والا ہے۔ اس نے ہمارے محفوظ تجارتی راستوں کو خطرناک بنا دیا ہے، ہمارے قومی انتظامات کو درہم برہم کر دیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس فتح سے پہلے مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان حالت جنگ تھی۔ ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا، مل بیٹھنا تو درکنار خیال کرنا ناممکن تھا۔ حضور کے خلاف جو شیطان اہل غرض تراشتے، سادہ لوح عوام انہیں بلا تسلیم کر لیتے اور اسلام سے کچھ کچھ رہتے۔ مسلمان صرف مدینہ طیبہ میں محصور ہو کر رہ گئے تھے۔ ہجرت کے بعد مکہ میں ان کی آمد و رفت منقطع قرار دے دی گئی تھی۔ مکہ کے سردار اپنے آدمی بھیج کر بادیہ نشین قبائل میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جھوٹا پراپیگنڈہ کرتے اور ان کے دلوں میں مسلمانوں سے نفرت اور عداوت کی آگ بھڑکاتے رہتے۔ یوں عرصہ تک بدو قبائل میں تبلیغ اسلام کے امکانات نہ ہونے کے برابر تھے۔

حدیبیہ کے موقع پر جو صلح ہوئی، اس کی مشہور دفعات آپ سورت کے تعارف میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔

اس معاہدے پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں نے بہت دب کر صلح کی ہے اور کفار اپنی من مانی شرائط منوانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اسی وجہ سے لشکر اسلام کو ان شرائط کا جب علم ہوا، تو انہیں بہت گراں گزرا حتیٰ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ﴿۲﴾ وَّ

اور جو پیچھے کے ہو چکے اور مکمل فرما دے اپنا انعام کو آپ پر ۲ اور چلائے آپ کو سیدھی راہ پر ۳ اور

يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ

تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی مدد فرمائے جو زبردست ہے ۴ وہی ہے جس نے اتارا اطمینان کو دلوں ایمان کے

فاروقِ اعظم جیسی ہستی بھی بے تاب ہو گئی۔ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنی بے چینی کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب نے ارشاد فرمایا: انا عبد اللہ ورسولہ لن اخالف امرہ ولن یضیعنی۔

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ میں اس کے حکم کی ہرگز مخالفت نہیں کروں گا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں ہونے دے گا۔

اور ایسا ہی ہوا کہ اس صلح کی وجہ سے فریقین میں جنگ بند ہو گئی۔ امن قائم ہو گیا۔ آمد و رفت کی پابندیاں ختم ہو گئیں۔ مسلمانوں کو ان الزامات کی تردید کا سنہری موقع مل گیا۔ شکوک و شبہات کی کالی گھٹائیں چھٹ گئیں۔ حقیقت اپنے روشن چہرہ کے ساتھ آشکارا ہو گئی۔ غلط پراپیگنڈے کے باعث دلوں پر جما ہوا غبار دور ہو گیا اور لوگ دھڑا دھڑ دینِ اسلام کو قبول کرنے لگے۔ چنانچہ اس واقعے کے صرف دو سال بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتح مکہ کی مہم کے لیے مکہ روانہ ہوئے تو دس ہزار جانباز اور سرفروش غلاموں کا لشکرِ جرار ہمرکاب تھا۔

آپ ان آیات کو اب پھر پڑھیے۔ حقیقتِ حال روزِ روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔

۲ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فتحِ مبین سے سرفراز کرنے کے ساتھ اپنے پہلے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اے محبوب! ہم نے اپنی نعمتوں کی انتہا کر دی۔ دین کو مکمل کر دیا۔ اسلام کی عظمت کا ڈنکا آفاقِ عالم میں بج رہا ہے۔ اس کے غلبہ کو دشمنوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔ یا علاء الدین والتقاء والدنیا والدین یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ یعنی تکمیلِ نعمت جہاں ہے دین کی سربلندی اور دور دراز ممالک میں اس کے پھیل جانے سے اس کے علاوہ جو دینی اور دنیوی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر فرمائی ہیں وہ سب اس میں داخل ہیں۔

۳ فتحِ مکہ رسالت کی انتہا ہے اور احکامِ شریعت کی تنفیذ کوئی معمولی کام نہیں۔ اس میں سرِ مو کمزوری بھی ناقابلِ برداشت ہے اور سنگین نتائج کا باعث بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے حبیب! ہم نے آپ کو ان کٹھن دشوار اور پُرخطر راہوں سے گزر جانے کے لیے خود راہ دکھائی ہے۔ کوئی مشکل راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ کوئی اشکال باعثِ اضطراب نہیں بن سکتا۔ علامہ آلوسی نے بھی یہی تشریح کی ہے۔ ای فی تبلیغ الرسالۃ واقامۃ الحدود (روح المعانی)

۴ ان انعاماتِ خصوصی کے آخر میں فرمایا وینصرک اللہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی نصرت فرمائے گا کہ حضور ہمیشہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَلْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ

دلوں میں ہے تاکہ وہ اور بڑھ جائیں (وقت) ایمان میں اپنے (پہلے) ایمان کے ساتھ۔ اور اللہ کے (زیر فرمان) ہیں لشکر آسمانوں

مخاطب رہیں گے اور کسی قسم کی کمزوری زیر پذیر نہ ہوگی۔

یہاں ایک نکتہ طلب ہے۔ ان آیات میں مذکور تمام افعال کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے لیکن مغفرت اور نصر کے بعد اللہ عزوجل کا ذکر ظاہراً ذکر کیا۔ اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ مغفرت کا تعلق عالم آخرت کے ساتھ ہے اور نصرت و غلبہ کا تعلق دنیا کے ساتھ گویا فرمایا اے محبوب (تیری دنیا اور تیری آخرت کے تمام امور بالکل سپرد ہیں۔ نہ اس دنیا میں آپ کو فکر نہ ہونے کی ضرورت ہے اور نہ عقبیٰ کے بارے میں کسی اندیشہ کی ضرورت ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عزوجل ھو الذی یتولّٰی امرک فی الدنیا والاٰخرۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی دنیوی اور اخروی تمام امور کا ذمہ دار ہے۔

صلح حدیبیہ کے بعد سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جاں نثاروں کی معیت میں مدینہ طیبہ روانہ ہوئے تو راستہ میں اس سورت کی پہلی آیتیں نازل ہوئیں۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھ پر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو مجھے ساری دنیا سے محبوب تر اور عزیز تر ہے۔ حضور نے وہ آیت پڑھ کر سنائی۔ جب زبان پاک سے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ کے کلمات طیبات ادا ہوئے تو صحابہ خوشی سے بے قابو ہو گئے۔ مبارکبیں پیش کرنے لگے۔ عرض کی ھنیئاً لک یا رسول اللہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول! مبارک ہو مبارک اللہ تعالیٰ نے حضور کو تو بتا دیا جو معاملہ آپ سے فرمانے والا ہے۔ ومالنا یا رسول اللہ جانے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں۔

سکینہ۔ اس اطمینان اور تسلی کو کہتے ہیں جس سے دل کو قرار آجائے اور ہر قسم کے قلق اور تشویش کا قلع قمع ہو جائے صحابہ کرام کو صلح حدیبیہ سے جو پریشانی اور تشویش تھی اور جس کے باعث ان کے دل بے چین اور بے قرار تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کے مضطرب اور بے چین دلوں میں سکون و طمانیت کا نور نازل کیا۔ وہ اضطراب جس میں وہ بری طرح گرفتار تھے وہ اطمینان سے بدل گیا۔

اگر نظر غائر دیکھا جائے تو یہ دن جس مرحلوں سے گزرے ہر مرحلہ بڑا صبر آزما اور بہت کٹھن تھا۔ حالات کا دباؤ اتنا شدید تھا کہ کسی ہر بڑی اولوالعزم جماعت کے پاؤں اکھڑ سکتے تھے جب ان میں حرم کا یہ ناقابل برداشت حکم سنا تو مسلمانوں نے ہر طرف کہنا شروع کر دیا کہ یہ لوگ موت کے منہ میں کودنے کو جا رہے ہیں۔ تھوڑی سی تعداد اور وہ بھی غیر مسلح ان کا کیا کہ واپس آ بھی نہیں سکیں گے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شمع جاں کے پروانوں نے اس کی قطعاً پروا نہ کی۔ راستہ میں جب یہ اطلاع ملی کہ قبائل بنو لحیان کے بیٹے ہیں کہ وہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور وہ جنگ کی مکمل تیاری کر چکے ہیں پھر بھی مسلمانوں کے دلوں میں خوف و ہراس پیدا نہ ہوا بلکہ بڑی شیر دلی سے آگے بڑھتے گئے۔ پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی افواہ گرم ہوئی اور بیعت رضوان کی دعوت دی گئی اس وقت بھی ان کا جذبہ جاں فروشی دیدنی تھا۔ آگے بڑھ کر بیعت کر رہے تھے اور اس عہد کو نبھانے کا عزم کیے جو رہے تھے اور جب صلح کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اور زمین کے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بہت دانا ہے تاکہ داخل کرے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ

باغوں میں وہ جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے اور دور فرما دے ان سے ان کی

سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

برائیوں کو اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔ اور تاکہ عذاب میں مبتلا کرے منافق مردوں

شرائط طے پا گئیں جو بادی النظر میں کفار کی فتح اور مسلمانوں کی ہار دکھائی دیتی تھیں تو اس وقت بھی حضورؐ کی بصیرت پر انہیں اس قدر اعتماد اور جو کچھ ہوا تھا اس کو تسلیم کر لیا۔ ان تمام مرحلوں میں نظم و ضبط کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا۔ ہر وقت خوف و ہراس، اشتعال و انتقام، مایوسی اور بددلی کے تھپیڑوں کے ساتھ ثابت قدم رہنا صرف اسی گروہ سے متوقع ہو سکتا ہے جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تسکین و اطمینان کی دولت سے مالا مال کر دیا ہو۔

۷ اس تسلیم و رضا، جرأت و دلیری اور ہمت و استقامت جس کا مظاہرہ انہوں نے قدم قدم پر کیا اس کا اجر انہیں یہ دیا گیا کہ ان کی قوتِ ایمان دوچند ہو گئی اور ان کے یقین کو پختگی نصیب ہوئی۔

زمین و آسمان کے سارے لشکر اللہ تعالیٰ کے زیرِ فرمان ہیں۔ اس کا اشارہ ملتے ہی چشم زدن میں ساری طاقتوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا جائے۔ ان کو دم مارنے کی بھی مہلت نہ ملے لیکن اس کو محض اپنی قوت کا اظہار مطلوب نہیں۔ وہ تمام حالات کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ماضی، حال اور مستقبل سب اس کے سامنے عیاں ہیں اور اس کے سارے کام حکمت کے مطابق ہوتے ہیں۔ یہ صلح اس لیے نہیں کی گئی کہ کفار طاقت ور تھے اور مسلمان کمزور اور ان کی مکر نہیں لے سکتے تھے بلکہ اس صلح میں گو ناگوں حکمتیں ہیں جو اپنے اپنے موقع پر نمایاں ہوں گی۔

۸ اس کا تعلق انزالِ سکینہ کے ساتھ ہے یعنی مسلمانوں پر سکینہ کا نزول اس لیے ہوا کہ اہلِ ایمان مردوں اور عورتوں کو ان انعامات سے نوازا جائے جن کا بیان اس آیت میں کیا گیا ہے۔

۹ یکفر کا معنی یغطیھا کسی چیز پر اس طرح پردہ ڈال دینا کہ کسی کو اس کے وجود کا پتہ ہی نہ چلے۔ علامہ آلوسی اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ای یغطیھا ولا یظھرھا والمراد یمحوھا بحیث لا یؤاخذھم بھا۔ روح المعانی) مقصد یہ ہے کہ اس سفر میں جو خطائیں صحابہ کرام سے ان کے اعمال نامہ سے ان کی بہادریوں، ان کی خطاؤں اور ان کی لغزشوں کو اس طرح حذف کر دیا جائے گا۔ ان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ یہ کمالِ مغفرت کی طرف اشارہ ہے۔ اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے کہ قیامت کے روز جب انسان بارگاہِ خداوندی میں پیش ہو تو فرشتے اس کے نامہ اعمال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ

اور منافق مردوں، منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں برے گمان رکھتے ہیں۔

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ

انہیں پر ہے بری گردش[1] اور اللہ غالب ہوا ہے اللہ تعالیٰ ان پر اور اس نے دور کر دیا ہے انہیں اپنی رحمت سے اور تیار کر رکھا ہے

جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ

ان کے لیے جہنم اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ اور اللہ کے زیر فرمان ہیں سب لشکر آسمانوں اور زمین کے۔ اور

اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ ۸

اللہ تعالیٰ سب پر غالب بڑا دانا ہے۔ بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہی دینے والا[2] اور خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا۔

سے ایک جرم کو بطور ثبوت پیش نہ کر سکیں۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم حکیم سے ارشاد فرمایا ہے اور اس علم حکیم کے ماتحت صلح اسلام کے دو چار دو سو جانباز اور سرفروش ہی جو اس سفر مبارک میں اپنے محبوب آقا کے ہمراہ تھے

[1] مدینہ میں منافق اس زعم باطل میں مبتلا تھے کہ اب مسلمان زندہ نہ کبھی واپس نہیں آئیں گے کفار مکہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے کفار مکہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے کہ انہوں نے بیس دفعہ من مانی شرائط پر مسلمانوں کو صلح کرنے پر مجبور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ ان دونوں گروہوں کی بہت بڑی غلطی ہے بہت جلد دیکھ لیں گے کہ پیغمبر اسلام کا قدم عزت و غلبہ کی منزل کی طرف اٹھے گا اسلام کا آفتاب کمال نصف النہار پر پہنچے گا جزیرہ عرب کے قبائل فوج در فوج اسلام کو قبول کریں گے مکہ کے قابل فخر سردار خود چل کر آئیں گے اور حضور سید عالم و عالمیان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر طوعی فداکار بن جائیں گے اور اس فداکار پر فخر و ناز کریں گے اسلام کی ترقی اور پیغمبر اسلام کی یہ شان کامیابی کو دیکھ کر منافقین کا شیرازہ بکھر جائے گا ان کے گھروں میں صف ماتم بچھ جائے گی ان کے دلوں سے غم و الم کا دھواں اٹھے گا تباہی و بربادی کا ہوکا چھا جائے گا وہ مسلمانوں کو برگشتہ کرنا چاہتے تھے خود ان کو پس کر رکھ دے گا۔

[2] شاہد کا معنی گواہ ہے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے نیک اعمال اور برے اعمال پر گواہ ہیں۔ شاھدا علیھم باعمالھم من طاعۃ ومعصیۃ شاھدا علیھم یوم القیامۃ شاھد انھا لھم الیوم وشاھد علیھم یوم القیامۃ۔ (قرطبی) یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں اپنی امت کے نیک و بد اعمال کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے۔ علامہ خفاجی لکھتے ہیں شاھد علی امتک کقولہ تعالیٰ ویکون الرسول علیکم۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ

تاکہ اے لوگو تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور مدد کرو اس کی اور ادب کرو اس کا اور پاکی بیان کرو اللہ کی صبح اور

اَصِيْلًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ

شام۔ رہے جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں ۱۰؎ وہ حقیقت میں اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے

شہیدا (کشاف) یعنی حضور اپنی امت کے بارے میں گواہی دیں گے جس طرح ارشاد ہے۔ ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ علامہ نسفی کہتے ہیں۔ ای شاھدا علی اعمال امتہ۔ اپنی امت کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ علامہ آلوسی فرماتے ہیں۔ اخرج عبد بن حمید وابن جریر عن قتادۃ ای شاھدا علی امتک وشاھدا علی النبیاء علیہم السلام انہم قد بلغوا رسالات اللہ تعالیٰ الی امتہم۔ عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے نقل کیا ہے کہ حضور اپنی امت پر گواہ ہیں اور رسالتمآب انبیاء کے بارے میں بھی گواہی دیں گے کہ انہوں نے تبلیغ کا حق ادا کیا۔ اس کی مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمایئے سورۂ بقرہ آیت ۱۴۳، سورۃ النساء آیت ۴۱، الاحزاب آیت ۴۵۔

۱۱؎ علامہ راغب اصفہانی اس کلمہ کی تحقیق کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ التعزیر: النصر مع التعظیم کسی کی نصرت و اعانت کرنا اور اس کے ساتھ اس کی تعظیم و توقیر کو بھی ملحوظ رکھنا (المفردات) علامہ ابن منظور کہتے ہیں۔ التعزیر: النصر باللسان والسیف۔ زبان یا تلوار سے کسی کی امداد کرنا (لسان العرب) عزرہ: فخمہ و عظمہ کسی کی تعظیم کرنا۔ توقیر کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ وقر الرجل: بجلہ والتوقیر التبجیل والتعزیر یعنی کسی کی تعظیم و احترام کرنا یہاں حکم دیا جا رہا ہے کہ میرے رسول پر ایمان لاؤ اور ساتھ ہی اللہ اس کی نصرت و اعانت میں سرگرمی بھی دکھاؤ۔ اس کے دین کی سربلندی کے لیے اپنے علم و ہنر اور مال و وسائل کو پیش کرو اور اس کے ساتھ ساتھ تمہیں محبوب کے لب و لہجہ احترام کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ تم دین کی خدمت تو کرو لیکن بارگاہ نبوت کے آداب کو ملحوظ نہ رکھو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت اور اسی طرح حضور کی تعظیم و توقیر یکساں اہمیت کی حامل ہیں۔

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ تعزروہ و توقروہ میں ضمیر مفعول کا مرجع حضور کی ذات والا صفات ہے یہاں تک تو سب متفق ہیں اور تسبحوہ میں ضمیر کا مرجع بھی حضور ہی ہے اور یہاں ضمیر مفعول کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کرو۔ بعض علماء نے تم افعال میں ضمیروں کا مرجع اللہ تعالیٰ کی ذات کو قرار دیا ہے تاکہ تفریق ضمائر لازم نہ آئے۔ وھن خیر الفتاش فقد ذھب علامہ ابو البقاء کہتے ہیں کہ امام نحوی کا قول ہے کہ پہلے دو فعلوں میں ضمیر مفعول کا مرجع حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تسبحوہ میں ضمیر کا مرجع اللہ ہے۔ کہتے ہیں۔ وھذا ضعیف لانہ یستلزم الاضمار قبل الذکر بلا موجب وعدم اللبس (مظہری) قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس قول کو پسند نہیں کیا کیونکہ اس طرح اضمار ضمائر لازم آتا ہے اور ہم کہتے ہیں کہ جب قرینہ موجود ہو اور التباس کا احتمال معدوم ہو تو اس وقت اضمار ضمائر میں کوئی قباحت نہیں۔

۱۲؎ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر خیمہ زن ہیں۔ کفار مکہ بار بار یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے کے لیے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت کے سفیر بن کر مکہ گئے ہوئے ہیں۔ اسی اثناء میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَيْدِيَهُمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا

ہاتھوں پر ہے سو جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا۔ اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے

یہ اولیں بیعت ہے کہ کفار نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے۔ اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضورؐ کے ساتھی جنگ کے لیے تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔ احرام کی دو چادریں اور تلوار کی نیام کے جانے ذہن ان کا زادِ سفر تھا لیکن یکایک ایسی صورتِ حال پیدا ہو گئی کہ کفار کی قتلِ عثمانؓ کی افواہ کے نتیجہ میں کی پروا کیے بغیر محض قوتِ ایمانی پر بھروسہ کرتے ہوئے باطل سے ٹکرانا ناگزیر ہو گیا۔ چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے ہیں اور بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔ حضرت جابرؓ راوی ہیں یہ بیعت اس بات پر تھی کہ جب تک ہمارے جسموں میں جان ہے جب تک بدن میں خون کا ایک قطرہ موجود ہے ہم میدانِ جنگ میں ڈٹے رہیں گے اور اہلِ مکہ کو اس خیانت اور سیہ کاری کی عبرت ناک سزا دیں گے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ نظامِ ابیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات داخلے دوڑ دوڑ کر حاضر ہو رہے ہیں اور اپنے آقا و مولا کے دستِ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر جاں بازی اور سرفروشی کی بیعت کر رہے ہیں۔ الغرض چودہ سو ہم اچھوں میں سے کوئی ایک بھی اس سعادت سے محروم نہ رہا۔ البتہ جد بن قیس جو حقیقت میں منافق تھا اس نے بیعت نہ کی۔ بخدا مجھے اب بھی وہ منظر نظر آ رہا ہے کہ وہ اپنی اونٹنی کے پیٹ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

حضور سرورِ عالمیاں نے اپنے ان چودہ سو جاں نثاروں اور سرفروش مجاہدین کے بارے میں اپنی زبانِ حق ترجمان سے فرمایا انتم خیر اھل الارض الیوم اے اسلام کے عظیم فخر مجاہدو! آج روئے زمین پر تم سب سے بہتر لوگ ہو۔ حضرت جابرؓ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی منقول ہے لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ جنہوں نے اس درخت کے نیچے میرے ساتھ بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ (ابن کثیر)

فواتح الہ کاشانی شیعہ اپنی تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں، آنحضرت اصحاب را در تحت شجرہ جمع کردہ ایشاں را بتجدید بیعت امر نمود و اصحاب بر حسب تمام دہی و الکلام دست بر دست پیغمبر نہادہ بیعت کردند کہ تا ہیچ موت طریق مثابات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرعی دارند و در ہیچ زمان طریق فرار سلوک ننمایند و بحسب کمال رحمت ایشاں بود کہ ایں بیعت مسمّٰی شد بہ بیعت رضوان و در اثنائے آں ایں آیہ نازل شد۔ (منہج الصادقین۔ جلد ۸ صفحہ ۳۱۷)

ترجمہ: آنحضرت نے اصحاب کو درخت کے نیچے جمع کیا اور انہیں از سرِ نو بیعت کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام انتہائی شوق و رغبت اور بڑی سرعت سے آگے بڑھے اور حضور کے دستِ مبارک پر ہاتھ رکھ کر اس بات پر بیعت کی کہ کام پڑنے پر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت کے ساتھ پامردی سے ڈٹے رہیں گے اور کسی وقت بھی راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ صحابہ کرام کے بے پناہ اشتیاق اور کامل رغبت کے باعث اس بیعت کا نام بیعت رضوان رکھا گیا اور اسی اثنا میں یہ آیت نازل ہوئی۔

نکتہ یہ بیعت بظاہر اگرچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ حق پرست پر ہو رہی ہے لیکن درحقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ساتھ تھی۔ اگرچہ بظاہر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ تھا لیکن درحقیقت یہ دست خدا تھا۔ جس طرح حضور کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضور سے بیعت اللہ سے بیعت اور حضور کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ فرمایا گیا ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقی صوفیاء کی اصطلاح کے مطابق اس آیت کی تشریح کرتے ہیں۔ وقال اھل الحقیقۃ ھذہ الایۃ کقولہ تعالیٰ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ فالنبی علیہ السلام لما فنی عن وجودہ بالکلیۃ التحق باللہ فی ذاتہ وصفاتہ وافعالہ وکل ما صدر عنہ صدر عن اللہ (روح البیان)

یعنی اہل حقیقت کہتے ہیں کہ یہ آیت بعینہٖ اس فرمان خداوندی کی طرح ہے کہ جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ذات و صفات سے فنا ہو کر باللہ کے مقام پر فائز ہو چکے تھے اس لیے جو عمل حضور سے صادر تھا درحقیقت اللہ سے صادر ہوتا۔

آج کل جو ہم کسی ولی کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اسی سنت کا اتباع ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں۔ یقول الفقیر ثبت بھذہ الایۃ سنۃ المبایعۃ ولھذا التقطین من المشائخ الکبار وھم الذین جعلھم اللہ قطب الارشاد بان اوصلھم الی التجلی التعینی بعد التجلی العلمی (روح البیان) یعنی فقیر کہتا ہے کہ اس آیت سے بیعت کی سنت اور مشائخ کبار سے اکتساب فیض ثابت ہوتا ہے۔ وہ مشائخ جنہیں اللہ تعالیٰ نے قطب ارشاد کے مقام پر فائز کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ علمی تجلی سے ترقی دے کر انہیں مشاہدہ کی تجلی تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

حضرت شداد بن اوس اور عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

قالوا کنا عند رسول اللہ علیہ السلام فقال ھل فیکم غریب یعنی اھل الکتاب قلنا لا یا رسول اللہ فامر بغلق الباب فقال ارفعوا ایدیکم فقولوا لا الٰہ الا اللہ فرفعنا ایدینا ساعۃ ثم وضع رسول اللہ یدہ ثم قال الحمد للہ اللھم انک بعثتنی بھذہ الکلمۃ وامرتنی بھا ووعدتنی علیھا الجنۃ وانک لا تخلف المیعاد ثم قال ابشروا فان اللہ تعالیٰ غفر لکم۔

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ ایک روز ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا تم میں کوئی بے گانہ یا اہل کتاب تو نہیں؟ ہم نے نفی میں جواب دیا۔ ارشاد ہوا دروازہ بند کر دو اور اپنے ہاتھ بلند کرو اور کہو لا الٰہ الا اللہ۔ ایک گھڑی ہم نے اپنے ہاتھوں کو بلند رکھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک نیچے کیا اور فرمایا کہ الحمد للہ۔ اے اللہ تو نے ہمیں اس کلمہ کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اس کلمہ کا حکم دیا اور میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ جو اس کلمہ پر پہنچا ہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا پھر فرمایا اے فرزندان اسلام! تمہیں خوشخبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو معاف فرما دیا ہے۔

اس قسم کی متعدد صحیح روایات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور اپنے غلاموں سے بیعت لیا کرتے تھے مستورات کو بھی اس شرف سے مشرف فرماتے تھے لیکن ان کی بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ پیالہ کے ایک حلقہ میں پہلے حضور اپنا دست مبارک رکھتے۔ اس کے بعد ان کو اس پیالہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے حضور نے کبھی کسی عورت کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾ سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ

اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا ﴿۱۰﴾ عنقریب آپ سے عذر کریں گے وہ دیہاتی جو پیچھے

مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُوْلُوْنَ

چھوڑ دیے گئے تھے ہمیں بہت مشغول رکھا ہمارے مالوں اور اہل و عیال نے پس آپ ہمارے لیے معافی طلب کریں وہ کہیں گے اپنی زبانوں سے ایسی

﴿۱۵﴾ اللہ تعالیٰ کے رسول کریم کے ساتھ بیعت کر کے جس نے بیعت کو توڑ دیا۔ اس نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور جس نے اس بیعت کو پورا کیا اور اس عہد کو ایفا کیا اس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ وہ جنت میں اقامت گزیں ہوں گے اور اس میں انہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے گا جن کو کسی آنکھ نے آج تک دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں وہ نعمتیں۔ وما بلغۃ وما یکون لیھا الا لعین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔

جن خوش نصیب لوگوں نے اس درخت کے نیچے بیعت کی سعادت حاصل کی ان میں سے کسی نے اس بیعت کو نہیں توڑا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، بایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت الشجرۃ علی الموت وعلی الا نفر فما نکث احد منا البیعۃ الا جد بن قیس وکان منافقا فاختبأ تحت ابط بعیرہ (کشاف) یعنی ہم نے اس درخت کے نیچے اس بات پر اللہ کے رسول سے بیعت کی کہ ہم جان نثاری کریں گے لیکن واپسی اختیار نہیں کریں گے پس ہم میں سے کسی نے اس بیعت کو نہیں توڑا بجز جد بن قیس کے وہ منافق تھا اور جب مسلمان بیعت کر رہے تھے تو یہ اپنے اونٹ کی بغل میں چھپا ہوا تھا۔

﴿۱۶﴾ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب سفر عمرہ کی تیاری شروع کی تو مدینہ طیبہ کے نواح میں جو قبائل جہینہ، مزینہ، اشجع، دیل اور اسلم آباد تھے جو اکثر اسلام سے اپنی وفاداری کا اظہار کرتے رہتے تھے ان کو دعوت دی گئی کہ وہ بھی اس سفر میں ہمراہ چلیں۔ یہ توقع اس لیے تھی کہ کفار مکہ کی شرارت سے باز نہیں آئیں گے اگر مسلمانوں کی جمعیت زیادہ ہوگی تو وہ ہر قسم کی خباثت سے باز رہیں گے قبائل نے سوچا کہ اس سفر میں شرکت آسان کام نہیں چند لوگ لڑنے کے لیے تیار ہیں۔ ادھر مکہ میں کفار کی بھاری جماعت اور شجاعت سلم ہے جس کی قوت کا یہ عالم ہے کہ وہ مدینہ پر حملہ آور ہو چکے ہیں اور مسلمان خستہ حال کمزور اور نہتے ہیں۔ اگر مسلمان احرام کی حالت میں مکہ کے گھروں میں جائیں گے تو وہاں کی آگ برساتی گرمی میں ان کی کمر ٹوٹ جائے گی صرف قریش سے ہی مقابلہ نہ ہوگا بلکہ حلیف کنانہ اور دیگر قبائل جو مکہ کے ارد گرد آباد ہیں وہ بھی قریش کی امداد کے لیے نکل آئیں گے ان حالات میں یہ لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کے لیے تیار نہ تھے لیت ولعل میں وقت گزار دیا صرف چند سو جانباز اپنے آقا علیہ السلام کی معیت میں نتائج سے بے پروا ہو کر عمرہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے۔

منافقین کی خوشی کی انتہا نہ رہی انہیں یقین تھا کہ ان میں سے کوئی بھی واپس نہیں آئے گا کفار مکہ کے جنگجو ان سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔ اس طرح اسلام کا چراغ ہمیشہ کے لیے بجھ جائے گا لیکن جب ان کی توقعات و تخمینات اور اندازوں کے بالکل برعکس حضور علیہ السلام کا کارواں ایک عظیم صلح کر کے کسی مدینہ کے لیے روانہ ہوا تو اب ان میں کھلبلی مچ گئی۔ جن کی تباہی کی خبر سننے کے لیے وہ ہر لحظہ گوش برآواز

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ

باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ۱۱ آپ (ان سے) فرمائیے کون ہے جو اختیار رکھتا ہو تمہارے لیے اللہ کے مقابلے میں

شَيْـــًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا

کسی چیز کا اگر وہ ارادہ فرمائے تمہارے لیے کسی ضرر کا یا ارادہ فرمائے تمہارے لیے کسی نفع کا ۱۲ بلکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے

تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ

پوری طرح باخبر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تم نے خیال کر لیا تھا کہ اب ہرگز لوٹ کر نہیں آئے گا پیغمبر اور ایمان والے

تھے وہ تو عافیت واپس آ رہے ہیں۔ انہوں نے اب طرح طرح کے بہانے سوچنے شروع کر دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے ہی مطلع فرما دیا کہ اے محبوب! جب آپ مدینہ پہنچیں گے تو بادیہ نشین قبائل آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اپنی قوم حمیت کے لیے طرح طرح کے عذر پیش کریں گے۔ وہ کہیں گے یا رسول اللہ ہم اول درجہ میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے تیار تھے لیکن ہمارے مال اور اہل و عیال کی حفاظت کا ہم کوئی انتظام نہ کر سکے۔ انہیں بار بار چھوڑ کر چلے جانا قرین دانشمندی نہیں تھا۔ ہمارے دشمن اس تاک میں بیٹھے تھے کہ ہم کہیں سفر پر جائیں تو وہ ہمارے مال مویشی ہانک لے جائیں اور ہمارے بچوں اور عورتوں کی بے حرمتی کریں۔ لگے ہیں ایک خطرہ دور ہوتا تو ہم سو جان سے آپ پر فدا ہوتے۔ پھر بھی ہم اس قصور کو درگزر فرما دیں۔ ہمارے لیے مغفرت کی دعا فرمائیے۔

۱۱ اگر ان کی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ ہوتی یا انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوتا اس پر انہیں پشیمانی اور ندامت ہوتی تو کوئی بات بھی تھی۔ وہ تو محض بہانہ سازی کر رہے ہیں۔ ان کی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ تھی نہ ہی ان کو اپنی اس نازیبا حرکت پر کوئی ندامت تھی اور نہ ہی وہ حضور کی استغفار کو کوئی اہمیت دیتے تھے وہ تو محض طفل سازی سے کام لے رہے تھے اور اپنی منافقت کو ایک دوسرے مکتوب میں ظاہر کر رہے تھے۔ ایسے نابکاروں کے لیے نہ استغفار کی ضرورت ہے اور نہ اب مزید پردہ پوشی کی ضرورت ہے۔

۱۲ اے محبوب! آپ انہیں فرمائیے کہ تم مال و عیال کی حفاظت کا بہانہ بنا رہے ہو۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہاری موجودگی میں کسی کو یہ اجل آ بلاتا تو کیا تم اس کو بچا سکتے۔ تمہاری موجودگی میں اگر کوئی وبا تمہارے دیگر مویشیوں میں پھوٹ پڑتی تو کیا کر لیتے۔ تمہارے کھیتوں پر اگر آفت برسائے جاتے تو کیا تم ان پر چھتری تان کر ان کو بچا لیتے۔ نیز اگر تم سفروں میں ہوتے ہو کہ جب ہوتے تو کیا اللہ تعالیٰ کی رحمت و کرم کا سرچشمہ بند ہو جاتا۔ یہ سب تمہارے نفاق کی نحوست ہے کہ تم ان گرانقدر سعادتوں سے محروم ہو گئے ہو جو میرے ساتھیوں کو حاصل ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کرتوتوں سے خوب واقف ہے۔ اس قسم کے بہانے بنا کر تم اپنے کفر و نفاق کو چھپا نہیں سکتے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ

اپنے اہل خانہ کی طرف کبھی ۱۹ اور یہ خیال تمہارے دلوں کو بہت بھلا معلوم ہوا اور تم نے بہت برے طریق کے برے خیالوں میں جکڑ لیے

وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا ﴿١٢﴾ وَمَن لَّمْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا

اس وجہ سے تم ہلاک ہونے والی قوم بن گئے ۲۰ اور جو نہ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر تو بے شک ہم نے ان تمام کافروں

لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ﴿١٣﴾ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ

کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٤﴾ سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ

اور عذاب دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان رحم فرمانے والا ہے۔ کہیں گے پیچھے رہ جانے والے جب

إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ

تم روانہ ہو گے اموال غنیمت کی طرف تاکہ ان پر قبضہ کرلو ہمیں بھی اجازت دو کہ تمہارے پیچھے پیچھے آئیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ

۱۹ اس سفر میں ان کی عدم شمولیت کی اصل وجہ بیان کی جا رہی ہے۔

۲۰ وہ اپنے آپ کو بہت ہی اور بہت اچھی قرار دے رہے تھے اور اس پر بہت نادان تھے کہ انہوں نے بڑا کاری زخم پہچان لیا ہے اور اپنے آپ کو ان خطرات سے بچا لیا ہے جن میں مسلمان پھنسنے والے تھے یہ سوچ انہیں بڑی حسین اور صحیح معلوم ہوتی تھی اور اس بے وقوفی ہی دل میں بڑے نادان اور خسران تھے انہیں پتا نہیں جا رہا ہے کہ اگر تمہارے دلوں میں اسلام اور فرزندان اسلام کے لیے خیر سگالی کا ذرا بھی جذبہ ہوتا تو تمہیں مسلمانوں کی اس متوقع تباہی پر کم از کم رنج اور افسوس تو ہوتا کہ یہ چاہے اپنی جانیں گنوا رہے ہیں، لیکن تمہارا تو یہ حال ہے کہ تم یہ خیال کر کے پھولے نہیں سماتے تمہارے نزدیک اسلام اور اہل اسلام کی بربادی کا تصور ہی بڑا دل کش اور دل پسند یدہ تھا۔

۲۱ حقیقت یہ ہے کہ اپنے آپ کو برباد کرنے والے وہ نہیں جنہوں نے حق کو قبول کیا اور اس کی سربلندی کے لیے سرکٹ میدان میں جانے کے لیے ہر لمحے تیار رہے بلکہ ظالم وہ بدبخت ہیں جنہوں نے نور حق کو دیکھنے سے آنکھیں بند کر لیں۔ "ثبور" مصدر ہے اس لیے یہ واحد، تثنیہ، جمع، مذکر، مؤنث سب کی صفت واقع ہو سکتا ہے۔

علامہ جوہری لفظ ثبور کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ

اللہ کے حکم کو بدل دیں ۲۲ فرما دیجئے تم ہرگز ہمارے پیچھے نہیں آ سکتے یونہی فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے

فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۱۵

پھر وہ کہیں گے کہ (نہیں) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو ۲۳ ان کا یہ خیال باطل ہے، درحقیقت وہ (احکام الٰہی کے) اسرار کو بہت کم سمجھتے ہیں ۲۴

البور: الرجل الفاسد الهالك الذي لا خير فيه۔ یعنی بُور اس شخص کو کہتے ہیں جو فاسد اور تباہ حال ہو جس میں نیکی اور بھلائی کا شائبہ تک نہ ہو۔ چنانچہ جہجاہ بن الزبعری جب مشرف باسلام ہوا تو بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔

يارسول المليك ان لساني ... راقٍ ما فتقت اذ لساني بُوْرُ

یعنی اے ملک الملک کے رسول! میں گمراہ اور تباہ حال تھا اس دولت میری زبان نے جو چاک کیے اب میں ان کو سینا اور رفو کرنا چاہتا ہوں۔

یہ جزئت کی صفت ہی واقع ہوتا ہے کہتے ہیں امرأة بُور۔ تباہ حال عورت۔ جمع کے لیے بھی قوم بور ای ھلکی۔ یعنی اجڑی ہوئی قوم۔ اس کے بعد جوہری کہتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ بور جمع ہے اس کا واحد بائر ہے۔ مثل حائل وحول۔ لیکن اخفش نے اس کی تردید کی ہے۔

۲۲ جہینہ، مزینہ اور دیگر قبائل جنہوں نے سفر حدیبیہ میں مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا تھا گزشتہ آیت میں اس کی اصل وجہ بتلا دی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو آئندہ سے آگاہ کرتے ہیں کہ ان لوگوں کو ہم ہمیشہ کے لیے محروم قرار دیتے ہیں۔ اے حبیب! جب آپ ایک دوسرے غزوہ جہاد پر روانہ ہونے لگیں گے جہاں کامیابی کے امکانات بالکل روشن ہیں، نظرات کم اور مال غنیمت کے حصول کی توقع بہت زیادہ ہے یہ موقع پر وہ لوگ اس دولت آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اپنے جہاد جوش اور جذبہ جہاد کا اظہار زور شور سے کریں گے اور اس جہاد میں شمولیت کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں گے۔ ان کا مقصد قطعاً نیک نہیں ہوگا بلکہ محض اموال غنیمت کے حصول کے لیے اپنے جذبات جاں نثاری کا مظاہرہ کریں گے۔ آپ انہیں دو ٹوک بتا دیجیے کہ اس سفر جہاد میں تمہیں شرکت کی اجازت نہیں مل سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ اس جہاد میں صرف وہ لوگ شریک ہو سکتے ہیں جو بیعت رضوان سے مشرف ہوئے ہیں پس ہرگز مجال نہیں کہ تم اپنے رب کے فیصلے کو بدل ڈالو۔

۲۳ بجائے اس کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کریں اور خوشی سے اس کو مان لیں، ان کے دلوں میں چھپا ہوا نفاق نمودار ہو کر رہے گا اور سوئے ظن سے کام لیتے ہوئے کہیں گے کہ ہمیں غلط منع نہیں کیا بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ مسلمان ہم سے حسد کرتے ہیں ہم سے جلتے ہیں۔ انہیں یہ گوارا نہیں کہ مال غنیمت میں سے ہمیں بھی کچھ حصہ ملے سارا مال خود ہڑپ کرنا چاہتے ہیں۔

۲۴ بڑے احمق ہیں۔ میرے نور ہدایت اور حریص ہیں خیال کرتے ہیں کہ مسلمان صرف دولت کے پرستار ہیں اور ان کا ہادی و مرشد کی رضائے اللہ دولت سمیٹنے کے لیے سب کچھ کر رہا ہے کتنا نادان اور ناسمجھ ہیں جس کی سیرت کا دامن آفتاب سے تابندہ تر ہے اس کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ

فرما دیجیے ان پیچھے چھوڑے جانے والے بدوی عربوں کو کہ عنقریب تمہیں دعوت دی جائے گی ایک بڑی سخت جنگجو قوم سے جہاد کی

شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا

تم ان سے لڑائی کرو گے یا وہ مشیار ڈال دیں گے ۲۵ پس اگر تم نے اس وقت اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں بہت اچھا

حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶﴾

اجر دے گا اور اگر تم نے اس وقت بھی منہ موڑا جیسے پہلے تم نے منہ موڑا تھا تو تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا۔

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ

نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ ہی مریض پر کوئی گناہ ہے۔ (اگر یہ شریعت پر چلنے

بارے میں ایسی بدگمانی کا شکار رہیں۔

۲۵ مدینہ طیبہ کے گرد و نواح میں بسنے والے قبائل غزوۂ خیبر میں شرکت نہ کرنے کے لیے بڑے بے تاب تھے۔ ان کی یہ بے تابی اور بے چینی اس لیے تھی کہ وہ اپنی گزشتہ کوتاہیوں کی تلافی کرنا چاہتے تھے۔ کیونکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ خیبر میں انہیں اموالِ غنیمت ملنے کی توقع تھی۔ وہ سمجھتے تھے کہ جب کفارِ مکہ مسلمانوں کی تاب نہیں لا سکے تو بے چارے یہودیوں میں یہ ہمت کہاں کہ وہ مسلمانوں کو مغلوب کر سکیں۔ مسلمان اس مہم میں یقیناً فتح یاب ہوں گے۔ یہودیوں کے باغات، زرخیز زمینیں اور کھجوروں سے بھرے ہوئے کھلیان انہیں مفت ہاتھ آئیں گے علاوہ ازیں ان کا شمار بھی فاتحین مسلمان میں ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتا ہے کہ آپ ان بدوی عربوں کو فرما دیجیے کہ تمہارا خیبر میں کفر و اسلام کا آخری معرکہ نہیں کہ اگر تم اس میں شریک نہ ہوئے تو پھر تمہیں اپنی جانبازی اور سرفروشی کے جوہر دکھانے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔ اس سلسلۂ جہاد کو عالم میں یہ سلسلہ تا حشر جاری رہے گا۔ ایک طاقتور جنگجو اور جابر قوم سے عنقریب تمہارا مقابلہ ہونے والا ہے۔ اس وقت تمہیں دعوتِ جہاد دی جائے گی۔ اگر اس وقت تم نے اس دعوت پر لبیک کہی، میدانِ جہاد میں دادِ شجاعت دی اور اپنی جاں نثاری کا ثبوت پیش کیا تو تمہیں اللہ تعالیٰ بہترین اجر عطا فرمائے گا اور اگر اس وقت بھی تم نے اپنی روایتی بزدلی اور منافقت کے باعث نافرمانی کی اور جہاد میں شریک ہونے سے گریز کیا تو پھر تمہیں دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ دعوتِ جہاد ان قبائل کو کب دی گئی۔ وہ قوم جس کو قرآن نے اولی بأس شدید یعنی بڑی طاقتور اور جنگجو قوم کا خطاب دیا ہے وہ کون سی قوم ہے۔ تمام کی تمام روایات میں متعدد اقوال مذکور ہیں۔ انسان ان کے مطالعہ سے پریشان ہو جاتا ہے کہ ان میں سے کون سی روایت واقعہ کے مطابق ہے لیکن اگر قرآن کریم کے الفاظ میں غور کیا جائے تو حقیقت ٹھوکر سے بچا جاتی ہے اور کسی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

ارشاد خداوندی ہے کہ تمہیں ایسی قوم کے ساتھ لڑنے کی دعوت دی جائے گی جو بڑی طاقتور جنگجو اور بہادر ہو گی اس جنگ کا اجمالی ذکر قرآن نے یہ بتایا کہ تقاتلونھم اویسلمون یعنی تم ان سے جنگ کرو گے انہیں خاک و خون میں ملا دو گے یا وہ اسلام قبول کریں گے یا تمہارے سامنے ہتھیار ڈال دیں گے۔ ان تصریحات کو سامنے رکھتے ہوئے اب آپ ہدایات کا غیر جانبداری سے مطالعہ کریں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ صحیح قول کون سا ہے۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ غزوۂ خیبر کے بعد عہد رسالت میں کفر و اسلام کے درمیان مندرجہ ذیل معرکے ہوئے غزوۂ موتہ، فتح مکہ، جنگ حنین، طائف، غزوۂ تبوک۔ ان میں سے کوئی بھی اس آیت کا مصداق نہیں بن سکتا۔ غزوۂ موتہ میں مدمقابل کے ساتھ ٹکر ہوئی۔ مسلمانوں کی تعداد فقط تین ہزار تھی۔ رومیوں کی تعداد باختلاف روایات ایک لاکھ یا دو لاکھ تھی لیکن اس جنگ کا نتیجہ یقاتلون او یسلمون نہیں تھا۔ بلکہ مسلمانوں کے تین جرنیل شہید ہوئے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید نے لشکر کی قیادت سنبھالی۔ آپ کی جنگی مہارت، جرأت اور بے مثال شجاعت کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کا لشکر جو بظاہر کل رومیوں کے مقابلہ میں پسپا ہو گیا تھا اور جس کے بچنے کی بظاہر کوئی امید نہ تھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی حکمت عملی کے ذریعہ دشمن کے محاصرہ سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہ جنگ فیصلہ کن نہ تھی اسی لیے جب یہ لشکر مدینہ طیبہ واپس آیا تو صحابہ کرام نے ان کا استقبال اس طرح نہ کیا جس طرح ایک فاتح لشکر کا کیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض نے تو انہیں بھگوڑا (فرار ون) تک کہا۔ لیکن رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بل انتم الکرارون۔

اس کے بعد فتح مکہ کے لیے روانگی کا وقت آیا۔ ایک لشکر جرار ہر لحاظ سے تیار تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں پہلے ہی خوشخبری دے دی تھی۔ لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین محلقین رؤسکم و مقصرین لا تخافون۔ یعنی آپ انشاء اللہ تعالیٰ مسجد حرام میں داخل ہوں گے امن کے ساتھ اور آپ کو قطعاً کوئی خوف نہ ہو گا اس مژدہ کے بعد یہ وہم بھی نہیں کیا جا سکتا کہ حضور جنگ کے ارادہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ اتنے بڑے لشکر کو لے جانے کا مقصد یہ تھا کہ کفار کے دلوں پر مرعوب ہو جائیں کہ اگر کسی کے دل میں شرارت اور فتنہ انگیزی کا خیال ہو گا تو وہ اس کی ہمت نہ کر سکے۔ تاریخ اس پر شاہد ہے کہ جب اسلام کی فتح مبین کو اپنے ہاتھوں سے لکھنے والی اور مرشد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیر قیادت مکہ میں داخل ہوئی تو اتفاقاً واقعات کے ساتھ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا اور جنگ کا تو اہل مکہ نے ارادہ تک نہ کیا۔ قریش کہ مگر پہلے اولیاس شدید کا مصداق ہم تھے لیکن ۸ھ احد اور خصوصاً غزوۂ احزاب کے بعد تو ان میں یہ دم خم ہی نہ رہا تھا کہ وہ اسلام کے خلاف سینہ سپر ہو سکیں۔ اب تو وہ اپنی دیرینہ بہادر اور سیادت کو بچا رہے تھے۔ ورنہ ان کی قوت کلی طور پر کچل چکی تھی۔ جب قریش کے سردار ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی حلیف بنی خزاعہ پر شب خون مار کر حد تسکنی کی تواہل مکہ کی زندہ ڈگمگا گئی۔ انہیں ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا تھا کہ اب مسلمان ہم سے انتقام لینے کے لیے چڑھائی کر دیں گے چنانچہ ابوسفیان مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ بڑی لجاجت اور خوشامد سے اس صلح نامہ کو جو قائم رکھنے کی درخواستیں کرتا رہا۔ کئی صحابہ کرام کی بھی بڑی منت سماجت کی کہ بارگاہ رسالت میں اس کی سفارش کریں لیکن بے نیل مرام وہ مکہ واپس آیا اس لیے فتح مکہ کے وقت قریش اور ان کے حلیف قطعاً اس خیال میں نہ تھے کہ قرآن کریم میں ان کے بارے میں اولیاس شدید کے الفاظ استعمال ہوئے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوازن اور ثقیف نے بے جنگ اکٹھے ہو کر مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کا عزم کیا لیکن مسلمانوں کے بارہ ہزار بہادروں کے سامنے ان دو تین ہزار آدمیوں کی کیا حقیقت تھی۔ جنگ حنین کی ابتدا میں جو واقعات رُونما ہوئے جس کے باعث ہوازن کا پلہ بھاری نظر آتا ہے وہ میدانِ جنگ میں پیش نہیں آئے تھے بلکہ مسلمانوں کا لشکر بے ترتیبی سے ان کی وادی "اوطاس" کی طرف بڑھ رہا تھا۔ انہوں نے کمین گاہوں میں اپنے تیر انداز چھپا رکھے تھے۔ بے خبری اور بد حواسی کی حالت میں جب لشکرِ اسلام کی چند ٹکڑیاں اس تنگ درّے سے گزرنے لگیں تو انہوں نے ہر طرف سے تیروں کی بارش شروع کر دی جس سے بھگدڑ مچ گئی۔ لیکن جونہی حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق حضرت عباسؓ نے بلند آواز سے مسلمانوں کو پکارا یا معشر الانصار الذین آووا ونصروا یا معشر المہاجرین الذین بایعوا تحت الشجرۃ ان محمدا حی فخلصوا۔ (راوی کے کہنے کے مطابق) لبیک، لبیک کی صدائیں گونجنے لگیں سب پسپا ہونے والے واپس آنے اور لمحہ بھر میں جنگ کا پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔ ہوازن و ثقیف اپنی عورتوں، بچوں اور مال مویشی کو پیچھے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ علامہ ابن خلدون کے قول کے مطابق صرف چار مسلمان شہید ہوئے۔

واستشهد من المسلمين يوم حنين اربعة ابن ابن ام ابن اخو اسامة لام ويزيد بن زمعة ابن اسود وسراقة بن حرث من بني العجلان ورباح عامر الاشعري۔ (تاریخ ابن خلدون جلد ۲، صفحہ ۸۱۵)

ان حقائق کو سامنے رکھ کر آپ طرفِ حنین کا جائزہ لیں، آپ کا دل مان جائے گا کہ اس آیت میں جس جنگ کا ذکر ہے وہ یہ معرکہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

رہا غزوۂ تبوک تو اس کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ ان دنوں کو ہمت ہی نہ ہوئی کہ وہ مسلمانوں کے سامنے صف آرا ہو سکیں۔ لقاتلوهم او يسلمون کا مضمون وہاں ہی نہیں پایا جاتا۔

اس طرح تیسرے بھی سب سے پہلے سلام اور باطل کی جو خون ریز لڑائی ہمارے ذہن میں آتی ہے اس آیت کا مصداق بن سکتی ہے یہ جنگ ہے جو حدیبیہ کے بعد قریش مکہ کے ساتھ لڑی گئی جس کے نتائج سے آج ہم سب واقف ہیں اور جس کی شدت کا کچھ احساس کر سکتے ہیں بڑے اختصار کے ساتھ اس خونریز معرکہ کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو پورا اطمینان ہو جائے۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحلت کے بعد عرب کے نومسلم قبائل میں قبائلی عصبیت کا خفتہ جاگ اٹھا اور ارتداد کی آگ بھڑک اٹھی۔ کسی نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ کوئی خلافتِ اسلامیہ کی حاکمیت کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔ بعض طالع آزما ایسے بھی تھے جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ سب سے زیادہ خطرناک یمن کے قبائل تھے ان لوگوں میں سے عنسیوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اسیلمہ کی قوت، اس پر ایمان لانے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمام تحریکات کو قطع کرنے کے لیے بڑا اقدام شروع کر دیا۔ مسیلمہ کذاب کی سرکوبی فتنۂ ارتداد کی سرکوبی سے کچھ کم نہ تھی۔ اسلام اور اسلامی مملکت کے لیے شدید ترین خطروں کی گھڑی تھی۔ دو سالوں میں مسیلمہ کے ارد گرد اس کا پیدا کیا ہوا تعصب قبیلہ بنو حنیفہ جمع ہو گیا جو یمامہ کے جنگی صلاحیت اور شجاعت کے باعث عرب بھر میں مشہور تھا۔ ارد گرد کے دوسرے قبائل بھی ان کے ساتھ آکر مل گئے۔ قبائلی عصبیت نے ان کو اس قدر اندھا کر دیا تھا کہ وہ مسیلمہ کو جھوٹا سمجھتے ہوئے بھی اس کی مدد کو ضروری سمجھتے تھے۔ ثمامہ بن اثال حنفی جو بنی حنیفہ قبیلہ کا سردار تھا یمامہ میں گیا اس نے لوگوں سے پوچھا کہ مسیلمہ کیسا ہے؟ مسیلمہ کے عقیدت مندوں نے جواب دیا کہ تم نام

جلد عاشر ۲۳۲۹ ۱۵ ۱۴ ۱۳ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲

www.KitaboSunnat.com

لے کر مسیلمہ کا ذکر کر دیکھا اس کو رسول اللہ کہو طلیحہ نے جواب دیا جب تک میں اس کو دیکھ نہ لوں میں اس کو رسول نہیں کہوں گا جب وفدوں کی ملاقات ہوئی تو طلیحہ نے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی آیا ہے؟ مسیلمہ نے کہا رحمان۔ پھر اس نے دریافت کیا "أفي نور أم ظلمة؟" روشنی میں یا تاریکی میں؟ مسیلمہ نے کہا تاریکی میں۔ طلیحہ نے جواب دیا اشهد انك كذاب وان محمدا عليه الصلوة والسلام صادق لكن كذاب ربيعة احب الينا من صادق مضر۔

یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سچے ہیں لیکن ربیعہ قبیلہ کا جھوٹا مضر قبیلہ کے سچے سے زیادہ محبوب ہے۔

اس ایک واقعہ سے آپ قبائلی عصبیت کا بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

دیکھتے ہی دیکھتے مسیلمہ کی قوت اس قدر بڑھ گئی کہ سارے علاقہ پر اس کی دھاک بیٹھ گئی پہلے مسلمانوں کا لشکر عکرمہ ابن ابی جہل کی قیادت میں آیا لیکن ان کے شدید حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے بعد شرحبیل ابن حسنہ نے مسیلمہ پر حملہ کیا لیکن وہ بھی ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ صحیح البخاری نے حضرت خالد کو جنہیں حضور نے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (سيف من سيوف الله) فرمایا تھا اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا مسلمانی لشکر میں اکابر صحابہ اور اہل المہاجر والانصار کی کثیر تعداد تھی۔ حفاظ قرآن بھی کافی تعداد میں تھے چنانچہ عقربا کے قلعہ کے کھلے میدان میں دونوں لشکر صف آرا ہوئے مسیلمہ کے جاں نثار سپاہیوں کی تعداد ساٹھ ہزار تھی۔ اتنا بڑا لشکر اہل عرب نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا سارے سپاہی فولاد کی زرہوں میں غرق تھے اسلحہ کی فراوانی تھی۔ تلوار ہاتھ کی کمی تھی جب یہ جنگ شروع ہوئی جس کے نتیجہ پر اسلام کے مستقبل کا انحصار تھا تو مشرکین نے پہلا حملہ اس شدت سے کیا کہ مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے دشمن بڑھتے بڑھتے اس جگہ تک پہنچ گیا جہاں خود خالد کا جھنڈا گڑا تھا حضرت خالد کی جرأت اور بے نظیر شجاعت کام آئی حضرت خالد خود گھوڑے پر سوار ہوئے یا محمداہ کا نعرہ لگایا اور سپاہ پر حملہ کر دیا چند گھنٹوں کی خونریز لڑائی میں دشمن کے سات ہزار سے زیادہ سپاہی ہلاک ہو گئے حضرت خالد نے چن چن کر ان اور مسیلمہ کے گرد جمگھٹا بنا کر کھڑے ہونے والے سپاہیوں پر یکبارگی حملہ کر دیا۔ ان کے گرد لاشوں کی طرح گرنا شروع کر دیا۔ اس اچانک اور بے پناہ حملہ سے ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ انہوں نے مسیلمہ سے پوچھنا شروع کیا۔ این عاقبة تمرنا جس نصرت کا تم ہم سے وعدہ کیا کرتے تھے وہ کہاں ہے؟ مسیلمہ نے کہا قاتلوا على احسابكم یعنی اپنی اپنی عزت کی خاطر لڑو۔ اس کا اشارہ کہ اب اپنی خاندانی عزت و حمیت کے لیے جنگ کرو یہ کہا اور میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ محکم ابن طفیل نے جب اپنی قوم کی یہ رسوائی دیکھی اور اقرار قرن کے عالم میں میدان سے شکست کھا کر بھاگتے دیکھا تو پکارا۔ یا بنی حنیفة الى الحديقة۔ اے بنی حنیفہ باغ میں داخل ہو جاؤ۔ وہاں قریب ہی ایک وسیع باغ تھا جس کی چار دیواری بڑی مضبوط اور اونچی تھی اور آہنی دروازے لگے ہوئے تھے۔ وہاں بھاگ کر انہوں نے پناہ لی حضرت براء ابن مالک نے جب یہ دیکھا کہ دشمن قلعہ نما باغ میں پناہ گزیں ہو گیا ہے تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ مجھے اوپر اٹھاؤ کہ کسی طرح باغ کی دیوار پر چڑھ جاؤں۔ انہوں نے منع کیا لیکن ان کا اصرار بدستور رہا چنانچہ آپ کو دیوار پر پہنچا دیا گیا۔ وہاں پہنچ کر آپ نے بڑی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنا شروع کر دیا راستہ میں جو ملا اس کو تہ تیغ کرتے گئے یہاں تک کہ دروازہ کے قریب پہنچے اور اسے کھول دیا مسلمان مجاہدین اندر داخل ہو گئے بڑے گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی یہاں تک کہ وحشی رضی اللہ عنہ جنہوں نے حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کیا تھا انہوں نے مسیلمہ کو قتل کر دیا۔ جب اس کے لشکریوں کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حَرَجٌ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

(پر کہیں گناہ اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی داخل فرمائے گا اسے باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ

نہریں۔ اور جو شخص روگردانی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دردناک عذاب دے گا۔ یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ۱۷ ان

علم ہوا تو انہوں نے جتھیار ڈال دیئے سات ہزار کفار وہاں مارے گئے۔ دشمن کے مقتولوں کی مجموعی تعداد اکیس ہزار تھی ہے مسلمانوں کا بھی خاصا جانی نقصان ہوا ہزار بندوں کی تعداد میں جلیل القدر صحابہؓ نے جام شہادت نوش کیا اس طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کی عظیم قیادت حضرت خالدؓ کی بے نظیر عسکریت اور صحابہ کرامؓ کی بے مثل شجاعت و بسالت نے فتنۂ انکارِ ختم نبوت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیا۔

یہ وہ پہلا معرکہ ہے جو اس آیت کے نزول کے بعد مسلمانوں اور ایک ایسی قوم کے درمیان ہوا جس پر اولاً بأس شدید کا لفظ بولا گیا اور اس کا انجام بھی قتال فہم اویسلمون کے عین مطابق ہوا حضرت ناقع ابن مدیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

واللہ لقد کنا نقرأ ھذہ الآیۃ فیما مضی ستدعون الی قوم اولی بأس شدید فلا ندری من ھم حتی دعانا ابوبکر الی قتال بنی حنیفۃ فعلمنا انھم ھم

بخدا پہلے ہم یہ آیت پڑھا کرتے تھے لیکن ہمیں یہ علم نہ تھا کہ وہ جنگجو قوم کون سی ہے جس کے ساتھ ہمیں جنگ کی دعوت دی جائے گی جب صدیق اکبرؓ نے ہمیں بنی حنیفہ کے ساتھ جنگ کرنے کی دعوت دی تو ہم جان گئے کہ یہی وہ قوم ہے جس کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔

۱۷ مدینہ طیبہ میں کئی مخلص مسلمان جو بیمار یا لنگڑے تھے وہ بھی اس جہاد میں شریک ہونا چاہتے تھے انہوں نے جب مخلصین کے بارے میں یہ آیت سنی تو بے چین ہو گئے کہ ہمارا ان کا ساتھ ہی کہیں ان کے آڑے نہ آ جائے۔ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر گزارش کی کیف بنا یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول ہمارا کیا بنے گا؟ ہم بھی تو اس سفر میں شریک تھے۔ ان کے اطمینان کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۸ آیت ۱۰ میں حضور علیہ السلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی اہمیت کو بیان کیا گیا کہ اللہ کے رسول کے دست مبارک پر ہاتھ کی بیعت کرنا کوئی معمولی بیعت نہیں ہے یہ ہاتھ اللہ کا ہے رسول کے ساتھ بیعت رسول کے خلفاء خود الجلال کے ساتھ بیعت ہے گویا تم براہ راست اپنے رب کے ساتھ معاہدہ کر رہے ہو کہ اے مجھے بیعت سے بہت کرنے والے اللہ میں اپنے گناہوں اطاعات و احسانات سے سرفراز فرمانے والے اے میرے خالق اللہ دل میں شمع ایمان کو نور عشق سے فروزاں کرنے والے تیرا بندہ وعدہ کرتا ہے کہ تیری رضا میرا حاصل زیست ہے اور اس کے حصول میں سرگرداں رہے گا۔

وہ کہ تیرے وعدہ تربت ہوتے ہیں جیسے اس کو نباہنے والے کم ہوتے ہیں۔ یہاں اس بات کی بھی تصریح کر دی کہ جو اللہ کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آئندہ کے لئے اپنی ہر نرسوائی اور ذلت و سیاہی کا باعث بنے گا لیکن جس نے جہاں وفا نامہ اور پھر اس کے آئندہ کے لئے پورا کیا اللہ تعالیٰ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا جس اجر کو قرآن عظیم بیان کر رہا ہے اس کی عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

ان آیات قرآنی میں وہ اوپر کے ہر، ماشاء اللہ، بوناکیش، منزل مہر و وفا کے بلند اقبال مسافروں کا ذکر تحسین کے ساتھ کیا جا رہا ہے جنہوں نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دست ہدایت بخش پر بیعت کی اور پھر اس کا حق ادا کر دیا ساتھ ہی اس جاں نثاری اور وفاشعاری کا جو صلہ بارگاہ رب جلیل سے انہیں عطا فرمایا اس کا بیان کر دیا تاکہ دنیا دیکھ لے کہ اللہ کے محبوب کے غلام اس کے آغوش لطف و کرم کے پروردہ، سلام کے لشکر کے یہ جیالے خدا کی کس قسم کے لوگ تھے۔

۶ سنہ ذی القعدہ کے مہینہ میں حضور سرور کائنات طیب الطیب الصلوٰۃ و اجل التحیات اپنے چودہ سو جاں نثاروں کے ساتھ عمرہ ادا کرنے کی نیت سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے انہوں نے احرام باندھے ہوئے تھے۔ قربانی کے جانور ساتھ تھے۔ دفاعی حفاظت کے لیے ایک تلوار کے علاوہ کسی قسم کا سامان جنگ ان کے پاس نہ تھا اللہ کے بندوں کا یہ گروہ اللہ کے گھر کی زیارت کے شوق سے سرشار ہو کر مکہ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اہل مکہ کو جب ان کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دیں گے۔ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مناسب سمجھا کہ ان کے پاس اپنا سفیر بھیج کر انہیں اپنی آمد کے مقصد سے آگاہ کریں اور ان کی پاس غلط فہمی کو دور کر دیں کہ مسلمان کفر پر قبضہ کرنے کی نیت سے آئے ہیں۔ اس نازک اور اہم مقصد کی تکمیل کے لیے نگاہ رسالت نے چودہ سو صحابہؓ میں سے حضرت عثمانؓ کو منتخب کیا۔ آپ کے واپس جانے کے بعد یہ افواہ پھیل گئی کہ کفار مکہ نے آپ کو شہید کر دیا ہے مسلمانوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔ نبی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس نازک صورت حال میں ایک ایسا اقدام کیا جس سے دنیا بھر کے ہر قابل سے قابل حالات کر سکتے ہیں کہ قوم کے جوش و خروش کو کس طرح تعمیری مقصد کے لیے استعمال میں لایا جاتا ہے۔ حضور ایک درخت (ببول) کے نیچے تشریف فرما ہو گئے اور فرزندان اسلام کو دعوت دی کہ وہ اس بات پر بیعت کریں کہ جب تک خون عثمانؓ کا بدلہ نہ لیں گے میدان جنگ سے نہ ہٹیں گے۔ اس بیعت کی برکت سے مسلمانوں میں ایسا جوش و خروش پیدا ہو گیا اور جاں بازی کا وہ بے پناہ جذبہ بیدار ہو گیا جس کو دنیائے کفر کے تمام تر قوت بھی شکست نہیں دے سکتے تھے۔ اس کا فوری اثر یہ ہوا کہ کفار کے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے صلح کر لینے میں ہی اپنی خیریت سمجھی۔ اس بیعت کی دوسری برکت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان پاکباز بندوں اور اپنے محبوب کی شیریں مثال کے پیمانوں کے سروں پر اپنی رضا کا تاج سجا دیا۔

میاں کا صد مبارک ہو اے سلام کے سرکش مجاہدو آج تمہارا رب تم پر راضی ہو گیا۔ مبارک صد مبارک! اے تحریک کے شاگردو آج اپنی زندگی کے امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ مبارک صد مبارک! اے جانثارو تم نے اپنے حسن عمل اور خلوص نیت کے رنگین پھولوں سے آراستہ کرنے والا قیامت تک آنے والے ارباب وفا کی راہ میں تم نے ایسے چراغ روشن کر دیے ہیں جن کو کوئی آندھی بجھا نہ سکے گی تمہاری جاں نثاری کے طفیل محبت کی دنیا آباد ہے گی۔ جادۂ حق کے مسافر تمہارے نقش قدم سے تا ابد اکتساب فیض کرتے رہیں گے۔

آیت کے ان ربانی کلمات میں غور کیجیے اللہ تعالیٰ کیا فرما رہا ہے۔ کس انداز سے فرما رہا ہے اور کن کے بارے میں فرما رہا ہے۔ لام تاکید برائے تاکید۔ رضی عنہ کا صیغہ جو تحقق اور وقوع پر دلالت کرتا ہے۔ اس جملہ کو ظرف کر کر دیا یعنی بلاشک و شبہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ کی اس درخت کے نیچے پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا ۱۸

فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً

پس اتارا اس نے اطمینان کو ان پر ۱۹ اور بطور انعام انہیں بدلہ فتح نزدیک ۲۰ اور بہت سی غنیمتیں جو وہ لیں گے

اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ہے کن سے؟ مومنین سے۔ اس پر یہ الفاظ مزید زور پیدا کر رہے ہیں کہ کس وقت جب یہ بیعت آپ اس درخت کے نیچے کر رہے تھے اور آپ کے غلام دیلفہ دامہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے آپ کے دست پاک پر سرفروشی، جان بازی اور وفا شعاری کی بیعت کر رہے تھے۔

اہل علم بیعت کی بڑی فضیلت بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے لیے استعمال کیا اور یہ بیعت اللہ کے دین کی خاطر تھی اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا۔ فتح خیبر کی بشارت سورۃ فتح میں اس کو حاصل کرنے والوں کو دی گئی اور یہ بیعت رضوان کا ذکر ہے۔ اس لیے اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بیعت کے اور بھی بہت سے فضائل ہیں۔ مثلاً یہ بیعت اللہ کے لیے تھی اور اللہ کے ہاتھ پر تھی۔ اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا بہت بڑی فضیلت ہے۔ اس بیعت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اس بیعت میں شریک ہونے والا کوئی شخص جہنم میں نہیں جائے گا۔ اس بیعت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اس بیعت میں شریک ہونے والا کوئی شخص مرتد نہیں ہوا۔ اس بیعت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اس بیعت میں شریک ہونے والا کوئی شخص منافق نہیں ہوا۔ اس بیعت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اس بیعت میں شریک ہونے والا کوئی شخص جہنم کے درخت زقوم کا پھل نہیں کھائے گا۔ اس بیعت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اس بیعت میں شریک ہونے والا کوئی شخص جہنم کے داروغہ مالک کو نہیں دیکھے گا۔ اس بیعت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اس بیعت میں شریک ہونے والا کوئی شخص جہنم کی آگ کو نہیں دیکھے گا۔ اس بیعت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اس بیعت میں شریک ہونے والا کوئی شخص جہنم میں نہیں جائے گا۔ اس بیعت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اس بیعت میں شریک ہونے والا کوئی شخص جہنم کے عذاب میں مبتلا نہیں ہوگا۔ اس بیعت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اس بیعت میں شریک ہونے والا کوئی شخص جہنم کے عذاب میں مبتلا نہیں ہوگا۔ اس بیعت کے بارے میں یہ بھی ہے کہ اس بیعت میں شریک ہونے والا کوئی شخص جہنم کے عذاب میں مبتلا نہیں ہوگا۔

۱۸ یعنی ہم ان کے دلوں کی کیفیت خلوص اور بیعت کو خوب جانتے ہیں اور اس بنا پر ہم نے ان کو اپنی خوشنودی کی سند عطا فرمائی ہے۔ ایک شیعہ مفسر طبرسی اس آیت کی یہ عبارت کہ "تعلم ما فی قلوبھم من الیقین والصبر والوفاء" (مجمع البیان جلد ۹ ص ۱۰۱) ان کے دلوں کے اندر یقین، صبر اور وفا کے پاکیزہ جذبات تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں جان لیا پھر یہ کہ شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی کہتے ہیں "فعلم ما فی قلوبھم انھم یوفون بما عاھدوا علیہ من الثبات" (منہج الصادقین جلد ۹ ص ۲۰۲) ان کے دلوں میں جو کچھ تھا اس کو جان لیا کہ وہ اس بیعت پر ثابت قدم رہیں گے۔ اسی طرح ملا فتح اللہ کاشانی نے اس بیعت کو بیعت رضوان کہا ہے اور اس کے فضائل بیان کیے ہیں۔ (منہج الصادقین جلد ۹ ص ۲۰۲) ان کے علاوہ اور بہت سے شیعہ علماء نے اس بیعت کے فضائل بیان کیے ہیں۔ ان تمام حوالوں سے ثابت ہو گیا کہ اس بیعت میں شریک ہونے والے تمام لوگ مومن تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو جان لیا تھا۔ اس کی اس معیت سے یہ بیعت خود بخود ان کے مومن ہونے کی دلیل بن گئی۔ اس بیعت کے شرکاء کا ایمان ثابت ہو گیا جس کا تقاضہ یہ ہے کہ ان شرکاء کے بارے میں جو کچھ بھی کہا جائے گا وہ ایمان سے متعلق ہوگا اور علم و نظر کے مصداق میں ہوگا۔ اس کی شہادت کو تعلق نہیں ہوگا۔

۱۹ اللہ تعالیٰ نے اس مختصر پیرا گراف میں جن واقعات اور آیات سے نوازا ان کی تفصیل میں ان کا ذکر کر رہا ہے۔

پہلا احسان تو یہ فرمایا کہ ان کے دلوں کی کیفیت اور حالت سے مطلع کر دیا۔ شاید کہیں یہ شبہ کر کہ اس انعام کی اہمیت کو صحیح نہ جانو جو آپ کو ایسے شخص سے اس کی تعداد کثرت پھر جو پہلے طرف سے دشمن کے نشانے پر ہے دشمن سے برداشت ہونے کے لیے اس کے پاس اسباب بھی نہ ہوں اپنے اہل اور اپنے دشمنوں سے محبت کرنے والوں کے میل ملاپ اور ان سے ملاقات میں پائی نہ آنے دیا۔ ان کو اپنی آنکھیں نیچی کرنے پر مجبور کر دیا اور جو پیاس کی کیفیت طاری ہو گئی تھی اس کی کثرت اس کا استحضار کا اول اس کے لیے بہت مشکل نہ ہو کہ اس کے رسول اور مومنوں کو فتح سے سرفراز کر دیا اس سے بڑھ کر فانزل السکینۃ علیہ کسی امت پر کتنا بڑا احسان ہے یہ انعام کن لوگوں کو دیا گیا فرمایا علم ما فی قلوبھم جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر اس درخت کے نیچے بیعت کے وقت بیعت کی تھی بلکہ اس جگہ کا کنکر کنکر بھی اس جگہ کی گواہی دیتا ہے کہ یہاں کون لوگ تھے۔ روی الطبرانی والحاکم وصححہ والبیہقی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال کان اصحاب الشجرۃ الف واربع مائۃ (الاصابہ جلد ۱ ص ۱۱۱)

۲۰ یہ دوسرا انعام ہے جس سے مخلصین کی اس جماعت کو سرفراز فرمایا گیا یعنی قریب ہم میں بدلہ حسن کے مقابلہ میں فتح عطا فرمائیں گے اور ثمرہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَأْخُذُونَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٩﴾ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً

جن کو تم عنقریب حاصل کرو گے۔ پس اللہ نے یہ (صلح) تم سے جلد (حاصل) کرا دی اور لوگوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے (تاکہ تم پر آزمائش نہ ہو) اور تاکہ یہ مومنوں کے لئے نشانی ہو اور تاکہ تم کو سیدھا راستہ دکھائے۔ اور اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جنہیں تم لو گے

دینے کا جو صدمہ تمہیں پہنچا ہے اس کا ازالہ ہو جائے گا۔ جب کفر سرنگوں ہو گا اور اسلام کا پرچم لہرائے گا تو تمہارے زخمیدہ دل فرحت اور ابتہاج سے باغ باغ ہو جائیں گے۔

یہاں بجز انا ابھم میں ضمیر مفعول کا مرجع وہی لوگ ہیں جنہوں نے بیعت الرضوان کا شرف حاصل کیا تھا۔

اس خوش خبری کا مصداق فتح خیبر ہے کیونکہ سفر حدیبیہ کے قریباً بعد ہی حضور نے خیبر پر چڑھائی کر دی۔ یہودیوں کے ساتھ قلعے اور تمام گڑھیاں فتح ہوئیں اور اسلام کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو حکم دیا کہ اس سفر میں صرف وہی لوگ جہاد کا شرف حاصل کریں گے جو حدیبیہ کے سفر میں ہمارے ساتھ تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد سے ہی فانا بھم کی ضمیر کا مرجع متعین ہو گیا۔

۲۰ یہ تیسرا انعام ہے جس سے یہاں فرشتوں کے اس گروہ کو سرفراز فرمایا جا رہا ہے۔ یعنی ہم انہیں مال غنیمت دیں گے اور بکثرت دیں گے جس سے ان کے افلاس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ اموال غنیمت جس خاتم کثیرہ کہا گیا ہے خیبر سے حاصل ہونے والے منقولہ اور غیر منقولہ اموال و املاک ہیں۔

حدیبیہ میں کفار مکہ کے ساتھ جس صلح نامہ پر دستخط ہوئے اس کی مدت دس سال تھی۔ اس صلح سے ابھی کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ ادھر ان کے حلیف قبائل بنو بکر کے گروہ نے اور جنوبی حجاز میں پھیلے ہوئے تھانوں کی طرف سے عملاً معاہدہ ختم ہو گیا۔ اس طرح مدینہ طیبہ کو مسلسل کئی سال سے دشمن سے برسر پیکار رہنا، شب و روز ان کی یلغار کا کھٹکا لگا رہتا تھا اس سے سکون کا تو خواب ہی حرام تھا ایک دوسرے محاذ کی طرف توجہ فرمانا یہ علاوہ یہ کہ یہودیوں کا تھا۔ اسلام اور پیغمبر اسلام سے عداوت میں یہ لوگ کفار مکہ سے دو قدم آگے تھے۔ ان کے پاس دولت کی فراوانی تھی خیبر کی زرخیز وادی ان کی ملکیت تھی۔ وہاں انہوں نے اونچی چٹانوں پر مستحکم قلعے اور گڑھیاں بنا لی تھیں جو بظاہر ناقابل تسخیر نظر آتی تھیں۔ بنی قریظہ اور بنی نضیر کے جلاوطن بھی ان کی معاونت کر اور بھڑکا رہے تھے۔ ان کے پاس افرادی طاقت کی بھی کمی نہ تھی خیبر کے قلعوں میں جنگجو سپاہیوں کی مجموعی تعداد دس ہزار تھی۔ انہوں نے مسلمانوں کے ایلچی کو کہلا بھیجا تھا کہ ان کے پاس خوراک کے اتنے ذخائر ہیں جو ساٹھ سال کی محاصرہ میں کافی نہ ہو سکتے تھے عرب کے مشرکین قبائل یہود کا حلیف تھا۔ ان کا اتحاد قبائل دور دراز علاقہ جات میں مختلف مقامات پر مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار تھے وہ ان کو ساتھ ملا کر مدینہ پر چڑھائی کرنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ قبیلہ غطفان سے بھی ان کے گہرے تعلقات تھے

ایسے خطرناک اور کینہ توز دشمن کی طرف سے حرب نظر یا انہیں حملہ کی تیاری کے لیے مزید مہلت دینا سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی کے خلاف تھا۔ حضور نے خیبر پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی اور اس مہم میں شرکت کے لیے غطفان کے بہادروں کو دعوت دی گئی جو حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان سے مشرف ہوئے تھے۔ یہ سفر بڑی راز داری اور بڑی تیزی سے کیا گیا۔ ایک رات لشکر اسلام خیبر کی طرف رواں دواں تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عامر بن اکوع کو ارشاد فرمایا۔ انزل یا ابن الاکوع فحدثنا من ھنا تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اے اکوع کے فرزند! ذرا ہمیں اپنا اور اپنا کلام سنا دو۔ وہ اترے اور اونٹوں سے بڑی خوش الحانی سے یہ اشعار پڑھے

واللہ لولا اللہ ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا

بخدا اگر اللہ تعالیٰ کی مہربانی و فرمائی تو ہم کو ہدایت نصیب ہوتی اور نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھنے کی توفیق میسر آتی۔

انا اذا قوم بغوا علینا وان ارادوا فتنۃ ابینا

ہم وہ جاں باز ہیں کہ اگر کوئی قوم ہم پر سرکشی کرتی ہے اور ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا کرنا چاہتی ہے تو ہم اس کے سامنے سر جھکانے سے انکار کر دیتے ہیں۔

فانزلن سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا

الٰہی! ہم پر سکینہ نازل فرما اور جب دشمن سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

ان کے یہ شعر سن کر حضور بڑے خوش ہوئے اور فرمایا: یہ حملہ ربنا لک اے عامر! تیرا رب تجھ پر رحم فرمائے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول اٹھے۔ وجبت یا رسول اللہ لو امتعتنا بہ مقتل یوم خیبر فقال اے اللہ کے پیارے رسول! آپ کے اس کلام پر شہادت واجب ہو گئی۔ کاش حضور کچھ مدت اور ہمیں ان سے مستفید ہونے دیتے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ نے غزوۂ خیبر میں شہادت پائی۔

عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ خیبر ایک شہر کا نام ہے۔ وہاں ایک ہی قلعہ تھا جب وہ فتح ہوا تو خیبر پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔ اس طرح صحابہ کرام نے خیبر کو سر کرنے میں جن جانبازیوں کا مظاہرہ کیا اور جس طرح داد شجاعت دی ان کا صحیح علم نہیں ہو سکتا میں قارئین کرام کی اجازت سے حقیقت حال ذرا تفصیل سے کہنا چاہتا ہوں۔

خیبر ایک علاقہ کا نام ہے جس میں کئی آبادیاں متعدد قلعے اور گڑھیاں تھیں۔ یہ علاقہ دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک کا نام "نطاۃ" ہے۔ یہ پہاڑی حصہ ہے۔ اس میں چٹانیں اونچے نیچے ٹیلے اور پتھریلی زمین ہے۔ دوسرے کا نام "شق" ہے۔ یہ نرم زمین میں واقع ہے اس کی آب و ہوا صحت کے لیے مضر ہے۔ "نطاۃ" کے مشہور قلعوں کے نام یہ ہیں: حصن ناعم، حصن الصعب، ابی الحقاق، حصن قموص اور "شق" کے مشہور قلعوں کے نام یہ ہیں: سلالم، وطیح اور سلالم۔

جب حضور خیبر کی وادی میں داخل ہونے لگے تو سب کو حکم دیا: "قفوا" رک جاؤ۔ پھر یہ دعا مانگی:

اللھم رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن ورب الریاح وما ذرین نسألک خیر ھذہ القریۃ وخیر اھلھا وخیر ما فیھا ونعوذ بک من شرھا وشر اھلھا وشر ما فیھا۔ اے اللہ! اے آسمانوں کے رب اور جس پر وہ سایہ فگن ہیں اور اے زمینوں کے رب اور جسے وہ اٹھائے ہوئے ہیں اے شیاطین کے رب اور جنہیں انہوں نے گمراہ کیا ہے اے ہواؤں کے رب اور جنہیں وہ منتشر کرتی ہیں میں اس گاؤں اور اس میں بسنے والوں کی بھلائی کی تجھ سے التجا کرتا ہوں اور میں اس گاؤں اس میں بسنے والوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ (ہر بستی میں داخل ہوتے وقت یہ دعا مانگا کرتے۔)

پھر وادی خیبر میں داخل ہوئے۔ صبح کا وقت تھا۔ یہودی حسب معمول روزمرہ کے کام کے لیے کدالیں، کتیاں اور ٹوکرے اٹھائے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اپنے قلعوں سے باہر نکل کر کام کاج کے لیے جایا کرتے تھے لشکرِ اسلام کو وہاں دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ واللہ محمد والخمیس فقدا کی قسم یہ محمد ہیں اور ان کا لشکر یہ کہتے ہوئے واپس بھاگے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ اوپر کو اٹھا کر بلند کہتے ہوئے نعرہ لگایا۔ اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین۔ اللہ سب سے بڑا ہے خیبر برباد ہو گیا ہم جب کسی قوم کے صحن میں اترتے ہیں تو ان کی صبح بڑی خطرناک ہوتی ہے۔

تمام مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے قلعہ نطاۃ کا محاصرہ کیا۔ ابن کثیر، ابن اثیر، ابن خلدون، بڑی شدید جنگ ہوئی۔ یہودیوں نے بڑی شجاعت سے مقابلہ کیا یہ سلسلہ کئی دن تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ لشکرِ اسلام کو فتح ہوئی اور قلعہ پر اسلام کا پرچم لہرا دیا گیا۔ طبرانی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے اس روز ارشاد فرمایا کہ دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے عافیت اور سلامتی مانگا کرو۔ لیکن جب جنگ کے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہے فقولوا اللھم ربنا ربہم ونا صیتہم وذوا صیھم بیدک انما قتلت لھم انت ثم الھزموا الان ضن جلوسا خلفا فشوکھم فالھضوا وکبروا یعنی دشمن جب یہ بول اٹھے اس وقت کہو اے اللہ تو ہی ہمارا اور ان کا رب ہے۔ ہماری پیشانیاں اور ان کی پیشانیاں تیرے ہاتھ میں ہیں۔ تو ہی ان کو قتل کرتا ہے یہ کہہ کر زمین پر پڑ جاؤ، پھر جب دشمن تم پر حملہ آور ہو تو کھڑے ہو جاؤ اور زور سے نعرۂ تکبیر بلند کرو۔

قلعہ نطاۃ سر کرنے کے بعد قلعہ صعب کا محاصرہ کیا گیا یہ قلعہ پہلا منضبط تھا۔ اس میں ان کے خوراک کے ذخائر تھے۔ اس کی حفاظت کا انہوں نے بڑا اہتمام کیا ہوا تھا تین روز تک جنگ ہوتی رہی۔ دونوں فریق داد شجاعت دیتے رہے۔ مسلمانوں کے پاس خوراک کی شدید قلت تھی۔ حضرت حباب بن منذرؓ کو حضورؐ نے یہ فرمایا۔ ان کو علم دیا اور اپنے رفقاء کے ساتھ میدان جنگ کی طرف روانہ کیا۔ یہود کی طرف سے یوشع نامی پہلوان میدان میں آیا اور مبارزت طلبی۔ حضرت حبابؓ نے ایک ہی وار میں اس کو ڈھیر کر دیا۔ پھر زبال نامی یہودی اپنی کرار لے کر آیا۔ حارث ابن ابی زینب انصاری نے اس کو واصل جہنم کیا۔ آخر یہ قلعہ بھی فتح ہوا۔ اس میں جو کھجور، گندم، شہد، زیتون، چربی اور گھی کے اتنے ذخائر مسلمانوں کے ہاتھ آئے جن کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ اس طرح مسلمانوں کی فاقہ کشی کا خاتمہ ہوا۔

لیکن علامہ ابن اثیر اور ابن خلدون کے قول کے مطابق قلعہ قموص کا محاصرہ کیا گیا۔ یہ یہودیوں کے سردار ابی الحقیق کے ہتھ کا قلعہ تھا۔ اس میں یہودیوں کی بہادر فوج تھی۔ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ قلعہ کتنا مضبوط ہو گا۔ لیکن چند دن کی شدید جنگ کے بعد اس پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

علامہ زرقانی کے قول کے مطابق قلعہ صعب کے بعد صحابہؓ نے قلعہ زبیر کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ یہ قلعہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقع تھا۔ تین دن گھیرے کے بعد یہ قلعہ فتح ہوا۔ اس اثنا میں غزال نامی ایک یہودی حضورؐ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا اے ابوالقاسم! اگر آپ مجھے امان دیں تو میں آپ کو ایسا طریقہ بتاؤں گا جس سے یہ مشکل حل ہو جائے گی۔ ویسے اگر آپ ایک مہینہ تک بھی اس کا محاصرہ کیے رہیں تو یہودیوں کو پرواہ تک نہ ہو گی۔ قلعہ میں سرنگیں ہیں رات کے وقت وہ ان سرنگوں سے نکل کر پانی بھر لاتے ہیں۔ اگر ان سرنگوں کو تباہ کر دیا جائے تو یہودی فوراً ہتھیار ڈال دیں گے۔ چنانچہ حضورؐ نے ایسا ہی کیا۔ یہودی اب کھلے میدان میں نکل کر لڑنے مرنے پر تیار ہو گئے۔ سخت جنگ ہوئی۔ بہت سے صحابہ کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا اور یہودیوں کے کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کی مدد سے حضورؐ کو فتح ہوئی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نطاۃ کے علاقہ کا یہ آخری قلعہ تھا۔ اس علاقے سے فراغت ہوئی تو شق کے علاقہ میں یہودیوں کے قلعوں کو سر کرنے کی طرف حضور متوجہ ہوئے سب سے پہلے قلعہ سموان کا محاصرہ کیا گیا۔ فریقین نے اپنی اپنی شجاعت کے جوہر دکھلائے۔ مرحب ثانی یہودی دعوت مبارزت دیتا ہوا میدان میں آیا۔ حضرت حباب ابن منذر نے آگے بڑھ کر اس کو جہنم رسید کیا۔ اس کے بعد ایک اور یہودی بہادر نے مسلمانوں کو للکارا۔ حضرت ابو دجانہ نے اس کا کام تمام کیا۔ مسلمانوں نے فتح کا پرچم بلند کیا۔ قلعہ پر حملہ اول کیا۔ اس کے آہنی دروازے کو توڑ کر مسلمان قلعہ میں داخل ہو گئے۔ حضرت ابو دجانہ پیش پیش تھے۔ ان کی تلوار یہود پر بجلی بن کر گر رہی تھی۔ یہاں بھی مسلمانوں کو بہت سا قیمتی سامان، ریوڑ اور خوراک کے ذخائر دستیاب ہوئے۔ یہاں شکست کھانے کے بعد یہودی جان بچا کر اسی علاقہ کے دوسرے قلعہ حصن نزال میں اپنے ساتھیوں سے جا ملے۔ ایک کثیر جمعیت قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ فیصلہ کن جنگ کرنے کا عزم کر لیا۔ ان لوگوں نے لشکر اسلام پر سنگ باری اور تیر اندازی کی۔ کئی تیر حضور کے لباس کے ساتھ آ کر پیوست ہو گئے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں میں انگلیاں ملیں اور انہیں اس قلعہ کی طرف پھینکا۔ قلعہ کی دیواریں لرز گئیں۔ ان پر ایسا رعب طاری ہوا کہ ان کے حوصلے ٹوٹ گئے اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیے۔

ابن کثیر، ابن ہشام اور ابن قیم کی روایات کے مطابق آخری قلعے جن پر مسلمانوں نے حملہ کیا وہ وطیح اور سلالم کے قلعے تھے۔ انہیں میں سے ایک قلعہ میں مرحب ثانی ایک بہت بڑی جمعیت کی قیادت کر رہا تھا۔ اس علاقہ کی دوسری مسلح یہودی جمعیت عرب میں پکی ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نامور صحابہ نے جب یہودیوں کے ان آخری مورچوں پر حملہ کیا تو انہوں نے بھی جان کی بازی لگا دی۔ کئی دن تک گھمسان کا معرکہ جاری رہا۔ ایک دن حضور نے حضرت صدیق اکبر کو لشکر کے ساتھ بھیجا۔ دن بھر مسلمان کی جنگ ہوتی رہی لیکن قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ شام کو یہ لشکر اپنی قیام گاہ پر واپس آ گیا۔ دوسرے روز حضرت فاروق اعظم کی قیادت میں لشکر نے اس قلعہ پر حملہ کیا۔ شدید لڑائی ہوئی لیکن کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ لاعطین الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یاخذھا عنوۃ۔ کل میں یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے اور جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت کرتا ہے۔ وہ اس قلعہ کو زبردستی دشمن سے چھین لے گا۔ صبح ہوئی۔ حضور نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو یاد فرمایا۔ عرض کی گئی ان کی آنکھیں دکھتی ہیں۔ فرمایا انہیں لے آؤ۔ سلمہ کہتے ہیں میں آپ کو ہاتھ سے پکڑ کر بارگاہ رسالت میں لے آیا۔ حضور نے پوچھا علی! کیا ہوا؟ عرض کی آنکھیں دکھنے لگی ہیں۔ سخت درد ہے۔ کچھ نظر نہیں آتا۔ فرمایا میرے نزدیک آؤ۔ میں قریب گیا تو حضور نے میرا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ اپنا لعاب دہن اپنی مبارک ہتھیلیوں پر ملا اور میری آنکھوں پر لگایا۔ پھر کہا تھا دفانب اشوب چشم کا قذہ۔ ایسے معلوم ہوا جیسے کبھی کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ حضور نے اپنے دست مبارک سے اسلام کا پرچم شیر خدا کو مرحمت فرمایا اور اپنی دعاؤں کے ساتھ میدان جنگ کی طرف رخصت کیا اور وصیت فرمائی کہ ان کو پہلے اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا۔ اگر ایک شخص کو بھی ہدایت نصیب ہو گئی تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ آپ نے قلعہ کے قریب پہنچ کر ایک میدان میں جھنڈا گاڑ دیا۔ اس وقت آپ نے سرخ لباس زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ قلعہ کی دیوار سے ایک یہودی نے جھانکا اور پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا علی ابن ابی طالب۔ اس نے قلعہ بند یہودیوں کو کہا اب تمہاری شکست یقینی ہے۔ غلبہ یا مشرالیھود مرحب مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا قلعہ سے باہر نکلا۔ اس کے سر پر آہنی خود تھا۔ اس کے جسم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر چمک دار آہنی زرہ تھی۔ وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب

یعنی خیبر کے در و دیوار جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں۔ پوری طرح مسلح ہوں، بہادر ہوں، ماہر اور تجربہ کار ہوں۔

اس کی اس بڑ کو سن کر علی المرتضیٰ شیر خدا شیر کی طرح گرجے اور فرمایا۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ اکیلکم بالسیف کیل السندرہ

لیث بغابات شدید قسورہ وابن اثیرا

"میں وہ ہوں جس کا نام اس کی ماں نے حیدر رکھا ہے میں اپنی شمشیر تابدار کے ساتھ خوب ناپ ناپ کر دشمنوں کو تہ تیغ کرتا ہوں۔ جنگلوں کا شیر ہوں۔ بہت مضبوط، بہت طاقتور۔"

دونوں پہلوان ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے۔ دونوں کی طرح ان کے نعرے گونج رہے تھے۔ بجلی کی تیزی سے ایک دوسرے پر تلوار کے وار کر رہے تھے آخر ذوالفقار حیدری صاعقۂ موت بن کر اس پر گری۔ ڈھال پارہ پارہ ہو گئی۔ خود کو کاٹتی ہوئی اس کے جسم میں تیر گئی اور اس کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی پار نکل گئی۔ مرحب تو اگر اژدہا تھا ایک ہی جھٹکے میں خاک و خون میں تڑپ رہا تھا لشکر اسلام میں نعرۂ تکبیر کی صدائیں بلند ہوئیں اور یہود یوں کا آخری حصار بھی حیدری سے سر ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اپنے محبوب محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جاں باز دل بہادروں کی ایسی فوج ظفر موج عطا فرمائی تھی جنہوں نے خیبر کے ان سنبھلے قلعوں کو ایک ایک کر کے فتح کیا اور ان پر اسلام کا پرچم لہرایا۔ ان قلعوں کے فتح ہونے سے ہر قسم کے اموال غنیمت کے ڈھیر لگ گئے۔ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غلہ دیکھا گیا تھا اور نہ دیگر قیمتی سازوسامان کا۔ جو سامان جنگ دستیاب ہوا وہ بھی بے اندازہ تھا۔ خیبر کی زرخیز وادی جس میں دور دور تک سرسبز و شاداب باغات تھے اور لہلہاتے ہوئے کھیت تھے۔ سب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرمائے اس طرح وعدہ پورا ہوا جو اس آیت میں کیا گیا تھا "ومغانم کثیرۃ یأخذونھا"۔

اب آپ اس آیت کو دوبارہ پڑھیے۔ آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان اصحاب کرامؓ کا کتنا بلند مقام ہے جنہوں نے حدیبیہ کے میدان میں اپنے آقا و مولیٰ کے دست مبارک پر سرفروشی کی بیعت کی تھی۔ ان خوش نصیبوں کو چند ماہ کے اندر اندر ایک خطرناک دشمن پر فتح عطا فرمائی۔ مال غنیمت اتنا دیا کہ انہوں نے کبھی تصور تک نہ کیا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے خلوص اور ایمان کی خود گواہی دی اور ان کو اپنی خوشنودی کے مژدہ سے نوازا اور اپنی رضا کا ایسا زریں تاج ان کے سروں پر سجایا جس کی آب و تاب قیامت تک ماند نہ پڑے گی۔ جس کی چمک دمک میں ہر لمحہ اضافہ ہی ہوتا رہے گا جنہوں نے اپنے رب کو راضی کر لیا۔ جو ان پر ان کا رب راضی ہو گیا۔ اگر کوئی بدبخت ان سے بغض رکھتا ہے تو گویا اللہ ان کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو کرتا ہے۔ اس طرح وہ اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرے گا۔ ان نفوس قدسیہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

انما انت عبد یسخی لمن فی القلب راضیا انی لمن فی الکون یرضی بان یتسخطا

اے میرے دل کی مراد! اگر تو مجھ پر راضی ہو جائے تو مجھے یوں لگتا ہے کہ کائنات کی ہر چیز میرے لیے ناشکری ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ

اپنے دخل میں لاؤ گے ۲۰ پس جلدی یہ فتح تمہیں دے دی ہے اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا ہے ۲۱ اور اس لیے کہ یہ چیز

اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا

مومنوں کے لیے ایک نشانی بن جائے ۲۲ اور تاکہ وہ تمہیں سیدھا راستہ دکھا دے ۲۳ اور کچھ فتوحات اور بھی جن پر تم قدرت نہیں

۲۰ سابقہ آیت میں اس فتح اور اس مغانم کا ذکر کیا جو جلد ہی حاصل ہونے والی تھیں۔ اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ نوازشات کا یہ سلسلہ یہیں ختم نہیں ہو گا بلکہ جب تک تم اطاعت و خلوص کا مظاہرہ کرتے رہو گے یہ سلسلہ برابر رحمت تم پر بڑھتا ہی رہے گا۔ ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ بے شمار نعمتوں سے ہم تمہیں مالا مال کرتے رہیں گے اور اس سے پیشتر کہ نوازشات کا یہ سلسلہ شروع ہو ہم نے تمہیں صلح حدیبیہ سے نوازا ہے جو تمہاری مستقبل کی کامرانیوں اور فتوحات کی تمہید ہے۔ اس آیت میں جن مغانم کا ذکر ہے حضرت ابن عباس اور مجاہد فرماتے ہیں کہ ان سے مراد قیامت تک حاصل ہونے والی غنیمتیں ہیں۔ قال ابن عباس و مجاھد انھا للمغانم التی تکون الی یوم القیامۃ (القرطبی)

۲۱ اس جملہ میں ھٰذہ کا اشارہ الیہ صلح حدیبیہ ہے۔ قال ابن عباس عجل لکم صلح الحدیبیۃ۔ اور بعض نے ھٰذہ کا اشارہ الیہ غنائم خیبر کو بنایا ہے۔

۲۲ یہاں ایک اور احسان کا ذکر فرمایا جا رہا ہے کہ جب تم احرام باندھے ہوئے اور قربانی کے جانور ہانکتے ہوئے عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے حدیبیہ میں پہنچے تو کفار نے مزاحمت کا پکا ارادہ کر لیا۔ تم اپنے وطن سے اڑھائی تین سو میل دور تھے۔ فوری طور پر لڑنے یا اسلحہ پہننے کا کوئی امکان نہ تھا۔ کفار صرف تیرہ میل کے فاصلہ پر تھے۔ ضرورت پڑتی تو گھنٹوں کے اندر اندر سینکڑوں جنگجو تمہارے خلاف صف آرا ہو سکتے تھے اور مکہ کے تاجر بھی ان کے حلیف تھے۔ بظاہر حالات بڑے تشویشناک تھے۔ ایسے میں تم نے آپ کے حکم پر کمر فرمایا کہ ان کے دل پھٹ گئے۔ ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ ان پر ایسی دہشت اور رعب طاری ہوا کہ انہوں نے صلح کو غنیمت جانا اور انہیں ہمت نہ ہوئی کہ وہ تم سے جنگ کریں۔

آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے اپنے ہمراہ ستر صحابہؓ کو ہمراہ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو مکہ میں تمہارے مسلمان بھائیوں کے اہل و عیال پر بیت لیتے اور خون ریزی کا بازار گرم کر دیتے۔ ان کے مال و جائیداد لوٹ لیتے اگر ایسا ہوتا تو تمہاری پریشانی کی حد نہ رہتی لیکن تمہارے خدا نے بیچ میں پڑ کر ایسے حالات پیدا کر دیے کہ وہ ایسی حرکت نہ کر سکیں اور تمہارے لیے پریشانی کا باعث بنیں۔

۲۳ اس سے مراد وہ فتوحات ہیں جو قدم قدم پر نصرت خداوندی نے جس انداز سے تمہاری یاوری فرمائی اور جس طرح کی گزند سے سلامت رکھا اور تمہارے دشمنوں پر خوف اور رعب مسلط کر دیا یہ تمام باتیں واشگاف الفاظ میں اعلان کر رہی ہیں کہ تم خدا کے ہو اور خدا تمہارا ہے اور تمہارا دین اللہ کا دین ہے جس کی حفاظت اور کامیابی کا وہ ذمہ دار ہے اور تم اس کی کریم اس کا محبوب بندے ہے جس کے ساتھ اس نے وہ فضائل ذکر کرنے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ ہر تنگ کے بعد اس وعدہ کے ایفا کا ثبوت مہیا کرتا رہتا ہے۔

۲۴ تم پر اس کی مہربانیاں ہر قسم کے شک و شبہ کو دور کرنے کے لیے کافی ہیں۔ ان نوازشات سے تمہیں صراط مستقیم پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾

رکھتے تھے ۴۵ ایسی زمین جس کا احاطہ قدرت میں ہے ۴۶ اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے ۴۷

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ

اور اگر جنگ کرتے تم سے یہ کفار تو پیٹھ دے کر بھاگ جاتے پھر نہ پاتے کسی کو (دنیا بھر میں) اپنا دوست

لَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ

اور مددگار ۴۸ یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے ۴۹ اور اللہ کے دستور میں تو ہرگز

ثابت قدمی سے سُنّتے منزل بڑھتے چلے جانے کا حکم عطا فرمایا جا رہا ہے۔

۴۵ اس آیت سے ان فتوحات کا مژدہ اور ان احوالِ غیبیت کے حصول کی بشارت ہے جن کا مسلمان ان دنوں تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ مغرب میں شام، فلسطین، مصر، شمالی افریقہ، یمن اور مشرق میں عراق، ایران، افغانستان، برِ صغیر وغیرہ ممالک کی فتوحات مراد ہیں۔ قال ابن عباس ہی الفتوح التی فتحت علی المسلمین کفارس والروم وجمیع ما فتحتہ المسلمون (القرطبی)

اس آیت میں فتح مکہ کی خبر بھی دی گئی ہے۔ اس وقت یہ پیشین گوئی کون کر سکتا تھا کہ عنقریب مکہ پر اسلام کا پرچم لہرانے لگے گا۔ کس کی عقل یہ سوچ سکتی تھی کہ عرب کے یہ بادیہ نشین چند سالوں میں مشرق و مغرب کی دو عظیم طاقتوں کو یکے بعد دیگرے یوں پچھاڑ دیں گے کہ پوری نسل نہ بیکس کی اور ایک صدی کے اختتام سے پہلے معلوم دنیا کے تین براعظموں میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی صدائے دلنواز گونجنے لگے گی۔

۴۸ اس کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ ایسا کرنا تمہارے بس کی بات تو نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت سے یہ باہر نہیں۔ علامہ قرطبی نے اس کا ایک اور مفہوم بیان کیا۔ وقیل معناھا اللہ علیکم لیکون فتحھا لکم یعنی اللہ تعالیٰ نے ان ملکوں اور علاقوں کو تمہارے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے تاکہ تم آکر انہیں فتح کرو۔ ان کے قلعے اور شہر تمہارے استقبال کے لیے اپنے دروازے کھول دیں۔ کیونکہ کسی کے جزو دیم اور جابرات کے اختیار میں وہ تمہارے قدموں میں ڈھیر کر دیے جائیں۔

۴۹ آیت کا یہ فقرہ کتنا برمحل، اثر انگیز اور حوصلہ افزا ہے۔

۴۷ یعنی اگر کفار کہ تمہارے ساتھ جنگ آزما ہوتے تو انہیں ایسی رسوا کن شکست دی جاتی کہ میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ جاتے اور اس شکستہ حال میں کوئی بھی ان کا ساتھ نہ دیتا۔

۴۸ اللہ تعالیٰ کا یہ معمول ہے کہ آخر کار اپنے رسول اور اس کے فدا جاں نثار پیروؤں کو فتح و کامرانی سے ہمکنار کرتا ہے کفر و باطل کو شرمناک شکست ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ اٹل ہے۔ تاابد ایسا ہی ہے گا۔ کوئی طاقت سنتِ الٰہی کو بدل نہیں سکتی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ

کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے

بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا

وادیٔ مکہ میں باوجودیکہ تمہیں ان پر غلبہ دے دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ

تھے خوب دیکھ رہا تھا ﴿۲۴﴾ یہی وہ بدنصیب ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں بھی روک دیا مسجد حرام (میں داخل ہونے)

الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ

سے اور قربانی کے جانوروں کو بھی کہ وہ بندھے رہیں اور اپنی جگہ تک نہ پہنچ سکیں۔ اور اگر نہ ہوتے (مکہ میں) چند مسلمان مرد

وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ

اور چند مسلمان عورتیں جن کو تم نہیں جانتے (اور یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ تم روند ڈالو گے انہیں سو تمہیں پہنچے گی ان کی وجہ سے

﴿۲۴﴾ اگرچہ یہ ہے کہ مقام پر باقاعدہ لڑائی کی نوبت نہیں آئی لیکن کفار کے کئی ہتھے لفظی بالمن سے مجبور ہو کر مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے رہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ کہ کے اسی شریر سرداروں کی طرح صلح ہو کر چلی گئی تھی تو تمہارے نکلنے کی خبر پا کر لشکر اسلام پر دھاوا دیا (لیکن) ان سے پیشتر کہ وہ ہم پر حملہ کرتے ہم نے ان کو اپنے محاصرہ میں لے لیا اور گرفتار کر لیا لیکن رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو معاف کر دیا اسی طرح ایک دفعہ مکہ سے ابن ابی جہل نے پانچ سو آدمیوں کو ساتھ لے کر لشکر اسلام پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا حضورؐ نے اپنے صحابہؓ کا ایک دستہ ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا لیکن وہ دم دبا کر بھاگ نکلے اور مکہ کی گلیوں میں جا کر پناہ لی اس قسم کے کئی واقعات رونما ہوئے جن سے جنگ کے شعلے بھڑک سکتے تھے اور صلح کی کوششیں ناکام ہو سکتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی صورت حال پیدا ہونے دی کفار کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ تم پر حملہ کریں اور تمہیں بھی یہ حوصلہ نہ ہوا کہ تم ان اشتعال انگیزیوں سے براہ خود ہو کر ان پر حملہ کر دو۔

﴿۲۵﴾ یہاں یہ نہیں فرمایا کہ ہم کفار کی کارستانیوں اور تمہارے اعمال کو دیکھ رہے تھے بلکہ فرمایا جو کچھ تم کر رہے تھے یعنی اشتعال انگیز اعمال میں صبر و ضبط سے کام لے رہے تھے۔ یعنی اسے دیکھ رہے تھے اور ہم انہیں دیکھ رہے تھے تمہارے کارنامے ہی اس قابل تھے کہ چشم عبرت سے ملاحظات فرمائے جاتے ہے کفار کے کرتوت اور ان کی کارستانیاں تو ایسی تھیں کہ قابل توجہ تھیں اور نہ قابل ذکر۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا

مار بے خبری کے باعث گناہ (نہیں) تاکہ داخل کرے اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے اگر یہ (کفار) الگ ہو جاتے

لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

تو (اس وقت) جنہوں نے کفر کیا ان میں سے تو ہم انہیں سخت دکھ کا عذاب دیتے جب جگہ دی کفار نے

۴۴ یہ ایک مسلّم اصول تھا کہ جو شخص حج و عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ میں آتا اس کو روکا نہ جاتا۔ خواہ کسی دشمن قبیلے سے تعلق ہی کیوں نہ ہوتا۔ اس اصول پر برسوں سختی سے عمل کیا جاتا رہا۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلّم اصول کو بھی انہوں نے پس پشت ڈال دیا اور مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور قربانی کے جو جانور مسلمان اپنے ہمراہ لائے تھے ان کے متعلق بھی اجازت نہ دی گئی کہ منیٰ میں لیجا کر انہیں ذبح کیا جائے۔ ان کے جرائم کی فہرست بڑی طویل اور شرمناک تھی۔ ان سنگین جرائم کی پاداش میں چاہیے تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو ان پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا جاتا اور وہ کفر و شرک کے ان سرغنوں اور علمبرداروں کو پیس کر رکھ دیتے لیکن کفر کی اس اندھیر نگری میں جہاں بے درد اور خونخوار لوگ تھے جو مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ اپنی بے بسی کے باعث نہ وہ اسلام ظاہر کر سکتے تھے اور نہ وہاں سے ہجرت کر سکتے تھے۔ مسلمانوں کو بھی ان کی پوری پہچان نہ تھی۔ اگر جنگ چھڑ جاتی تو وہ بھی روندے جاتے۔ جب تمہیں اپنے مسلمان بھائیوں کے یوں پس جانے کا علم ہوتا تو تم پر کوہ الم ٹوٹ پڑتا۔ فتح کی خوشی ماتم میں بدل جاتی۔ کفار بھی تم پر زبان طعن دراز کرتے کہ دیکھو یہ اپنے مسلمان بھائیوں کو بھی قتل کرنے سے باز نہیں آتے۔ اس طرح تمہارے خلاف ہمارا پروپیگنڈے کا محاذ برپا کر دیا جاتا۔ کفار کے خلاف جنگ کا اذن نہ دینے میں یہ ایک حکمت تھی۔

۴۵ جنگ سے باز رکھنے کی دوسری مصلحت یہ تھی کہ اہل مکہ میں بہت سے ایسے لوگ موجود تھے جو اگرچہ ابھی مشرف بہ اسلام نہ ہوئے تھے لیکن ان میں حق پذیری کی صلاحیتیں موجود تھیں۔ انہیں بدرجہ کار آنے کے لیے خوشگوار ماحول اور مناسب حالات کی ضرورت تھی۔ اگر اس وقت جنگ چھڑ جاتی تو ان کفار کے ساتھ جن کے دلوں پر مُہریں لگ چکی تھیں یہ لوگ بھی سخت کے گھاٹ اتار دیے جاتے اور ہمیشہ کے لیے دروازہ توحید کا بند ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت نے یہ نہ چاہا کہ ان کی صلاحیتیں اور قابلیتیں برباد ہو جائیں اس لیے جنگ کی نوبت نہیں آنے دی تاکہ ان لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار ہونے کا مزید موقع مل جائے اور وہ کفر سے اپنا ناطہ توڑ کر اپنے نبی کریم سے محبوبیت کا رشتہ جوڑ سکیں، چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اس صلح کے بعد ہی حضرت خالد رضی اللہ عنہ جیسا بیدار مغز نوجوان جبرئیل، حضرت عمرو ابن العاص جیسا ماہر سیاست دان، عثمان ابن طلحہ کلید بردار کعبہ اور مکہ کے کئی جلیل القدر فرزند کشاں کشاں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔

۴۶ اگر یہ مسلمان مرد اور یہ مسلمان عورتیں کفار سے الگ کی جا سکتیں اور ان کو ممتاز پہچاننے کا امر ممکن ہوتا تو ہم کفار کو اسی وقت ایسے المناک عذاب میں مبتلا کر دیتے کہ انہیں چیخ کا کوئی موقع بھی نہ ملتا اور ان کے سارے لشکر برباد ہو جاتے۔ اس آیت سے ثابت ہوا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى

اپنے دلوں میں جمع کر دی (ضد) جاہلیت کی ضد ۲۶ تو اتار دی اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین کو اپنے

ایک مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ اگر کفار کسی قلعہ میں محصور ہو گئے ہوں اور ان کے ساتھ اس قلعہ میں چند مسلمان قیدی بھی ہوں تو کیا اسلامی لشکر کے لیے اس پر گولہ باری یا بمباری جائز ہے یا نہیں؟ اسی طرح اگر کفار کا لشکر مسلمان قیدیوں کو سامنے کی صف میں کھڑا کر دے اور مسلمانوں کے مقابلہ میں ان سے قتال کا کام لینا چاہتا ہے تو کیا اس حالت میں ان پر فائرنگ جائز ہے یا نہیں؟ یا کفار کا کوئی بحری جہاز ہے جس میں کافر فوج کے علاوہ چند مسلمان بھی ہیں۔ کیا ایسے جہاز کو غرق کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

امام مالکؒ ان تمام صورتوں میں گولہ باری کی اجازت نہیں دیتے لیکن امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب اس کی اجازت دیتے ہیں اور اس کی وجہ یہ کہتے ہیں کہ اس میں مصالح مسلمین کی بقا کا راز مضمر ہے۔ اگر لشکر اسلام چند مسلمان قیدیوں کی موجودگی کے باعث کفار کے ایسے قلعہ کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجا دے گا تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ کفار لشکر اسلام کو پسپا کر دیں گے اور اس کے بعد ان قیدیوں کو تہ تیغ کرنے میں پس و پیش نہیں کریں گے۔

علامہ قرطبیؒ جو خود مالکی ہیں، انہوں نے صراحۃً لکھا ہے کہ ان حالات میں مسلمان اسیروں کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا بلکہ انہیں کافر ڈھال کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن اس اجازت کو انہوں نے بعض شرائط کے ساتھ مشروط کیا ہے۔ آپ ہی ان کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وذالك اذا كانت المصلحة ضرورية كلية قطعية (قرطبی) یعنی مسلمان قیدیوں کی موجودگی کے باوجود جنگی کارروائیاں اس وقت جائز ہیں جبکہ یہ تین شرطیں پائی جائیں۔ مسلمان قیدیوں کو گولی کا نشانہ بنائے بغیر دشمن کو شکست دینے کی اور کوئی صورت نہ ہو۔ ایسا کرنے سے عمومی مصلحت کا تحفظ وابستہ ہو۔ ایسا کرنے سے اسلام کی فتح قطعی اور یقینی ہو۔

لیکن مگر ان شرائط سے کہ اگر شرط بھی مفقود ہو تو پھر مسلمان قیدیوں کو ہلاک کرنا جائز نہیں۔ اس آیت کے چند کلمات تمیز طلب ہیں۔

اَلْهِدْيَ وَالْهَدْيُ: اس میں دونوں لغتیں ہیں۔ وہ جانور جو کعبہ میں قربانی کے لیے پیش کیا جائے۔ مَعْكُوْفًا: ای محبوسا یعنی کسی جگہ روک دیا جائے۔

مَحِلَّهٗ: مكانه الذي يحل نحره۔ وہ جگہ جہاں اس کو ذبح کرنا جائز ہے یعنی حرم۔

تَطَئُوْهُمْ: الوطی والدوس عبارة عن الايقاع والاصابة۔ یعنی روند ڈالنا، پیس دینا، برباد کر دینا۔

الْمَعَرَّة: العيب وهي مفعلة من العُرّ۔ عیب، ننگ و عار۔

تَزَيَّلُوْا: تفرقوا وتميز بعضهم عن بعض۔ جدا ہو جانا۔ الگ الگ ہونا۔

۲۶ آیت میں بڑے پیمانے اور دور رس نتائج کی طرف اشارات کو بیان کیا گیا ہے جو کفار اور اہل ایمان کے طریقہ کار میں تھا۔ پہلے حمیۃ کی تحقیق ذہن نشین کر لیجیے۔

علامہ قرطبیؒ حمیۃ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الحمية فعيلة وهي الانفة يقال حميت من كذا احمية

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وتحمیۃ انفا انفت منہ وداخلک عار وانفۃ ان تقصلہ۔

الا ان فی منہم وحمی حمیم کذی الانف حمی انفہ ان یکسما

یعنی حمیت کا اصل فیصلہ ہے۔ اس کا معنی حمایت اور کسی چیز سے نفرت ہے۔ کہا جاتا ہے حمیت عن کذا یعنی اس نے اس کام سے اجتناب اختیار کیا کیونکہ اس کام کا کرنا اس کے لیے باعث ننگ و عار تھا۔

علامہ ابن حیان کہتے ہیں۔ کانت حمیۃ جاھلیۃ لانہا بغیر حجۃ وفی غیر موضعہا فانما ذالک محض تعصب۔

کفار کی حمیت کو حمیت جاہلیت اس لیے کہا گیا ہے کہ ان کی حمیت بغیر کسی دلیل کے تھی غیر محل میں تھی اور اس کی وجہ محض تعصب اور ہٹ دھرمی تھی۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عمرہ سے بار کھنا ان کے صدیوں سے رائج دستور اور سفر اصول کے سراسر خلاف تھا ان کے بڑے بڑے جرنیل انہیں اس قبیح حرکت سے روک رہے تھے انہیں یہ خوف لاحق تھا کہ حضور کا یہ سفر محض عمرہ کے لیے ہے۔ اس کے بعد وہ زیادہ طاقت پکڑ جائے گا۔ اسی کو قرآن کریم نے حمیت جاہلیت فرمایا ہے چنانچہ انہوں نے اپنے موقف کو ان الفاظ میں بیان کیا۔ نقتلوا ابنائنا واخواننا ثم یدخلون علینا فی منازلنا والات والعزیٰ لا یدخلون ابدا کہ ان مسلمانوں نے ہمارے بچوں اور بھائیوں کو قتل کیا کیا اب ہم انہیں اپنے گھروں میں داخل ہونے کی اجازت دیں۔ لات و عزیٰ کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔

کفار کی بے جا ضد اور تعصب کا یہ حال ہے۔ ان کے برعکس یہ رسول اور اس پر ایمان لانے والوں کی کیفیت ہے کہ انہیں خدا کی کسی بات کے نہ ماننے کا حکم ملے جو ان کے جذبات کے خلاف اور ان کی خودداری کے سراسر منافی ہو یا اللہ کا حکم ملتے ہی بکمال تسلیم وانقیاد جھک جاتے ہیں۔ دل میں اضطراب کی جو موجیں سر اٹھا رہی ہوتی ہیں، فوراً سرد پڑ جاتی ہیں۔ ان کا یہ اضطراب ان کی بے کلی اپنی ذات اور اپنے مفاد کے لیے نہیں محض اسلام کے لیے اور اپنی کمزوری کے لیے ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ ہر میدان میں ظاہراً اور باطناً اسلام کو غلبہ حاصل ہو۔ ان کے محبوب کی حکومت کا ڈنکا بجے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے اگر ان کے مال کی ضرورت ہے تو وہ سب کا سب قدموں میں ڈھیر کرنے کے لیے بصد خوشی آمادہ ہیں۔ اگر ان کی جانوں کی ضرورت ہے تو وہ اپنے سر کٹانے کے لیے اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک دینے کے لیے آمادہ ہی نہیں بلکہ بے تاب ہیں۔ مکہ کے بت پرستوں کی مادر ہی کا سیلاب اور وقتی سنت بھی ان کے لیے سوہان روح بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی اس کیفیت سے پوری طرح باخبر ہے۔ اس لیے اس کی نگاہوں میں ان کی بڑی قدر ہے جب وہ ان کے دلوں میں ناموس اسلام اور ناموس رسالت کے لیے اضطراب و بے کلی کے طوفان اٹھتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ ان کے دلوں کو سکون و طمانیت سے نوازتا ہے۔ ان کی بے تابیاں اور بے چینیاں مسرتوں میں بدل جاتی ہیں۔

خوشا وہ دل جسے عشق حبیب میں اضطراب و بے قراری کی یہ نعمتیں بخشی جائیں۔ خوشا نصیب اضطراب جو محبوب کے دشمنوں کے خلاف ہر دم کوشاں رہنے کے لیے تڑپائے۔ لیکن ہاں اگر کسی کا یہ حال ہے تو اس کی بے چینیاں بھی اس کی ہیں جو دوسروں سے چھپائی جائے۔ جو آپ کی طرح تڑپ رہا ہو۔ جو اپنے زخم جگر میں آنکھیں بند کیے ہوئے دل ہی دل میں رحمت حق سے آنکھیں لڑا رہا ہو۔ جو اس مقصد کے لیے تڑپ رہا ہو۔ جو اپنے ہاتھ میں تلوار لینے کی ضرورت ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ

رسول (مکرم) پر اور اہل ایمان پر اور انہیں استقامت بخشی (کلمہ) تقویٰ کے کلمہ پر ۴۸ اور وہ اس کے حقدار بھی تھے

بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ

اور اس کے اہل بھی تھے ۴۹ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے ۵۰ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو

صلح حدیبیہ کے موقع پر جو شرائط طے پائی تھیں وہ بظاہر کفار کے حق میں اور مسلمانوں کے خلاف تھیں اس لیے اور بعض دوسری وجوہ سے بھی مسلمان اس صلح سے مضطرب ہو گئے تھے جس سے سب سے بڑھ کر مضطرب ہونے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ اضطراب شدید تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس اضطراب کی وجہ یہ تھی کہ ان کا ایمان اس قدر پختہ تھا کہ اس میں شک کرنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ کے رسول نے جو حکم دیا ہے وہ یقیناً اللہ کے حکم سے دیا ہے اور اس میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہے۔ اس لیے وہ بے چین ہو گئے۔

۴۸ خود پسندی کی بیماری اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور اس کے برعکس تقویٰ کی روش اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ اس آیت میں تقویٰ کے کلمہ کو جو کہا گیا ہے اس کی وجہ سے کاش اب ہم اس پر غور کریں۔ الزم کہتے ہیں کسی چیز کو کسی کے ساتھ چپکا دینا یا چپکا رکھنا۔ اسی سے لزام ہے جس کے ذریعہ سے چیزیں آپس میں جوڑی جاتی ہیں۔ الزم الشیء لزوماً و لزاماً و الزمہ غیرہ والتزمہ۔ اور جعل لزمۃ یلزم الشیء فلا یفارقہ یعنی کسی چیز کا کسی چیز کے ساتھ یوں چپٹ جانا کہ وہ اس سے الگ نہ کی جا سکے۔

تاج العروس میں ہے الزمہ ایاہ فالتزمہ وھو لزمتہ ای الذی الزم شیئاً لا یفارقہ۔

کلمۃ التقویٰ سے مراد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کلمۃ التقویٰ ہے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہے۔

اب آپ غور و انصاف کیجیے کہ جس لفظ کے متعلق اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ میں نے کافروں کے دلوں میں یہ بات ثبت کر دی اور اس کے لیے وہ اس طرح تڑپ اٹھے جس طرح یہ نقش کرنے کا کام بے حس پتھروں پر کیا جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ثابت ہو رہا ہے کہ اس کلمہ کی اہمیت کا کیا کہنا ہے جو اسے انکار کرے۔

مسلمانوں کو صحابہ کرام کے ایمان پر زبان طعن دراز کرتے ہیں اس آیت کو بغور پڑھیں اور اس پر غور کریں۔ انہیں اپنی کج فکری اور غلطی کا احساس ہو جائے گا۔ یہ بات ہے کہ کوئی اپنی نہیں کہ یہ اس آیت کی ہدایت کی پیروی میں صحابہ کرام کے بارے میں غور کرنے کے بعد اپنی رائے بدل نہ لے۔

۴۹ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو اپنی خوشنودی کی جس نعمت سے نوازا ہے اس کا سلسلہ اتم تمیز ہوا ارشاد ہوتا ہے کانوا احق بہا و اہلہا یعنی وہ اس کے حقدار تھے اور اس کے اہل تھے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حقدار اور اہل وہی ہو سکتے ہیں جو اللہ کے رسول کے ساتھ ہر طرح وفادار ہوں۔ اس کے دشمنوں کے ساتھ سخت ہوں۔ اس کے دوستوں کے ساتھ نرم ہوں۔ اس کے دین کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہوں۔ اس کے دین کی خاطر ہر قسم کی تکلیف برداشت کرن

www.KitaboSunnat.com

رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

سچا خواب دکھایا اس کے ساتھ ۱۸ کہ تم ضرور داخل ہو گے مسجد حرام میں جب اللہ نے چاہا!

لے لیکن زمانہ جاہلیت کے جذبات و احساسات کی آبیاری سے اجتناب، حالات میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات اور زمانہ کے رونما ہونے والے واقعات کو تو روکا جا سکتا ہے لیکن مستقبل میں کیا ہو گا۔ کوئی کل کیا کرے گا۔ اس کا اسے پتہ نہ ہو۔ یوں اپنی آگاہی کی خاطر اور علم کی تائید کی کے باعث اس نے صحابہ کرام کی دینی قربانیوں اور ظاہری ہتھیاروں اور زبانی دعووں سے متاثر ہو کر نہیں، ان شاندار الفتوحات اور ان یقینات سے نوازا ہو اور اس کے بعد ان لوگوں نے ایسی حرکتیں کی ہوں اور ایسے جرائم کا ارتکاب کیا ہو کہ وہ ان الفتوحات و یقینات کے مستحق نہ رہے ہوں اور انہیں ان سعادتوں سے بعد میں محروم کر دیا گیا ہو۔ اس قسم کی اندیشہ تلبیسات اور شیطانی وساوس کا بھی اس آخری جملے سے خاتمہ کر دیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اپنی طرح جانتا ہے کسی شخص کا باطن کسی کام کا انجام کسی سے آئندہ زمانے میں کیسے افعال صادر ہوں گے اور وہ ہونے سے پہلے کیا کیا حرکتیں کرے گا، مخفی نہیں اور اس سب کچھ جاننے والے نے اپنے حبیب حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وفا شعار صحابہ کو ان انعامات، اکرامات اور نوازشات سے سرفراز فرمایا ہے۔

قرآن کریم کا یہ حسن بیان ہے جس نے عرب کے فصحاء و بلغاء کو دنگ کر دیا تھا اس کی بلاغت کس حد تک اعجاز ہے جس کے سامنے شعراء اور خطباء نے اپنے سر جھکا لیے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس تیر اعظم سے اکتساب نور کی توفیق بخشے۔ آمین!

۱۸ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ شب خواب دیکھا کہ مع صحابہ کرام کے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے ہیں۔ کعبہ شریف کا طواف کیا ہے اور عمرہ ادا کیا ہے۔ مسیح الامت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ خواب صحابہ کو سنایا اور جملہ مسلمانوں کو بیت اللہ شریف کی زیارت کے لیے تڑپا دیا تھا۔ یہ خواب سن کر ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ ماہ ذی قعدہ میں اللہ کے پاک بندوں کا کارواں روانہ ہوا۔ لبیک اللھم لبیک کی صدا ہر طرف سے بلند ہو رہی تھی۔ صحراؤں سے دشت و جبل گونجنے لگے۔ صحراؤں کی فضاؤں میں اڑتی ہوئی پھیل گئی۔ ذرہ ذرہ سے قدم بڑھتے ہی نہیں۔ آنکھیں بے تاب ہیں اس لمحہ کی منتظر ہیں جب بیت اللہ نظر آئے گا۔ جب مسلمان حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو وہ واقعات پیش آئے جن کا ذکر آپ پہلے پڑھ چکے ہیں جنہوں نے صلح نامہ پر دستخط کیے تھے اور مسلمانوں کو بیت اللہ کی زیارت کے لیے بلایا تھا۔ حضرت فاروق اعظم نے تمام مسلمانوں کی ترجمانی کرتے ہوئے عرض کی یا رسول اللہ! حضور نے ہمیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ کی زیارت کریں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ حضور نے جواب میں فرمایا بیشک لیکن کیا میں نے تمہیں یہ بتایا تھا کہ اس سال یہ شرف حاصل کرو گے؟ حضرت عمر نے جواب دیا نہیں حضور نے یہ تو نہیں بتایا تھا۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانک آتیہ ومطوف بہ۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً تم بیت اللہ کے پاس آنے والے ہو اور اس کا طواف کرنے والے ہو۔ اس ایک جملہ سے وہ خلش دور ہو گئی جس نے دلوں کو پریشان کر رکھا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلے میں یہ آیت نازل فرمائی اور کن تاکیدات کے ساتھ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول کو جو خواب دکھایا ہے وہ بالکل سچا ہے اس کے حق ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں۔

لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا کے جملہ میں صدق کو کس معنی میں مستعمل ہوا ہے علامہ ابن حنظور لکھتے ہیں عرب جب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ

امن وامان سے منڈاتے ہوئے اپنے سروں کو یا ترشواتے ہوئے۔ تمہیں (کسی کا) خوف نہ ہوگا ۵۲ پس وہ جانتا ہے جو تم نہیں

تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

جانتے تو اس نے علاوہ ازیں (اس سے پہلے) ایک فتح جو قریب ہے۔ وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو

کہتے ہیں صَدَقَهُ الْحَدِيْثَ تو اس کا معنی ہوتا ہے اَنْبَاَهُ بِالصِّدْقِ یعنی اس نے اسے صحیح اور سچی بات سے آگاہ کیا۔ اسی طرح صدقت القوم کا معنی ہے قلت لهم صدقا یعنی میں نے ان سے سچی بات کہی ہے۔ اس تحقیق کے مطابق آیت کا وہی معنی ہوگا جو میں نے کیا ہے۔ یہ سیدھا واضح اور ہر قسم کے تکلف سے پاک ہے۔

بعض حضرات نے یہ معنی بھی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کر دکھایا۔ اگرچہ لغت میں صدق اس معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے لیکن اس مقام پر یہ مناسب معلوم نہیں ہوتا کیونکہ یہ آیت حدیبیہ سے واپس پر مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس خواب کی تعبیر تو دو سال بعد ہوئی جب کہ فتح مکہ اس سورت میں یہاں تک بھی کا سارا حصہ پڑھ چکا ہوگا۔

۵۲ یہ فرمانے کے بعد کہ میرے رسول محترم نے جو خواب دیکھا ہے وہ میں نے دکھایا ہے اور میں نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا ہے۔ اس میں ادنیٰ شبہ کی بھی گنجائش نہیں۔ اب اس خواب کا ذکر ہے جو دکھایا گیا آیت بالکل واضح ہے۔ سارا زور سچ ہی اس کا مضمون ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ البتہ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ کا فقرہ غور طلب ہے۔ اِنْ شک کے لیے استعمال ہوتا ہے اور یہ اللہ کا کلام ہے اس میں شک کا کیا دخل ہو گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں اِنْ کا معنی اِذْ ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ چاہے گا تم مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ اِنْ بمعنی اِذْ کا استعمال عام ہے۔ صاحب لسان کہتے ہیں۔ وَيَجِيْءُ اِنْ بِمَعْنَى اِذْ عَلَى ضَرْبِ قَوْلِهٖ اتَّقُوا اللّٰهَ وَنَدَعُ مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ اَلْمَعْنٰى اِذْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ۔ یعنی اللہ سے ڈرو۔ باقی سود چھوڑ دو جبکہ تم ایمان لا چکے ہو۔ اس آیت میں بھی اِنْ کا معنی اِذْ ہے۔

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ کا فقرہ یہاں ذکر کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ نبی کریم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس دفعہ مکہ نہ جانا اس لیے نہیں کہ کفار بہت طاقت ور تھے اور مسلمان ان کی قوت سے خائف ہو کر واپس چلے گئے بلکہ اللہ کی حکمت یہ تھی کہ وہ واپس چلے جائیں کیونکہ اس میں وہ حکمتیں تھیں جن کو اللہ تعالیٰ تو جانتا تھا لیکن تم نہیں جانتے تھے۔

فعلم ما لم تعلموا سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔ جب یہ مصلحتیں پوری ہو جائیں گی اللہ تعالیٰ اس وقت اپنے حبیب کے قدوم میمنت لزوم سے مکہ کی پیاسی زمین کو مشرف فرمائے گا۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ اپنے بندوں کو بتا دیا کہ تمہارا دخول انتہائی سہولت سے اللہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ تم میں طاقت نہیں کہ تم ان طاغوتی قوتوں کا مقابلہ کر سکو۔ چنانچہ علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین لکھتے ہیں۔ وجه التعبير لان وقوع الدخول من مشيئته تعالىٰ لا من جلادتهم وتدبيرهم (روح المعانی)

چنانچہ دوسرے سال سات ہجری ماہ ذی قعدہ میں حضور اپنے صحابہؓ کو ہمراہ لے کر عمرہ کی قضا کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

(کتاب ہدایت اور دین حق دے کر ۵۳ تاکہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر ۵۴ اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔

گئے جب مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہونے کا وقت آیا تو کفر و باطل کے سر غنے کمر چھوڑ کر چلے گئے تاکہ وہ اس ایمان افروز منظر کو نہ دیکھیں۔ ان کے طلاوہ یہ ذلت آمیز منظر دیکھنے کے لیے کہ کے مرد عورتیں، بچے راستوں میں مکانوں کی چھتوں پر جہاں کسی کو جگہ ملی جمع کر لیے گئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی ناقہ قصویٰ پر سوار ہیں۔ اسلام کے متوالوں کا جتھا ہے۔ لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ تمام وادیاں گونج رہی ہیں۔ گلیوں کوچوں سے یہ آواز بلند ہو رہی ہے جو رسالہ مآب سے سنی پڑی تھیں جو اللہ کا نام سننے کے لیے ترس گئی تھیں جن خطاؤں کو کفر کی ظلمتوں نے اپنے دامن میں لے رکھا تھا آج وہ پکار اٹھیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نعرے گونج رہے ہیں۔

حج و عمرہ ادا کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ مناسک سے فارغ ہو لینے کے بعد سر منڈائیں یا بال ترشوائیں لیکن سر منڈانا افضل ہے۔ حضور نے صلق کرنے والوں کے لیے تین بار دعا فرمائی اللھم اغفر للمحلقین۔ اے اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں کو بخش دے۔

۵۳ اس آیت طیبہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کبریائی اور اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقام رفیع اور منصب عالی کا ذکر فرمایا ہے کہ انہیں منصب رسالت پر فائز کر کے دنیا میں بھیجا ہے جس نے بھی اس تعلیم کو کہ کتاب ہدایت عطا فرمائی ہے جس کے مقدر میں اس ظلمت کدہ عالم کو منور کرنا ہے میں نے اس کو ایسا جامع نظام حیات اور شریعت عطا کی ہے جو افراط و تفریط گمراہیوں اور عنایتوں سے روز سے بے گانہ انسانیت کے لیے پیغام بہار ہے جس کو میں نے اس منصب رفیع پر فائز کیا ہے کوئی طاقت اس کو اس شرف سے محروم نہیں کر سکتی ساری دنیا اکٹھی کر لے اس کی عظمت کا ہمالہ اپنی جگہ ثابت ہے۔ اے کفار! تم نے میرے محبوب کے ساتھ جو برا سلوک کیا اس کے مقابلہ رسول اللہ کے الفاظ نہایت پر امید کیے۔ اس موقعہ سے تو تم نے محروم کر دیا لیکن اور مختلف مواقع پر مکہ کی بلند کشادہ وسعت کے ایوانوں اور ایمان و محبت کے ابواب تمہارے لیے رسول اللہ کے الفاظ ہمیشہ تابندہ و درخشندہ رہیں گے۔ دل سے تو تم نہیں مٹا سکتے

"رَسُوْلَهٗ" میں اضافت غور طلب ہے سارے رسول ہی تو ایسے ہیں لیکن اس رسول کو جو نسبت ہے اس کی شان ہی نرالی ہے برق غضب بن کر باطل کو خاکستر کرنے کے لیے نہیں گرائی بلکہ ابر رحمت بن کر پیاسی دنیا کو سیراب کرنے کے لیے گیا ہے۔ فرمایا اسے ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ ہدایت سے مراد قرآن، دین حق سے مراد شریعت یا ہدایت سے مراد علم، دین سے مراد عمل۔ دین الحق میں اضافت موصوف الی الصفۃ ہے۔ یعنی الدین الحق ایسا دین جو حق ہے۔

۵۴ بتلایا کہ جو دین کی کریم لے کر آئے ہیں وہ باطل سے مغلوب نہیں ہے گا کہ میری تائید اور اپنی فطری توانائیوں سے ساری باطل قوتوں کو سرنگوں کر دے گا یہ فرمان ۵ ہجری میں جب کہ اور خانہ بدوش میں رہنے والوں کا دین تھا یہ کشاکش حیات سے دامن بچا کر کنج عافیت میں زندگی بسر کرنے والوں کا دین نہیں۔ کسی مصلحت کے تحت باطل سے مفاہمت و مصالحت کرنے والوں کا دین نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کے شیروں کا دین ہے جو گرجتے ہیں تو باطل کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ ان مقابلوں اور شاہینوں کا دین ہے کہ جب دو پر کھولتا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

(بیان عالم) محمد اللہ کے رسول ہیں ۹۵ اور وہ جماعت جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہت زور آور ہیں آپس میں بڑے رحم دل ہیں ۹۶

ہوتے ہیں تو فضا کی پہنائیاں سمٹ کر رہ جاتی ہیں۔ بیان بہادروں اور جوانمردوں کا ان سے جو زندگی کی کشتی کو عافیت کے طوفانوں میں کھینا جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا کہ وہ اس دین کو تمام مروجہ ادیان، مذاہب اور نظامہائے حیات پر غلبہ بخشے گا۔ اس وعدہ کو پورا کرنے میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ عہد رسالت میں ہی اسلام کا پرچم کفر پر لہرانے لگا جو کفر و شرک کا گڑھ تھا۔ خلافت راشدہ میں ایران و شام اور افریقہ کے بڑے حصوں میں اس کی حکومت کے ڈنکے بجنے لگے۔ شرق و غرب میں کلمۂ توحید کی صدائیں گونجنے لگیں۔ غالب آنے کا مطلب یہ ہے کہ یا لوگ اس کو قبول کر لیں گے یا اس کی برتری کو تسلیم کر لیں گے۔ مسلمانوں کے دورِ انحطاط میں بھی تفکر و تدبر کے میدانوں میں اسلام کا پرچم لہراتا رہا۔

آخر میں فرمایا کہ میں اپنے رسول کی رسالت کا بھی گواہ ہوں اور اس حقیقت کا بھی گواہ ہوں کہ وہ کتاب ہدایت اور دین برحق لے کر آیا ہے اور اس بات کا بھی ضامن ہوں کہ یہ دین سب ادیان پر غالب آئے گا۔ اور میری گواہی کے بعد ان سچائیوں کو ثابت کرنے کے لیے کسی دوسرے گواہ کی ضرورت نہیں۔

۹۵ اس کی ترکیب میں دو مشہور قول ہیں (۱) مُحَمَّدٌ مبتدا اور رَسُوْلُ اللّٰهِ اس کی خبر (۲) هُوَ مبتدا محذوف مُحَمَّدٌ موصوف۔ رسول اللہ صفت یا عطف بیان۔ دونوں مل کر خبر۔

یہ جملہ مستانفہ۔ اس میں اس چیز کا بیان ہے جس پر اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے اور رسول اللہ کے الفاظ جلالت و صفاتِ جمیلہ اور خصائلِ حمیدہ پر مشتمل ہیں۔ وھو مشتمل علی کل وصف جمیل۔ (ابو السعود)

۹۶ یہاں سے اختتام سورت تک اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی تعریف فرما رہا ہے۔ فرمایا کہ میرے رسول مکرم پر ایمان لانے والے اور اس کی صحبت سے فیضیاب ہونے والے کفار کے مقابلے میں بڑے ہی جانباز، بڑے طاقتور ہیں۔ تیر کھا سکتے ہیں لیکن علم کے سامنے سے جھکائیں سکتے۔ یہ بکاؤ مال نہیں کہ دشمنانِ اسلام انہیں خرید لیں۔ یہ بزدل اور ڈرپوک نہیں کہ جبر و ستم سے ان کو اس راہ سے برگشتہ کیا جائے۔ اشداء شدید کی جمع ہے اور رحماء رحیم کی جمع ہے اور رفاقت کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور نے لسان العرب اور علامہ زبیدی نے تاج العروس میں لکھا ہے۔

الشدۃ: الجلدۃ وثبات القلب والشدید: الشجاع۔ والقوی من الرجال والجمع اشداء (تاج العروس) یعنی شدت قوت اور دل کی مضبوطی کا نام ہے اور شدید شجاع اور طاقتور مرد کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع اشداء ہے۔ اشداء کا جب تک یہ مفہوم ذہن نشین نہ ہو جائے اس وقت تک انسان اس بھائی کا انکار ہی کرتا ہے کہ اسلام کے یہ لڑنے والے ٹھنڈے دل تھے اور سخت دل تھے اور کفار پر جبر و ستم کرنے سے باز نہیں آتے تھے، حالانکہ آیت کا یہ مفہوم نہیں۔

کفار کے مقابلہ میں تو یہ فولاد کی چٹان ہیں کوئی طوفان اپنی جگہ سے سرموسرکا نہیں سکتا لیکن اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ان کا معاملہ بالکل دوسرا ہے بڑے رحم بڑے شفیق اور بڑے مہربان ہیں ان کی باہمی رافت و رحمت کی کیفیت کو جس طرح اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے اس سے زیادہ بیان کرنا ممکن نہیں۔

قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَثَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ الْوَاحِدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمّٰى وَالسَّهَرِ۔

ترجمہ: یعنی مسلمانوں کی مثال باہمی محبت اور ایک دوسرے پر شفقت کرنے میں ایسی ہے جیسے ایک جسم اگر اس کا کوئی عضو بیمار ہو جاتا ہے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور نیند کا تو رہ جاتی ہے۔ دوسرا ارشاد گرامی ہے:

قال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَّكَ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بَيْنَ اَصَابِعِهٖ۔

ترجمہ: مومن کا تعلق مومن کے ساتھ ایسا ہے جیسے دیوار کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو سہارا دیے ہوئے ہوتا ہے حضور نے یہ فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ملایا۔ (بخاری)

ایک عرب شاعر نے بھی اس مضمون کو ادا کیا ہے۔

حلیم اذا الحلم زین اھلہ ۔۔۔ علیٰ ما تہ عند الحفیظۃ یغضب

کہ میرا ممدوح اس وقت تک بڑا حلیم اور بردبار ہے جب تک کہ علم باعث زینت ہے لیکن دشمن کے مقابلہ میں وہ بڑا خونخوار ہے۔

ترجمان حقیقت کا ارشاد بھی سنیے۔

اگر ہم زنم تیشہ اندر غلاف ۔۔۔ اگر ہم زنم کوہ را بر قفا

اہل ایمان کی باہمی محبت اور روابط کی کیا حال ہے کہ جب آپس میں ملتے ہیں تو اجنبیوں کی طرح پہلو بچا کر نکل نہیں جاتے بلکہ مصافحہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ وَتَصَافَحَا يَحْمَدَانِ اللّٰهَ وَيَسْتَغْفِرَانِهٖ غُفِرَ لَهُمَا۔ یعنی جب دو مسلمان ملیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں اپنے رب کی تعریف کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بخش دیتا ہے۔

اس موقع پر علامہ آلوسی کی اس عبارت کا مطالعہ بھی فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ بلکہ کئی شبہات دور ہو جائیں گے۔

واما اعتیاد الناس بہ عقب صلوٰتی الصبح والعصر فلا اصل لہ ولکن لا باس بہ فان اصل المصافحۃ سنۃ وکونہم محافظین علیہا فی بعض الاحوال ومفرطین فی کثیر منہا لا یخرج ذلک البعض عن کونہ من المصافحۃ المطلق ورد الشرع باصلہا وجعل ذلک العز بن عبد السلام فی قواعدہ من البدع المستحسنۃ۔ (ردالمحتار)

ترجمہ: یعنی ہمارے ہاں لوگوں کی عادت ہے کہ صبح اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں اس کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اصل مصافحہ سنت ہے۔ بعض حالات میں اس کی پابندی کی وجہ اس میں غلو اس کو مسنون مصافحہ سے خارج نہیں کر دیتا چنانچہ شیخ الاسلام عزبن عبدالسلام نے اپنی کتاب القواعد میں اسے بدعت مباحہ شمار کیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۫ سِيْمَاهُمْ

تو دیکھے ہے انہیں کہ رکوع کرتے کبھی سجدہ کرتے ہیں طلب کرتے ہیں اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کا ۵۸ نشان ان کے ایمان و عبادت کا

فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ

کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے ۵۹ یہ بیان ہے ان کے اوصاف کا تورات میں اور ذکر ہے ان کی صفات کا

اس سے واضح ہو گیا کہ امت میں سے جو ایسے اعمال جن کی اصل تو سنت سے ثابت ہے ان کو کسی خاص وقت یا مقام پر التزام سے ادا کیا جائے تو اس میں کوئی قباحت نہیں بشرطیکہ امت میں فساد و انتشار پیدا کرنے کا موجب نہ ہو۔ اسی بنا پر شب برأت میں نماز جنازہ کے بعد دعا وغیرہ اس قسم کے مسائل ہیں۔

۵۸ اپنے رب کریم کی عبادت میں ان کے ذوق و شوق کا یہ عالم ہے کہ جب بھی تم انہیں دیکھو گے انہیں اپنے رب کی عبادت میں مصروف پاؤ گے۔ کبھی وہ حالت رکوع میں جھکے سبحان ربی العظیم کا ورد کر رہے ہوں گے کبھی اس کی بارگاہ قدس میں اپنی جبین نیاز رکھے سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اپنی بندگی، اپنی نیازمندی اور اپنی عاجزی کے اعتراف کے ساتھ اپنے مولا کریم کی بزرگی اور کبریائی کی گواہی دے رہے ہوں گے۔

رُكَّعًا، رَاكِعٌ کی جمع ہے۔ سُجَّدًا، سَاجِدٌ کی جمع ہے۔

۵۸ مسلمان اسلام کے مقابلہ میں ان کا شیر کی طرح گرجنا اور اپنے دینی بھائیوں کے لیے ان کی شفقت اور رحمت شب و روز رکوع و سجود میں محو رہنا، الی تمام اعمال سے ان کی غرض کیا ہے، وہ چاہتے کیا ہیں؟ بتایا کہ دنیا اور دنیا کی دلچسپیوں کو تو انہوں نے اپنے دامن سے گرد و غبار کی طرح جھاڑ دیا ہے۔ وہ صرف اپنے خداوند کریم کے فضل کے طلب گار ہیں اور اس کی رضا و خوشنودی کے متمنی۔ اس کے سوا انہیں دنیا کی کسی چیز سے سروکار ہے اور نہ کوئی خواہش دل میں رکھتے ہیں۔ خود پسندی جس جماعت کے مقاصد، جس کی تمناؤں اور آرزوؤں سٹ کر اس ایک نقطہ پر مرکوز ہو جائیں، اس جماعت سے پاکیزہ تر، مبارک تر کوئی جماعت ہو سکتی ہے اور کیسے افراد کی عظمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے؟

۵۹ سیما کا معنی علامت ہے یعنی مسلمانوں کی اس جماعت کو پہچاننا مشکل نہیں۔ ان کے چہروں پر نور ایمان کے جلوے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ دیکھنے والا دیکھتے ہی انہیں پہچان لیتا ہے کہ یہ آخر نبوت کے پروردہ ہیں، یہ نگاہ رسالت کے فیض یافتہ ہیں۔ ان کے حسین اعمال کا نکھار اور ان کے قلوب کی پاکیزگی اور روح کی طہارت ان کے ساتھ اپنا تعارف کرا رہی ہے۔

سیما سے مراد وہ گٹے نہیں جو ماتھے پر پیشانی پر نمودار ہو جاتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو عبارت یوں ہوتی۔ سِيْمَاهُمْ فِيْ جِبَاهِهِمْ۔ ان کی پیشانیوں پر نشانیاں۔ بلکہ اس سے مراد نور ایمانی ہے جو ان کے چہروں پر تمایاں ہوتا ہے۔

ملا حسین واعظ کاشفی کہتے ہیں کہ کسی نے ابن عباس سے دریافت کیا کہ کیا اس سیما سے مراد وہ نشان ہے جو پیشانی پر ظاہر ہوتا ہے۔ فرمایا نہیں۔ بسا اوقات اونٹ کے گھٹنے کے برابر یہ نشان کسی شخص کے ماتھے پر ہوتا ہے اس کے باوجود اس کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى

انجیل میں بھی ان کا مرقوم ہیں جیسے ایک کھیت کی مانند ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا پھر قوت دی اس کو پھر وہ مضبوط ہو گیا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا

عبدالعزیز کنانی سے منقول ہے کہ اس سے مراد دنیا کی آخری اور ذلیل چیز نہیں کیونکہ اس سے وہ تلوار مراد ہے جو عبادت گزاروں اور شب زندہ داروں کے ہاتھ سے ان کے سروں پر چمکتی ہے خواہ وہ زاہد ترک اور حبشی کیوں نہ ہو۔ لکنہ نور یظہر علی وجوہ العابدین یبدو من باطنھم علی ظاھرھم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ولو کان قنا حبشی۔ (روح المعانی)

علامہ ابن کثیر نے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے:

قال بعض السلف من کثرت صلوتہ باللیل حسن وجھہ بالنھار کہ بعض بزرگوں نے فرمایا جو رات کو وقت بکثرت نماز پڑھتا ہے دن کے وقت اس کا چہرہ بارونق ہو جاتا ہے حضرت جابرؓ سے یہی الفاظ حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہیں لیکن ابن کثیر کہتے ہیں۔ والصحیح انہ موقوف وقال بعضھم ان الحسنۃ نور فی القلب وضیاء فی الوجہ وسعۃ فی الرزق ومحبۃ فی قلوب الناس۔ بعض بزرگوں کا قول ہے کہ نیکی کرنے سے دل میں ایک نور، چہرے میں چمک، رزق میں فراخی اور لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے ما اسر احد سریۃ الا ابداہ اللہ تعالیٰ علی صفحات وجھہ وفلتات لسانہ یعنی جو شخص کوئی کام چھپ کر بڑی رازداری سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے آثار اس کے چہرے اور اس کے کلام میں نمایاں کر دیتا ہے۔

حضرت امام مالک سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب نصاریٰ نے ان صحابہ کرامؓ کو دیکھا جنہوں نے شام کا ملک فتح کیا تو وہ کہنے لگے۔ واللہ لھؤلاء خیر من الحواریین۔ خدا کی قسم یہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے بدرجہا بہتر ہیں۔

علماء اہل لغت جوہری مثل کے معانی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ مثل الشیٔ ایضا صفتہ (صحاح) یعنی مثل کے دوسرے معانی کے علاوہ ایک معنی یہ بھی ہے کہ کسی چیز کی صفت و حالت کو مثل کہتے ہیں۔ قال ابن سیدہ ومنہ قولہ تعالیٰ مثل الجنۃ التی وعد المتقون ۔ ۔ ۔ ۔ وقال ابو اسحاق معناہ صفۃ الجنۃ۔ (تاج العروس، لسان) ابن سیدہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں بھی مثل کا معنی صفت ہے۔ ابو اسحاق سے بھی یہی معنی منقول ہے

اب آیت کا مفہوم ہوگا کہ میرے رسول کے صحابہ کے یہ اوصاف اور صفات ہیں جو تورات اور انجیل میں مذکور ہیں بعض نے وقف یہاں پر کیا ہے۔ ان کے نزدیک مثلھم فی التوراۃ کا تعلق اگلے جملہ کزرع سے ہے۔ یعنی یہ تو وہ اوصاف ہیں جو تورات میں مذکور ہیں۔ انجیل میں ان کی جو صفت بیان کی گئی ہے اس کا ذکر کزرع اخرج سے ہو رہا ہے۔

شطأہ آیت کے اس حصہ میں جو مشکل الفاظ ہیں پہلے ان کی وضاحت ضروری ہے۔

زرع، جو نصل زمین سے اگتی ہے اسے زرع کہتے ہیں۔ الزرع نبات کل شیٔ یخصوت (لسان) یہاں مراد ایک بال یا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اپنے تنے پر اس کا مضبوط کر دیا جسے بونے والوں کو خوش کرتا ہے تاکہ کافروں کو ان کی کثرت سے چڑائے، ان میں سے جو ایمان

الگوبن ہے جو پہلے نمودار ہوتی ہے۔ قال مقاتل ھو نبت واحد۔ (قرطبی)

شطأہٗ : فراخہ سرا ولادہٗ (قرطبی)، والشطأ : خروج الزرع (سائی) جو کھیتی پودے کی جڑوں سے پھوٹتی ہیں۔

آزرہ : اعانہ وقواہ قال الحسن زرع المعانی کسی چیز کی اعانت کرنا، اسے مضبوط و مستحکم بنا دینا۔ آزر کا فاعل شطأہٗ اور ضمیر کا مرجع زرع ہے۔ یعنی وہ پہلی باریک سا اور کمزور تنہ اس کے پہلوؤں اس کی جڑ سے جو اور پھر یہاں نکل آئی ہیں انہوں نے اسے مضبوط اور مستحکم کر دیا ہے۔ استغلظ : موٹا ہو گیا۔ یعنی وہ بال جو پہلے اکہرا اور کمزور تھی، کوئی بوجھ سہارنے کے قابل نہ تھی۔ بنا کا اصول جھوٹا اصل پر کیا گیا تھا۔ اب اس کی کمزوری باقی نہیں رہی وہ بہت زور دار ہو گئی ہے۔ فاستوٰی : سیدھا کھڑا ہو جانا۔ سُوق : جمع ساق : پنڈلی یعنی تنا۔

یُعجب : خوش کرنا۔

اس تشریح کے بعد آیت کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ یعنی ابتدا میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تنہا تھے۔ پھر صحابہ نے حضور کی دعوت کو قبول کیا اور رفتہ رفتہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اسلام ایک تناور اور مضبوط درخت بن گیا۔ مخالفت کی تند آندھیاں جو اسے گرانے میں پہنچا سکتیں۔

نکتہ اسلام کے چمن کو پھلا پھولا دیکھ کر، کشت ایمان کو سرسبز و شاداب دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا رسول خوش ہے کہ اس کی محنتیں اور کوششیں کامیاب رہیں۔ ہر سمت توحید کا اجالا پھیلتا جا رہا ہے۔ گھر گھر میں لا الٰہ الا اللہ کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ استبداد اور تشدد کی جو آہنی زنجیریں انسان جکڑا ہوا تھا وہ ایک ایک کر کے ٹوٹ رہی ہیں۔ انسان نے اپنی جہالت اور کم فہمی کے ہاتھ جتنے اور جس قسم کے بت گھڑ رکھے تھے وہ ایک ایک کر کے پیوند زمین ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا رسول یہ سب منظر دیکھ کر اور فرشتے اس برکت انقلاب کو دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں، لیکن کفار کے گھروں میں صف ماتم بچھ گئی ہے۔ جو لوگ جہالت سے انسانیت کی تذلیل کیا کرتے تھے اور خوشی سے اس پر تالیاں بجایا کرتے تھے، اسلام کی کامیابی پر وہ انتہائی حد درجہ جل رہے ہیں۔ ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔ ان کے غیظ و غضب کا عالم قابل دید ہے۔

نکتہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے خلوص، محبت، جذبہ جانفروشی، جادۂ حق پر ان کی استقامت اور عزیمت دیکھ کر اس کا رسول آسودہ ہے اور کفار ان ایمان افروز مناظر کو دیکھ کر جل بھن جاتے ہیں۔ آج بھی صحابہ کرام سے محبت و عقیدت ایمان کی علامت ہے اور ان سے کینہ و عداوت، ان کی بدگوئی اور نیت، ان کے حیرت انگیز کارناموں کا انکار وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دلوں میں کھوٹ ہوتا ہے، جن کو اسلام کی ترقی سے ذہنی اذیت پہنچتی ہے۔ جو حضور کے ارشاد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضل و کرم کی دستاویز اور گمراہیوں کو روشنی کی کتاب نہیں رکھتے۔ یہی لوگ ان پاکیزہ ہستیوں پر طرح طرح کی الزام تراشیاں کرتے ہیں جن کی تعریف سے قرآن کریم بھرا ہوا ہے، جن کے خلوص و ایمان کا یقینی شاہد خود اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

لے آئے اور نیک اعمال کرتے رہے ان سے مغفرت کا اور اجر عظیم کا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جن کے دلوں میں صحابہ کرام کا بغض وعناد ہوگا اس لیے حضور نے پہلے ہی اپنی امت کو اس گروہ کی شرانگیزیوں سے آگاہ کردیا۔ چند احادیث آپ بھی سماعت فرمائیے:

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ (متفق علیہ)

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہا کرو اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو ان کے ایک پیمانہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا بلکہ نصف پیمانہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی۔ اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اٰذاھم فقد اٰذانی ومن اٰذانی فقد اٰذی اللہ ومن اٰذی اللہ یوشک ان یاخذہ (ترمذی)

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ میرے بعد ان کو طعن وتشنیع کا ہدف نہ بنالینا۔ جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے میرے بارے میں اس کے دل میں جو بغض ہے اس کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔ جس نے میرے صحابہ کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی۔ جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔

شیخ العلماء طوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر التبیان میں لکھتے ہیں۔ لیغیظ بھم الکفار معناہ لیغیظ بالنبی واصحابہ الکفار والمشرکین۔ کفار اور مشرکین نبی اور اس کے صحابہ کو دیکھ کر غصہ سے پیچ وتاب کھاتے ہیں۔

جو لوگ کسی غلط فہمی کے باعث صحابہ کرام کے بارے میں سوءِ ظن میں مبتلا ہیں انہیں چاہیے کہ لیغیظ بھم الکفار کے جملہ میں غور کریں اور ان ارشادات رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خوب سے پڑھیں۔

۱۳ اس سورۂ مبارکہ کی پیشتر آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی تعریف وتوصیف کی ہے۔ آخر میں وعد اللہ کے کلمات طیبات سے انہیں مغفرت اور اجر عظیم کا مژدہ جانفزا سنایا ہے۔ بڑا خوش نصیب ہے وہ گروہ جو ان خصوصی انعامات سے بہرہ ور ہوا۔ بڑا ہی بدبخت اور بدقسمت ہے وہ گروہ جس کی سوچ اور تفکر باطل سے خلک کے ان دونوں گوہر ہائے کی آبائی نصیب ہوئی لیکن بعض لوگوں کے دلوں میں اسلام سے عداوت کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ وہ حق سننے اور حق قبول کرنے سے گریزاں ہیں۔ چنانچہ اس آیت سے بھی انہوں نے صحابہ کی تنقیص کا پہلو نکال لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس آیت میں "منھم" کا لفظ ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لاور یہ من بعضہ ہے اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ میدان حدیبیہ میں حاضر سب صحابہ کے ساتھ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ نہیں بلکہ بعض کے ساتھ ہے۔ ایک حق پسند کے نزدیک یہ قول از قسم خرافات ہے۔ وہ اس سورت کی بہت سی آیات پر ضرب لگنے پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے دلوں کے خلوص کی گواہی دی ہے۔ ان سب پر اپنی جناب سے تسکین و طمانیت کے نزول کی خبر دی ہے۔ ان سب کو اپنی رضا سے نوازنے کا یقین دلایا ہے۔ اس سورت کی آیات ۴۔ ۵۔ ۱۸۔ ۲۶ اور ۲۸ کا دوبارہ مطالعہ کریں۔ ان کی روشنی میں آپ پر آشکارا ہو جائے گی۔

اگر من تبعیض کے لیے ہوتا تو ان کا یہ اصرار بجا تھا، لیکن یہ لفظ جو معنی متعدد معانی پر دلالت کرتا ہے۔ محل اور موقع کی مناسبت سے اس کا معنی متعین کیا جائے گا۔ صاحب تاج العروس لکھتے ہیں۔ ومن بالکسر حرف خفض یاتی علی اربعۃ عشر وجہا الاول لابتداء الغایۃ۔ ۔ ۔ ۔ والثانی للتبعیض والثالث لبیان الجنس الخ کہ من حرف جار ہے اس کے استعمال کی چودہ صورتیں ہیں ابتداء تبعیض اور بیان وغیرہ۔

اس آیت میں منہم کا من تبیین کے لیے ہے۔ جس طرح ننزل من القرآن ما ھو شفاء میں من تبعیض کے لیے نہیں بیان کے لیے ہے ورنہ لازم آئے گا کہ بعض قرآن تو شفا ہے اور بعض شفا نہیں۔ اسی طرح فاجتنبوا الرجس من الاوثان میں من بیان کے لیے ہے ورنہ لازم آئے گا کہ بعض بتوں کی پرستش سے بچنا فرض اور بعض کی پوجا کرنا جائز ہے۔

خود شیعہ مفسرین نے من کو بیانیہ کہا ہے۔ شیخ الطائفہ طوسی اپنی تفسیر التبیان میں لکھتے ہیں۔ منہم قیل انہ بیان یخصہم بالوعد دون غیرہم۔ (جلد ۹ صفحہ ۱۳۵) مطبوعہ نجف اشرف، یعنی من بیان کے لیے ہے یہ وعدہ مغفرت اور اجر عظیم صرف اصحاب کے ساتھ مخصوص ہے۔ ان کے علاوہ دوسروں کے ساتھ نہیں۔ فاضل کاشانی اپنی تفسیر منہج الصادقین جلد ۶ صفحہ ۱۶۹ پر لکھتے ہیں۔ ومن از برائے بیان است از قبیل فاجتنبوا الرجس من الاوثان یعنی جس طرح من الاوثان میں من بیانیہ ہے اسی طرح یہاں بھی بیانیہ ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں عمرو بن حبیب محدث ایک روز خلیفہ ہارون الرشید کے ہاں تشریف فرما تھے۔ ایک مسئلہ پر بحث شروع ہو گئی۔ ایک شخص نے اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لیے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کردہ حدیث پیش کی۔ دوسرے شخص نے اس حدیث کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کہا ہم ابوہریرہ کی روایت کو نہیں مانتے کیونکہ وہ متہم ہے۔ عمرو بن حبیب کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ہارون بھی انہی کی طرف مائل ہے اور ان کی تائید کرنے لگا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور حضرت ابوہریرہ روایت احادیث میں مشہور ہیں۔ ہارون نے خشمناک نظروں سے میری طرف دیکھا۔ میں وہاں سے اٹھ کر گھر آ گیا۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ مجھے بتایا گیا کہ خلیفہ کا خاص ایلچی دروازے پر کھڑا ہے۔ جب وہ اندر آیا تو اس نے کہا اجب امیر المومنین اجابۃ متثاقل و تحفظ وتحفظ۔ فوراً امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو۔ تجھے قتل کیا جائے گا اس لیے کفن ہمراہ لانا۔ میں نے کفن لیا اور اس کے ساتھ چل پڑا۔ میں نے عرض کی یہ سب کیا ماجرا ہے؟ کہا تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے نبی کے صحابی کا دفاع کیا ہے۔ اس طرح تیرے نبی کریم کی شان کو بلند کیا ہے۔ الٰہی! مجھے ہارون کے شر سے بچانا۔ یہ دعا مانگی اور ہارون کی طرف روانہ ہوا۔ وہ زرنگار کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنی آستینیں چڑھا لی تھیں۔ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اور اس کے سامنے خون بہنے کا گڑھا کھدا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر بولا، اے عمرو امیر المومنین کی آج تک تم نے کیسی گستاخی کی ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

روایتیں کیا جس طرح تو نے کیا۔ میں نے کہا امیر المومنین! میں نے صرف اس بات کی تحدید کی ہے جس سے شان رسالت پر حرف آتا تھا اور حضور کی لائی ہوئی شریعت کی توہین ہوتی تھی۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور کے صحابہ جھوٹ بولا کرتے تھے تو شریعت باطل ہو جائے گی۔ نماز، روزہ، طلاق، نکاح اور حدود کے بارے میں جتنے احکام ہیں سب مردود اور غیر مقبول ٹھہریں گے۔ میری یہ بات سن کر یوں معلوم ہوا کہ باڑوں کو ہوش آگیا۔ اس کا طیش کافور ہو گیا اور مجھ سے کہنے لگا۔ احییتنی یا عمرو بن حبیب احیاک اللہ۔ اے عمرو بن حبیب اللہ تجھے زندہ رکھے تو نے مجھے از سر نو زندہ کر دیا۔ اللہ تجھے سلامت رکھے۔ پھر اس نے بطور انعام مجھے دینے کا حکم دیا۔ (قرطبی)

آخر میں حضور رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ثنا گو ان پیش کر کے اس سورۂ پاک کا اختتام کرتا ہوں۔

روی عویم بن ساعدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ عزوجل اختارنی واختار لی اصحابی فجعل لی منہم وزراء واختانا وانصارا فمن تنقصہم فعلیہ لعنۃ اللہ والملٰئکۃ والناس اجمعین ولا یقبل اللہ منہ یوم القیامۃ صرفا ولا عدلا۔ (قرطبی)

عویم بن ساعدہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب مخلوقات سے اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا اور پھر میرے لیے اصحاب کا انتخاب فرمایا۔ ان میں سے میرے لیے وزیر، داماد اور مددگار بنائے۔ پس جس نے ان کو برا بھلا کہا پس اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان سے کوئی معاوضہ اور کوئی بدلہ قبول نہ کرے گا۔

اللّٰھم لک الحمد علی جلالک وکبریائک ولک الشکر علی ما اسبغت علی من توفیقاتک ونعمائک اسئلک فضلک ورضوانک واسئلک بصفاتک الجمیلۃ والجلیلۃ واسمائک الحسنی ان تصلی وتسلم وتبارک علی سید الانبیاء وکرم المرسلین حبیبک ونبیک وصفیک سیدی ومولای وقرۃ عینی ونور قلبی ووسیلتی الی حضرتک محمد وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعہ واحبہ الی یوم الدین فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا وتقبل دعاء ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سُورۃ الحُجرات

نام : اس سُورۃ مبارکہ کا نام الحجرات ہے یہ کل آیت ۱۸ میں مذکور ہے۔ اس میں دو رکوع، اٹھارہ آیتیں، تیس صد پینتیس کلمات اور ایک ہزار چار سو چھ حرف ہیں۔

زمانۂ نزول : حضرت حسن بصری، قتادہ، عکرمہ اور دیگر علماء کے نزدیک یہ ساری سُورت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباسؓ سے ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ باقی آیات مدنی ہیں۔ صرف آیت ۱۰ کہ مکہ میں نازل ہوئی لیکن پہلا قول ہی صحیح ہے۔

آیت ۴ اس وقت نازل ہوئی جب بنی تمیم کا وفد شرف باریابی حاصل کرنے کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت گھر تشریف لے جا چکے تھے۔ وفد نے حضورؐ کی آمد کا انتظار نہ کیا۔ حجرے کے باہر کھڑے ہو کر آواز دینے لگے کہ باہر آیئے، باہر آیئے۔ ان کو تنبیہ کرنے کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ کتب سیرت کے مطابق یہ وفد ۹ھ میں آیا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سورت مدنی زندگی کے آخری دور میں نازل ہوئی۔ نیز آیت ۶ میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس کا تعلق ولید بن عقبہ بن ابی معیط سے ہے اور وہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوا تھا۔

مضامین : اس سُورۃ مبارکہ کی آیتوں کی تعداد اگرچہ صرف اٹھارہ ہے لیکن اس میں نہایت اہم موضوعات بیان کیے گئے ہیں جن پر اعتقاد، اخلاق، سیرت اور کردار کا محل تعمیر کیا جا سکتا ہے اور جن کی برکت سے معاشرے میں اُنس محبت اور ایثار کی فضا پیدا کی جا سکتی ہے۔

سب سے پہلے بارگاہِ رسالت کے ادب و احترام کے بارے میں حتمی احکام صادر فرمائے صاف صاف بتا دیا کہ کان کھول کر سُن لو، اگر تم نے گستاخانہ لہجے میں میرے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں اپنی آواز بھی اونچی کی تو عمر بھر کے اعمال صالحہ نیست و نابود ہو جائیں گے۔ میرا پیارا رسولؐ آرام فرما ہو تو باہر کھڑے ہو کر آوازیں مت دو، بلکہ خاموشی سے انتظار کرو۔ جس وقت حضورؐ تشریف لائیں اُس وقت اپنی معروضات پیش کرو۔ مختلف طریقوں سے بارگاہِ نبوت کے لوبِ احترام کا نقش لوحِ دل پر ثبت فرمایا تاکہ بھولے سے بھی کوئی مومن یہ گستاخی نہ کر بیٹھے۔

اس کے بعد مسلمانوں کو بتایا کہ اتنے سادہ لوح بھی نہ بن جاؤ کہ جس کسی نے کوئی بات کہہ دی، فوراً اسے پلے باندھ لیا اور اس پر اپنے ردِ عمل کا اظہار کر دیا۔ جب بھی کوئی غیر معتبر آدمی کوئی بات آ کر بتائے تو پہلے خوب چھان بین کر لیا کرو۔ پھر کوئی قدم اٹھایا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرو، ورنہ شدید ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

حضور کے صحابہ کے بارے میں صراحتہً اعلان کر دیا کہ ہم نے ایمان کو ان کا محبوب بنا دیا ہے اور ان کی آنکھوں میں اسے دل آویز کر دیا ہے کہ وہ اسے چھوڑ کر کسی غیر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ کفر، فسوق کی نفرت اور بغض اُن کے دل میں یوں پیدا کر دیا ہے کہ وہ اس کی طرف مائل ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ان الفاظ کی قدسی کی حالت کلام الٰہی میں ان نورانی الفاظ سے بیان کی گئی ہے۔ اگلے ایمان کے بارے میں شک کرنا اور ان کے دائمی عمل پر کیچڑ اچھالنا بدبختی اور محرومی کی انتہا ہے۔

انسانی معاشرے میں تعلقات کا کشیدہ ہو جانا قطعاً بعید از امکان نہیں۔ اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے اور اہل ایمان کے دو گروہ آپس میں دست و گریبان ہو جائیں، تو دوسرے مسلمانوں کو خاموش تماشائی بننے کی اجازت نہیں بلکہ انہیں حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور ان کے درمیان صلح کرا دیں اور اپنا پورا اثر و رسوخ بھی استعمال کریں۔ پھر بھی اگر ایک فریق صلح پر آمادہ نہ ہو تو اس کی امداد کریں جو حق پر ہے۔

آیت ۱۰ میں تصریح کر دی کہ مومن نہیں کسی گوشہ میں آباد ہو کر کوئی بری یا اچھی کسی بھی نسل سے متعلق ہو، جب وہ اس دین کو قبول کر لیتا ہے، تو وہ اخوت اسلامی کے رشتے میں پرو دیا جاتا ہے۔ بیگانگی اور مغائرت کے سارے حجابات یکلخت اٹھ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اسلامی معاشرے کو صحت مند بنیادوں پر استوار کر کے ترقی اور خوش حالی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتا ہے، اس لیے ان تمام باتوں سے سختی کے ساتھ روک دیا جو دلوں میں نفرت، خصومت، عداوت اور عداوت کی تخم ریزی کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کا مذاق اُڑانا، ایک دوسرے کی عیب جوئی اور غیبت چغلی کھانا، ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرنا وغیرہا یہ سب باتیں ایسی ہیں جو سے دل ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگتے ہیں، اس لیے اہل ایمان کو حکم دیا کہ وہ ان چیزوں سے دُور رہیں۔

آیت ۱۳ میں ان تمام باطل امتیازات کا قلع قمع کر دیا جو انسانی معاشرے کو رنگ، نسل، زبان، دولت وغیرہ کی بنیادوں پر متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ انہیں بتایا کہ تم سب آدم و حوا کی اولاد ہو اور تمہاری قدر و منزلت کا معیار دولت، حکومت وغیرہ نہیں بلکہ تمہارا تقویٰ ہے۔ جو زیادہ متقی ہوگا اللہ تعالیٰ کی جناب میں اسی کا مقام بلند ہوگا۔

یہ آیت اسلام کے معاشرے کی خشت اوّل ہے۔ جو باطل امتیازات آج بھی بڑی بڑی ترقی یافتہ قوموں کو آپس میں دست و گریبان کیے ہیں، اسلام نے اس ایک حکم سے ان تمام کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا۔

آخر میں بتایا کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں۔ جو دین اسلام کو قبول کرتے ہیں وہ اسلام پر کوئی احسان نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کا ان پر احسان ہے کہ اس نے اس دین حق کو قبول کرنے کی انہیں توفیق عطا فرمائی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِيْ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ الحجرات مدنی ہے اور اس کی اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا

اے ایمان والو[1] آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے[2] اور ڈرتے رہا کرو

[1] امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں کہ اس سے پہلی سورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام حال اور شان رفیع بیان فرمائی کہ یہ وہ رسول ہے جس کی رسالت کے ہم گواہ ہیں۔ جس کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ حاصل ہوگا اس کے غلام ان صفات جلیلہ سے موصوف ہیں جن کا ذکر غیر سابقہ آسمانی کتب میں بھی موجود ہے اس سورت میں اس رسول ذی شان کی عزت و تکریم کا حکم دیا جا رہا ہے۔ ادب و احترام کے انداز سکھائے جا رہے ہیں۔ چونکہ ادب ہوگا تو دل میں تعظیم ہوگی تعظیم ہوگی تو اس کے ہر حکم کی تعمیل کا جذبہ پیدا ہوگا۔ جب تعمیل حکم کی خوبی پیدا ہوگی تو محبت کی نعمت عطا فرمائی جائے گی اور جب محبوب خداوند ذوالجلال کے عشق کی شمع فروزاں ہو گئی تو حریم کبریائی تک جانے والا راستہ سہل اور منور ہو جائے گا۔

[2] ادب و احترام کے درس کا آغاز لَا تُقَدِّمُوْا سے فرمایا جا رہا ہے۔ علامہ ابن جریر لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے پیشوا یا امام کے ارشاد کے بغیر خود ہی امر دینی کے نفاذ میں جلدی کرے تو عرب کہتے ہیں کہ فلاں نے تقدم بین یدی امامہ۔ یعنی فلاں شخص اپنے امام کے سامنے آگے چلتا ہے۔ علامہ ابن کثیر نے حضرت ابن عباسؓ سے اس جملہ کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے۔ عن ابن عباس لا تقولوا خلاف الکتاب والسنۃ۔ کہ کتاب و سنت کی خلاف ورزی مت کرو۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی کریم پر ایمان لانے کے بعد کسی کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے رب کریم اور اس کے رسول کریم کے فرمان کے مقابل ارنی کوئی بات کہے یا کوئی کام کرے۔ جب انسان اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہے تو وہ اس امر کا بھی اعلان کر رہا ہوتا ہے کہ آج کے بعد اس کی خواہش اس کی مرضی، اس کی مصلحت خدا اور اس کے رسول کے حکم پر بلا تامل قربان کر دی جائے گی۔

یہ ارشاد فقط اہل ایمان کی شخصی اور انفرادی زندگی تک ہی محدود نہیں بلکہ قومی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں، سیاسی، اقتصادی اور اخلاقی کو بھی محیط ہے۔ نہ کسی فرد کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کوئی ایسا قانون بنائے جو کتاب و سنت سے متصادم ہو اور نہ کسی جماعت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ احکام شرعی کے برعکس کوئی فیصلہ کرے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ

اللہ تعالیٰ سے بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ۝ اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ

نبی کریم ؐ کی آواز سے ۳ھ اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو۔

لاتقدموا بین یدی اللہ ورسولہ کے مختصر کلمات میں معمول و مطلب کا بحر بیکراں مرجزاں ہے۔

یہاں ایک چیز مفرط طلب ہے۔ لاتقدموا متعدی ہے لیکن اس کا مفعول مذکور نہیں اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کو ذکر کر دیا جاتا تو صرف اس کے بارے میں حکم کی خلاف ورزی ممنوع ہوتی۔ مفعول کو ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ کوئی مکمل نہ کوئی قول ہو زندگی کے کسی شعبہ سے اس کا تعلق ہو اس میں اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد سے پیش قدمی ممنوع ہے۔ نیز اگر مفعول ذکر کیا جاتا تو سامع کی توجہ ادھر ہی منتقل ہو جاتی۔ اس کو ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ تمہاری تمام تر توجہ لاتقدموا کے فرمان پر مرکوز ہونی چاہیے۔

زمخشری کہتے ہیں۔ احدھما ان یحذف لیتناول کل ما یقع فی النفس مما یقدم والثانی ان لا یقصد قصد مفعول ولا حذفہ وتوجیہ النھی الی نفس التقدمۃ۔ (کشاف)

۲ھ اس آیت تشریعیہ میں بھی بارگاہ رسالت کے آداب کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ سابقہ آیت میں بتایا کہ قول و عمل میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سبقت نہ کرو۔ اب گفتگو کا طریقہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر تمہیں وہاں شرف باریابی نصیب ہو اور ہمکلامی کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو یہ خیال رہے کہ تمہاری آواز میرے محبوب کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے۔ جب حاضر ہو تو ادب و احترام کی تصویر بن کر حاضری دو۔ اگر اس سلسلہ میں تم نے ذرا سی غفلت برتی اور بے پروائی سے کام لیا تو سارے اعمال حسنہ، عبادت، جہاد، جملہ حسنات و خیرات تمام کے تمام اکارت ہو جائیں گے۔ پہلی آیت میں یہ بتایا تھا کہ یہاں خطاب کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن معاملہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر دوبارہ اہل ایمان کو یا ایھا الذین اٰمنوا سے خطاب کیا۔ انہیں جھنجھوڑا اور بتایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس پر زندگی بھر کی طاعتوں، نیکیوں اور حسنات کے قبول و نامقبول ہونے کا انحصار ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت خاتم النبیین ؐ نے آہستہ آہستہ کلام کرنے کو اپنا معمول بنا لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا میں تادم واپسیں حضور سے آہستہ آہستہ بات کروں گا جب کوئی وفد حضور سے ملاقات کے لیے مدینہ طیبہ پہنچا تو حضرت صدیق اکبر ؓ ان کی طرف ایک شخص آدمی بھیجتے جو انہیں حاضری کے آداب بتاتا اور ہر طرح ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔ وارسل الیھم ابوبکر من یعلمھم کیف یسئلون ویأمرھم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بالسکینۃ والوقار عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (روح المعانی)

صحابہ کرام جو پہلے ہی سراپا ادب و احترام تھے، اس آیت کے نزول کے بعد مزید محتاط ہو گئے۔ حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قدرتی طور پر بلند آواز تھے، اس آیت کے نزول سے ان پر گویا قیامت ٹوٹ پڑی۔ گھر میں بیٹھ رہے۔ دروازہ کو قفل لگا دیا اور دن رات زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ سرورِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے جب ایک دو روز ثابت کو نہ دیکھا تو ان کے بارے میں دریافت کیا۔ عرض کیا گیا کہ انہیں تو دن رات رونے سے کام ہے۔ دروازہ بند کر رکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا اور رونے کی وجہ پوچھی۔ غلام اطاعت شعار نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری آواز اونچی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے۔ میری تو عمر بھر کی کمائی غارت ہو گئی۔ اس دلنواز آقا نے تسلی دیتے ہوئے یہ مژدہ جانفزا سنایا۔ اما ترضی ان تعیش حمیدا وتقتل شہیدا وتدخل الجنۃ۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم قابلِ تعریف زندگی بسر کرو اور شہید قتل کیے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ عرض کیا رضیت۔ اپنے رب کریم کی اس فرمائش پر بندہ راضی ہے۔ (روح المعانی)

علامہ ابن قیم اس حدیث کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ جب مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر گھمسان کا رن پڑا تو مسلمانوں کے قدم ڈگمگانے لگے۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت سالم رضی اللہ عنہ آپس میں کہا کرتے تھے کہ حضور سالم کے ساتھ تو ہم کفار سے اس طرح جہاد نہیں کیا کرتے تھے۔ دونوں نے اپنے اپنے لیے گڑھا کھودا اور اس میں جم کر دشمن پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی حتیٰ کہ دونوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ اس روز حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک لمبی اور قیمتی زرہ پہن رکھی تھی۔ ایک شخص آپ کی نعش کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ زرہ اتار لی اور جا کر چھپا دی۔ اسی شب حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو خواب میں فرمایا کہ میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں، خبردار! یہ خیال نہ کرنا کہ یہ محض خواب ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ سنو! میں کل جب مقتول ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا اور میری زرہ اتار لی۔ اس کی رہائش گھوڑوں کے آخری کنارہ پر ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے خیمے کے نزدیک ایک گھوڑا اخیر رسہ ہے جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسی بندھی ہے۔ اس شخص نے میری زرہ پر ایک دیگچہ الٹا رکھ دیا ہے۔ اس کے اوپر اونٹ کا کجاوہ ہے۔ تم سیدنا حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ میری زرہ اس شخص سے لے لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ طیبہ پہنچو تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنا کہ ثابت پر اتنا قرضہ ہے۔ وہ ادا کر دیں اور میرے فلاں فلاں غلام کو آزاد کر دیں۔

جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور اپنا خواب سنایا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ وہاں سے تلاش کر لی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی وصیت کو عملی جامہ پہنایا۔ (کتاب الروح)

جن خوش نصیبوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے حبیبِ مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب ہر تک ہے ان کی رفعتِ شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ

(اس بے ادبی سے کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال ۲ اور تمہیں خبر تک نہ ہو ۳ بے شک جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں

اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ

کو اللہ کے رسول کے سامنے ، یہی وہ لوگ ہیں جن کا خلق کر لیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کو

۲ یہاں لام مقدر ہے اور یہ لام عاقبت کے لیے ہے یعنی اگر تم سے آواز اونچا کرنے کی بے ادبی ہو گئی تو اس کا انجام یہ ہو گا کہ تمہارے سارے اعمال برباد ہو جائیں گے۔ اتقاد و بالذات یہ خطاب صحابہ کرام کو ہو رہا ہے جن کا ایمان بے نظیر، جن کی قربانیاں بے مثال، جن کی عبادتیں خشوع و خضوع میں ڈوبی ہوئی تھیں، جو سرتاپا تسلیم و رضا تھے۔ انہیں کہا جا رہا ہے کہ اگر تم نے میرے پیارے رسول کی جناب میں آواز بھی اونچی کی تو یہ ایسی گستاخی متصور ہو گی کہ تمہاری سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی۔ آج جو لوگ حضور کی شان میں یہ میں سوقیانہ آیتیں کرتے ہیں حضور کے علم خدا داد پر معترض ہوتے ہیں، ادب و احترام کو فضول سمجھتے ہیں، اپنے علم پر اپنی نیکیوں پر اور اپنے ایمان سنبھالیے اپنے اعمال پر مغرور ہیں وہ اپنے انجام کے بارے میں خود سوچ لیں۔

مادر کعبہ ست ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

۳ اس جملہ میں گستاخوں کی اس محرومی و بدنصیبی کا بیان ہے اس کو کسی کرنی علم و فہم کا تعلق تو نے فضیلت و پارسائی کا طلسم اگر ٹوٹنے تو بدبختی کی انتہا ہے۔ فرمایا جا رہا ہے کہ تمہارے سارے اعمال غارت ہو جائیں گے سب نیکیاں ملیامیٹ ہو جائیں گی اور تمہیں خبر تک نہ ہو گی۔ تم اس غلط فہمی کا شکار ہو گے کہ تم بڑے نمازی اور غازی ہو۔ صائم الدہر اور قائم اللیل ہو، متقی پرہیزگار ہو، اطیاء آتش زبان ہو اور جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے اور جب وہاں پہنچو گے تو اس وقت پتہ چلے گا کہ اعمال کا جو باغ تم نے لگایا تھا اسے تو بے ادبی اور گستاخی کی باد صرصر نے خاک سیاہ بنا کر رکھ دیا ہے اس وقت کف افسوس ملو گے، سر پیٹو گے لیکن بے سود و اماصل۔

ع ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

یہ جملہ حال ہے۔ اعمالکم میں ضمیر مخاطب ذوالحال ہے اور لا تشعرون کا مفعول محذوف ہے۔

اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے علماء نے فرمایا ہے کہ انسان جب روضۂ مقدسہ پر حاضری دینے کی سعادت سے بہرہ ور ہو تو وہاں بھی آواز اونچی نہ کرے۔ جہاں حدیث پاک کا درس ہو رہا ہو وہاں بھی آواز بلند نہ کرے۔ علماء و اتقیاء کی خدمت میں حاضر ہو تو اس وقت بھی چلا چلا کر گفتگو نہ کرے اور اپنے پیر و مرشد سے بھی ادب و احترام ملحوظ رکھے۔

بارگاہ رسالت میں اگر کوئی اس طرح اونچا بولے گا جس سے خاطر عاطر کو اذیت پہنچے تو یہ منع ہے لیکن ضرورت کے وقت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ

تقویٰ کے لیے۔ انہی کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے ۝ بیشک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو

بلند آواز سے بولنا منع نہیں۔ حضرت بلالؓ حضورؐ کی موجودگی میں بلند آواز سے اذان دیتے تھے۔ جنگ میں بلند آواز سے نعرے لگائے جاتے ہیں۔ جنگ حنین میں حضورؐ نے حضرت عباسؓ کو حکم دیا کہ بلند آواز سے صحابہ کو بلائیں۔ حضرت حسانؓ حضورؐ کی موجودگی میں بلند آواز سے اپنے قصائد سناتے تھے۔ الغرض حدیث پاک سے ثابت ہے۔

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں۔ لیس المراد ما یقع الرفع والجھر فی حرب او مجادلۃ معاند او ارھاب عدو ونحو ذلک فانہ مما لا بأس بہ (روح البیان)

اس پر بلند آواز سے میلاد کی کتاب یا کوئی نعت پڑھنے کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

۴ اب ان لوگوں پر انعامات کا ذکر کیا جا رہا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ گفتگو کرتے ہیں۔ اس آیت کا مفہوم بیان کرنے سے پہلے اس کے دو لفظوں کی تشریح کرنا ضروری ہے۔

یَغُضُّوْنَ : غض البصر۔ آنکھیں نیچی کرنا۔ غض الصوت۔ آواز کو آہستہ کرنا۔

اِمْتَحَنَ : علامہ ابی حیان قرطبی نے علمائے لغت و تفسیر کے مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔

قال الفراء : ای اخلصھا للتقویٰ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان باادب حضرات کے دلوں کو تقویٰ کے لیے خالص کر لیا ہے۔

قال الاخفش : اختصھا۔ اخفش کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے مخصوص کر لیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ الامتحان افتعال من محنت الاديم لصلاحتی او سعتہ فمعنی امتحن اللہ قلوبھم للتقویٰ وسعھا وشرحھا للتقویٰ۔ یعنی امتحان باب افتعال سے ہے۔ اس کا لغوی معنی ہے چمڑے کو کھلا کرنا۔ اس مفہوم کے پیش نظر آیت کا معنی ہوگا کہ ہم نے ان کے دلوں کو تقویٰ اور پرہیزگاری کے لیے کشادہ اور وسیع کر دیا ہے۔ وہ تقویٰ کی راہ پر چلتے ہوئے کوئی گھٹن یا بوجھ محسوس نہیں کرتے۔

علامہ زمخشریؒ اس لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے ایک اور نکتہ پیدا کیا ہے۔ کہتے ہیں۔ من قولھم امتحن فلان لامر کذا وجرب لہ ودرب للنھوض بہ فھو مضطلع بہ غیر وان عنہ (کشاف) یعنی جب کوئی شخص کسی چیز کا خوگر اور عادی بن جائے اور اسے اس کی خوب مشق کرا دی جائے تو عرب کہتے ہیں امتحن فلان لامر کذا۔ جب کوئی شخص مسلسل ریاضت اور مشق سے کسی چیز کا عادی بن جاتا ہے اس وقت وہ اس بار گراں کو آسانی سے اٹھا لیتا ہے اور اس میں کسی ضعف اور کمزوری کا مظاہرہ نہیں کرتا۔

ان لغوی تحقیقات کے بعد اب اس آیت کو غور سے پڑھیے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے محبوب کا ادب ملحوظ رکھتے ہیں ہم ان پر تین خصوصی احسان فرماتے ہیں۔ پہلا احسان تو یہ ہے کہ ہم ان کے دلوں کو تقویٰ کا عادی بنا دیتے ہیں اس بار گراں کے اٹھانے میں انہیں کوئی دقت نہیں ہوتی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى

حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر ناسمجھ ہیں ۝ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ

دوسرا احسان یہ ہے کہ ان سے اگر کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو ہم بخش دیتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ ہم انہیں اجرِ عظیم سے بہرہ مند بنائیں گے۔ تغفرت اور اجر کی تنکیر تعظیم کے لیے ہے اور اجر کریم سے موصوف کر کے اس کی عظمت میں مبالغہ کیا گیا ہے کیونکہ وہ اجر ایسا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا۔ تنکیر مغفرۃ وتعریف التعظیم علی وصف اجر بتعظیم المنفعۃ فی عظیمہ وانہ لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔ (روح المعانی)

۵ اسلام سے پہلے عرب کا نظم جہالت و ناشائستگی کا گہوارہ تھا کہ جیسے مرکزی شہر میں گنتی کے چند آدمیوں کے سوا ساری آبادی معمولی نوشت و خواند سے بھی قاصر تھی۔ تہذیب و معاشرت کے آداب سے یہ لوگ بالکل کورے تھے۔ صحرا نشین بدوؤں کی حالت اور بھی گئی گزری تھی۔ اس آیت کریمہ میں بھی وہ آداب سکھلائے جا رہے ہیں جن کا بارگاہِ رسالت میں ملحوظ رکھنا از حد ضروری ہے۔

ایک دفعہ بنی تمیم کا وفد حضور شارع علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد میں زبرقان بن بدر، عطارد بن حاجب اور قیس بن عاصم ان کے سردار بھی تھے۔ دوپہر کا وقت تھا۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے حجرۂ مبارکہ میں قیلولہ فرما رہے تھے۔ ان لوگوں نے حضور کی آرام کی وجہ سے انتظار کو اپنی شان کے خلاف سمجھا اور باہر کھڑے ہو کر صدائیں لگانے لگے۔ یا محمد اخرج الینا۔ حضور کا نام لے کر کہنے لگے کہ ہمارے پاس باہر آئیے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شرافت سے آتے تو ان لوگوں نے شوخی کیا تھا۔ کہنے لگے یا محمد ان مدحنا زین وان شتمنا شین ونحن اکرم العرب۔ یعنی ہم جس کی مدح کر دیتے ہیں اسے مزین کر دیتے ہیں، جس کی مذمت کرتے ہیں اس کو معیوب بنا دیتے ہیں۔ ہم تمام عربوں سے اشرف ہیں۔ حضور نے فرمایا کذبتم بل مدحی اللہ تعالیٰ زین وشتمہ شین وحکم فیکم یوسف ابن یعقوب ابن اسحاق ابن ابراہیم۔

اے بنی تمیم تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدح باعث زینت ہے اور اس کی ہی مذمت باعث تعییب ہے اور تم سے اشرف حضرت یوسف ہیں جو انہوں نے کہا ہم مغفرت کی خبر لے کر آئے ہیں۔ چنانچہ پہلے ان کا خطیب عطارد ابن حاجب کھڑا ہوا اور اپنے قبیلے کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیے اور اپنی فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت بن قیس کو اس کا جواب دینے کا حکم دیا۔ کتبِ سیرت کا یہ تاریخی ارشد جب لب کشا ہوا تو ان کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ سہم کر رہ گئے۔

اس کے بعد ان کا شاعر زبرقان بن بدر کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھا۔ حضور نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا۔ حضرت حسان نے اس کے قصیدہ کے مفاخر کی دھجیاں بکھیر دیں اور اسلام کی صداقت اور حضور کی عظمت کا اس انداز میں بیان فرمایا کہ ان کا غرور خاک میں مل گیا۔ اقرع کو تسلیم کرنا پڑا کہ واقعی خطیب حضور کے خطیب کا ہم پلہ ہے اور نہ ہمارا شاعر دربارِ رسالت کے شاعر سے کوئی نسبت رکھتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

آپ باہر تشریف لاتے ان کے پاس تو یہ ان کے لیے بہت بہتر تھا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحیم ہے۔ اے ایمان

اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا خصوصی کرم فرمایا اور ان کے دلوں کو اسلام کے لیے کشادہ کر دیا۔ سارے کے سارے شرف ایمان ہوئے۔ رحمت عالم ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدام گرام سے انہیں مالا مال کر دیا۔

لفظ وراء کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔

الوراء من المواراۃ والاستتار وصار استعمالہ فی خلف کان او قدام لان وراء مواراۃ عن الحاسۃ وخفیۃ عنہا یعنی وراء مواراۃ سے ہے۔ اس کا معنی چھپنا اور پوشیدہ ہونا ہے۔ جو چیز حس آنکھوں سے اوجھل ہو گی خواہ وہ پیچھے ہو یا سامنے اس کو وراء کہیں گے۔ جمہور اہل لغت کے نزدیک وراء اضداد سے ہے۔

شان نزول ان کی اس خیر شستہ حرکت پر سورۃ کے اسباب نزول بتایا جا رہا ہے کہ ان کے لیے بہتر تھا کہ وہ حضور کا انتظار کرتے یہاں آ کر نبی کریم قیلولہ کرنے کے بعد خود باہر تشریف لاتے۔ اس وقت وہ زیارت کی سعادت حاصل کرتے اپنے احوال بھی بیان کرتے اور اس بجود و کرم سے سیراب ہوتے۔

علامہ آلوسی رقمطراز ہیں کہ ان آیات میں ہمارے لیے ہدایت ہیں بے ادبی کی قباحت عیاں کرنے کے ساتھ ساتھ محاسن آداب کی بھی تعلیم دی جا رہی ہے۔ علمائے کرام نے ان آیات سے خوب استفادہ کیا ہے۔ حضرت ابو عبید جو بلند پایہ عالم تھے فرمایا کہ میں نے کبھی کسی عالم کے دروازہ پر دستک نہیں دی بلکہ میں ان کا منتظر رہتا۔ جب وہ از خود تشریف لاتے تو ان سے استفادہ کرتا۔

قاسم ابن سنان کوفی سے بھی اسی قسم کا قول منقول ہے۔

حضرت ابن عباس معارف قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے حضرت ابی کے گھر جاتے تو ان کا دروازہ کھٹکھٹاتے بلکہ خادم کی سے ان کا انتظار کرتے رہتے یہاں تک کہ وہ اپنے معمول کے مطابق باہر آتے۔ حضرت ابی کو یہ بات بڑی گراں گزری، کہا آپ نے دروازہ کیوں نہ کھٹکھٹایا تاکہ میں فوراً باہر آ جاتا اور آپ کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانا پڑتی۔ آپ نے جواب میں کہا العالم فی قومہ کالنبی فی امتہ وقد قال اللہ تعالیٰ فی حق نبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم۔ یعنی عالم اپنی قوم میں اس طرح ہے جس طرح نبی اپنی امت میں ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں فرمایا ہے ولو انہم صبروا الا

اس کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا اور عمر بھر اس کے مطابق اپنے اساتذہ کے ساتھ معاملہ کرتا رہا۔ الحمد للہ علی ما فاتت (روح المعانی)

مغربی تہذیب کے بُرے اثرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ شاگردوں کے دلوں سے اساتذہ کا احترام ختم ہو گیا ہے ان کے ساتھ گستاخانہ گفتگو کی جاتی ہے۔ ان پر آوازے کسے جاتے ہیں نقلیں اتاری جاتی ہیں۔ پھر اس پر کوئی شرمندگی محسوس نہیں کی جاتی۔ اُنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ

والو! اگر لائے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاؤ کسی قوم کو بے علمی میں

فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ

پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو ۝ اور خوب جان لو تم میں رسول اللہ تشریف فرما

فخر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بزرگوں کا احترام، اپنے ماں باپ کی تعظیم و تکریم کا جذبہ بھی روز بروز توڑا جا رہا ہے آج کل کے ترقی یافتہ لوگوں کا معاشرہ انسانی معاشرہ سے زیادہ حیوانی معاشرہ کی تصویر پیش کرتا ہے۔

کیا یہ اسلام کے آداب معاشرت کو اپنائیں اور مکارم اخلاق سے اپنے آپ کو مزین و آراستہ کریں جن کی تعلیم ہمیں اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دی ہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے۔ من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا۔ یعنی جو شخص چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور بڑوں کی توقیر نہیں کرتا، وہ ہماری جماعت میں سے نہیں۔

۵ اس آیت کی شان نزول کے سلسلہ میں اکثر علماء تفسیر نے یہ روایت ذکر کی ہے۔ بنو مصطلق کا سردار حارث ابن ابی ضرار بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور مشرف بہ اسلام ہوا۔ حضورؐ نے زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو اس نے اسے بھی قبول کر لیا اور عرض کیا کہ میں اپنے قبیلے کے پاس جاتا ہوں۔ انہیں اسلام کی دعوت دوں گا جو لوگ اسے بہ رضا و رغبت قبول کریں گے ان سے زکوٰۃ جمع وصول کر لوں گا آپ فلاں وقت اپنا کوئی آدمی بھیج دیں جو جمع شدہ زکوٰۃ وصول کر لے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت مقررہ پر ولید ابن عقبہ ابن ابی معیط کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا کہ وہ زکوٰۃ وصول کرے۔ زمانہ جاہلیت میں ولید کے خاندان کا ایک قتل تھا۔ اسے خدشہ ہوا کہ شاید وہ اسے قتل کر دیں۔ وہ راستہ سے لوٹ آیا اور آکر خبر دی کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ وہ میرے قتل کے درپے ہو گئے تھے مشکل سے جان بچا کر یہاں پہنچا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس کی یہ بات سنی تو حضرت خالدؓ کو ایک دستہ دے کر ان کی طرف روانہ کیا اور حکم دیا کہ پہلے حقیقت حال معلوم کرنا پھر کوئی کارروائی کرنا جلد بازی سے کام نہ لینا۔ امسوا ان یتثبت ولا یعجل۔ (قرطبی)

حسب ارشاد حضرت خالدؓ رات کے وقت وہاں پہنچے۔ خود ان کے علاقہ سے باہر پڑاؤ کیا اور اپنے جاسوس بھیجے تاکہ ان کے احوال پتا کر کے صحیح حاصل کریں۔ انہوں نے آکر گواہی دی کہ وہ اسلام پر قائم ہیں۔ ہم نے ان کی اذانیں سنی ہیں اور ان کو باجماعت نماز ادا کرتے دیکھا ہے۔ حضرت خالدؓ صبح کے وقت ان کے ہاں گئے اور اپنے جاسوسوں کی فراہم کردہ اطلاعات کو درست پایا۔ حضرت خالدؓ نے واپس آکر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حقیقت حال عرض کر دی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ جس کے متعلق اکثر فرمایا کرتے التأني من الله والعجلة من الشيطان۔ سوچ سمجھ کر کام کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اور جلد بازی کرنا شیطان کی انگیخت سے ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ

میں تمہیں اگر وہ مان لیا کریں تمہاری بات اکثر معاملات میں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب بنا دیا ہے تمہارے نزدیک

ہر سوسائٹی میں ایسے سفلہ مزاج لوگ ہوتے ہیں جن کا محبوب مشغلہ بے پر کی اڑانا اور غلط افواہیں پھیلانا ہوتا ہے۔ ایسی افواہیں خاندانوں، قبیلوں، اور اقوام و ملل کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس تحقیق سے مسلمانوں کو یہ ہدایت فرما رہا ہے بخدا اگر کوئی فاسق اور بدکار تمہارے پاس کوئی اہم خبر لے آئے تو اس کو فوراً قبول نہ کیا کرو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جھوٹ بک رہا ہو اور تم اس کی جھوٹی خبر سے مشتعل ہو کر کوئی ایسی کارروائی کر بیٹھو جس پر غور ناک نتائج مرتب ہوں اور پھر تم ساری عمر فرطِ ندامت سے کف افسوس ملتے رہو۔ اس لیے جب کوئی خبر تمہارے کانوں تک پہنچے تو اس کو بے تحقیق تسلیم کر لینا قطعاً قرینِ دانش نہیں۔ پہلے اچھی طرح اس کی چھان پھٹک کر لو اور پھر مناسب قدم اٹھاؤ۔ خیال رہے کہ یہاں النبأ کا لفظ مستعمل ہے اور عربی میں النبأ خبر اہم کو کہا جاتا ہے۔ بلکہ ایسی خبر جس سے دور رس نتائج نکل سکتے ہوں اس کو نبأ کہتے ہیں۔

علامہ راغب اصفہانی اس کی تحقیق کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ النبأ خبر ذو فائدة عظيمة (مفردات)

امام ابوبکر جصاص اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ ومقتضى الآية ايجاب التثبت في خبر الفاسق والنهي عن الاقدام على قبوله الا بعد التبين۔

یعنی اس آیت کا مقتضی یہ ہے کہ فاسق کی خبر کی تحقیق کرنا واجب ہے۔ جب تک حقیقت حال پوری طرح واضح نہ ہو جائے اس پر عمل کرنا ممنوع ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں اسی لیے ہم نے کہا ہے کہ جن امور کا حقوق کے ساتھ تعلق ہے فاسق کی شہادت مردود ہوگی۔ روایتِ حدیث میں بھی اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ کسی قانون، کسی شرعی حکم اور کسی انسان کے حق کے ثبوت کے لیے بھی اس کی خبر خبرِ معتبر اور غیر مقبول ہوگی۔ (احکام القرآن للجصاص)

نادمین: علامہ زمخشری کہتے ہیں کہ ندامت ایک خاص قسم کے غم کو کہتے ہیں۔ وہ یہ کہ تو ایسی بات پر غم زدہ ہو جس کا تجھ سے ارتکاب ہوا ہے اور جس کے متعلق تمہارا یہ خیال ہے کہ کاش میں نے یہ کام نہ کیا ہوتا۔

الندم غم يعرض من الغم وهو ان تغتم على ما وقع منك تمنى انه لم يقع۔ (کشاف)

نزول: ولید بن عقبہ نے جب بنو مصطلق کے اسلام لانے کی خبر آ کر سنائی تو بعض مسلمان مشتعل ہو گئے اور فرطِ جوش میں بنو مصطلق کے خلاف فوجی کارروائی کا مطالبہ زور و شور سے شروع کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض مصالح کے پیشِ نظر حضرت خالد کو ایک دستہ دے کر روانہ فرمایا اور ساتھ ہی تنبیہ فرما دی کہ جلد بازی سے کام نہ لیں بلکہ تحقیق کے بعد مناسب اقدام کریں جس طرح آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ان لوگوں کی اصلاح اور تربیت کا اہتمام فرمایا بلکہ جملہ اہلِ اسلام کو ایک واضح حقیقت سے آگاہ کر دیا۔ انہیں بتا دیا کہ جب اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ رسول تمہارے درمیان موجود ہے وہ اپنے نورِ نبوت سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَ

ایمان کو اور آراستہ کر دیا ہے اسے تمہارے دلوں میں ۱۱ اور ناپسند بنا دیا ہے تمہارے نزدیک کفر، فسق اور

الْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝ۙ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ

نافرمانی کو۔ یہی لوگ راہِ حق پر ثابت قدم ہیں ۱۲ یہ سب کچھ) محض اللہ کا فضل اور انعام ہے ۱۳

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا

اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑا حکمت والا ہے ۱۴ اور اگر اہلِ ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں

بہرحال یہ پیشگوئی کو سمجھا سکتا ہے تم سے کہیں زیادہ انجام و عواقب کا علم اور بروقت اندازہ لگا سکتا ہے اور تمہیں چاہیے کہ ان کے اشارات پر عمل پیرا ہو، جو حکم دیں اس کی تعمیل کرو۔

اگر تم اپنی بات منوانے پر اصرار کرو گے تو تم مشقت و ہلاکت میں پھنس جاؤ گے۔ ہو سکتا ہے کہ جہالت سے اٹھایا ہوا قدم تمہیں کسی عمیق گڑھے میں گرا دے۔

۱۱ بنو مصطلق کے خلاف ان لوگوں کا یہ خصہ اپنی ذات یا اپنے مفادات کے لیے نہ تھا بلکہ اس کی وجہ محض ایمانی غیرت اور اسلامی حمیت تھی۔ بنو مصطلق کے خلاف اس لیے جنگ لڑے تھے کہ ان قبیلے نے ان کے نبی کریم کے خاندان کے ساتھ بدسلوکی کیا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ آیت کے اس حصہ میں بڑی وضاحت کے ساتھ ارشاد فرماتا ہے کہ اپنے پیارے رسول کے ہاں نثار صحابہ کے دلوں میں ایمان کی محبت میں نے پیدا کی ہے۔ ان حضرات کے ایمان کے حسن و زیبائی پر میں نے فریفتہ کر دیا ہے کفر، نافرمانی اور سرکشی سے ان کے دلوں کو میں نے متنفر کر دیا ہے۔ اس لیے شیطان کی کوئی وسوسہ انگیزی انہیں راہِ حق سے منحرف نہیں کر سکتی۔

۱۲ علامہ قرطبی راشدون کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ الرشد، الاستقامة علی طریق الحق مع تصلب فیه من الرشدة وهی الصخرة . . . . .

یعنی رُشد جادۂ حق پر ایسی ثابت قدمی کو کہتے ہیں جس میں تصلب اور پختگی ہو۔ تہذیب کا وہاں لشائبہ تک نہ ہو۔ یہ رشدۃ سے مشتق ہے جس کا معنی چٹان ہے۔

۱۳ یہ حَبَّبَ، زَيَّنَ، كَرَّهَ کا حاصل ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے صحابہ کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنایا اس کو ان کی نگاہوں میں حسین و جمیل بنا دیا، ان کے دلوں کو کفر اور نافرمانی سے متنفر کر دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل فرمایا اور ان پر اپنی نعمت و احسان کی انتہا کر دی۔

۱۴ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور نعمت ان پر ہی نہیں بلکہ وہ ان کے دلوں کے خلوص و نیاز کو خوب جانتا ہے۔ وہ اس بات کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۚ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي

ان کے درمیان صلح کرادو ۱۵ اور اگر زیادتی کرے ایک گروہ دوسرے پر تو سب مل کر لڑو اس سے جو زیادتی

تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا

کرتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف ۔ پس اگر لوٹ آئے تو صلح کرادو ان کے درمیان

مستحق ہیں کہ ان پر یہ نوازش کی جائے نیز یہ حکیم بھی ہے۔ اس کی حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ قوموں کا ایک ایسا گروہ تیار ہو جائے جو نیکی پر قرابۃ اور بدی سے طبعاً گریزاں اور متنفر ہو تاکہ اس پاکباز گروہ سے تبلیغ اسلام کا اہم کام لیا جائے اور دنیا کے جس گوشہ میں یہ اسلام کی دعوت لے کر پہنچیں ان کی دعوت کی صداقت کے لیے سب سے بڑی برہان ان کی اپنی سیرت اور کردار ہو۔

ہر کم نگاہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابہؓ کے بارے میں طرح طرح کے شبہات اور ظنون کا شکار ہیں، وہ قرآن کریم کی ان آیتوں پر بار بار غور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی۔

۱۵ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے جزیرۂ عرب کی سرزمین فتنوں اور جنگ و جدال کی سرزمین تھی۔ ہر قبیلہ دوسرے قبیلہ سے برسرپیکار تھا۔ ہر ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کے درپے آزار تھا۔ کسی کی جان، مال اور آبرو محفوظ نہ تھی۔ اشہر حرام (حرمت والے مہینے) کے علاوہ سفر بھی خطرناک اور دشوار تھا۔ حضورؐ کی آمد سے نقشہ ہی بدل گیا۔ عداوت و خصومت کی جگہ محبت و ایثار اور خلوص و مروت نے لے لی۔ قرآن کریم میں بے شمار آیتیں ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان گنت ارشادات ہیں جن میں مسلمانوں کو متحد رہنے، آپس میں محبت کرنے اور ایک دوسرے کا احترام اور حقوق کا پاس رکھنے کے تاکیدی احکامات ہیں اور ایسی باتوں کو ایمان و اسلام کے منافی قرار دیا گیا ہے جن کے باعث آپس میں نفرت اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔

چند احادیث پاک ملاحظہ ہوں (۱) المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یسلمہ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے کسی دوسرے کے حوالہ کرتا ہے۔

(۲) واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ۔ (بخاری شریف) اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی امداد و اعانت میں لگا ہے۔

(۳) اذا دعا المسلم لاخیہ بظہر الغیب قال الملک آمین ولک مثلہ۔ حضور نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کے لیے اس کی عدم موجودگی میں اس کے لیے دعا مانگتا ہے تو فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے کہ جو دعا تیرے حق میں بھی مقبول ہو۔

(۴) مثل المومنین فی توادھم وتراحمھم وتعاطفھم کمثل الجسد الواحد اذا اشتکی منہ عضو تداعی لہ سائر الجسد بالحمی والسھر۔ مسلمانوں کی مثال ایک دوسرے سے محبت کرنے میں ایک دوسرے پر رحم کرنے میں ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرے سے علیحدگی کرنے میں ایسی ہے جیسا ایک جسم ہو۔ جب اس کا کوئی حصہ بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور بیدار رہتا ہے۔

⑤ المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا۔ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے دیوار کی مانند ہے جس کی ہر اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیتی ہے۔

بایں ہر انسانی معاشروں میں باہمی شکر رنجی کا پیدا ہونا بعید از قیاس نہیں نفسانی خواہشات، ذاتی طمع اور لالچ اور بسا اوقات غلط فہمیوں کے باعث جنگ و جدل کی نوبت آ ہی جاتی ہے۔ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہیے۔ اس آیت میں ان امور کو بڑے حسین پیرایہ میں سمو دیا گیا ہے۔

آیت کا ترجمہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کے کلمات میں جو لطافتیں اور رعنائیاں ہیں ان پر نظر ڈال لیجیے۔ اس کے بعد تفصیلات کا ذکر ہوگا۔

امام رازی لکھتے ہیں: ان اشارۃ الی مقدمۃ القتال۔ یعنی اِنْ کا لفظ ذکر کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ قرآن و سنت نے مسلمانوں کو اتفاق و اتحاد کی جو تعلیم دی ہے اس کے برعکس ایسا شاذ و نادر ہی ہو سکتا ہے کہ فرزندانِ اسلام آپس میں لڑ پڑیں۔ طائفتان فرمایا فرقتان نہیں فرمایا کیونکہ طائفہ، فرقہ سے بھی کم افراد کا مجموعہ ہوتا ہے۔ یعنی اگر جنگ کی نوبت آئی تو ساری امت یا اس کی اکثریت خانہ جنگی میں شریک نہیں ہوگی۔ ایک مختصر گروہ ہی اعتدال سے ہٹ سکتا ہے۔ اسلام کے دائمی احکامات کو پس پشت ڈالنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ ابن طائفتان من المومنین فرمایا، منکم نہیں فرمایا۔ اس میں بھی اس بات کی ترغیب دی جا رہی ہے کہ تم جو لڑ مٹنے کے لیے ایک دوسرے پر ہتھیار لے کر چڑھائی کی تیاریاں کر رہے ہو، ذرا دیکھو تو سہی تم کون ہو۔ تم تو مومن ہو، اللہ کے بندے اور اس کے محبوب کے غلام ہو، بھلا یہ ناشائستہ حرکت تمہیں زیب دیتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

نحو کا امام قاعدہ لکھتا ہے کہ ان اپنے عمل کے ساتھ مذکور ہو۔ یہاں ان اداس کے عمل اقتتلوا کے درمیان طائفتان من المومنین کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ باہمی جنگ و قتال سے پہلے اپنے مومن ہونے کی حیثیت پر غور کریں۔ اقتتلوا ماضی کا صیغہ ذکر کیا۔ یقتتلوا نہیں فرمایا۔ کیونکہ مضارع میں استمرار کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہاں بتایا جا رہا ہے کہ اگر کبھی کسی جنگ و جدال کی نوبت آ جائے تو یہ سلسلہ جاری نہیں رہنا چاہیے بلکہ اہل رشد و صلاح فوراً صلح کر کے اس فتنہ کو فرو کر دیتے ہیں۔

اقتتلوا میں طائفتان کے معنی کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور جمع کی ضمیر لائی گئی ہے۔ بینہما میں لفظاً کا لحاظ کرتے ہوئے تثنیہ کی ضمیر لائی گئی ہے۔ (التفسیر کبیر)

بغت۔ بغی سے ہے۔ اس کا معنی ہے طلب العلو بغیر حق۔ یعنی کسی حق کے بغیر برتری کا خواہاں ہونا۔

اب ذرا آیت کے معانی و مطالب کی طرف توجہ فرمائیے۔

مسلمانوں میں جنگ نہیں ہونی چاہیے۔ اگر بدقسمتی سے ایسا ہو جائے تو پھر اس ناگوار صورت حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ہمیں اس ارشاد خداوندی کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ اس باہمی جنگ و جدل کی مختلف صورتیں ہیں اور ہر صورت کے لیے اپنے اپنے خصوص

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

احکام ہیں۔ سب سے پہلے جس امر پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھے تو تحقیق فکر اس کے کرنے والے کی حیثیت اس میں یا تو فریق کی ہے، یا گماشتہ حکومت کی ہے، یا ایک قبیلہ کا دوسرے قبیلے سے یا ایک گروہ کا دوسرے گروہ سے۔ ان تمام صورتوں میں دوسرے مسلمانوں کو محض تماشائی بن کر بیٹھ نہ جانا چاہیے، بلکہ انہیں اپنے اثر و رسوخ سے کام لیتے ہوئے اس فتنہ کو فرو کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ اگر یہ لڑائی دو خاندانوں یا دو علاقوں کے لوگوں کے درمیان ہے تو ان کے درمیان مصالحت اور اصلاح احوال کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اثر و اقتدار سے کام لے کر صورت حال پر قابو پائے اور اگر ارباب حکومت اس میں دلچسپی نہ لیں یا معاملہ ان تک پہنچایا نہ جائے تو پھر اہل محلہ یا علاقہ کے بااثر لوگوں کا فرض ہے کہ مصالحت کی مخلصانہ کوشش کریں۔

اگر ان کی ساعی صلح کرانے میں کامیاب ہو جائیں تو فبہا، ایسی صورت دیگر تیسری چیز یہ ہے کہ دیکھا جائے دونوں میں سے کس کی زیادتی اور تعدی کا ارتکاب کس نے کیا ہے۔ جو ظالم اور متجاوز ہو اس کی امداد کر کے اپنا سارا وزن اس کے پلڑے میں ڈال دو۔ مظلوم کی دادرسی اور ظالم کو ظلم سے باز رکھنے کے جو وسائل تمہارے پاس ہوں ان کو بروئے کار لاؤ۔ یہاں تک کہ ظالم گھٹنے ٹیک دے اور حق دار کو اس کا حق مل جائے۔ تمہارا یہ طرز عمل ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ ظالم کو پٹتے ہوئے دیکھتے رہو اور جانبداری کی مداخلت اختیار کر لو۔ اگر تم ایسے موقع پر کچھ لے کر یا بغیر لیے ظالم کا ہاتھ روکنے سے انکار کر دو گے تو اس کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ تم ظلم و ستم کو پھلنے پھولنے کا موقع دے رہے ہو۔ تم ایسے سنگدل اور بے رحم ہو کہ مظلوم کی آہ و فغاں سے بھی متاثر نہیں ہوتے۔ اسلام اس قسم کی غیر جانبداری کا قائل نہیں اور نہ اپنے ماننے والوں کو ایسی بزدلی کی اجازت دیتا ہے۔ اس وقت قرآن کا واضح ارشاد ہے وقاتلوا التی تبغی یعنی جو شر و فساد برپا کر رہا ہو اس کی راہ میں چٹان بن کر کھڑے ہو جاؤ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی گروہ حکومت سے تصادم پر تلا ہے، اگر یہ گروہ محض لوٹ مار اور تخل و غارت کے لیے ہی میدان میں آیا ہے تو یہ لوگ باغی قرار دیئے جائیں گے۔ کسان کے ساتھ عام مجرموں کا برتاؤ کیا جائے گا اور انہیں ان کے جرائم کے مطابق سزا دی جائے گی اور اگر وہ حکومت کا تختہ الٹنا چاہتا ہے اور اس کے ساتھ اسی جمعیت اور قوت ہے کہ وہ ایسا کر سکتے ہیں تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ حکومت کے ساتھ مل کر ان سے جنگ کریں اور ان کا قلع قمع کر دیں۔ لیکن ان کے ساتھ لڑائی شروع کرنے سے پہلے ان کو سمجھانے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر سامنے آئے ہیں تو ان کی غلط فہمی دور کی جائے گی۔ اگر وہ کسی شبہ میں مبتلا ہیں تو ان کے ان شبہات کے ازالہ کی پوری پوری سنجیدگی سے کوشش کی جائے گی۔ جس طرح خارجیوں سے جنگ کرنے سے پہلے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابن عباسؓ کو ان کے پاس بھیجا تھا اور آپ کی مساعی جمیلہ سے بہت سے لوگ اپنی روش سے باز آ کر لشکر اسلام میں شامل ہو گئے تھے۔ اگر افہام و تفہیم کی کوششیں بار آور نہ ہوں تو پھر ان کے ساتھ جنگ لازمی ہو جائے گی اور جب تک وہ ہتھیار نہ ڈال دیں اور اپنی باغیانہ سرگرمیوں سے دست کش نہ ہو جائیں، اس وقت تک ان کے ساتھ جنگ جاری رہے گی۔ ان سے کوئی رعایت کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ جب وہ ہار مان لیں اور ہتھیار ڈال دیں تو اس کے بعد جو سلوک ان سے کیا جائے گا، وہ اس حدیث شریف میں مذکور ہے جو امام ابوبکر الجصاص نے اپنی تفسیر احکام القرآن میں نقل کی ہے۔

روی کثیر ابن حکیم عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابن ام عبد کیف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حکم اللہ فی من بغی من ھذہ الامۃ قال اللہ ورسولہ اعلم قال لا یجہز علی جریحھا ولا یقتل اسیرھا ولا یطلب ھاربھا۔

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعودؓ سے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! اس امت میں سے اگر کوئی بغاوت کرے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا کیا حکم ہے انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اس باغی گروہ کے زخمی کو جان سے نہیں مارا جائے گا ان سے جو قیدی ہاتھ نہیں کیا جائے گا اور میدان جنگ سے جو بھاگ نکلے اس کا تعاقب نہیں کیا جائے گا۔ باغیوں کے احکام کی تفصیل ہمیں سیدنا علی مرتضیٰؓ کے طریقہ کار سے ملتی ہے اور فقہاء نے اکثر احکام کا استنباط آپ ہی کے اسوۂ کریمہ سے کیا ہے۔

جنگ جمل میں جب آپ فتیاب ہوئے اور مخالف گروہ کو شکست ہوئی تو حضرت نے فوراً اعلان فرمایا لا تقتلوا اسیرا ولا تجہزوا علی جریح ومن القی السلاح فھو آمن۔ کسی قیدی کو مت قتل کرو کسی زخمی کو مت جان سے مارو جو ہتھیار پھینک دے اس کو امان ہے۔

اگر حاکم فاسق و فاجر ہے احکام اسلامیہ کی کھلم کھلا نافرمانی کرتا ہے اس کے خلاف مسلحانہ کوئی جماعت علم بغاوت بلند کرے گی جس کا مقصد حکومت کے ظلم و ستم کا خاتمہ اور عدل و انصاف بحال کرنا ہے تو ان کے بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔

اکثر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ جب کوئی شخص ایک بار خلیفہ بن جائے اور اس کی وجہ سے ملک میں امن و امان قائم ہو جائے تو اس کے خلاف بغاوت کرنا خواہ وہ ظالم اور فاسق ہی ہو جائز نہیں۔ کیونکہ اس بغاوت سے اصلاح کی بجائے فساد کا اندیشہ زیادہ ہے۔ اس بغاوت سے فتنہ کی آگ بھڑک اٹھے گی، سارا ملک اس کی لپیٹ میں آجائے گا، قتل و غارت کا بازار گرم ہوگا، صدہا بے گناہ مارے جائیں گے آبادیاں ویران ہو جائیں گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ لوگ اس ظالم حکمران کی امداد کریں تاکہ ملک کا دیرینہ نظم و نسق درہم برہم ہونے سے بچ جائے۔

لیکن بہت سے جلیل القدر علماء کا یہ فتویٰ ہے اور حضرت امام اعظمؒ اس گروہ کے ہمخیال ہیں کہ ظالم حکمران کے خلاف اگر صالحین کا کوئی گروہ اٹھ کھڑا ہو تو ان کی امداد کی جائے گی تاکہ یہ کامیاب ہو کر اس ظالم اور فاسق کو مسند اقتدار سے ہٹا سکیں اور ملک میں پھر از سر نو احکام شرعیہ کا نفاذ کر سکیں۔

باغیوں کے بارے میں چند اہم مسائل درج ذیل ہیں۔

ان کے قیدی اگر یقین دلا دیں کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے تو انہیں رہا کر دیا جائے گا۔

اگلے جنگ میں باغیوں نے جو جانی اور مالی نقصان کیا ہوگا، ہتھیار ڈالنے کے بعد ان سے اس کا کوئی تاوان وصول نہیں کیا جائے گا۔

باغیوں نے اگر کسی علاقہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے باشندوں سے زکوٰۃ، عشر اور دیگر محصولات کی رقوم وصول کرتے رہے اگر وہ علاقہ پھر اسلامی حکومت کے تسلط میں آجائے تو وہاں کے باشندوں سے زکوٰۃ وغیرہ کا دوبارہ مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ

عدل وانصاف سے صلح کرو اور انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے بے شک اہل ایمان بھائی بھائی ہیں

اپنے مقبوضہ علاقوں میں باغیوں نے اگر عدالتیں قائم کیں اور وہاں مقدمات کے فیصلے ہوتے رہے۔ اگر قاضی عادل تھا اور اس نے شرعی قواعد کے مطابق فیصلے صادر کیے تو وہ برقرار رہیں گے اور اگر اس نے معاملی کی ہوگی اور احکام شرعیہ کی صریح خلاف ورزی کا مرتکب ہوا ہوگا تو اسلامی عدالت میں وہ متعدد بار واپس کیا جا سکے گا اور پہلا فیصلہ کالعدم قرار پائے گا۔

باہمی جنگ و جدال سے کوئی فریق دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ بخاری شریف میں موجود ہے کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس وقت منبر پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ موجود تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان کی طرف دیکھتے اور کبھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے۔ پھر فرمایا ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ تعالیٰ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔

میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ حضورؐ کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور آپ کے نواسہ خلافت میں امیر معاویہؓ کے ساتھ جو جنگ کا سلسلہ عرصہ سے جاری تھا وہ ختم ہو گیا اور مسلمانوں کے دونوں گروہوں میں صلح ہو گئی۔

حضرت امیر معاویہؓ اور ان کی جماعت کو بھی حضورؐ نے مسلمان قرار دیا۔

حضرت سیدتنا کریم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا کہ جن لوگوں نے آپ سے جمل اور صفین کی جنگیں لڑی ہیں کیا وہ مشرک ہو گئے؟ آپ نے فرمایا من الشرک فروا۔ ہرگز نہیں! وہ تو شرک سے بھاگ کر آئے تھے۔

پھر کہا گیا کیا وہ منافق ہو گئے؟ فرمایا ہرگز نہیں، منافق تو وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں، اور یہ لوگ تو ذکر الٰہی دن رات کرتے تھے، پھر پوچھا گیا اگر وہ مشرک اور منافق نہیں تو کیا ہیں؟ امیر المؤمنین نے فرمایا اخواننا بغوا علینا ہمارے اسلامی بھائی ہیں لیکن انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔

باغیوں کا مال، مال غنیمت متصور نہیں ہوگا۔ جنگ کے دوران میں اگر ان کے اسلحہ اور گھوڑوں کے استعمال کی ضرورت ہو تو استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

یہ چند اہم احکام ہیں جنہیں اختصار سے یہاں ذکر کیا گیا ہے تفصیل کے لیے کتب فقہ کی طرف رجوع فرمائیے۔

۲۔ یہ جملہ بھی غور طلب ہے۔ یعنی اگر صلح کرانے وقت عدل و انصاف سے کام نہیں لیا جائے گا ظلم اور بے انصافی کی بنیاد پر صلح کرا دی جائے گی تو وہ صلح پائیدار ثابت نہ ہوگی مظلوم فریق مطمئن نہیں ہوگا اور اپنی حق رسی کے لیے موقع کا منتظر ہوگا۔ جب حالات اجازت دیں گے تو پھر فتنہ کی آگ بھڑکا دے گا۔ اس لیے اسلام کو ایسی صلح سے کوئی دلچسپی نہیں ہے جس کی بنیاد ظلم پر ہو اور جو ناپائیدار ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾

(۱۰) پس صلح کرا دو اپنے دو بھائیوں کے درمیان۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے۔

۱۰ نماز جمعہ، باہمی قتال و جدال اور ان کے بارے میں احکام کا ذکر ہو چکا اب پھر باہمی محبت و پیار اور الفت و ایثار کے جذبات کو بیدار کرنے کے لیے فرمایا جا رہا ہے کہ اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ ان کا نشو اور نقصان، ان کی خوشی اور غم، ان کی فتح اور شکست سب ایک ہیں۔ بے تعلقی کی جو رنجش پیدا ہو گئی ہے بالکل عارضی نوعیت کی ہے۔ ان کے بہی خواہوں پر فرض ہے کہ مداخلت کر کے ان کے درمیان صلح کرا دیں تاکہ وہ پہلے کی طرح پھر شیر و شکر ہو جائیں۔

اخویکم کے الفاظ میں کیا لطافت ہے کہ سیاسی میں الجھنے والے ایک دوسرے کے بھائی ہیں اور تمہارے بھی بھائی ہیں۔ حیثیت اور بے گانگی کا نام و نشان تک نہیں، اس لیے تم بے تعلق نہ بنے رہو اور ان کا تماشا نہ دیکھتے رہو۔ فوری مداخلت کرو اور ان میں صلح صفائی کرا دو۔

جب دو طائفے دو گروہوں کے دست و گریبان ہونے کا وقت تھا اس وقت یہ حکم دیا کہ ان میں صلح کرا دو۔ یہاں جب دو فریق آپس میں گتھم گتھا ہیں تو یہی حکم دیا کہ ان میں صلح کرا دو لیکن پہلے صلح کے بعد واتقوا اللہ نہیں فرمایا گیا اور یہاں اس صلح کے بعد واتقوا اللہ کا اضافہ کیا گیا کیونکہ جب فتنہ عام ہو تو ہر شخص کو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں میں بھی اس کے شعلوں کی لپیٹ میں نہ آ جاؤں۔ یہی خود غرضی کا جذبہ بھی ہو تو انسان اپنی سلامتی کے لیے دوسروں کی آگ کو بجھانے کے درپے ہو جاتا ہے لیکن جب معاملہ صرف دو آدمیوں تک محدود ہو تو اس کو اپنے ذمہ لینے کا خدشہ نہیں ہوتا اس لیے ایسی حالت میں لوگ عام طور پر بے پروائی کرتے ہیں اور مصالحت کے لیے کوشش نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس طرح مسلمانوں کا اجتماعی امن و سکون اہم ہے اسی طرح چند افراد کی خوشی اور سلامتی بھی اسی درجہ اہم ہے اس لیے یہاں اصلحوا کے حکم پر واتقوا اللہ کا اضافہ بھی کر دیا یعنی خدا سے ڈرو اور ان دو بھائیوں کے درمیان صلح صفائی کرا دو تاکہ ان کو بھی امن و امان نصیب ہو اور ان کے گھروں میں بھی آسودگی حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تم اسی وقت مستحق ہو سکتے ہو جب امت مسلمہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر ایک دوسرے سے محبت و پیار کا اظہار کرے۔

ایسی دل نشین، ایسی شیریں، ایسی اساس صرف اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہی پائی جا سکتی ہے قرآن کا یہ وہ اعجاز ہے جس نے فصحائے عرب کو دم بخود کر دیا تھا۔ یہاں صاحب جوامع الکلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی بھی سماعت فرمائیے،

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا اخبرکم بافضل من درجۃ الصیام والصلوٰۃ والصدقۃ۔ قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال اصلاح ذات البین وفساد ذات البین الحالقۃ۔

حضرت ابو درداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے عمل پر آگاہ نہ کروں جس کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا

اے ایمان والو! نہ مذاق اڑائے کوئی قوم دوسری قوم کا شاید وہ ان مذاق اڑانے والوں سے بہتر

مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا

ہوں اور نہ عورتیں مذاق اڑائیں دوسری عورتوں کا شاید وہ ان سے بہتر ہوں ۱۸ اور نہ

درجہ دونے، نماز اور صدقہ سے افضل ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ضرور ارشاد فرمائیے۔ فرمایا آدمیوں کے درمیان صلح کرا دینا۔ ساتھ ہی بتایا کہ دو آدمیوں کے درمیان فساد کرانا ایمان کو مونڈ کر رکھ دیتا ہے۔

۱۸ پہلے ان احکام کا ذکر ہے جن کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے جب مسلمان ایک دوسرے کے خلاف صفیں آراستہ کریں اور جنگ و قتال شروع ہو جائے۔ لیکن اسلام اصلاح احوال کی صرف اسی صورت کا قائل نہیں کہ پہلے حالات کو بگڑنے دیا جائے۔ مختلف عوامل کو کشیدگی پیدا کرنے اور جذبات کو مشتعل کرنے کی کھلی چھٹی دی جائے جب عداوت کے شعلے بھڑکنے لگیں اور خون کی ندیاں بہنے لگیں تو آگے بڑھ کر اس آگ کو بجھانے کی کامیاب یا ناکام کوشش کی جائے۔ اسلام اس سے بھی زیادہ ان محرکات کی بیخ کنی پر توجہ دیتا ہے اور ان اسباب و علل کے سامنے بند باندھتا ہے جو اس صورت حال کے پیدا ہوتے ہیں۔

ان آیات میں مسلمانوں کو تمام ایسی باتوں سے سختی سے روکا جا رہا ہے جن کے باعث اسلامی معاشرہ کا امن و سکون برباد ہوتا ہے، محبت و پیار کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور خانہ خرابی شروع ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں پہلا حکم یہ دیا کہ اے ایمان والو! ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑایا کرو۔ مذاق اسی کا اڑایا جاتا ہے جس کی عزت اور احترام دل میں نہ ہو جب آپ کسی کا مذاق اڑاتے ہیں تو گویا آپ اس چیز کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ اس شخص کی میرے دل میں کوئی عزت نہیں۔ جب آپ اس کی عزت نہیں کرتے تو اسے کیا پڑی ہے کہ وہ آپ کا احترام کرے۔ جب دلوں سے ایک دوسرے کے لیے عزت اور احترام کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے تو انسان عداوت و دشمنی کی گہری کھڈ کی طرف لڑھکتا چلا جاتا ہے۔ کوئی رکاوٹ ایسی نہیں رہتی جو اسے اپنے انجام سے دوچار ہونے سے روک سکے۔ استہزاء کی کئی صورتیں ہیں۔

زبان سے مذاق کرنا، نقلیں اتارنا، کسی کی طرف اشارہ کرنا۔ اس کے لباس یا رفتار و گفتار پر ہنسنا سب ممنوع ہیں۔

یوں تو شریعت کے سارے احکام عموماً مرد و زن سب کے لیے ہوتے ہیں اور بطور تغلیب صیغہ مذکر کا ہی استعمال کیا جاتا ہے لیکن جو خرابی عورتوں میں بہت زیادہ پائی جاتی ہے اس کو روکنے کے لیے عورتوں کو بھی مخاطب بنایا جاتا ہے۔ یہاں بھی عورتیں چونکہ دوسروں کا مذاق اڑانے اور ان پر پھبتی کسنے میں بڑی تیز رفتار ہوتی ہیں اس لیے یہاں اس خاص حرکت سے بچنے کا الگ حکم دیا اور اس کی وجہ بھی بتا دی کہ ممکن ہے تم جن کا مذاق اڑاتے ہو وہ تم سے بارگاہ الٰہی میں ان کی شان تم سے کہیں زیادہ بلند ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ

عیب لگاؤ ایک دوسرے پر اور نہ بُرے القاب سے کسی کو بلاؤ کتنا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق

۱؎ دوسرا حکم یہ دیا کہ لا تلمزوا انفسکم۔

لفظ لمز کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ اللمز: العیب فی الوجہ۔ والاصل الاشارۃ بالعین والرأس والشفۃ مع کلام خفی۔

کسی کے منہ پر اس کی عیب جوئی کرنے کو اللمز کہتے ہیں۔ اصل میں آنکھ، سر کے اشارے یا ہونٹ ہلا کر آہستہ سے کسی کی عیب چینی کی جائے تو کہتے ہیں لمز فلانا۔ لا تلمزوا فرما کر بتا دیا کہ کسی طرح بھی تمہیں یہ اجازت نہیں کہ اپنے بھائی کے عیب گنواؤ اور اس کی خامیوں اور کمزوریوں کو اُچھالتے رہو۔ علامہ راغب لکھتے ہیں اللمز قبیح المعاب۔ کسی کی کمزوریوں اور عیوب کا کھوج لگاتے رہنا ہر آدمی میں کوئی نہ کوئی عیب ہوتا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کا عیب ظاہر ہو۔ اگر کوئی شخص اس کی خامیوں کا برملا اظہار کرتا ہے اور اس کے عیوب کے کھوج میں لگا رہتا ہے تو اس کا کبیدہ خاطر ہونا ایک قدرتی امر ہے اور قرآن حکیم اس کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن کا اسلوب دیکھئے ہو۔ یہ نہیں کہا کہ تم ایک دوسرے کی عیب چینی نہ کیا کرو بلکہ فرمایا لا تلمزوا انفسکم۔ یعنی تم اپنی عیب جوئی نہ کیا کرو۔ مقصد یہ ہے کہ جس کی بُرائیاں کرتے تم نہیں تھکتے وہ کوئی غیر نہیں۔ تمہارا بھائی ہے۔ اس کی بدنامی تمہاری بدنامی ہے۔ اس کی فضیحت ہوئی تو شرمندہ تم ہوگے۔ اس سے یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ جب تم کسی کی پردہ دری کرو گے تو وہ تمہارے عیوب و نقائص کو طشت از بام کرے گا۔ تم اس کی عیب جوئی نہ کرتے تو وہ تمہاری نہ کرتا۔ اب تمہیں یہ نجاست بھری ہے یہ تمہارے اپنے کرتوتوں کا ثمرہ ہے۔ اگر اپنی عزت کو محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو کسی کی عزت پر ہاتھ مت ڈالو۔

۲؎ تیسرا حکم یہ دیا کہ لا تنابزوا بالالقاب۔

لفظ تنابزوا کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں۔ النبز: اللقب۔ التنابز التداعی بالالقاب وھو یکثر فیما کان ذما (لسان العرب)

یعنی کسی کو کسی لقب سے ملقب کرنے کو لغت میں نبز کہتے ہیں لیکن عموماً اس کا استعمال اس لقب کے لیے ہوتا ہے جس میں کسی کی مذمت ہو اور جسے وہ شخص ناپسند کرے۔ کسی آدمی کو اعمش اور کانے کو کانا کہنا بھی جائز نہیں۔ جیسے یہ ایسے اسماء اور القاب ہے ایک دوسرے کو بُلاؤ جس سے سننے والا خوش ہوتا ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ یٰۤاَیُّهَا

کہلاتا ۱۱ اور جو لوگ باز نہیں آتے تو وہی بے انصاف ہیں ۱۲ اے

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

ایمان والو! دور رہا کرو بکثرت بدگمانیوں سے ۱۳ بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں

۱۱ بڑے پیارے انداز سے اپنے بندوں کو تلقین فرمائی جا رہی ہے کہ تم اب میرے ہو چکے ہو تمہیں اب ایسی کوئی نازیبا حرکت نہیں کرنی چاہیے جس کی وجہ سے تمہیں بدکار اور فاسق کہا جائے۔ اگر تم اسلام قبول نہ کرتے، میرے محبوب رسول پر ایمان نہ لاتے اور شتر بے مہار کی مانند کرتے رہتے تو تم سے کسی کو شکایت نہ ہوتی۔ اب تم مشرف باسلام ہو چکے ہو لوگ بجا طور پر تم سے توقع رکھتے ہیں کہ تم خیر و صلاح کا کامل نمونہ پیش کرتے رہو گے نیکی اور پارسائی تمہارا شعار ہوگا۔ غلامان مصطفےٰ کہلا کر اگر تم فسق و فجور سے اپنا دامن نہیں بچاتے تو بڑی بے حیائی اور افسوس کی بات ہے۔ حضرت علامہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

گر نہ داری از تحمد رنگ و بو ۔۔۔ از زبان خود میالا نام او

یعنی اگر تمہاری سیرت اور کردار اپنے محبوب کے رنگ و بو سے بہرہ ور نہیں تو تمہیں قطعاً یہ زیب نہیں دیتا کہ اپنی ناپاک زبان سے اس کا پاک نام لو۔

علامہ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اس جملہ کا یہی معنی بتایا ہے کہتے ہیں۔ وبئس الاسم الفسوق بعد الایمان فلا تفعلوا شیئا تسمون بہ فاسقا۔

اس جملہ کی مزید تشریح کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں کہ یہاں اسم تو لقب (کنیت) کا مدمقابل ہے اور یہ فعل حرف کا، یعنی یہاں ذکر مطلق کے معنی میں مستعمل ہوا ہے جیسے کہتے ہیں۔ طار اسمہ فی الناس بالکرم ای ذکرہ۔ بئس کا فاعل الاسم ہے۔ فسوق مخصوص بالذم ہے یہاں مضاف مقدر ہے تقدیر کلام یوں ہے۔ بئس الذکر ذکر الفسوق بعد الایمان جس کا معنی یہ ہے۔ بئس الذکر المرتفع للمرتدین ان یذکروا بالفسوق بعد خولهم الایمان۔ (روح البیان)

۱۲ آفرین ہے ایسے شخص پر جو ان نازیبا حرکات سے تائب نہیں ہوتا وہ ظالم ہے آیت کے اس جملہ سے فقہاء کرام نے بہت سے احکام شرعیہ کا استنباط فرمایا ہے کوئی شخص کسی پر زنا کی تہمت لگائے تو نص قرآن کے مطابق اس پر حد قذف لگائی جائے گی لیکن اس کے علاوہ بھی اگر کوئی شخص کسی کے حق میں بے بنیاد الفاظ استعمال کرتا ہے تو اس کے خلاف اسلامی عدالت میں ہتک عزت کا دعویٰ دائر کیا جا سکتا ہے اور حتی الوسع کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ایسے شخص پر اس کے مناسب حال تعزیر لگائی جائے (روح البیان) میں ان الفاظ کی تفصیل سے رقم ہیں جن کے باعث تعزیر لگ سکتی ہے۔ ان میں خبیث، منافق اور پلید کے الفاظ بھی ہیں جنہیں ہمارے ہاں بڑی بے پروائی سے استعمال کیا جاتا ہے

۱۳ اہل مسلم معاشرہ کو ہر قسم کی شکر رنجی سے محفوظ رکھنے کے لیے جو ہدایات دی جا رہی ہیں ان کا سلسلہ اس آیت میں بھی جاری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ

اور نہ جاسوسی کیا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو ۱۲ کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی شخص کہ

ہے۔ فرمایا کثرت ظن وگمان کرنے سے اجتناب کیا کرو۔ کیونکہ بعض ظن ایسے ہیں جو گناہ ہوتے ہیں۔ اگر تم ظن وگمان کے سٹیج پر آ ہی جاؤ تو ہرگز نہ کہنا ہے تم ایسے گمان میں کہ نے لگو جو سراسر گناہ ہیں۔ ان کلمات کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ مطلقاً ظن سے نہیں روکا گیا بلکہ ہر قسم کے ظن کو گناہ کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی ظن جائز ہیں۔ اس لیے علمائے کرام نے ظن کی متعدد قسمیں ذکر کی ہیں۔

واجب، مستحب، مباح اور ممنوع۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کرنا واجب ہے۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے تین روز پہلے فرمایا لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللہ عزوجل تم میں سے کوئی دوسرے مگر اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔ دوسرا ارشاد نبوی ہے یقول اللہ انا عند ظن عبدی بی فلیظن ما شاء کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ مجھ سے ظن رکھتا ہے اب اس کی مرضی جیسا چاہے میرے ساتھ ظن رکھے

مستحب کی مثال: مومن کے ساتھ جس کا ظاہری حال اچھا ہو حسن ظن کرنا مستحب ہے۔ ایسا شخص جس کے احوال مشکوک ہوں اس کے متعلق سوء ظن کرنا مباح ہے لیکن جب تک یقینی دلائل موجود نہ ہوں اس وقت تک محض ظن کے مطابق اس کے خلاف کارروائی کرنا جائز نہیں۔ اسی کے متعلق حضورؐ کی حدیث ہے۔

اذا ظننتم فلا تحققوا یعنی اگر کسی کے بارے میں شبہ پیدا ہو جائے تو اس کی تحقیق میں لگ جاؤ۔ شریعت میں نفس کے خلاف ظن وتخمین سے کام لینا ممنوع ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ آیت میں ظن سے مراد تہمت ہے۔ قال علماءنا فالظن فی الآیۃ ھو التھمۃ۔ اور اس قول کی دلیل اس سے پہلے کی ہے کہ بعد میں فلا تجسسوا فرمایا ہے کیونکہ جب کسی پر تہمت لگتی ہے تو طبیعت چاہتی ہے اس کا سراغ لگایا جائے اور صحیح حالات پر آگاہی حاصل کی جائے۔

۱۲ کسی مسلمان کے عیبوں کا سراغ لگانا اور اس کے پوشیدہ حالات کو کریدنا ممنوع ہے۔ اس طرح اس کی پردہ دری ہوگی، حالانکہ ہمیں پردہ پوشی کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے من ستر مسلما ستر اللہ یوم القیامۃ۔ جو اس دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ ابو برزہ الاسلمی فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یا معشر من آمن بلسانہ ولم یدخل الایمان قلبہ لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتھم فان من تتبع عوراتھم یتتبع اللہ عورتہ ومن یتتبع اللہ عورتہ یفضحہ فی بیتہ۔

یعنی اے وہ گروہ جو زبان سے تو ایمان لایا ہے لیکن ایمان اس کے دل میں ابھی داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت مت کیا کرو۔ ان کی پوشیدہ باتوں کا سراغ مت لگایا کرو۔ جو مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں کا پیچھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مخفی باتوں کا پیچھا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ

اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے تو کریہہ سمجھتے ہو ۱۲ اور تقویٰ کرو اللہ سے بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے

کرتا ہے اور اس کی نجی باتوں کا بھید نہ کھولے تو وہ اس کو اپنے گھر میں رسوا کر دیتا ہے۔ اس طرح ارباب حکومت کو بھی بلا وجہ لوگوں کے خفیہ حالات کی جستجو میں نہ لگنا چاہیے۔ حضرت امیر معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔

انک ان اتبعت عورات الناس افسدتھم او کدت ان تفسدھم۔

یعنی اگر تم لوگوں کی پوشیدہ باتیں جاننے کے درپے ہو گے تو تم انہیں خراب کر کے چھوڑو گے۔ انسان کی پرائیویٹ زندگی کا اسلام میں جس قدر احترام ہے اس کا اندازہ آپ اس مشہور تاریخی واقعہ سے لگا سکتے ہیں جو خود خلیفہ ثانی نے فرزندی کے واسطہ سے مکارم الاخلاق میں نقل کیا ہے۔ ایک رات حضرت خلیفہ اعظمؓ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں گشت لگا رہے تھے۔ ایک گھر سے آپ کو ایک شخص کے گانے کی آواز آئی۔ دیوار پھاند کر آپ اندر داخل ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی ہے۔ اس کے پاس ایک عورت بیٹھی ہے۔ قریب ہی شراب رکھی ہے۔ حضرت عمرؓ غصہ سے بے قابو ہو گئے اور فرمایا یا عدو اللہ اظننت ان اللہ یسترک وانت علی معصیۃ۔ اے اللہ کے دشمن! کیا تجھے یہ گمان تھا کہ تو ایسی نافرمانی بھی کرے گا اور اللہ تعالیٰ تیری پردہ پوشی بھی کرے گا۔ اس شخص نے کہا اے امیر المومنین! جلدی سے کام نہ لیں۔ اگر میں نے اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی کی ہے تو آپ نے تین نافرمانیاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لا تجسسوا کسی کی جاسوسی نہ کیا کرو۔ آپ نے میری جاسوسی کی ہے۔ فرمان خداوندی ہے واتوا البیوت من ابوابھا گھروں میں دروازے سے داخل ہو۔ آپ دیوار پھاند کر داخل ہوئے ہیں۔ ارشاد ہے لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا۔ داخل ہونے سے پہلے اہل خانہ سے اجازت لو اور آپ میرے اجازت کے بغیر اندر آ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر میں اب تم کو معاف کر دوں تو کیا تم آئندہ ان جرائم کا ارتکاب نہ کرو گے۔ اس نے کہا ہاں۔ البتہ اگر کسی کی سرگرمیاں ملک و ملت کے خلاف ہوں، وہ دشمن سے سازباز کر رہا ہو، ہمارے یا کسی کو قتل کرنے کے منصوبے کر رہا ہو تو ایسے لوگوں کے احوال کی جانچ پڑتال کرنا سیاق ہے۔

اَوْ يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۚ

غیبت کی تعریف حضور نبی رسالت نے بیان فرمائی ہے۔ ایک دن حضورؐ نے دریافت کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ و رسولہ اعلم اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ذکرک اخاک بما یکرہ۔ اپنے بھائی کا ایسا ذکر جسے وہ ناپسند کرے۔ عرض کی گئی اگر وہ بات اس میں پائی جاتی ہو تو بھی اس کا ذکر غیبت ہو گی۔ فرمایا اگر وہ بات اس میں پائی جاتی ہے اور تو اس کا ذکر کرے تو تو نے غیبت کی اور اگر اس میں وہ بات نہ پائی جاتی ہو تو نے اس پر بہتان باندھا۔

۱۲ قرآن کریم نے لوگوں کو غیبت سے متنفر کرنے کے لیے ایک انتہائی بدبودار تشبیہ دی ہے کہ کسی مسلمان کی غیبت کرنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو سکتا۔ فرمایا کیا کوئی شخص اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا اور تم اس سے نفرت کرتے ہو۔ جو تم نے سنا وہ بھی وہ جو اس کا بھائی ہو۔ اسی چیز کو ایک اور ترتیب سے حضور نے ایک اور انداز سے بیان فرمایا کہ جب ماعز نے اعتراف زنا کیا اور حضور نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا حضور نے سنا کہ دو آدمی آپس میں اس طرح کی گفتگو کر رہے ہیں کہ اس شخص کی طرف دیکھو جس کا گناہ اللہ تعالیٰ نے ڈھانپ دیا تھا مگر اس نے خود اپنا کشف کیا۔ پھر ایسے اس طرح سنگسار کیا گیا جس طرح کتے کو کیا جاتا ہے۔ حضور نے یہ بات سنی اور خاموش رہے۔ پھر کچھ وقت حضور چلتے رہے یہاں تک کہ ایک مردار گدھے کے پاس سے گزرے۔ فرمایا فلاں فلاں آدمی کہاں ہیں؟ ان دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں۔ فرمایا اترو اور اس مردار گدھے کو کھاؤ۔ وہ کہنے لگے اے نبی اللہ اس مردار کو کون کھاتا ہے۔ حضور نے فرمایا فما نلتما من عرض اخیکما اشد من اکل میتہ والذی نفسی بیدہ انہ الان لفی انہار الجنۃ ینغمس فیہا۔ یعنی تم مردہ گدھا کھانے سے تو نفرت کرتے ہو لیکن اپنے بھائی کی عزت پر جو تم نے حملہ کیا ہے وہ مردار کھانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ تو اس وقت جنت کی نہروں میں نہا رہا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ غیبت کبیرہ گناہوں سے ہے۔ اگر کوئی شخص غیبت کر بیٹھے تو وہ توبہ کرے۔ اگر ہو سکے تو جس کی غیبت اس نے کی ہے اس سے بخشوا لے۔

حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت تم نے کی ہے اس کے لیے بکثرت مغفرت کی دعا مانگو۔

لیکن بعض امور میں ایسی ہیں جبکہ غیبت مباح ہو جاتی ہے۔ وہ فاسق جو اعلانیہ فسق و فجور کا ارتکاب کرتا ہے اس کے عیوب کا ذکر غیبت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ من القی جلباب الحیاء فلا غیبۃ لہ۔ جو شخص حیاء کی چادر اتار کر پھینک دے اس کی کوئی غیبت نہیں۔ دوسرا ارشاد ہے اذکروا الفاجر بما فیہ کی یحذرہ الناس۔ فاجر کی خرابیاں بیان کیا کرو تاکہ لوگ اس سے بچتے رہیں۔

ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ اس شخص کی غیبت ممنوع ہے جو اپنی پردہ پوشی کرتا ہے۔ اسی طرح بدعتیہ عالم اور ظالم بادشاہ کے عیوب بیان کرنا بھی غیبت نہیں۔ اگر کوئی شخص قاضی کے پاس دعویٰ کرتا ہے اس شخص میں اپنے خصم کے عیوب بیان کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ہند نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ ان ابا سفیان رجل شحیح لا یعطینی ما یکفینی انا وولدی فلخذ من غیر علمہ۔ ابوسفیان بخیل آدمی ہے مجھے اتنا نہیں دیتا جس سے میرا اور میرے بچوں کا گزر ہو سکے کیا میں اس کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر لے سکتی ہوں۔ حضور نے فرمایا خذی ما یکفیک۔ ہاں لے سکتی ہو۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے لصاحب الحق مقال۔ حق والے کو حق ہوا سے بات کرنے کی اجازت ہے۔ اسی طرح دشمنی کے بارے میں اگر کوئی مشورہ کرے تو اسے صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا جائز ہے۔

فاطمہ بنت قیس کو جب اس کے خاوند نے طلاق دے دی تو معاویہؓ اور ابوجہمؓ نے پیغام بھیجا وہ مشورہ کرنے کے لیے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضور نے فرمایا فاما معاویۃ فصعلوک لا مال لہ واما ابوجہم فلا یضع عصا عن عاتقہ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَحِيْمٌ ﴿۱۳﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ

والا بہت مہربان کرنے والا ہے۔ اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف

شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ اِنَّ

قومیں اور قبیلے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

یعنی سادہ، مخلص اور تکلف سے بالا تر ہم اپنے کنبے سے حصہ دار نہیں کرتا یہ اس لیے تھا کہ فاطمہ بنت قیس کو دھوکا نہ ہو۔

شان نزول دورِ جاہلیت کے عرب دیگر گناہوں خرابیوں کے ساتھ ساتھ تفاخر کی بیماری میں بُری طرح مبتلا تھے وہ اپنے آپ کو سب سے برتر، اشرف اور اعلیٰ خیال کرتے۔ ان سب میں قریش کے فخر و مباہات کی شان ہی الگ تھی جب مکہ فتح ہوا اور اس کی فضاؤں میں اسلام کا پرچم لہرانے لگا تو حضور نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا اور حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ جائیں اور اذان دو۔ تعمیل ارشاد میں بلال رضی اللہ عنہ نے کعبہ کے اوپر چڑھ کر اذان دینی شروع کی تو شرفائے قریش پر کوہِ الم ٹوٹ پڑا۔ ان کے دلی حزن و ملال کا اندازہ اس مکالمہ سے لگائیے جو اُن میں ہوا۔

عتاب ابن اسید بولا اللہ کا شکر ہے میرا باپ یہ دن دیکھنے سے پہلے مر گیا۔ حارث ابن ہشام کہنے لگا کہ اس کالے کوے کے بغیر محمد (ﷺ) کو اور کوئی مؤذن نہیں ملا۔ سہیل ابن عمرو نے کہا جیسے اللہ کی مرضی۔ ابو سفیان نے کہا میں کچھ نہیں کہتا ایسا نہ ہو کہ میری اس گفتگو پر اللہ تعالیٰ اس کو آگاہ کر دے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے اس زعم باطل کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔

تفاخر کا یہ نظریہ محض جاہل اور غیر مہذب علاقوں تک ہی محدود نہ تھا بلکہ روئے زمین پر ہر متمدن اور شائستہ قومیں اس بیماری میں مبتلا تھیں۔ کہیں اپنی نسل اور قومیت پر فخر کیا جاتا تھا۔ کہیں ان کے وطن کی سرزمین ان کی بڑائی اور برتری کا باعث تھی۔ کہیں زبان و رنگ جیسا افتخار بنے ہوئے تھے۔ اس فاسد نظریہ نے مختلف قوموں کو متحارب گروہوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ہر قوم اپنی نسلی شرافت اور اپنے خطۂ زمین کی عظمت کے باعث اپنا حق سمجھتی تھی کہ دوسرے ممالک کو لوٹ مار کرے، ان کی دولت کو لوٹے، ان کے باشندوں کو اپنا غلام بنائے اور انہیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرے۔ اس شر انگیز نظریہ کے باعث جنگ و جدال کا لامتناہی سلسلہ جاری رہا اور شرف انسانی کی قیمتی تہذیب و تمدن کے طلبداروں کے ہاتھوں تار تار ہوتی رہی۔ یہ گمراہیاں صرف اس زمانہ میں ہی موجود نہ تھیں جس میں قرآن نازل ہوا بلکہ آج بھی ان کی ہلاکت آفرینیوں سے انسانیت کی جبیں شرم کے مارے عرق آلود ہوتی رہتی ہے۔ جہالت جسے دنیا بھر میں سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا ہے تک ہمارے ہاں آج بھی بلا تفاوت امتیازات جڑیں کھوکھلی کیے ہوئے ہیں۔ جہالت کے طول و عرض میں اس بیسویں صدی میں بھی اچھوت نما انسانی ذات کے ہندوؤں کے مندروں میں جا کر پوجا پاٹ کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کے کنوؤں سے پانی بھر سکتے ہیں۔ امریکہ میں بے شمار ایسے ہوٹل ہیں جن کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۴﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ

بے شک اللہ تعالیٰ علیم اور خبیر ہے ﴿۱۴﴾ اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ فرمائیے تم ایمان تو نہیں لائے البتہ یہ کہو کہ

قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوا

ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم دل سے اطاعت کرو گے

اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں لکھا ہوا ہے: "نیگرو (وہاں کے اصل باشندے) اور گورے داخل نہیں ہو سکتے" سفید فام باشندوں کے سکول اور کالج ایک مخصوص حد تک سیاہ فام حبشی تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ اپنی قومی برتری کا یہ غرور تھا جس نے یورپین قوم میں ہٹلر کا ڈوپ اختیار کیا اور کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

وضاحت: قوم، رنگ، نسل اور زبان کے رشتوں کی پوجا آج بھی اسی طرح ہو رہی ہے۔ اس مختصر سی آیت میں ان تمام بنیادوں کو منہدم کر کے رکھ دیا جن پر مختلف قوموں نے اپنی اپنی برتری اور شرافت کے ایوان تعمیر کر رکھے تھے۔

فرمایا اے لوگو! تم ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں کی اولاد ہو تمہاری نسل کا سلسلہ اس ایک اصل سے جا کر ملتا ہے۔ تمہارا خالق بھی ایک ہے تمہارا وجود و تخلیق بھی یکساں ہے تمہاری پیدائش کا طریقہ بھی ایک جیسا ہے۔ اتنی بڑی کیا نیتوں کے باوجود تمہارا ایک دوسرے پر برتری کا دعویٰ سراسر کم فہمی اور نادانی ہے لہٰذا آدم کا مختلف شعوب و قبائل میں بٹنا اس لیے نہیں کہ ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو حقیر سمجھے اور اپنے آپ کو اشرف و اعلیٰ خیال کرے بلکہ اس لیے ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اور باہمی معاملات میں گڑبڑ پیدا نہ ہو۔

الشعب: رئیس القبائل مثل ربیعۃ، مضر، الاوس والخزرج۔

شعوب کا واحد شعب ہے یہ ایسے اصل کو کہتے ہیں جس سے کئی قبیلے نکلتے ہوں۔ ان کی ترتیب یہ ہے:

شعب، قبیلہ، فصیلہ، عمارہ، بطن اور فخذ۔

۲۷ کسی خاندان میں پیدا ہونا، کسی زمین کا باشندہ ہونا اور چہرے کی کوئی خاص رنگت اس میں انسان کی اپنی کوشش اور سعی کا کوئی دخل نہ تھا اس لیے قرآن کریم نے اس کو وجہ افتخار قرار نہیں دیا البتہ ایک چیز ہے جس سے انسان کا تعارف دوسرے لوگوں سے بہتر طور پر ہو جاتا ہے اور اس میں انسان کی ذاتی کوشش کا بھی دخل ہے اور وہ ہے تقویٰ۔

تقویٰ کی بنا پر جو شخص معزز و محترم ہو گا وہ فخر و غرور سے کیسر پاک ہو گا اور ایسے شخص کا وجود نہ صرف اپنے ملک اور قوم کے لیے باعث خیر و برکت ہو گا بلکہ تمام نوع انسانی اس کے فیض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے گی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر جو تاریخی ارشادات میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ چند ارشادات درج ذیل ہیں:

فتح مکہ کے دن حضور نے اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ مسجد لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اونٹنی کے بیٹھنے کے لیے جس جگہ بھی حضور لوگوں کے ہاتھوں کا سہارا لے کر اونٹنی سے اترے حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ

اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ ذرا کمی نہیں کرے گا تمہارے اعمال میں ۲۸ بے شک اللہ تعالیٰ غفور

یا ایھا الناس ان اللہ تعالیٰ قد اذھب عنکم عیبۃ الجاھلیۃ وتکبرھا یا ایھا الناس رجلان۔ رجل برّ تقی کریم علی اللہ تعالیٰ وجل فاجر شقی ھین علی اللہ تعالیٰ۔ الناس کلھم بنو آدم وخلق اللہ آدم من تراب۔ (بیہقی شعب الایمان عن ابن عمر)

ترجمہ: سب لوگو! اللہ نے تم سے جہالیت کی تمام عیبیں اور تکبر دور کر دیا اور تمہیں تکبر سے پاک کر دیا۔ اے لوگو! انسان کے بس دو ہی گروہ ہیں۔ ایک نیک متقی جو اللہ کے نزدیک محترم ہے دوسرا بدکار، بدبخت جو اللہ کے نزدیک حقیر ہے۔ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

بخطبۃ الوداع کے موقع پر حضورؐ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

یا ایھا الناس، الا ان ربکم واحد۔ لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی، ولا لاسود علی احمر ولا لاحمر علی اسود الا بالتقویٰ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ الا ھل بلغت؟ قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال فلیبلغ الشاھد الغائب۔ (بیہقی)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے کسی عربی کو عجمی پر کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں نہ کسی کالے کو گورے پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر برتری حاصل ہے بجز تقویٰ کے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہوگا۔ لوگو! کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا یا رسول اللہ! بے شک آپ نے پہنچا دیا۔ فرمایا جو یہاں موجود ہیں وہ یہ حکم ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

کلکم بنو آدم وآدم خلق من تراب لینتھین قوم یفخرون بآبائھم او لیکونن اھون علی اللہ من الجعلان (بزار)

ترجمہ: تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ لوگ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آ جائیں ورنہ وہ اللہ کے نزدیک گوبر کے کالے کیڑے سے بھی حقیر و ذلیل ہوں گے۔

ان اللہ لا یسئلکم عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیامۃ۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (تفسیر ابن جریر)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ روزِ محشر تم سے تمہارے حسب و نسب کے بارے میں بازپرس نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ محترم وہ ہوگا جو زیادہ متقی ہوگا۔

ان اللہ لا ینظر الی صوركم واموالكم ولكن ينظر الى قلوبكم واعمالكم۔ (مسلم)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

قرآن کریم کی اس تعلیم اور نبی کریمؐ کے ان ارشادات کا اثر تھا کہ ایک امت مرحوم وجود میں آگئی جس کے نزدیک فضیلت و بزرگی کا معیار فقط تقویٰ اور پارسائی تھی۔ باقی تمام جھوٹے امتیازات مٹ گئے۔ فخر و مباہات کے جملہ اسباب کا قلع قمع ہو گیا۔

۲۸ قبیلہ بنو اسد کے لوگ ایک سال قحط کا شکار ہوئے۔ انہوں نے مدینہ میں حاضر ہو کر زبان سے اسلام کا اقرار کیا لیکن ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَحِيْمٌ ﴿۱۵﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا

رحیم ہے۔ (کامل) ایماندار تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر پھر اس میں کبھی شک نہیں کیا

وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ

اور جہاد کرتے رہے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں ۲۹ یہی لوگ

الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

راستباز ہیں ۔ کہہ دیجئے کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ کو اپنے دین سے ۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے ہر اس چیز کو جو آسمانوں میں

کے دل نورِ ایمان سے محروم تھے انہوں نے نبوت کے دعوؤں کو غلامت سے مجبور کیا۔ وہ حضورؐ کی خدمت میں آکر عرض کرتے کہ ہم اپنے مال بچوں کو آپ کے پاس لے آئے ہیں۔ دوسرے قبائل کی طرح ہم نے آپ کے ساتھ جنگ نہیں کی اس لیے آپ ہماری ضروریات مہیا فرمائیے۔ اس طرح وہ حضورؐ پر اپنا احسان جتلاتے۔ ان کے علاوہ اور بھی کئی قبائل مُزینہ، جُہینہ اور اسلم تھے جو احسان جتلانے کے لیے ایسی باتیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا کہ انہیں فرمائیں تمہارے دلوں نے ایمان قبول نہیں کیا۔ تم تو محض دنیوی مفاد حاصل کرنے کے لیے اور قتل و اسیری سے بچنے کے لیے مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو گئے ہو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کو اپنا شعار بنا لو گے تو تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائے گا۔

لغت : لتعلمون : کیا تم خبر دیتے ہو۔

۲۹ اعرابِ بنی اسد اپنے آپ کو زبانی اقرار کے بعد مسلمان خیال کرتے تھے۔ اس آیت میں سچے مومن کی یہ صفت کردی کہ ہر شخص جو اپنے آپ کو مسلمانوں کے گروہ میں شامل کرے مومن کہلانے کا مستحق نہیں بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کا دل ہر شک اور ریب سے پاک ہو اور جب اسلام کی سربلندی کے لیے مال و جان قربان کرنے کا موقع آئے تو وہ بلا تامل ہر چیز بخوشی قربان کر دے۔

اس آیت سے بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ قرآن کی اصطلاح میں ایمان اور اسلام دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ مومن وہ کہلاتا ہے جس کا دل نورِ ایمان سے منور ہو اور مسلمان اسے کہتے ہیں جو بظاہر مطیع اور فرمانبردار ہو اگرچہ اس کا دل ایمان سے محروم ہو۔ ایسا سمجھنا کم فہمی کی دلیل ہے۔ قرآن کریم کی بیشتر آیتیں ہیں جو اس کی تردید کرتی ہیں۔

ارشاد ہے :

ان الدین عند اللہ الاسلام ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول دین صرف اسلام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ہے۔ ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما۔ حضرت ابراہیم نہ یہودی تھے نہ عیسائی۔ بلکہ کیسو اللہ کی طرف مائل ہونے والے مسلم تھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ

اور جو زمین میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔ وہ احسان جتلاتے ہیں آپ پر کہ وہ اسلام

أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ

لے آئے۔ فرمایئے مجھ پر مت احسان جتلاؤ اپنے اسلام کا۔ بلکہ اللہ نے احسان فرمایا ہے تم پر کہ

هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ

تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی اگر تم اپنے ایمان کے دعویٰ میں سچے ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک کے متعلق ارشاد ہے:

قل انی امرت ان اکون اول من اسلم۔

آپ فرمایئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لے آؤں۔

بعض عرب کے بعض باریش شیوخ قبائل اسلام قبول کرتے اور پھر آکر احسان جتلاتے کہ دیکھو ہم نے اپنا آبائی دین ترک کر دیا ہے اور آپ کا دین قبول کر لیا ہے۔ ہم نے غیر مسلم قبائل سے اپنے دیرینہ تعلقات آپ کی خاطر توڑ لیے ہیں۔ ہمیں اناج کی ضرورت ہے وہ دو۔ ہمارے پاس سواری کے لیے جانور نہیں ہیں وہ مہیا کرو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی کو دور کر دیا کہ یہ تمہارا احسان نہیں کہ تم نے اسلام قبول کیا بلکہ یہ تو سراسر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا کہ تمہیں اسلام قبول کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ اگر وہ تمہیں قبولِ حق کی توفیق نہ بخشتا تو تم اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہی رہتے۔ کفر پر مرتے اور جہنم رسید ہوتے احسان نہ جتلاؤ بلکہ اپنے رب کے اس فضل و کرم پر سجدہ ہائے شکر بجا لاؤ کہ آج تمہارا شمار غلامانِ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والثناء میں ہو رہا ہے۔

دانائے شیراز علیہ الرحمۃ نے اس کی خوب تفسیر فرمائی ہے۔

شکرِ خدائے کن کہ موفق شدی بخیر — زانعام و فضلِ او نہ ملول حزن بشست

منت مکن کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنی — منت شناس ازو کہ بخدمت بداشت

یعنی خداوند کریم کا شکر ادا کر کہ اس نے تجھے نیکی کی توفیق دی ہے۔

اور اس نے تجھے اپنے انعام و احسان سے محروم نہیں رکھا

یہ احسان مت جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے۔

بلکہ اس کا احسان سمجھ کہ اس نے تجھے اپنی خدمت کا موقع دیا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

زمین کے سب پوشیدہ بھیدوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے جو تم کر رہے ہو ۱۴

۱۴ اے بندے! تیرا معاملہ اس خدا سے ہے جس کا علم کائنات کے ذرہ ذرہ کو محیط ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کی پہنائیوں اور وسعتوں میں کوئی چیز بھی تو ایسی نہیں جو اس سے مخفی ہو۔ فوق عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک جب ہر چیز اس کے سامنے عیاں ہے تو تیرے دل کی مخفی دنیا کا کوئی گوشہ اس سے پوشیدہ رہ سکتا ہے؟ ایسے علیم بابصیر کے ساتھ معاملہ کی بنیاد کردار و اخلاق پر ہونی چاہئے نہ کہ ظاہر داری پر۔ وہ اللہ اور عرش عظمت والا ہے جس کا خطاب والا نام کیسا ہے۔ جس کی زبان پر اس کے ذکر میں مشغول اور اس کا دل اس کی یاد سے معمور رہتا ہے۔ جس کا بندہ بھی اس کا فرمانبردار اور جس کی بندگی پر نازاں اور شاداں رہتا ہے۔

اللّٰھم انی عبدك وابن عبدك وابن امتك ناصیتی بیدك ماض فی حكمك و عدل فی قضاءك اسئلك بكل اسم ھو لك سمیت بہ نفسك او انزلتہ فی كتابك او علمتہ احدا من خلقك او استاثرت بہ فی علم عندك ان تجعل القرآن العظیم ربیع قلبی ونور صدری وجلاء حزنی وذھاب ھمی وغمی۔

اللّٰھم منت علی عبدك البائس المسكین فوفقتہ لخدمة كتابك المبین وتقبل منہ انك انت السمیع العلیم۔

اللّٰھم صل وسلم وبارك علی حبیبك وصفیك ونبیك سیدی ومولای محمد وعلی آلہ واصحابہ من الصلوٰة ازكاھا ومن التسلیمات اسناھا ومن البركات اوفاھا وارقاھا حبہ واتباعہ وشفاعتہ واحشرنا تحت قدمیہ العلیتین یا رب المشرقین والمغربین۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سُورۃ قٓ

نام: اس کا نام سورہ قٓ ہے جو پہلی آیت کا پہلا حرف ہے۔ اس کے تمام رکوع اور تینتالیس آیات ہیں۔ یہ تین سو ستاون کلمات اور ایک ہزار چار سو چوراسی حروف پر مشتمل ہے۔

زمانۂ نزول: اگرچہ کسی مستند روایت سے اس کا سالِ نزول متعین نہیں ہوتا، لیکن اس کے مضامین میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ان سورتوں میں سے ہے جو مکی عہد کے درمیانی زمانے میں نازل ہوئیں جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھل کر اسلام کی تبلیغ شروع کر دی تھی۔ سعادتمند روحیں دل کر اس دعوت کو قبول کرنے لگی تھیں، مکہ کے کافر معاشرے میں ایک ہلچل پیدا ہو گئی تھی اور انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناکام بنانے کے لیے طعن و تشنیع کے تیر برسانے شروع کر دیے تھے۔

مضامین: اہلِ عرب کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ساری دعوت ایسی تھی جس نے انہیں ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا، لیکن اس بات کو کوہ ماننے کے لیے تیار نہ تھے کہ مرنے کے بعد انہیں پھر زندہ کر دیا جائے گا۔ ان کے پراگندہ اجزا اور منتشر ذرّوں کو پھر جوڑ دیا جائے گا۔ یہ چیز ان کے نزدیک ناممکن بھی تھی اور خلافِ عقل بھی، اس لیے وہ برملا کہتے تھے کہ ہم آپ کی یہ بات ماننے کے لیے کسی قیمت پر تیار نہیں۔ انہیں بتایا جا رہا ہے کہ بے شک یہ کام از حد مشکل اور اس سے بھرے ہوئے ذرّے جنہیں ہوا کے جھونکے کہاں کہاں اڑا کر پھینک آئے، ان کو اکٹھا کرنا تمہارے بس کی بات نہیں، کیونکہ تمہارا علم ناتمام اور قدرت محدود ہے، لیکن اُس ذات کے لیے اس میں ذرا بھی دشواری نہیں جس کا علم کائنات کے ذرّے ذرّے کو اور ہر آن رُونما ہونے والی معمولی تبدیلیوں کو بھی جانتا ہے، جس نے ان کا مکمل ریکارڈ تیار کر رکھا ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی بے پایاں قدرت کو جاننا چاہتے ہو، تو عالمِ بالا کی بے پایاں اور وسیع پہنائیوں کو دیکھو اور اگر اس کی کمالِ حکمت کا اندازہ لگانا چاہتے ہو، تو اس وسیع و عریض اور بے پناہ عالم میں جو بے نظیر نظم و ضبط اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے اس میں غور کرو، تمہیں یقین آجائے گا کہ ایسی ہستی کے لیے انسان کو موت کی نیند سلانا اور پھر اس کو مرحلۂ وار کے بعد وقتِ مقرر پر زندہ کر دینا قطعاً مشکل نہیں۔

جی چاہتا ہے کہ اختصار کے ساتھ عالمِ بالا کی بے کراں وسعتوں کا تذکرہ کروں تاکہ قدرتِ خداوندی کی عظمتوں کا غائر میں کو کچھ تصور ہو جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جدید ماہرین فلکیات کی تحقیقات کے مطابق یہ نظام شمسی جس میں ہمارا کرۂ زمین بھی ہے، یہ ایک کہکشاں کا (GALAXY) حصہ ہے۔ اس ایک کہکشاں میں ایک لاکھ ملین ستارے موجود ہیں۔ اس کہکشاں کا قطر دس لاکھ نوری سال ہے، اس کی موٹائی دس ہزار نوری سال ہے۔ سورج کہکشاں کے مرکز سے تیس یا تیس ہزار نوری سال دور ہے۔ سائنسدان تسلیم کرتے ہیں کہ کائنات کی وسعتوں کا اندازہ لگانا ان کے امکان سے خارج ہے۔ ابھی تک انہوں نے کائنات کے ایک حقیر سے حصہ کا مشاہدہ کیا ہے لیکن یہ مختصر حصہ بھی اتنا ہے کہ اگر کوئی شخص روشنی کی رفتار (ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ) سے سفر کرے تو اس کی سرحد تک پہنچنے کے لیے اسے چھ ہزار ملین سال درکار ہوں گے۔

یہ کہکشاں جس سے ہمارا تعلق ہے، نسبتاً چھوٹی ہے۔ اس کے علاوہ ہزاروں ملین چھوٹی بڑی کہکشائیں ہیں۔ اس چھوٹی کی وسعت کا اندازہ لگائیے کہ زمین سے چاند دو لاکھ چالیس ہزار میل دور ہے، سورج زمین سے ساڑھے آٹھ کروڑ میل دور ہے۔ اس کا قطر آٹھ لاکھ بیاسی ہزار میل ہے اور وہ زمین سے بارہ گنا بڑا ہے۔

آسمان اور زمین کی وسعتوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ۔ کاش! وہ اُمت جو مالِ قرآن ہے، وہ لوجہان جو غلامانِ مصطفیٰ کا دم بھرتے ہیں، وہ اہل علم طلبہ اور اساتذہ خواب غفلت سے بیدار ہوں، تحقیق و تجسس کو اپنا شعار بنائیں، اسرارِ قدرت کی نقاب کشائی میں ہمت مردانہ کا ثبوت دیں تو ملت اسلامیہ کا مقدر چمک اٹھے، ادبار و انحطاط کا چکر ختم ہو جائے۔

منکرین قیامت کو تنبیہ فرمائی کہ جس سرکشی اور ہٹ دھرمی کا تم مظاہرہ کر رہے ہو اس سے پہلے بھی جن قوموں نے یہ طریقہ اپنایا تھا انجام کار وہ تباہ کر دی گئیں، کیا تم بھی اپنا یہی انجام دیکھنا چاہتے ہو؟

اس حقیقت کی وضاحت بھی کر دی کہ اللہ تعالیٰ ہر دل سے وسوسے نکال سکتا ہے۔ انسان کی شاہ رگ سے بھی وہ زیادہ اس کے قریب ہے کہ کسی کی کوئی حرکت نافذ تعالیٰ سے مخفی ہے اور نہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے قابو سے باہر ہے۔ ایک ہمہ وقت فرشتے دائیں بائیں تمہارے ساتھ متعین کر دیے گئے ہیں جو تمہارے اقوال و اعمال کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔

سورت کے اختتام سے پہلے فرمایا کہ اے حبیب! آپ ان لوگوں کی یاوہ گوئیوں اور ہرزہ سرائیوں سے دلبرداشتہ خاطر نہ ہوا کریں، بلکہ صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہیں۔ صبح و شام ہر وقت میرا ذکر اور میری تسبیح کرتے رہیں۔ یقیناً کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

۱؎ طیبین: دس لاکھ کو ایک طیبہ کہتے ہیں۔

۲؎ نوری سال سمجھنے کے لیے یہ خیال فرمائیے کہ روشنی ایک سیکنڈ میں ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل سفر طے کرتی ہے۔ اس کو ساٹھ سے ضرب دیجیے پھر حاصل ضرب کو ساٹھ سے، پھر حاصل ضرب کو چوبیس سے۔ یہ حاصل ضرب ایک نوری دن ہوگا۔ پھر دنوں کے بیتے برسوں کے سال بنا لیجیے اس عرصہ میں جتنی مسافت طے ہوگی اسے ایک نوری سال کہیں گے ——

۱۸۶۰۰۰ × ۶۰ × ۶۰ × ۲۴ × ۳۶۵ = ۹۴۶۰۷۳۰۴۰۰۰۰۰ یعنی سوا لاکھ سات کروڑ چار لاکھ میل (ایک دن میں)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ ق مکی ہے اور اس کی پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قٓ[1] وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝ بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ

قاف[1] قسم ہے قرآن مجید کی (کہ آپ ہمارے رسول سچے ہیں)[2] مگر یہ (کافر) حیران ہیں اس بات پر کہ آیا ہے ان کے پاس ڈرانے والا ان میں

[1] یہ حروف مقطعات میں سے ہے۔ بعض علماء کے نزدیک یہ اس سورت کا نام ہے۔ علامہ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ان اسماء حسنیٰ کی کنجی ہے جن کی ابتدا میں قاف ہے۔ مثلاً القدیر، القادر، القہار وغیرہ۔

علامہ بیانی کہتے ہیں والحق انہ رمز بین اللہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ حق یہ ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ایک رمز ہے جسے بعض راسخین فی العلم ہی جانتے ہیں۔

علامہ اسمٰعیل حقی کہتے ہیں قال ابن عطاء اقسم اللہ بقوۃ قلب حبیبہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیث تحمل الخطاب والمشاھدۃ ولم یؤھل لذلک غیرہ لعلو حالہ (روح البیان)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم کے دل کی قوت کی قسم کھائی ہے کہ جس کا مشاہدہ بھی کیا اور شرف تکلم بھی حاصل ہوا لیکن کلیم کی طرح ایک تجلی صفت سے خش کما کر گر نہیں پڑے۔

بعض کتب میں لکھا ہے کہ قاف ایک پہاڑ کا نام ہے جو ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ وہ زبرجد کا بنا ہوا ہے آسمان کی نیلاہٹ اسی زبرجد کا عکس ہے وغیرہ وغیرہ۔ علامہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ اسرائیلی خرافات ہیں جو مسلمانوں نے علماء اہل کتاب سے سنیں بلا تحقیق اپنی کتب میں لکھ دیں بلکہ ان میں سے بھی جو زندیق تھے انہوں نے ایسی روایتیں گھڑیں تاکہ لوگوں کو دین حق سے بدگمان کیا جائے۔

وعندی ان ھذا واشالہ واشباھہ من اختلاق بعض زنادقتھم۔ اس ضمن میں حضرت ابن عباس سے جو اثر منقول ہے اس کے بارے میں علامہ موصوف کہتے ہیں لا یصح سندہ عن ابن عباس کہ حضرت ابن عباس سے اس کی سند صحیح نہیں ہے۔ (ابن کثیر)

صاحب روح المعانی نے بھی اس قول کی تردید کی ہے۔

[2] اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی قسم اٹھا رہے ہیں کہ میرا محبوب میرا سچا رسول ہے۔ صاحب لسان العرب لکھتے ہیں کہ جب مجید قرآن کی صفت ہو تو اس کا معنی ہوگا الرفیع العالی، عالی شان، بلند مرتبہ۔ علامہ راغب کہتے ہیں کہ قرآن کریم چونکہ مکارم دینوی اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۝ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

سے تو کہنے لگے کفار کہ یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے ۝ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے

ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ

تو پھر زندہ کیے جائیں گے؟ یہ واپسی تو عقل سے بعید ہے ۝ ہم خوب جانتے ہیں جو زمین ان کے جسموں سے کھاتی ہے اور

عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِيْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ

ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے ۝ بلکہ انہوں نے جھٹلایا دین حق کو جب وہ ان کے پاس آیا پس

انفرادی کو شامل ہے اس لیے مجید کہا گیا۔ فوصف بذلک اکثر ما یتضمن من الکلام الدینیۃ والاخرویۃ وفوائد ہا۔

۲ چاہیے تو یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت پر وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے کہ اس نے ان کی طرف ایک راہبر بھیجا ہے اور مزید کرم یہ فرمایا ہے کہ وہ ان کا ہم قوم اور ہم وطن ہے اور وہ اس کی سیرت و کردار سے پوری طرح آگاہ ہیں لیکن یہ عجیب الٰہی کھڑ پڑی کے لوگ ہیں۔ انہیں اگر اعتراض ہے تو اس پر کہ ان میں سے ایک آدمی کو منصب نبوت پر کیوں فائز کر دیا گیا۔ اگر کسی بادی کو آنا ہی تھا تو کسی خیر کثیر سے آتا۔ بلکہ فرع انسانی کے بجائے جنس یا فرشتہ ہوتا تاکہ وہ اس کی عظمت کو پہچان سکتے اور اس پر ایمان لاتے۔

۳ کفار کہتے کہ پہلے تو یہ بات ہی بڑی حیرت انگیز ہے کہ ایک انسان نبی بن کر آنے کا دعویٰ کر رہا ہے لیکن اس سے بھی زیادہ عقل کو حیران کر دینے والی بات یہ ہے جو وجود ہمیں مٹتا رہا ہے کہ مرنے کے بعد ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ یہ کیسی بات ہے جو بالکل از امکان ہے۔ اسے عقل تسلیم کرنے کے لیے قطعاً تیار نہیں۔ ایسی اصولی اور ناقابل فہم باتیں کرنے والا نبوت کا مدعی ہو، بڑی حیرت انگیز بات ہے اور ہم جیسے دانشوروں سے یہ توقع رکھے کہ ہم اس پر ایمان لائیں گے، یہ بات پہلی سے بھی زیادہ حیرت انگیز ہے۔

۴ وقوع قیامت پر انہیں اعتراض یہ تھا کہ جب مردہ کو زمین میں دفن کیا جاتا ہے تو زمین اس کے گوشت پوست اور ہڈیوں کو کھا جاتی ہے۔ پھر وہ مٹی خاک بن کر کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ ایسے منتشر ذروں کو کیسے کرنا ممکن ہے۔ ان کے اس شبہ کا ان کو جواب دیا جا رہا ہے کہ زمین بیت کے جس جس جزو کو کھاتی ہے اللہ تعالیٰ کو اس کا تفصیلی علم ہے۔ بلکہ اس کے پاس تو ایسی جامع کتاب ہے جس میں کائنات علوی و سفلی میں ہر لحظہ رونما ہونے والی ساری تبدیلیوں کا ریکارڈ محفوظ ہے، تو وہ ذات جس کا علم ہر چیز کو اور اس میں رونما ہونے والے ہر تغیر کو محیط ہے اور جو علیٰ کل شیء قدیر کی صفت سے موصوف ہے۔ اس کے لیے ذروں کو اکٹھا کر کے زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں۔

اس آیت کے ضمن میں امام قرطبی لکھتے ہیں وثبت ان الانبیاء والاولیاء والشہداء لا تاکل الارض اجسادہم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِيْ أَمْرٍ مَّرِيْجٍ ۝ أَفَلَمْ يَنْظُرُوْٓا إِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنٰهَا وَ

اس وجہ سے بڑی الجھن میں پڑے ہوئے ہیں ۝ کیا انہوں نے نہیں دیکھا آسمان کی طرف جو ان کے اوپر ہے ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے

زَيَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۝ وَالْأَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَأَلْقَيْنَا فِيْهَا

اور اسے کیسے آراستہ کیا ہے اور اس میں کوئی شگاف نہیں ۝ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور جمائے اس پر

یعنی یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ انبیاء، اولیاء اور شہداء کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ان کے جسموں کو کھائے۔ علامہ موصوف کہتے ہیں کہ ہم نے اس مسئلہ کو اپنی کتاب "التذکرہ" میں بڑی وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔

۲ نبی کریم کی بعثت پر حیرت اور آپ کی تعلیمات کو فقط بعید از قیاس کہنے پر اکتفا نہیں کی ہے بلکہ انہوں نے تو اس حق کو سراسر جھوٹ کا پلندہ کہنے کی ہٹ لگا رکھی ہے کہتے ہیں (معاذ اللہ) یہ جھوٹا ہے، اس کی لائی ہوئی کتاب جھوٹی ہے، اس کے پیش کیے ہوئے عقائد غلط ہیں۔ لیکن تکذیب حق کے بعد کیا ان کے دلوں کو قرار نصیب ہے۔ کیا ان کے ذہنوں نے ان کی اس بات کو درست تسلیم کر لیا ہے نہیں، ہرگز نہیں! اس تکذیب کی وجہ سے تو ان کا ذہنی سکون برباد ہو گیا ہے۔ ان کے دل مضطرب اور بے چین ہیں۔ انہیں کسی پہلو قرار نہیں۔ کسی ایک بات پر ان کے قدم نہیں جمتے۔ کبھی کہتے ہیں یہ جادوگر ہے۔ کبھی اسے شاعر کہتے ہیں، کبھی اسے دیوانہ بتلاتے ہیں اور کبھی اس پر افترا باز ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ واقعی جب حق کا انکار کرتا ہے اس سے سکون و قرار چھین لیا جاتا ہے۔ ہر وقت قلق و اضطراب کی موجیں اسے تنکوں کی طرح اٹھا کر دائیں بائیں پھینکتی رہتی ہیں۔ آیت کے آخر میں مریج کا لفظ غور طلب ہے۔ علامہ قرطبی اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اصل المریج: الاضطراب والقلق۔

۳ کفار کے مرنے کے بعد جی اٹھنے کے منکر تھے اور اس انکار پر انہیں شدید اصرار تھا۔ ان چند آیات میں ان کے اس انکار کی بیخ کنی کی جا رہی ہے۔ مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنے کا دعویٰ اگر کسی ایسی ہستی نے کیا ہوتا جو کمزور، بے بس اور ناتواں ہے تو اس دعویٰ کے انکار کا تمہیں حق پہنچتا تھا لیکن یہ دعویٰ جس ہستی نے کیا ہے، بلندیاں اور پستیاں سب اس کے زیر فرمان ہیں۔ ذرا آنکھ اٹھا کر اوپر دیکھو تمہیں کیا نظر آ رہا ہے۔ تمہارے سروں پر کیا آسمان ہے جس میں سورج، چاند اور ان گنت ستارے جگمگا رہے ہیں۔ انہیں بنے ہوئے لاکھوں سال گزر چکے ہیں۔ کیا ان میں بڑھاپے اور کمزوری کے کہیں کوئی آثار تمہیں نظر آتے ہیں۔ ان کے معمولات میں کبھی ایک لمحہ کا تقدم و تاخر ہوا ہے۔ جدید سائنسی آلات کے ذریعہ سے فضا میں جو نئے انکشافات ہوتے ہیں ان کے مطالعہ سے عالم بالا کی وسعتوں کا تصور کر کے ہی انسان اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے سامنے تصویر حیرت بن کر رہ جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ۙ﴿۷﴾ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى

بڑے بڑے پہاڑ ثبت اور اگائی ہیں اس میں ہر قسم کی رونق افزا چیزیں۔ یہ آنکھ کھولنے والی قدرت اور یاد دہانی ہیں

لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ﴿۸﴾ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ

ہر اس بندے کے لیے جو اپنے رب کی طرف مائل ہے ۸ اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی نازل کیا پس ہم نے اگائے اس سے

جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۙ﴿۹﴾ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۙ﴿۱۰﴾ رِّزْقًا

باغات اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے۔ اور کھجور کے لمبے لمبے درخت جن کے گچھے تہ بہ تہ ہوتے ہیں بندوں کی

لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ﴿۱۱﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ

روزی کے لیے اور ہم نے زندہ کر دیا اس پانی سے مردہ شہر کو یونہی (روزِ محشر) نکلنا ہوگا ۱۱ ان (سے) پہلے جھٹلایا تھا (ان کی

۸ یعنی زمین کی طرف چشم بینش سے دیکھو کہ کتنی وسیع اور کشادہ ہے۔ قدرت والے نے کس طرح اس کو دور دور تک پھیلا دیا ہے۔ کس شان سے اونچے اونچے پہاڑ یہاں نصب کر دیے ہیں۔ زمین کی سطح میں روئیدگی کی بے پناہ قوت کس حکمت سے ودیعت کر دی ہے۔ ہر قسم کے درخت، پھل، پھول، اناج، سبزی کی بوٹیاں اپنی اپنی بہار دکھا رہی ہیں۔ اگر کائنات کی نگینوں پر نگاہ ڈالو تو نہیں دیکھ سکتے کہ جس قادر و حکیم نے یہ جہان بنایا اور اسے بسایا ہے اس کی قدرت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اب تم ہی بتاؤ کہ اگر یہ قادر و حکیم کے لیے ممکن نہیں تو کیا تم کو یہ بعید نظر آتا ہے کہ وہ تم کو قبروں سے نکال کھڑا کرے؟ کیا قیامت کے متعلق تمہارے سب شکوک و شبہات کا جواب اس ایک آیت کے اندر موجود نہیں ہے؟ (فتح) رواسی کی تحقیق لغوی ملاحظہ ہو۔ رواسی جمع ہے راسیہ کی جس کا معنی ہے پہاڑ۔ زوج کا معنی یہاں نر مادہ میں کر زوج صنف من کل نوع من النبات۔ بہیج، تر و تازہ، رشک گلستان، دلوں کو لبھانے والا۔

۹ کائنات کی ہر چیز پکار پکار کر اپنے خالق کی عظمت و کبریائی کی شہادت دے رہی ہے لیکن یہ آواز فقط دہ لوگ سن سکتے ہیں جو آثارِ قدرت میں غور و تدبر کرنے کے خوگر ہوتے ہیں۔

۱۰ اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ تم وقوعِ قیامت کو بعید از قیاس کہتے ہو حالانکہ اس کا مشاہدہ تم بار بار اپنی آنکھوں سے کرتے ہو۔ قحط سالی کے دوران میں گھاس پھونس کی بوٹیاں، تناور درخت سوکھ جاتے ہیں۔ ان میں نباتاتی زندگی کا شائبہ تک باقی نہیں رہتا لیکن جب بادل گھر کر آتے ہیں اور بارش برساتے ہیں تو ہر سو سبزہ ہی سبزہ ہو جاتا ہے۔ روئیدگی کی ننھی منی سلائیوں میں یکدم بیداری پیدا ہو جاتی ہے۔ ننھی ننھی کونپلیں، تر و تازہ ٹہنیاں، ان پر مسکراتی ہوئی کلیاں اور لہکتے ہوئے پھول دل لبھانے لگتے ہیں۔ جس ذات نے یہ تہ بر تہ مردہ زمین سے شاداب، سرسبز اور پر بہار کھیت اگا دیے ہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ تمہیں مارنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دے۔

۱۱ یہ فرما کر قوم ثمود کے واقعات کا اجمالی ذکر فرمایا۔ ان آیات میں ہر مشکل الفاظ میں ان کی تشریح کئی بار پہلے گزر چکی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ﴿۱۲﴾ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ

سے پہلے قوم نوح، اہل رس اور ثمود نے۔ اور جھٹلایا تھا عاد، فرعون اور قوم

لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّاَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۭ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ

لوط نے۔ نیز ایکہ کے باشندوں اور تبع کی قوم نے۔ ان سب نے جھٹلایا تھا رسولوں کو پس پورا ہو گیا (ان پر) عذاب

وَعِيْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَيِيْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ

کا وعدہ ﴿۱۴﴾ کیا ہم تھک گئے ہیں پہلی مرتبہ پیدا کرکے (ایسا نہیں) بلکہ یہ (کفار) از سر نو پیدا ہونے کے بارے میں شک

جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ

میں ہیں ﴿۱۵﴾ اور بلاشبہ ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم (خوب) جانتے ہیں اس کا نفس جو وسوسے ڈالتا ہے۔

ع ۱ ۱۵

﴿۱۲﴾ ان آیات میں جن قوموں کا ذکر کیا جا رہا ہے ان کے تفصیلی حالات پہلے گزر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دیتے ہیں کہ پہلے بھی انبیاء کو ان کی امتوں نے جھٹلایا تھا۔ اس کے باوجود وہ اپنی رسالت کی ذمہ داریوں کو ادا کرتے رہے۔ مشکل ترین حالات میں بھی صبر کا دامن نہیں چھوڑا۔ اے میرے نبی آپ بھی ان کفار کی تکلیف دہ باتوں سے پریشان نہ ہوں۔ اپنا فرض ادا کرنے میں مصروف رہیں۔

نیز کفار کو بھی ڈرایا جا رہا ہے کہ ان قوموں کا انجام تمہارے سامنے ہے۔ تمہارے تجارتی قافلے اکثر ان علاقوں سے گزرتے ہیں۔ کیا ہی ویران کھنڈروں کو دیکھ کر تمہیں عبرت حاصل نہیں ہوتی۔ تم نے کبھی نہیں سوچا کہ یہ خوبصورت بستیاں کیوں اجڑ گئیں۔ ان عالی شان محلوں میں آج الو کیوں بول رہے ہیں؟ ذرا غور کرو یہ ان لوگوں کے ٹھکانے ہیں جنہوں نے اپنے انبیاء کی تکذیب کی۔ جب انہوں نے اپنی اپنی قوم کو قیامت کے روز جواب دہی کا خوف دلا کر فسق و فجور اور منکرات سے باز آنے کی تلقین کی تو انہوں نے بھی قیامت کے تصور کو مذاق اور محال قرار دیا اور ہر قسم کے محاسبہ سے بے خوف ہو کر گناہوں کی زندگی بسر کرتے رہے۔ یہاں تک کہ عذاب الٰہی نے ان کو نیست و نابود کر کے رکھ دیا۔ اے اہل مکہ! سوچو تمہارے لیے جو مہلت تمہیں دی گئی ہے اگر تم نے اسے ضائع کر دیا تو پھر ایسا عذاب آئے گا جو تمہیں پیس کر رکھ دے گا۔

﴿۱۵﴾ اے اہل مکہ تم سمجھتے ہو کہ ان گنت اور بے شمار انسانوں کو دوبارہ زندہ کرنا بڑی مشکل کام ہے۔ کیا ہم آسمان و زمین کا یہ وسیع و عریض اور حیرت انگیز نظام پیدا کرنے کے بعد تھک گئے ہیں؟ اب ہم میں یہ سکت نہیں رہی کہ تمہیں دوبارہ زندہ کر سکیں؟ تم بچوں کی طرح کیسی بے تکی باتیں کر رہے ہو۔

﴿۱۶﴾ وقوعِ قیامت پر ناقابلِ تردید دلائل پیش کیے جا چکے ہیں۔ کفار میں نہ تو یہ سکت ہے کہ دلائل کی تردید کر سکیں نہ ان میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ

اور ہم اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں ﴿۱۵﴾ جب اس کے اعمال کو لینے والے فرشتے دائیں اور بائیں سے بیٹھے

الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ

داہنی جانب اور دوسرا بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے ﴿۱۶﴾ وہ نہیں بولتا کوئی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان

یہ جرأت ہے کہ حق کے سامنے تسلیم خم کر دیں اور قیامت پر ایمان لائیں کیونکہ اس طرح ان کی ساری بداعمالیوں پر خط تنسیخ پھر جائے گی اور گناہ و لذت کی جس زندگی کے وہ خوگر ہو چکے ہیں اس سے دست کش ہونا پڑے گا اور اتنے بڑے انقلاب کے لیے وہ تیار نہیں اس لیے ضد میں اکڑے ہوئے ہیں۔ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ والا معاملہ ہے۔

لبس: کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ لبس علیہ الامر۔ یہ کام اس پر ملتبس ہو گیا اور اس کے بارے میں آدمی شک و شبہ میں مبتلا ہو گیا۔

﴿۱۶﴾ ارشاد ہے کہ انسان کو ہم نے پیدا فرمایا ہے۔ اس کی نجویاں اور کمزوریاں ہم پر عیاں ہیں۔ اس کا کوئی قول اور عمل ہم سے مخفی نہیں، حتیٰ کہ وہ وسوسے جو اس کے نہاں خانۂ دل میں پیدا ہوتے ہیں ہم ان کو بھی جانتے ہیں۔ ہم اس کی رگ جاں سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔ وہ خود اپنے بعض احوال سے بے خبر ہو سکتا ہے۔ اس کے نفس کے کئی گوشے اس کی اپنی نگاہ سے اوجھل ہو سکتے ہیں لیکن ہمارا علم اس کے ظاہر اور باطن پر محیط ہے۔ صد حیف کہ اتنے قرب کے باوجود وہ ہم سے بے خبر ہے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

دوست نزدیک تر از من بمنست — ایں عجب تر کہ من از وی دورم

چہ کنم با کہ تواں گفت کہ او — در کنار من و من مہجورم

یعنی دوست مجھ سے بھی زیادہ میرے نزدیک ہے۔ تعجب اس پر ہے کہ میں اس سے دور ہوں۔ میں کیا کروں اور کس سے یہ بات کہوں کہ محبوب تو میرے آغوش میں ہے اور میں ہجر کی سختیاں برداشت کر رہا ہوں۔

علمائے ظاہر نے تو اس سے قرب علمی مراد لیا ہے لیکن اولیائے کرام نے اس قرب کی حقیقت کو جس طرح بیان فرمایا ہے وہ انہیں کا حصہ ہے۔

علامہ پانی پتی لکھتے ہیں۔ یدرک ذالک القرب بنور الفراسۃ لا بالحواس الظاہرۃ والاستدلال۔ یعنی نور فراست ہی سے اس قرب کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔ حواس ظاہری اور قوت عقل اس کے ادراک سے عاجز ہیں۔

مزید تحقیق کے لیے اس مقام پر تفسیر مظہری کا مطالعہ فرمایئے۔

﴿۱۶﴾ اللہ تعالیٰ ہر انسان کے جمیع احوال سے خود بخوبی آگاہ ہے لیکن اس نے اپنی حکمت کے پیش نظر اس انسان کے لیے دو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ

اٹھنے کے لیے تیار ہوتا ہے ﴿۱۸﴾ اور آپہنچی موت کی بے ہوشی سچ کی۔ (اے انسان!) یہ ہے وہ جس سے

مِنْهُ تَحِيدُ ﴿۱۹﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيدِ ﴿۲۰﴾ وَجَآءَتْ كُلُّ

تو دور بھاگتا تھا ﴿۱۹﴾ اور صور پھونکا جائے گا۔ یہی وعید کا دن ہوگا ﴿۲۰﴾ اور حاضر ہوگا ہر

فرشتے بھی مقرر کر دیے ہیں۔ ان میں سے ایک اس کی دائیں جانب بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا بائیں جانب۔ عبادت میں ذرا غور فرمائیے۔ عن الیمین اور عن الشمال جار مجرور ہیں اور قعید کے ساتھ متعلق ہیں اور قعید المتلقیان کا بدل ہے۔ اصل عبارت یوں تھی عن الیمین قعید وعن الشمال قعید لیکن آخری قعید پر اکتفا کیا گیا اور عن الیمین کے ساتھ قعید کی صراحت کی ضرورت نہ رہی۔

﴿۱۸﴾ انسان جس وقت کوئی لفظ ادا کرتا ہے تو دو فرشتے فوراً لکھ لیتے ہیں۔

رقیب نگہداشت کرنے والا۔ عتید الحاضر المہیا۔ یعنی جو ہر وقت حاضر اور مستعد ہو۔ اس آیت میں یہ بتایا گیا کہ انسان کی کوئی بات اور اس کی کوئی حرکت ایسی نہیں جس پر وہ فرشتے مطلع نہ ہوں۔ اس سے جس قسم کا عمل بھی وقوع میں آتا ہے، وہ فرشتے اسے فوراً ریکارڈ کر لیتے ہیں۔ قیامت کے روز جب انسان پر پیشِ اعمال کے لیے بارگاہِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا تو سب کچھ جاننے کے باوجود اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ اس شخص کے دفترِ عمل کو بلند و بستاویزی ثبوت پیش کیا جائے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی اختراع نے ثابت کر دیا کہ انسان کی آواز کو ہو بہو متعین کرنے کے لیے قدرت نے ہر جگہ ٹیپ لگا دیے ہیں اور اس کی حرکات و سکنات کو بعینہٖ محفوظ رکھنے کے لیے قدرتی ٹیلی ویژن کیمرے ہر جگہ نصب ہیں۔ جب بھی اللہ تعالیٰ چاہے گا انسان کو جو ہر اس کی آواز اور بعینہٖ اس کی حرکات و سکنات کا مشاہدہ کرا دے گا اور اس میں انکار کی ہمت نہ ہوگی۔ یہاں تک تو علمِ انسانی کی رسائی ہو چکی ہے لیکن فرشتے ہماری زندگی کے لمحہ لمحہ کو جس خوبی اور دقت سے محفوظ کر رہے ہیں اس کا اندازہ کرنا اس دنیا میں ہمارے لیے بہت مشکل ہے۔ البتہ سائنس کے ان انکشافات کے بعد عقلِ سلیم جو کہ اب انکار کی ہمت نہیں رکھتی۔

﴿۱۹﴾ موت کی سختی اور شدت کو سکرۃ الموت کہتے ہیں۔ یعنی جب انسان مرنے کے قریب ہوتا ہے اس پر جان کنی کے آثار نمودار ہوتے ہیں تو اس وقت حیثیت حال بیان ہو جاتی ہے۔ جو لوگ آج کفر الحاد اور ناشکری کی روش پر گامزن ہیں تھے اپنی آنکھوں سے آنے والے حالات کا مشاہدہ کرنے لگتے ہیں اور دوزخ کے لپکتے ہوئے سرخ شعلے انہیں نظر آنے لگتے ہیں۔ اس وقت انہیں کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ عالمِ آخرت جس سے تم بھاگتے رہے اور جس کو تسلیم کرنے سے تم گریز کرتے رہے۔ اب یہ حق اور سچ بن کر تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس وقت کیا تم اس کا انکار کرنے کی جرأت کر سکتے ہو۔ حق سے مراد یہاں موت ہے۔ الحق ھو الموت حماد عن خیثمۃ وسعیدۃ وحیاوۃ وابن عمر وعدل۔

﴿۲۰﴾ عرصۂ دراز عالمِ برزخ میں گزرے گا۔ پھر صور پھونکا جائے گا اس کی آواز سے ہر شخص چونک کر اپنی قبر سے نکلے گا اور میدانِ حشر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نَفْسٌ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا

شخص اس طریق کہ اس کے ہمراہ ایک (اسے ہانکنے والا) اور ایک گواہ ہوگا شاہد جو (عمر بھر) عامل رہا اس دن سے

فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ

پس ہم نے اٹھا دیا ہے تیری آنکھوں سے تیرا پردہ سو تیری جو یہ آج بڑی تیز ہے ۲۱ اور کہے گا اس کا (عمر بھر کا)

هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ

ساتھی یہ اعمال نامہ جو میرے پاس تھا بالکل تیار ہے ۲۲ جہنم میں جھونک دو ۲۳ ہر کافر سرکش کو۔ جو سختی سے روکنے والا تھا

میں کھڑا کر دیا جائے گا۔ جو لوگ قیامت کا انکار کرتے رہے تھے۔ انہیں کہا جائے گا یہی وہ عذاب کا دن ہے جس سے ہمارے انبیاء تمہیں ڈرایا کرتے تھے اور تم بے پروائی سے ان کی بات سننے کے روادار نہیں ہوتے تھے اب بتاؤ قیامت برپا ہوئی ہے یا نہیں؟ خداوند عالم نے تمہیں قبروں سے زندہ نکال کر میدان حشر میں لا کھڑا کیا ہے یا نہیں؟ اس روز کون ہوگا جو اس بیّن حقیقت کا انکار کر سکے۔

۲۰ ہر شخص کے لیے دو فرشتے مقرر کیے جائیں گے۔ ایک اس کو پیچھے سے ہانک کر بارگاہ خداوندی میں پیش کرے گا اور دوسرا اس کا دفتر عمل لیے ساتھ ہوگا تاکہ اس کے اعمال کے بارے میں گواہی دے۔ یہ وہی دو فرشتے ہوں گے جو دنیوی زندگی میں اس کے ہم نشین رہے تھے اور اس کا دفتر عمل مرتب کرنے پر متعین کیے گئے تھے۔

۲۱ اسے کہا جائے گا کیوں صاحب دنیوی زندگی میں تم غافل بنے رہے اب بتاؤ چودہ طبق روشن ہوئے ہیں یا نہیں؟ تمہاری آنکھوں پر جتنے پردے پڑے ہوئے تھے وہ آج اٹھ گئے ہیں۔ آج تمہاری بینائی بڑی تیز ہو گئی ہے ہر حقیقت تمہیں صاف نظر آئے گی۔

۲۲ حضرت حسن، قتادہ اور ضحاک کے نزدیک قرین سے مراد وہی فرشتہ ہے جو عمر بھر اس کے ساتھ رہا۔ وہ بارگاہ الٰہی میں عرض کرے گا کہ یہ وہ شخص ہے جس کی نگہداشت میرے سپرد کی گئی تھی اور یہ ہے اس کا صحیفۂ عمل جو بڑی دیانت سے میں نے تیار کیا ہے جو فیصلہ مناسب ہو صادر فرمایا جائے۔ وقال مجاھد اقول ھذا الذی وکلت بہ من بنی آدم قد احضرتہ واحضرت دیوان عملہ (قرطبی)

بعض علماء کی رائے ہے کہ قرین سے مراد شیطان ہے جو عمر بھر اس پر مسلط رہا۔

۲۳ اس فرشتہ کو حکم ملے گا کہ اسے پکڑو اور جہنم رسید کر دو۔

قریبی واحد ہے تو یہاں آلقیا (صیغہ واحد حاضر) ہونا چاہیے تھا۔ القیا تثنیہ کا صیغہ کیوں ذکر کیا۔ اس کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

خلیل اور اخفش کہتے ہیں کہ عرب واحد کے لیے بھی بسا اوقات تثنیہ کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں۔ جس طرح ایک سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي

نیکی سے روکنے والا شک کرنے والا جس نے بنا رکھے تھے اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا پس پھینک دو اس کو بہت ہی

الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ۝ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ

عذاب سخت میں ۔ اس کا ساتھی (شیطان) کہے گا اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو سرکش نہیں بنایا تھا بلکہ وہ خود ہی

کے لیے خلیلی کی بجائے خلیلیّ (تشدید) دائم ہر وقت ہے۔ امرؤ القیس اپنے ایک رفیق سفر کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔

قفا نبك من ذكرى حبيب ومنزل

اے میرے دوست ذرا ٹھہر و تاکہ ہم اپنے محبوب اور اس کی منزل کو یاد کر کے کچھ آنسو بہائیں۔ قف کی بجائے قفا تثنیہ کا صیغہ استعمال ہوا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ الفیا تثنیہ کا صیغہ نہیں بلکہ اصل میں الفیان تھا نون تاکید خفیفہ تھا الفیّن، اب یہ نون بدل کر الف ہو گیا۔ ایک توجیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ قرین سے مراد ایک نہیں بلکہ دو ساتھی ہیں جن کا ذکر ابھی گزرا ہے اور قرین کا لفظ واحد کی طرح تثنیہ اور جمع کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔

عنید: سخت ناشکرگزار یا پرلے درجہ کا ضدی۔

العنید: المعرض عن الحق وهو يعرفه۔ حق کو پہچاننے اور اس کے بعد اسے مسترد کر دینے کو کفار و عنید کی مزید تشریح کی جا رہی ہے۔

مناع: مانع کا مبالغہ ہے بکثرت روکنے والا اور سختی سے روکنے والا۔ خیر کا معنی اگر مال ہو تو مطلب یہ ہوگا بڑا کنجوس۔ خدا کے دیے ہوئے مال سے اس کی رضا کے لیے ایک "حبہ" تک خرچ نہیں کرتا۔ کسی غریب پیاسے ترسے آتے اور نہ کسی فاقہ کش کے لیے اس کا دل پسیجتا ہے اور اگر خیر کا معنی ایک اچھے کام ہوں تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ خود بھی نیک کام نہیں کرتا اور دوسرے کو بھی نیک کام کرنے سے سختی سے روکتا ہے اور ہر بار روکتا ہے۔

معتد: حد سے تجاوز کرنے والا یعنی اس نے کبھی حق و انصاف کے حدود کا لحاظ نہیں رکھا، بلکہ اس کی ٹھوکر اس کے کردار اور اس کے احکام میں سرکشی اور سرتابی کی جھلک صاف نمایاں ہے۔

مریب: جو خود کسی شک میں مبتلا ہو اس کو بھی مُریب کہتے ہیں اور جو شخص دوسروں کی متاعِ یقین کو غارت کرنے کے درپے ہو اور دوسرا نام ازمی سے آئس کے طریق ایمان میں آگ لگانے کے لیے کوشاں رہے اسے بھی مُریب کہتے ہیں یہاں پر لفظ ان دونوں معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ

گمراہی دور تک چلا گیا ۲۷ اللہ فرمائے گا مت جھگڑو میرے سامنے میں تو پہلے ہی تم کو وعید سنا

بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ ع ۲ ۱۶

چکا ہوں ۲۸ میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہوں ۔ (یاد کرو) وہ

نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ

دن جب ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو بھر گئی وہ (جواب) کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے ۲۷ اور قریب کر دی جائے گی

الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ

جنت پرہیزگاروں کے لیے وہ ان سے دور نہیں ہوگی ۲۸ یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو اللہ کی طرف رجوع

۲۵ جب فرشتے اس کا نامہ اعمال پیش کریں گے تو وہ کہے گا میرے رب! یہ سب کچھ ان فرشتوں کی کارستانی ہے انہوں نے جو پایا میرے سر منڈھ دیا میں نے تو کبھی کوئی ناپسندیدہ حرکت نہیں کی۔ وہ فرشتہ جواب میں عرض کرے گا۔ اور اگر قرین سے مراد وہ شیطان ہے جو اس کو مجرم بنا کر لایا ہوگا تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ شخص کہے گا الٰہی! میرا کوئی قصور نہیں سب گناہ اس خبیث کا ہے اس نے مجھے راہِ راست پر کبھی چلنے نہیں دیا۔ میں نے اس سے پیچھا چھڑانے کی بڑی کوشش کی لیکن اس بدمعاش نے میرا پیچھا نہ چھوڑا۔ اس لیے میرا مجرم نہیں اسے ملنا چاہیے۔ شیطان جواب دے گا کہ میں نے اس کو کبھی مجبور نہیں کیا تھا کہ یہ جرم کر کے میرے ساتھ جہنم میں جائے۔ ہر وقت نافرمانی پر کمربستہ یہ میں نے تو اسے نصیحت ہی کی اور یہ دوڑا چلا آیا اور گمراہی اختیار کرنے میں بڑا دور جا پڑا۔

۲۶ ارشاد ہوگا کہ اس بحث کو بند کرو۔ تمہارے بارے میں کبھی کا فیصلہ ہو چکا۔ اب اس میں ردوبدل ممکن نہیں۔

۲۷ کفار و فساق کو جہنم سے خوفزدہ کرنے کے لیے بتایا جا رہا ہے کہ جہنم کوئی معمولی اور سنگ سی جگہ نہیں کہ چند کروڑ انسانوں سے بھر جائے گی اور اس میں تمہارے لیے کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ بتایا کہ وہ اتنی کشادہ اور فراخ ہے کہ تم اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے سب کے سب اس میں سما جائے جہنم پھینک دیے جائیں گے اُس وقت اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کیا تُو بھر گئی تو وہ جواب میں عرض کرے گی کہ ہیں تو لائیے، میرے تو ابھی کئی گوشے خالی پڑے ہیں۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ جہنم بھر جائے گی۔ جب اس سے دریافت کیا جائے گا کہ تُو بھر گئی تو وہ گھبرا کر کہے گی الٰہی! ابھی اور مجرم باقی ہیں؟ میں تو کہیں کی بھر گئی ہوں۔ یہاں تو تل دھرنے کی جگہ بھی نہیں ہے۔

۲۸ جہنمیوں کے ذکر کے بعد اب اپنے دوستوں کا تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔ فرمایا کہ جن لوگوں نے ہم سے ڈرتے ہوئے زندگی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بسر کی اور تمام عمر جہاد سے احکام کی بجا آوری میں کوشاں رہے' قیامت کے دن ان کی حسرت افزائی کا عجیب ہی منظر ہوگا۔ انہیں جب جنت میں داخل ہونے کا فرمان ملے گا اور جنت تک کا طویل فاصلہ طے کرنے کی انہیں زحمت نہیں دی جائے گی بلکہ جنت ان کے قدموں میں حاضر کر دی جائے گی۔ یہ نہیں فرمایا گیا کہ انہیں جنت کے نزدیک کر دیا جائے گا بلکہ فرمایا جنت ان کے قریب کر دی جائے گی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اطاعت و انابت کی راہ پر گامزن رہنے والے جنت کے طالب نہیں کہ اس کے پیچھے بھاگے بھاگے پھریں بلکہ وہ مطلوب ہیں۔ جنت کی ساریں سمٹ کر ان کے قدموں میں حاضر ہو جائیں گی۔

جس مادی دنیا میں ہم آج کا بار ہیں اس میں زمان و مکان' قرب و بُعد اور سرعت و تاخیر کے جو مفہوم ہمارے ذہنوں میں راسخ ہو چکے ہیں' قیامت کے دن یہ سارے تصورات بدل جائیں گے۔ وہاں ان سارے الفاظ کو نئے مفہوم پہنائے جائیں گے۔ اس کا اندازہ اس دنیا میں رہتے ہوئے کرنا ہمارے لیے بہت مشکل ہے۔ وہاں زمین و آسمان سے بڑی وسعتیں چشم زدن میں طے ہو جائیں گی۔ آواز کتنی دُور سے ہمیں کتنے فاصلوں سے معلوم ہوگا بالکل نزدیک سے آ رہی ہے۔ یوں سمجھ لیجیے کہ جو لوگ اس دنیا میں رہتے ہوئے خواہشاتِ نفسانی کے زندان سے رستگاری حاصل کر لیتے ہیں اور ان کی رُوح فکر الٰہی سے سرشار ہو جاتی ہے اور ان کی آنکھ نورِ خداوندی سے بینا ہو جاتی ہے تو ان کے لیے یہی زمان و مکان کی یہ قیود باقی نہیں رہتیں۔ وہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی خداوند کے پیاڑوں میں لڑنے والے سارے کام بہ آسانی کر سکتے ہیں۔

یہ نعمت جن کے لیے مخصوص کی گئی ہے ان کی دو صفتیں اواب اور حفیظ بیان کی جا رہی ہیں۔ اواب کہتے ہیں کثرت رجوع کرنے والا۔ یعنی جب بھی اس سے کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو فوراً ندامت و خجالت سے پانی پانی ہو جاتا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جتنی بار اس کا قدم جادۂ حق سے پھسلے وہ فوراً توبہ کا دروازہ کھٹکھٹانے لگتا ہے۔ وہ سرکشی کی راہ اختیار کر کے وہ گناہ پر مُصر ہوتا ہے اور نہ مایوس ہو کر بیٹھ جاتا ہے کہ میں نے بارہا توبہ توڑی ہے اب میری توبہ کیسے قبول ہوگی' بلکہ جہاں اسے اپنی لغزش پر ندامت ہے وہاں اسے اپنے ربِ کریم کی رحمتِ بے پایاں پر بھی یقین ہے کہ جب بھی کوئی شرمسار ہو کر صدائے معافی مانگتا ہے تو اسے معافی دے دی جاتی ہے۔

شعبی اور مجاہد نے اواب کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے ھو الذی یذکر ذنوبہ فی الخلوۃ فیستغفر اللہ فیھا۔ یعنی جو شخص تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کرے اور استغفار کرے۔

عبید ابن عمیر فرماتے ہیں کہ ہم اواب اور حفیظ اسے کہا کرتے تھے جو اپنی مجلس سے جب اٹھے تو یہ کہے سبحان اللہ وبحمدہ اللّٰھم انی استغفرک مما اصبت من مجلسی ھذا۔ الٰہی اس نشست میں جو غلطی مجھ سے ہوئی ہے اس کے لیے میں مغفرت طلب کرتا ہوں۔

ابو بکر الوراق فرماتے ہیں ھو المتوکل علی اللہ فی السراء والضراء۔ اواب وہ ہے جو خوشحالی اور تکلیف دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے۔ قاسم کا قول ہے ھو الذی لا یشتغل الا باللہ عزوجل۔ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کسی اور بات میں مشغول نہ ہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿۳۳﴾

کرنے اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ جو رحمٰن کو دیکھے بغیر اس سے ڈرتا رہا اور اس کی طرف رجوع کرنے والے دل کے ساتھ آیا ہے۔

ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا

داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی سے۔ یہ ہمیشگی کا دن ہے۔ انہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی وہ خواہش کریں گے اور ہمارے پاس تو

حفیظ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت قتادہ فرماتے ہیں حفیظا لما استرعاہ اللہ تعالیٰ من حقہ وامنتہ وأمرہ علیہ یعنی اللہ تعالیٰ کے حقوق کی نگہبانی اس کی گرانقدر نعمتوں کا شکر کرے اور جو قوتیں اور صلاحیتیں جو وسائل و اختیارات اسے بطور امانت دیئے گئے ہیں ان میں خیانت نہ کرے۔

بے شک رحمٰن لوگ اس قابل ہیں کہ جنت ان کے قدموں میں حاضر کی جائے۔

۳۳ یہ جملہ یا تو آفاب حفیظ کا بدل ہے یا اس کی صفت ہے یعنی اقاب کون ہے۔ بتایا وہ جو خائف رحمٰن سے اس رحمت میں ڈرتا ہے جب اسے کوئی آنکھ دیکھ نہ رہی ہو۔ یعنی فی الخلوۃ حین لا یراہ احد۔

یہاں رحمٰن کا اسم پاک ذکر کرنے میں خاص لطف ہے۔ یعنی وہ بندہ جانتا ہے کہ اس کا خداوند رحمٰن ہے اس کی رحمت کے سامنے اس کے بے شمار گناہوں کی بھی کوئی وقعت نہیں۔ لیکن اپنے رب کی رحمانیت پر تمام تر بھروسہ کے باوجود وہ گناہ اور نافرمانی کی راہ پر قدم تک نہیں رکھتا۔ اسے حیا آتی ہے کہ وہ اپنے کریم مالک کی نافرمانی کرے۔ تنہائی میں بھی شیطان اسے ہوا پر نہیں اکسا سکتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر مغرور ہو کر سرکش نہیں ہو جاتا۔ تخصیص الرحمٰن للاشعار بانہم مع علمہم بسعۃ رحمتہ لا یتکلون بہ۔

۳۴ یہ جملہ بھی اس کی صفت ہے کہ اس کے پہلو میں جو دل ہے وہ ہر وقت اپنے رب کی طرف مائل رہتا ہے۔ حوادث دہر اسے کتنا ہی پریشان کریں، مصائب و آلام کے پہاڑ اس پر کیوں نہ ٹوٹتے رہیں، اس کے دل کی کیفیت نہیں بدلتی۔ بندگی اور تسلیم و رضا کی جس لذت سے اسے آشنا کیا گیا ہے ہر وقت وہ اسی سے سرشار رہتا ہے۔ منیب، مخلص، مقبل علی الطاعۃ یعنی جو اخلاص کے ساتھ اطاعت کی طرف متوجہ رہے۔

۳۵ اس روز ان خوش نصیبوں کو کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جائیے، وہاں تمہیں کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہوگا یعنی مسلمین من العذاب والہموم وزوال النعمۃ۔

مسئلہ کا اہم مفہوم یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب تم جنت میں قدم رکھو گے تو تمہیں یہ نشان کے لیے تیار شدہ مضبوط کھڑے ہوں گے جو تمہیں السلام علیکم کے دوستانہ جملے سے خوش آمدید کہیں گے بلکہ خود رب قدوس بھی اپنے ان البیلے عشاق کو سلامت دہ، سلامت دہ کہہ کر پکارے گا یعنی اب تمہاری آنکھوں کو جمال خیر سے اور اپنے دلوں کو خیال خیر سے مشغول رکھنے والی آنکھ تمہیں اپنے محبوب حقیقی کے حریم ناز میں باذن باری بٹھایا جا رہا ہے۔ اس کے جلووں کو دیکھو اور خوب سیر ہو کر دیکھو اور ہمیشہ دیکھتے رہو۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَزِيْدٌ ۝ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا

ان کے لیے اس سے بھی زیادہ ہے ۳۵ اور قریش مکہ سے پہلے ہم نے برباد کر دیا بہت سی قوموں کو جو شوکت و قوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں۔

فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى

پس وہ گھومتے پھرے شہروں میں کیا فرار کی کوئی جگہ تھی انہیں کوئی پناہ گاہ؟ ۳۶ بے شک اس میں نصیحت ہے اس

یہ صبح وصال ابدی ہے۔ اب ہجر کی رات نہیں آئے گی۔ اب ایسا نہیں ہوگا کہ تم پر کیفیت طاری ہو۔ ؎

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ہر لحظہ از غیب جانِ دیگر دیگر

انہیں بتایا جا رہا ہے کہ اب ایسا نہیں ہوگا۔

۳۴ اہل رحمت کی رحم چشمی ملاحظہ ہو۔ اپنی کرم نوازیوں کا ذکر جاری ہے جن سے وہ اپنے بندوں کو سرفراز فرماتے ہیں فرمایا میری بخشش قلیل اور محدود نہیں ہوگی کہ جو کچھ وہ چاہیں گے ہم انہیں اتنا ہی دیں گے کیونکہ ان کا ہر طالب ہمارے لیے بالکل یکساں ہے۔ الطافِ خسروانہ کے سامنے وہ بھی تنگ ہے۔ ان کا ظرفِ دل بڑا ہی کشادہ کیوں نہ ہو، بحرِ کرم کے سامنے اس کی کیا حقیقت ہے۔ فرمایا ہم صرف اتنا ہی نہیں دیں گے۔ جتنا وہ مانگیں گے اور جتنا وہ چاہیں گے وہ بھی دیں گے اور اس کے علاوہ ہمارے پاس ان کے لیے اور بھی بہت کچھ موجود ہے۔ اب اس مزید احسان کا کیا کوئی اندازہ لگا سکتا ہے۔ حضرت انس و جابر سے مروی ہے المزید النظر الی وجہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ یعنی اس مزید سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کا دیدار ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ سے مروی ہے عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تعالیٰ یبعث یوم القیامۃ منادیا ینادی یسمعہ اولہم واٰخرہم یا اھل الجنۃ ان اللہ وعدکم الحسنیٰ وزیادۃ۔ الحسنیٰ الجنۃ۔ والزیادۃ النظر الی وجہ الرحمٰن (مظہری) کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک منادی کرنے والا بھیجیں گے جو ندا دے گا جسے سب سنیں گے۔ اے جنتیو! اللہ نے تم سے الحسنیٰ اور زیادہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ الحسنیٰ سے مراد جنت ہے اور الزیادہ سے مراد رحمٰن کے چہرہ کی طرف نظر کرنا ہے۔

۳۵ اہل مکہ کو بتایا جا رہا ہے کہ تم سے پہلے کئی قومیں گزر چکی ہیں۔ انہوں نے اپنی قوت اور عسکری طاقت کے بل بوتے پر دوسرے ممالک پر لشکر کشی کی اور ان کو اپنا زیرِ نگیں بنایا۔ یہاں بھی ان کا ٹکراؤ کبھی تھا اور ان کا سکہ رواں تھا۔ وہ اپنے سرزمین کے معاشی وسائل کے علاوہ دوسرے ممالک کے وسائلِ معیشت سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا کرتے تھے۔ ان کی آن بان اور ٹھاٹھ باٹھ دیکھنے والوں کو حیرت زدہ کر دیتی تھی لیکن یہ ساری قوتیں اور خوش حالیاں انہیں ہماری گرفت سے نہ بچا سکیں۔ لہٰذا اہل مکہ تم کس بوتے پر یہ فخر کر رہے ہو۔ نَقَّبُوْا کی تحقیق کرتے ہوئے علامہ آلوسی لکھتے ہیں وفسر التنقیب فی البلاد بالتصرف فیھا بالکھا وتعھا۔ یعنی کسی ملک کا مالک و بادشاہ بن کر اس میں ہر طرح کا تصرف کرنے کو عربی میں تنقیب فی البلاد کہتے ہیں۔ نقبا فی البلاد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا

کے لیے جو دل (رکھتا ہو یا (کلام الٰہی کی) کان لگا کر سنے متوجہ ہو کر ۳۴ اور ہم نے پیدا فرمایا

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ۝

آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں ۳۵ اور ہمیں تھکن نے چھوا تک نہیں ۳۶

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ

پس (اے نبی) صبر فرمایئے ان کی (بے ہودہ) باتوں پر اور پاکی بیان کیجیے اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوع آفتاب سے پہلے اور

کا یہی معنی ہے۔ سیر و سیاحت کے لیے کسی ملک میں جانا کاروبار اور تجارت کے لیے کسی ملک میں جگہ جگہ قافلہ گردی کرنا یہ بھی اس لفظ کا مدلول ہو سکتا ہے۔

دولت مند لوگ جب کسی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں اور اپنے ملک کے معالجین کے علاج سے فائدہ نہیں ہوتا تو وہ موت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے دور دراز ممالک میں جاتے ہیں۔ سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں، لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں لیکن جب موت کا متعین وقت آتا ہے تو کوئی ڈاکٹر اور حکیم انہیں نہیں بچا سکتا۔ لمن کان لہ قلب۔ قلب سے مراد دل بینا ہے جو حقیقت کو دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ جو دل دیکھنے اور سمجھنے سے محروم ہو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے اور اس کو دل کہنا بھی صحیح نہیں۔

۳۴ یعنی جو وحی اسے سنائی جا رہی ہے اس کو وہ بڑے غور سے کان لگا کر سنتا ہے۔

زجاج کہتے ہیں کہ جب وہ سن رہا ہوتا ہے تو اس کا دل حاضر ہوتا ہے۔ قال الزجاج ای وقلبہ حاضر لیما یسمع۔

سفیان کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ جب آیات الٰہی کی تلاوت کی جا رہی ہو اس وقت اس کا جسم تو موجود ہو لیکن دل غائب ہو۔

۳۵ چھ دنوں سے مراد یہ ہے کہ بارہ بجے سے بارہ بجے کے دن نہیں بلکہ اس سے بالکل مختلف اوقات ہیں جن کی تفصیل پیش کر چکے ہیں۔

۳۶ اس میں یہود و نصاریٰ کے اس زعم باطل کی تردید ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چھ دن میں کائنات کی تخلیق کی اور ساتویں دن آرام کیا۔ گویا کائنات کی تخلیق سے اللہ تعالیٰ تھک گیا اور اسے آرام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ موجودہ تورات میں ہے "خداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین، دریا اور سب کچھ جو ان میں ہے بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔" (خروج ۲۰: ۱۱) اسی باب میں دوسری جگہ ہے "چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا اور تازہ دم ہوا۔" (خروج ۳۱: ۱۷) انجیل میں ہے "خدا نے اپنے سارے کاموں کو پورا کر کے ساتویں دن آرام کیا۔" (عبرانیوں ۴: ۴)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَبْلَ الْغُرُوْبِ ۚ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿۴۰﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ

غروب آفتاب سے پہلے۔ اور رات کے وقت بھی اس کی پاکی بیان کیجیے اور نمازوں کے بعد بھی ۴۰ اور کان کھول کر سنو ۴۱ اس

يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿۴۱﴾ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ

دن کے لیے جب پکارنے والا قریب سے پکارے گا ۴۲ جس دن سنیں گے سب لوگ ایک سخت چنگھاڑ آواز بالیقین۔ یہ دن (قبروں سے)

يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿۴۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيْرُ ﴿۴۳﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ

نکلنے کا دن ہوگا۔ بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری ہی طرف لوٹنا ہے ۴۳ جس روز زمین پھٹ جائے گی ۴۴

۴۰ حضرت ابن عباس سے مروی ہے الصلوٰۃ قبل الطلوع الفجر وقبل الغروب الظہر والعصر ومن اللیل العشاءان وادبار السجود النوافل بعد الفرائض۔ یعنی طلوع آفتاب سے قبل نماز سے مراد فجر ہے اور غروب سے قبل مراد ظہر اور عصر ہے اور رات کی تسبیح سے مغرب اور عشاء۔ ادبار السجود سے وہ نوافل مراد ہیں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ (روح المعانی)

ادبار السجود سے مراد وہ اذکار ہیں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں اور جو احادیث صحیحہ میں کثرت سے موجود ہیں۔ ان میں سے ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر نماز فرض کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہتا ہے اور آخر میں کہتا ہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر تو اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو بخش دیتا ہے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (رواہ الشیخان)

۴۱ جملہ اب بتانی جانے طلب ہے اور بڑی اہم ہے اس لیے اس کے ذکر سے پہلے استمع کہہ کر سامع کو جھنجھوڑا کہ کان کھول کر سنی لے یوں ہو رہے گا۔

۴۲ اس روز منادی کرنے والا منادی کرے گا اور ہر شخص یوں محسوس کرے گا کہ یہ آواز کہیں دور سے نہیں آ رہی بلکہ بالکل قریب سے آ رہی ہے۔

۴۳ قبروں سے ان کے نکلنے کا منظر بیان کیا جا رہا ہے کہ زمین اوپر سے پھٹ جائے گی اور وہ جھٹ پٹ قبروں سے نکل کر خروج ہو جائیں گے۔

سراعا جمع ہے سریع کی اور یہ حشرون مقدر میں ھم ضمیر فاعل کا حال ہے۔ جمع سریع حال من الضمیر المرفوع فی الفعل المقدر ای یحشرون سراعا (از مظہری)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ذٰلِكَ حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿۴۴﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ

ان کے اوپر سے جلدی سے ٹل پڑیں گے یہ حشر ہے یہ ہمارے لیے بالکل آسان ہے ﴿۴۴﴾ ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ کہتے ہیں

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿۴۵﴾

اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں ﴿۴۵﴾ پس آپ نصیحت کرتے رہیے اس قرآن سے ہر اس شخص کو جو میری وعید سے ڈرتا ہے ﴿۴۵﴾

﴿۴۴﴾ یہ ہے حشر کی کیفیت۔ یہ نہیں کہ مکر آسان ہے بلکہ فرمایا یہ ہمارے لیے بالکل آسان ہے کیونکہ ہمارا علم اور ہماری قدرت ہر چیز کو احاطہ میں لیے ہوئے ہیں۔

﴿۴۵﴾ سالہا سال سے اللہ کا محبوب انہیں خواب غفلت سے بیدار کر رہا ہے۔ انہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنا رہا ہے لیکن ان کی ہٹ دھرمی میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے جس سے حضور کو بڑا دکھ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تسلی دے رہے ہیں کہ اے حبیب! ہم ان کی کارستانیوں سے خوب واقف ہیں۔ ان کی باتوں کو خوب سن رہے ہیں۔ آپ رنجیدہ و خاطر کیوں ہوتے ہیں۔ ہم نے آپ کو اس لیے تو نہیں بھیجا کہ سختی اور تشدد سے کام لے کر آپ ان کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کریں۔ ان کے بارے میں آپ جواب دہ نہیں۔

﴿۴۵﴾ اے میرے پیارے رسول! آپ قرآن کریم کی آیات سے ان کو یاد دہانی کراتے رہیے جو ہمارے عذاب سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ وہی اس کو کان لگا کر سنیں گے وہی اس کو سمجھیں گے اور اسی خوش نصیبوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب ہوگی۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى حَبِيْبِكَ الْمُصْطَفٰى نَبِيِّكَ الْمُرْتَضٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَمَنْ تَبِعَهٗ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَتَقَبَّلْ يَا اِلٰهَنَا اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ وَاجْعَلْنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۔ وَاجْعَلْنَا مِنَ الْعٰلِمِيْنَ ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سُورۃ الذّٰریات

نام : اس کا نام الذّٰریات ہے جو اس کا پہلا کلمہ ہے۔ اس میں تین رکوع، ساٹھ آیتیں، تین سو ساٹھ کلمے، ایک ہزار دو سو اکتالیس حروف ہیں۔

نزول : باتفاق علماء اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔

مضامین : عقیدۂ قیامت، اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ زندگی کا جو پروگرام اسلام پیش کرتا ہے اس پر صحیح طور پر عمل اسی وقت ہو سکتا ہے۔ اس کے فیوض و برکات سے انسان اسی وقت مستفیض ہو سکتا ہے جب قیامت پر اس کا یقین محکم ہو۔ اس لیے متعدد چیزوں کی قسمیں کھا کر یہ بتایا گیا کہ قیامت کی آمد کا وعدہ سچا ہے اور دین ضرور آئے گا جب نیکوں کو جزا و سزا ملے گی۔ کفار جو قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے پاس اس انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے صرف قیاس آرائیاں ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں اور وہ ان قیاس آرائیوں سے اس لیے مطمئن ہیں کہ وہ عیش و عشرت کے نشے میں مدہوش ہیں۔ جب موت کا تلخ گھونٹ پئیں گے اس وقت خوفناک حقائق سے ان کی آنکھیں چار ہوں گی۔ مگر اس وقت پچھتاوے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

پھر بتایا ان کے برعکس کچھ اور لوگ بھی ہیں جو ہر وقت اپنے رب کریم سے لرزاں ترساں رہتے ہیں۔ اس کے ہر ارشاد کی تعمیل کرتے ہیں۔ ان کی راتیں اس کے ذکر میں گزرتی ہیں اور سحری کے وقت اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں پر مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں اور جو مال انہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے غریبوں اور محروموں کو دیتے رہتے ہیں۔

دوسرے رکوع میں منکرین کے سرتاج اور مقربین کے امام حضرت سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات بیان فرمائے اور پیرانہ سالی میں انہیں فرزند ارجمند کی ولادت کا مژدہ سنایا۔

اس کے بعد چند ایسی قوموں کا تذکرہ کیا جو فسق و فجور کی زندگی میں سرشار رہیں۔ اپنے نبیوں کی دعوت کو ٹھکراتی رہیں۔ اس سرکشی کی پاداش میں ان کا جو انجام ہوا وہ سب کے لیے باعث عبرت ہے۔

تیسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت بیان کرنے کے بعد بتایا کہ اسی کے دامن کرم میں پناہ لو۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ پہلے بھی لوگوں نے اپنے انبیاء کو ساحر اور مجنوں کہا اور سرکش بنے رہے۔ اے محبوب! اگر یہ کفار آپ کے بارے میں ایسی نازیبا باتیں کرتے ہیں تو آپ ان سے رُخ موڑ لیں اور نصیحت کرتے رہیں اہل ایمان اس نصیحت سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نفع حاصل کریں گے، پھر جن وانس کی تخلیق کی غایت بتادی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے احکام کی پابندی کریں۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت نہیں۔ نہ وہ ان سے رزق مانگتا ہے نہ خوراک کا طلبگار ہے بلکہ ساری کائنات اُس کے دستر خوانِ کرم کی ریزہ چین ہے اور جو لوگ اس حقیقت کو نہیں سمجھتے اُن کے لیے ہلاکت اور خرابی ہے۔

ٹیوڈ سٹاکٹ جیل سرگودھا

۲۰۔۴۔۲۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ الذاریات مکی ہے اس کی ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ

قسم ہے ان ہواؤں کی جو اڑا کر لے جانے والیاں ہیں پھر بادلوں کو جو بوجھ اٹھانے والے ہیں پھر کشتیوں کی جو آسانی سے چلنے والیاں ہیں پھر حکم تقسیم کرنے والے فرشتوں کی جو حکم الٰہی سے [1]

[1] عرب کہتے ہیں ذرت الریح التراب، اطارته وفرقته۔ ہوا نے مٹی کو اڑا لیا اور اسے منتشر کر دیا۔ اسی سے الذاریات ہے یعنی ہوا گرد اڑا کر بکھیر دینے والیاں۔ وقس علیہ الجاریات، چلنے والیاں۔ یسرا، آہستہ آہستہ نرم نرم۔ مُقَسِّمٰت تقسیم کرنے والیاں۔

اس سورت کی ابتدا بڑی پُر جلال ہے۔ پہلے دو پھر چار قسمیں کھائی گئی ہیں، مقصد یہ ہے کہ وقوع قیامت کی اہمیت کفار کے ذہن نشین کی جائے اور اس کے بارے میں جو شکوک و شبہات ان کو پریشان کرتے رہتے ہیں ان کا قلع قمع کیا جائے۔ یعنی جس چیز کے وقوع پذیر ہونے کی خبر اللہ تعالیٰ دے رہا ہے اور قسم پر قسم کھا رہا ہے اس کے بارے میں تو کسی کو ادنیٰ سا تردد بھی نہیں ہونا چاہیے۔

ان آیات کی تفسیر حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے منقول ہے۔ آپ کے ارشاد کے بعد کسی کا قول کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ امیر المومنین نے ایک دفعہ برسر منبر ارشاد فرمایا کہ مجھ سے جو چاہو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو۔ واللہ تسألونی عما دون عرشی، پھر میرے جیسا بتانے والا تمہیں کوئی نہیں ملے گا۔ ابن الکوا نامی ایک شخص اٹھا۔ اس نے ان آیات کا مطلب دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: فالذاریات: الریاح کہ ذاریات سے مراد ہوائیں ہیں جو چیزوں کو اڑاتی اور بکھیرتی رہتی ہیں۔ حاملات سے مراد السحاب یعنی بادل ہیں جو پانی کی عظیم مقدار کو امانت کی صورت میں اٹھائے پھرتے ہیں۔ الجاریات سے مراد الفلک یعنی کشتیاں ہیں جو سبکدلی سے آدمیوں اور ہزاروں من سامان کو اٹھائے آہستہ آہستہ سطح آب پر منزل مقصود کی طرف رواں دواں رہتی ہیں۔ المقسمات سے مراد الملائکۃ یعنی وہ فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے رزق اور نعمتوں کی تقسیم پر متعین ہیں۔ حضرت ابن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ میں نے ترجمہ اسی کے مطابق کیا ہے۔

بعض علماء نے ان چاروں صفات کا موصوف ہواؤں کو بنایا ہے۔ اس میں کفایت تو بے شک ہے لیکن مقسم بہ کے تقدس کلام میں جو قوت اور جلال پیدا ہوتا ہے وہ تفاریق بیان نہیں اور یہاں یہی مقصود ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَمْرًا ۘ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ وَّاِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ۭ وَالسَّمَاۗءِ

بانٹنے والیاں۔ بے شک جو وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ سچا ہے ۷ اور یقیناً جزا و سزا کا دن ضرور آئے گا ۸ قسم ہے آسمان

ذَاتِ الْحُبُكِ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۙ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ

کی جس میں راستے ہیں ۹ بے شک تم مختلف دعوے باتوں میں پڑے ہو ۱۰ منہ پھیرا ہے اس (قرآن) سے جس کا منہ ہی نہ پھیرا جائے

۷ تم سے جو وعدہ کیا گیا ہے کہ تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا' اس دنیا کی زندگی کے بعد دوسری زندگی کے بارے میں تم سے باز پرس ہو گی اور تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دی جائے گی۔ ہم بار بار قسم کھا کر تمہیں بتا رہے ہیں کہ یہ وعدہ سچا ہے۔ اس میں ہرگز کوئی شک نہیں۔

۸ اور بے شک جزا و سزا کو وقوع پذیر ہو کر رہنا ہے۔ قرآن کریم نے اس عقیدہ کو تسلیم کرنے پر اس لیے اتنا زور دیا ہے کہ پاکیزہ انسانی معاشرہ جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے اس کے بغیر ممکن نہیں۔ قانون کتنا سخت اور مکمل کیوں نہ ہو انسانی زندگی کے ایک اور دو حصے پر اپنی بالادستی قائم کر سکتا ہے پھر اس قانون میں بچ نکلنے کے بے شمار امکانات ہیں۔ انسان کی جرأت و خلوت اسی وقت نفس اور شیطان کی دست درازیوں اور ہنگامہ آرائیوں سے محفوظ رہ سکتی ہے جب اسے یقین ہو کہ قیامت کے روز اسے اس ہستی کے سامنے جوابدہ ہونا ہے جس کے علم سے کوئی بات باہر نہیں اور جس سے اس کی کوئی بات مخفی نہیں۔

عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ انسان جسے عقل و فہم کی نعمت بخشی گئی ہے جسے بے پناہ وسائل کا مالک بنا دیا گیا ہے جسے اختیار و ترک کی پوری آزادی دی گئی ہے اس سے اس کے تمام اعمال کے بارے میں باز پرس کی جائے' ورنہ ایک حیوان اور انسان میں کوئی تفاوت باقی نہیں رہے گا۔

۹ حُبُك جمع ہے اس کا واحد حِبَاك ہے اس لفظ کے متعدد معانی بیان کیے گئے ہیں اور کپڑا جس کو بُنتے والے کی بڑی نفاست اور خوبصورتی سے بُنا ہو تو عرب کہتے ہیں حبك الثوب یعنی حبکا۔

حبك: ان لہروں کو بھی کہتے ہیں جو ہوا کے چلنے سے ریت پر یا ساکن پانی میں پیدا ہوتی ہیں۔ حبك کا معنی طریق: راستے بھی ہے اور حبك گھنگھریالے بالوں میں جو سلوٹیں ہوتی ہیں انہیں بھی حبك کہا جاتا ہے (قرطبی)

اکثر علماء نے اس سے مراد طرائق یعنی راستے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسمان کی قسم کھائی ہے یہ وہ آسمان ہیں جن میں ستاروں کی مختلف قسم کی حرکات کے باعث ان گنت راستے بنے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جو مختلف اور متوازی سمتوں میں جا رہے ہیں۔ گھنگھریالے کا معنی بھی اسی سبب سے ہے اس کے باعث آسمان کا حسن دوبالا ہو گیا ہے اور اس کے بارے میں جدید تحقیقات نے حیرت انگیز انکشافات کیے ہیں یہی گھنگھریالے والے آسمان کی قسم۔

۱۰ اے کافرو! راستوں والے آسمان کی قسم تمہاری کوئی رائے قطعی نہیں تمہاری کوئی بات حتمی نہیں حضور نبی اکرم کے بارے میں رائے زنی کرتے ہو تو کبھی کہتے ہو یہ جادوگر ہے کبھی کہتے ہو کاہن اور مجنون کہتے ہو اور کبھی اس پر شاعر ہونے کی تہمت لگاتے ہو۔ اسی طرح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰئِكَ ۝١٠ قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ ۝١١ الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ ۝١٢

ہی پھیرا گیا ہے۔ سچا اس ہے اکثر پڑ جائیں بناوٹی باتوں کا۔ جو غفلت کے نشہ میں بے خبر پڑے ہیں ۔۔۔

قرآن کریم کے بارے میں بھی تمہاری کوئی مستقل رائے نہیں کبھی اسے سحر کہتے ہو اور کبھی اسے شعر کہتے ہو اور تم میں سے جو زیادہ منہ پھٹ ہیں وہ اس پُر از حکمت کتاب کو اساطیر الاولین (جھوٹے افسانے) کہنے سے بھی نہیں شرماتے۔ قیامت کے بارے میں بھی تمہاری آراء کا تضاد حیرت انگیز ہے۔ تم میں اکثر تو اسے بیہودہ خیال کہتے ہیں۔ بعض تناسخ کے قائل ہیں۔ بغرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم ہوش و فہم سے کام نہیں لیتے۔ دلائل و براہین سے کوئی نتیجہ اخذ نہیں کرتے بلکہ محض ظن و تخمین کی وادیوں میں بھٹکتے پھر رہے ہو اور وہم و گمان پر اپنے سفر و شبات کی بنیاد رکھے ہوئے ہو۔

لہ علامہ قرطبی لکھتے ہیں۔ اَفَكَهُ۔ يَأْفِكُهُ۔ إِفْكًا۔ ای قَلَبَهُ وَصَرَفَهُ عَنِ الشَّيْءِ۔ کسی شے سے کسی کا منہ پھیر دینا۔

صاحب قاموس لکھتے ہیں رجل مأفوك: مصروف عن الحق الى الباطل۔ یعنی جو شخص حق سے منہ موڑ کر باطل کی طرف متوجہ ہو جائے اسے مأفوك کہتے ہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ جو شخص حق قبول کرنے سے منہ موڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق اس کی دستگیری نہیں کرتی اور اسے گمراہی کی ڈگر پر دوڑنے کے لیے آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ حضرت حسن بصری کہتے ہیں ای یصرف عن الایمان۔ محمد والقرآن من صرف۔ یعنی جو روگردانی کرتا ہے اسے اللہ کے نبی اور قرآن پر ایمان لانے سے روک دیا جاتا ہے۔

سے قتل کا معنی جان سے مار دینا ہے لیکن یہاں بددعا کے لیے استعمال ہوا ہے۔ یعنی ان پر لعنت اور پھٹکار ہو۔ خرص، تخمین کے معنی قیاس و گمان سے کوئی بات کہہ دینے کو عربی میں خرص کہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں پر لگے ہوئے پھل کے بارے میں صرف اندازے جو تخمینہ لگایا کرتا ہے اسے خرّاص کہتے ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ کفار مکہ نبی کریم قرآن مجید اور قیامت کے بارے میں جو جہالت جہالت کی باتیں بول رہے ہیں یہ محض ان کی قیاس آرائیاں اور ظنی ڈھکوسلے ہیں۔ جو لوگ زندگی کی ان بنیادی حقیقتوں کے بارے میں محض قیاس آرائی پر اکتفا کرتے ہیں انہیں بڑی بھاری قیمت ادا کرنا پڑے گی۔ خود سوچو جس دن ان لوگوں کو حشر کے میدان میں لا کر کھڑا کیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا کہ اپنی دنیوی زندگی کا حساب پیش کرو۔ تم نے جو ذہنی و جسمانی قوتیں تمہیں دی گئی تھیں ان کو کیسے استعمال کیا۔ تمہاری بخشی ہوئی دولت کو کس طرح خرچ کیا۔ جو احکام تمہیں دیے گئے تھے ان کی کہاں تک تعمیل کی۔ اس وقت ان لوگوں پر جو گھبراہٹ طاری ہوگی اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ اسی لیے قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ کے رعب دار الفاظ سے ان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کی سعی فرمائی گئی ہے۔

شے علامہ راغب اصفہانی غمرۃ کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ اصل الغمرة: الماء الكثير الذي يستر الشيء ومنه قيل للماء الكثير الذي يزيل اثر ما يساويه غمر وغامر۔ والغمرة معظم الماء الساترة لمقر هوام جعل مثلا للجهالة التي تغمر صاحبها۔ یعنی غمر کا اصل معنی کسی چیز کے اثر و نشان کو مٹا دینے والا کثیر پانی کو بھی غمر کہتے ہیں کیونکہ یہ کائی کی جگہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾

وہ پوچھتے ہیں روزِ جزا کب آئے گا ۱۳ یہ اس دن ہوگا جب وہ آگ پر تپائے جائیں گے ۱۴

ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ۭ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ

اپنی سزا کا مزہ چکھو ۱۵ یہی ہے وہ جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے ۱۶ اللہ سے ڈرنے والے

فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا

باغوں اور چشموں میں ہوں گے ۱۷ مزے لے لے کر لے رہے ہوں گے جو ان کا رب انہیں بخشے گا ۱۸ بے شک یہ لوگ

قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ

اس سے پہلے بھی نیکوکار تھے ۱۹ یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے ۲۰ اور

کر چھپا دیتا ہے کیونکہ جہالت میں جاہل کو بالکل ٹھاٹ پیش ہے اور لوگوں کی آنکھوں سے اوجھل کر دیتی ہے اس لیے اسے بھی فتنہ کہا گیا ہے۔

۱۳ ان کا یہ سوال طلبِ علم کے لیے نہ تھا بلکہ بطور استہزاء تھا۔

۱۴ اسی قسم کا جواب بھی دیا گیا جو کہتے ہیں فتنت الذھب اذا احرقتہ لتخلیصہ یعنی جب تو سونے کو پرکھنے کے لیے آگ میں جلاتے تو کہا جاتا ہے فتنت الذھب۔ آیت میں یفتنون اسی معنی میں مستعمل ہے یعنی جس روز انہیں آگ میں تپایا جائے گا۔

۱۵ انہیں کہا جائے گا کہ اپنے کرتوتوں کا عذاب چکھو۔

۱۶ اخبار کے ذکر کے بعد اصحاب کا ذکر ہو رہا ہے۔ ارشاد فرمایا یہ جنت کے مناظر باغات میں لطف اندوز ہو رہے ہوں گے ان کی شاخیں پھلوں سے لدی ہوں گی۔ زمین پر رنگ برنگ پھول کھل رہے ہوں گے۔ ان کی شاخیں لچکیلی، سیلی اور خوبصورت پتیوں سے لدی ہوں گی۔ وہاں میٹھے اور ٹھنڈے پانی کے چشمے پھوٹ رہے ہوں گے اور اس ماحول کو مزید شگفتہ اور شاداب بنا رہے ہوں گے۔

۱۷ بڑا پر لطف جملہ ہے۔ مولا کریم اپنے دست کرم سے خود انہیں نعمتیں عطا فرما رہے ہوں گے اور یہ لمحہ شکر و مسرت انہیں وصل کر رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ رہا ہونا اور بخشا جانا اس پر جزا اور لطف ہے اس کا اندازہ ہمارے لیے آسان نہیں۔

۱۸ ان نوازشوں کے بے پایاں کی حکمت بیان کی جا رہی ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی دنیوی زندگی میں نیکوکار تھے۔ ان کے دامن حیات پر اللہ کی نافرمانی کا کوئی داغ نہیں جب وہ عبادت کرتے تھے اس وقت ان کی محویت کا یہ عالم ہوتا تھا کہ وہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے اور اپنے محبوب کے حسن ازل کے مشاہدہ میں مستغرق ہو جاتے۔

۱۹ ان کی دوسری خوبی یہ تھی کہ ان کی راتیں شوق و خوف کی نذر ہو جایا کرتی تھیں اور یہ شام سے دن چڑھے تک عبادت کی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پاداللہ سے غفلت میں مست پڑے رہتے تھے بلکہ تھوڑی دیر سستانے کے بعد یہ اٹھ کھڑے ہوتے اور باقی رات اکثر وبیشتر اس بسر کر دیتے جب سحری کا وقت ہو جاتا تو یہ اپنی کوتاہیوں اور خطاؤں کے احساس سے مضطرب ہو جاتے اور بارگاہ الٰہی میں اپنی تقصیرات پر مغفرت طلب کرتے کیونکہ وہ اول شکستہ ہی رحمت کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔

در کوئے عشق شوکت شاہی نمی خرند اقرار بندگی کن و دعوئی چاکری

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلاموں کو سحری کے وقت اٹھ کر ایک دعا میں مشغول رہنے کی بڑے دلنشیں انداز میں ترغیب دی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل اللہ الی السماء الدنیا کل لیلۃ حین یبقی ثلث اللیل وھو قول لمن الملک من الذی یدعونی فاستجیب لہ من الذی یسئلنی فاعطیہ من الذی یستغفرنی فاغفرلہ۔

یعنی جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں کہ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں کون ہے جو مجھ سے دعا مانگے اور میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کا سوال پورا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اس کے گناہ بخش دوں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز تہجد ادا فرمایا کرتے اور اس کے بعد جو دعا وہ حضور فرمایا کرتے وہ پیش خدمت ہے۔ خدا کرے کوئی صاحب دل اس کو یاد کر لے اور اسے اپنا وظیفہ بنا لے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَعْدُکَ الْحَقُّ بِقَاءُکَ حَقٌّ وَقَوْلُکَ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔

ترجمہ: اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے کا قائم رکھنے والا ہے۔ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ تو ہی آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے کا بادشاہ ہے۔ ساری تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیری بقا حق ہے۔ تیرا فرمان حق ہے۔ آگ حق ہے۔ سارے نبی حق ہیں اور تیرا محبوب محمد (علیہ السلام) حق ہے اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ میں نے اپنا سر تیرے آگے خم کر دیا ہے۔ میں تجھ پر ایمان لے آیا ہوں۔ تجھ پر ہی میرا بھروسہ ہے۔ میں تیری طرف ہی دل سے مائل ہوں میں تیری مدد سے ہی دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں اور تجھے ہی اپنا حکم تسلیم کرتا ہوں۔ تو ہی سب کا رب ہے اور تیری طرف ہی ہم نے لوٹنا ہے۔ اے اللہ! میرے گزشتہ گناہ بخش دے اور آئندہ گناہ بھی معاف کر دے جو میں نے چھپ کر کیے ہیں اور جو میں نے اعلانیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾

سحری کے وقت اپنی خطاؤں کی بخشش طلب کرتے تھے ۱۸ اور ان کے اموال میں حق تھا سائل کے لیے اور محروم کے لیے ۱۹

وَفِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور زمین میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں اہل یقین کے لیے ۲۰ اور تمہارے وجود ہی میں (نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں ۲۱

کیے ہیں اور میری وہ خطائیں بھی بخش دے جنہیں تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ تو ہی سب سے پہلے ہے تو ہی سب سے بعد بھی ہے تیرے سوا کوئی خدا نہیں تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

۱۸ سحری کا وقت کس قدر بابرکت ہے اور جو لوگ اللہ کی جناب میں اس وقت حاضر ہو کر دامن طلب پھیلاتے ہیں ان پر کیسی کیسی نوازشات کی جاتی ہیں اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہیں یہ توفیق نصیب ہوئی ہو۔ حافظ شیرازی کہتے ہیں۔

ہر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظ — از یمن دعائے شب و ورد سحری بود

اور حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کا ارشاد بھی سنیے۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو — کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

۱۹ ان کی تیسری خوبی یہ تھی کہ اگر کوئی سائل ان کے در پر آجاتا تو وہ اسے بارس اور تہی دست واپس نہ کرتے۔ اگر انہیں پتہ چل جاتا کہ فلاں شخص کسب معاش سے معذور ہے، مرض یا فقر نے اس کی کمر توڑ دی ہے یا اس کی صلاحیت کو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے یا اولاد میں ایسی بیوہ ہے جس کا کوئی پرسان حال نہیں یا کسی گھر میں کوئی یتیم بچہ ہے تو وہ خود وہاں دوڑے جاتے اور حسب مقدور ان کی مدد کرتے، بھائی بھائی کا وہ اپنا فرض سمجھتے نہ کسی پر احسان جتاتے اور نہ کسی سے شکر گزاری کی تمنا کرتے۔

اکثر علماء کا یہی قول ہے کہ اس سے مراد زکوٰۃ نہیں بلکہ اس کے علاوہ ہے۔

۲۰ پہلے تو صرف یہ کہا گیا کہ اے کفار! ہم تمہیں یقین دلاتے ہیں کہ قیامت ضرور برپا ہو گی۔ اب ان کی توجہ تکوینی اور آفاقی دلائل کی طرف مبذول کرائی جا رہی ہے جو زبان حال سے شہادت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سچا ہے۔ فرمایا اس زمین، اس کی ساخت اور اس میں رونما ہونے والے عجیب و غریب تغیرات میں غور کرو، قدم قدم پر تمہیں ایسے آثار و نشانات ملیں گے جن کو اگر تم نے غور سے دیکھا تو حقیقت عیاں ہو جائے گی۔

۲۱ انہیں کہا جا رہا ہے کہ اگر ان کی نظر آفاق میں نہ جائے تو وہ اپنے اندر گہرے پھیلی ہوئی کائنات کے حکیمانہ نظام کی باریکیوں اور نزاکتوں کو دیکھیں تو وہ اپنی ذات میں ہی غور و فکر کریں کہ کس طرح ایک حقیر قطرے سے اس کی آفرینش کا آغاز ہوتا ہے، کس طرح پے در پے نامکمل تغیر کی منزلیں طے کرتا ہوا وہ بے جان قطرہ ایک زندہ انسان کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ پھر وہ ننھا انسان بچپن کس طرح آہستہ آہستہ پروان چڑھتا ہے یہاں تک کہ اس کی خوبیاں پرورش پا کر عروج کمال تک پہنچتی ہیں۔ حصول علم کے لیے جو ظاہری اور باطنی وسائل اسے بخشے گئے ہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ

اور آسمان میں ہے تمہارا رزق اور سب چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ﴿۲۲﴾ پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی یہ

لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿۲۳﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ

حق ہے ﴿۲۱﴾ (یعنی اس طرح جس طرح تم باتیں کر رہے ہو) ﴿۲۲﴾ اے حبیب! کیا پہنچی ہے آپ کو خبر ﴿۲۲﴾ ابراہیم علیہ السلام کے معزز

الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿۲۵﴾

مہمانوں کی ﴿۲۳﴾ جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو (یہ اجنبی) لوگ ہیں ﴿۲۴﴾

عمل اور اختیار کی جس آزادی سے اسے نوازا گیا ہے۔ اس کی روشنی میں خلافِ معمول پر خیر ان ہونے کی جو صلاحیتیں اور وسعتیں کی گئی ہیں اگر ان تمام امور میں غور کیا جائے اور ان حقائق کو تعلیم بصیرت سے دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ حکمت بالغہ اور علم محیط پر یقین حاصل ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کہ ایسی ہستی اگر مُردوں کو دوبارہ زندہ کرنا چاہے تو انکار کی کوئی وجہ نہیں۔

۲۰ یہاں رزق سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی انسان کو اپنی بقا اور اپنی ذہنی، جسمانی اور روحانی نشوونما کے لیے ضرورت ہوتی ہے۔ فرمایا ہر قسم کی نعمتوں کے خزانے تمہارے پاس ہیں۔ ہم سے مانگو ہم تمہاری جھولیاں بھر دیں گے۔

۲۱ پہلے مختلف چیزوں کی قسمیں کھائیں۔ اب اللہ تعالیٰ اپنی ذات والصفات کی قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ یوم جزا حق ہے، وہ ضرور آئے گا۔ اس روز تمہیں تمہارے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا یا قرآن اللہ کی سچی کتاب ہے۔ اسے کسی انسان نے تصنیف نہیں کیا۔ انہ الحق میں ضمیر کا مرجع قرآن اور آخرت دونوں ہو سکتے ہیں۔

۲۲ یہاں سے قانونِ مکافات کی بحالی کو ثابت کرنے کے لیے تاریخی دلائل کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے۔ اس رکوع میں آپ ﷺ کو فرمایا گیا کہ ان متعصب قوموں کا ذکر ہے جو راہِ راست سے بھٹک گئیں۔ ان کو ہدایت دینے کے لیے انبیائے کرام تشریف لائے۔ انہوں نے بڑی دلسوزی سے انہیں سمجھایا لیکن جب ان کی مخلصانہ کوششیں بھی بارآور نہ ہوئیں اور وہ لوگ گمراہی میں آگے ہی بڑھتے چلے گئے تو انجام کار مکافاتِ عمل کا قانون حرکت میں آیا اور انہیں نیست و نابود کر کے رکھ دیا گیا۔ رکوع کی ابتدا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے معزز مہمانوں اور ایک فرزندِ ارجمند کی ولادت کی بشارت کا ذکر کیا گیا ہے اور پھر بات اصل مقصد کی طرف بڑھتی چلی گئی ہے۔

یہ واقعہ دوسرے مقامات پر گزر چکا ہے۔ ملاحظہ ہو سورۂ ہود ضیاء القرآن، سورۂ حجر ضیاء القرآن اور دیگر مقامات پر۔

۲۳ آپ کے پاس آنے والے مہمانوں کی تعداد بارہ سے زیادہ گنوائی گئی ہے لیکن ان کی تعداد کم سے کم تین بتائی گئی ہے لیکن ضیف (مفرد) کی بجائے ضیف (جمع) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے کیونکہ ضیف مصدر ہے اور مصدر ایک سے زیادہ کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے۔

۲۴ ان کی شکل و صورت دیکھ کر دل ہی دل میں کہا یہ لوگ غریب اجنبی اور اجنبی معلوم ہوتے ہیں۔ اس علاقہ کے لوگوں سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا

پس چپکے سے اپنے اہل خانہ کی طرف گئے اور ایک (بچھڑا) موٹا تازہ بچھڑا لے آئے ﴿۲۶﴾ اور ان کے قریب رکھ دیا فرمایا کھاتے کیوں

تَأْكُلُونَ ﴿٢٧﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ

نہیں ﴿۲۷﴾ پس دل ہی دل میں ان سے خوف کرنے لگے۔ وہ بولے ڈریے نہیں ﴿۲۸﴾ اور انہوں نے بشارت دی آپ کو

عَلِيمٍ ﴿٢٨﴾ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ

ایک صاحب علم بیٹے کی۔ پس آئی آپ کی بیوی چیختی ہوئی ہو کر ﴿۲۹﴾ اور مار لیا اپنے چہرے پر اور (کہنے لگی) بڑھیا (اور) بانجھ (میں)!

عَقِيمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوا كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٣٠﴾

بالکل (کیا) میرے ہاں بچہ ہوگا! انہوں نے کہا ایسا ہی تیرے رب نے فرمایا ہے بیشک وہی بڑا دانا، سب کچھ جاننے والا ہے۔

ان کی وضع قطع بالکل مختلف نظر آئی ہے۔

۲۵ راغ کا معنی ہے اَلْمَیْلُ خُفْیَۃً فِی سُرْعَۃٍ۔ تیزی سے چپکے چپکے کسی طرف مائل ہونا۔ یعنی اپنے مہمانوں کو آرام سے بٹھایا، خود چپکے سے اٹھے اور ان کی ضیافت کے انتظام میں مصروف ہو گئے۔ جلدی جلدی ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کیا۔ اس کو بھنا اور انتظار ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔

۲۶ کھانا دسترخوان پر چن دیا گیا ہے لیکن مہمان ہیں کہ کھانے کے لیے ہاتھ نہیں بڑھاتے آپ نے فرمایا آپ لوگ کھانا تناول نہیں کریں گے؟ قبائلی زندگی میں ایک دستور تھا کہ اگر مہمان ضیافت قبول کر لیتا تو سمجھا جاتا کہ اس کا آنا خیر سے ہے لیکن اگر وہ کھانا تناول کرنے سے انکار کر دیتا تو سمجھ لیا جاتا کہ یہ کسی بری نیت سے یہاں آیا ہے۔ جب فرشتوں نے ہاتھ آگے نہ بڑھایا تو آپ کو ان سے ایک گونہ خوف سا محسوس ہونے لگا۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ نے دیکھا کہ وہ ہاتھ نہیں بڑھا رہے تو آپ سمجھ گئے کہ یہ انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں جو انسانی لباس میں آئے ہیں اور ان کا اس طرح لباس بشری میں آنا تطمئن کرنے کے لیے تھا۔ عن ابن عباس انہ علیہ السلام وقع فی نفسہ انہم ملائکۃ ارسلوا لعذاب قومہ۔

۲۷ فرشتوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ آپ ہراساں نہ ہوں۔ ہم تو آپ کو ایک خوش خبری کی بشارت دینے حاضر ہوئے ہیں۔

۲۸ حضرت سارہ قریب ہی کہیں چھپی یہ گفتگو سن رہی تھیں۔ اس وقت آپ کی عمر ۹۰ سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۰۰ سال سے متجاوز تھی۔ انہوں نے جب یہ سنا کہ ایک بچے کی ولادت کا مژدہ سنایا جا رہا ہے تو اپنے جذبات تحیر کو ضبط نہ کر سکیں اور بھاگی حضرت ابراہیمؑ فرشتوں سے مصروف گفتگو تھے وہاں آ پہنچیں اور کہنے لگیں کہ آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں میں بوڑھی اور بانجھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ

آپ نے فرمایا تمہارے آنے کا کیا مقصد ہے اے فرشتو! ﴿۳۱﴾ وہ بولے ہم بھیجے گئے ہیں ایک قوم کی طرف جو

میرے ہاں بھی پیدا ہوگا' یہ کیونکر ممکن ہے۔ آیت میں دو لفظ تحقیق طلب ہیں۔ صرۃ اور صکت۔

علامہ ابن منظور نے صرۃ کی تحقیق کرتے ہوئے کئی صفحات لکھے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے۔ قال الزجاج الصرۃ الصیاح تکون فی الطائر والانسان وغیرھما یعنی زور سے چیخنے کو صرۃ کہتے ہیں خواہ وہ چیخ پرندہ کی ہو یا انسان کی۔ یعنی جب مائی صاحبہ نے بچہ کی ولادت کا مژدہ سنا تو ان کے تعجب کی آواز بھی چیخ اور شور مچاتی وہاں آئیں۔ صرۃ کا دوسرا معنی ابن منظور نے جماعت لکھا ہے۔ اس صورت میں آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب آپ نے یہ بات سنی تو جو عورتیں اس وقت ان کی خدمت میں حاضر تھیں ان کو ساتھ لے کر آپ تشریف لے آئیں۔

آخر میں انہوں نے اس لفظ کا ایک اور معنی بھی لکھا ہے۔ چونکہ وہی مناسب حال ہے اس لیے میں نے اسی کو پسند کیا ہے اور اسی کے مطابق ترجمہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔ الصرۃ تعقیب الجمع من الکلمۃ۔ اظہار ناپسندیدگی کے لیے چہرہ پر بل ڈالنا' یہیں ہوتا۔ جب انسان ناپسندیدہ چیز دیکھتا ہے اس کی پیشانی پر بل پڑ جاتا ہے اور اس کا چہرہ بگڑ جاتا ہے۔ یہ ایک قدرتی امر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

صکت، عورتوں کی عام عادت ہوتی ہے کہ جب وہ حیرت زدہ ہوتی ہیں تو اپنے منہ پر طمانچے مارتی ہیں۔ شوہر نامدار کی عمر سو سال اور اپنی عمر ننانوے سال' اس پر یہ بشارت کہ تم کو بیٹا ہوگا۔ اس پر مائی صاحبہ جتنا بھی اظہار حیرت کریں بجا تھا۔

بعض نادان لوگ صکت وجھھا کے لفظ سے تمام کہ لے اور پیٹنے کے جواز پر استدلال کرتے ہیں اور اسے حضرت سارہ کی سنت کہتے ہیں۔ وہ خود ہی فرمائیں کہ کیا انہیں حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ایسی ہی حیرت اور مسرت ہوئی ہے جس طرح حضرت سارہ کو فرزند کی بشارت سے ہوئی تھی۔ اگر ایسا ہی ہے تو انہیں زور زور سے منہ پر طمانچے مارنے چاہئیں۔ خاندان نبوت کی پامالی پر جتنا حیرت اور جس طرح مسرت کا اظہار کریں انہیں اس کا حق پہنچتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے امام پاک کو دھوکہ سے کوفہ بلایا اور پھر ابن زیاد کے ساتھ مل کر گستاخ نبوت کو شہادت سے ہمکنار کیا۔ اگر ایسے مبارک مقصد کی کامیابی پر وہ خوش نہ ہوں گے تو اور کون خوش ہوگا۔ لیکن وہ ایمان دار جن کے دل ساتھ کر بلا سے جڑے ہوئے ہیں' جن کی آنکھیں اس جانکاہ سانحہ سے اشک بار رہتی ہیں وہ کس طرح خوشی کا اظہار کر سکتے ہیں۔

خوشی اور حیرت کے موقع پر کسی عورت کا اپنے منہ پر طمانچے مارنا ادب ہے اور کسی کے غم میں اپنا منہ اور سینہ لہولہان کرنا ادب ہے۔ اسلام جو صبر کا سبق دیتا ہے وہ ان مردوں یا کمزور کا ہم کو لے کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا جنہوں نے اپنے رب کریم کا نام بلند کرنے کے لیے اپنا سر کٹا دیا ہو' اپنا گھر لٹا دیا ہو اور اپنے بھائی اور بچے ذبح کرائے ہوں' اسلام تو ان کو مردہ تسلیم ہی نہیں کرتا اور اپنے ماننے والوں کو بتاتا ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ ان کے بارے میں یہ گمان کرنا ہی سراسر غلط ہے کہ وہ مردہ ہیں۔

﴿۳۱﴾ اس گفتگو سے فارغ ہونے کے بعد ان سے آنے کا مقصد دریافت کرتے ہیں۔ فرشتوں کا بشری لباس میں آنا کوئی سوال

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۵﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ

جرائم پیشہ ہے ۳۴ تاکہ ہم برسائیں ان پر گارے کے بنے ہوئے پتھر ۳۵ کہ نشان لگے ہیں آپ کے رب

رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۷﴾

کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لیے ۳۶ پھر نکال لیا ہم نے جو کوئی تھا وہاں کے ایمانداروں کو ۳۷

فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً

پس نہ پایا ہم نے اس (ساری) بستی میں بجز ایک گھر مسلم کے ۳۸ اور چھوڑ دی ہم نے باقی وہاں ایک

لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۹﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى

نشانی ان لوگوں کی عبرت پذیری کے لیے جو درد ناک عذاب سے ڈرتے ہیں ۳۹ اور (نشانی) موسیٰ کی، جب ہم نے بھیجا

بلاشبہ تھی اس لیے آپ نے پوچھا کہ ان کی اہم درخواست ہے جس کو سرکرنے کے لیے آپ تشریف لائے۔ الخطب کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ راغب کہتے ہیں: الخطب والامر العظیم یکثر فیہ التخاطب (مفردات) یعنی وہ اہم کام جس کے بارے میں بکثرت تبادلہ خیال کیا جاتا ہے۔ نجد میں ہے الخطب: الشان، الامر صغر او عظم۔ وغلب استعمالہ للامر العظیم المکروہ۔ یعنی ویسے تو الخطب ہر کام کو کہتے ہیں، بڑا ہو یا چھوٹا۔ لیکن اس کا غالب استعمال کسی اہم لیکن ناخوشگوار کام کے لیے ہوتا ہے۔

۳۴ فرشتوں نے بتایا کہ وہ قوم لوط کو فنا کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ سرکاری اسلحہ خانہ میں ان کے لیے ایسے پتھر تیار کیے گئے ہیں جن پر خاص نشان لگا دیے گئے ہیں اور ہر پتھر ایک مجرم کی سرکوبی کے لیے مختص کر دیا گیا ہے۔ ہمیں حکم ملا ہے کہ ان نشان زدہ پتھروں کی ان مجرموں پر بوسلاؤ دھارا بوچھاڑ کر دیں۔ مسومۃ: جن پر نشان لگا دیا گیا ہو۔

۳۵ حضرت خلیل کے پوچھنے پر فرشتوں نے از خود یہ بتا دیا کہ آپ فکر نہ کریں حضرت لوط اور ان کے اہل خانہ پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔ اس ساری بستی میں یہ ایک ہی خاندان ہے جس نے حق کا پرچم بلند رکھا۔ باطل کو قبول کیا اور نہ اس سے مصالحت کی بلکہ اس کو نیچا دکھانے کے لیے مسلسل برسرِ جہد و جہد کرتا رہا۔ سو ہم نے ان کو وہاں سے نکالنے کا پوری طرح انتظام کر لیا ہے۔

آپ یہ جانتے ہیں کہ حضرت لوط، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔

۳۶ بحر مردار (DEAD SEA) کا محل وقوع بتا رہا ہے کہ یہاں پہلے بڑے بڑے شہر آباد تھے جو بعد میں کسی زلزلہ کی وجہ سے زمین میں دھنس گئے۔ مولانا مودودی کہتے ہیں: ۱۹۶۵ء میں آثار قدیمہ کی تلاش کرنے والی ایک امریکی جماعت کو الملسان (اس کا جنوبی حصہ) پر بہت بڑا قبرستان ملا ہے جس میں بیس ہزار سے زیادہ قبریں ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قریب میں کوئی بڑا شہر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾

فرعون کی طرف ایک روشن دلیل دے کر ﴿۳۸﴾ پس اس نے زورِ گردن کی اپنی قوت کے بل بوتے پر اور کہنے لگا کہ جادوگر ہے یا دیوانہ ﴿۳۹﴾

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ

تو ہم نے اس کو اس کے لشکر سمیت پکڑ لیا اور انہیں سمندر میں پھینک دیا اور وہ قابلِ ملامت بن گیا ﴿۴۰﴾ اور (نشانی) عاد میں بھی (نشانِ عبرت ہے)

ضرور آباد ہوگا مگر کسی ایسے شہر کے آثار آس پاس کہیں موجود نہیں ہیں جس کے مشمل اتنا بڑا قبرستان بن سکتا ہو۔ اس سے بین یہ شبہ تقویت پاتا ہے کہ جس شہر کا یہ قبرستان تھا وہ سمندر میں غرق ہو چکا ہے۔ (تفہیم القرآن، سورۃ الذاریات)

مزید وضاحت کے لیے ضیاء القرآن، سورۃ اعراف آیات ۱۰۰ تا ۱۰۳ کا مطالعہ کیجیے۔

﴿۳۸﴾ اب بتایا جا رہا ہے کہ اے اہلِ مکہ! اسی طرح تمہارے پاس میرا رسول کریم دلائل و براہین کی روشنی لے کر آیا ہے اسی طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو سلطانِ مبین (روشن دلیل) دے کر فرعون کی طرف بھیجا تھا مگر اس کو قبولِ حق کی دعوت دی گئی لیکن فرعون نے اپنے لشکرِ جرار اپنی بے پایاں طاقت اور اپنی ذاتی قوت کے بل بوتے پر ایک دانشمند رسول کی یہ بات ماننے سے منہ پھیر لیا پھر اس کا جو انجام ہوا وہ سب کو معلوم ہے۔

﴿۳۹﴾ تولّٰی برکنہ کے الفاظ تحقیق طلب ہیں۔ رکن کا معنی ذاتی قوت بھی کیا گیا ہے اور اس سے مراد اس کا لشکر، اس کی فرمانبردار رعایا بھی لی جا سکتی ہے۔ تب "مصاحبۃ" کی بھی ہو سکتی ہے اور تصبیہ کی بھی۔ مصاحبۃ کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اس نے اپنے لشکر، اپنے اعوان و انصار اور اپنی قوم سمیت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو سننے سے منہ پھیر لیا اور اگر "تصبیہ" کے لیے ہو تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ اس نے اپنے لشکرِ جرار، اپنے اعوان و انصار یا اپنی ذاتی طاقت سے مغرور ہو کر موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابن عباسؓ اور قتادہؒ سے مروی ہے۔ برکنہ: ای بقوتہ۔ یعنی اس نے اپنی ذاتی قوت کے بل بوتے پر آپ کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور اس نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا یہ شخص یا تو جادوگر ہے اور یا اس کا دماغ چل گیا ہے۔ اسے یہ خبر ہی نہیں کہ یہ کس کے دربار میں کھڑا ہے اور کیا بات کر رہا ہے۔

﴿۴۰﴾ جب یہ واقعہ ہوا ہوگا تو آناً فاناً فرعون اور اس کے لشکرِ جرار کی غرقابی کی خبر بادِ صرصر کے ہلاکوں میں پہنچ گئی ہوگی لیکن اس عظیم سانحہ پر کوئی آنکھ نمناک نہ ہوئی کسی نے بھی اظہارِ افسوس تک نہ کیا، بلکہ سب کی زبان پر یہی بات تھی کہ خس کم جہاں پاک۔ فرعون بڑا ظالم تھا اور اس کا یہی انجام ہونا تھا۔ وھو مُلیم میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مرنے کے بعد بھی اس کو لوگ ملامت کرتے رہے اور برا بھلا کہتے رہے۔ مُلیم کی تحقیق کرتے ہوئے صاحب لسان العرب لکھتے ہیں۔ الام الرجل فھو ملیم، اذا فعل ما یلام علیہ۔ جب کوئی شخص ایسے گناہ کا ارتکاب کرے جو قابلِ ملامت ہو تو اس شخص کو ملیم کہتے ہیں۔

میبر کہتے ہیں الوم: صار ذا الوم۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ

جب ہم نے ان پر آندھی بھیجی جو خیر و برکت سے خالی تھی ۳۶ نہیں چھوڑتی تھی کسی چیز کو جس پر گزرتی

اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾

مگر اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی تھی۔ اور (واقعہ) ثمود میں بھی نشانی ہے جب ان سے کہہ دیا گیا کہ لطف اٹھا لو ایک وقت تک ۳۷

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا

پس انہوں نے سرکشی کی اپنے رب کے حکم سے تو پکڑ لیا انہیں ایک کڑک نے اس حال کہ وہ دیکھ رہے تھے۔ پھر ان

اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ

میں نہ اٹھنے کی طاقت رہی ۳۸ اور نہ وہ (اس سے) انتقام لے سکے ۳۹ اور قوم نوح کو اس سے

۳۶ قوم عاد کا انجام بھی بڑا عبرت ناک ہوا۔ ان کی سرکشی جب حد ہو گئی ان کو دنیا سے اٹھانے کی ساری پیغمبرانہ مساعی ناکام ہو گئیں تو ان پر ایسی ہوا کا جھکڑ مسلط کر دیا گیا جو عقیم تھی۔ عقیم بانجھ عورت کو کہتے ہیں اس سے مراد وہ ہوا ہے جو خیر و برکت سے یکسر عاری ہو۔ بادلوں کو اڑا کر لائے نہ درختوں کو بار آور کرے نہ اس میں رحمت کا کوئی شائبہ ہو۔ وھی التی لا تلقح سحابا ولا شجرا ولا ریحا فیھا ولا برکۃ ولا منفعۃ (قرطبی) دوسرے مقامات پر تعریف کی گئی ہے کہ یہ جھکڑ آٹھ دن اور سات رات تک مسلسل چلتا رہا اور جو چیز بھی اس کی زد میں آئی اس کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ دیا۔

۳۷ قوم ثمود نے جب نافرمانی اور سرکشی کی انتہا کر دی اور اس اونٹنی کی کونچیں بھی کاٹ ڈالیں جو بطور معجزہ ظاہر کی گئی تھی تو انہیں بتا دیا گیا کہ تمہاری بربادی میں صرف تین دن کی مہلت رہ گئی ہے۔ جی بھر کر دادِ عیش دے لو اور خرمستیاں کر لو لیکن انہیں پھر بھی ہوش نہ آیا۔ تین روز بعد ایک ہولناک دھماکا پیدا ہوئی کہ اس سے دہشت کے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور ان میں اتنی سکت بھی نہ رہی کہ وہ پنجے جھاڑ کر اٹھ سکیں۔

۳۸ جن عقوبات کا ایک مجموعہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ عذاب الٰہی کو برداشت نہ کر سکے۔ ای ما اطاقوا ان یستقلوا بعذاب اللہ وان یتحملوہ بقوۃ وجلد (ابن جریر)

۳۹ اس کے دو معنے ہیں۔ لم ینتصر من عدوہ ای لم ینتقم او لم ینتصر علی عدوہ۔ پہلی صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ ہم نے ان پر یہ عذاب مسلط کیا وہ لوگ جنہیں اپنی طاقت کا بڑا گھمنڈ تھا ان میں سکت نہ رہی کہ وہ ہم سے انتقام لے سکیں اور دوسری صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ وہ ہم پر یہ عذاب نہ روک سکے اور اپنی قوت سے ہمارے بھیجے ہوئے عذاب کو ٹال نہ سکے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَالسَّمَاۗءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا

پہلے (بھی مشرک) بے شک وہ لوگ بڑے ہی نافرمان تھے ۴۰؎ اور ہم نے آسمان کو (قدرت کے) ہاتھوں سے بنایا ۴۱؎ اور ہم نے

لَمُوْسِعُوْنَ ۝ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ۝ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ

(اس کو وسیع کر دیا ہے) ۴۲؎ اور زمین کا ہم نے فرش بچھایا پس ہم کتنے اچھے فرش بچھانے والے ہیں ۴۳؎ اور ہم نے ہر چیز کے

۴۰؎ قومِ نوح علیہ السلام کی قوم کی داستان میں بڑی بصیرت افروز ہے۔ انہوں نے بھی فسق و فجور کو اپنا شعار بنایا تھا چنانچہ پانی کا طوفان آیا اور انہیں مچھروں کی طرح بہا لے گیا۔

۴۱؎ اس کا عطف قومِ نوح پر ہے۔ یعنی پہلے ہم نے تمہیں اپنی قدرت کے تاریخی دلائل سنائے ہیں۔ اب ذرا آفاقی دلائل سماعت فرمایئے۔ پہلے بنایا آسمان کو اس کی وسعت اور فراخی کے ساتھ ہم نے خود بنایا نہ تو اس کے بنانے میں کوئی شریک ہے اور نہ اس کے بنانے میں ہمیں کسی سے کوئی مشورہ یا کوئی امداد لینے کی ضرورت پڑی۔ ہم نے خود محض اپنی قدرت اور اپنی حکمت سے اس کی تخلیق کی ہے۔ بایدہ: ای بقوۃ من ابن عباس۔ (بحر)

۴۲؎ مُوْسِعُوْنَ ، اوسع سے ہے یہ متعدی اور لازم دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ متعدی ہونے کی صورت میں اس جملہ کا یہ مفہوم ہوگا کہ ہم نے اسے بڑا وسیع اور کشادہ بنایا ہے۔ یعنی تمہارے کرۂ زمین کا یہ طویل و عریض کرہ اس کے سامنے ایسا ہے جیسا بڑے کمرے کے وسط میں ایک خیمہ اور لازمی ہونے کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ہم بڑی وسعت اور غنا کے مالک ہیں۔ ہماری قدرت بے کراں ہے۔ علامہ زمخشری لکھتے ہیں۔ اوسعہ وسعہ ، صیرہ واسعا وجعل اوسع الرجل صار ذا سعۃ وغنی وقولہ انا لموسعون ای اغنیاء قادرون۔ (اساس البلاغۃ) ہم اپنے مرقع کا تعارف پڑھ چکے ہوں گے۔ اس کے حوالہ سے آپ کو آسمان کی بے انتہا وسعتوں کا اندازہ ہو گیا ہوگا۔ اب وقوعِ قیامت کا انکار کرنے والے سر پیٹیں اور انصاف سے بتائیں کہ ایسی قدرت والے پر مُردوں کو زندہ کرنا کیا کوئی مشکل امر ہے؟

۴۳؎ یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ زمین جس پر تم آباد ہو اسے کس نے ایک آرام دہ فرش کی طرح بچھا دیا ہے اور اس میں تمہارے رزق اور ضرورت کے تمام اسباب مہیا کر دیئے ہیں۔ غضب ہے یہ بتایا کہ ہم نے صرف اسے بچھایا ہی نہیں بلکہ اس کو تمہارے لیے آرام دہ بنا دیا ہے۔ اس بچھانے میں جو خوبی اور حکمت ہے چشم بینا سے دیکھ کر دنگ رہ جاتی ہے۔ زرخیز ہموار اور وسیع میدان ہیں۔ مناسب مقامات پر دریا بہہ رہے ہیں۔ جگہ جگہ پہاڑ نصب کر دیئے گئے ہیں۔ زمین کی تہہ میں نیچے رستے اور ٹھنڈے پانی کے سمندر رواں ہیں۔ سیلابی علاقوں میں زمین کھود کر پانی نکالا جاتا ہے۔ لیکن پہاڑوں کی بلندیوں پر بغیر کسی کھودے چشمے بہہ رہے ہیں۔ ہر قسم کی نباتات جنگل اور سبزہ زار اگ رہے ہیں۔ موسم میں از خود خوشگوار تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ لیل و نہار کی گردش کا سلسلہ جاری ہے۔ زمین کو سورج سے اتنی دوری اور اس ہیئت پر رکھ دیا گیا ہے کہ زندگی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ محوِ خرام ناز ہے۔

آپ اس فرشِ زمین کو کسی نقطۂ نظر سے دیکھیں آپ کو اس کے بنانے والے کی قدرت کا اور حکمتِ بالغہ کا اعتراف کرنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ

جوڑے بنائے ۴۹ تاکہ تم غور و فکر کرو ۔ پس دوڑو اللہ کی طرف (اعداء کی پہنچائی ہوئی ہلاکت سے بچنے کے لئے) میں اس

مُبِينٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۖ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۵۱﴾

کے غضب سے کھلا ڈرانے والا ہوں ۵۰ اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ۵۱ میں بے شک اس (کے غضب) سے تمہیں کھلا ڈرانے والا ہوں

پڑے گا ایسی سستی اگر کہے کہ میں روزِ حشر زندہ کروں گا کون سہارا اس کا انکار کر سکتا ہے۔

۴۹ قدرت و حکمت کا ایک اور نشان پیش کیا جا رہا ہے کہ ہم نے ہر چیز نباتی ہے اسے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے تاکہ باہم اختلاط سے افزائش نسل کا سلسلہ جاری رہے۔ انسان اور حیوانات میں زوج زوج کا ہونا سب کو ہمیشہ سے معلوم ہے نباتات کی دنیا میں بھی زوجیت کا یہ اصول جس دقت اور خوبی سے کارفرما ہے اس کا پوری طرح اب انکشاف ہوا ہے۔ علمی تحقیقات کے قدم جب آگے بڑھیں گے تو جمادات وغیرہ میں بھی یہ اصولِ زوجیت کارفرما نظر آئے گا۔

ان کے علاوہ بھی تضادات اور متقابلات کی ایک دنیا آباد ہے۔ رات اور دن، شقاوت و سعادت، ولایت و ضلالت، آسمان و زمین، سیاہی و سفیدی، صحت و مرض، کفر و ایمان۔ انسان کہاں تک گنتا جائے۔ قال مجاهد اشارة الى المتضادات والمتقابلات كالليل والنهار والشقاوة والسعادة والهدى والضلال والسماء والارض والسواد والبياض والصحة والمرض والكفر والايمان۔ (البحر المحیط)

۵۰ مقصد تو یہ کہ انہیں ایمان قبول کرنے کی دعوت دی جائے لیکن یہاں ففروا کا حکم استعمال کیا گیا ہے۔ گویا بتایا جا رہا ہے کہ شیطان تمہارے پیچھے ہے۔ نہ معلوم کس وقت آکر تمہیں دبوچ لے، اس لیے جلدی کرو، بھاگو اور ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اللہ کی پناہ میں آجاؤ۔ جسے وہاں پناہ مل جائے اسے شیطان کی وسوسہ اندازیاں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتیں۔ علامہ پانی پتی کہتے ہیں۔ ففروا من كل شيء الى الله بالتوبة والمحبة والاستغراق والاستغال الا دائمي۔ یعنی ہر چیز سے دامن جھاڑ کر اس کی طرف بھاگو۔ اس راہ میں جو چیز حائل ہو اسے ٹھوکر سے پرے ہٹاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی تمہاری قرار اور محبت کا مرکز بن جائے۔ اس کے ذکر اور اس کے انوار کے مشاہدہ میں ہی تم محو ہو اور اس کے ہر حکم کی تعمیل بڑے ذوق و شوق سے کرو۔

۵۱ اکثر علماء نے منہ کی ضمیر کو راجع عذاب اور غضب بتایا۔ یعنی میں تمہیں عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ لیکن علامہ حقی نے منہ کا مرجع ذاتِ باری کو بتایا ہے۔ (روح البیان) یعنی میں خود تمہارے پاس نہیں آیا یا کسی اور کے بجائے تمہاری طرف نبی بنا کر نہیں بھیجا بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوں۔ اس نے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے کہ میں تمہیں خوب خلوت سے ہوشیار کر دوں۔ مجھے یہ قول بہت پسند ہے۔

۵۲ یہ آفاقی اور انفسی دلائل جن کا تمہارے سامنے بار بار نقشہ کھینچا گیا ہے ان سے جس طرح روزِ قیامت کا ثبوت ملتا ہے اسی طرح یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ

اسی طرح نہیں آیا ان سے پہلے لوگوں کے پاس کوئی رسول مگر انہوں نے یہی کہا کہ یہ ساحر ہے یا

مَجْنُوْنٌ ۝ اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ۝ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ

دیوانہ ۴۸ کیا پہلوں نے پچھلوں کو یہی وصیت کی تھی نہیں ۴۹ بلکہ یہ لوگ سرکش ہیں ۵۰ پس آپ ان سے ٹل جائیں پس نہیں آپ پر کوئی

بِمَلُوْمٍ ۝ وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ

الزام نہیں۔ اور آپ سمجھاتے رہیے کیونکہ سمجھانا اہل ایمان کے لیے فائدہ بخش ہے ۵۱ اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن

حقیقت بھی عیاں ہو گئی ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ جب اس نے تمام المخلوقات کا رازق اور مالک و مدبر ہے تو پھر پوجا کرنا ہے بھی کہ اس کا کسی جہت سے بھی ہمسر بنایا جائے یا اس کی عبادت کی جائے۔ اس لیے یہاں واضح طور پر خلیصہ کر دی کہ خبردار اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی غیر کو خدا اور معبود نہ بنانا، ورنہ ابدی عذاب میں مبتلا کر دیے جاؤ گے۔ نجات کے سارے دروازے بند ہو جائیں گے۔ مجھے اس نے تمہاری طرف بھیجا ہے کہ تمہیں بروقت خبردار کر دوں۔

۴۸ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے حبیب! اہل عرب آپ کو کبھی ساحر کہتے ہیں اور کبھی دیوانہ کہتے ہیں۔ یہ کوئی نرالی بات نہیں۔ آپ سے پہلے بھی جو انبیاء کرام ان کی قدر ناشناس قوموں نے ایسے ہی القابات سے نوازے۔

۴۹ زمان و مکان کے واضح تفاوت کے باوجود ان کے فکر اور قول میں یہ یکسانیت کہاں سے آگئی۔ ہمارا حق کہ ہر زمانہ میں ان الفاظ سے کیوں یاد کیا گیا ہے۔ کیا ایسا تو نہیں ہوا کہ اگلے پچھلوں کو وصیت کرتے گئے ہوں کہ ہم نے اپنے نبیوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے اور ان کے ایسے ایسے نام رکھے ہیں۔ یاد رکھنا اگر تمہارے پاس بھی کوئی نبی آئے تو تم بھی ہماری طرح اس کو ساحر اور مجنون کہنا۔

۵۰ پہلی بات کی تردید کر دی۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی سرکش لوگ ہیں اور پہلے بھی سرکش اور طاغی لوگ تھے۔ اسی سرکشی نے ان میں فکر و خیال کی یہ یکسانیت پیدا کر دی ہے۔ جب بھی کوئی خیر اندیش کسی سرکش کو اس کی سرکشی سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے تو وہ اسے اپنی توہین تصور کرتا ہے اور اسے یہ نصیحت میں بھی اس کی بھلائی مقصود ہے، اسے ذاتی معاملات میں مداخلت بے جا محسوس ہوتی ہے اور وہ اپنے ناصح و مشفق کو دیوانہ یا ساحر کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

۵۱ سرکشوں کی سرکشی سے آپ کو کیا خوف! اے محبوب! آپ ان کے لیے جواب دہ نہیں۔ آپ کا کام نصیحت کرنا ہے آپ اپنے فریضہ منصبی سے فارغ ہو کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جن سے فائدہ نہیں اٹھائے تو ان کی قسمت۔ اہل ایمان تو اس چشمہ فیض سے اپنا کشت ایمان کو سیراب کر رہے ہیں اور تا قیامت سیراب کرتے رہیں گے۔ سورج کا کام چمکنا اور ہر شے کو روشنی کرنا ہے اگر اندھے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ

والس کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں ﴿۵۶﴾ نہ طلب کرتا ہوں میں ان سے رزق اور نہ یہ طلب کرتا ہوں کہ وہ

يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ

مجھے کھلائیں ﴿۵۷﴾ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی (سب کو) رزق دینے والا قوت والا (اور) زبردست ہے ﴿۵۸﴾ پس ان ظالموں کے لیے

ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ

عذاب کا ویسا ہی حصہ ہے جیسا ان کے ہم نظریوں کو (حصہ) ملا تھا پس یہ جلد بازی نہ کریں ﴿۵۹﴾ پس تباہی ہے

اس کی روشنی سے مستفیض نہیں ہو سکتے تو کیا ہماری آنکھوں والے کو فیض یاب ہونے دیں۔ آنکھوں کی وجہ سے شعور و بصیرت چھوڑ دے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

﴿۵۶﴾ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرمایا ہے۔ وما خلقت الجن والانس الا لامرهم بالعبادة۔ میں نے جن و انس کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ میں انہیں حکم دوں کہ وہ میری عبادت کریں۔ انسان کو عقل و فہم اور امتیاز و انتخاب کی جو نعمتیں ارزانی کی گئی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ وہ اپنی ہستی کے اس سرچشمہ کو پہچانے جس نے اسے پیدا فرمایا اور اپنے گوناگوں احسانات سے اسے مالا مال فرمایا۔ اب اگر وہ کسی اور کی عبادت کرنے لگے جو نہ اس کا خالق ہے اور نہ اس کا پروردگار ہے یا بالکل الحاد و دہریت کا راستہ اختیار کرنے لگے تو گویا وہ اپنی فطرت سے جنگ آزما ہے اور اپنی طبع سلیم کو مسخ کرنے کی کوششیں کر رہا ہے۔

﴿۵۷﴾ میں ان سے رزق کا طلب گار نہیں اور نہ اس لیے ان کو اپنی عبادت کا حکم دے رہا ہوں کہ مجھے ان کے سجدوں اور ان کی طاعتوں کی حاجت ہے۔ نہیں ہرگز نہیں! اس میں انہی کا فائدہ ہے۔ میرے حضور میں جب وہ سر نیاز جھکائیں گے تو ان کی فطرت سلامتیں بیدار ہو جائیں گی۔ حیوانی اور شیطانی جکڑبندیوں سے ان کو چھٹکارا مل جائے گا۔ ان کا حساب بہت اعلیٰ بلندیوں پر کر گزرنے کا سامان فراہم ہو گا۔ کسی کی رسائی بھی نہیں ہو سکتی۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے محروم رہتے ہیں، ساری عمر ان کا قدم حیوانی ترنگ کے دائرہ سے کبھی باہر نہیں جاتا۔ انہیں انسانی حقیقتوں اور اس کی صلاحیتوں کی بیکرانیوں کا علم ہی نہیں ہوتا۔ حیوانی زندگی کی قدروں میں ہی وہ گھن رہتے ہیں اور اپنی اصلاح کے تمام مواقع کو ضائع کر دیتے ہیں۔

﴿۵۸﴾ رزق دینے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی قوت والا اور مضبوط ہے۔ وہ کسی کا دست نگر نہیں۔ ہر چیز اپنے وجود اور اپنی بقا میں اسی کے جود و کرم کی محتاج ہے۔

﴿۵۹﴾ ذنوب بڑے ڈول کو کہتے ہیں جس سے کنویں سے پانی نکالا جاتا ہے۔ ڈول میں جتنا پانی آتا ہے وہ ڈول کھینچنے والے کا ہی حصہ ہوتا ہے اس لیے ذنوب کا لفظ حصہ اور نصیب کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ کفار کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِن يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٦٠﴾

ان کے لیے جنہوں نے کفر کیا اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے ﴿۶۰﴾

کے لیے ہی عذاب کا ایک حصہ مقرر ہے۔ جس طرح اپنے اپنے وقت پر پہلی قوموں کے مکذبین کو اپنا اپنا حصہ ملا۔ ان لوگوں کو بھی مل کر رہے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے پیش نظر ان پر نزول عذاب کے لیے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے یہ لوگ جلدبازی سے کام لے رہے ہیں۔ سوچنے اور سمجھنے کی جو مہلت انہیں دی گئی ہے اسے یہ بیہودہ تکرار میں ضائع کر رہے ہیں۔ آپ انہیں خبر دیجیے کہ نزول عذاب کے لیے جلدی مت مچاؤ، عذاب آئے گا اور ضرور آئے گا لیکن اپنے مقررہ وقت پر۔ جب یہ عذاب آئے گا تو یہ ہزار چیخیں گے، لیکن وہ ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا۔

۵۹ مکذبین حق جو آفتاب ہدایت کی ضیا پاشیوں کے باوجود اندھے بنے ہوئے ہیں اور کفر و الحاد کی راہ پر بھاگے چلے جا رہے ہیں، جب وہ دن طلوع ہوگا جو ان کی تباہی کے لیے متعین ہے تو اس روز ان بدبختوں کی حالت زار بڑی خوفناک ہوگی۔

اللّٰھم انت ربی واشھد بقلبی واقر بلسانی بیانہ لا الٰہ الا انت لاشریک لک الملک ولک الحمد وانت علی کل شیء قدیر لاحول ولا قوۃ الا بک لا ملجأ ولا منجا منک الا الیک انا عبدک وابن عبدک وابن امتک ناصیتی بیدک واشھد بقلبی واقر بلسانی بیان سیدی ومولای وحبیبی وقرۃ عینی محمدا عبدک ورسولک ونبیک ومصطفیک اللّٰھم صل علیہ وعلی الہ واصحابہ واولیائہ امتہ من الصلوات اطیبھا ومن التسلیمات ازکیھا ومن التحیات اسنھا ومن البرکات اجلھا کلما ذکرک وذکر الذاکرون وکلما غفل عن ذکرک وذکر الغافلون فاطر السمٰوٰت والارض عالم الغیب والشھادۃ الرحمٰن الرحیم توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ آمین بحق طٰہٰ ویٰسین۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تعارف
سُورۃ الطُّور

نام: اس سورت کا نام الطور ہے اور یہ اس سورت کا پہلا لفظ ہے۔ اس میں دو رکوع انچاس آیتیں اور تین سو اسی کلمات اور ایک ہزار پانچ سو حروف ہیں۔

زمانۂ نزول: اس سورہ مبارکہ کے مضامین، اسلوب اور طرز استدلال اس سابقہ سورتوں سے بہت کچھ مشابہت رکھتے ہیں جس سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے زمانۂ نزول میں کوئی زیادہ بُعد نہیں۔

مضامین: کفار یہ سُن کر بہت ہنسی اڑاتے ہیں کہ قیامت آئے گی اور انہیں صدہا برس بعد زندہ کر کے داورِ محشر کے سامنے پیش کیا جائے گا جہاں ان سے ان کی دُنیوی زندگی کے بارے میں باز پُرس ہوگی۔ کفار اسے ناممکن اور خلافِ عقل کہنے کی ہٹ لگا رہے ہیں اور اصرار کر رہے ہیں کہ وہ قیامت پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ آغازِ سورت میں کچھ اہم چیزوں کی قسمیں کھا کر اعلان کیا جا رہا ہے کہ قیامت آئے گی ضرور آئے گی۔ دنیا میں کوئی طاقت نہیں جو قیامت کو برپا ہونے سے روک دے۔ اگر ایک حقیقت کو نہ مانا جائے تو وہ حقیقت ہٹ نہیں سکتی۔ تم اگر ایک سچائی کو تسلیم نہ کرو تو وہ سچائی جھوٹ میں تبدیل نہیں ہو جائے گی۔ تمہاری ناپسندیدگی، تمہارے شدید فیصلوں کو بدلنے کی قوت نہیں رکھتی۔ لہٰذا غور کرو اگر تم انکار ہی کرتے ہو اور یہاں سے چل دو، پھر الٰہی فیصلے کے مطابق تمہیں میدانِ حشر میں لا کر کھڑا کر دیا گیا تو بتاؤ تمہارا کیا حال ہوگا؟ جس چیز سے نفرت ہو اس کو شرع صدر سے تسلیم کر لینا ہی دانائی ہے۔

منکرین اور متقین کے ساتھ قیامت کے روز جو برتاؤ ہوگا، اس کی تفصیل بڑے دلنشین انداز میں بیان کی گئی ہے تاکہ انسان خود فیصلہ کر لے کہ وہ کس گروہ میں اپنا حشر پسند کرتا ہے۔

کُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (آیت ۱۹) فرما کر ایک ابدی صداقت کو آشکارا کر دیا گیا کہ جب کرو گے ویسا ہی بھرو گے جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کردار، نیز آپ کی سیرتِ پاک اسلام کی صداقت کی ایسی روشن دلیل تھی جس کا ان کے پاس کوئی توڑ نہ تھا۔ وہ اس کی اثر انگیزی اور جلال کے سامنے اپنے آپ کو بے دست و پا محسوس کرتے تھے۔ اس لیے کسی ایک موقف پر ٹھہرے رہنا ان کے بس میں نہ تھا۔ کبھی کاہن کہتے، کبھی مجنون، کبھی شاعر ہونے کا الزام لگاتے اور کبھی کہتے یہ کتاب خدا کا کلام نہیں بلکہ ان کے ذہن کی اختراع ہے۔ ان الزامات کا بڑی خوبی سے رد کر دیا۔

کفار کو جب اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی دعوت دی جاتی تو ہٹ دھرمی پر اتر آتے۔ ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ آخر اس انکار کی وجہ کیا ہے؟ کیا تمہارا کوئی خالق نہیں یا تم محمد اپنے خالق ہو، زمین و آسمان کی آفرینش میں تمہارا کچھ حصہ ہے؟ جب ان سوالات

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کا جواب نفی میں ہے تو پھر اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں سر نیاز خم کرنے میں تمہیں ہرگز تامل نہیں ہونا چاہیے۔

آخر میں اپنے حبیب پاک کو بتایا کہ یہ لوگ علاج نہیں چاہتے۔ ان کے دل کی آنکھ اندھی ہو چکی ہے۔ اپنی صداقت کا کتنا ہی بڑا معجزہ آپ ان کو دکھائیں یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ آپ فکر نہ کریں ہم آپ سے بے خبر نہیں ہیں۔ آپ کو دشمنوں کے حوالے کر کے آپ سے لاتعلق نہیں ہو گئے۔ وَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا۔ آپ ہماری آنکھوں میں بس رہے ہیں۔ کس کی مجال ہے کہ آپ کو کوئی گزند پہنچائے۔ البتہ دو چیزیں آپ اپنے اوپر لازم کر لیں (۱) اس راہ میں پیش آنے والی مشکلات اور مصائب کا مقابلہ صبر سے کریں (۲) ہماری تسبیح و تحمید کو اپنا وظیفہ بنا لیں۔ اس سے آپ کے دل کو قوت ملے گی اور کسی قسم کا خوف و ہراس آپ کو پریشان نہ کر سکے گا۔

اپنے ہادیٔ برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع میں دعوت و ارشاد کی راہ پر چلنے والے رہبر و رہنما کا فرض ہے کہ وہ ان دو باتوں کا خوب خیال رکھے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ طور کی ہے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالطُّوْرِ ۙ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ﴿۲﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۙ﴿۴﴾

قسم ہے کوہ طور کی اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے۔ کھلے ورق پر۔ اور قسم ہے بیت معمور کی۔

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ﴿۵﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ﴿۶﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾

اور بلند چھت کی۔ اور سمندر کی جو لبالب بھرا ہے یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔

۱ ابتدائی آٹھ آیتوں میں جو تشریح طلب الفاظ ہیں پہلے ان کی تشریح کی جائے گی۔ اس کے بعد ان آیات کے مطالب اور معانی بیان کیے جائیں گے۔ بیدہ التوفیق۔

طور۔ سریانی لغت کا لفظ ہے۔ اس پہاڑ کو کہتے ہیں جو سرسبز و شاداب ہو۔ خشک پہاڑ کو طور نہیں کہتے بعض نے اسے عربی لغت کا لفظ کہا ہے لیکن اب طور اس پہاڑ کو کہا جاتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ہمکلامی کے شرف سے نوازا۔ انہیں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ یدبیضاء اور عصا کے معجزات سے تحفیز فرما کر اس وقت کی دنیا کے سب سے طاقتور اور ظالم حکمران کو دعوت حق دینے کے لیے بھیجا جو تعالیٰ کا دعویدار تھا جس نے بنی اسرائیل کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا جس کی سطوت و ہیبت کے سامنے کوئی شخص دم مارنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

مسطور: لکھی ہوئی سطر کتاب۔

الرق۔ اس کا معنی ہے کمال، چمڑا۔ قدیم زمانہ میں جبکہ کاغذ سازی کی صنعت ابھی اپنے ابتدائی دور میں تھی۔ عمدہ قسم کا پائدار کاغذ نایاب تھا اس لیے دستور یہ تھا کہ کمال کو رگڑ رگڑ کر خوب باریک اور ملائم بنا لیا جاتا۔ اس میں چمک سی پیدا ہو جایا کرتی اور ایسی تیار شدہ کمال پر آسمانی صحائف، قیمتی دستاویزات اور ثنائی فرامین لکھے جاتے۔

منشور: کھلی ہوئی۔ جس کا جی چاہے پڑھے اور مطالعہ کرے۔

البیت المعمور۔ اس کا لغوی معنی آباد گھر ہے جس میں رجب چہل پہل ہو۔ حضرت حسن بصری کے نزدیک یہاں اس سے مراد کعبہ شریف ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ہر وقت آباد رہتا ہے۔ کوئی طواف کر رہا ہے کوئی نماز پڑھ رہا ہے، کوئی دعا مانگ رہا ہے کوئی ذکر الٰہی میں مشغول ہے۔ رات دن میں کوئی ایسی گھڑی نہیں آتی جبکہ وہ عبادت کرنے والوں سے خالی ہو۔ بعض علماء کا قول ہے کہ جس طرح زمین میں کعبہ شریف ہے اسی طرح ہر آسمان میں وہاں کے فرشتوں کے لیے ایک قبلہ گاہ موجود ہے جو وہاں کے ذاکرین اور عابدین کا مرکز توجہ ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ساتویں آسمان پر جو قبلہ ہے وہ کعبہ شریف کے عین اوپر ہے۔ یہاں اسی کی قسم کھائی جا رہی ہے کیونکہ حجیت کے اعتبار

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

میں اس کو البیت المعمور فرمایا گیا ہے۔

قال علیہ الصلوٰۃ والسلام فی السماء السابعۃ : اذا اتانی ابراھیم مسندا ظھرہ الی البیت المعمور واذا معہ ثمانون الفا لا یعودون الیہ۔ یعنی جب میں ساتویں آسمان پر پہنچا، وہاں میں نے حضرت ابراہیمؑ سے ہوئی جو بیت المعمور کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے تھے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ دوبارہ انہیں موقع نہیں ملتا جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آسمان پر جانے کا ذکر فرمایا تو اس کے بعد کسی اور توجیہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

السقف المرفوع : اونچی بلند چھت۔ اس سے مراد آسمان ہے۔

والبحر المسجور : عربی زبان میں مسجور کے کئی معنی ہیں :

① المسجور الذی ذھب مادہ، وہ چشمہ یا تالاب جس کا پانی خشک ہو جائے اور زمین میں جذب ہو جائے اسے مسجور کہتے ہیں۔

② وہ تنور جسے ایندھن سے بھر دیا گیا ہو اور وہ خوب بھڑک رہا ہو اسے بھی التنور المسجور کہتے ہیں۔

③ مسجور جو پانی سے بھرا ہوا اور متحرک نہ ہو بلکہ ساکن ہو۔

④ حضرت ابن عباس سے مسجور کا یہ معنی بھی منقول ہے جس میں کا پانی ایک جگہ رکا ہے وہاں سے بہہ کر کہیں چلا جائے۔ بہرحال وقوع قیامت کے وقت سمندروں کا پانی خشک ہو جائے گا اور قیامت کے روز وہ آگ بن جائے گا لیکن یہاں تو قسم کھانے والے کی موجودہ حالت کی اشیاء پیش کی جا رہی ہے۔ اس لیے یہاں اس کا تیسرا معنی مراد ہوگا یعنی قسم ہے اس سمندر کی جو پانی سے بھرا ہے یا جس کے پانی کو تقریر صدر میں بند کر دیا گیا ہے۔

دافع : دور کرنے والا، ٹالنے والا۔

پہلے پانچ قسمیں اٹھائی گئیں۔ ان مذاہب جاہلیت کی قسم ہے کہ جھٹلانے والوں کے ان پانچ عظیم الشان چیزوں کی قسم، جو تمہیں دکھائی دیتی ہیں، عذاب آکر رہے گا۔ کسی کی مجال نہیں کہ اس عذاب کو ٹال سکے یا روک سکے۔

کفار مکہ کو اپنی بہادری، اپنی قوت اور کثرت تعداد پر بڑا گھمنڈ تھا کہ شرف نبوت کے باعث مدار اجزیرہ عرب بالخصوص بنی اسماعیل کا اول سے احترام کیا گیا ہے۔ اس بات نے ان کے دلوں میں یہ خیال پیدا کر دیا تھا کہ دل میں یہ بیٹھے تھے کہ پہلے تو عذاب آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر ہونے کے بعد کوئی دوبارہ زندہ ہوگا، لیکن اگر ایسا ہو بھی گیا اور عذاب آ بھی گیا تو ہم اپنی قوت و حکومت اور اپنے حلیف قبائل کی اعانت سے اسے آسانی روک لیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خام خیالی کا قلع قمع کر دیا کہ جو خدا خود سے اپنے ایک بندے کو بھیج کر فرعون جیسے متکبر فرمانروا کی سرکوبی کر سکتا ہے جس خدا نے اپنے انبیاء پر جو کتابیں نازل کی ہیں ان سب میں یہ لکھا ہے کہ ہر شخص کو اس کے اعمال بد کی سزا مل کر رہے گی، جس خدا کی عظمت و کبریائی کا اعتراف کرنے کے لیے اس کے مقرب ترین فرشتے بھی حکم کے لیے بیت المعمور میں فرشتوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ جس نے آسمان کی یہ اونچی اور بلند چھت بنائی ہے اور وہ خدا جس کے امر کن سے یہ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سرحدوں پر روکے گئے ہیں۔ ظالم کہتے ہیں کہ ہم ایسے خدا کے عذاب کو روک دیں گے۔ فاعل کے سوا کون کسی کام کو روک سکتا ہے جب اس نے تمہیں تباہ کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس کی کسی مخلوق سے کوئی چیز تمہیں نہیں بچا سکے گی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝

اسے کوئی ٹالنے والا نہیں ۔ جس روز آسمان بری طرح تھرتھرا رہا ہوگا ۔ اور پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ کر تیزی سے چلنے لگیں گے ۔

فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝

پس بربادی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے ۔ جو محض تفریح طبع کے لیے فضول باتوں میں لگے رہتے ہیں ۔

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا

اس روز انہیں دھکے دے کر آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا ۔ (انہیں کہا جائے گا) یہ وہ آگ ہے جسے تم

۲ وقوع قیامت کے وقت کائنات میں جو اضطراب اور تزلزل رونما ہوگا اس کو بڑے پُرجلال انداز میں بیان فرمایا ہے ۔ لفظ مور کی تشریح کرتے ہوئے علامہ قرطبی لکھتے ہیں :

قال اھل اللغۃ مار الشیء یمور موراً ای تحرک وجاء وذھب کما تمور الصلبۃ العیدان ای الطویلۃ ،

اہل لغت کہتے ہیں کہ کسی آگے بڑھنے والی چیز کے پیچھے پڑنے اور اس طرح تیزی سے چلنے میں کہ وہ چیز حرکت کرتی ہے تو اس حالت کو بیان کرنے کے لیے مار یمور کے لفظ استعمال کیے جاتے ہیں ۔ مقصد یہ بتانا ہے کہ یہ وسیع و عریض آسمان جس کو اپنے مقام سے کبھی ہلتا ہوا نہیں دیکھا گیا کیسا شدید اضطراب اور حرکت اس میں رونما ہوگی ۔ اس روز یہ اتنا معلق اور ٹھوس چیز کی مانند ڈول رہا ہوگا ۔ جھول رہا ہوگا ۔

۳ پہاڑ جو بڑے گہرے زمین میں گڑے ہوئے ہیں جنہیں آج تک اپنی جگہ سے کوئی ہلا نہیں سکا ۔ وقوع قیامت کے وقت وہ ہوا میں اڑتے ہوئے بادلوں کی مانند دکھائی دیں گے ۔ یوں معلوم ہوگا کہ کسی نے زمین سے انہیں اکھیڑ پھینکا ہے اور ہوا کے جھونکے انہیں پتوں کی طرح اڑائے پھرتے ہیں ۔ اس وقت جب ان دو قوی ہیکل چیزوں کی یہ حالت ہوگی تو دوسری چیزوں کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے ۔ اس حالت کا آپ بآسانی اندازہ لگا سکتے ہیں ۔

۴ جو لوگ آج اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں وہ دن ان کی تباہی اور بربادی کا دن ہوگا ۔

۵ علامہ راغب خوض کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں : الخوض ھو الشروع فی الماء والمرور فیہ یستعار فی الامور واکثر ما ورد فی القرآن ورد فیما یذم الشروع فیہ (مفردات)

یعنی خوض کا اصل معنی تو پانی میں گھسنا اور اس میں سے گزرنا ہے ۔ بطور استعارہ کوئی کام شروع کرنے کو بھی کہتے ہیں لیکن قرآن کریم میں عموماً ان ایسے کام میں شروع ہونے کے لیے استعمال ہوا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مذموم اور ناپسندیدہ ہے ۔ یہاں اس کا مفہوم یہ ہے کہ کفار اور اسلام کے دوسرے مخالفین کے اسے میں تباہ کن خیالات کے بیہودگی اور ضلالت سے نہیں بلکہ محض دل بہلانے کے لیے محض وقت گزارنے کے لیے کسی حق ان کے پیش نظر نہیں ہوتا کیونکہ ان کا مقصد اس کا استہزاء کرنا اور پھبتیاں کسنا ہوتا ہے ۔

۶ یعنی انہیں دھکے دے کر دوزخ جہنم میں پھینکا جائے گا ۔ دع دعا ۔ معناہ یدفعون الی جھنم دفعا شدیدا ۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تُكَذِّبُونَ ﴿۱۵﴾ أَفَسِحْرٌ هَٰذَا أَمْ أَنتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿۱۶﴾ اصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا

جھٹلایا کرتے تھے ﴿۱۵﴾ کیا یہ (آگ) جادو (کا کرشمہ) ہے یا تمہیں یہ نظر نہیں آ رہی ﴿۱۶﴾ اس میں (اب) داخل ہو جاؤ اب (اس سے)

أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ ۖ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۷﴾

صبر کرو یا نہ کرو دونوں برابر ہیں تمہارے لیے۔ تمہیں اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے ﴿۱۷﴾

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَعِيمٍ ﴿۱۸﴾ فَاكِهِينَ بِمَا آتَاهُمْ رَبُّهُمْ وَ

بے شک پرہیزگار (اس روز) باغوں میں اور نعمتوں میں ہوں گے ﴿۱۸﴾ خوش و خرم ان نعمتوں پر جو انہیں ان کے رب نے دی ہوں گی ﴿۱۹﴾ اور

وَقَاهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۱۹﴾ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنتُمْ

بچا لیا انہیں ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے ﴿۱۹﴾ (حکم ملے گا) کھاؤ پیو مزے سے (یہ) ان (نیکیوں) کے بدلے جو تم

﴿۱۵﴾ اور ان کو زنجیروں میں جکڑ کر جہنم میں پھینکا جا رہا ہوگا اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی کہا جا رہا ہوگا کہ یہ ہے وہ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا اور تم اس کو جھٹلایا کرتے تھے اور اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

﴿۱۶﴾ ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ یہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آگ دہک رہی ہے۔ سرخ سرخ شعلے اٹھ رہے ہیں۔ یہ کوئی جادو کا کرشمہ نہیں کہ اس کی حقیقت تم پر مشتبہ رہے۔ تم اپنے تکبر اور غرور کی وجہ سے اس کی حقیقت کو نہیں سمجھ رہے ہو۔ لیکن جب تم اس میں داخل ہو جاؤ گے تو تمہارے سامنے اس کی حقیقت خود بخود بے نقاب ہو جائے گی اور تمہارے نبی نے اس کے بارے میں جو کچھ تمہیں بتایا تھا اس کی تصدیق تم خود کر لو گے۔ اے کفار جہنم کے یہ چیختے چنگھاڑتے ہوئے شعلے تمہیں نظر نہیں آ رہے یا تمہارے جادو کی نظر بندی قرار دے رہے ہو۔

﴿۱۷﴾ یہ صَلِیَ یَصْلٰی صَلْیًا کا امر ہے۔ یہ دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے آگ میں کسی چیز کو ڈالنا یا گرم کرنا یا آگ میں کسی چیز کو جھلسنا۔ داخل کر دینا۔ وقیل صلی النار: دخل فیھا واصلاھا غیرہ والعرفات الآیۃ میں دوسرا معنی زیادہ مناسب ہے۔

﴿۱۸﴾ اب جو چیز پیش آنے والی ہے وہ ہے۔ اب تمہیں اپنے کرتوتوں کی سزا ہر حالت میں بھگتنی ہوگی۔

﴿۱۹﴾ اللہ تعالیٰ اپنے نیک اور پرہیزگار بندوں پر جو فضل و احسان فرمائے گا ان کیلئے یہاں اس کا بیان ہو رہا ہے۔ فرمایا ان لوگوں نے ہماری رضا کے لیے نفس کی خواہشات اور دنیا کی تغیر پذیر لذات سے مؤثر کنارہ کشی اختیار کی ہم انہیں ہمیشہ رہنے والی نعمتوں میں شامل کریں گے۔ ان پر اپنے گزشتہ گناہوں کی بخشش کریں گے اور ان کے دلوں کی دنیا میں مسرت و شادمانی کے چراغ روشن کر دیں گے۔ ہر لفظ کی معنویت آپ طلب ہے۔ النعیم: النعمۃ الکثیرۃ۔ بے پایاں نعمتیں۔ (المفردات)

﴿۲۰﴾ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں بھی داخل فرمائے گا اور انہیں عذاب جہنم سے بھی بچائے گا اس کو طیب ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾ مُتَّكِـِٔينَ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّصْفُوفَةٍ ۖ وَزَوَّجْنَاهُم بِحُورٍ عِينٍ ﴿۲۰﴾

کیا کرتے تھے۔ تکیہ لگائے ہوئے بچھے ہوئے تختوں پر اور ہم انہیں بیاہ دیں گے گوری گوری آنکھوں والی حوروں سے ۱۳

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو ۱۴

کہ عذاب دوزخ سے بچنا محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر موقوف ہے ورنہ انسان کے اعمال تو اس قابل نہیں کہ دوزخ سے بچنے کی ضمانت ہی سکیں۔ ہم جو نیک اعمال کرتے ہیں ان میں تو ایسی ایسی خامیاں اور کمزوریاں پائی جاتی ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے قبول نہ فرمائے تو ان کی حیثیت کھوٹے سکے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ یہ تو صرف اس کی مہربانی ہے کہ وہ ہماری ناقص عبادتوں کو شرف قبولیت بخشے اور ہمیں جہنم سے بچا لے۔

۱۳ اپنے انعامات کو دو تفصیل سے بیان کیا جا رہا ہے۔ ان دو آیتوں کے چند کلمات کے معانی ملاحظہ فرمائیے۔ متکئین: کل مما لہ یلحق فیہ مشقۃ ولا یتعب بمخاصۃ (المفردات) جس کے حصول میں تکلیف اور مشقت نہ ہو اور جس کو کمایت کے لیے بدنی و فکری کشمکش نہ دیکھنی پڑے۔ خوش گوار پر لطف۔ متکئین: تکیہ پر ٹیک لگا کر بیٹھنا۔ اس آرام کی نشست اطمینان اور خوشی کے وقت ہوتی ہے۔ سُرُر: سریر کی جمع ہے اس کا معنی ہے پلنگ، تخت۔ مصفوفۃ: صفوں کی صورت میں بچھے ہوئے۔ حُور: احور کی جمع ہے جو احور کی تانیث ہے۔ سفید گوری رنگت والے کو بھی کہتے ہیں اور اس کو بھی جس کی آنکھوں کا سفید حصہ خوب سفید ہو اور سیاہ حصہ خوب سیاہ ہو۔ یہ آنکھوں کی خوبصورتی کی حد ہے۔ اسی طرح عین: عیناء کی جمع ہے جو عین کی تانیث ہے اس شخص کو کہتے ہیں جس کی آنکھیں تیل لگانے کی آنکھوں کی طرح بڑی بڑی ہوں اور سیاہ ہوں۔

۱۴ ایک مزید انعام کا ذکر ہو رہا ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو سرفراز فرمائے گا۔ اگر ان کی اولاد باایمان اس دنیا سے رخصت ہوئی ہے تو جنت میں وہ اپنے والدین کے ساتھ ملا دی جائے گی، اگرچہ ان کے اعمال زیادہ اچھے نہ ہوں۔ یہ مضمون اس سے پہلے سورۃ الرعد آیت نمبر ۲۳ اور سورۃ المومن آیت نمبر ۸ میں بھی گزر چکا ہے کہ متقین باغات عدن میں اپنے والدین، بیویوں اور اولاد کو ان کے طفیل مقامات رفیعہ پر فائز کر دیا جائے گا لیکن وہاں ماں باپ کے نیک اور صالح ہونے کی نسبت ہے اور یہاں صرف ایمان کی شرط ذکر کی گئی ہے۔ نیز پہلی دو آیتوں میں جنت عدن میں داخل ہونے کا ذکر تھا یہاں فرمایا کہ ہم ان کو ان کے متقی والدین کے ساتھ ملا دیں گے۔ وہ انہیں کے پاس ان کے مقامات رفیعہ میں ہمارے لطف و احسان سے محظوظ ہوتے رہیں گے۔ اپنے بچوں کو اپنے پاس یوں خوش و خرم دیکھ کر اپنے پیارے بندوں کی آنکھیں ٹھنڈی اور دل مسرور ہوں گے۔

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ عز وجل لیرفع ذریۃ المومن معہ فی درجتہ فی الجنۃ وان کان لم یبلغ ابعمالہ لتقر بہم عینہ ثم قرء والذین امنوا واتبعتہم ذریتہم بایمان الآیۃ (ترغیب)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾

اور ہم کمی نہیں کریں گے ان کے عملوں (کی جزاء) میں ذرہ بھر ۱۵ ہر شخص اپنے اپنے اعمال میں گرفتار ہوگا ۱۶

وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا

اور ہم مسلسل دیتے رہیں گے انہیں (ایسے ایسے) اور گوشت جو وہ پسند کریں گے ۱۷ وہ چھینا جھپٹی کریں گے وہاں جام شراب کے

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل مومن کی اولاد کو بھی جنت میں اس کا درجہ عطا فرمائے گا اگرچہ وہ اپنے عمل کے ذریعہ وہاں پہنچنے کا مستحق نہ ہو۔ اس لیے تاکہ انہیں اس مقام پر فائز دیکھ کر اس نیک بندے کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ پھر حضورؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ (قرطبی)

علامہ زمخشری کہتے ہیں فیجمع اللہ لھم انواع السرور بسماعتھم فی انفسھم وبمزاوجۃ الحور العین وبمساکنۃ الولدان المرضیین وباجتماع اٰبائھم وامھاتھم بھم (کشاف) یعنی اللہ تعالیٰ ان کے لیے گوناگوں مسرتیں فراہم کرے گا۔ بلند درجہ جنت کی نعمتوں سے سعادت آگیز ہوں گے حور عین کے ساتھ نکاح ہوگا۔ اپنے مومن بھائیوں کے ساتھ وہ دل بہلائیں گے۔ ان کی اولاد اور ان کی نسل کو بھی ان کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

۱۵ والدین کو اپنی مکمل تر اولاد کے ساتھ ملانے کی یہ صورت ہوگی کہ انہیں اپنی بلند منازل سے نیچے بھیج دیا جائے گا۔ ابن الانباری سے اس احتمال کی تردید کر دی گئی ہے کہ ان کے درجات میں کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کے ثواب میں کوئی نقصان ہوگا۔ ان نیک کاروں کو تو ان کے اعمال صالحہ کا پورا پورا اجر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان کے والدوں کو مسرور کرنے کے لیے ان کی اولاد کو بلند درجات پر فائز فرمائے گا۔ (ثنائی) عجز اور اولاد (مزید برد قول ہم تک ہیں۔ لقصہ مقالات طیبات) کسی کے حق میں کمی نہ کرنا۔ علامہ جوہری کہتے ہیں ما الت منہ شیئا ای ما نقصہ۔ (الصحاح)

۱۶ علامہ آلوسی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو عمل کی جو قوتیں اور عقل و فہم کی جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ بطور قرض ہیں اور ان کے بدلہ میں بندے کا نفس اللہ تعالیٰ کے پاس بطور رہن ہے۔ اگر وہ قرض ادا کرے گا تو وہ رہن شدہ نفس اسے واپس کر دیا جائے گا اور نہ وہ قرض خواہ ضبط کر لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس بدلہ کی ضمانت یہ ہے کہ انسان ان قوتوں اور نعمتوں کو اس کے حکم کے مطابق استعمال کرے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو وہ نفس اسے واپس مل جائے گا بصورت دیگر وہ گروی ہی رہے گا اور اس کو رہائی نصیب نہیں ہوگی۔

اس جملہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی جملہ طاعت ایمان ہی سے فروغ پاتی ہے اور جس کی صحت کفر و شرک سے چوپٹ ہو وہ دوسرے کفار کی طرح مستوجب النار ہوگا۔ نہ اس کے لیے شفاعت اور اپنے باکمال بزرگوں کے ساتھ اکٹھے کی شرط قابل ہے کہ فلاں مومن سے نگاہ ایمان ہی نصیب نہیں تو اس کی شفاعت ہوگی نہ شفاعت ہوگی اور نہ اس کے بزرگوں کی اولاد میں اس کے کام آئیں گی۔

۱۷ اہل جنت کی خوشیوں اور لطف اندوزیوں کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے۔ پہلے بتایا کہ ان کے دسترخوان پر ان کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لَا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ

(لیکن) اس (شراب) میں نہ کوئی لغویت ہوگی اور نہ گناہ ﴿۲۳﴾ اور خدمت کرنے کے لیے پھریں گے ان کے لڑکے جو ان کے غلام ہوں گے (ایسے حسین) جیسے

مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا

سنبھال کر رکھے ہوئے موتی ﴿۲۴﴾ اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے ﴿۲۵﴾ کہیں گے ہم پہلے اس سے

قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾

پہلے اپنے اہل خانہ میں ڈرتے ہوئے اپنے انجام کے بارے میں رہتے تھے ﴿۲۶﴾ سو اللہ نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں گرم لُو کے عذاب سے

پسندیدہ پھل اور مرغوب گوشت جن دیئے جائیں گے۔ کھا پی چکنے کا دور ہوگا کہ ادھر وہ ختم ہوتے جائیں گے ادھر ساتھ ہی پھلوں سے بھری ہوئی طشتریاں اور لذیذ گوشت سے پُر قابیں آتی جائیں گی جب تک ان کی مرضی ہوگی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

۱۸ جنت میں منعقد ہونے والی مجلس نشاط و سرور کی کتنی خوبصورت تصویر کشی کی گئی ہے۔ اہل جنت جب اپنی مجلس نشاط سجائیں گے، سروش ساقی بلوریں جاموں میں شراب طہور ڈال کر پیش کریں گے اور چھلکتے ہوئے جام جب گردش میں آئیں گے تو انس و محبت اور بے تکلفی کے عالم میں وہ ایک دوسرے سے چھینا جھپٹی کریں گے۔ یہ اس کے ہاتھ سے جام چھینے گا اور وہ اس سے اپنے کی کوشش کرے گا۔ یہ سب کچھ از راہ محبت و ملاطفت ہوگا، لیکن کیف سرور کے اس عالم میں بھی وہ بیہودہ گوئی اور ہذیان سرائی کے قریب تک نہیں جائیں گے کوئی ناشائستہ حرکت اور گناہ اس وقت بھی ان سے صادر نہیں ہوگا۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہ آیت ان آیات کی تفسیر کرتی ہے۔ الایۃ جاء لیتنازعون فیھا کاسا لا لغو فیھا ولا تاثیم یطوف علیھم غلمان لھم کانھم لؤلؤ مکنون یتعاطون فیھا کاسا لا لغو فیھا ولا تاثیم یتنازعون فیھا کاسا لا لغو فیھا ولا تاثیم یتعاطون فیھا کاسا لا لغو فیھا ولا تاثیم یتناولون فیھا کاسا لا لغو فیھا ولا تاثیم یتداولون فیھا کاسا لا لغو فیھا ولا تاثیم یتجاذب

www.KitaboSunnat.com

إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾ فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ

بے شک ہم پہلے بھی (دنیا میں) اس سے دعا کیا کرتے تھے بیشک وہ بہت احسان کرنے والا مہربان ہے ۲۸ پس آپ سمجھاتے رہیے آپ اپنے رب

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ

کی مہربانی سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون ۲۹ کیا یہ (نادان) کہتے ہیں کہ آپ شاعر ہیں (اور) ہم انتظار کر رہے ہیں ان کے متعلق

فتح ہو کر اسی طرح دل جیتیں گے سلسلہ گفتگو شروع ہوگا طبعی طور پر جنت اور جنت کی نعمتوں کا تذکرہ ہوگا اس وقت وہ کہیں گے ہم نے اپنی دنیوی زندگی بہت ڈرتے ڈرتے گزاری تھی ہر بات کی فکر ہوتی تھی ہر بات کو تولا کرتے تھے اور ہم اپنے رب کو نالاں کر بیٹھے۔ مگر میں بھی جب اپنے اہل و عیال کے ساتھ مل بیٹھنے کا موقع ملتا ہے تو اکثر و بیشتر ہماری گفتگو کا موضوع یہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور اپنی کوتاہیوں کا احساس ہر وقت بے چین اور مضطر رکھتا۔ دیکھو ہمارے کریم و رحیم پروردگار نے ہم پر کتنا احسان فرمایا ہے کہ دنیا میں ہمیں شیطان کے فریب سے محفوظ رکھا اور یہاں ہمیں نعیم جنت میں پہنچا دیا اور ہمیں دوزخ کے پکتے ہوئے شعلوں اور اس کی گرم لُو سے بچا لیا۔

۲۸ ہم دنیا میں ہمیشہ اس سے دعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی ہمیں ہمیشہ راہ ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔ دیکھو اس رحیم و کریم نے ہم عاجز بندوں کی دعاؤں کو قبول فرما لیا اور ہمیں اپنے انعامات و احسانات سے سرفراز فرمایا۔ بے شک وہ بہت ہی احسان کرنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

۲۹ اس رکوع میں کفار و مشرکین کے اقوال، ان کے اعمال اور ان کے نظریات پر اس طرح سخت تنقید کی جا رہی ہے جیسے ان کا محاسبہ کیا جا رہا ہے جس کے بعد انہیں دائمی الوہیت اور گمراہی کے بارے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا اور انتہائے تعصب اور بے جا ہٹ دھرمی کے بغیر ان کے لیے گوشۂ عافیت باقی نہ رہا۔ وہ تمام احتمالات، امکانات اور قطعاً اس توجیہات جن کا آسرا لے کر وہ حضورؐ کی نبوت اور حضورؐ کی تعلیمات کا انکار کرتے تھے ان تمام کا بودا پن ان پر روز روشن کی طرح عیاں کر دیا گیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں لیکن کفار کے فکر اور نظریاتی قلعوں پر بجلی بن کر گر رہے ہیں اور ان کو خاکستر بناتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ جنگ بدر کے اسیروں کی رہائی کے متعلق بات چیت کرنے کے لیے میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں مدینہ طیبہ پہنچا اس وقت حضورؐ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے اور سورۃ الطور کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب میں نے اس سورت کو سنا تو مجھے یوں محسوس ہوا گویا میرا دل پھٹ گیا ہے فکان ما سمعت قلبی۔ بعد میں یہی واقعہ میرے ایمان لانے کا باعث بنا۔ اب آپ بھی انتہائی توجہ کے ساتھ ان آیات کو پڑھیے اور ان کے مطالب کو سمجھنے کی صدق دل سے کوشش کیجیے پہلی آیت میں تو اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ لوگوں کو دعوت حق دینے کا جو فریضہ آپ کو سونپا گیا ہے آپ اس کو بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہیں۔

اس کے فوراً بعد کفار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو بہتان لگاتے تھے ان کی تردید کر دی اور اس کی الوہیت کو فاش کر دیا یہ لوگ آپ کو کبھی کاہن کہتے ہیں اور کبھی مجنون۔ ان کا یہ قول خود اپنی تردید کر رہا ہے ایک ہی شخص کاہن اور مجنون نہیں ہو سکتا۔ کاہن تو وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الْمَنُوْنِ ﴿۳۰﴾ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِیْنَ ﴿۳۱﴾ اَمْ تَاْمُرُهُمْ

گردشِ زمانہ کا۔ ۳۱ فرمایئے اچھا انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں ۳۲ کیا عقل کچھ کہتی ہے انہیں یا

شخص ہے جو اپنے اندر فائق الفطرت بصیرت اور فراست کا مالک ہوتا ہے۔ وہ لوگوں کو غیب کی باتیں بتاتا ہے اور ان کے سربستہ رازوں کا انکشاف کرتا ہے۔ اس کا کلام منقفی اور سجع ہوتا ہے۔ اس کا اسلوب اور اس کا لہجہ عام لوگوں سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ اس کے برعکس مجنون اس شخص کو کہتے ہیں جس کی عقل میں فتور واقع ہو جائے۔ جو غور و فکر کی صلاحیت سے محروم ہو جائے۔ اس کی باتیں بے ربط اور اس کے کام بے ڈھنگے ہوتے ہیں۔ تمہارے اس الزام کے ابطال کے لیے کسی خارجی دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ وہ از خود اپنے ابطال کے لیے کافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محبوب! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون۔ یہ اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ کہتے رہیں۔

۳۰ کہنا سب یہ سوچتے کہ ہم کیسے بے سروپا الزامات لگا رہے ہیں، کوئی سنے گا تو کیا کہے گا، چنانچہ پیر پیچھے ہٹتے ہیں اور کہتے ہیں یہ شاعر ہے۔ حالانکہ ان سے بڑھ کر اس حقیقت سے اور کون واقف ہے کہ جو کلام بلاغت نظام پیش کرتے ہیں اس کا شاعری کے ساتھ دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔ بہرحال وہ اپنے دل کو تسلی دینے کے لیے یہ کہا کرتے ہیں شاعر ہے۔ بہت جلد اس کی زندگی کا بساط لپیٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد دنیا اسے اور اس کے اقوال کو فراموش کر دے گی جس طرح دوسرے ہمیشہ گزرے شعراء کا حال ہوا ہے اس لیے تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ خواہ مخواہ اپنے آپ کو ہلکان مت کرو۔ لیں انتظار کی چند گھڑیاں ہیں، انہیں گزار لو۔ معاملہ خود ہی رفع دفع ہو جائے گا۔ اس آیت میں ریب المنون کا لفظ غور طلب ہے مفسرین فرماتے ہیں کیونکہ اس کے شب و روز زندگی کو کاٹتے رہتے ہیں۔ ریب مصدر ہے۔ یہ کسی کو بے چین کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے مراد حوادثات ہیں۔

والریب مصدر رابه اذا اقلقه اريد به حوادث الدهر وصروفه لانها تقلق النفوس (یعنی ریب رَابَهُ کا مصدر ہے معنی ہے قلق و اضطراب میں مبتلا کر دینا۔ اس سے مراد زمانے کے حوادثات اور لیل و نہار کی گردش ہے جو انسان کو پریشان کرتی رہتی ہے۔

۳۱ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے نبی! ان بے سروپا امیدیں باندھنے والوں سے کہو ٹھیک ہے اچھی بات ہے تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کروں گا۔ وقت خود ہی فیصلہ کر دے گا کون حق پر تھا کون گمراہ تھا۔ کیا بیان کس کے حق میں ہے اور عذاب الٰہی کس پر نازل ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَحْلَامُهُمْ بِهَٰذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل

کی تلقین ان (اصل) باتوں کا ہے ۲۵ یا یہ لوگ ہی سرکش ہیں ۲۶ کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے خود ہی (قرآن) گھڑ لیا ہے ۲۷

لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ

درحقیقت یہ بے ایمان ہیں ۲۸ پس (اگر یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں) اس جیسی کوئی (اور) بات لے آئیں وہ (بات) اگر وہ سچے ہیں ۲۹ کیا

۲۵ حضور کے بارے میں یہ لوگ کسی ایک بات پر مطمئن نہیں تھے کبھی کہتے کاہن کہتے کبھی مجنون کہتے اور کبھی شاعر ہونے کا الزام لگاتے۔ ان کی نفی تو پہلے کر دی گئی ہے لیکن اب ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ آخر جو کبھی کچھ کہتے ہو اور کبھی کچھ یہ بتاؤ کیا تمہاری عقل اور سمجھ تمہیں یہی متضاد باتیں کہنے کا حکم دیتی ہے۔

۲۶ اس جملہ سے اس کی نفی کر دی گئی کہ ان کی عقل تو ایسی متضاد باتوں کا انہیں حکم نہیں دیتی۔ بات دراصل یہ ہے کہ عقل کے چراغ تو انہوں نے پہلے ہی اپنی ضد سے گل کر دیا ہے عقل و فہم سے تو انہوں نے کبھی کا رشتہ توڑ لیا ہے۔ یہ سرکش لوگ ہیں اور ان کی سرکشی ان کو باطل سے چمٹے رہنے پر مصر کر رہی ہے اور سنگ حقیقتوں کو سمجھ لینے کے باوجود وہ انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔

ان الفاظ میں ان پر کتنی زبردست چوٹ ہے۔

۲۷ اسی طرح قرآن کریم کے بارے میں بھی ان کی آراء مختلف تھیں۔ ان کا ایک خیال یہ بھی تھا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے بلکہ یہ خود مسلسل کوشش سوچتے رہتے ہیں اور خود فقرے گھڑ کر لوگوں کے سامنے آکر پیش کرتے ہیں اور لوگوں کو مرعوب کرنے کے لیے کہتے ہیں کہ یہ کلام اللہ تعالیٰ نے ہم پر نازل کیا ہے تقوّلہ: ابتدعہ من قبل نفسہ (اپنی طرف سے جھوٹ گھڑ لیا)۔

۲۸ اس سے اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ اپنے اس قول کی صحت پر انہیں قطعاً یقین نہیں وہ تو جانتے ہیں کہ وہ غلط بات کہہ رہے ہیں لیکن ہٹ دھرمی انہوں نے طے کر رکھی ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے اس لیے کہ کوئی حد اپنے ایمان نہ لانے کا تلاش کر لیتے ہیں اس طرح اپنے آپ کو دھوکہ دیتے رہتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کا انکار بے جا ضد پر مبنی ہے جبکہ ان کے پاس دلائل ہیں جن پر اسلام کے بارے میں ان کے طرز عمل کا دارومدار ہے۔

۲۹ اور اگر وہ اپنے اس قول میں سچے ہیں اور انہیں یقین ہے کہ وہ سچ کہہ رہے ہیں کہ یہ کلام ان کا اپنا بنایا ہوا ہے تو پھر ایسا کیوں نہیں کرتے کہ اس جیسا کوئی کلام پیش کر دیں اور بات ہی ختم ہو جائے۔ ان میں بڑے بڑے فصیح و بلیغ شاعر اور خطیب ہیں۔ وہ کوشش کریں، باہمی مشورہ کریں اور چوٹی کے ماہرین اس کام پر بٹھا دیں۔ لیکن اگر عرب کے تمام فصحاء و بلغاء اپنی انتہائی خواہش اور کوشش کے باوجود ایسا کلام پیش کرنے سے قاصر رہیں تو پھر انہیں اپنا سر دیوار سے ٹکرا لینا چاہیے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ

پیدا ہو گئے بغیر کسی خالق کے یا وہ خود ہی (اپنے) خالق ہیں؟ ۳۵ کیا انہوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں

وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ

اور زمین کو؟ (ہرگز نہیں) بلکہ وہ یقین سے محروم ہیں ۳۶ کیا ان کے قبضہ میں ہیں آپ کے رب کے خزانے یا انہوں نے ہر چیز

الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ

پر تسلط جما لیا ہے ۳۷ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے (جس پر چڑھ کر) اور (غیب کی باتیں) سن لیا کرتے ہیں۔ (اگر ایسا ہے) تو لے آئے ان میں سے

۳۵ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے لیکن وہ ازراہِ غرور اس فرمان کو بھی پس پشت ڈال دیا کرتے۔ ان کے اس طرزِ عمل کے بارے میں ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ کیا وہ بغیر کسی خالق کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا انہوں نے اپنے آپ کی خود تخلیق کی ہے۔ کیا آسمانوں اور زمین کو انہوں نے پیدا کیا ہے۔ اگر یہ ساری باتیں غلط ہیں اور واقعی یہ بھی اعتراف ہے کہ وہ خود بخود پیدا ہوئے ہیں نہ انہوں نے اپنے آپ کو پیدا کیا ہے اور زمین و آسمان کی آفرینش میں ان کا کوئی دخل ہے تو پھر ان کا اپنے خالق کی عبادت سے کترانا اور اس کے حضور میں جبین نیاز نہ رکھنا کہاں کی دانشمندی ہے۔

۳۶ اس سے اس حقیقی علت سے پردہ اٹھایا جس کی وجہ سے وہ عبادت نہیں کرتے۔ یعنی اگر ان سے پوچھا جائے کہ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے تو جواب دیتے ہیں اللہ نے۔ اس زمین اور آسمان کا خالق کون ہے تو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کو خالق مانتے ہیں تو پھر اس کی عبادت سے انکار کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا یہ صرف زبان سے کہتے ہیں کہ اللہ ان کا خالق ہے۔ دل زمین و آسمان کی وسعت کو سمجھتے ہیں لیکن ان کے دل میں کوئی ایمان اور یقین نہیں ہے۔ ان کے نفاق کو کس طرح آشکارا فرما دیا۔

۳۷ ان کی ایک اور لطیف کا انداز کیا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو نبی بنانا تھا تو مکہ اور طائف میں بڑے بڑے رئیس، دولت مند اور باثر لوگ موجود تھے ان میں سے کسی کو منتخب کیا ہوتا۔ یہ کیا تماشہ ہے کہ نبی بنایا تو اس کو جس کے پاس نہ زمین نہ زر، نہ جائداد اور انصار کا کوئی جتھہ۔ ہم کیسے مان لیں کہ یہ انتخاب اللہ تعالیٰ کا ہے۔

فرمایا نبوت اللہ تعالیٰ کی دین اور اس کی نعمت ہے۔ اس کی مرضی جس کو چاہے اس نعمت سے سرفراز فرمائے۔ ان کو مداخلت کا حق کس نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجیاں اگر ان کے پاس ہوتیں اور تقسیم کرنے کا اختیار انہیں تفویض ہوتا تو کوئی بات بھی تھی۔ جب خزانے اس کے اپنے ہیں اور تقسیم کا کل اختیار بھی اس کے دستِ قدرت میں ہے تو یہ کہاں سے آ گئے اللہ تعالیٰ کی عطا پر گفت و شنید کرنے والے۔ مصیطرون کی تشریح کرتے ہوئے علامہ جوہری کہتے ہیں۔ المصیطر المسلط علی الشیء یشرف علیہ و تحامد اللہ (صحاح)، یعنی جو کسی چیز پر مسلط ہو اس کی نگہبانی کرے اور اس کے تمام حالات سے خبردار رہے اسے مصیطر کہتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا

کھلی دلیل ۳۳؎ (خدا کو) کیا اللہ کے لیے تو بیٹیاں اور تمہارے لیے بیٹے ۳۴؎ (اے حبیب!) کیا آپ ان سے کوئی

فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ فَهُمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۴۱﴾

اجرت مانگتے ہیں پس وہ تاوان کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں ۳۵؎ کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے پس وہ لکھتے جاتے ہیں ۳۶؎

۳۳؎ یہ لوگ نبی کی نبوت اور اس کی تعلیمات کا انکار کرتے ہیں۔ آخر اس انکار کی ان کے پاس کوئی دلیل بھی ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی ایسا ذریعہ ہوتا جس کے ذریعے وہ آسمان پر چڑھ جاتے اور وہاں قضا و قدر کے جو فیصلے ہو رہے ہیں انہیں سن لیتے یا وہ جھوٹ موٹ رسائل حاصل کر کے کسی چیز کے سمجھ یا غلط ہونے کا انہیں علم ہو جاتا تو کوئی بات سمجھ آتی، لیکن ان کے پاس تو آسمان پر چڑھنے کے لیے کوئی زینہ نہیں ہے۔ یہ جو کچھ کہتے ہیں یہ محض ان کی اپنی قیاس آرائیاں ہیں اور ان کے وہم و گمان کی پیداوار ہیں۔ انہیں قطعیت بات تو یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول کے ارشادات کا انکار کریں جس کا علم یقینی ہے، جس کی دلیل روشن اور دلائل سے ہے اور جس کی صداقت کی ہزار ہا حجت دو دو تک ہے اور اگر انہیں اس بات کا دعویٰ ہے کہ وہ آسمان تک پہنچ سکتے ہیں تو آپ انہیں دعوے کو ثابت کرنے کے لیے کوئی روشن دلیل پیش کریں۔

۳۴؎ وہ کم بخت بڑے وثوق سے کہتے تھے کہ (معاذ اللہ) فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ اگر وہ آسمان پر چڑھ کر فرشتوں کو دیکھ سکتے اور اپنے مشاہدہ کی بنا پر یہ بات کہتے تو کوئی بات بھی ہوتی، یونہی اٹکل پچو باتیں بنا رہے ہیں۔ ان کی یہ جسارت اور بے باکی ہے کہ بیٹا اپنے لیے تو بڑے پسند کرتے ہیں۔ اگر ان کے ہاں لڑکی پیدا ہو جائے تو شرم کے مارے منہ نہیں دکھا سکتے۔ عجیب ذہنیت ہے ان کی کہ جسے اپنے لیے ناپسند کرتے ہیں وہ اللہ کے حصے میں ڈال دیتے ہیں۔ ان کی ساری باتیں بے ڈھنگی اور عقل و انصاف کے سراسر خلاف ہیں۔

۳۵؎ اے میرے پیارے رسول! اگر آپ ان سے اپنی ذات کے لیے کچھ طلب کرتے، یعنی وہ لوگ ہر روز کی فرمائشوں سے تنگ آ کر یہ حق فراہم کرنے کا مطالبہ کرتے اور ان سے اپنے وعظ و نصیحت کا معاوضہ طلب کرتے اور یہ لوگ ہر روز کی فرمائشوں سے تنگ آ کر یہ حق سے منہ موڑ لیتے تو کوئی بات بھی ہوتی۔ آپ تو اپنا معاوضہ ان کی بہتری کے لیے کر رہے ہیں۔ اپنے دن کا آرام اور رات کی نیند اس غرض کے لیے قربان کر رہے ہیں کہ خدا کرے ان کا بجھا ہوا چراغ روشن ہو جائے پھر کیوں اتنے خلاف بنے ہوئے ہیں کہ سر ہی کاٹنے پر تل رہے ہیں اور سیدھے بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ مغرم: ما یعطی من المال علی کرہ (تاوان، وہ مال جو جبراً یا کراہت سے دیا جائے) مثقلون: اثقل سے ہے جس کا معنی ہے کسی پر بھاری بوجھ لاد دینا۔ اثقلہ: اثقلا (تفعیل) (وہ شخص جس پر بھاری بوجھ لاد دیا گیا ہو۔

۳۶؎ کیا انہیں غیب کا علم ہے اور اس علم کے باعث وہ اللہ کے رسول کی نبوت کا انکار کرتے ہیں اور اس کی تعلیمات کو جھٹلاتے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو وہ تھوڑی سی زحمت گوارا کریں اور اس مضمون کی ایک تحریر لکھ دیں تاکہ یہ تحریر بوقت ضرورت کام آئے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۚ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ

کیا وہ (رسول) حملہ سے کوئی فریب کرنا چاہتے ہیں تو وہ کافر خود ہی اپنے فریب کا شکار ہو جائیں گے ﴿۴۲﴾ کیا ان کا کوئی اور خدا

إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾ وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ

ہے اللہ کے سوا۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں ﴿۴۳﴾ اور اگر وہ دیکھ لیں آسمان کے کسی

السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ

ٹکڑے کو گرتا ہوا تو یہ (ضد) کہیں گے یہ تو بادل ہے تہ در تہ ﴿۴۴﴾ پس انہیں (ان کی حال پر) چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنے اس

﴿۴۲﴾ ان کی ایک اور خطرناک سازش کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ وہ دارالندوہ میں بیٹھے بار بار مشورہ کرتے کہ کوئی ایسا منصوبہ تیار کیا جائے جس سے دین کی روز افزوں مقبولیت کو روکا جا سکے۔ ان کی یہ مخفیں بکثرت منعقد ہوا کرتیں اور رات گئے تک وہ سوچ بچار میں لگے رہتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے کفار! کان کھول کر سن لو کہ میرے دین اور میرے رسول کے خلاف تمہاری کوئی سازش کامیاب نہ ہو گی بلکہ تمہاری یہ سازشیں انجام کار تمہارے لیے ہی تباہی اور بربادی کا پیش خیمہ ثابت ہوں گی۔

جس چراغ کو اللہ تعالیٰ روشن کرے اسے کوئی آندھی بجھا نہیں سکتی جس دین کو غالب کرنے کا وعدہ اس نے کیا ہو دنیا کی کوئی طاقت اسے مغلوب نہیں کر سکتی۔ اس لیے یہ جیٹ کوششیں چھوڑ دو تم کبھی کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو گے۔ علامہ قرطبی رحمہ اللہ یوم الذین یوعدون کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں ای الذی وعدوا بہ: یعنی رحمت کے خلاف کر و فریب کے جو جال وہ بُن رہے ہیں اس میں وہ خود ہی پھنسیں گے۔ جو کچھ وہ مسلمانوں کے لیے کھود رہے ہیں اس میں وہ خود گریں گے اور ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔

﴿۴۳﴾ آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر اگر کوئی معبود برحق ہوتا تو بے شک اس کی عبادت کرتے۔ جب اس کے بغیر اور کوئی معبود ہے ہی نہیں تو اب اس کے بغیر کسی کی عبادت کرنا کتنی بڑی حماقت ہے۔ جو چیزوں کو وہ خدا کا شریک بناتے ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام سے پاک ہے کوئی اس کا شریک نہیں کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

یہ بیان جو مسلسل کئی آیات پر مشتمل ہے اس میں کفار کے تمام شبہات اور احتمالات کو دلائل و شواہد سے مسترد کر دیا گیا ہے اور ہر جگہ بتایا گیا ہے کہ باطل سے ان کے چپٹے رہنے کی وجہ یہی ہے کہ سرکشی کو انہوں نے اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اللہ میں ایمان اور ایقان کا فقدان ہے اپنے موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں جسے عقل سلیم قبول کر سکے۔

﴿۴۴﴾ آخر میں ان کی ہٹ دھرمی کی کیفیت بیان کی جا رہی ہے کہ اگر آسمان کا ٹکڑا گر کر ان کی ہلاکت کا سبب بن جائے تو یہ کہیں گے یہ تو بادل کی ایک گھٹا ہے جو ہم پر برسنے آ رہی ہے۔ رکام یرکم رکما سے ماخوذ ہے۔ رکم کا معنی ہے کسی چیز کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر ڈھیر لگا دینا جس طرح ریت کا ٹیلہ ہوتا ہے۔ رکم جمعہ وجعل بعضہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿۴۵﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ

لوگ کہ اپنے جس میں وہ غش کھا کر گر پڑیں گے ﴿۴۵﴾ جس روز ان کی فریب کاری ان کے کسی کام نہ آئے گی اور نہ ان کی مدد

يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

کی جائے گی۔ ﴿۴۶﴾ اور بے شک ظالموں کے لیے ایک اور عذاب اس سے پہلے ہی ہے لیکن ان میں سے اکثر

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

اس سے بے خبر ہیں۔ ﴿۴۷﴾ اور آپ صبر فرمائیے اپنے رب کے حکم سے بے شک آپ ہماری نگاہوں میں ہیں اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ

فوق بدھ حق یصیر کالسامر کیعا کثر کام الی صل زمہریر بادل جب سخت گھٹا اور تاریک ہو تو اسے سحاب مرکوم کہتے ہیں۔

۴۴ اے حبیب! یہ متعصب لوگ جن کو ہٹ دھرمی قبول نہیں کریں گے آپ ان کو نظر انداز کر دیجیے جب سخت کی پکڑ کریں گی پھر ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ اس وقت انہیں پتہ چلے گا کہ ان کی تمام حیلہ سازیاں ان کے کسی کام نہ آئیں اور ان کے بت اس مشکل گھڑی میں انہیں بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے گئے۔

یصعقون صعق کے معنی ہیں۔ خشی علیہ وذھب عقلہ من صوت یسمعہ کالھدۃ الشدیدۃ یسمعہ الانسان او غیرہ کسی زوردار آواز کو سن کر عقل کا مختل ہو جانا۔ اس کا دوسرا معنی موت یعنی مر جانا۔ اکثر علما کا یہی خیال ہے یصعقون، یموتون۔

۴۵ یہ بیان فرمایا ہے کہ مذاہب قیامت سے پہلے منکرین کو طرح طرح کے آلام و مصائب میں گرفتار کر دیا جائے گا لیکن اس سے بھی انہیں تنبیہ نہیں ہوگی بلکہ اپنی پرانی روش پر وہ گامزن رہیں گے ایسے ناسمجھ کی مثال ایک حدیث شریف میں بیان کی گئی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المنافق اذا مرض ثم صح کان کالبعیر عقلہ اھلہ ثم ارسلوہ فلم یدر لم عقلوہ ولم یدر لم ارسلوہ (ابوداؤد، کتاب الجنائز)

کہ منافق جب بیمار ہوتا ہے اور پھر صحت یاب ہو جاتا ہے تو اس کی مثال ایک اونٹ کی سی ہے جسے گھر والوں نے پہلے باندھا اور پھر کھول دیا ہے اس کی خبر نہیں ہوتی کہ اسے باندھا کیوں گیا تھا اور اسے کھول کیوں دیا ہے۔

۴۶ جس قوم کو دعوت حق دینے کے لیے اے حبیب! آپ کو مبعوث فرمایا گیا ہے ان کے حالات سے آپ باخبر ہیں۔ وہ اگر مزاج میں اعتدال و دانش کے چراغ اپنے لیے گل کر دیے ہیں، غور و تدبر سے کام لینا ان کا معمول ہی نہیں۔ ہر وقت آپ کو ایذا پہنچانے اور دین حق کی شمع گل کرنے کے لیے وہ آپس میں مشورے کرتے رہتے ہیں۔ ہم نے آپ کو بتایا ہے تاکہ ان کے بے نور سینوں کو آپ روشن کریں۔ ان زندہ صفت لوگوں کو زندہ سیرت بنائیں۔ ان کی ہٹ دھرمی کی خو کو کیسے جلا دیں اور تسلیم و رضا کا ان کو ایسا درس دیں کہ حق قبول کرنے میں انہیں پھر کبھی تامل نہ ہو۔ اتنا بڑا انقلاب برپا کرنا آسان نہیں۔ اس کے لیے آپ کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بڑی محنت کرنی پڑے گی، بڑے دکھ سہنے پڑیں گے، بڑی مصیبتیں برداشت کرنا ہوں گی۔ اس لیے آپ صبر واستقامت کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہیں اور اپنا فرض پوری دل سوزی سے انجام دیتے رہیں۔ ان کلمات میں آپ پر تعزیت کیجیے۔ یہ نہیں فرمایا کہ ان کی اذیت رسانی پر صبر کیجیے، بلکہ فرمایا کہ صبر کیجیے کیونکہ یہ آپ کے رب کا حکم ہے۔ اپنے مالک کے حکم کے باعث صبر کرنے میں جو لطف ہے اسے اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

﴿۴۸﴾ آپ ہماری نگاہوں میں ہیں۔ ہم خود آپ کے محافظ اور نگہبان ہیں۔ کوئی دشمن آپ کو ناکام نہیں بنا سکتا۔

اہل معرفت علما کہتے ہیں کہ اسی قسم کا جملہ موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی فرمایا گیا۔ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِيْ (طٰہٰ آیت ۳۹) تاکہ آپ میری نگاہ کے سامنے تیار ہوں لیکن اس آیت میں عین واحد اور حرف جار علیٰ استعمال ہوا ہے جس کا معنی ہے میری ایک آنکھ کے سامنے، لیکن یہاں فرمایا بِاَعْيُنِنَا۔ حرف جار با اور اعین جمع۔ یعنی ایک آنکھ نہیں بلکہ ہماری ساری آنکھوں میں۔ اسماعیل حقی کہتے ہیں۔

ونحن نراك بجميع عيون الصفات والذات بنسبة المحبة والشفق تنظر بها اليك شوقا اليك برحمة لك۔ یعنی ہم آپ کو دیکھتے ہیں اپنی ذات اور اپنی صفات کی تمام آنکھوں سے بڑے محبت بھرے انداز سے ہم شوق سے آپ کی طرف دیکھتے ہیں اور آپ کی نگہبانی کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی اس جملہ کی تشریح کے بعد لکھتے ہیں:

ومن نظر بعين بصيرته علم من الآيتين الفرق بين الحبيب والكليم عليهما افضل الصلوٰة واكمل التسليم (روح المعانی)

یعنی جو شخص نگاہ بصیرت سے ان دو آیتوں کا مطالعہ کرے گا اسے حبیب و کلیم کے درمیان جو فرق ہے وہ معلوم ہو جائے گا۔

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ نے اپنے مریدین کو یمن اور شام کے وقت یہ دعا مانگنے کی تلقین فرمائی۔ آپ بھی اللہ کے فرمانی کلمات سے دست طلب پھیلائیں گے تو خداوند کریم اسے خالی واپس نہ کرے گا۔

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا بِعَيْنِكَ الَّتِيْ لَا تَنَامُ وَاحْفَظْنَا بِرُكْنِكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ وَارْحَمْنَا بِقُدْرَتِكَ عَلَيْنَا فَلَا نَهْلِكُ وَاَنْتَ رَجَاؤُنَا۔ (روح البیان)

ترجمہ: اے اللہ! ہماری اس آنکھ سے نگہبانی فرما جو سوتی نہیں ہے اور اس گوشہ میں ہماری حفاظت فرما جس کا کوئی ارادہ قصد نہیں کر سکتا اور اپنی اس قدرت سے ہم پر رحم فرما جو تجھے ہم ناچیز بندوں پر حاصل ہے جب تک تو ہمارا امید وسا اور ہماری امید ہے ہم ہلاک نہیں ہوں گے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حِيْنَ تَقُوْمُ ۙ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝

جب تو اٹھتا ہے اور رات کے کسی حصہ میں بھی اس کی تسبیح کیا کر اور جب ستارے ڈوب رہے ہوتے ہیں

۴۴ راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات پر صبر کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ بڑے بڑے جلیل القدر پیغمبر ان سے بھاگ جاتے ہیں۔ جب آفت پر آفت اور مصیبت پر مصیبت ٹوٹتی ہے تو بڑے بڑے جوانمردوں کے قدم اکھڑ جاتے ہیں۔ اس لیے صبر کا حکم دینے کے بعد ہدایت فرمائی کہ اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح میں ہر وقت مشغول رہا کریں۔ ذکر الٰہی سے ہی ایسی قوت پیدا ہوتی ہے کہ ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹتے ہیں اور وہ اُف تک نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ صبر کی توفیق ان سعادت مندوں کو بخشتا ہے جو دن رات اس کے ذکر میں محو رہتے ہیں۔ فرمایا جب بھی آپ کھڑے ہوں تو اپنے رب کی حمد اور اس کی پاکی بیان کریں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خلاصوں کو بھی یہی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مَنْ جَلَسَ فِيْ مَجْلِسٍ وَكَثُرَ فِيْهِ لَغَطُهُ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ. حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی مجلس میں بیٹھے اور خوب گپیں ہانکے لیکن اس مجلس سے اٹھنے سے پہلے یہ کہتا ہے سبحانك اللهم الخ اللہ تعالیٰ اس مجلس میں ہونے والی ہر گناہ اس سے بخش دیتا ہے۔

اسی طرح اگر رات کو سوتے سوتے انسان کی آنکھ کھل جائے تو اس وقت یہ تسبیح پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یہ کہنے کے بعد جو دعا مانگے گا وہ قبول ہوگی اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز بھی قبول ہوگی۔ (بخاری شریف)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول مبارک تھا کہ جب تسبیح ارشاد فرماتے تو اس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح سے کرتے۔

وادبار النجوم سے مراد فجر ہے کیونکہ سحری کے طلوع ہونے کا وقت جب قریب آجاتا ہے تو ستاروں کی روشنی ماند پڑنے لگتی ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا رات بھر نور افشانی کرنے کے بعد وہ سال سے نیچے پھر کہیں جا رہے ہیں۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز صبح کے بعد ذکر بڑی بابرکت چیز ہے۔ اہل سنت کی مساجد میں نماز صبح کے بعد بڑے اہتمام اور لمبے شوق سے کلمہ شریف اور درود شریف کا ذکر دراصل اسی آیت کی تعمیل ہے۔

ربنا وزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي وان اعمل صالحا ترضاه واصلح لي في ذريتي اني تبت اليك واني من المسلمين۔

سبحانك اللهم وبحمدك اليك ونهارا۔ سرا وجهارا۔

والصلوة والسلام على نور عرشك وعروس مملكتك كثيرا كثيرا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

التحقیقات اللغویہ

	سورہ نمبر	حاشیہ نمبر
و		
اسوہ	۳۳	۴۲
اھل البیت	۳۳	۶۳
اکل	۳۴	۲۸
اثل	۳۴	۲۸
تؤفکون	۳۵	۹
لجاج	۳۵	۱۹
اساور	۳۵	۴۷
امام	۳۶	۱۲ الف
اِمْر	۴۳	۲۶
اَسَفُوْنَا	۴۳	۶۰
مستبرق	۴۴	۴۰
اقاك	۴۵	۶
اثیم	۴۵	۶
اَثَارَة	۴۶	۵
آسِن	۴۷	۲۱
آذر	۴۸	۲۱
اقاب	۵۰	۴۸
اِفك	۵۱	۶
الآزفة	۵۳	۳۲
الافك	۵۳	۴۸
	-	-
ب		
بادون	۳۳	۴۱
تبرج	۳۳	۶۱
بور	۳۵	۱۲
بحر	۳۵	۱۹
بیض	۳۷	۱۹
مُبِین	۴۳	۲
بالھم	۴۷	۳
بھیج	۵۰	۸
مبصرا	۴۰	۴۸
ت		
اتراب	۳۸	۵۳
تعسًا	۴۷	۱۴
ثوب	۴۰	۳
ث		
مثانی	۴۵	۳۲
اثخنتموھم	۴۷	۶
ج		
جلابیب	۳۳	۹۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
جنة	۳۴	۱۱
جفان	۳۴	۲۰
جُدَدٌ	۳۵	۲۹
اجداث	۳۶	۴۵
جِبِلاً	۳۶	۵۵
جیاد	۳۸	۴۶
اجتبٰی	۴۷	۲۰
الجوار	۴۲	۵۵
جعل	۴۳	۳
جاریات	۵۱	۱
ح ——		
حناجر	۴۰	۱۹
حداد	۵۷	۳۷
حمید	۵۷	۹
محاریب	۳۴	۲۰
حوت	۳۷	۴۳
محراب	۳۸	۲۳
حمیم	۳۸	۵۴
حفیظ	۴۲	۷۳
حکیم	۴۳	۵
تحبرون	۴۳	۷۰
محله	۴۸	۴۶
الحمیة	۴۸	۴۷
تحیّد	۵۰	۱۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
حبك	۵۱	۴
حور	۵۲	۱۳
حجاب	۴۱	۷
خ ——		
خاتم	۳۳	۷۳
خسط	۳۴	۲۸
خالدون	۳۶	۲۸
خوّله	۳۹	۱۹
فاستخف	۴۳	۵۸
خرّاصون	۵۱	۷
خطب	۵۱	۲۹
خوض	۵۲	۵
د ——		
تدعو	۳۵	۲۵
تدعون	۴۶	۴
الدعا	۴۰	۷۶
فادعوه	۴۰	۸۴
دحورا	۳۷	۵
داخرون	۳۷	۷
مدحضین	۳۷	۴۳
الدهر	۴۵	۳۳
لادری	۴۶	۱۲
یُدَعُّون	۵۲	۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
لیدحضوا	۴۰	۹
ذ		
ذاریات	۵۱	۱
ذنوب	۵۱	۵۵
ذوالعرش	۴۰	۲۸
ر		
مرجون	۳۳	۱۰۲
راسیات	۳۴	۲۰
رجز	۴۵	۱۰
رکعًا	۴۸	۵۷
راشدون	۴۹	۱۲
مریب	۵۰	۲۴
	۴۱	۷۰
راغ	۵۱	۲۵
برکنہٖ	۵۱	۳۹
رق	۵۲	۱
ریب المنون	۵۲	۲۳
مرکوم	۵۲	۳۹
رفیع الدرجات	۴۰	۲۸
الروح	۴۰	۲۸
مرتاب	۴۰	۵۳
رواسی	۴۱	۱۴
ربت	۴۱	۲۲
ز		
یزفّون	۳۷	۳۱
ازواج	۴۳	۱۳
زخرف	۴۳	۳۹
رھوًا	۴۴	۲۴
الزقوم	۴۴	۳۷
تزیّلوا	۴۸	۴۶
س		
سلق	۳۳	۳۷
ساھو	۳۷	۴۳
تسوّروا	۳۸	۲۳
سوق	۳۸	۳۶
استویٰ	۴۳	۱۵
	۴۸	۶۱
سندس	۴۴	۴۱
سخّر	۴۵	۱۱
سوّل	۴۷	۳۴
سکینہ	۴۸	۶
سیجلا	۴۸	۵۷
سیماھم	۴۸	۵۹
سوق	۴۸	۶۱
المسجود	۵۲	۱۰
سیئات	۴۰	۱۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
سلطان	۴۰	۳۸
سُبُل	۴۰	۵۳
اسباب	۴۰	۵۴
یسجرون	۴۰	۸۹
یسجرون	۴۰	۸۹
استویٰ	۴۱	۱۹
ش		
اشدّہ	۴۳	۳۵
شقاق	۳۸	۳
لاتشطط	۳۸	۲۳
متشاکسین	۳۹	۳۴
شرع	۴۲	۱۷
شوریٰ	۴۲	۶۰
شریعۃ	۴۵	۳۳
اشداء	۴۸	۵۹
شطأہ	۴۸	۶۱
ص		
صیاصی	۳۳	۵۱
صافنات	۳۸	۳۶
صفحًا	۴۳	۴
صُبّوا	۴۴	۳۸
صلّوا	۴۷	۱
صرّۃ	۵۱	۲۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
فصکّت	۵۱	۲۸
اِصلوھا	۵۳	۹
مصیطر	۵۲	۳۲
یصعقون	۵۲	۴۵
صاعقہ	۴۱	۲۶
صرصرا	۴۱	۳۰
ض		
اضغانھم	۴۷	۳۷
اضغانکم	۴۷	۴۲
ط		
تطوّھم	۴۸	۴۶
طور	۵۲	۱
طول	۴۰	۵
ظ		
اظنّہ	۴۰	۵۵
ع		
الاعراب	۳۳	۴۱
معاجزین	۳۴	۸
عرم	۳۴	۲۷
عذب	۳۵	۱۹
عین	۳۷ ۵۲	۱۶ ۱۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
عزّۃ	۳۸	۳
حجاب	۳۸	۷
عشّی	۳۸	۳۶
الأعلام	۴۲	۵۵
عزم	۴۲	۶۶
یعش	۴۳	۴۱
عابدین	۴۳	۷۷
فاعتلوا	۴۴	۳۸
یستقتبون	۴۵	۴۲
	۴۱	۴۰
معکوفا	۴۸	۴۶
المعرّۃ	۴۸	۴۶
العنید	۵۰	۲۴
عتید	۵۰	۱۷
عقیم	۵۱	۳۶
علی	۴۱	۶۹
غ		
نُعریتک	۳۳	۱۰۲
غرور	۳۵	۱۱
غرابیب سُود	۳۵	۳۹
غول	۳۷	۱۵
غسّاق	۳۸	۵۷
یغضون	۴۹	۶
غمرۃ	۵۱	۸

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
ف		
یفتح	۳۴	۶
فاطر	۳۵	۲
فرات	۳۵	۱۹
فواق	۳۸	۱۶
یفرق	۴۴	۶
تفیضون	۴۶	۹
ق		
قدور	۳۴	۲۰
قطمیر	۳۵	۲۵
مقمحون	۳۶	۶
قطعاً	۳۸	۱۷
مقرنین	۴۳	۱۵
لقیّض	۴۳	۳۶
ق	۵۰	۱
ک		
کافّۃ	۳۴	۲۸
کأس	۳۷	۱۵
یکوّر	۳۹	۱۲
یکفّر	۳۹	۳۹
یکفّر	۴۸	۹
کفّار	۵۰	۲۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
مکیدون	۵۲	۳۷
اکنّہ	۴۱	۷
ل		
لغوب	۳۵	۴۷
ملیم	۳۷	۴۳
لطیف	۴۲	۳۷
ملیم	۵۱	۳۵
التناھم	۵۲	۱۵
یُلقّاھا	۴۱	۵۶
یُلحدون	۴۱	۶۳
م		
مرتّقم	۳۴	۱۰
تماثیل	۳۴	۲۰
مواخر	۳۵	۲۲
مارد	۳۷	۵
ملأ اعلیٰ	۳۷	۵
المھل	۴۴	۳۷
مثل	۴۸	۶۰
امتحن	۴۹	۲
مجید	۵۰	۲
مریج	۵۰	۶
مورا	۵۲	۲
ممنون	۴۱	۱۲

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
ن		
نبیّ	۳۳	۱
نحب	۳۳	۲۳
منسأتہ	۳۴	۲۳
تناوش	۳۴	۲۹
نصب	۳۵	۲۷
ینسلون	۳۶	۴۵
ننکسہٗ	۳۶	۶۰
ینزفون	۳۷	۱۶
انداداً	۳۹	۲۰
ینتصرون	۴۲	۴۱
نقبوا	۵۰	۳۳
انذرتکم	۴۱	۲۶
یثرغنّک	۴۱	۵۷
و		
وقّرن	۳۳	۶۱
وجیفاً	۳۳	۱۰۹
واصب	۳۷	۵
یتوفّٰی	۳۹	۴۵
وحی	۴۲	۷۹
ادّعیٰ	۴۶	۲۲
اولیٰ	۴۷	۳۱
وقّرا	۵۱	۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
موسعون	۵۱	۴۷
وقرٌ	۴۱	۷
یوزعون	۴۱	۳۳
ہ ــــــ		
یہیج	۳۹	۲۹
الہدی	۴۸	۴۶

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
ھدینا	۴۱	۳۱
اھلکٌ	۴۱	۶۲
ی ــــــ		
یقطین	۳۷	۴۳
یوم التناد	۴۰	۳۲
ایام	۴۵	۱۵

التحقیقات النحویہ

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
لایعلمون الا قلیلا	۳۳	۱۰۲
وما ارسلناک الا کافۃ للناس	۳۴	۴۸
الحمد للہ الذی	۳۴	۱
افمن زین لہ سوء عملہ	۳۵	۱۳
لات حین مناص	۳۸	۴
قال فالحق والحق اقول	۳۸	۷۰
الا المودۃ فی القربی	۴۲	۴۲
انہ بُراء مما تعبدون	۴۳	۲۶
ام حسب الذین اجترحوا السیئات	۴۵	۳۸
واضلہ اللہ علی علم	۴۵	۴۱
تنزیل الکتاب	۴۰	۲
ربنا وسعت کل شیء رحمۃ وعلما	۴۰	۱۵

	سورۃ نمبر	حاشیہ نمبر
تنزیل من الرحمٰن الرحیم	۴۱	۲
قرآنا عربیا	۴۱	۳
حفظاً	۴۱	۲۲
ان الذین کفروا	۴۱	۶۲
اتخذوا من دون اللہ قربانا آلہۃ	۴۶	۳۹
ضرب الرقاب	۴۷	۵
ھانتم ھؤلاء	۴۷	۴۳
ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون	۴۹	۵
عن الیمین وعن الشمال قعید	۵۰	۱۶
القیا فی جھنم کل کفار عنید	۵۰	۲۴
ذکر کرنے کی وجہ		
وعنھم سراعا	۵۰	۴۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ جل مجدہٗ وعز شانہٗ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
توحید		
سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک ہے۔	۳۴	۱
سب تعریفیں فاطر السمٰوٰت والارض کے لیے جس نے مختلف قوت کے فرشتے پیدا کیے۔	۳۵	۱
سب تعریفیں اللہ کے لیے جو رب العالمین ہے	۳۷	۱۸۲
ساری برکتیں اللہ کے لیے جو رب العالمین ہے	۴۵	۳۶
ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو رب العالمین ہے	۴۰	۶۴
	۴۰	۶۵
	۴۵	۳۶
اُس کے بغیر نہ کوئی خالق ہے نہ رازق	۳۵	۳
اُس کے بغیر کوئی معبود نہیں	۳۵	۳
	۳۹	۶
اُس واحد و قہار کے سوا کوئی معبود نہیں	۳۸	۶۶
وُہ اللہ ہی واحد و قہار ہے	۳۹	۴
اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔	۴۴	۸
	۴۷	۱۹
	۴۷	۳

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے	۴۰	۶۲
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۴۰	۶۵
〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۴۱	۶
تمہارا معبود ایک ہے	۳۷	۴
〃 〃 〃 〃	۴۱	۶
وُہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے	۳۷	۵
وُہ مشارق کا رب ہے	۳۷	۵
وُہ میرا رب ہے	۴۳	۱۰
آسمانوں اور زمین میں بڑائی اُسی کے لیے ہے۔	۴۵	۳۷
اللہ ہی کارساز ہے	۴۲	۹
وُہی تمہارا رب ہے	۳۹	۶
آسمانوں میں اور زمین میں وُہی خدا ہے	۴۳	۸۴
خلوص کے ساتھ اُسی کی عبادت کرو	۴۰	۱۴
وُہی زندہ ہے	۴۰	۶۵
بُت کسی ذرہ کے مالک نہیں	۳۴	۱
زمین و آسمان میں اُن کا کوئی حصہ نہیں	۳۴	۱
حاملینِ عرش اور دُوسرے فرشتے اُس کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں	۴۰	۷
حکم کا اِختیار اللہ کے لیے جو علی کبیر ہے۔	۴۰	۱۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
دلائلِ توحید		
کفار سے پوچھو رازق کون ہے کہیں گے اللہ	۳۴	۲۴
جو نعمت کسی کو دینا چاہے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے روکنا چاہے کوئی دے نہیں سکتا۔	۳۵	۲
ہوائیں، بادل، بارش اور مُردہ زمین کا زندہ ہونا۔	۳۵	۹
میٹھے پانی اور کھاری پانی کے ذخائر	۳۵	۱۲
تسخیر شمس و قمر، ساری بادشاہی اللہ کی ہے	۳۵	۱۳
بارش کا برسنا، مختلف رنگوں کے پھل، پہاڑوں کے مختلف رنگ کوئی سفید، کوئی سُرخ، کوئی سیاہ۔	۳۵	۲۷
انسانوں، چارپایوں اور جانوروں کے مختلف رنگ اور رُوپ۔	۳۵	۲۸
مُردہ زمین کو زندہ کرنا، اجناس اور پھلوں کا پیدا ہونا، چشموں کا جاری ہونا تاکہ تم کھاؤ اور ان سے مُربّے، اچار، چٹنیاں وغیرہ بناؤ۔	۳۶ ۳۵	۳۳،۳۴
وُہ ہر عیب سے پاک ہے جس نے زمین سے اُگنے والی ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا	۳۶	۳۶ مع حاشیہ
تاثیرِ نخل کا اعتراض اور جواب	۳۶	حاشیہ آیت ۳۶
رات کا آنا، سورج کا چلنا، عزیز و علیم کا مقرر کردہ ہے	۳۶	۳۸،۳۷
چاند اور اُس کی مختلف منزلیں	۳۶	۳۹
چاند کی منزلوں کے نام	۳۶	حاشیہ آیت ۳۹
نہ سورج چاند سے آگے نکل سکتا ہے اور نہ رات دن سے۔	۳۶	۴۰
سب سیارے اپنے اپنے فلک میں تیر رہے ہیں	۳۶	۴۰
سفینۂ نوحؑ بھی اُس کی قدرت کی نشانی ہے۔	۳۶	۴۱ مع حاشیہ
سمندر اور دریا تمہارے لیے مُسخر کیے	۳۶	۴۲، ۴۳، ۴۴
جہازوں کو اُٹھائے پھرتے ہیں یہ محض ہماری رحمت ہے		۴۴
جانور بنائے سواری کے لیے اُنھیں مسخر کیا، اُن کے گوشت کو خوراک بنایا اور دیگر فوائد	۳۶	۷۱، ۷۲، ۷۳
اُس نے سبز درخت میں آگ رکھ دی	۳۶	۸۰
آسمان و دُنیا کو ستاروں سے آراستہ کیا	۳۷	۶
ہم نے آسمان و زمین کو باطل پیدا نہیں کیا۔	۳۸	۲۷
آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا	۳۹	۵ (۱)
گردشِ لیل و نہار، تسخیر شمس و قمر	۳۹	۲۶ (۲)
	۳۹	۳۵ (۳)
تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا	۳۹	۶
تمہاری خدمت کے لیے آٹھ قسم کے جانور پیدا کیے۔	۳۹	۶
شکمِ مادر کے تین اندھیروں میں تمہیں پیدا فرمایا	۳۹	۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
مینہ کا برسنا، کھیتوں کا جی اٹھنا، پھر پکنا، اہل محل کے لیے اس میں نصیحت ہے۔	۳۹	۲۱
آسمانوں اور زمین کی تخلیق، اس میں گوناگوں جانور اس کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں۔	۴۲	۲۹
ہر بیمار و شکور کے لیے نشانیوں، ہواؤں کے سمندر کی لہروں میں نشانیاں ہیں	۴۲	۳۳،۳۲
اس کی قدرت کی نشانیاں، آسمان سے رزق کا نزول	۴۰	۱۳
رات کو آرام کے لیے بنایا اور دن کو کام کے لیے روشن بنایا	۴۰	۶۱ مع حاشیہ
اس نے زمین کو تمہارے لیے قرار اور آسمان کو چھت بنایا تمہیں حسین صورت دی، پاکیزہ رزق دیا۔	۴۰	۶۴
کھانے کے لیے اور سواری کے لیے جانور بنائے اور ان میں دیگر فائدے ہیں کشتی پر تم سوار ہوتے ہو۔	۴۰	۸۰
اس کی قدرت کی دیگر نشانیاں	۴۰	۸۱
زمین کی تخلیق دو دن میں کی، اس میں پہاڑ بنائے، ہر قسم کی خوراک کا انتظام چار دن میں کیا۔	۴۱	۱۰،۹
دھواں سے سات آسمان دو دن میں بنائے	۴۱	۱۲
ہر آسمان کو اس کے حسب حال وحی فرمائی	۴۱	۱۲
آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کیا۔	۴۱	۱۲

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ذالک تقدیر العزیز العلیم	۴۱	۱۲
رات، دن، سورج، چاند اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔	۴۱	۳۷
بنجر زمین پر مینہ کا برسنا، کھیتوں کا لہلہانا اس کی قدرت کے نشان ہیں	۴۱	۳۹
آفاق و انفس میں اللہ کی نشانیاں ہیں	۴۱	۵۳ مع حاشیہ
اس نے زمین کو گہوارہ بنایا اس میں راستے بنائے، وہ بارش برساتا ہے	۴۳	۱۱،۱۰ ۱۲
وغیرہ آیات قدرت، زمین و آسمان کی تخلیق		
تمہاری اپنی پیدائش، حیوانات، گردش لیل و نہار، بارش، ہوائیں سب اس کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں	۴۵	۴،۳ ۵
تسخیر بحر	۴۵	۱۲
تمہارے لیے زمین و آسمان کی ہر چیز کو مسخر کر دیا	۴۵	۱۳
اہل فکر کے لیے ان میں اس کی قدرت کی آیات ہیں۔	۴۵	۱۳
آسمان کی طرف دیکھو اسے کیسا بنایا اور آراستہ کیا۔	۵۰	۶
زمین کو کیسے بچھایا، پہاڑ کھڑے کیے ہر قسم کی چیزیں اگائیں	۵۰	۷
ہر فرمانبردار بنانے کے لیے اس میں بصیرت افروزی اور یاد دہانی کا سامان ہے	۵۰	۸
بارش کا نزول، باغات، اجناس وغیرہ	۵۰	۱۱،۱۰،۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا	۵۰	۳۸
آسمان کو بنایا اور اسے وسعتیں بخشیں	۵۱	۴۷
زمین کا آرام دہ فرش بچھایا	۵۱	۴۸
ہر چیز کے جوڑے بنائے تاکہ تم غور و فکر کرو	۵۱	۴۹

صفاتِ الٰہی

(الف) علم الٰہی

اللہ علیم حکیم ہے	۳۳	۱
〃 〃 〃 〃	۴۹	۸
اللہ لطیف و خبیر ہے	۳۳	۳۴
جو تم کرتے ہو اس کو جانتا ہے	۳۳	۲
〃 〃 〃 〃	۳۵	۸
〃 〃 〃 〃	۴۸	۱۱
〃 〃 〃 〃	۴۸	۲۲
وہ ہر چیز کو جانتا ہے	۳۳	۴۰
〃 〃 〃 〃	۴۶	۱۹
〃 〃 〃 〃	۳۳	۵۵
〃 〃 〃 〃	۳۴	۲
جو تمہارے دلوں میں ہے وہ جانتا ہے وہ علیم اور حلیم ہے	۳۳	۵۱
〃 〃 〃 〃	۳۵	۳۸
〃 〃 〃 〃	۳۹	۷

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جو تمہارے دلوں میں ہے وہ جانتا ہے وہ علیم اور حلیم ہے	۴۲	۲۴
وہ تمہارے ظاہر و باطن ہر چیز کو جانتا ہے	۳۴	۵۴
〃 〃 〃 〃	۳۶	۷۶
علم قیامت اللہ کے پاس ہے	۴۳	۶۳
〃 〃 〃 〃	۴۳	۸۵
وہ عالم الغیب ہے	۳۴	۳
زمین و آسمان کا کوئی ذرہ اس سے مخفی نہیں	۱۰	۸
علام الغیوب ہے	۳۴	۴۸
ہر عورت اس کے علم سے حاملہ ہوتی ہے	۳۵	۱۱
عالم الغیب والشہادہ	۳۹	۴۶
وہ غیب السموات والارض کو جاننے والا ہے	۴۹	۱۸
لا یعزب عنہ (علم الٰہی کی حقیقت)	۳۴	۳ مع حاشیہ
وہ فتاح علیم ہے	۳۴	۲۶
وہ علیم خبیر ہے	۳۴	۱
وہ سمیع قریب ہے	۳۴	۵۰
وہ خبیر بصیر ہے	۳۵	۳۱
وہ علیم قدیر ہے	۳۵	۴۴
وہ کل خلق علیم ہے	۳۶	۷۹
〃 〃 〃 〃	۴۲	۱۲
〃 〃 〃 〃	۴۲	۲۶
وہ سمیع بصیر ہے	۴۲	۱۱
〃 〃 〃 〃	۴۰	۲۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
وہ سمیع بصیر ہے	۴۰	۵۶
وہ حکیم علیم ہے	۴۳	۸۴
" " " "	۴۸	۴
" " " "	۴۹	۸
وہ سمیع علیم ہے	۴۴	۶
	۴۹	۱
عمر کی زیادتی اور کمی لوح محفوظ میں درج ہے	۳۵	۱۱
وہ بندوں کو اندازے سے رزق دیتا ہے	۴۲	۲۷
انہ بعبادہ خبیر بصیر		
وہ شہ رگ سے قریب ہے	۵۰	۱۶
دائیں بائیں دو فرشتے ہر شخص کی ہر بات لکھ رہے ہیں	۵۰	۱۸،۱۷
جو وہ کہتے ہیں ہم جانتے ہیں	۵۰	۴۵
وہ خائن آنکھ اور دلوں کے بھیدوں کو جانتا ہے	۴۰	۱۹
اس کا علم محیط ہے	۴۱	۴۷
(ب) قوت و عزت خداوندی		
وہ قوی اور عزیز ہے	۳۳	۲۵
وہ عزیز اور حکیم ہے	۳۴	۲
" " " "	۳۴	۲۷
" " " "	۳۵	۲
" " " "	۳۶	۲
جو عزت چاہتا ہے تو عزت اللہ کے پاس ہے	۳۵	۱۰

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اسے کوئی ہرا نہیں سکتا	۳۵	۴۴
وہ عزیز و وہاب ہے	۳۸	۹
وہ عزیز غفار ہے	۳۸	۶۶
" " " "	۳۹	۵
وہ عزیز حکیم ہے	۳۹	۱
وہ عزیز ذی انتقام ہے	۳۹	۳۷
اللہ عزیز حکیم ہے	۴۲	۳
وہ علی و عظیم ہے	۴۲	۴
وہ ولی حمید ہے	۴۲	۲۸
وہ عزیز حکیم ہے	۴۵	۳۷
" " " "	۴۶	۲
" " " "	۴۸	۷
" " " "	۴۸	۱۹
" " " "	۴۰	۷
اگر اللہ چاہتا تو کفار سے خود ہی بدلہ لیتا لیکن اس کی حکمت ہے وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے	۴۷	۴
وہ عزیز علیم ہے	۴۰	۲
(ج) رحمت و مغفرت الٰہی		
اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے	۳۳	۵
" " " "	۳۳	۲۴
" " " "	۳۳	۵۰
" " " "	۳۳	۵۹
" " " "	۳۳	۷۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے	۴۲	۵
" " " "	۴۶	۸
" " " "	۴۸	۱۴
اللہ غفور رحیم ہے	۴۹	۵
" " " "	۴۹	۱۴
وہ رحیم و غفور ہے	۳۴	۲
وہ عزیز غفور ہے	۳۵	۲۸
وہ غفور شکور ہے	۳۵	۳۰
" " " "	۴۲	۲۳
وہ اپنے بندوں کے ساتھ لطیف ہے	۴۲	۱۹
اگر لوگوں کے اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ	۳۵	۴۵
گرفت کرتا تو کوئی جاندار زندہ نہ رہتا		
لیکن اس نے ایک وقت مقرر فرما دیا	۳۵	۴۵
اس کی رحمت سے مت ناامید ہو	۳۹	۵۳
توبہ کا اسلامی فلسفہ	۳۹	حاشیہ آیت بالا
وقت سے پہلے توبہ کر لو	۳۹	۵۴
اگر اس کی رحمت نہ ہوتی تو فرشتے مل	۴۲	۵
زمین کے لیے مغفرت طلب نہ کرتے		
اور آسمان پھٹ جاتے		
جو نیکی کرتا ہے اس کی نیکی کا حسن دوبالا	۴۲	۲۳
کر دیا جاتا ہے		
فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول، فنا فی اللہ	۴۲	حاشیہ آیت بالا
اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے ان	۴۲	۲۵
کی برائیوں کو معاف کر دیتا ہے		
توبہ کی حقیقت اور شرائط	۴۲	حاشیہ آیت بالا

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
یا یوسیٰ کے بعد بارش برساتا ہے	۴۲	۲۸
تمہاری تکالیف تمہارے اعمال کا نتیجہ	۴۲	۳۰
ہیں۔ ویعفوا عن کثیر۔		
تم سے ناراض ہو کر ہم قرآن سے تمہیں	۴۳	۵
محروم نہیں کریں گے۔		
وہ الغفور ذوالرحیم ہے	۴۴	۴۲
اللہ تعالیٰ توابٌ رحیم ہے	۴۹	۱۲
وہ البار الرحیم ہے	۵۲	۲۸
گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا ہے	۴۰	۳
ذی الطول	۴۰	۳
آپ کا رب بخشش والا اور دردناک طلب	۴۱	۴۳
والا ہے۔		
(۷) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق و مالک ہے		
وہ آسمانوں اور زمین کا فاطر پیدا	۳۴	۱
کرنے والا ہے		
" " " " " " " "	۳۹	۴۶
انسان کو مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا	۳۵	۱۱
فرماتا ہے		
پھر جوڑا جوڑا بناتا ہے	۳۵	۱۱
ہر عورت اس کے علم سے حاملہ ہوتی ہے	۳۵	۱۲
ہر شے اس کے قبضۂ قدرت میں ہے	۳۶	۸۳
وہ ہر عیب سے پاک ہے۔		
آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا فرمایا	۳۹	۵
" " " " " " " "	۴۶	۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
رات کو دن پر اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے	۳۹	۵
تم سب کو ایک نفس سے پیدا فرمایا	۳۹	۶
خزانوں کا مالک اللہ ہے	۳۹	۴۴
آسمان اور زمین اور ان کے مالک اس کے قبضہ میں ہیں	۳۹	۴۴
وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا	۴۲	۱۱
تمہیں جوڑا جوڑا بنانے والا بھی وہی ہے	۳۹	۶۲
ہر چیز کا خالق اللہ ہے	۴۲	۱۲
آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے قبضہ میں ہیں	۳۹	۶۳
" " " " " " " "	۴۲	۴
آسمانوں اور زمین میں سب کچھ اسی کا ہے	۴۲	۱۲
جس کو چاہتا ہے فراخ روزی دیتا ہے	۴۲	۴۹
جس کو چاہتا ہے تنگ روزی دیتا ہے	۴۲	۵۴
آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کے لیے ہے	۴۳	۸۵
" " " " " " " "	۴۸	۱۴
وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے	۴۴	۷
ہم نے زمین و آسمان کو کھیل کے طور پر پیدا نہیں کیا	۴۴	۳۸
ہم نے انہیں حق کے ساتھ پیدا کیا	۴۴	۳۹
آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ تعالیٰ کے ہیں	۴۸	۴
" " " " " " " "	۴۸	۷
ہم نے انسان کو پیدا فرمایا	۵۰	۱۶

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے نزدیک ہیں	۵۰	۱۶
ارض و سما کو چھ دن میں پیدا کیا پھر بھی تھکا نہیں	۵۰	۳۸
ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور مارتے ہیں	۵۰	۴۳
تمہارا رب وہی ہے جو ہر شی کا خالق ہے	۴۰	۶۱
انسان کو پہلے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر علقہ سے تخلیق کے مختلف مرحلوں سے گزار کر بچپن، جوانی، بڑھاپا زندگی کی مختلف منزلوں میں اس کا سفر حیات جاری رکھا	۴۰	۶۷
(۱۵) اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے		
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے	۳۳	۲۷
" " " " " " " "	۳۴	۱
" " " " " " " "	۳۵	۱
" " " " " " " "	۴۱	۳۹
کسی پر جو رحمت کرنا چاہے کوئی روک نہیں سکتا، جو روکنا چاہے کوئی دے نہیں سکتا	۳۴	۲
اللہ کا حکم ہو کر رہتا ہے	۳۳	۳۷
اللہ کا حکم مقرر تقدیر ہے	۳۳	۳۸
آپ کا رب ہر چیز کا نگہبان ہے۔	۳۴	۲۱
وہ علی کبیر ہے	۳۴	۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورہ نمبر	آیت نمبر
میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے	۳۴	۳۹
اگر چاہے تو تمہیں فنا کر دے اور کوئی دوسری قوم لے آئے	۳۹	۵۲
آسمانوں اور زمین کو سرکنے سے اُس نے روکا ہوا ہے	۳۵	۱۶
اُسے کوئی نیچا نہیں دکھا سکتا	۳۵	۴۱
ہم مُردوں کو زندہ کرتے ہیں اور اُن کے اعمال کو لکھتے ہیں	۳۶	۱۲
کُن فیکون	۳۶	۸۲
بے شک تو بہت بخشنے والا ہے (الوھاب)	۳۸	۸۵
تسخیر شمس و قمر، یہ نظام ایک مقررہ وقت تک چل رہا ہے	۳۹	۵
موت اور نیند دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ رُوح کو قبض کر لیتا ہے	۳۹	۴۲
جسے چاہتا ہے فراخ روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے تنگ تقسیم رزق میں بڑی حکمتیں ہیں	۳۹	۶۲
اللہ کی بے پایاں قدرت، زمین اور آسمان اُس کی دائیں مٹھی میں ہے	۳۹	۶۷
وُہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے	۴۲	۹
ہر عید پڑھا جاتا ہے اس آیت کی مختصر تفسیر	۴۲	حاشیہ گیارہ

	سورہ نمبر	آیت نمبر
جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے وُہ قوی عزیز ہے	۴۲	۱۹
وُہ باطل کو مٹاتا ہے حق کو غلبہ دیتا ہے	۴۲	۲۴
تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اُس کے بغیر تمہارا کوئی کارساز نہیں	۴۲	۳۱
وُہ علیم و قدیر ہے	۴۲	۵۰
وُہ شدید العقاب ہے	۴۰	۳
وُہ درجات بلند کرنے والا عرش کا مالک ہے	۴۰	۱۵
آج بادشاہی اللہ واحد قہار کی ہے	۴۰	۱۶
وُہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے	۴۴	۸
اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو پیدا کر کے تھک نہیں گیا	۴۶	۳۳
وُہ مُردوں کو پھر زندہ کرے گا ___ بائیبل میں ہے وُہ تھک گیا اور اُس نے آرام کیا۔	۴۶	۳۳ حاشیہ ۳۳
جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے	۴۸	۱۴
اللہ رزاق ہے قوت والا ہے	۵۱	۵۸
وُہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے	۴۰	۶۸
(۱۱) اللہ تعالیٰ کسے ہدایت دیتا ہے		
اللہ جس کو چاہتا ہے اپنے لیے چُن لیتا ہے اور جو صدقِ دل سے رجوع کرتا ہے اُس کو ہدایت دیتا ہے	۴۲	۱۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
شانِ اجتباء کی تشریح	۴۲	ضمناً آیت نمبر ۱۳
ہم جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں	۴۲	۵۳
اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے	۴۹	۹
(ز) وہ کسے ہدایت نہیں دیتا اور محبت نہیں کرتا		
اللہ تعالیٰ جھوٹے اور ناشکرے کو ہدایت نہیں دیتا	۳۹	۳
جسے خدا گمراہ کرے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا	۳۹	۲۳
ظالموں کا کوئی مددگار نہیں	۴۲	۸
وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا	۴۲	۴۰
اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا	۴۶	۱۰
ہر متکبر سرکش کے دل پر وہ مہر لگا دیتا ہے	۴۰	۳۴
(ح) وہ ہر عیب سے پاک ہے		
وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا	۳۹	۲۰
زمین و آسمان اور عرش کا رب اُن کے بیان کردہ خرافات سے پاک ہے	۴۳	۸۲
آپ کا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا	۴۱	۴۶
کائنات کو پیدا کر کے ہم تھک نہیں گئے	۵۰	۱۵
ہم بندوں پر ظلم نہیں کرتے	۵۰	۲۹
ہمیں تھکاوٹ نہیں ہوئی	۵۰	۳۸
میں اُن سے رزق طلب نہیں کرتا	۵۱	۵۷

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جن کو وہ شریک ٹھہراتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سے پاک ہے	۵۲	۴۳
(ط) متفرق		
اللہ تعالیٰ حق کہتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے	۳۳	۴
اللہ وکیل کافی ہے	۳۳	۳
	۳۴	۴۸
اللہ کی سنت میں تو تبدیلی نہیں پائے گا	۳۳	۶۲
پاکیزہ کلمے اُسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح اُس کے درجے کو بلند کرتے ہیں	۳۵	۱۰
لوگ محتاج ہیں اللہ غنی ہے	۳۵	۱۵
اللہ کی سنت میں تو تبدیلی نہیں پائے گا	۳۵	۴۳
جس کو ہم لمبی عمر دیتے ہیں اُس کی قوتیں کمزور کر دیتے ہیں	۳۶	۶۸
اگر سب بندوں کو اللہ تعالیٰ کشادہ روزی دیتا تو وہ باغی بن جاتے لیکن وہ اندازے سے رزق دیتا ہے	۴۲	۲۷
اللہ غنی ہے اور تم فقراء ہو	۴۷	۳۸
اللہ کی یہ سنت ہے کہ آخر کار حق غالب آتا ہے اور باطل شکست کھاتا ہے	۴۸	۲۳
اس سنت میں ردوبدل نہیں ہو سکتا		
میرا فیصلہ میرے نزدیک بدلتا نہیں	۵۰	۲۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سیدنا و مولٰنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
(الف) نبوت و رسالت		
نبوت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف	۲۲	۱۴ حاشیہ
رسولوں سے تبلیغ حق کا پختہ وعدہ لیا گیا	۳۳	۷
جو کام اللہ تعالیٰ نبی پر فرض کرے اس کو بجا لانا ضروری ہوتا ہے	۳۳	۳۸
حضورؐ کی کثرت ازواج پر یہود و منافقین کا اعتراض اور اس کا جواب	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۳۸
انبیاء رسل اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے	۳۳	۳۹
حق آگیا باطل کی قوت کا خاتمہ ہو گیا	۳۴	۴۹
ہر امت میں ڈرانے والا بھیجا گیا ہے	۳۵	۲۴
قسم ہے قرآن کی آپ رسولوں میں سے ہیں	۳۶	۳
آپ سیدھی راہ پر ہیں	۳۶	۴
آپ کی بعثت کا مقصد	۳۶	۶
اللہ کے رسول ہی آخر کار فتح یاب ہوتے ہیں	۳۷	۱۷۱، ۱۷۲
		۱۷۳
سب انبیاء نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ علیہم السلام کو حکم ہے کہ دین کو قائم کریں	۴۲	۱۳
آپ کا فرض تبلیغ حق ہے آپ ان کے ذمہ دار نہیں۔	۴۲	۴۸

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
انبیاء پر نزول وحی اور خطاب الٰہی کے مختلف طریقے	۴۲	۵۱
حضورؐ کی رسالت کا اعلان	۴۸	۲۹
آپ نصیحت کیا کریں کیونکہ نصیحت کرنا	۵۱	۵۵
مومنین کے لیے نفع مند ہے		
آپ نصیحت کیا کریں اللہ کے احسان سے	۵۲	۲۹
نہ کاہن ہیں نہ مجنوں		
کفار کا عتبہ کو تحقیق حق کے لیے بھیجنا	۴۱	۴ حاشیہ
قرآن کریم سن کر اس کا دنگ رہ جانا		
(ب) رحمت و خلق عظیم		
اپنی امت کے ساتھ حضورؐ کی جذبہ محبت	۳۳	۶ مع حاشیہ
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر اللہ کے ذمے	۳۴	۴۷
آپ بدکاروں کے لیے آزردہ خاطر نہ ہوں	۳۵	۸
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا اور نہیں تکلف کرنے والوں سے ہوں	۳۸	۸۶
آپ بھی دین حق کی طرف دعوت حق دیجیے	۴۲	۱۵
عظیم آیت۔ اس میں دس احکام ہیں	۴۲	۱۵
کیا آپ بہروں اور اندھوں کو راہ دکھانا چاہتے ہیں	۴۳	۴۰
ہم ان منکرین کو جلد یا بدیر ضرور سزا دیں گے	۴۳	۴۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورہ نمبر	آیت نمبر
مکہ میں شدید قحط، ابوسفیان کا مدینہ میں حاضر ہو کر التماس دعا، آنحضورؐ کی دعا اور بارش	۴۴	آیت نمبر ۱۲ کا حاشیہ
واستغفر لذنبك وللمؤمنين	۴۷	۱۹ مع حاشیہ
اپنی امت کی مغفرت کے لیے دعا مانگیے اور صبح شام تسبیح و تحمید کیجیے	۴۰	۵۵
کفار کی اذیت رسانی پر صبر کی تلقین اللہ ہر لحظہ ذکر الٰہی کی تاکید	۵۰	۳۹، ۴۰
حضورؐ کوئی اجر نہیں مانگتے	۵۲	۴۰
صبر کی تلقین محض تائیس و دلجوئی کے لیے ہے	۴۰	۷ مع حاشیہ
(ج) شانِ مصطفویؐ		
حضرت زیدؓ کی محبت بے پایاں اور اس کی برکات	۳۳	۵ مع حاشیہ
النبی اولی بالمؤمنین	۳۳	۶
حضورؐ کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں	۳۳	۶
ابناء کے ذکر میں حضورؐ کو متقدم کیا کیونکہ حضورؐ اول الخلق ہیں	۳۳	۶ مع حاشیہ
اہل ایمان کے لیے رسولؐ کی ذات بہترین نمونہ ہے	۳۳	۲۱
اسوۂ حسنہ کی تشریح	۳۳	آیت ۲۱ کا حاشیہ
حضرت زیدؓ کے بارے میں فرمایا جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور آپ نے انعام فرمایا	۳۳	۳۷
اس واقعہ کا تفصیلی تجزیہ	۳۳	آیت ۳۷ کا حاشیہ
حضورؐ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں	۳۳	۴۰
عقیدۂ ختم نبوت کے عقلی اور نقلی دلائل، تاویلات باطلہ کا رد، مفصل بحث	۳۳	حواشی آیت ۴۰
ہم نے آپ کو شاہد، بشیر، نذیر، داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے	۳۳	۴۶
ان اسماء حسنیٰ نبویہ کی تشریح	۳۳	حاشیہ آیت ۴۶
حضورؐ کی کثرت ازواج کی حکمت	۳۳	۵۰ مع حاشیہ
مساوی سلوک کرنے کی پابندی نہیں پھر بھی حضورؐ مساوی سلوک فرمایا کرتے	۳۳	۵۱
مزید نکاح کی ممانعت	۳۳	۵۲
حضورؐ کی ازواج مطہرات سے نکاح کی ممانعت	۳۳	۵۳
اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی کریمؐ پر درود بھیجتے ہیں	۳۳	۵۶
اے ایمان والو تم بھی درود و سلام بھیجا کرو	۳۳	۵۶
درود شریف کے فضائل و برکات، صلوٰۃ و سلام کا لغوی اور اصطلاحی معنی، درود شریف پڑھنے کے خصوصی مقامات، مفصل بحث	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۵۶
جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت اور دردناک عذاب	۳۳	۵۷
آپ تمام بنی نوع انسان کے رسول ہیں	۳۴	۲۸
آپ کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا	۳۵	۲۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ابوجہل کا حضورؐ کو پتھر مارنے کے ارادہ سے آگے بڑھنا اور اُس کا انجام	۳۶	۸ مع حاشیہ
قرآن کی قسم حضورؐ سچے نبی ہیں	۳۸	۱ مع حاشیہ
حضورؐ کی حکومت کا دائرہ سلیمانی حکومت سے کہیں وسیع تھا	۳۸	آیت نمبر ۳۵ کا حاشیہ
جب حضرت سلیمانؑ کو اختیار دیا تو سید الرسلؐ کو کیا نہ دیا ہوگا۔	۳۸	حاشیہ آیت نمبر ۳۹، ۴۰
میں ڈرانے والا ہوں	۳۸	۶۵
حضورؐ اول المسلمین ہیں	۳۹	۱۲
وہ آپ کو اپنے بتوں سے ڈراتے ہیں	۳۹	۳۶
کیا اللہ آپ کی مدد کے لیے کافی نہیں	۳۹	۳۶
میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا	۴۲	۲۳ مع حاشیہ
الا المودۃ فی القربیٰ (اس کی وضاحت)		
اعلانِ نبوت سے پہلے کیا حضورؐ کو کتاب و ایمان کا علم نہ تھا (تفصیلی بحث)	۴۲	۵۲ مع حاشیہ
آپ صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتے ہیں الخ	۴۲	۵۳،۵۲
بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں	۴۳	۴۳
قرآن آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے وجہِ عزّ و شرف ہے	۴۳	۴۴
حضورؐ کے قول کی قسم (دعویٰ)	۴۳	۸۸
مزار پُر انوار سید الابرار عرش سے افضل ہے	۴۴	حاشیہ آیت نمبر ۳۱
صدیق اکبرؓ کا شرف باسلام ہونا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونے میں حضورؐ سے پہلے	۴۴	حاشیہ
پہلے غلاموں سے بتوں کے لیے اور قیامت		آیت نمبر ۳۱

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
فراموش نہ فرمایئے ابوایوب انصاری کا وہ عریضہ پیش خدمت کرنا حضورؐ کا تبسم کے ایمان کو قبول فرمانا اور شفاعت کا ذکر کرنا	۴۶	۶،۵ مع حواشی
بارگاہِ رسالت میں فریاد شرک نہیں ہے میں ایمان اور پاکان اُمت کا معمول ہے	۴۶	۸
میری رسالت کا خدا گواہ ہے	۴۶	۹ مع حاشیہ
لا ادری ما یفعل بی ولا بکم الآیہ کی تشریح	۴۶	
جنات بھی حضورؐ کے اُمتی ہیں۔ اُن کا قرآن سُننا، اُس پر ایمان لانا، اپنی قوم میں واپس جا کر تبلیغ اسلام کرنا	۴۶	۲۹ تا ۳۲
حضرت موسیٰ ابن کارب کا ایک جن کے کہنے پر ایمان لانا اور بارگاہِ رسالت میں یہ قصیدہ پیش کرنا وانک ما مون علی کل غائب	۴۶	۲۹ تا ۳۲ مع حواشی آیاتِ مذکورہ
آپ صبر کیجیے جس طرح اُولوالعزم رسولوں نے صبر کیا	۴۶	۳۵
عصمتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (واستغفر لذنبک وللمؤمنین)	۴۷	۱۹ مع حاشیہ
ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی	۴۸	۱
عصمتِ نبوت (لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر)	۴۸	۲ مع حاشیہ
حضورؐ پر اللہ نے اپنی نعمت تمام کر دی	۴۸	۲
اور آپ کی زبردست مدد فرمائی	۴۸	۲
آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا	۴۸	۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ کی تعظیم اور توقیر کا حکم	۴۸	۹ مع حاشیہ
وتعزروہ وتوقروہ		
جو آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں	۴۸	۱۰
اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے	۴۸	۱۰
حضور کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے والوں سے اللہ راضی ہو گیا اور ان پر دیگر انعامات	۴۸	۱۸
حضور کا خواب کہ تم مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے۔ اللہ نے وہ خواب سچا کر دکھایا۔	۴۸	۲۷
حضور کو ہدایت اور دینِ حق دے کر مبعوث فرمایا تاکہ سارے دینوں پر اس دین کو غلبہ دے	۴۸	۲۸
آپ ہماری قدرت کی آنکھوں میں بستے ہیں (فانک باعیننا)	۵۲	۴۸ مع حاشیہ
(د) نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم		
ہم نے آپ کو شعر نہیں سکھایا بلکہ ذکر اور قرآن سکھایا	۳۶	۶۹
شعر کی کثرت	۳۶	حاشیہ آیت ۶۹
علم الٰہی کا علم بہ تعلیم الٰہی		۶۹ مع حاشیہ
کیا حضور کو اپنے انجام کا علم نہ تھا؟	۴۶	۹ مع حاشیہ
حضرت سواد ابن کاسب کی شہادت	۴۶	حاشیہ

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
(وانک لمامون علی کل غائب)	۴۶	آیت نمبر ۲۹
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مزاحمین کا علم دے دیا گیا تھا	۴۷	۳۰
ثابت ابن قیس کو سعادت، شہادت اور جنت کی بشارت	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۲
میرا یہ بیٹا سردار ہے یہ دو مسلمان گروہوں میں صلح کرائے گا	۴۹	۹ مع حاشیہ
جن رسولوں کا ذکر قرآن میں نہیں ان کا علم بھی دیا گیا	۴۰	۷۸ مع حاشیہ
(ہ) آدابِ نبوت		
حضور کے حجروں میں جانے کے آداب	۴۹	۴
حضور کے گھر سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردہ کے باہر کھڑے ہو کر مانگو	۳۳	۵۳
جس طرح بنی اسرائیل نے موسیٰ کو ستایا تھا۔ اے ایمان والو میرے نبی مکرم کے ساتھ یہ سلوک مت کرو	۳۳	۵۳
حضور کی تعظیم اور توقیر کا حکم (وتعزروہ وتوقروہ)	۴۸	۹
اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنے کی کوشش مت کرو	۴۹	۱
حضور کے سامنے آواز تک بلند نہ کرو ورنہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے	۴۹	۲ مع حواشی
صحابہ کا ادب حضرت ثابت ابن قیس	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۲
بارگاہِ نبوت کا ادب کرنے والوں کی شان	۴۹	۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورہ نمبر	آیت نمبر		سورہ نمبر	آیت نمبر
بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کا حکم	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۳	جنگ جمل کے تفصیلی حالات	۴۲	۲۳
علماء و صلحاء کا ادب	۴۹	〃 〃 〃	اقتلوا النعثل والی روایت جھوٹی ہے	۴۳	۳۲ حاشیہ
حجرات کے باہر سے آواز دینا نادانی ہے	۴۹	۴	اُمّ المؤمنین اور امیر المؤمنین کے دلوں میں باہمی قدر و منزلت	۴۳	۳۲ حاشیہ
وفد بنی تمیم کی آمد اُن کا طرز عمل اور قرآن کا نزول	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۴	نماز، زکوٰۃ کی ادائیگی اور اُس کے رسول کی اطاعت کا حکم	۴۲	۳۳
حضورؐ کی آمد کا صبر سے انتظار کرو	۴۹	۵	اے اہل بیت اللہ تعالیٰ تم سے رجس دُور کرنے کا ارادہ کرتا ہے	۴۳	۳۳
(د) اہلِ بیتِ نبوت					
فتوحات سے پہلے ازواجِ مطہرات کی درویشانہ زندگی، فتوحات کے بعد اُن کے مطالبات، ارشادِ الٰہی کہ اگر تمہیں مال و اسباب چاہیئے تو تمہیں رخصت کر دیا جائے اور اگر تمہیں اللہ اور اُس کا رسولؐ چاہیئے تو تمہیں اجرِ عظیم ملے گا۔ ازواجِ مطہرات نے اللہ اور رسولؐ کو پسند کیا۔	۳۳	۲۹،۲۸	کیا ازواجِ مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں یا نہیں تفصیلی بحث، شیعہ کا نقطۂ نظر اُن کے دلائل اور اُن کا رد	۴۳	حاشیہ آیت نمبر ۳۲
جو تم میں سے کھلی خلاف ورزی کرے گی اُس کو دُگنی سزا ملے گی	۳۳	۳۰	ازواج و بنات کے لیے پردہ کا خصوصی حکم	۳۳	۵۹
جو تم میں سے فرمانبردار ہوگی اُسے دُگنا اجر ملے گا اور رزقِ کریم	۳۳	۳۱	حضورؐ کی چار صاحبزادیاں تھیں	۳۳	۵۹ مع حاشیہ
اے ازواجِ النبی تم عام عورتوں کی مانند نہیں ہو	۳۳	۳۲	اُمّ المؤدۃ فی القربیٰ کی تشریح	۴۲	۲۳ مع حاشیہ
پردہ کا حکم	۳۳	۳۳	**(ز) حضورؐ کی اطاعت**		
اُمّ المؤمنین صدیقہؓ پر شیعہ کا اعتراض اور اُس کا رد	۳۳	آیت نمبر ۳۲ کا حاشیہ	اہلِ ایمان کے لیے حضورؐ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے	۳۳	۲۱
			اللہ اور اُس کے رسولؐ کے فیصلہ کے بعد کسی مومن مرد یا عورت کو کوئی اختیار نہیں رہتا	۳۳	۳۶
			اللہ اور رسولؐ کا نافرمان کھلا گمراہ ہے	۳۳	۳۶
			حضورؐ کا ملجا ہی غور و تعلیم حاصل کرے گا	۳۳	۷۱
			شریعت کی پابندی کا حکم اور اہواءِ نفس کی متابعت کی ممانعت	۴۵	۱۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اطاعتِ خدا اور رسول کا حکم	۴۷	۳۳
جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا اُس کو جنت ملے گی	۴۸	۱۷
اور جو منہ پھیرے گا اُس کو عذابِ الیم	۴۸	۱۷
اطاعتِ رسولؐ کا حکم	۴۹	۱
اگر اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو گے تو تمہارے اعمال میں کمی نہیں کی جائے گی	۴۹	۱۴
(ح) اظہارِ عبدیت		
اللہ سے ڈرے	۳۳	۱
کفار و منافقین کی اطاعت کی ممانعت	۳۳	(مع حاشیہ)
" " " "	۳۳	۴۸
اتباعِ وحی کا حکم	۳۳	۲
اللہ پر توکل کا حکم	۳۳	۳
" " " "	۳۳	۴۸
انک میت وانھم میتون	۳۹	۳۰
اللہ کی عبادت کرو اور شکر گزار بندوں میں شامل ہو جاؤ	۳۹	۶۶
قل انما انا بشر مثلکم	۴۱	۶
قرآن کو مضبوطی سے پکڑے رہیے	۴۳	۴۳
شریعت کی پابندی کا حکم	۴۵	۱۸
وما ادری ما یفعل بی ولا بکم	۴۶	۹
استغفر لذنبک وللمؤمنین	۴۷	۱۹
اپنے رب کے حکم پر صبر کیجیے	۵۲	۴۸
اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجیے	۵۲	۴۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
(ط) اسلام		
دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اُس کی عبادت کرو	۳۹	۲
خبردار دین خالص خدا اللہ کے لیے ہے	۳۹	۳
جس کا سینہ وہ اسلام کے لیے کھول دے وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے	۳۹	۲۲
شریعت کی پابندی کا حکم اور جاہلوں کی خواہشات سے اجتناب کی تاکید	۴۵	۱۸
دینِ اسلام کو سب دینوں پر اللہ تعالیٰ غلبہ دینا چاہتا ہے	۴۸	۲۸
مکارمِ اخلاق کی تعلیم مسلمان بھائی بھائی ہیں اگر لڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو	۴۹	۱۰
ایک دوسرے کا مسخر نہ اڑاؤ	۴۹	۱۱
ایک دوسرے پر عیب نہ لگاؤ	۴۹	۱۱
برے القاب سے یاد نہ کرو	۴۹	۱۱
بئس الاسم الفسوق بعد الایمان	۴۹	۱۱
سوءِ ظن سے بچو	۴۹	۱۲
ایک دوسرے کی جاسوسی مت کرو	۴۹	۱۲
غیبت ذکر دیہ تو مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے	۴۹	۱۲
نسب اور رنگ وجہِ شرف نہیں		
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم جو تم میں سے زیادہ متقی ہے اللہ کے نزدیک عزت والا ہے	۴۹	۱۳ (مع حاشیہ)
شعوب و قبائل پہچان کے لیے ہیں		

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
اسلام لانے کا احسان اللہ پر مت جتلاؤ۔ یہ اُس کا احسان ہے کہ	۴۹	۱۷	اُس نے تمھیں ہدایت دی	۴۹	۱۷

انبیاء علیہم السلام

	سورۃ نمبر	آیت نمبر		سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے وحی نازل فرماتا ہے	۴۰	۱۵	مخلص بندوں کے	۳۸	
ہم اپنے رسولوں کی اور مومنین کی مدد کرتے ہیں	۴۰	۵۱	اللہ تعالیٰ کا جواب	۳۸	۷۴،۸۵،۸۴
بعض انبیاء کا ذکر قرآن میں ہے بعض کا نہیں	۴۰	۷۸	**ابراہیم علیہ السلام**		
نبی اذنِ الٰہی سے معجزہ پیش کرتا ہے	۴۰	۷۸	حضرت ابراہیمؑ نوحؑ کی جماعت سے تھے	۳۷	۸۳
آدم علیہ السلام			آپ کا قلب سلیم تھا	۳۷	۸۴
تخلیق آدم کیچڑ سے سوکھی نفخت فیہ من روحی کا شرف آدم کو حاصل ہوا	۳۸	۷۲	آپ کا اپنی قوم کو توحید کی دعوت دینا	۳۷	۸۵
فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم	۳۸	۷۳،۷۲	قوم کا میلہ منانے کے لیے جانا۔ آپ کا بت خانہ میں بتوں کو ویران کرنا تفصیلی تذکرہ	۳۷	۸۸ تا ۹۳
ابلیس کا انکار اور تکبر کا اظہار کہ میں آدم سے بہتر ہوں	۳۸	۷۴،۷۳	قوم کی میلہ سے واپسی۔ ہوش ربا منظر آپ کے پاس دوڑے آئے	۳۷	۹۴
ابلیس کا راندہ جانا	۳۸	۷۹،۷۵	اُن کے غلط عقائد پر آپ کا بھرپور وار	۳۷	۹۵،۹۶
اُس کا مہلت مانگنا اور مہلت کا ملنا	۳۸	۷۷،۷۸	اُن کا آتش کدہ بھڑکانا اور آپ کا محفوظ رہنا	۳۷	۹۷،۹۸
شیطان کا چیلنج کہ تیری عزت کی قسم میں اولاد آدم کو گمراہ کروں گا سوائے تیرے	۳۸	۷۹،۸۰،۸۱	آپ کا وہاں سے ہجرت کر جانا	۳۷	۹۹
			بچے کے لیے دعا اور اس کی قبولیت	۳۷	۱۰۰،۱۰۱
			بچے کو ذبح کرنے کا حکم۔ باپ بیٹے کا جذبۂ تسلیم و رضا	۳۷	۱۰۲ تا ۱۰۵
			یہ فرزند کون تھا اسماعیل یا اسحاق علیہما السلام	۳۷	۱۰۷ تا آیت نمبر ۱۱۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ کا ذکرِ خیر ہمیشہ باقی رہے گا	۳۷	۱۰۸ تا ۱۱۱
حضرت اسحاق کی بشارت	۳۷	۱۱۲
ابراہیم، اسحاق اور یعقوب بڑے طاقتور اور روشن دل تھے (اولی الایدی والابصار)	۳۸	۴۵
وہ ہمیشہ یادِ آخرت میں لگے رہتے	۳۸	۴۶
یہ چنے ہوئے پسندیدہ لوگ تھے	۳۸	۴۷
حضرت ابراہیمؑ کا اپنے باپ اور قوم کو وعظ	۴۳	۲۶، ۲۷
ابراہیمؑ کے پاس انسانی شکل میں فرشتوں کی آمد، آپ کا گوشت بھنا کر پیش کرنا	۵۱	۲۴، ۲۵، ۲۶
فرشتوں کا بیٹے کی بشارت دینا	۵۱	۲۸
حضرت سارہ کا اس پر تعجب ہونا،	۵۱	۲۹، ۳۰
فرشتوں کا جواب	۵۱	۳۰
کیا اس سے ماتم کا جواز ثابت ہوتا ہے؟	۵۱	حاشیہ آیت نمبر ۳۰
فرشتوں کا بتانا کہ وہ قوم لوطؑ کو برباد کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں	۵۱	۳۱ تا ۳۷
الیاس علیہ السلام		
حضرت الیاس رسول تھے	۳۷	۱۲۳
اپنی قوم کو دعوتِ توحید	۳۷	۱۲۴ تا ۱۲۶
قوم نے آپ کو جھٹلایا	۳۷	۱۲۷
اُن کا ذکرِ خیر اُن پر سلام	۳۷	۱۲۸، ۱۳۲
اسحاق علیہ السلام		
آپ کی بشارت	۳۷	۱۱۲
ہم نے آپ پر اور اسحٰق پر برکت دی	۳۷	۱۱۳
ان کی اولاد میں کچھ نیکوکار اور کچھ ظالم	۳۷	۱۱۳
حضرت اسحاق، آپ کی صفاتِ حمیدہ	۳۸	۴۵ تا ۴۷
اسماعیل علیہ السلام		
آپ کی ذبح کا ایمان افروز واقعہ	۳۷	۱۰۲ تا ۱۰۵
کیا ذبیح آپ تھے تحقیق	۳۷	حاشیہ آیت نمبر ۱۰۳
آپ کا ذکر باقی رہے گا	۳۷	۱۰۸ تا ۱۱۱
آپ اخیار میں سے تھے	۳۸	۴۸
ایوب علیہ السلام		
آپ کی آزمائش، آپ کی دعا	۳۸	۴۱ تا ۴۴
آپ پر عنایاتِ خداوندی	۳۸	۴۳
قسم پورا کرنے کا طریقہ	۳۸	۴۴
نعم العبد انہ اواب کا خطاب	۳۸	۴۴
داؤد علیہ السلام		
داؤد علیہ السلام کو فضیلت بخشی، پہاڑ اور پرندے اُن کے ساتھ مل کر تسبیح کہتے لوہے کو نرم کر دیا	۳۴	۱۰
آپ کو زرہ بنانے کا فن سکھایا	۳۴	۱۱
زرہ سازی کے ساتھ ساتھ نیک کام کرنے کا حکم دیا	۳۴	۱۱
آپ بڑے طاقتور تھے	۳۸	۱۷
پہاڑ، پرندے سب اُن کے فرمانبردار تھے	۳۸	۱۸، ۱۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپ کو ملک، حکمت اور فصل الخطاب کا انعام دیا گیا	۳۸	۲۰
آپ کے تجزیہ عبادت میں دو فریقوں کا اچانک آجانا، آپ کے پاس اپنا مقدمہ پیش کرنا، تفصیلی تذکرہ	۳۸	۲۱ تا ۲۵
باتیل کی آپ پر تہمت اور اس کی تحقیق	۳۸	آیت نمبر ۲۵ کا حاشیہ
آپ کو زمین میں خلیفہ مقرر کیا گیا	۳۸	۲۶
آپ کو عدل قائم کرنے کا حکم اور خواہش نفس کی اتباع سے ممانعت	۳۸	۲۶
سلیمان علیہ السلام		
ہوا کو آپ کے ماتحت کر دیا، صبح و شام ایک ماہ کی مسافت طے ہوتی	۳۴	۱۲
جن، القصر جنات کو بھی ان کا تابع فرمان بنا دیا گیا	۳۴	۱۲
جنات آپ کے لیے مختلف چیزیں بناتے، کچھ تعمیرات، مجسمے، لگن، دیگیں وغیرہ	۳۴	۱۳
آپ کو شکر ادا کرنے کا حکم	۳۴	۱۳
جنات کو آپ کی وفات کا کیسے علم ہوا	۳۴	۱۴
حیات انبیاء علیہم السلام	۳۴	حاشیہ آیت نمبر ۱۴
سلیمان علیہ السلام کو نعم العبد انہ اواب فرمایا گیا	۳۸	۳۰
آپ کا گھوڑوں کو ٹٹولنا شروع کرنا، اس لیے	۳۸	۳۱ تا ۳۳
میں روایات کی تحقیق	۳۸	۳۱ تا ۳۳ مع حواشی
آپ کی آزمائش (اسرائیلی روایات کی تہمت)	۳۸	۳۴
آپ کی دعا	۳۸	۳۵
ہوا آپ کے ماتحت تھی	۳۸	۳۶
سب شیطان (دیو بھی) ماتحت کر دیئے، (کوئی معمار کوئی غوطہ خور)	۳۸	۳۷، ۳۸
یہ ہمارا انعام ہے چاہے پاس رکھ چاہے کسی کو دے دے عام اجازت ہے	۳۸	۳۹ مع حاشیہ
آپ بڑے مقرب، آپ کا انجام بہت اچھا	۳۸	۴۰
جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ شان ہے تو محبوب رب العالمین کی شان کیا ہوگی	۳۸	حاشیہ آیت نمبر ۴۰
صالح علیہ السلام		
آپ کی قوم ثمود کی سرکشی اور تباہی	۵۱	۴۳ تا ۴۵
آپ کی قوم نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی اور ہلاک و برباد ہوئی	۴۱	۱۷، ۱۸
عیسیٰ علیہ السلام		
ابن مریم کے ذکر پر اہل مکہ کا شور و غل	۴۳	۵۷، ۵۸
حالانکہ وہ ہمارا بندہ ہے جس پر ہم نے انعام فرمایا	۴۳	۵۹
آپ کی امت کی نشانی، تفصیل بحث	۴۳	۶۱
آپ کی آمد اور دعوت اللہ کی عبادت کیا کرو	۴۳	۶۳، ۶۴
عیسائی فرقوں کا اختلاف	۴۳	۶۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
نوح علیہ السلام		
آپ رسول تھے	۳۷	۱۳۳
آپ کی نجات اور منکرین کی تباہی	۳۷	۱۳۴ تا ۱۳۷
موسیٰ و ہارون علیہما السلام		
آپ پر قوم نے جو الزام لگایا اللہ نے اس سے آپ کو بری کر دیا	۳۳	۶۹
آپ اپنے رب کے ہاں بڑے معزز تھے	۳۳	۶۹
قوم کا آپ کے ساتھ معاندانہ رویہ، بحوالہ بائیبل	۳۳	حاشیہ آیت نمبر ۶۹
ہم نے موسیٰ و ہارون پر احسان فرمایا	۳۷	۱۱۴
انھیں اور ان کی قوم کو غلامی کے عذاب سے نجات دی	۳۷	۱۱۵، ۱۱۶
انھیں روشن کتاب دی	۳۷	۱۱۷، ۱۱۸
ان کے ذکر کو دوام بخشا	۳۷	۱۱۹ تا ۱۲۱
موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا تذکرہ	۴۳	۴۶
فرعون کا آپ کو ساحر کہنا	۴۳	۴۹ مع حاشیہ
فرعون کا اترانا کہ میں مصر کا مالک ہوں، یہ دریا اور نہریں میری ہیں اور موسیٰ مہین ہیں	۴۳	۵۱، ۵۲ / ۵۳
قوم فرعون کی گمراہی اور تباہی	۴۳	۵۴، ۵۵ / ۵۶
آپ کا فرعون سے بنی اسرائیل کو آزاد کرنے کا مطالبہ اور سرکشی سے باز آنے کی نصیحت	۴۴	۱۷، ۱۸ / ۱۹
میں تمھاری سنگ باری سے اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں	۴۴	۲۰، ۲۱ / ۲۲
مصر سے ہجرت کا حکم، بحر احمر کو عبور کرنے کی ہدایت اور ان کے غرق ہونے کی خبر	۴۴	۲۳، ۲۴
فرعون کی غرقابی، اتنے باغات، محلات ڈیرے چھوڑ کر چلے گئے	۴۴	۲۵ تا ۲۸
نہ ان پر آسمان رویا نہ زمین	۴۴	۲۹
ہم نے بنی اسرائیل کو متکبر فرعون سے نجات دی	۴۴	۳۰، ۳۱
بنی اسرائیل کو چن لیا	۴۴	۳۲، ۳۳
سلطان مبین کے ساتھ آپ کا فرعون کے پاس جانا، اس کی روگردانی اور غرقابی	۵۱	۳۸، ۳۹
		۴۰
حضرت موسیٰ کو دلائل کے ساتھ فرعون، ہامان اور قارون کی طرف بھیجا گیا	۴۰	۲۳، ۲۴
فرعون ان کے بیٹوں کو قتل کرتا ہے اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا	۴۰	۲۵
فرعون کا غیض و غضب، یہ تمھارا دین بدل دے گا۔ یہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا دے گا	۴۰	۲۶
فرعونی دھمکی کے جواب میں آپ کا التجا (انی عذت بربی)	۴۰	۲۷
قوم فرعون کا مومن حضرت کلیم کا دفاع کرتا ہے اور انھیں بڑے موثر انداز میں نصیحت کرتا ہے	۴۰	۲۸ تا ۳۵
فرعون کی بے بسی	۴۰	۲۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
فرعون قوم کی توجہ حضرت موسیٰؑ سے ہٹانے کے لیے ہامان کو ایک بلند مینار تعمیر کرنے کا حکم دیتا ہے	۴۰	۳۶
مومن آلِ فرعون کا دوسرا وعظ	۴۰	۳۸ تا ۴۴
اللہ نے اس مومن کو فرعون کے شر سے بچا لیا	۴۰	۴۵
فرعون کی تباہی، فرعونی صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں	۴۰	۴۶
موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی گئی لوگوں نے اس میں بھی اختلاف کیا	۴۱	۴۵
نوح علیہ السلام		
حضرت نوحؑ کی فریاد اور اس کی منظوری	۳۷	۷۵، ۷۶
اُن کی اولاد کو باقی رکھا	۳۷	۷۷
اُن کا ذکر خیر ہمیشہ ہوتا رہے گا	۳۷	۷۸ تا ۸۰
اُن کے مخالفوں کو غرق کر دیا	۳۷	۸۱
آپ کی قوم بھی نافرمان تھی	۵۱	۴۶
ہود علیہ السلام		
حضرت ہودؑ کی قوم عاد کے حالات، احقاف کا محل وقوع	۴۶	۲۱ تا ۲۶
قوم کا آپ پر الزام کہ تم ہمیں ہمارے خداؤں سے برگشتہ کرنا چاہتے ہو	۴۶	۲۲
ہم نے عاد کو زمین میں قوت بخشی تھی انھیں کان، آنکھیں اور دل دیئے لیکن سب بے سود	۴۶	۲۶
ان کی بربادی	۵۴	۲۵، ۴۴
آپ کی قوم عاد پر بھگڑ کا چلنا اور اُن کا ہلاک ہو جانا	۵۱	۴۱، ۴۲
" " " " " " " "	۴۱	۱۵، ۱۶
یونس علیہ السلام		
حضرت یونسؑ رسولوں میں سے ہیں	۳۷	۱۳۹
آپ کا اپنی قوم سے بھاگ جانا	۳۷	۱۴۰
مچھلی کا آپ کو نگل جانا	۳۷	۱۴۲
پھر اُس کا ساحل پر آپ کو اُگل دینا	۳۷	۱۴۵ تا
وغیرہ حالات		۱۴۸
پھر قوم کے پاس واپسی اور اُن کا ایمان	۳۷	۱۴۷، ۱۴۸
بعض دوسری قومیں		
قوم سبا کے حالات، ان کا آب پاشی کا بہترین نظام، ان کے ملک کی زرخیزی	۳۴	۱۵، ۱۶، ۱۷ بعد حواشی
ان کی نافرمانی، سیل عرم اور اُن کی بربادی		
ان کی خوشحالی کے دور میں شہر آباد تھے	۳۴	۱۸
تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر سرائیں		
ان کی ناشکری اور تباہی	۳۴	۱۹
ابلیس نے اپنا ظن سچ کر دکھایا	۳۴	۲۰
اصحاب القریہ کے پاس رسولوں کا آنا	۳۶	۱۳ تا ۱۹
اُن کا ایمان لانے سے انکار، رسولوں پر الزام تراشی		

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ایک مرد مؤمن کی آمد اس کا اظہار ایمان	۳۶	۲۰
پیغمبروں کی اطاعت کی تلقین	۳۶	۲۱
اپنے مؤمن ہونے کی وجہ	۳۶	۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵
اُس کی شہادت، بارگاہ الٰہی میں اُس کی مقبولیت	۳۶	۲۶، ۲۷
اصحاب قریہ کی بربادی (تفصیلی جائزہ)	۳۶	۲۹
قوم مسیح، ایک بسیط کا مسلمان ہونا اور حضورؐ کی خدمت میں شفاعت کے لیے عریضہ لکھنا	۴۳	۳۷
انسان اور اُس کی عظمت کا قرآنی تصور		
انسان کے سینہ میں صرف ایک ہی دل ہے (اس کی حکمت)	۳۳	۴
آسمانوں، زمین اور پہاڑوں نے امانت کو نہ اُٹھایا انسان نے اُٹھا لیا	۳۳	۷۲
اس کی حکمت	۳۳	۷۳
دستکاری میں کوئی عیب نہیں جو کام کرو بڑی ہنرمندی سے کرو۔	۳۴	۱۱ مع حاشیہ
ہر شخص سے اُس کے اعمال کے بارے میں بازپرس ہوگی	۳۴	۲۵
سب مکذبین کو غور و فکر کی دعوت۔ دو دو مل کر یا اکیلے اکیلے کھڑے ہو کر سوچو کیا یہ نبی کریم مجنون ہے	۳۴	۴۶
عمل صالح انسان کو بلند کرتا ہے	۳۵	۱۰
تخلیق انسان	۳۵	۱۱
کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا	۳۵	۳۸
جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے وہ اپنے بھلا کرتا ہے	۳۵	۱۸
	۳۵	۱۸
اندھا اور بینا، ظلمت اور نور، سایہ اور دھوپ برابر نہیں	۳۵	۱۹
زندہ اور مُردے برابر نہیں	۳۵	۲۰
اللہ سے علماء ہی ڈرتے ہیں (مسلم کی حقیقت)	۳۵	۲۸ مع حاشیہ
انسان کی تخلیق ایک بُوند پانی سے اور پھر وہ سرکشی کرتا ہے۔ زمین، آسمان اور مافیہا کو جیسا پیدا نہیں کیا گیا۔	۳۸	۲۷
کیا ہم نیکوں اور بدکاروں کو، پرہیزگاروں اور فاجروں کو ایک جیسا بنا دیں گے۔	۳۸	۲۸
میں نے انسان کو درست کیا، اُس میں اپنی رُوح پھونکی، اے فرشتو اسے سجدہ کرو	۳۸	۷۲
شیطان کا اعتراف، میں تیرے مخلص بندوں کو گمراہ نہیں کر سکتا	۳۸	۸۲، ۸۳
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناشکری کو پسند نہیں کرتا اور شکر کو پسند کرتا ہے۔ (مشیت اور رضا میں فرق)	۳۹	۷
کوئی کسی کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا	۳۹	۷
تکلیف کے وقت انسان فریاد کرتا ہے اور نعمت کے وقت شرک کرنے لگتا ہے	۳۹	۴۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کہتا ہے یہ میرے علم کی برکت سے ہے۔	۳۹	۴۹
شب بیدار، ہر وقت ڈرنے والا اُس کی رحمت کا اُمیدوار اور جاہل کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔	۳۹	۹
جو اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں وہی ہدایت میں ہیں، وہی دانشمند ہیں۔	۳۹	۱۸
جس کا سینہ وہ اسلام کے لیے کھول دے تو وہ نورِ ہدایت پر ہے۔	۳۹	۲۲
جو ہدایت قبول کرتا ہے وہ اپنا بھلا کرتا ہے۔	۳۹	۴۱
جو گمراہ ہوتا ہے وہ اپنا نقصان کرتا ہے	۳۹	۴۱
اب فرصت ہے اچھے قول کی پیروی کرو ورنہ پچھتاؤ گے۔	۳۹	۵۵ تا ۵۹
اگر اُسے راحت پہنچے تو پھولے نہیں سماتا تکلیف پہنچے تو مایوس ہو جاتا ہے	۴۲	۴۸
زمین و آسمان کی ہر چیز تمہارے لیے مسخر کر دی	۴۵	۱۲، ۱۳
اہلِ ایمان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں	۴۵	۱۳
جو اچھا عمل کرتا ہے وہ اپنے لیے کرتا ہے جو بُرا کرتا ہے اپنے لیے کرتا ہے	۴۵	۱۴
بدکاروں اور نیکوں کی زندگی اور موت یکساں نہیں	۴۵	۲۱
کیا وہ ہدایت کا مسافر اور اعمال پر پرانا فتہ اور خواہشات کا غلام یکساں ہیں	۴۷	۱۴

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
ایک دوسرے کا تمسخر مت اڑاؤ	۴۹	۱۱
عیب نہ لگاؤ اور بُرے نام نہ دھرو	۴۹	۱۱
مسلمان ہو کر فاسق کہلانا بہت بُرا ہے	۴۹	۱۱
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم	۴۹	۱۳
ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں (قرب کی حقیقت)	۵۰	۱۶
اس کے دائیں بائیں کاتب تیار بیٹھے ہیں	۵۰	۱۷، ۱۸
قلب بینا اور کان لگا کر سننے والے کے لیے یہ تذکرہ ہے	۵۰	۳۷
انسان جان کی تحقیق عبادت کے لیے ہے	۵۱	۵۶
ہر شخص اپنے اعمال کا اسیر ہوگا	۵۲	۲۱
اندھا اور بینا، مؤمن صالح اور فاسق برابر نہیں ہیں	۴۰	۵۸
جو اچھا کام کرتا ہے اس میں اس کا اپنا بھلا ہے	۴۱	۴۶
جو بُرا کام کرتا ہے اس کا وبال اس پر ہوگا۔	۴۱	۴۶
انسان بھلائی کی دعا کرنے سے نہیں تھکتا۔ اگر اُسے تکلیف پہنچے تو مایوس ہو جاتا ہے	۴۱	۴۹
جب خوشحال ہوتا ہے تو اس کا رویہ بدل	۴۱	۵۰
رنج و مسرت میں انسان کی حالت	۴۱	۵۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	صفحہ نمبر	آیت نمبر
اَوامر		
اللہ پر توکل کرو	۳۳	۳
اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچی بات کہا کرو	۳۳	۷۰
اپنے رب سے ڈرتے رہو	۳۹	۱۰
دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کرو	۳۹	۲
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے ایمان لاؤں	۳۹	۱۲
موت سے پہلے اپنے رب کا حکم مانو	۴۲	۴۷
اہل ایمان کو کفار سے درگزر کرتے رہنے کا حکم	۴۵	۱۴
شریعت کی پابندی کا حکم، اللہ تمہارا مددگار ہوگا	۴۵	۱۹،۱۸
ماں باپ کی خدمت اور حسن سلوک	۴۶	۱۵،۱۴
کافر اولاد کا اپنے والدین سے سلوک	۴۶	۱۶
اولوالعزم رسولوں کی طرح صبر فرمایئے	۴۶	۳۵
اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم	۴۷	۳۸
مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو صلح کرا دو	۴۹	۹
جو زیادتی کرے اس کے ساتھ سب لڑو	۴۹	۹
صلح عدل و انصاف سے کراؤ	۴۹	۹
اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے	۴۹	۱۰
باہمی مصالحت کی فضیلت	۴۹	حاشیہ آیت ۹ کو دیکھ لیں
بدظنی سے بچو بعض ظن گناہ ہیں	۴۹	۱۲
اللہ کی طرف دوڑ کر جاؤ (فرار کا مفہوم)	۵۱	۵۰
بنی اسرائیل		
قوم نے حضرت کلیمؑ پر الزام لگایا اللہ نے انھیں بلند کر دیا	۳۳	۶۹
قوم کا آپ کے ساتھ معاندانہ برتاؤ بحوالہ بائیبل	۳۳	حاشیہ ۶۹
انھیں غلامی سے نجات دی	۳۷	۱۱۶،۱۱۵
بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ	۴۴	۱۸،۱۷
مصر سے ہجرت کا حکم	۴۴	۲۴،۲۳
ہم نے بنی اسرائیل کو متکبر فرعون سے نجات دی	۴۴	۳۱،۳۰، ۳۲
بنی اسرائیل کو چن لیا	۴۴	۳۳
بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت	۴۵	۱۶
بخشی اور عالمین پر فضیلت دی		
ان کا باہمی اختلاف و انشقاق اس کی وجہ بغی بینھم	۴۵	۱۷
جبر و قدر		
اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے	۳۵	۸
اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے		
ان میں سے اکثر ایمان نہیں لائیں گے	۳۶	۱۰۷تا۱۰
اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک امت بنا دیتا	۴۲	۸

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
جس کو اللہ گمراہ کردے اُس کا کوئی کارساز نہیں	۴۲	۴۴
کفار کی بہانہ سازی، اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم بتوں کی عبادت نہ کرتے جو اپنی خواہش کو خدا بنا لیتا ہے اور علم کے باوجود اللہ اُسے گمراہ کر دیتا ہے تو اُس کے کان اور دل پر مُہر اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا	۴۵	۲۳
بدقسمت ہی قرآن سے گمراہ ہوتا ہے	۵۱	۹
جہاد		
غزوۂ خندق		
تفصیلی جائزہ		
یہودی قبائل کی اہل مکہ کے ساتھ خفیہ ساز باز		
اہل مکہ اور قبائل عرب کی مدینہ پر یلغار		آیت نمبر ۹ کا حاشیہ
خندق کھودتے وقت رُوما پر دو مناظر	۳۳	و حاشیہ نمبر ۱۶ ملاحظہ ہو
چٹان کو تین ٹکڑے فرمادیا اور ایران، رُوم اور یمن کی فتوحات کی خوشخبری		
شہید کتب کے حوالہ سے		
حضرت فاروق اعظمؓ کے عہد میں ان بشارتوں کی تکمیل		
شیر خدا اور عمرو ابن عبدود کا معرکہ		
بنی قریظہ کی سازش میں شمولیت		
انصار کا کفار کو محاصرہ اٹھانے کے لیے ایک کھجور بھی دینے سے انکار		
نعیم ابن مسعودؓ کا اسلام اور کفار و یہود میں پھوٹ ڈالنے کا کارنامہ	۳۳	آیت نمبر ۹ کا حاشیہ و حاشیہ نمبر ۲۱ ملاحظہ ہو
آخر میں نصرت الٰہی آندھی کی صورت میں نمودار ہوئی		
کفار کے کیمپ میں کھلبلی		
بدحواسی کے عالم میں اُن کا فرار		
کفار کی یلغار کے وقت اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ نے جو انعام فرمایا اُس کو یاد کرو	۳۳	۹، ۱۰، ۱۱
اُس وقت منافقین کا طرز عمل	۳۳	۱۲
اللہ اور رسولؐ نے فتح کا جو وعدہ کیا تھا وہ محض دھوکا تھا		
منافقین نے میدان جنگ سے کھسکنا شروع کر دیا	۳۳	۱۳، ۱۴
سفید ڈٹی کی پہلے بڑی ٹکڑیاں مارتے تھے اب بھاگ رہے ہیں	۳۳	۱۵
یہ فرار تمہیں موت سے نہیں بچا سکتا	۳۳	۱۶، ۱۷
جہاد سے روکنے والوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے	۳۳	۱۸
بزدل اور حریص	۳۳	۱۹
جنگ کے وقت بزدلی اور امن کے وقت زبان دراز	۳۳	۱۹
اہل ایمان کا جذبۂ ایمان و تسلیم و انشراح اور ان کی جزا	۳۳	۲۲، ۲۳، ۲۴ مع حواشی
شہداء کے مزارات کی زیارت انہیں	۳۳	ذیل آیت نمبر ۲۳

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورہ نمبر	آیت نمبر
سلام کہنے کا حکم اور اُن کا جواب دینا	۳۳	بقیہ آیت نمبر ۴۳
کفار کو ناکام واپس لوٹانا یا اہل ایمان کو جنگ کے بغیر فتح عطا فرمائی	۳۳	۲۵
بنی قریظہ		
اس یہودی قبیلے کا محاصرہ، ان کا قلع قمع	۳۳	۲۶
تفصیلی جائزہ	۳۳	۲۶ مع حاشیہ
جنگِ خندق	۳۳	۲۳ کا حاشیہ
دشمن کے مقابلہ کے لیے نکلو تو اُن کی گردنیں اڑا دو	۴۷	۴
اسیرانِ جنگ کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے (تفصیلی بحث)	۴۷	۴ مع حواشی
شہداء کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے ان پر انعامات	۴۷	۴، ۵، ۶، ۷
جہاد		
اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا	۴۷	۷
ہمت مت ہارو صلح کی پیش کش مت کرو تم ہی سربلند ہو گے اللہ تمہارے ساتھ ہے	۴۷	۳۵
جنگجو قوم سے جہاد کرنے کی دعوت	۴۸	۱۶
وہ کون لوگ تھے جنہیں کذاب کی قوم اُن سے جہاد کی تشہیل	۴۸	۱۶
معذوروں پر جہاد فرض نہیں	۴۸	۱۷
غزوۂ خیبر		
اس کے معرکات		
خیبر کا علاقہ دو حصوں میں منقسم تھا، دونوں حصوں میں بہت سے مستحکم قلعے تھے		بقیہ آیت نمبر
ان قلعوں کو فتح کرنے کی تفصیلی حالات	۴۸	۱۹ اور ۲۰
ذوالفقار حیدری نے مرحب کو دو نیم کر کے جزیرۂ عرب میں یہودیت کا خاتمہ کر دیا تفصیلی جائزہ		
دیگر فتوحات کی بشارتیں	۴۸	۲۱
صلح حدیبیہ		
اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے دو احسانات مسلمانوں پر فرمائے۔	۴۸	۲۰ تا ۲۴
صلح میں ایک حکمت یہ بھی کہ مکہ میں کئی مومن مرد اور عورتیں تھیں جنہیں تم نہیں پہچانتے تھے	۴۸	۲۵
جنگ کی صورت میں انہیں گزند پہنچنے کا اندیشہ تھا	۴۸	۲۵
اگر کفار مسلمان قیدیوں کو آڑ بنا لیں تو کیا اسلامی لشکر کو حملہ کرنے کی اجازت ہے؟	۴۸	آیت نمبر ۲۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	صفحہ نمبر	آیت نمبر
دُعائیں		
حضرت سلیمانؑ کی دُعا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ	۳۸	۳۵
بڑی پیاری دُعا	۳۸	حاشیہ آیت ۶۹
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِفَضْلِ الْمَوْجُوْدَاتِ الخ		
سوتے وقت جو دُعا مانگنی چاہیئے	۳۹	حاشیہ آیت ۴۲
گھوڑے وغیرہ پر سوار ہوتے وقت کی دُعا	۴۳	۱۳، ۱۴ مع حاشیہ
سفر پر روانہ ہوتے وقت کی دُعا	۴۲	آیت ۴۲ کا حاشیہ
رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ الخ		
بڑی جامع دُعا	۴۶	۱۵
نمازِ تہجد کے بعد کی دُعا	۵۱	۱۷ کا حاشیہ
کسی مجلس سے اُٹھتے وقت کی دُعا	۵۲	حاشیہ آیت ۴۳
رات کو سوتے سوتے آنکھ کھل جائے تو کیا دُعا مانگیں	۵۲	حاشیہ آیت ۴۹
مجھ سے دُعا مانگو میں قبول کروں گا	۴۰	۶۰ مع حاشیہ
شرائطِ قبولیتِ دُعا	۴۰	حاشیہ آیت ۶۰
جو عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ دوزخ کا ایندھن بنیں گے۔ شرِ شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ	۴۰	۶۰
سیاسیات		
شریعتِ نبوی کی پابندی کیوں ضروری ہے؟	۴۳	حاشیہ آیت ۶
مومنوں کو جنگ کے بغیر فتح	۴۳	۲۵
خلیفہ کون ہوتا ہے؟		
عدل قائم کرنے اور ہوائے نفس سے اجتناب کا حکم	۳۸	۲۶
خلیفہ اور بادشاہ میں فرق، حضرت عمرؓ کا اپنے بارے میں استفسار، سربراہِ مملکت کے لیے خلیفہ کا لفظ کیوں پسند کیا گیا۔	۳۸	حاشیہ آیت ۲۸
اُن کے کام مشورے سے طے ہوتے ہیں (وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ)	۴۲	۳۸
ظالموں پر سوا کُن عذاب ہے	۴۴	۳۰
ظالم قومیں سب کچھ چھوڑ کر ہلاک ہو گیا	۴۴	۲۵ تا ۲۸
ظالم کی بربادی پر کوئی آنکھ نمناک نہ ہوئی۔	۴۴	۲۹
ایمان کامل نہ ہو تو برسرِ اقتدار لوگ فتنہ برپا کرتے ہیں اور قطع رحمی شروع کر دیتے ہیں	۴۷	۲۲
شدید ضرورت کے بغیر کفار کو صلح کی پیش کش درست نہیں	۴۷	حاشیہ آیت ۳۵
اگر جہاد میں بخل کرو گے تو اپنے اُوپر ظلم کرو گے	۴۷	۳۸
اگر تم اپنے فرائض انجام نہیں دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ہٹا کر کسی اور قوم کو تمہاری جگہ کھڑا کر دے گا	۴۷	۳۸
صلح حدیبیہ کو فتح مبین فرمایا گیا	۴۸	۱
اس کی وجہ، حالات کا تفصیلی جائزہ	۴۸	حواشی آیت نمبر
فاسق کی خبر بغیر تحقیق کے مت مانو ایسا نہ ہو کہ پچھتانا پڑے	۴۹	۶
دو مسلمان گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں صلح کرا دو اور جو زیادتی کرے اُس کے ساتھ سب لڑو	۴۹	۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں	۴۹	۹ مع حاشیہ
باغی گروہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے	۴۹	۹
حضورؐ کا حکم، حضرت علیؓ کا عمل۔ اُن کے دشمنوں اور مقتولوں کے ساتھ برتاؤ	〃	حاشیہ آیت نمبر ۹
کیا ظالم حکمران کے ساتھ جنگ جائز ہے	۴۹	حاشیہ آیت نمبر ۹
باغی گروہ کے قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے	۴۹	〃 〃 〃
حضرت امام حسنؓ کی مصالحت	۴۹	〃 〃 〃 〃
حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے خارجیوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ کیا وہ مشرک ہیں؟ کیا وہ منافق ہیں؟ آپ کا جواب	۴۹	〃 〃 〃 〃
مسلمان بھائی بھائی ہیں ان میں صلح کراؤ	۴۹	۱۰
فرعونی سیاست میں نے حضرت موسیٰؑ پر فتنہ و فساد برپا کرنے کا الزام لگایا	۴۰	۲۶
بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر اُن پر احسان کیا	۳۷	۱۱۵، ۱۱۶
فرعون نے آپ پر ساحر ہونے کا الزام لگایا	۴۳	۴۹ مع حاشیہ
فرعون کا طرز و تکبر	۴۳	۵۱ تا ۵۵
حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے مطالبہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل کو آزاد کر دے	۴۴	۱۷، ۱۸
فرعونی سیاست کا انجام	۴۴	۲۵ تا ۲۸
تباہی و بربادی		
اُن کی تباہی پر کوئی آنکھ بھی غمناک نہیں ہوتی	۴۴	۲۹
فرعون نے بنی اسرائیل کی کثرت سے ڈر کر اُن کے بچوں کو قتل کرنا شروع کر دیا۔	۴۰	۲۵

شرک کا بطلان

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اُن کے معبود ایک ذرّہ کے بھی مالک نہیں	۳۴	۲۷
بت مکھی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں	۳۵	۱۳
اللہ کا کوئی شریک نہیں	۳۴	۲۷
یہ دُعا پکار سنتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں	۳۵	۱۴
قیامت کے دن اپنے پجاریوں کی پوجا کا انکار کریں گے	۳۵	۱۴
معبودانِ باطل اپنے پرستاروں کے دشمن ہوں گے	۴۶	۶
تمہارے معبودوں نے کیا بنایا ہے؟ دکھاؤ	۳۵	۴۰
باطل معبودوں نے کیا پیدا کیا ہے؟ دکھاؤ	۴۶	۴
ایک مثال سے شرک کی قباحت	۳۹	۲۹
اگر پوچھا جائے زمین و آسمان کا خالق کون ہے تو کہیں گے اللہ	۳۹	۳۸
اگر اُن سے پوچھا جائے کہ زمین و آسمان کا خالق کون ہے تو کہیں گے عزیز علیم خدا	۴۳	۹
اگر اُن سے پوچھا جائے کہ انھیں کس نے پیدا کیا ہے تو کہیں گے اللہ نے	۴۳	۸۷
نہ وہ تکلیف دُور کر سکیں نہ وہ انعام روک سکیں	۳۹	۳۸
تم اپنا کام کرو میں اپنا کام کروں گا پھر دیکھو عذاب کس پر آتا ہے	۳۹	۴۰
اے جاہلو کیا تم غیر خدا کی عبادت کا حکم دیتے ہو	۳۹	۶۴

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	مسئلہ نمبر	آیت نمبر
حکم دیتے ہو۔	۲۹	۶۴
حالانکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ شرک سے		
سارے عمل برباد ہو جاتے ہیں	۳۹	۶۵
اُن کے شریکوں کے من گھڑت دین کی	۴۲	۲۱
اجازت اللہ نے نہیں دی		
ظالموں کے لیے عذاب الیم ہے	"	"
ظالم اپنے کرتوتوں کے باعث لرزاں	۴۲	۲۲
ہوں گے		
گزشتہ رسولوں سے پوچھ لو کیا اللہ نے	۴۳	۴۵
کوئی اور خدا بنائے		
اگر رحمٰن کا کوئی بیٹا ہو تو میں سب سے	۴۳	۸۱
پہلے اُس کی عبادت کرنے والا ہوں۔		
تمہارے معبودوں کو شفاعت کا حق نہیں	۴۳	۸۶
غیروں کو خدا سمجھ کر پکارنے والا بڑا گمراہ ہے	۴۶	۵
جب عذاب آیا تو بتوں نے ان کی	۴۶	۸
کیوں مدد نہ کی		
اللہ کے ساتھ کسی غیر کو خدا نہ بناؤ	۵۱	۵۱
غیر خدا کی عبادت سے مجھے منع کیا گیا ہے	۴۰	۶۶
مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اُس کی عبادت کروں	۴۰	۶۶

شریعت

(الف) شریعت کی خصوصیات۔

خطا سے فعلی سرزد ہو تو مواخذہ نہیں،	۲۳	۵
دانستہ پر مواخذہ ہے		

	مسئلہ نمبر	آیت نمبر
یہ شریعت ایسے نبی کی ہے جو اولی	۳۳	۷ مع حاشیہ
بالعزم نبیین ہے		
شریعت میں حیلہ کا حکم	۳۸	حاشیہ آیت نمبر ۴۴
جس چیز کا اصل ثابت ہو اُس کی پابندی	۴۸	حاشیہ آیت
سے وہ بدعت نہیں بن جاتی		نمبر ۲۹

عبادات

کثرت ذکر کا حکم	۳۳	۴۱
صبح و شام اُس کی تسبیح کرو	۳۳	۴۲
متقی رات کو بہت کم سوتے ہیں	۵۱	۱۷
وہ سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں	۵۱	۱۸
طلوع شمس اور غروب شمس سے پہلے	۵۰	۳۹
تسبیح و تحمید کا حکم		
رات کے وقت تسبیح کا حکم	۵۰	۴۰
میری عبادت کرو یہی صراط مستقیم ہے	۳۶	۶۱
جو عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ	۴۰	۶۰
ذلیل و خوار ہوں گے اور وہ دوزخ میں		
پھینک دیئے جائیں گے		
ازواج مطہرات کو نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے	۳۳	۳۳
کا حکم		

نماز، زکوٰۃ و صدقات

ازواج مطہرات کو نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے	۳۳	۳۳
کا حکم		
اُس کی راہ میں جو کچھ خرچ کرو گے وہ اُس	۳۴	۳۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کا معاوضہ تمہیں ملے گا	۴۲	۳۹
جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں، خفیہ اور اعلانیہ ہمارے دیئے ہوئے رزق سے خرچ کرتے ہیں اُن کی تجارت میں گھاٹا نہیں۔	۳۵	۲۹
کافروں کو اگر خرچ کرنے کے بارے میں کہا جائے تو کہتے ہیں جن کو خدا نے نہیں دیا ہم انہیں کیوں دیں	۳۶	۴۷
اُن کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے۔	۵۱	۱۹
پردہ کے احکام		
عورت کے عنوان کے نیچے ملاحظہ فرمایئے		
حلال و حرام		
عورتوں کے لیے ریشم اور سونا حلال ہے	۴۳	۱۸
دیگر شرعی احکام		
متبنّٰی کے بارے میں زمانہ جاہلیت کا رواج جس میں قرآنی اصلاح	۳۳	۴، ۵
ہر شخص کی نسبت اُس کے باپ کی طرف کرو	۳۳	۵
اولوالارحام بعض بعض سے مقدم ہیں۔	۳۳	۶
ماں باپ سے حسن سلوک	۴۶	۱۵ مع حاشیہ
شیطان		
شیطان نے قوم سبا کو گمراہ کرنے کا دھندہ شروع کر دیا	۳۴	۲۰
شیطان کو لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا۔ وہ بعض انہیں بہلاتا ہے اور یہ پھسل جاتے ہیں	۳۴	۲۱
شیطان تمہارا دشمن ہے اُسے دشمن ہی سمجھا کرو	۳۵	۶
وہ اپنے گروہ کو جہنمی بنانے کے درپے رہتا ہے	۳۵	۶
شیطانوں کی شہاب ثاقب سے خبر لی جاتی ہے۔ وہ ملاء اعلیٰ کی باتیں نہیں سن سکتے۔	۳۷	۶ تا ۱۰
شیطان کا سجدہ نہ کرنا		
درِ رحمت سے راندہ جانا، اللہ سے مہلت طلب کرنا	۳۸	۷۴ تا ۸۵
مہلت کا مل جانا		
اس کا چیلنج		
شیطان تمہارا دشمن ہے تمہیں راہِ حق سے روک نہ دے۔	۴۳	۶۲
ہم نے بنی آدم کو تاکید کی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے	۳۶	۶۰
اُس نے بڑی قوموں کو گمراہ کیا	۳۶	۶۲

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
بدکاروں پر ہم نے بُرے ساتھی مسلط کر دیئے فرمانے والا	۴۱	۲۵
وہ انھیں سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور یہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ خیال کرتے ہیں	۴۳	۳۷
شیطان فریب دیتا ہے اور لمبی زندگی کی آس دلا کر گمراہ کر دیتا ہے	۴۷	۲۵
جو رحمان کے ذکر سے آنکھیں بند کرتا ہے ہم شیطان کو اس کا ساتھی مقرر کر دیتے ہیں	۴۳	۳۶
صحابۂ کرام اور اُمتِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ		
حضرت زید کے فراق میں ان کے والد حارث کی بے تابی، پُر درد اشعار ان کا مل جانا آپ کا باپ کو چھوڑ کر حضورؐ کو اختیار کرنا	۳۳	۵ مع حاشیہ
غزوۂ خندق کے وقت صحابہؓ کا جذبۂ ایمان و تسلیم اور بڑھ گیا	۳۳	۲۲
ان جوانمردوں نے جان دے کر اپنی نذر پوری کر دی بعض منتظر ہیں	۳۳	۲۳
صحابہ کرام کی جانفروشیوں کے مناکر شیخین رضی اللہ عنہما کے ایمان کی دلیل	۳۳	۲۳ کا حاشیہ آیت ۴۳ کا حاشیہ
حضرت سواد بن قارب کا ایمان لانا اور قصیدہ پیش کرنا	۴۶	آیت ۲۹ کا حاشیہ
اُن کے گناہ مٹا دیئے گئے۔ ان کے حالات سنوار دیئے گئے	۴۷	۲
صلح حدیبیہ سے صحابہ کے دلوں کو تسکین اور قوتِ ایمان میں اضافہ	۴۸	۴
صحابہؓ پر مزید عنایات تکفیرِ سیئات	۴۸	۵
بیعتِ رضوان کا پس منظر	۴۸	۱۰
شیعہ کتب سے بیعتِ رضوان کے اصحاب کے فضائل	۴۸	حاشیہ آیت ۱۰
صحابہ کرام کا جذبۂ سرفروشی اور رضائے الٰہی کا تاج (رضی اللہ الخ	۴۸	۱۸
صحابہؓ کے مومن برحق ہونے پر اللہ تعالیٰ کی گواہی	۴۸	۱۸
دیگر بشارتیں	۴۸	۱۸، ۱۹
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ اور اس کے غلاموں پر سکینہ اتارا	۴۸	۲۶ مع حاشیہ
اور انھیں متقی بنایا (والزمھم کلمۃ التقویٰ وکانوا احق بھا واھلھا)	۴۸	۲۶ مع حاشیہ
صحابہ کرامؓ کے خصائل حمیدہ		
حضورؐ کی ہمراہی		
کفار پر سخت		
آپس میں رحیم و شفیق		
بکثرت رکوع و سجود کرنے والے	۴۸	۲۹
فضلِ الٰہی کے متلاشی		
چہروں پر نورِ عبادت		
تورات اور انجیل میں اُن کی مثالیں		

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
کفار اسلام کے باغ کو ہرا بھرا دیکھ کر غصہ سے بے قابو ہو جاتے	۴۸	۲۹
مِنْهُمْ کے لفظ سے صحابہؓ کے ایمان، شیعہ کا اعتراض اور ان کی کتب سے اس کا رد	۴۸	آیت ۲۹ کا حاشیہ
احادیث میں صحابہؓ کی شان اور ان کے گستاخوں پر اللہ کی پھٹکار	۴۸	آیت ۲۹ کا حاشیہ
بارگاہِ رسالت میں صحابہؓ کا ادب	۴۹	حاشیہ آیت ۲
استاد کا ادب و احترام	۴۹	حاشیہ آیت ۵
اللہ تعالیٰ نے ایمان کو صحابہ کرامؓ کی آنکھوں میں محبوب اور مزین کر دیا اور کفر و فسق کو مکروہ بنا دیا	۴۹	۷
یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں (اولئک ھم الراشدون)	۴۹	۷
یہ اللہ کا ان پر فضل و انعام ہے	۴۹	۸
حضرت فاروق اعظمؓ کا اپنے ایک دوست کو نصیحت آموز خط	۵۰	حاشیہ آیت ۳
انبیاء، شہداء اور اولیاء کے اجسام کو زمین نہیں کھاتی	۵۰	حاشیہ آیت ۴

عمل صالح

ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک	۴۶	۱۵
ہر شخص کو اس کے اعمال کے مطابق درجات پر فائز کیا جاتا ہے	۴۶	۱۹
جو عمل صالح کرتا ہے اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے حالات درست کر دیئے جاتے ہیں	۴۷	۲
حسن عمل کا نور حبشی کے چہرہ کو بھی روشن بنا دیتا ہے	۴۸	حاشیہ آیت ۲۹
نیک مومن کے لیے غم ہونے والا اجر ہے	۴۱	۸

عورت

ظہار کی تشریح اور اس کے احکام	۳۳	۴ مع حاشیہ
متبنّٰی کے بارے میں کفار کا رد اور قرآنی اصلاح	۳۳	۴، ۵
متبنّٰی کی بیوی سے نکاح کی اباحت	۳۳	۴، ۵
پردے کا حکم	۳۳	۳۳
آرائش کی نمائش کی ممانعت	۳۳	۳۳
مومن عورت کی صفات	۳۳	۳۵
حضورؐ کے متبنّٰی زید کی طلاق کے بعد حضرت زینبؓ سے حضورؐ کا نکاح	۳۳	۳۷
اس واقعہ کے بارے میں قدیم و جدید معاندین کے شکوک و شبہات اور ان کا ازالہ	۳۳	حاشیہ آیت ۳۷
خیر خواہ کو طلاق ہو تو اس پر عدت نہیں	۳۳	۴۹
اس کو خوبصورتی کے ساتھ رخصت کرنے کا حکم	۳۳	۴۹
کون سے محرم ہیں جو عورت کے پاس آجا سکتے ہیں	۳۳	۵۵
پردے کے مفصل احکام اور اس کی حکمت	۳۳	۵۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورہ نمبر	آیت نمبر
بے پردگی کی سخت ممانعت (احادیث)	۲۴	۵۹ حاشیہ
عورتوں کے لیے سونا اور ریشم حلال ہے	۴۳	۱۸
مال کا ادب، آداب حسن سلوک	۴۶	۱۴ مع حاشیہ
دودھ پلانے کی مدت	۴۶	۱۵
حمل کی مدت	۴۶	۱۵
قرآن کریم		
یہ کتاب بذریعہ وحی آپ کو عطا فرمائی گئی ہے	۳۵	۳۱
یہ کتاب حق ہے	۳۵	۳۱
اپنے جن بندوں کو وہ چن لیتا ہے ان کو اپنی کتاب کا وارث بنا لیتا ہے	۳۵	۳۲
بعض لوگ ظالم ہیں بعض متوسط بعض نیکیوں میں آگے بڑھنے والے۔ یہی فضل کبیر ہے	۳۵	۳۲
یہ کتاب عزیز رحیم نے نازل کی ہے	۳۶	۵
تاکہ غافلوں کو ڈرایا جائے	۳۶	۶
قرآن زندوں کو ہدایت دیتا ہے	۳۶	۷۰، ۶۹
ہم نے آپ پر مبارک کتاب نازل کی ہے تاکہ لوگ اس میں تدبر کریں اور نصیحت پکڑیں۔	۳۸	۳۰
قرآن نصیحت ہے	۳۸	۴۹
یہ سب جہانوں کے لیے نصیحت ہے	۳۸	۸۷
یہ عزیز حکیم خدا نے نازل کی ہے	۳۹	۱
ہم نے اسے حق کے ساتھ اتارا ہے	۳۹	۲
پلندہ کلام اللہ نے نازل کیا ہے	۳۹	۲۳
قرآن میں ہر قسم کی مثالیں ہیں	۳۹	۲۷
یہ عربی زبان میں ہے۔ اس میں ذرا بھی کجی نہیں	۳۹	۲۸
ہم نے آپ پر یہ قرآن کو حق کے ساتھ نازل کیا	۳۹	۴۱
یہ قرآن عربی میں ہم نے آپ پر نازل کیا ہے	۴۲	۷
قرآن کو اللہ نے حق کے ساتھ نازل کیا ہے	۴۲	۱۷
ہم نے انھیں سمجھانے کے لیے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے	۴۳	۳، ۲
قرآن لوح محفوظ میں ثبت ہے۔ وہ ہمارے نزدیک اعلیٰ اور پر از حکمت ہے	۴۳	۴
کفار کا اعتراض، مکہ اور طائف کے کسی رئیس پر کیوں نازل نہ ہوا اور اس کا رد	۴۳	۳۱
کیا رب کی رحمت وہ بانٹنے والے ہیں	۴۳	۳۲
قرآن آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے وجہ عزو شرف ہے	۴۳	۴۴
ہم نے قرآن کو مبارک رات میں نازل فرمایا	۴۴	۲ تا ۵
اس سے مراد کونسی رات ہے؟ شب برات کی رات کے فضائل۔ کتب خضر اجرش	۴۴	حواشی آیات مذکورہ
سے افضل ہے		
یہ کتاب عزیز حکیم نے نازل کی ہے	۴۵	۲
. . . . .	۴۶	۲۰
قرآن بصائر، ہدایت اور رحمت ہے	۴۵	۲۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
قرآن کو رسولؐ نے نہیں گھڑا	۴۶	۸
قرآن کتب سابقہ کا مصدق، محسنین کے لیے مژدہ اور بدکاروں کے لیے تنبیہ ہے	۴۶	۱۲
قرآن اگر خدا کا کلام نہیں تو اس جیسا بنا کر دکھاؤ	۵۲	۳۴،۳۳
یہ کتاب عزیز و علیم کی نازل کردہ ہے	۴۰	۲
یہ رحمٰن و رحیم کی نازل کردہ ہے	۴۱	۲
یہ عزیز و حکیم نے نازل کی ہے	۴۵	۲
" " " " " "	۴۶	۲
یہ عزیز و رحیم نے نازل کی ہے	۳۶	۵
یہ عزیز و حکیم خدا نے نازل کی ہے	۳۹	۱
یہ حکیم و حمید نے نازل کی ہے	۴۱	۴۲
اس کی آیتیں مفصل ہیں	۴۱	۳
یہ بشیر و نذیر ہے	۴۱	۴
جو اس میں تحریف کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں، انہیں سزا ملے گی۔	۴۱	۴۰
باطل اس کے نزدیک نہ آگے سے آ سکتا ہے نہ پیچھے سے۔ اہل ایمان کے لیے ہدایت اور شفا ہے	۴۱	۴۴
کفار کے لیے یہ مشتبہ ہے	۴۱	۴۴

دیگر آسمانی کتب

انجیل۔ یہ کتاب منیر ہے	۳۵	۲۵
تورات۔ یہ ہدایت اور نصیحت ہے (ھدی و ذکریٰ)	۴۰	۵۴

قیامت

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
یہ امام و رحمت ہے	۴۶	۱۲
قیامت کا علم اللہ کے پاس ہے	۳۳	۶۳
قیامت کب آئے گی۔ احادیث سے	۳۶	۴۸ تا ۵۰
اس کی تفصیل		مع حاشیہ
قیامت ضرور آئے گی	۳۴	۳
قیامت یقیناً آئے گی	۴۰	۵۹
اس کی حکمت	۳۴	۵
انکارِ قیامت	۳۴	۷
دلیلِ قیامت		
مُردہ زمین کو زندہ کرنا	۳۵	۹
کذالک النشور		
جب صور پھونکا جائے گا تو قبروں سے نکل نکل کر اپنے رب کے پاس جانے لگیں گے	۳۶	۵۱
اُس وقت پچھتائیں گے	۳۶	۵۲
اُس روز کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا	۳۶	۵۴
پوسیدہ ہڈیوں کو وہی زندہ کرے گا	۳۶	۷۸، ۷۹
جس نے پہلے پیدا فرمایا		
دلائل قیامت	۳۶	۷۸، ۸۰
اس کی قدرتِ قاہرہ	۳۶	۸۲، ۸۳
صور پھونکا جائے گا سب خبر کی کر گر پڑیں گے الا ماشاء اللہ	۳۹	۶۸، ۶۹
حشرِ قیامت، دفترِ عمل، نبی اور گواہ	۳۹	۶۹، ۷۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
پیش ہوں گے۔ انصاف سے فیصلہ ہوگا	۳۹	۷۰،۶۹
قیامت کے روز سب کو بدلہ ملے گا۔ ظلم نہیں ہوگا	۴۰	۱۷
مارے خوف کے دل گلے میں اٹک رہے ہوں گے	۴۰	۱۸
اُس روز ظالموں کا کوئی دوست اور شفیع نہیں ہوگا	۴۰	۱۸
کفار کہتے ہیں بس یہی زندگی ہے حشر نہیں ہوگا	۴۴	۳۴ تا ۳۶
روزِ قیامت سب جمع ہوں گے	۴۴	۴۰
جن بندوں پر اللہ نے رحم فرمایا ہے	۴۴	۴۱
ان کے سوا کوئی دوست کام نہیں آئے گا		
انکارِ قیامت، ہمارے باپوں کو زندہ کردکھا	۴۵	۲۵
اس کا رد	۴۵	۲۶
روزِ قیامت باطل پرست خسارے میں ہوں گے	۴۵	۲۷
ہر اُمت گھٹنوں کے بل گری ہوگی اور	۴۵	۲۸، ۲۹
اُسے اپنے دفترِ عمل کی طرف بلایا جائے گا		
انکارِ قیامت	۴۵	۳۲
ان کا انجام	۴۵	۳۳
روزِ قیامت انھیں فراموش کر دیا جائے گا	۴۵	۳۴
قیامت کی نشانیاں	۴۷	محمد آیت ۱۸
انکارِ قیامت اور اس کا رد	۵۰	۳-۴
دلیلِ قیامت	۵۰	۱۱
منظرِ قیامت	۵۰	۲۰-۲۲، ۴۲

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
منظرِ قیامت	۵۲	۹-۱۰
قیامت کے روز تکذیبین کی حالت	۵۲	۱۱ تا ۱۶
کفار و مشرکین		
غزوۂ خندق سے لشکرِ کفار کی ناکام واپسی	۳۳	۲۵
کفار پر لعنت اور ان کے لیے بھڑکتی آگ	۳۳	۶۴
اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا	۳۳	۶۵
آگ میں ڈالے جائیں گے۔ کہیں گے کاش ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی	۳۳	۶۶
کہیں گے ہمارے لیڈروں نے ہمیں گمراہ کیا انھیں دوگنا عذاب دیا جائے	۳۳	۶۷-۶۸
جو ہماری آیات کو جھٹلا کر ہمیں ہرا دینا چاہتے ہیں انھیں عذابِ الیم	۳۴	۵
کفار کے معبود ایک ذرّے کے مالک نہیں اور نہ زمین و آسمان میں ان کا کوئی حصہ ہے	۳۴	۲۲
اس کے اذن کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکے گا	۳۴	۲۳
کفار کا قیامت کے بارے میں سوال کہ وہ کب ہوگی۔ ان کا جواب	۳۴	۲۹-۳۰
کفار کا قرآن کو ماننے سے انکار	۳۴	۳۱
قیامت کے دن ان کی حالتِ زار	۳۴	۳۱
سرداروں اور ماتحتوں کا باہمی تکرار	۳۴	۳۱-۳۲-۳۳
مستکبرین نے انبیاء کا انکار کیا کیونکہ ان	۳۴	۳۴-۳۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورہ نمبر	آیت نمبر
کے پاس مال و اولاد انبیاء سے زیادہ ہے	۳۴	۳۴-۳۵
ان کے پاس شبہ کا رد	۳۴	۳۶
اموال و اولاد قربِ الٰہی کا ذریعہ نہیں	۳۴	۳۷
اُن کا عقیدہ		
انکارِ قیامت	۳۴	۳
منکرین کو عذاب اور ضلال بعید	۳۴	۷-۸
کفار و مشرکین جنات کی پوجا کرتے ہیں	۳۴	۴۰-۴۱
کفار کسی کو نفع و ضرر نہیں پہنچا سکیں گے	۳۴	۴۲
بارگاہِ رسالت میں کفار کی گستاخی	۳۴	۴۳-۴۴
یہ ہمیں اپنے آبا کے دین سے روکتا ہے یہ کلام خود گھڑتا ہے۔ سحر مبین		
پہلے کفار نے بھی ایسا ہی کیا اور برباد ہوئے	۳۴	۴۵
ان کو غور و فکر کی دعوت	۳۴	۴۶
روزِ قیامت کفار کی حالت	۳۴	۵۱ تا ۵۴
کفار نے آپ سے پہلے انبیاء کی تکذیب کی	۳۵	۴
کفار کے لیے اُن کے بُرے اعمال مزین کر دیئے گئے	۳۵	۸
کفار مکر کرتے ہیں لیکن اُن کا مکر تباہ ہو کر رہے گا	۳۵	۱۰
کفار نے اپنے انبیاء کا پہلے بھی انکار کیا اور تباہ ہوئے	۳۵	۲۵-۲۶
اُن کا حال زار۔ موت آئے گی نہ عذاب میں تخفیف	۳۵	۳۶-۳۷
جھٹلانا اور یہ کہنا آیاتِ الٰہی کا مذاق اڑانا ہے اس کا انجام	۴۵	۷ تا ۱۱
اللہ کی آیتوں میں کفار ہی جھگڑا کرتے ہیں	۴۰	۴
ان کی آمد و رفت، جاہ و جلال انہیں دھوکہ میں نہ ڈالے	۴۰	۴
پہلے کفار کا بھی یہی وتیرہ تھا ان کا انجام	۴۰	۵-۶
روزِ حشر کفار کا سر نہ اٹھا سکنا	۴۰	۱۰
اُن کا اعترافِ جرم۔ اظہارِ ندامت	۴۰	۱۱-۱۲
پہلی کافر قومیں طاقت اور آثار میں ان سے زیادہ تھیں لیکن برباد ہو گئیں اس کی وجہ	۴۰	۲۱-۲۲
فرعونی غرق ہوئے۔ صبح و شام آگ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ قیامت کے روز اشد العذاب میں داخل کیے جائیں گے	۴۰	۸۲-۸۴-۸۶
دوزخ میں اُن کا آپس میں تکرار	۴۰	۴۶
دوزخ کے داروغوں کی منت سماجت اور اُن کا جواب	۴۰	۴۷-۴۸
مومنوں کو ہدایت عطا فرمائی	۴۰	۴۹-۵۰
ایسی کتاب دی جو ذی وذکریٰ لاولی الالباب ہے	۴۰	۵۳
کفار محض ہوسِ اقتدار کے لیے ایمان نہیں لاتے۔ لیکن وہ کامیاب نہیں ہوں گے	۴۰	۵۴
	۴۰	۵۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
اللہ کی کتاب اور رسولوں کو جھٹلانے والوں کا ہولناک انجام	۴۰	۶۹ تا ۷۶
حالتِ یاس میں ایمان منظور نہیں	۴۰	۸۵
کفار کہتے ہیں۔ قلوبنا فی اکنۃ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے	۴۱	۵
مشرکین جو زکوٰۃ نہیں دیتے ان کے لیے ہلاکت ہے	۴۱	۶-۷
وہ کہتے اللہ چاہتا تو فرشتے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجتا	۴۱	۱۴
عقبہ کی ہٹ دھرمی	۴۱	۱۴ مع حاشیہ
قوم عاد نے ناحق تکبر کیا اور ہلاک ہوئے	۴۱	۱۵
قوم ثمود نے ہدایت پر گمراہی کو پسند کیا	۴۱	۱۷-۱۸
روزِ حشر کفار گروہوں میں بانٹ دیئے جائیں گے	۴۱	۱۹
اُن کے کان۔ آنکھیں اور جلود ان کے خلاف گواہی دیں گے	۴۱	۲۰ تا ۲۲
قرآن مت سنو۔ اس میں شور مچاؤ	۴۱	۲۶
انکارِ آیات کی سزا	۴۱	۲۷-۲۸
کفار اُن لوگوں کو روندنا چاہیں گے جنہوں نے انہیں گمراہ کیا	۴۱	۲۹
جھوٹا اور بدکار آیاتِ الٰہی کا مذاق اڑاتا ہے اس کا انجام	۴۵	۷ تا ۱۱
جو اپنی خواہش کو اپنا خدا بناتا ہے اور جان بوجھ کر گمراہ ہوتا ہے اُسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا	۴۵	۲۳
وہ صرف دنیوی زندگی کے قائل ہیں کہتے ہیں ہمیں دہر ہلاک کر دے	۴۵	۲۴
کفار قرآن کو سحر کہتے ہیں	۴۶	۷
کفار کہتے اگر یہ دین سچا ہوتا تو یہ لوگ اسے قبول کرنے میں ہم سے سبقت لے جاتے	۴۶	۱۱
روزِ حشر کفار کو کہا جائے گا جو اچھے عمل تم نے کیے اُن کا اجر تم دنیوی زندگی میں لے چکے ہو	۴۶	۲۰
کفار رسولِ حق قبول کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی روکتے ہیں	۴۷	۱
کفار کی بربادی	۴۷	۱۰
کفار عیش و عشرت اور ڈنگروں کی طرح کھانے میں مصروف ہیں	۴۷	۱۲
کفر کی حالت میں مرنے والوں کی بخشش نہیں ہوگی	۴۷	۳۴
کفار کے دلوں میں حمیتِ جاہلیہ	۴۸	۲۶
انہیں اعتراض ہے کہ رسول ان میں سے کیوں آیا	۵۰	۲
کفار خیر سے منع کرنے والے، حد سے بڑھنے والے، شک میں گرفتار و حیرہ	۵۰	۲۵، ۲۶
قرآن کریم کے بارے میں کفار کا باہمی اختلاف	۵۱	۷-۸
قیامت کا انکار اور عذاب	۵۱	۱۱ تا ۱۴
وہ حضور ﷺ کو کبھی کاہن کبھی مجنون اور کبھی شاعر کہتے ہیں	۵۲	۲۹-۳۰
یہ اللہ کی عبادت کیوں نہیں کرتے	۵۲	۳۵-۳۶

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورہ نمبر	آیت نمبر
کسی رئیس کو نبی کیوں نہ بنایا	۴۳	۳۱
اللہ کے لیے بیٹیاں، ان کے لیے بیٹے	۴۳	۱۶
ان کے اطوار		
کفار پہلے تمہیں کہا کرتے کہ اگر ان کے پاس کوئی رسول آیا تو وہ اس پر ضرور ایمان لائیں گے۔ لیکن جب آیا تو نخوت کرنے لگے	۳۵	۴۱،۴۲
مجرموں کو الگ کر دیا جائے گا۔ ان کو سزا ملے گی	۳۶	۵۹-۶۴
ان کے لبوں پر مُہریں، ان کے ہاتھ اور پاؤں گواہی دیں گے	۳۶	۶۵
اگر ہم چاہتے تو ان کو اندھا کر دیتے۔ ان کے چہرے مسخ کر دیتے	۳۶	۶۶-۶۷
انھوں نے اللہ کے سوا دوسرے خدا بنائے	۳۶	۷۴
کہتے بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا اس کا جواب	۳۶	۷۹
نصیحت قبول نہیں کرتے، آیات کا تمسخر اڑاتے ہیں، قرآن کو سحر کہتے ہیں، قیامت کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا رد	۳۷	۱۳ تا ۱۹
قیامت کے روز ان کی حالت	۳۷	۲۰ تا ۲۶
ایک دوسرے پر الزام تراشی	۳۷	۲۷ تا ۳۴
جب ان کو کہا جاتا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو تکبر کرتے اور کہتے ہم ایک شاعر اور	۳۷	۳۵-۳۶
مجنون کے لیے اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے نہیں	۳۷	۳۵-۳۶
قوم کے ذکر پر کفار کا مذاق	۴۳	۴۲ مع حاشیہ
وہ اپنے گمراہ باپ دادا کے نقش قدم پر چلتے ہیں	۳۷	۶۹-۷۰
کیا اللہ کے لیے بیٹیاں اور ان کے لیے بیٹے	۳۷	۱۴۹ تا ۱۵۴
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساحر و کذاب کہتے	۳۸	۴
بہت سے خداؤں کو ایک خدا بنا دیا۔ یہ عجیب و غریب بات ہے	۳۸	۵
اپنے عقیدۂ شرک پر پکا رہنے کی تاکید	۳۸	۶
کیسے عقیدۂ توحید من گھڑت ہے	۳۸	۷
ہم رئیسوں کو چھوڑ کر یتیم عبدالمطلب کو نبی بنانے میں کیا حکمت ہے	۳۸	۸
کیا آپ کے رب کے خزانے وہ بانٹ رہے ہیں	۳۹	۹
پہلی قوموں نے بھی اپنے انبیاء کو جھٹلایا اور تباہ ہوئیں	۳۸	۱۲-۱۴
کفار فوری نزول عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں	۳۸	۱۶
سرکشوں کا انجام، رود زرع، کھولتا پانی، پیپ، آپس میں لڑائیں	۳۸	۵۵ تا ۶۰، ۶۱
جن کو ہم شریر اور ذلیل (مسلمان) کہا کرتے تھے وہ آج نظر نہیں آ رہے	۳۸	۶۲ تا ۶۴
ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ	۳۹	۳ مع حاشیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
زلفیٰ اس کی تشریح، ناروا الزام اور اس کا ازالہ	۳۹	۳ حاشیہ
مشرک کھلے گھاٹے میں ہیں۔ ان کے اوپر پیچھے آگ ہی آگ ہوگی	۳۹	۱۶-۱۵
تکذیب کرنے والوں کا حشر	۳۹	۲۶-۲۵-۲۴
ان کا عبرتناک انجام		
بڑا ظالم وہ ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور قرآن کو جھٹلاتا ہے	۳۹	۳۲
جب صرف اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو کڑھنے لگتے ہیں اور جب بتوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہوتے ہیں	۳۹	۴۵
ایک ناروا الزام اور اس کا رد	۳۹	حاشیہ ۴۵
کفار دنیا بھر کی دولت سے فدیہ ادا کرنا چاہیں گے حقیقت سے پردہ اس روز اٹھے گا	۳۹	۴۷-۴۸
جب ہم اسے کوئی نعمت بخشتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرے علم و ہنر کا ثمر ہے	۳۹	۴۹ تا ۵۲
روز قیامت کفار کے منہ کالے ہوں گے۔ کفار کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا	۳۹	۶۰
فرشتوں سے ان کی بات چیت	۳۹	۷۱-۷۲
کفار نے بتوں کو اپنا کارساز بنا لیا ہے	۴۶	۹
جو لوگ بحث بازی کرتے ہیں ان کا انجام	۴۶	۱۶
کفار قیامت کے لیے جلدی مچاتے ہیں	۴۶	۱۷
دنیا کے طلبگار کو صرف دنیا ملے گی	۴۶	۲۰ حاشیہ
ظالموں کے لیے عذاب الیم	۴۲	۲۱
ظالم اپنے کرتوتوں کے باعث لرزاں ہوں گے	۴۲	۲۲
گمراہوں اور ظالموں کی حالت زار	۴۲	۴۴-۴۵-۴۶
منکرین کا انبیاء کے ساتھ سلوک اور اس کا انجام	۴۳	۷۶-۸
کفار اللہ کی اولاد مانتے	۴۳	۱۵
خدا کے لیے بیٹیاں اور اپنے لیے بیٹے	۴۳	۱۶
اگر اسے بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی تو رنگ فق ہو جاتا	۴۳	۱۷-۱۸
جب فرشتوں کو بیٹیاں بنایا تو کیا لوگ دیکھ رہے تھے	۴۳	۱۹
کفار کی بہانہ سازی کہ اگر اللہ نہ چاہتا تو ہم بتوں کی عبادت نہ کرتے	۴۳	۲۰
وہ اندھی تقلید کے خوگر ہیں	۴۳	۲۱-۲۲-۲۳
سب کے گمراہ ہونے کا قدرتی ہوتا تاہم	۴۳	۳۳-۳۴-۳۷
کفار کے لیے سونے کے گھر اور چھتیں ہونے کی بات دیتے		۳۵
جو اللہ کے ذکر سے اندھا بنتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں	۴۳	۳۶
قیامت کے روز اس سے بیزاری کا اظہار کریں گے	۴۳	۳۸
مجرمین کی حالت زار	۴۳	۷۴ تا ۷۸
انھیں کھیلنے کودنے دو	۴۳	۸۳
وہ شک میں کھیل رہے ہیں	۴۴	۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
قحط سالی کا عذاب	۴۴	۱۰-۱۱
بدخان مبین		
عذاب معاف کرنے کی دعا قبل طور پر	۴۴	۱۲-۱۳
منظور پھر عذاب الیم		
حضور کو معلم اور مجنون کہنا	۴۴	۱۴
کفار کا دردناک انجام	۴۴	۴۳ تا ۵۰
مومنین و متقین		
غزوہ خندق کی رات کی میں اہل ایمان کا کردار	۳۳	۲۲
تکالیف کے وقت ان کا جذبہ ایمان فزوں تر ہو جاتا ہے۔ ان کی بے انتہا خوشیاں اور اجر	۳۳	۲۲ ۲۳ ۲۴ مع حواشی
اہل ایمان مرد و زن کی صفات	۳۳	۳۵
اللہ کا ذکر کرنے والوں کی شان	۳۳	۳۵ مع حاشیہ
اہل ایمان کو کثرت ذکر اور تسبیح کا حکم	۳۳	۴۱-۴۲
اللہ تعالیٰ مومنین پر اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے فرشتے ان کے لیے دعائیں مانگتے ہیں	۳۳	۴۳
انھیں سلامتی رہے کی دعا اور اجر کریم ملے گا	۳۳	۴۴
مومنین کو فضل کبیر کی بشارت	۳۳	۴۷
مومنین کے لیے مغفرت اور رزق کریم	۳۴	۴
جنھیں اذن ہو گا وہ شفاعت کریں گے	۳۴	۲۳
اموال و اولاد نہیں بلکہ ایمان اور	۳۴	۳۷
عمل صالح قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں	۳۴	۳۷
جو لوگ کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں۔ اللہ کے رزق سے خرچ کرتے ہیں، ان کی تجارت نفع والی ہے	۳۵	۲۹
ان کو ان کا پورا اجر بھی ملے گا اور اپنے فضل سے مزید بھی	۳۵	۳۰
نیکیوں میں سبقت لے جانے والوں کو جنات عدن اور دیگر نعمتیں	۳۵	۳۳
وہ اللہ کی حمد کریں گے	۳۵	۳۴-۳۵
وعظ و نصیحت کا فائدہ اللہ سے ڈرنے والوں کو ہوتا ہے	۳۶	۱۱
مومن کی زندگی اور موت	۳۶	۷۰ تا ۲۷
اہل جنت کی تلطف اندوزیاں، وہ اور ان کی بیویاں، سلام کا پیغام، والا سرپانی پتی کی تفسیر	۳۶	۵۵، ۵۶، ۵۷
اللہ کے مخلص بندوں پر انعامات کی بارش	۳۷	۴۰ تا ۴۹
اہل جنت کا ایک منکر قیامت ساتھی کو یاد کرنا اور وہاں سے اس دوزخی سے بات چیت	۳۷	۵۰ تا ۵۷
اہل جنت کو پھر موت نہیں آئے گی۔ یہی فضل عظیم ہے	۳۷	۵۸ تا ۶۱
پرہیزگاروں پر نوازشات (جنات عدن، پھل، شراب طہور اور حوریں)	۳۸	۵۶ تا ۵۶
بندہ مومن رات بھر جاگتا ہے پھر ڈرتا ہے	۳۹	۹

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورہ نمبر	آیت نمبر		سورہ نمبر	آیت نمبر
اُس کی رحمت کی آس لگائے رہتا ہے	۳۹	۹	آخرت متقین کے لیے ہے	۴۳	۳۵
وُہ اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے			قیامت کے روز بجز پرہیزگاروں کے	۴۳	۶۷ مع حاشیہ
صابروں کو بغیر حساب اجر ملے گا	۳۹	۱۰	سب دوست دُشمن ہوں گے		
جو دُنیا میں اچھے کام کرتے ہیں اُنھیں اچھا صلہ ملے گا	۳۹	۱۰	(الاخلاّء یومئذ بعضھم)		
			اُنھیں اُس روز خوف و حزن نہ ہوگا	۴۳	۶۸-۶۹
اہل ایمان کو مژدہ	۳۹	۱۷-۱۸	دیگر انعامات	۴۳	۷۰ تا ۷۳
قرآن سُن کر اُن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں	۳۹	۲۰	جن پر اللہ رحم فرمائے گا ان کی دوستی کام آئے گی	۴۴	۴۲
ان کے دِل نرم ہو جاتے ہیں	۳۹	۲۳	متقین پر نوازشات	۴۴	۵۱ تا ۵۷
حضورؐ پر ایمان لانے والوں کی شان	۳۹	۳۳،۳۴،۳۵	اہل ایمان کے لیے زمین و آسمان میں اللہ کی قدرت و حکمت کی نشانیاں ہیں	۴۵	۳
متقیوں کو نجات ملے گی۔ کوئی تکلیف نہ ہوگی	۳۹	۶۱	تمھاری پیدائش، حیوانات، گردش لیل و نہار یہ نشانیاں ہیں	۴۵	۴ - ۵
متقیوں کو جنت کی طرف لے جائیں گے وہاں ان کی عزت افزائیاں	۳۹	۷۳-۷۴	جو اللہ کو رب مانتے ہیں پھر استقامت اختیار کرتے ہیں انھیں نہ خوف اور نہ حزن ہوگا و دیگر انعامات	۴۶	۱۳
اہل ایمان قیامت سے خوفزدہ رہتے ہیں	۴۲	۱۸			
جو آخرت کا طلبگار ہے اس پر مہربانی	۴۲	۲۰ مع حاشیہ			
نیکوں پر فضل کبیر	۴۲	۲۲-۲۳	جو اللہ کے محبوبؐ پر ایمان لائے اُن کے گناہ مٹا دیئے۔ ان کے حالات کو درست کر دیا۔ اللہ اہل ایمان کا مددگار ہے کفار کا کوئی مددگار نہیں	۴۷	۱۱
اہل ایمان کی دُعائیں قبول فرماتا ہے ویزیدھم من فضلہ	۴۲	۲۶			
اہل ایمان کے لیے خیر و ابقیٰ	۴۲	۳۶،۳۷،۳۸			
اہل ایمان کی صفات	۴۲	۳۸	اہل ایمان جنت میں	۴۷	۱۲
جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو بدلہ لیتے ہیں	۴۲	۳۹،۴۱،۴۳ و حواشی ۴۳ مع حواشی	اہل ایمان کے لیے جنت جس میں شہد و شراب کی نہریں	۴۷	۱۵
لیکن بخش دینا افضل ہے من عزم الامور	۴۲	۴۳	جو راہ ہدایت پر ہیں اُن کے نور ہدایت میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اتقویٰ بخشا جاتا ہے	۴۷	۱۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورہ نمبر	آیت نمبر
مومنین کی آزمائش	۴۷	۳۱
جنت مت ہار دم ہی سر بلند ہو گے	۴۷	۳۵
اہل ایمان کے دلوں میں سکینہ نازل کیا	۴۸	۴
اور ان کی قوت ایمان میں اضافہ		
اولیاء اللہ کے ساتھ معیت کا ثبوت	۴۸	حاشیہ آیت ہذا
مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں	۴۹	۱۰
مومن کی صفات	۴۹	۱۵
جنت ان کے نزدیک کر دی جائے گی	۵۰	۳۱
آخرت میں قرب و بعد کا مفہوم	۵۰	حاشیہ آیت بالا
ان کی صفات انسانیت اور قلب منیب	۵۰	۳۳-۳۲
جو بائیں گے وہ بھی جلد یا بدیر	۵۰	۳۵ مع حاشیہ
متقین پر انعامات	۵۱	۱۶-۱۵
وہ رات کو کم سوتے ہیں	۵۱	۱۷
سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں	۵۱	۱۸
ان کے اموال میں سائل اور محروم کا حق ہے	۵۱	۱۹
آیات زمینی اور انفسی میں غور کرنا ان کا شیوہ ہے	۵۱	۲۰-۲۱
متقین پر خوارقات کی بارش	۵۲	۱۷ تا ۲۰ تا ۲۴
متقین کی ایماندار اولاد بھی ان کے ساتھ ملا دی جائے گی	۵۲	۲۱ مع حاشیہ
ایک دوسرے سے گزشتہ احوال کا تذکرہ	۵۲	۲۵ تا ۲۸
فرشتے مومنین کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں	۴۰	۷
فرشتے نیکوں کے والدین، بیویوں اور	۴۰	۸-۹

	سورہ نمبر	آیت نمبر
اولاد کے لیے بھی دعائیں کرتے ہیں	۴۰	۸-۹
مومن اپنے ماں باپ کو بخشوائے گا	۴۰	حاشیہ آیت بالا
شان بندگی اور شان بندہ نوازی	۴۱	۳۰ مع حاشیہ
دیگر بے پایاں انعامات	۴۱	۳۱-۳۲
دوسروں کو گمراہی سے نکالنا بہترین کام ہے	۴۱	۳۳
برائی کا بدلہ نیکی سے دینے کا حکم	۴۱	۳۴-۳۵

معاشیات

جو لوگ راہ حق میں خرچ کرتے وقت کنجوسی کرتے ہیں اور ضرورت مند طبقہ کی کفالت نہیں کرتے اُن کا انجام	۳۳	۱۹ مع حاشیہ
حضرت داؤدؑ کو زرہیں بنانے کا فن سکھایا گیا	۳۴	۱۱
مصنوعات کو مضبوط اور خوب صورت بنانے کی تلقین	۳۴	حاشیہ آیت ۱۱
دریا اور سمندر میں گوشت اور سامان زینت ہے	۳۵	۱۲
بحری تجارت سے تلاش رزق کو فضل الٰہی کہا گیا	۳۵	۱۲
بگڑے ہوئے لوگوں کو غریبوں کی امداد کے لیے کہا جاتا ہے تو کہتے ہیں جنہیں خدا نے نہیں دیا ہم انہیں کیوں دیں۔ سرمایہ دارانہ ذہنیت	۳۶	۱۲
	۴۷	۴۷

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورہ نمبر	آیت نمبر
مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ	۴۲	۳۸
ہم نے کسی کو رزق کم دیا، کسی کو زیادہ درجات میں فرق کر دیا۔ اس کی حکمت، ایک دوسرے سے کام لے سکو	۴۳	۳۲
سب کے گمراہ ہوتے کا خطرہ نہ ہوتا	۴۵	۱۲، ۳۴، ۴۲
تو ہم کفار کے دروازے اور چھتیں سونے اور چاندی کی بنا دیتے		۳۵
آخرت تیرے رب کے پاس متقین کے لیے ہے	۴۳	۳۵
ان کے مالوں میں سائل اور محروم کا حق ہے	۵۱	۱۹
(متقین کی صفات)		
زمین پیدا فرمائی۔ اس نے رزق کا انتظام کیا۔ سب کے لیے برابر موقع سواء للسائلین	۴۱	۱۰ مع حاشیہ
مُنافقین		
منافقین کے کردار کا تفصیلی تجزیہ غزوہ تبوک کی روشنی میں	۹	۴۲ تا ۶۰ مع حاشیہ
منافقین کو مدینہ سے نکال دیا جائے گا انھیں قتل کر دیا جائے گا۔ ان کا انجام تباہی ہے	۳۳	۶۰-۶۱-۶۲
منافقین جب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوتے ہیں	۴۷	۱۶
اُن کے دلوں پر مُہریں، وہ نفس کے پیروکار ہیں	۴۷	۱۶
جہاد پر جانے کا حکم سُن کر موت کی غشی طاری ہو گئی	۴۷	۲۰-۲۱
اگر انھیں حکومت مل جائے تو فتنہ برپا کر دیں اور قطع رحمی کرنے لگیں	۴۷	۲۲
موت کے وقت منافقین کی حالت	۴۷	۲۶، ۲۷، ۲۸
صلح حدیبیہ سے منافقین کو عذاب	۴۸	۶
منافقین کی جہاد سے پیچھے رہنے کی بہانہ سازیاں	۴۸	۱۱
یہ سمجھتے تھے کہ اب اللہ کا رسول اور مسلمان اہلِ مکہ سے بچ کر واپس نہیں آئیں گے	۴۸	۱۲
غنیمت کے لالچ کے لیے جہاد میں شرکت کی خواہش کریں گے لیکن انھیں اجازت نہیں	۴۸	۵۰
فرمایا تمھیں پھر موقعہ دیا جائے گا جب جنگجو قوم سے لڑنے کی نوبت آئے گی	۴۸	۱۶ مع حاشیہ
جنگجو قوم سے کون مراد ہیں		
نواہی		
تمھیں دنیوی زندگی دھوکہ میں نہ ڈال دے	۳۵	۵
شیطان تمھیں اللہ سے فریب میں مبتلا نہ کر دے	۳۵	۵

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
آپس میں تفرقہ نہ ڈالو	۴۲	۱۳ امع حاشیہ
تفرقہ بازی کی وجہ بغی بینھم	۴۲	۱۴
جاہلوں کی طرح خواہشاتِ نفس کی پیروی نہ کرو۔ وہ تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکیں گے	۴۵	۱۸-۱۹

	سورۃ نمبر	آیت نمبر
(اہلِ پاکستان کے لیے لمحۂ فکریہ)	۴۹	
مذاق مت کرو۔ عیب چینی مت کرو۔	۴۹	۱۱
برے القاب سے مت پکارو		
ایک دوسرے کی جاسوسی نہ کرو	۴۹	۱۲ امع حواشی
اللہ کے ساتھ کسی کو خدا نہ بناؤ	۵۱	۵۱

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز